www.KitaboSunnat.com
الاصابة
في
تميز الصحابة
اردو
تالیف: علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم: مولانا محمد عامر شہزاد علوی
مكتبة رحمانية

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ

اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 042-7224228-7355743

فیکس: 042-7221395

www.KitaboSunnat.com

الاصابہ
فی
تمییز الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (اردو)
(صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انسائیکلوپیڈیا)
جلد ۴
www.KitaboSunnat.com
تالیف
حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم
مولانا محمد عامر شہزاد علوی
مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار لاہور
MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

نام کتاب .... الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ رضی اللہ عنہم اجمعین (اردو) جلد ۲

تالیف .... حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ

مترجم .... مولانا محمد عامر شہزاد علوی

ناشر .... مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

مطبع .... خضر جاوید پرنٹرز

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہوسکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

فہرست موضوعات

باب عین کے بعد تاء

باب عین کے بعد ثاء

باب عین کے بعد جیم

باب عین کے بعد دال

باب عین کے بعد راء

باب عین کے بعد زاء

باب عین کے بعد شین

باب عین کے بعد صاد

باب عین کے بعد طاء

باب عین کے بعد ظاء

باب عین کے بعد فاء

باب عین کے بعد قاف

باب عین کے بعد کاف

باب عین کے بعد لام

باب عین کے بعد میم

عمر نامی حضرات

عمرو نامی حضرات کا تذکرہ

عمران نامی حضرات

عمیر نامی حضرات کا تذکرہ

عمیرہ نامی حضرات کا تذکرہ

باب عین کے بعد نون

باب العین جس کے بعد واو ہے

باب العین کے بعد یاء

باب العین جس کے بعد الف ہے

باب العین کے بعد یاء

باب عین کے بعد تاء

باب عین کے بعد ثاء

باب عین کے بعد دال

باب عین کے بعد راء

باب عین کے بعد طاء

باب عین کے بعد قاف

باب عین کے بعد لام

باب عین کے بعد میم

باب عین کے بعد تاء

باب عین کے بعد جیم

باب عین کے بعد دال

باب عین کے بعد راء

باب عین کے بعد نون

باب عین کے بعد واؤ

باب عین کے بعد یاء

باب عین کے بعد تاء

۵۳۹۳ عتّاب (شد سے) ابن اُسَید [1]

(شروع میں زبر) ابن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس الاموی۔ ابوعبدالرحمٰن، بقول بعض ابومحمد۔ والدہ کا نام زینب بنت عمرو بن امیہ ہے۔ فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور آپ علیہ السلام جب حنین روانہ ہوئے تو انہیں مکہ کا گورنر بنا گئے، جس پر وہ بدستور برقرار رہے۔ بقول بعض: طائف سے واپسی کے بعد انہیں گورنر بنایا تھا۔ فتح مکہ کے سال لوگوں کو حج کرایا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی عہدہ پر تا دمِ زیست قائم رکھا۔ یہ سارا بیان واقدی وغیرہ کا نقل کردہ ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے: وہ نیک اور صاحب فضیلت انسان تھے۔ جس وقت وہ مکہ کے والی بنائے گئے تو ان کی عمر بیس (۲۰) سال سے کچھ زائد تھی۔

بقول عمر بن شبہ: کتابِ مکہ میں ابراہیم بن المنذر الحزامی، ابن وہب، لیث، عمرو۔ ان کے سلسلہ سند میں مولا عفرہ سے مروی ہے قریش کے چار بزرگ ایک کونے میں بیٹھے تھے۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کی چھت پر اذان کی صدا بلند کی تو ان میں کا ایک کہنے لگا: ''اس کے بعد جینے کا کیا مزہ''۔ پھر واقعہ نقل کیا، اسی میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (بذریعہ وحی) ان کی باتیں بتائیں تو وہ کہنے لگے: آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے ہی بتایا ہے۔ اور حق کی گواہی دی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے روانہ ہوئے تو عتاب بن اسید کو مکہ کا والی مقرر کیا۔

مصعب زبیری کا قول ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی ناراضگی کا اظہار کرنا چاہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ابوجہل کی بیٹی سے شادی نہ کریں تو عتاب نے جلدی سے اس سے شادی کر لی جس سے ان کا بیٹا عبدالرحمٰن پیدا ہوا۔ اصحاب السنن نے بروایت سعید بن المسیب بحوالہ ان کے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ ابوحاتم [2] فرماتے ہیں: سعید نے ان سے سماع نہیں کیا۔ طیالسی اور تاریخ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بطریق ایوب، عبداللہ بن یسار سے مروی ہے کہ عمرو بن ابی عقرب فرماتے ہیں: میں نے عتاب بن اسید کو بیت اللہ سے پشت لگائے فرماتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! مجھے اپنے اس عہدے میں جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا ہے صرف یہ دو رنگین کپڑے ملے جو میں نے اپنے مولا کیسان کو پہنا دیئے ہیں۔ اس کی سند حسن ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ عتاب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد بھی زندہ رہے ہوں جس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ طبری نے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنروں میں شمار کیا ہے جو ان کی خلافت کے سارے سالوں سے ۲۲ھ تک رہے پھر یہ ذکر کیا ہے کہ مکہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنر نافع بن عبدالحارث ۲۳ھ میں تھے۔ جس سے معلوم ہوا کہ عتاب رضی اللہ عنہ کا انتقال خلافتِ فاروقی کے آخری دور میں ہوا ہے۔

ہم نے امالی المحاملی کے پانچویں جزء میں اسے نقل کیا ہے جسے ابوعمر بن مہدی نے روایت کیا ہے۔ اس کے سارے راوی معتبر ہیں۔ صرف محمد بن اسمٰعیل جو ابن حذافہ سہمی ہے، محدثین نے ان کی روایت کو جو مؤطا کے علاوہ ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کی قید کے ساتھ ہے، ضعیف قرار دیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب بن اسید کو مکہ کا گورنر بنایا، وہ توحید میں شک کرنے والوں

---

[1] اسد الغابة (ت: ۳۵۳۲) الاستیعاب (ت: ۱۷۷۵) تجرید اسماء الصحابة (۱/ ۳۷۰) [2] الجرح والتعدیل (۷/ ۱۰)

کے بڑے خلاف اور مسلمانوں کے بارے میں نرم گوشہ تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے: اللہ کی قسم! مجھے جو شخص بھی نماز با جماعت کو چھوڑ کر پھرتا ہوا نظر آیا میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ کیونکہ اس سے پیچھے رہنے والا منافق ہی ہو سکتا ہے، جس پر اہل مکہ پکار اٹھے اللہ کے رسول! آپ نے اللہ والوں کا نگران ایک اجڈ دیہاتی کو بنا دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے خواب دیکھا تھا کہ وہ جنت کے دروازے پر آیا، دروازے کا حلقہ پکڑ کر کھٹکھٹایا تو وہ کھل گیا اور یہ جنت میں داخل ہو گیا''۔

عقیلی نے ہشام بن محمد بن سائب کلبی کے حالات میں ان تک کی سند سے بواسطہ ان کے والد، ابوصالح سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے:

''اور میرے لیے اپنی طرف سے ایک اقتدار کو مددگار بنا دے''۔ [1]

فرماتے ہیں: ''وہ عتاب بن اسید تھے''۔ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اس آیت پہ یہی بات نقل کی ہے اور اس کے بعد ساری کی ساری وہ حدیثِ انس سے نقل کی ہے جسے میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ میرا گمان تھا یہ حدیثِ کلبی کا بقیہ جزء جس میں کئی احتمال تھے جس کی وضاحت میں نے اپنی کتاب ''مبهمات القرآن'' میں کر دی ہے۔

۵۳۹۴ عتّاب بن سُلیم [2]

بن قیس بن اسلم بن خالد... تیمی۔ ابوعمر [3] کا بیان ہے: فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔

۵۳۹۵ (ز) عتّاب

سعید کے والد۔ سلیط بن سلیط کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جوڑے (سوٹ) تقسیم کر رہے تھے، ایک عمدہ جوڑا آ گیا۔ کسی نے کہہ دیا: ابن عمر کو دے دیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے اس کے والد نے ہجرت کرائی ہے میں تو اسے دوں گا جو خود بھی مہاجر ہو اور اس کا باپ بھی مہاجر ہو، جو سعید بن عتاب یا سلیط بن سلیط ہے۔

۵۳۹۶ عتّاب بن شُمیر [4]

بقول بعض: نمیر الضبی۔ ابن حبان [5] کا قول ہے: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ بقول بغوی: کوفہ کے رہائشی تھے۔ ان کی حدیث ابونعیم نے عبدالصمد بن جابر عن مجمع بن عتاب بن شمیر عن ابیہ نقل کی ہے، فرمایا: میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میرے والد انتہائی بوڑھے اور میرے چند بھائی ہیں میں ان لوگوں کے پاس جانا چاہتا ہوں شاید وہ اسلام لے آئیں۔ اور میں انہیں آپ کے پاس لے آؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر وہ اسلام لے آئیں تو بہتر ہے اور اگر اسلام کا انکار کر دیں تو اسلام کشادہ اور چوڑا ہے''۔ [6]

---

[1] سورة الاسراء (۸۰) [2] اسد الغابہ (۳۵۳۳) استیعاب (۱۷۷۶) تجرید (۱/۳۷۰)

[3] استیعاب (۳/۱٤٤) [4] اسد الغابہ (۳۵۳٤) استیعاب (۱۷۷۷) تجرید (۱/۳۷۰)

[5] الثقات (۳/۳۰٤) [6] مجمع الزوائد (۵/۳۱۰) الطبقات الکبرٰی (٦/۳۰) جامع المسانید (۸/۵۳۷) استیعاب (۳/۱٤٤)

اسے ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں اور علی بن عبدالعزیز نے اپنی مسند میں ابونعیم سے نقل کیا ہے اور ایک جماعت نے ان دونوں کی متابعت کی ہے۔ ابوامیہ طرسوسی، ابونعیم سے نقل کرتے ہیں: ''عتاب بن نمیر''۔ ابن شاہین لکھتے ہیں: درست پہلا قول ہے اور حدیث غریب ہے۔

۵۳۹۷ عثبان

ابن عبید بن عمرو العبدی از عبدالقیس۔ ان کا ذکر ایک ایسی حدیث میں ملتا ہے جس کی اسناد میں کلام ہے اور ایک دوسری حدیث میں ان کا تذکرہ ہے جو حدیث ابی بحر البکراوی کے جزء میں ہے کہ محمد بن یونس، ابوعاصم بشیر بن صحار، معارک بن بشران کے سلسلۂ سند میں عثبان بن عبید بن عمرو کے حوالہ سے ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی کی آپ سے گفت وشنید کے دوران آئے، کہتے ہیں: میں گھوم کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت دیکھنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پیشانی پر ہاتھ رکھا سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

''جب ہمارے پاس سواریاں آئیں تو حاضر ہو جانا''۔

چنانچہ سواریاں آ گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک سالہ یا دو سالہ اونٹ عطا کیا۔ محمد بن یونس وہی کدیمی ہیں جن کے بارے میں کلام ہے۔ ابوعمر لکھتے ہیں، دارقطنی فرمایا کرتے تھے: اس کی صرف وہی احادیث لیا کرو جو میں نے منتخب کی ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ دارقطنی کی انتخاب کردہ حدیث ہے۔

۵۳۹۸ عتبان بن مالک [1]

بن عمرو بن العجلان بن زید بن غنم ... انصاری خزرجی سالمی۔ جمہور کے ہاں بدری شمار ہوتے ہیں، جبکہ ابن اسحاق نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر نہیں کیا ہے، ان کی حدیث صحیحین میں بطریق انس اور محمود بن الربیع وغیرہ حضرات ہے۔ وہ اپنی قوم بنی سالم کے امام تھے۔ ابن سعد [2] کا بیان ہے، حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ خلافتِ معاویہ میں عمر رسیدہ ہو کر فوت ہوئے۔

۵۳۹۹ عُتبہ بن اَسید [1]

ابن جاریہ بن اَسید۔ ابن عبداللہ بن عمیرہ ابن عوف بن ثقیف، ابوبصیر ثقفی، بنی زہرہ کے حلیف۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ ان کے نام پر اتفاق ہے جس نے انہیں عبید سمجھا ہے اس سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔ بخاری [2] میں واقعہ حدیبیہ میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ فرماتے ہیں: ابوبصیر وہاں سے نکل کر سیف البحر آ گئے، ادھر سے ابوجندل بن سہیل بھی ان سے آ ملے۔ واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ مکہ میں وہ ناتواں سمجھے جاتے تھے، جب قریش اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صلح ہو گئی کہ وہ ان کا بھاگا ہوا شخص انہیں واپس کر دیں گے تو ابوبصیر جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کے مطابق قریش کے قاصد کے حوالہ کر دیا تھا بھاگ نکلے، رفتہ رفتہ ان کے پاس ایک جماعت کی شکل بن گئی۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۵۳۵) تجرید (۱/۳۷۰) [2] الطبقات الکبری (۳/۹۶)

[1] اسد الغابہ (۳۵۳۶) استیعاب (۱۷۷۸) تجرید (۱/۳۷۰)

[2] بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد والمصالحت مع اہل الحرب و کتابۃ الشروط (۲۷۳۱، ۲۷۳۲)

ان لوگوں کے ذریعہ قریش کو تجارتی نقصان اٹھانا پڑتا تھا تو ان لوگوں سے نجات پانے کے لیے قریش نے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرلیں تو آپ ﷺ نے اس پیشکش کو بخوشی قبول فرمالیا۔ موسیٰ بن عقبہ کی مغازی میں واقعہ میں کچھ اضافہ ہے کہ ابوبصیر اکثر نماز پڑھ کر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے: ؏

الحمدللّٰہ العلی الاکبر　　　من ینصر اللّٰہ فسوف ینصر

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ بلند شان اور سب سے بڑے کے لیے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ (کے دین) کی مدد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا مددگار رہے''۔

جب ابوجندل اس جتھے کے پاس پہنچے تو وہی ان کی امامت کرتے تھے۔ فرماتے ہیں: جب نبی ﷺ نے ابوبصیر اور ابوجندل کو اپنے ہاں آنے کا پروانہ بھیجا، جس گھڑی آپ ﷺ کا نامہ مبارک موصول ہوا ابوبصیر موت و حیات کی کشمکش میں تھے۔ انتقال کے وقت نبی ﷺ کا فرستادہ خط ہاتھ میں تھا۔ حضرت ابوجندل نے انہیں وہیں دفن کیا اور نمازِ جنازہ پڑھی۔ ابن اسحاق نے یہ واقعہ طویل ذکر کیا ہے۔ بعض نے ایک دوسرے سے زائد الفاظ میں بھی نقل کیا ہے۔

۵۴۰۰ (ز) عتبہ بن حصین

ان کی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں بطریق ابن المبارک عن سعید بن یزید عن حارث بن یزید عن عتبہ بن حصین نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''موسیٰ علیہ السلام نے اپنی پاکدامنی اور اپنے پیٹ کی سیرابی کے عوض اپنے آپ کو مزدور بنایا تو ان کے سسر نے ان کے لیے وہ بکریاں جو اپنے رنگ کے علاوہ رنگ میں بچے جنتیں ان کے لیے مختص کردیں....''[1] (حدیث)

یہ حدیث ابن السکن نے اسی سند سے عیینہ بن حصن کے حالات میں نقل کی ہے جو لفظی غلطی ہے۔ ادھر سلمہ بن علی اور ابن لہیعہ نے عن الحارث بن یزید عن عتبہ بن المنذر ایک حدیث اسی مفہوم میں نقل کی ہے۔ واللہ اعلم۔ لہٰذا احتمال ہے کہ ان کے والد کے نام میں یا ان کے دادا کے کسی ایک کے نام میں اختلاف ہو۔

۵۴۰۱ عتبہ بن ربیع[1]

بن رافع بن معاویہ بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن الابجر جو خدرہ ہیں، انصاری خدری۔ ابن اسحاق[2] نے شہداء اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۰۲ عتبہ بن ربیعہ[2]

بن خالد بن معاویہ البہرانی، اوس کے حلیف۔ یہی ابن اسحاق کا قول ہے، جبکہ ابن کلبی فرماتے ہیں: یہ بہزی ہیں، بنی بہز

---

[1] البدایة والنہایة (۱/ ۲۴۵) [2] اسد الغابہ (۳۵۳۷) استیعاب (۱۷۷۹) تجرید (۱/ ۳۷۰)

[1] السیرة النبویة (۳/ ۹۸) [2] اسد الغابہ (۳۵۳۸) استیعاب (۱۷۸۰) تجرید (۱/ ۳۷۰)

بن امرئ القیس بن بہثہ بن سلیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابن اسحاق نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے، اصحابِ مغازی میں سے بعض نے ان کا بدری صحابہ میں ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: سیف نے یرموک میں شریک امراء میں عتبہ بن ربیعہ بن بہز کا ذکر کیا ہے، میں سمجھتا ہوں یہ وہی ہیں۔ اس سے ابن کلبی کے قول کی بھی تائید ہوتی ہے۔ میں قسم ثالث میں دوبارہ ان کا ذکر کروں گا۔

۵۴۰۳ عتبہ بن سالم [1]

بن حرملہ العدوی۔ مستغفری نے ان کے متعلق اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا: ''انہیں شرف صحابیت حاصل ہے''۔

میں کہتا ہوں: یہی قول ابن حبان [2] کا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ بغوی اور ابن السکن نے بطریق عباس عنبری بحوالہ عتبہ بن سالم بن حرملہ روایت کی ہے، فرمایا: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے باقیماندہ وضو کے پانی سے وضو کیا، انہیں چھینک آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یرحمک اللہ فرمایا اور دعا دی۔

۵۴۰۴ عتبہ بن سالم [1]

بقول بعض: ابن سلامہ بن سلمہ بن امیہ بن زید بن امیہ بن مالک.... قرشی۔ ابن سعد اور طبری نے شرکاءِ اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۰۵ (ز) عتبہ بن سہیل

بن عمرو قرشی عامری۔ میرے خیال میں مسلمانانِ فتح مکہ سے ہیں، کیونکہ زبیر نے ذکر کیا ہے کہ سہیل بن عمرو اور ان کے گھرانے کے لوگ شام گئے۔ دونوں نے ان کے خلاف بڑی جدوجہد کی، حارث بن ہشام بن مغیرہ مخزومی جن کے ساتھ اپنے اہل و عیال تھے ان کے رفیق سفر ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام اور فاختہ سے نکاح کر لیا۔ ان دونوں کا نام ''شریدین'' رکھا، کیونکہ ان دونوں کے گھرانے کے جتنے لوگ تھے ان میں سے صرف یہ دونوں بچ پائے تھے، شاید عتبہ کا انتقال اس سے پہلے ہو گیا ہو یا ان کے ساتھ ہوں اور شام میں فوت ہوئے ہوں۔

۵۴۰۶ (ز) عتبہ بن طویع المازنی [1]

بقول ابن مندہ: صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر ملتا ہے، جو ثابت نہیں۔ ابن شاہین نے عقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور دونوں نے بطریق ابن جریج، بواسطہ یزید بن عبداللہ بن سفیان بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے موالی کی جماعت! تم میں سے بدترین لوگ وہ ہیں جو عربوں میں رشتے ناتے قائم کر لیں''۔

کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: فلاں مولا نے انصار میں شادی کر لی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا عورت رضامند تھی؟'' اس نے

---

[1] اسد الغابہ (۳۵۳۹) تجرید (۱/۳۷۰) [2] الثقات (۳/۲۹۸)

[1] تجرید (۱/۳۷۰) [1] اسد الغابہ (۳۵۴۱) تجرید (۱/۳۷۱)

کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے اسے جائز قرار دیا۔ ❶

۵۴۰۷ (ز) عتبہ بن عائذ ❷

ابن شاہین اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور دونوں بطریق عبدالقدوس عن خالد بن معدان بحوالہ عتبہ بن عائذ مرفوع روایت کرتے ہیں (جو صحابیٔ رسول ﷺ تھے):

''جو شخص فجر و عشاء کی جماعت میں شریک ہوا اس کے لیے حج اور عمرہ کرنے والے جیسا اجر و ثواب ہے''۔ ❸

ابن شاہین نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ عتبہ بن عبد ہیں لکھتے ہیں: کیونکہ اس متن کے وہی راوی ہیں۔

۵۴۰۸ (ز) عتبہ بن عبداللہ ❹

بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری خزرجی سلمی۔ ابن اسحاق ❺ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۰۹ عتبہ بن عبد ❻ (بغیر اضافت)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، بقول بعض: ''ابن عبداللہ''۔ لیکن یہ قول صحیح نہیں۔ ابن حبان نے اعتماد سے لکھا ہے عتبہ بن عبداللہ سلمی ابوالولید کا نام عتلہ ہے۔ بقول بعض: نُشبہ تھا جسے نبی ﷺ نے تبدیل کر دیا۔ حسن بن سفیان بطریق یحییٰ بن عتبہ بن عبد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قریظہ کے روز فرمایا:

''جس نے قلعہ میں ایک تیر پھینکا، جنت اس کے لیے لازم ٹھہری''۔ ❼

تو میں نے تین تیر پھینکے۔ طبرانی بطریق یحییٰ بن عتبہ وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے طلب فرمایا، میں نوجوان لڑکا تھا، فرمایا: تمہارا کیا نام ہے؟ میں نے عرض کی: عتلہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ تم عتبہ ہو''۔ اور عطیہ بن مدرک کے طریق سے بحوالہ عتبہ بن عبد مروی ہے جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کی: نُشبہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم عتبہ ہو۔

امام احمد رحمہ اللہ نے بطریق شریح بن عبید روایت کی ہے کہ عتبہ بن عبد کہا کرتے تھے: عرباض مجھ سے بہتر ہیں۔ اور عرباض فرمایا کرتے تھے: عتبہ مجھ سے بہتر ہیں، وہ نبی ﷺ کے پاس مجھ سے ایک سال پہلے پہنچ گئے تھے۔ طبرانی نے اسی سند سے باضافہ ان الفاظ یہ روایت نقل کی ہے: ''آپ ﷺ کے پاس جب کوئی ایسا شخص آتا جس کا نام آپ ﷺ کو ناپسند ہوتا تو آپ اسے تبدیل (Change) کر دیتے تھے''۔

---

❶ کنز العمال (٤٤٧٠٥) جامع المسانید (٥٤٦/٨) ❷ اسد الغابہ (٣٥٤٢) تجرید (٣٧١/١)

❸ جامع المسانید (٥٤٧/٨) ❹ اسد الغابہ (٣٥٤٣) استیعاب (١٧٨٢) تجرید (٣٧١/١)

❺ السیرۃ النبویۃ (٢٥٧/٢) ❻ اسد الغابہ (٢٥٤٦) تجرید (٣٧١/١)

❼ المعجم الکبیر (٢٩٧/١٧) مجمع الزوائد (٢٧٠/٥) جامع المسانید (٥٦٠/٨) الاکمال (٣٠٨/٦)

واقدی وغیرہ کا کہنا ہے: ۸۷ھ میں فوت ہوئے، جبکہ ہیثم بن عدی کا قول ہے: ۷۱ یا ۷۲ھ میں فوت ہوئے۔ اس پر سب کا اعتماد ہے کہ وہ چورانوے (۹۴) برس زندہ رہے، جس میں تامل ہے، کیونکہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ وہ قریظہ میں شریک ہوئے تھے اور وہ ہجرت کے پانچویں سال پیش آیا۔ پہلے قول کے مطابق ان کی عمر بارہ (۱۲) سال اور دوسرے قول کے مطابق سات (۷) سال تھی۔ واقدی فرماتے ہیں: شام میں فوت ہونے والے یہ آخری صحابی ہیں۔

۵۴۱۰ عتبہ بن عروہ

بن مسعود۔ باوردی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے، اور بطریق ابن اسحاق ان کی حدیث نقل کی ہے۔ عن عتبہ بن عروہ بن مسعود عن ابیہ فرمایا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

''جب یہ شخص شراب پیئے تو اسے کوڑے لگاؤ....''۔ [1] (حدیث)

اسی سے چوتھی بار پینے کی وجہ سے اسے قتل کرنے کا حکم ہے۔ مجھے اس اسناد کی حالت معلوم نہیں لہٰذا دیکھ لی جائے۔

۵۴۱۱ عتبہ بن عمرو [2]

بن جَروہ ابن عدی بن عامر بن عدی بن کعب بن خزرج بن حارث بن الخزرج انصاری۔ عدوی نے انسابِ انصار میں ان کا ذکر کیا ہے کہ اُحد میں شریک ہوئے۔ ان کی اولاد نہیں رہی۔ طبرانی، ابن الدباغ اور ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۱۲ عتبہ بن عویم [3]

بن ساعدہ انصاری۔ ان کے والد کے حالات میں ان کا نسب بیان ہوگا۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ بقول ابن ابی داؤد: بیعتِ رضوان اور بعد کے واقعات میں شریک رہے۔ امام بخاری اور ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہما [4] فرماتے ہیں: ان کی حدیث صحیح نہیں۔ یعنی اس میں اضطراب ہے۔ ان کا بیان ہے کہ اس کا مدار عبدالرحمٰن بن سالم بن عتبہ بن عویم بن ساعدہ پر ہے جو اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں۔ چنانچہ طبرانی وغیرہ نے یہ یقین ظاہر کیا ہے کہ یہ حدیث مسند عویم کی ہے۔ اس بنا پر ''جدہ'' (ان کے دادا) کی ضمیر سالم کی طرف راجع ہوگی۔ ابن شاہین کی کتاب الصحابہ میں لکھا ہے: ''عبداللہ بن سالم بن عویم بن ساعدۃ'' انہوں نے سند میں عتبہ بن عویم کا نام چھوڑ دیا ہے۔ اور دوسرے مقام پر اعتماد سے لکھا ہے: یہ عبدالرحمٰن بن سالم بن عبدالرحمٰن بن عتبہ بن عویم بن ساعدہ ہیں۔ جس کی بنا پر یہ حدیث مسند عتبہ کی ہوگی۔ اسی پر حافظ ابن عساکر نے ''اطراف'' میں بھروسا کیا ہے۔ اس میں ایک اختلاف اور بھی ہے۔ عبدالرحمٰن کے حالات معلوم نہیں۔ واللہ اعلم۔ ابن ماجہ نے ان کی روایت نقل کی ہے۔

۵۴۱۳ عتبہ بن غزوان [5]

ابن جابر بن وہب المازنی بنی عبد شمس یا بنی نوفل کے حلیف۔ سابقین اولین سے ہیں۔ حبشہ ہجرت کی، پھر مدینہ ہجرت کر

---

[1] ابوداؤد كتاب الحدود باب اذا تتابع فی شرب الخمر (٤٤٨٤) ابن ماجه كتاب الحدود باب من شرب الخمر مرارا (٢٥٧٢)

[2] اسد الغابه (٣٥٤٧) [3] اسد الغابه (٣٥٤٩) تجريد (٣٧١/١) [4] الجرح والتعديل (٣٧٢/٦)

[5] اسد الغابه (٣٥٥٠) استيعاب (١٧٨٣) تجريد (٣٧١/١)

کے آئے۔ حضرت مقداد آپ ﷺ کے رفیق سفر تھے۔ بدر اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں فتوحات میں نگران مقرر کیا تھا۔ بصرہ میں انہوں نے اپنی حویلی بنائی، کئی فتوحات حاصل کیں۔ قد کے لانبے اور خوبرو تھے۔

امام مسلم رحمہ اللہ اور اصحاب السنن نے ان کی حدیث روایت کی ہے۔ مسلم میں ان کی حدیث سے ہے، میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ساتواں آدمی تھا، ہمارا کھانا صرف درختوں کے پتے تھے۔ ابن سعد ✿ وغیرہ کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس امارت کا استعفیٰ دینے آئے، آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ واپسی پر معدنِ بنی سلیم میں ۱۷ھ بقول بعض ۲۰ھ میں بقول بعض اس سے پہلے پہنچے۔ ستاون (۵۷) برس زندہ رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو فوت ہوگئے۔ طبرانی نے کئی طرق سے یہ روایت نقل کی ہے:

''جس نے جان بوجھ کر میرے متعلق جھوٹ بولا وہ جہنم کو اپنا ٹھکانہ بنالے....''۔

اور بطریق غزوان بن عتبہ بن غزوان وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

''جس نے جانتے بوجھتے میرے متعلق جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے''۔ ✿

اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن عمرو بن نعلہ ہے جو متروک راوی ہے۔

۵۴۱۴ عتبہ بن فرقد ✿

بن یربوع بن حبیب بن مالک بن اسعد بن رفاعہ سلمی، ابوعبداللہ۔ ابن سعد ✿ لکھتے ہیں: یربوع ہی فرقد ہیں۔ ابوالمعافی نے ''تاریخ موصل'' میں لکھا ہے بطریق ہیثم بواسطہ حصین مروی ہے کہ یہ خیبر میں شریک ہوئے جس میں سے انہیں حصہ ملا، چنانچہ وہ اپنے ماموں زادوں کو ایک سال کے لیے اور چچازادوں کو ایک سال کے لیے دیتے تھے۔ حصین ان کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتوحات میں انہیں نامزد کیا تو انہوں نے ۱۸ھ میں عیاض بن غنم کے ساتھ موصل کو فتح کیا۔

شعبہ، حصین سے بواسطہ اہلیہ عُتبہ بن فرقد روایت کرتے ہیں کہ عتبہ نے نبی ﷺ کے ساتھ دو غزووں میں شرکت کی۔ طبرانی نے صغیر اور کبیر میں بطریق ام عاصم اہلیہ عُتبہ بن فرقد روایت کی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے دور میں مجھے پتی اچھلنے (وہ ڈورے جو خون کے جوش کھانے سے یکا یک جسم پر ابھر آتے ہیں اور تمام جسم میں خارش ہونے لگتی ہے) کی بیماری ہوگئی۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں (سوائے ستر کے) باقی جسم سے کپڑا ہٹالوں، اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے پیٹ اور پیٹھ پہ رکھا، اس دن سے مجھ سے مہک آنے لگی۔

ام عاصم فرماتی ہیں: ہم ان کی چار* بیویاں تھیں۔ ہم خوشبو لگانے میں بڑی جستجو کرتیں (کہ ان سے تیز خوشبو ہو جائے)

✿ الطبقات الکبریٰ (۶۹/۳)

✿ بخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ (۱۰۶) ابوداؤد (۳۶۵۱) ابن ماجہ فی المقدمہ (۳۶) سنن دارمی (۷۶/۱) المستدرک (۷۷/۱)

✿ اسد الغابہ (۳۵۵۱) استیعاب (۱۷۸۴) تجرید (۳۷۱/۱) ✿ الطبقات (۲۶/۶)

* اسد الغابہ میں ہے کہ تین بیویاں تھیں۔ [عامر تقی ندوی]

جبکہ وہ خوشبو نہیں لگاتے تھے، پھر بھی ان کے جسم سے پھوٹنے والی خوشبو ہم سے اچھی ہوتی تھی۔
ابو عثمان نہدی کا قول ہے: ہم لوگ آذربائیجان میں عتبہ بن فرقد کے ساتھ تھے وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا جسے انہوں نے نکالا (اس کا مضمون تھا: عتبہ! فوج پر کشادہ دستی سے خرچ کرو، لیکن عیش وعشرت سے گریز کرنا۔ [استیعاب واسد الغابہ]) اس کے بعد عتبہ کوفہ فروکش ہوئے اور وہیں وفات پائی۔

۵۴۱۵ عتبہ بن ابی لہب [1]

بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: یہ اور ان کے بھائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین میں شریک ہوئے اور ان لوگوں میں سے تھے جو وہاں ثابت قدم رہے۔
ابن سعد [2] کی بطریق ابن عباس بحوالہ ان کے والد عباس بن عبدالمطلب روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقعہ پر تشریف لائے تو مجھ سے فرمانے لگے: ''چچا عباس! آپ کے بھتیجے عتبہ اور مُعتِب کہاں ہیں؟'' میں نے کہا: جیسے دوسرے لوگ کنارہ کش ہوئے ہیں وہ بھی کہیں ایک طرف ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں کو (کسی طریقے سے) میرے پاس لے آئیں۔ فرماتے ہیں: میں نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور عرفہ میں ان کے پاس جا پہنچا، وہ جلدی سے آئے اور اسلام قبول کرلیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے رب سے اپنے ان دونوں چچازادوں کو طلب کیا تھا جو اس نے مجھے عطا کر دیئے۔ اس کی اسناد ضعیف ہے۔ مرفوع روایت کا ایک اور طریق ہے جو معتب کے حالات (ج ۲ ص ۱۸۶۸) میں ان شاء اللہ بیان ہوگا۔ مؤرخین کا بیان ہے: عتبہ مکہ ہی مقیم رہے اور وہیں وفات پائی۔ خلافتِ فاروقی میں مجھے ان کا ذکر نہیں ملتا بلکہ خلافتِ صدیقی میں بھی گمنام ہیں۔ شاید اسی میں ان کا انتقال ہوا ہو۔

۵۴۱۶ (ز) عتبہ بن مسعود الهذلی [3]

حضرت عبداللہ کے سگے بھائی۔ انہی کے حالات میں نسب بیان ہوا ہے۔ زہری فرماتے ہیں: عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ رضی اللہ عنہ سے پہلے ہجرت نہیں کی، صرف عتبہ کی وفات ان سے پہلے ہوئی ہے۔ (طبرانی) عبدالرزاق کی روایت ان الفاظ میں ہے: ان سے زیادہ فقیہ نہ تھے۔ حضرت عتبہ نے حبشہ ہجرت کی اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ پھر حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ آمد ہوئی، بقول بعض اس سے پہلے آگئے تھے۔ اُحد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے۔
امام بخاری رحمہ اللہ ''اوسط'' میں لکھتے ہیں: عبداللہ، لیث بن عُقیل، ابن شہاب ان کے سلسلۂ سند میں حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے وہ خلافتِ فاروقی میں عتبہ بن مسعود کے ساتھ تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سعید زہری سے نقل کرتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں امیر بناتے تھے۔ طبرانی وغیرہ کی روایت ہے: بطریق ابوالعمیس بحوالہ ان کے والد یا عون بن عبداللہ بن عتبہ فرماتے ہیں۔ جب عتبہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو ان کے بھائی عبداللہ رونے لگے۔ کسی نے کہا: کیا آپ رو رہے ہیں؟

---

[1] اسد الغابہ (۳۵۵۲) استیعاب (۱۷۸۵) تجرید (۳۷۱/۱) [2] الطبقات الکبریٰ (۴۱/۱)

[3] اسد الغابہ (۳۵۵۳) استیعاب (۱۷۸۶) تجرید (۳۷۲/۱)

آپ نے فرمایا: ہاں، میرا نسبی بھائی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میرا ساتھی تھا، مجھے سوائے عمر کی ایک بات کے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھا۔ امام بخاری بطریق المسعودی، قاسم سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عتبہ کا انتقال خلافتِ فاروقی میں ہوا۔ آپ نے فرمایا: ابن ام عبد کے آنے کا انتظار کرو۔

میں کہتا ہوں: یہ یحییٰ بن بکیر کا سب سے صحیح قول ہے کہ ان کا انتقال چوالیس (۴۴ھ) میں ہوا۔ بخاری میں بروایت ابوذر وغیرہ لکھا ہے جس میں شرکاءِ بدر کا ذکر ہے۔ عبداللہ بن مسعود الہذلی، عتبہ بن مسعود ہذلی کے بھائی۔ ان کی کتاب کے علاوہ یہ بات میں نے کسی کتاب میں لکھی نہیں دیکھی۔ مجھے لگتا ہے یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ کسی کا وہم ہے۔ امام بخاری سے مروی نسفی کی روایت سے یہ بات ساقط ہے۔

۵۴۱۷ عتبہ بن النذّر[1] السلمی

ایک صحابی ہیں جو مصر فروکش ہوئے۔ بقول ابن یونس: یہ معلوم نہیں کہ وہ مصر کب آئے۔ محمد بن ربیع جیزی کا قول ہے کہ یحییٰ بن عثمان بن صالح سے مروی ہے فتح میں شریک ہوئے تھے۔ ادھر ابن عبدالبر[1] کا گمان ہے: یہ عتبہ بن عبد ہیں۔ لکھتے ہیں: بقول بعض یہ اور ہیں، جو قابل توجہ ہیں۔ درست یہ ہے کہ دو ہیں۔ ابوعمر کی دلیل خالد بن معدان کی ان دونوں سے مروی ایک روایت ہے۔ اس سلسلہ میں ابوحاتم[2] کا قول ہے کہ یہ شامی ہیں۔ بہت کمزور دلیل ہے، کیونکہ محمد بن ربیع نے جب ان سے مروی حدیث علی بن رباح ذکر تو فرمایا: اہل شام میں سے ان سے خالد بن معدان روایت کرتے ہیں۔ عتبہ بن عبد سے ان کے روایت کرنے کی وجہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ عتبہ بن النذر ہی ہوں۔

ابن ماجہ وغیرہ نے بطریق علی بن رباح ان کی حدیث نقل کی ہے کہ میں نے عتبہ بن النذر کو فرماتے سنا: جو صحابی رسول ﷺ تھے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کا حضرت شعیب کے ساتھ پیش آمدہ واقعہ ذکر کیا جس میں بکریوں اور ان کی اولاد کا تذکرہ ہے۔ اسی طرح یہ روایت محمد بن ربیع نے کئی طُرُق سے نقل کی ہے۔ ابن سعد[2] لکھتے ہیں: ۸۴ھ میں فوت ہوئے۔

۵۴۱۸ عتبہ بن نیار[3] (بے نسبت)

ابن مندہ بطریق ابوعبیدہ بن سلام، پھر بطریق ابن لہیعہ، ابومسعود سے بحوالہ عروہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زرعہ بن ذی یزن کی طرف خط بھیجا:

> "جب تمہارے پاس میرے قاصد معاذ بن جبل اور عتبہ بن نیار پہنچیں تو میں تمہیں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیتا ہوں"۔[3]

ایک جماعت نے اس کا ذکر کیا ہے، ابن اسحاق نے یہی واقعہ نقل کیا ہے لیکن اس میں عتبہ کا نام نہیں لیا۔ قاف میں (۵۶۱۷)

---

[1] اسد الغابہ (٣٥٥٤) استیعاب (١٧٨٧) تجرید (٣٧٢/١) [1] استیعاب (١٥٠/٣)

[2] الجرح والتعدیل (٣٧٤/٦) [2] الطبقات الکبریٰ (١٣٢/٧)

[3] اسد الغابہ (٣٥٥٥) تجرید (٣٧٢/١) [3] اسد الغابہ (٢٠٦/٣)

ابو بردہ عقبہ بن نیار کا تذکرہ ہوگا۔ مجھے نہیں معلوم آیا وہ یہی ہیں یا ان کے بھائی ہیں۔ واللہ اعلم

۵۴۱۹ عتبہ بن یزید السلمی

بقول ابن حبان: [1] صحابی ہیں۔ انہوں نے ان میں اور عتبہ بن الندر میں فرق کیا ہے جہاں تک میرا خیال ہے یہ وہی ہیں۔

۵۴۲۰ عتبہ [2] (بے نسبت)

عقیلی نے عتبہ بن غزوان کے حالات میں عن عتبہ بن غزوان عن ابیہ عن جدہ روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

''جس نے جان بوجھ کر میرے متعلق جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے''۔ [3]

میں کہتا ہوں: یہ...... (نسخہ میں بیاض ہے)۔

۵۴۲۱ عتریس قسم ثالث میں ذکر ہوگا۔

۵۴۲۲ (ز) عتبہ (تصغیر ہے)

ابن مدرک دہمانی، ان کا تذکرہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ قسم ثالث میں ہوگا۔

۵۴۲۳ عتیبہ البلوی [4] (انصار کے حلیف)

مستغفری اور ابونعیم نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور دونوں بطریق حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ابوثعلبہ کے بیٹے نے بیان کیا۔ ابونعیم نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: الخشنی، ان کے والد نے ان سے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی، آپ کے پیچھے ایک شخص کھڑے ہو کر یہ کلمات پڑھنے لگا:

سبحانك اللّٰهم وبحمدك اشهد ان لا اِلٰه الا انت .... (حدیث)

اسی میں ہے آپ علیہ السلام نے آسمان کی طرف نگاہ بلند کر کے فرمایا: یہ کلمات کہنے والا کون ہے؟ تو ایک انصاری عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! میں بلی کا عتیبہ نامی ایک شخص ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، ابھی تمہاری زبان سے اس کے آخری الفاظ بھی نہ نکلنے پائے تھے میں نے دیکھا کہ بارہ (۱۲) فرشتے ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر انہیں لینے کی

---

[1] الثقات (۲۹۸/۳) [2] اسد الغابہ (۳۵۵۷)

[3] بخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ (۱۰۶)
ابوداؤد کتاب العلم باب فی التشدید فی الکذب علی رسول اللہ ﷺ۔

[4] ابن ماجہ مقدمہ (۳۶) اسد الغابہ (۳۵۵۹)

کوشش کر رہے تھے‘‘۔ [1]

۵۴۲۴ (ز) عتیر العذریّ عس میں تذکرہ ہوگا۔

۵۴۲۵ (ز) عتیر العُذریّ [2]

ابن ماکولا نے خطیب کی پیروی میں نام تصغیر کی صورت نقل کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت اور روایت حاصل ہے۔ ان سے سلیمان عبدالرحمٰن ازدی نے روایت کی ہے۔ پھر مجھے.... [3] ان کا ذکر مل گیا۔ ابن ماکولا نے ان میں اور عتیر العذری میں جن کا ذکر ہونا ہے فرق کیا ہے۔ اس کے متعلق اختلاف ان شاء اللہ تعالیٰ عین اور سین میں بیان ہوگا۔

۵۴۲۶ عتیقه بن حارث انصاری [5]

مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق مکحول، عبیداللہ بن عمرو سے مسنداً روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے اچانک عتیقہ بن حارث انصاری آ گئے۔ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ! اس شخص کے لیے کیا اجر ہے جو اللہ کی راہ میں تلوار لٹکائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’اس کے لیے موتیوں اور یاقوت سے بنا جنتی بازو بند ہوگا‘‘۔

پھر طویل حدیث ذکر کی۔ اس کی اسناد میں جہالت ہے، مکحول کی عبداللہ بن عمرو سے ملاقات نہیں ہوئی۔

۵۴۲۷ عتیقه (دوسرے ہیں)

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان سے عبداللہ بن صفوان نے روایت کی ہے۔ ابن مندہ کا بیان ہے ان کی حدیث صحیح نہیں۔

۵۴۲۸ (ز) عتیك بن بلال انصاری

میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہو، البتہ مجھے ان کا ایک واقعہ معلوم ہوا جس سے پتہ چلتا ہے یہ صحابی ہیں یا انہیں دیدار حاصل ہے۔ سعید بن منصور، ابوعوانہ سے وہ ہلال بن ابی حمید سے وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ مغرب کا ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا: ’’امیر المومنین! آپ ضرور مجھے سواری دیں گے‘‘۔ آپ نے اس کی طرف غور سے دیکھ کر فرمایا: ’’میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہیں سواری نہیں دوں گا‘‘۔ اس نے پھر یہی بات کہی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تیس بار اپنی بات دہرا دی۔ وہاں عتیک بن بلال انصاری بیٹھے تھے، کہنے لگے: اللہ کی قسم! تم چاہتے ہو کہ شر پھیلے، تم دیکھتے نہیں کہ امیر المومنین نے اتنی تعداد میں قسمیں کھالی ہیں جنہیں میں شمار بھی نہیں کر سکتا۔ پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں انصار

---

[1] مسند احمد (۱۸٤/٤) سنن الدارمی (۸/۱) المستدرك (٦١٦/٢) دلائل النبوة (٧/٢)

[2] اسد الغابہ (٣٥٦١) تجرید (٣٧٢/١) [3] الاکمال (١٢٠/٢) [4] نسخہ میں بیاض ہے۔

[5] اسد الغابہ (٣٥٦٣) تجرید (٣٧٢/١)

سے ہوتے ہوئے گفتگو کر سکتا ہے کم از کم بالغ ہوگا، اگر یہی بات ہے تو ایسے شخص کا کم از کم درجہ یہی ہے کہ اسے رؤیت و دیدار حاصل ہوگا، کیونکہ اس کے کئی اسباب ہیں کہ انصار اپنے نومولود بچوں کو خدمتِ نبوی ﷺ میں لایا کرتے تھے اور آپ ﷺ انہیں گھٹی ڈالتے اور ان کے لیے دعا کرتے تھے۔ مذکورہ سند کے راوی ثقہ ہیں۔ عبدالرحمٰن سے سماع کے بارے میں اختلاف ہے، کئی روایات میں آیا ہے کہ انہوں نے آپ سے سماع کیا ہے۔

۵۴۲۹ عتيك بن التيهان[1]

عبید تصغیر میں ذکر ہوا ہے۔

۵۴۳۰ عتيك بن حارث[2]

بن عتیک ابن النعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول انصاری۔ نسب انصار میں عدوی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اپنے والد کے ساتھ اُحد میں شریک ہوئے ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن حبان[3] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مؤطا میں ان کی حدیث بروایت عبداللہ بن جابر بن عتیک بن حارث بن عتیک مروی ہے جو عبداللہ بن عبداللہ کے نانا ہیں، انہوں نے انہیں بتایا کہ جابر بن عتیک جو ان کے چچا ہیں، انہوں نے ان سے بیان کیا۔

۵۴۳۱ عتيك بن قيس[4]

بن ہیشہ بن حارث بن امیہ بن معاویہ انصاری۔ جابر بن عتیک کے والد۔ بقول ابن عمارہ: اُحد میں شریک ہوئے۔ ابن شاہین نے محمد بن یزید سے بحوالہ ان کے رجال ان کا نام عتیق نقل کیا ہے، اور ان کے حالات میں ایک حدیث روایت کی ہے۔ ایک روایت جو انہوں نے بطریق حرب بن شداد عن یحییٰ بن ابی کثیر عن محمد بن ابراہیم عن جابر بن عتیک مروی ہے کہ ان کے والد نے ان سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک غیرت میں سے اللہ تعالیٰ کو کچھ پسند اور کچھ ناپسند ہے....."۔[5] (حدیث)

یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی میں بطریق عن یحییٰ عن محمد بن جابر بن عتیک عن ابیہ ہے۔ صحابی تو جابر ہیں، اس پر ابن قانع نے خبرداری ظاہر کی ہے باوجودیکہ ان کی غلطیاں بہت ہوتی ہیں۔ ابن شاہین کی طرح اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ان کے علاوہ کسی اور نے جابر بن عتیک کے بیٹے سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ یہی درست ہے۔ اس کے علاوہ ایک بات اور ہے، وہ یہ کہ حدیث کے راوی جابر بن عتیک وہ جابر بن عتیک بن نعمان بن عمرو ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے عتیک بن نعمان کو صحابی

---

[1] اسد الغابہ (٣٥٦٤) تجريد (١/٣٧٢) [2] اسد الغابہ (٣٥٦٥) تجريد (١/٣٧٢)

[3] الثقات (٥/٢٨٦) [4] اسد الغابہ (٣٥٦٦) تجريد (١/٣٧٢)

[5] ابوداؤد كتاب الجهاد باب الخيلاء في الحرب (٢٦٥٩) نسائی كتاب الزكاة باب الاختيال فى الصدقة (٢٥٥٧) الصحيح لابن حبّان كتاب البرّ والاحسان (٢٩٥) مسند احمد (٥/٤٤٦) المعجم الكبير (٢/١٧٧٢)

شمار کیا ہو۔ صرف بغوی نے بطریق ابومعشر، عبدالملک بن جابر بن عتیک سے بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ان کی بیماری زور پکڑ گئی تو کسی شخص نے کہا: آپ پر اللہ کی رحمت ہو....(حدیث) یہ سیاق غیر محفوظ ہے، محفوظ سیاق وہی ہے جو موطا میں عن عبداللہ بن عبداللہ بن جابر بن عتیک عن عتیک بن حارث ہے کہ جابر بن عتیک نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ثابت کی عیادت کرنے آئے....پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۵۴۳۲ (ز) عتیک بن النعمان

اگر یہ نام صحیح ہے تو سابقہ حالات میں ان کا ذکر کر چکا ہوں۔

باب عین کے بعد ثاء

۵۴۳۳ عثامہ بن قیس البجلی ✿

بقول امام بخاری اور ابوحاتم: ✿ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، یہی قول ابن حبان ✿ کا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں، بقول بعض: عسامہ، طبرانی نے مسند شامیین میں بطریق عبدالرحمن بن عائذ، بواسطہ بلال بن ابی بلال روایت کی ہے کہ عثامہ بن قیس جو اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں، فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کے مستحق ہیں....''۔ ✿ (حدیث)

ان کی ایک اور حدیث بھی ہے جو عبداللہ بن سفیان ازدی کے حالات میں عبادلہ میں بیان ہو چکی ہے۔

۵۴۳۴ (ز) عثمان بن ابی جہم الاسلمی

ابن ابی حاتم نے ان کا تذکرہ ان کے پوتے محمد بن جہم بن عثمان کے حالات میں کیا ہے کہ جس دن خیبر فتح ہوا تو ان کے دادا غنیمتوں کو لے جانے پر مقرر تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں، مجھے وہ حدیث لکھی ملی ہے جس کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے۔ خرائطی ''اعتلال القلوب'' میں لکھتے ہیں: ابراہیم بن جنید محمد بن سعید قرشی بصری سے وہ محمد بن جہم بن عثمان بن ابی جہم سے بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں، اور وہ جس دن خیبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کیا خیبر کی غنیمتوں کو لے جانے پر مقرر تھے۔ فرماتے ہیں، ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ کی کسی گلی میں تھے کہ اچانک ایک عورت کی آواز سنی جو کہہ رہی تھی:

هل من سبيل الى خمر فاشربها ام هل سبيل الى نصر بن حجاج

✿ اسد الغابہ (٣٥٦٧) تجرید (٣٧٣/١) ✿ الجرح والتعديل (١٤٤/٦) ✿ الثقات (٣٢١/٣)

✿ بخاری کتاب لاتفسیر باب "و اذا قال ابراهيم رب ارنی كيف تحتي الموتی (٣٣٧٢)

مسلم كتاب الايمان باب زيادة طمانينة القلب بتظاهر الادلة (٣٨٠)

ابن ماجه كتاب الفتن باب الصبر على البلاء (٤٠٢٦)

الصحيح لابن حبان كتاب التاريخ باب بدء الخلق (٦٢٠٨)

"شراب حاصل کرنے کی کوئی راہ ہے تاکہ میں اسے پیوں یا نصر بن حجاج تک رسائی کی کوئی سبیل ہے؟"

پھر نصر بن حجاج کا طویل واقعہ ذکر کیا ہے۔ اس کی اسناد میں محمد بن سعید سے آگے اختلاف ہے۔ ابن مندہ نے بطریق عتاب بن خلیل عن محمد بن سعید الاثرم عن محمد بن عثمان بن جہم عن ابیہ عن جدہ کہ وہ خیبر کی غنیموں پر مقرر تھے لگتا ہے یہ مقلوب (الٹ گئی) ہے۔ یہی روایت ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بطریق قاسم بن جعفر عن محمد بن سعید عن محمد بن عثمان بن جہم عن ابیہ عن جدہ کہ وہ خیبر کی غنیموں کو لے جانے پر مامور تھے۔ جہم کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے، لگتا ہے عن جدہ کی ضمیر جہم کی طرف لوٹ رہی ہے نہ کہ محمد کی جانب۔

۵۴۳۵ عثمان بن حکیم

بن ابی الاوقص اسلمی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ماں شریک بھائی۔ بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے یہ صحابی ہیں، چنانچہ انہوں نے صحیح میں بطریق عبداللہ بن دینار عن ابن عمر روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر ایک جوڑا دیکھا جو بیچا جا رہا تھا..... لمبی حدیث ہے۔ اس کے آخر میں ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ جوڑا اپنے غیر مسلم بھائی کی طرف بھیج دیا جو اہل مکہ سے تعلق رکھتا تھا۔ ابن بشکوال نے مبہمات میں ان کا نام "عثمان بن حکیم" نقل کیا ہے۔

۵۴۳۶ (ز) عثمان بن حمید

بن زہیر بن حارث بن اسد بن عبدالعزی قرشی اسدی۔ ان کے صحابی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ان کے والد دورِ جاہلیت میں فوت ہو گئے تھے۔ فاکہی لکھتے ہیں: ابن ابی عمر، سفیان عن عمرو بن دینار عن عطاء روایت کرتے ہیں کہ ایک لڑکا جسے عبداللہ کہا جاتا تھا عثمان بن حمید حمیدی سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے حرم کا ایک کبوتر مار ڈالا تو ان کے والد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مسئلہ پوچھا، تو آپ نے فرمایا: فدیہ میں ایک بکری پیش کرو۔

۵۴۳۷ عثمان بن حُنَیف[1] (تصغیر ہے)

انصاری۔ ان کا نسب ان کے بھائی سَہل بن حنیف کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ صرف ترمذی کا قول ہے: بدر میں شریک ہوئے جبکہ جمہور فرماتے ہیں: سب سے پہلے اُحد میں شرکت کی۔ ابن ابی شیبہ بطریق قتادہ، ابومجلز سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کوفہ فتح ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمین کی پیمائش کے لیے عثمان بن حنیف کو بھیجا تھا۔ بخاری میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اور حضرت عمار سے فرمایا: کیا تم دونوں اس بات سے ڈرتے ہو کہ زمین کو اس کی طاقت سے زیادہ بوجھل کر دو گے؟ ان سے ان کے بھتیجے ابوامامہ بن سہل اور ایک جماعت نے روایت کی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصرہ آنے سے پہلے انہیں وہاں کا والی بنایا تھا۔ وہاں ان پر حضرت طلحہ اور زبیر غالب آ گئے جس کا واقعہ جنگ جمل میں مشہور ہے۔ مؤرخین کا کہنا ہے: وہ کوفہ کے رہائشی تھے اور خلافتِ معاویہ میں وفات پائی۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۵۷۱) استیعاب (۱۷۸۸)

۵۴۳۸ عثمان بن ربیعہ [1]

ابن اہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح، الجمحی۔ ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۳۹ (ز) عثمان بن ربیعہ الثقفی

سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ عثمان بن ابی عاص نے انہیں ازدیوں کی جمعیت کی طرف بھیجا، انہوں نے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور اس موقعہ پر یہ اشعار کہے: ع

"ہم نے ان کے جتھوں کو بکھیر کر رکھ دیا، ان کے بھاگنے سے غبار اڑ رہا تھا، کبھی نافرمان بغاوت کی جسارت کرتا ہے۔ جب ہم روبرو ہوئے تو کئی بجلیاں کوندیں، پھر یہ چمکتی بجلیاں خالی نکلیں"۔

۵۴۴۰ عثمان بن سعد

بن احمر انصاری۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ ابن حبان کا قول ہے جسے میں نے ابوعلی بکری کے قلم سے نقل کیا ہے۔

۵۴۴۱ عثمان بن شمّاس

بن الشرید ابن ہَرَمی بن عامر بن مخزوم مخزومی۔ ابن عبدالبر نے ان کے نسب میں شرید اور ہرمی کے درمیان سوید کا اضافہ کیا ہے جو ان کا وہم ہے۔ اس واسطے کہ بقول مبرّد وغیرہ سوید تو شرید کے بھائی ہیں۔ ابن اسحاق نے مصعب بن عمیر کے ساتھ مہاجرین مدینہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں: اُحد میں شہید ہوئے۔ حرفِ شین میں شماس بن عثمان کا تذکرہ ہوا ہے، مجھے خدشہ ہے یہ نام اُلٹ نہ گیا ہو۔ پھر مجھے اس طرف ابونعیم کا میلان معلوم ہوگیا، انہوں نے ابن مندہ کی طرف اس وہم کی نسبت کی ہے۔

۵۴۴۲ عثمان بن طلحہ [2]

بن ابی طلحہ۔ نام عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان ابن عبدالدار العبدری دربانِ بیت اللہ ہے۔ (سبحان اللہ) والدہ کا نام ام سعید بنت الاوس ہے۔ ان کا والد طلحہ اور چچا عثمان بن ابی طلحہ اُحد میں مارا گیا۔ پھر عثمان بن طلحہ حدیبیہ کی صلح کے عرصہ میں اسلام لے آئے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ آپ نے انہیں کعبہ کی چابی عطا کی۔ صحیحین میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے، فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے، آپ کے ساتھ بلال، عثمان بن طلحہ اور اسامہ بن زید تھے..... (حدیث) اسی میں ہے میں نے بلال سے پوچھا تھا۔ یہی روایت یزید بن زریع نے عبداللہ بن عوف سے بواسطہ نافع بحوالہ ابن عمر نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نے ان لوگوں سے پوچھا، اور یونس کی زہری سے بواسطہ سالم انہوں نے اپنے والد سے منقول روایت میں ہے کہ مجھے بلال اور عثمان بن طلحہ نے بتایا۔ تفسیر ثعلبی میں بلاسند لکھا ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں

---

[1] اسد الغابہ (۳۵۷۲) استیعاب (۱۷۸۹) [2] اسد الغابہ (۳۵۷۴) استیعاب (۱۷۹۰) تجرید (۳۷۳/۱)

حقداروں تک پہنچاؤ'' [1] کہ یہی عثمان تو فتح مکہ کے موقعہ پہ اسلام لائے تھے، اور آپ انہیں کعبہ کی چابی دے چکے تھے۔ یہ منکر روایت ہے۔ معروف یہ ہے کہ وہ اسلام لے آئے تھے اور خالد بن ولید اور عمرو بن عاص کے ساتھ مہاجر ہوئے تھے، اسی پہ بھروسا کیا ہے..... [2] پھر مدینہ رہائش رکھ لی یہاں تک کہ وہیں ۴۲ھ میں فوت ہوئے۔ یہ واقدی اور ابن البرقی کا قول ہے۔ بقول بعض: اجنادین میں شہید ہوئے۔ عسکری فرماتے ہیں: یہ باطل ہے۔

۵۴۴۳ عثمان بن ابی عاص [3]

بن بشر ابن عبد دھمان بن عبداللہ بن ہمام ثقفی۔ ابوعبداللہ نزیل بصرہ، وفد ثقیف میں اسلام لائے۔ نبی ﷺ نے انہیں طائف پر مقرر کیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی عہدہ پر رکھا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی بدستور اسی پر رہے۔ پھر آپ نے انہیں عمان اور بحرین پر مقرر کر دیا جو ۱۵ھ کا واقعہ ہے۔ پھر وہ بصرہ رہنے لگے، یہاں تک کہ خلافتِ معاویہ میں وہیں انتقال کر گئے۔ بقول بعض ۵۰ھ میں، بقول بعض ۵۱ھ میں، انہوں نے ہی ثقیف کو ارتداد سے روکا تھا۔ ان سے خطاب کر کے فرمایا: تم لوگ سب سے آخر میں اسلام لائے ہو، ایسا نہ ہو کہ مرتدوں میں پہلا نمبر تمہارا ہو۔ ان سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ کی ولادت ہوئی تو یہ حضرت آمنہ کے پاس آئے تھے یہ ایک واقعہ ہے جسے بیہقی نے دلائل میں اور طبرانی نے بطریق محمد بن ابی سوید ثقفی بحوالہ ان کے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری والدہ نے بیان کیا۔ اس بنا پر وہ ایک سو بیس سال زندہ رہے ہوں گے۔

عثمان نے حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے، ان میں سے چند احادیث صحیح مسلم اور سنن میں ہیں۔ ان سے ان کا بھتیجا یزید بن الحکم بن ابی عاص اور مولا ابوالحکم، سعید بن المسیب، موسیٰ بن طلحہ، نافع بن جبیر بن مطعم، ابوالعلاء اور مطرف صاحبزادگانِ عبداللہ بن شخیر وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

مرزبانی ''معجم الشعراء'' میں لکھتے ہیں کہ دورِ جاہلیت میں عثمان بن بشر بن عبد بن دھمان نے عمرو بن معدیکرب پر سختی کی تھی تو عمرو بھاگ نکلے جس پر عثمان نے کہا: ع

> ''تیری زندگی کی قسم! اگر رات کے پہرے ننگے سر ہو کر عمرو کے سامنے چہروں کو نہ نوچتے ہوتے، تو وہ موت کو دیکھنے کے بعد نیزوں سے جان بچا کر ہمارے ہاتھ سے نہ چھوٹتا۔ جب خطی تلواریں میرے بالوں سے زیادہ نزدیک تھیں''۔

مجھے معلوم نہیں آیا وہ یہی ہیں جو اپنے دادا کی نسبت سے ذکر ہوتے ہیں یا ان کے چچا ہیں۔

۵۴۴۴ عثمان بن عامر [4]

بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ قرشی تیمی ابوقحافہ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد، والدہ کا نام آمنہ بنت عبدالعزیٰ عدویہ جن کا

---

[1] سورة النساء (۵۸) [2] قلمی نسخہ میں بیاض (خالی جگہ) ہے۔

[3] اسد الغابہ (۳۵۷۵) استیعاب (۱۷۹۱) تجرید (۱/۳۷۳)

[4] اسد الغابہ (۳۵۷۶) استیعاب (۱۷۹۲) تجرید (۱/۳۷۴)

تعلق عدی قریش سے تھا۔ بقول بعض: ان کا نام قیلہ تھا۔ فاکہی، ابن ابی عمر سے، سفیان، ابوحمزہ ثمالی ان کے سلسلۂ سند میں عبداللہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غار (ثور) کی طرف روانہ ہوگئے تو میں ان حضرات کی خیر خبر لینے کے لئے گھر سے نکل پڑا۔ شاید مجھے کوئی آپ کے متعلق بتائے۔ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حویلی میں پہنچا تو وہاں ابوقحافہ ملے، ان کے ہاتھ میں لٹھ تھی۔ مجھے دیکھتے ہی میری طرف بھاگ پڑے کہ یہی وہ بے دین لوگ ہیں جنہوں نے میرے لڑکے کو بھی خراب کر دیا ہے۔

فتح تک اسلام لانے میں تاخیر کی۔ چنانچہ مغازی میں ابن اسحاق صحیح سند سے بحوالہ حضرت اسماء بنت ابی بکر روایت کی ہے، فرماتی ہیں: جس سال مکہ فتح ہوا نبی ﷺ ذوطویٰ مقام پر فروکش ہوئے تو ابوقحافہ اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کی بیٹی سے فرمانے لگے: اے پوتی! مجھے جبل ابی قبیس پر لے جانا۔ ان کی نظر جاچکی تھی تو وہ انہیں لے کر اوپر پہنچ گئیں.... پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے: جب رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے والد کا ہاتھ پکڑے آپ کے پاس آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کی پیرانہ سالی دیکھی تو فرمایا:

''میاں کو گھر ہی رہنے دیتا تھا، میں خود ان کے پاس آ جاتا''۔ [1]

جس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے:

''اللہ کے رسول! ان کا آپ ﷺ کے پاس چل کر آنا آپ کا ان کے پاس چل کر جانے سے (ان کے حق میں) بہتر ہے''۔

آپ ﷺ نے انہیں اپنے سامنے بٹھا کر ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا، پھر فرمایا:

''اسلام قبول کر لیں (جہنم کی آگ سے) سلامت رہیں گے''۔

پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ (حدیث) اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں حدیث ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ مسلم کی بطریق ابوزبیر بحوالہ جابر روایت ہے کہ فتح مکہ کے سال ابوقحافہ کو لایا گیا، ان کے سر اور داڑھی کے بال گھونسلے کی طرح ہو رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا:

''ان بالوں پر کسی چیز کا خضاب لگا لیا کرو اور انہیں سیاہ رنگ کے خضاب سے دور رکھنا''۔ [2]

امام احمد رحمہ اللہ کی بطریق ہشام، محمد بن سیرین سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کسی نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے خضاب کے متعلق پوچھا، آپ نے فرمایا: نبی ﷺ کے بہت معمولی بال سفید ہوئے تھے (اس لیے آپ ﷺ کو خضاب کی چنداں ضرورت نہ تھی) البتہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما مہندی اور وسمہ کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں: فتح مکہ کے دن ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے والد ابوقحافہ کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور آپ ﷺ کے سامنے بٹھا دیا۔ آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اگر تم میاں کو گھر ہی رہنے دیتے تو ہم خود ان کے ہاں آ جاتے''۔

---

[1] مسند احمد (۱۶۰/۳) مجمع الزوائد (۱۷٤/٦)

[2] المستدرك (٤٦/٣) المعجم الكبير (٢٣٧/٢٤) صحيح لابن حبّان كتاب اخباره ﷺ عن مناقب الصحابه (٧٢٠٨) مجمع الزوائد (١٧٣/٦) السيرة النبوية عن ابن اسحاق (٣٨/٤)

آپ ﷺ نے ایسا اس لیے فرمایا تا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عزت افزائی ہو۔ چنانچہ وہ اسلام لے آئے اور ان کی داڑھی اور سر کے بال گھونسلے کی طرح سپید تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ان دونوں کوکسی رنگ کا خضاب لگا دو، سیاہ رنگ سے انہیں بچانا''۔

ابن حبان نے اس سند سے اس کی تصحیح کی ہے، قتادہ فرماتے ہیں: یہ اسلام کے پہلے شخص ہیں جنہیں خضاب لگایا گیا اور یہ پہلے شخص ہیں جو خلیفہ کے وارث ٹھہرے۔ ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ۱۴ھ میں ستانوے (۹۷) برس کی عمر میں ہوا۔

۵۴۴۵ عثمان بن عامر بن معتّب [1] الثقفی

منبعث کے مولا۔ بقول بعض: اسلام لائے اور معیت نبوی کا فیض اٹھایا۔ سہیلی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ تجرید [2] میں بھی ایسا لکھا ہے۔ سہیلی کی ''الروض'' میں غزوۂ طائف کے ذیل میں لکھا ہے، ان غلاموں میں سے جو طائف کے قلعہ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف اتر آئے تھے، پھر آپ نے انہیں آزاد کر دیا تھا، منبعث تھے، ان کا نام مضطجع تھا جو رسول اللہ ﷺ نے تبدیل کر دیا۔ وہ عثمان بن عامر بن معتّب کے غلام تھے۔ آپ ﷺ نے ان کا ولاء (وہ میراث جو غلام کے مرنے کے بعد اس کے آقا کو ملے) ان کے آقاؤں کو عطا کر دیا تھا، جب وہ بھی اسلام لے آئے تھے۔ یہ سارا بیان ابن اسحاق کا ہے جو ابن ہشام کے علاوہ کسی اور کی روایت سے ہے۔

میں کہتا ہوں: عثمان ان کے ایک قول کے عموم میں داخل ہو گئے کہ ''جب وہ لوگ اسلام لے آئے'' منبعث کے حالات میں ہی ابن اسحاق کا حوالہ آئے گا کہ وہ آلِ عثمان بن معتب کے موالی میں سے تھے (پھر اس بارے میں کلام بیان کیا، اس میں یہ ان کا قول ہے:) لہٰذا احتمال ہے منبعث عثمان کے غلام ہوں۔ عثمان جاہلیت میں انتقال کر گئے تھے تو ان کا بیٹا ان (منبعث) کا وارث ہوا۔ وہی اسلام لائے تھے۔ ابن کلبی نے ''الجمھرۃ'' میں عثمان کا ذکر کیا ہے اور اپنی عادت کے مطابق یہ نہیں کہا کہ عثمان اسلام لائے۔ میں نے یہاں احتمال کی بنا پر ان کا ذکر کر دیا ہے۔

۵۴۴۶ عثمان بن عبد غنم [3]

بن زہیر ابن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ ابن حارث بن فہر قرشی فہری۔ ابن اسحاق وغیرہ نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بلاذری فرماتے ہیں: حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ آنے تک وہیں مقیم رہے۔ پہلے عامر بن عبد غنم کا ذکر ہو چکا ہے شاید وہ ان کے بھائی ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۴۴۷ عثمان بن عبیداللہ [5]

ابن عثمان التیمی طلحہ کے بھائی۔ انہی کے حالات میں نسب بیان ہو چکا ہے۔ بقول ابن حبان انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ابوعمر [6] لکھتے ہیں: اسلام لانے کے بعد ہجرت کی مجھے ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔ محمد بن طلحہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن غنم بن

---

[1] تجرید (۳۷٤/۱) [2] تجرید (۳۷۵/٤) [3] اسد الغابہ (۳۵۷۸) استیعاب (۱۷۹٤) تجرید (۳۷٤/۱)

[4] السیرۃ النبویۃ (۲٦۱/۱) [5] اسد الغابہ (۳۵۷۹) استیعاب (۱۷۹۵) تجرید (۳۷٤/۱)

[6] استیعاب (۱۵٤/۳)

عبداللہ انہی کی اولاد سے ہیں، جو نسب کے عالم ہیں۔ ذہبی [1] لکھتے ہیں: یہ صحابی نہیں، بلکہ یہ تو اسلام ہی نہیں لائے۔ صحابی تو ان کے بیٹے عبدالرحمٰن ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ بلا دلیل تردید ہے۔

۵۴۴۸ عثمان بن عثمان [2] بن الشرید

شماس میں تذکرہ ہوا ہے۔

۵۴۴۹ عثمان بن عثمان ثقفی [3]

حمص فروکش ہوئے۔ ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: صحابیٔ رسول ﷺ ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ضعفاءِ شام کے گورنر تھے اور بطریق حریز بن عثمان عن عبدالرحمٰن بن ابی عوف عن عثمان بن عثمان ثقفی صحابی رسول ﷺ ہیں ان کی حدیث نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اس کی موت سے پہلے قبول کر لیتا ہے''۔

پھر فرمایا: ''مہینہ پہلے''۔ پھر فرمایا: ''ایک دن پہلے''۔ پھر فرمایا: ''حلق میں جان پھنسنے سے پہلے''۔ [4]

۵۴۵۰ عثمان بن عفان [5]

بن ابی عاص بن امیہ بن عبد شمس قرشی اموی، امیر المومنین، ابوعبداللہ، ابوعمر، والدہ کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس ہے جو اسلام لائیں۔ ان کی والدہ بیضاء بنت عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی اور عبداللہ بن عبدالمطلب کی سگی بہن تھیں۔ صحیح قول کے مطابق واقعہ فیل کے چھ سال بعد (ہجرتِ نبوی سے ۴۷ برس پہلے) پیدا ہوئے۔ آپ میانہ قد، نرم جلد، خوبصورت گھنی داڑھی اور کشادہ کندھوں والے تھے۔ اس سے بڑھ کر ان کا مکمل حلیہ ان کی خالہ سعدی کے حالات میں اور ان کے اسلام لانے کے حالات درج ہیں (۱۱۲۸۷)۔ بہت پہلے اسلام لے آئے۔

بقول ابن اسحاق ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے چہیتے تھے، اس لیے انہیں جس پر اعتماد ہوتا اسے اسلام کی دعوت دیتے، جہاں تک میرا علم ہے حضرت زبیر، طلحہ اور عثمان انہی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ نبی ﷺ نے اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کا عقد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا، جو بدر کے دور میں ان کے ہاں فوت ہوئیں۔ تو آپ نے ان کے بعد انہی کی بہن ام کلثوم کی شادی ان سے کر دی۔ یوں ان کا لقب ''ذوالنورین'' پڑ گیا۔

---

[1] تجرید (٣٧٦/٤) [2] اسد الغابہ (٣٥٨٢) استیعاب (١٧٩٦) تجرید (٣٧٤/١)

[3] اسد الغابہ (٣٥٨١) تجرید (٣٧٤/١) [4] ترمذی کتاب الدعوات باب فضل التوبۃ والاستغفار (٣٥٣٧) ابن ماجہ کتاب الزھد باب ذکر التوبۃ (٤٢٥٣) مسند احمد (١٣٢/٢) المستدرك (٢٥٧/٤) صحیح لابن حبان کتاب الرقائق باب التوبۃ (٦٢٨)

[5] اسد الغابہ (٣٥٨٣) استیعاب (١٧٩٧) تجرید (٣٧٤/١)

زبیر بن بکار کا قول ہے، محمد بن سلام جمحی نے مجھ سے، بحوالہ ابوالمقدام مولا عثمان بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ کچھ سامان دے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ اس شخص کو آنے میں دیر ہوگئی تو آپ نے اس سے فرمایا:

''تمہیں کس وجہ سے تاخیر ہوگئی؟ کیا تم عثمان اور رقیہ کے تعجب خیز حسن تو نہیں دیکھتے رہے؟''

کئی متواتر طرق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت سنائی اور انہیں اہل جنت میں شمار کیا اور آپ کو شہادت کی خبر سنائی۔ ابوخیثمہ ''فضائل الصحابہ'' میں بطریق ضحاک نزال بن سبرہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی ہمیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں سنائیں، آپ نے فرمایا:

''وہ ایسے شخص تھے کہ ملاء اعلیٰ میں انہیں ''ذوالنورین'' کہہ کر پکارا جاتا ہے''۔

ترمذی بطریق حارث بن عبدالرحمٰن طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''(جنت میں) ہر نبی کا ایک رفیق ہوگا اور جنت میں میرا رفیق عثمان ہوگا''۔ [1]

اور کسی مشہور اور صحیح طُرق سے مروی ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بلوائیوں کو کئی باتوں کا واسطہ دیا، ان میں سے چند ایک یہ ہیں: آپ نے اسلامی لشکر کو ساز و سامان سے لیس کیا، نبی ﷺ نے جب انہیں مکہ روانہ کیا تو ان کی طرف سے درخت تلے بیعت کی اور آپ نے بئر رومہ خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا، وغیر ذالک۔

روایت حدیث:

آپ نے نبی ﷺ، سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، ان سے ان کے بیٹوں میں سے عمر، ابان اور سعید نے چچازاد بھائی مروان بن الحکم بن ابی عاص نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ابن مسعود، ابن عمر، ابن عباس، ابن زبیر، زید بن ثابت، عمران بن حصین اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں۔ جبکہ تابعین میں سے احنف، عبدالرحمٰن بن ابی ضمرہ، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام، سعید بن المسیب، ابووائل، ابوعبدالرحمٰن سلمی، اور محمد بن حنفیہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

ہجرتِ حبشہ کے پہلے مہاجر یہی ہیں۔ ان کے ساتھ ان کی اہلیہ رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ انہی کی تیمارداری کی خاطر آپ غزوۂ بدر میں شرکت نہ کر سکے۔ پھر بھی آپ ﷺ نے انہیں اس کا حصہ دیا اور اجر وثواب کی خوشخبری سنائی۔ آپ علیہ السلام نے انہیں مکہ اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ وہاں یہ خبر پھیل گئی کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں، جس کی وجہ سے یہ بیعت ہوئی چونکہ آپ اس بیعت میں موجود نہیں تھے اس لیے آپ علیہ السلام نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں پر مارتے ہوئے فرمایا: ''یہ ہاتھ عثمان کی طرف سے ہے''۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب ان کی بیعت لی گئی، ہم نے اپنے سے بہترین شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور تاخیر نہیں کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہم سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ یہی قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے جب آپ کو ان کے قتل ہونے کی خبر ملی آپ نے فرمایا: ان ظالموں نے انہیں شہید کر دیا۔ (اللہ کی قسم!) وہ ان سے زیادہ صلہ رحمی

[1] ترمذی کتاب المناقب باب مناقب عثمان (٣٦٩٨) ابن ماجه لمقدمة (١١٣) المستدرك (٩٩/٣)
تاريخ الخلفاء (١٤٩) مختصر تاريخ دمشق (١٢١/١٦)

کرنے والے اور رب سے ڈرنے والے تھے۔ ''زہد'' میں ابن المبارک کی روایت ہے ہمیں زبیر بن عبداللہ نے بتایا کہ ان کی دادی حضرت عثمان کی خادمہ تھیں، فرماتی ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے کسی سوئے ہوئے فرد کو نہیں جگاتے تھے البتہ کوئی جاگ رہا ہوتا تو اسے آواز دے دیتے تو وہ انہیں ان کے وضو کا پانی دیتا۔ وہ اکثر روزے سے رہتے تھے۔

ان کی شہادت کی وجہ یہ بنی کہ مصر کے گورنر ان کے رشتہ دار تھے، پورے شام کے والی حضرت معاویہ تھے بصرہ میں سعید بن عاص تھے، مصر میں عبداللہ بن سعد بن ابی سَرْح اور خراسان میں عبداللہ بن عامر تھے۔ ان میں سے جو بھی حج کرنے جاتا وہ اپنے امیر کی شکایت کرتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نرم خُو اور بڑے احسان کرنے والے اور بردبار تھے۔ وہ اپنے گورنروں کا تبادلہ کر دیتے اور یوں لوگوں کو راضی رکھتے۔ جب مخالفت کی ہوا بند ہوتی تو پہلے گورنر کو اپنی جگہ بھیج دیتے۔ پھر یہاں تک نوبت آئی کہ اہل مصر وفد کی شکل میں ابن ابی سرح کی شکایت کرنے روانہ ہوئے۔ آپ نے انہیں معزول کر کے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی تقرری کا پروانہ لکھ بھیجا، جس پر یہ لوگ راضی ہو گئے۔

ابھی یہ لوگ راستے میں ہی تھے کہ انہیں سواری پر سوار ایک شخص نظر آیا، انہوں نے اس سے خبر پوچھی، اس نے انہیں بتایا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے آیا ہے اور اس کے پاس ابن ابی سرح کی برقراری کا اور وہاں سربرآوردہ لوگوں کی سرزنش کا خط ہے۔ ان لوگوں نے خط لے لیا اور الٹے پیر واپس ہو گئے۔ آپ کے سامنے وہ خط پیش کیا۔ آپ نے قسم کھائی کہ نہ میں نے خط لکھا ہے اور نہ اجازت دی ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے: اپنا کاتب (منشی) ہمارے حوالے کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو خدشہ تھا کہ کہیں یہ لوگ اسے قتل نہ کر ڈالیں۔ آپ کا کاتب مروان بن الحکم تھا جو آپ کا چچا زاد بھائی تھا۔ وہ لوگ برہم ہو گئے اور آپ کی حویلی کا محاصرہ کر لیا۔ لوگوں کی ایک جماعت آپ کی حفاظت کرنے لگی، آپ نے جنگ وقتال سے منع کر دیا تھا۔ صورت حال یہاں تک پہنچ گئی کہ وہ لوگ ایک گھر سے دوسرے گھر دیواریں پھلانگتے آپ کے پاس پہنچ گئے، اور آپ کو شہید کر دیا جس کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعض اہل خیر کو بڑا صدمہ ہوا۔ یوں فتنے کا دروازہ وا ہوا، پھر جو ہونا تھا سو ہوا۔ واللہ المستعان.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ آپ نے چھ آدمیوں کو وصیت کی اور ان سے کہا کہ وہ مل کر کسی ایک آدمی کا انتخاب کر لیں۔ ان میں سے پانچ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو مختار بنایا۔ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چناؤ کیا۔ پھر سب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بقول بعض: یہ ہفتے کے روز محرم چوبیس ۲۴ھ کا واقعہ ہے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: اپنی خلافت کے گیارھویں سال گیارھویں مہینے بائیسویں دِن شہید ہوئے۔ جو ۳۵ھ بائیس ذوالحجہ کا واقعہ ہے۔ دوسروں کا قول ہے: ۱۷ یا ۱۸ میں شہید ہوئے۔ یہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی اسحاق بن الطباع سے بحوالہ ابومعشر روایت ہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: سوموار کے روز جب ذوالحجہ کی ایک رات رہ گئی تھی، ۲۳ھ کو آپ کی بیعت ہوئی۔ عصر کے بعد جمعہ کے دِن جب ذوالحجہ کے اٹھارہ دِن گزر گئے تھے شہید ہوئے اور ہفتے کی رات مغرب وعشاء کے درمیان بمقام حش کوکب جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنت البقیع کی کشادگی کے لیے خریدا تھا، دفن ہوئے۔ اس وقت بیاسی (۸۲) سال اور کچھ ماہ کا سن تھا۔ یہی صحیح اور مشہور ہے۔ بقول بعض: اس سے کم تھا۔ ابو محمد بن حزم کا قول ہے، اسّی (۸۰) سے کم عمر تھی۔

۵۴۵۱ عثمان بن عمرو

بن رفاعہ بن حارث بن سواد انصاری۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: میرے نزدیک یہ نعمان بن عبد عمرو ہیں۔

۵۴۵۲ عثمان بن عمرو انصاری [1]

ابن مندہ بطریق کثیر بن سلیم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن عمرو جو اپنی قوم کے امام تھے۔ دور بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا:

"جب تم اپنی قوم کی امامت کرو تو مختصر نماز پڑھاؤ اس واسطے کہ ان میں بوڑھے، ناتواں اور ضرورت مند لوگ ہوتے ہیں"۔

بقول ابن مندہ یہ حدیث عثمان بن ابی عاص کے حوالہ سے مشہور ہے، لیکن وہ بدری نہیں۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ روایت محفوظ ہے تو یہ اور ہیں، اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ ایک طرح کا واقعہ دو آدمیوں کے ساتھ پیش آیا ہو۔ ادھر ابن قانع کی روایت ہے جو بطریق یعقوب القمی، بواسطہ ابوعبید، ابومرقع سے مروی ہے کہ مجھ سے عثمان بن عمرو نے حج کے زمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے یہ حدیث بیان کی، آپ نے فرمایا:

"فقیر (نادار) مسلمان مالداروں سے چالیس برس پہلے جنت میں جائیں گے"۔ [2]

۵۴۵۳ عثمان بن عمرو [3]

بن الجموح انصاری سلمی، دولابی۔ ابوبشر الکنیٰ میں بطریق حیوہ بن شریح روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ابوعثمان ولید بن ابی ولید نے بیان کیا کہ میں نے صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عثمان بن عمرو بن الجموح انصاری جن کا تعلق بنی سلمہ سے دیکھا کہ ان کے بال زرد رنگ سے رنگے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے سر کے بالوں کی دو لٹیں بنائی ہوئی تھیں۔ لہٰذا احتمال ہے سابقہ دو شخصیتوں میں سے ایک ہیں، جیسے دوسری شخصیت کا پہلی ہونے کا احتمال ہے۔ نیز تعدد کا احتمال ہے۔

۵۴۵۴ عثمان بن قیس [4]

بن ابی عاص بن قیس بن عدی سہمی۔ بقول ابن یونس: اپنے والد کے ہمراہ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ طبرانی کی بطریق لیث یزید بن ابی حبیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی طرف خط بھیجا کہ تمہاری طرف بیعت رضوان میں شریک جتنے حضرات ہیں ان کے وظیفے دوسو (۲۰۰) مقرر کر دو۔ اور اس میں اپنے آپ کو اور اپنے رشتہ داروں کو شامل کر لو اور عثمان بن قیس کے لیے اس کی مہمان نوازی [5] کی بنا پر اور خارجہ بن حذافہ کی بہادری کی وجہ سے وظیفہ مقرر کر دو۔ ان کے والد کے حالات میں

---

[1] اسد الغابہ (۳۵۸۴) تجرید (۳۷۴/۱) [2] المعجم الکبیر (۱۳۲۲۳) الترغیب والترہیب (۱۳۶/۴) الکامل فی الضعفاء (۶۹۴/۲)

[3] اسد الغابہ (۳۵۸۵) [4] اسد الغابہ (۳۵۸۶) تجرید (۳۷۴/۱) [5] اسد الغابہ (۲۲۴/۳)

بیان ہوگا کہ وہ مصر کے قاضی تھے۔ یہی ابوعمر کندی کا بیان ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری سال مصر کے قاضی بنے جس پر حضرت کی خلافت میں بدستور برقرار رہے۔ یہاں تک کہ امیر معاویہ کی خلافت میں معزول ہو گئے۔ وہ بڑے عابد بہت زیادہ عبادت گزار، کثرت سے رونے والے، ان کی عادت تھی جونہی لوگوں کا فیصلہ کرتے تو آبدیدہ ہو جاتے اور فرماتے: ''وہ شخص ہلاک ہو جس نے اپنے فیصلے میں ظلم کیا''۔

۵۴۵۵ عثمان بن مظعون [1]

بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح جمحی۔ ابن اسحاق [2] فرماتے ہیں: تیرہ افراد کے بعد اسلام لائے۔ انہوں نے اور سائب نے ایک جماعت کے ساتھ حبشہ پہلی ہجرت کی۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ قریش اسلام لے آئے ہیں (جو بے بنیاد خبر تھی) تو واپس آ گئے۔ عثمان، ولید بن مغیرہ کے پڑوس میں پناہ گزیں ہوئے۔ لیکن بعد میں اس کا یہ احسان اسے لوٹا دیا اور جس حالت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے (یعنی کسی کی پناہ وذمہ داری نہیں تھی)۔ وہ بھی اس پر راضی رہے۔ ولید بن ربیعہ کے ساتھ ان کا واقعہ نقل کیا جس میں اس نے یہ شعر پڑھا:

الا کل شئ ما خلا اللہ باطل

''آگاہ رہو! جس چیز کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں وہ محض باطل ہے''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو۔ جس پر لبید یہ مصرعہ گویا ہوا:

و کل نعیم لا محالۃ زائل

''بے شک ہر نعمت ختم ہونے والی ہے''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جھوٹ کہتے ہو۔ جنت کی نعمتیں ختم نہ ہونے والی ہیں۔ تو ان میں کا ایک بے وقوف اٹھا جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایسا زور کا طمانچہ مارا جس سے ان کی آنکھ زرد پڑ گئی۔

صحیحین میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو تجرد وگوشہ نشینی سے منع کر دیا تھا، اگر آپ علیہ السلام انہیں اجازت دیتے تو ہم آختہ (خصی) ہو جاتے۔ ابن شاہین اور بیہقی ''شعب الایمان'' میں بطریق قدامہ بن ابراہیم جمحی بواسطہ عمر بن حسین، عائشہ بنت قدامہ سے وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے چچا روایت کرتی ہیں۔ انہوں نے فرمایا، میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں ایسا شخص ہوں جسے جہاد میں بغیر بیوی رہنا دشوار ہے کیا آپ مجھے آختہ ہونے کی اجازت دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ابن مظعون! نہیں، البتہ تم روزوں سے اس کا علاج کرو''۔ [3] بزار بطریق قدامہ بن موسیٰ بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا قدامہ بن مظعون ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔ صحیحین

---

[1] اسد الغابہ (۳۵۸۸) استیعاب (۱۷۹۸) تجرید (۱/۳۷۵) [2] السیرۃ النبویۃ (۱/۲۵۶)

[3] بخاری کتاب النکاح باب ما یکرہ من التقبل (۵۰۷۳، ۵۰۷٤)

ترمذی کتاب النکاح باب ما جاء فی النھی عن التبتل (۱۰۸۳) نسائی (۳۲۱۲) ابن ماجہ (۱۸٤۸)

مسند احمد (۱/۱۷۵) (۱/۱۸۳) المعجم الکبیر (۹/۸۳۱۳) (۹/۸۳۱٤)

میں ام العلاء سے مروی ہے، فرماتی ہیں: جب عثمان بن مظعون کا (میرے گھر) انتقال ہوا تو میں کہنے لگی: ابوالسائب! میں تمہارے حق میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بڑا مقام بخشا ہے"۔ بدر میں شرکت کے بعد ہجرت ۲ھ کے دوسرے سال فوت ہوئے، مہاجرین میں سے فوت ہونے والے اور جنت البقیع میں دفن ہونے والے پہلے شخص ہیں۔ ترمذی [1] کی بطریق قاسم بحوالہ عائشہ روایت کی ہے کہ جب عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روتے ہوئے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موتیوں کی مالا ٹوٹ پڑی تھی۔ اور جب آپ علیہ السلام کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ نے فرمایا: ہمارے نیک سلف عثمان بن مظعون سے جاملو۔ [2] ان کی والدہ نے ان کی وفات پر یہ مرثیہ کہا: ع
"اے میری آنکھ! عثمان بن مظعون کے صدمے میں نہ ختم ہونے والے آنسو بہادے"۔

۵۴۵۶ عثمان بن معاذ [3]

بن عثمان تیمی۔ بقول ابن عبدالبر [4] ان کی حدیث ابن عیینہ نے عن حمید بن قیس عن محمد بن ابراہیم اپنی قوم کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، جنہیں عثمان بن معاذ یا معاذ بن عثمان کہا جاتا تھا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:
"کنکری کی مقدار رمی جمار کیا کرو"۔ [5]

میں کہتا ہوں: اسے عبدالوارث نے عن حمید بن قیس عن محمد بن ابراہیم عن عبدالرحمٰن بن معاذ نقل کیا ہے جسے ابوداؤد اور نسائی نے نقل کیا ہے اور یہ محفوظ ہے اور اسے معمر نے عن حمید بن قیس عن محمد بن ابراہیم عن عبدالرحمٰن بن معاذ بحوالہ ایک شخص روایت کی ہے جنہوں نے سماع کیا۔ اگر اسے ابن عیینہ نے یاد رکھا ہے تو شاید عبدالرحمٰن نے اسے اپنے بھائی عثمان سے سنا ہو۔

۵۴۵۷ (ز) عثمان بن نوفل

ابن شاہین کا گمان ہے کہ یہ ذوالجوش کا نام ہے جبکہ مشہور اس کے خلاف ہے۔

۵۴۵۸ عثمان بن وہب مخزومی [6]

ابن سعد نے مسلمانانِ فتح مکہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۵۹ عثمان الجهنی [7]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ عرس بن عبدالعزیز سے بواسطہ عمر بن مضرس بن عثمان جهنی بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا روایت کی جاتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم [8] کا بیان ہے کہ عمر بن مضرّس تو

[1] ترمذی کتاب الجنائز باب تقبیل المیت (۹۸۹) [2] اسد الغابہ (۲۲۵/۳) استیعاب (۱۶۵/۳)
[3] اسد الغابہ (۳۵۸۹) استیعاب (۱۷۹۹) تجرید (۳۷۵/۱) [4] استیعاب (۱۶۵/۳)
[5] ابوداؤد کتاب المناسک (۱۹۵۷) و نسائی (۲۹۹۶) السنن الکبریٰ (۱۲۷/۵) الاحاد والمثانی (۱۱/۲)
[6] تجرید (۳۷۴/۱) [7] اسد الغابہ (۳۵۹۰) تجرید (۵۷۴/۱) [8] الجرح والتعدیل (۱۵۰/۶)

اپنے والد سے وہ عمرو بن مرّہ جہنی کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

۵۴۶۰ عثیر اور

۵۴۶۱ عثیر العُذرِیّ کا اسی میں ذکر ہوگا۔

۵۴۶۲ (ز) عثیم (تصغیر ہے)

اس نام سے نبی ﷺ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا تھا جس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آتا ہے، جو بطریق ام کلثوم حنظلیہ بحوالہ ان کے مروی ہے۔ امام احمد مسند عائشہ کے آخر میں لکھتے ہیں: عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ فاطمہ بنت عبدالرحمٰن نے مجھ سے بحوالہ اپنی والدہ بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: جنہیں ان کے چچا نے بھیجا تھا۔ انہوں نے جا کر عرض کی آپ کا ایک بیٹا آپ کو سلام کہہ کر آپ سے حضرت عثمان کے بارے میں پوچھ رہا ہے جبکہ لوگ انہیں برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو عثمان پر لعنت کرتا ہے۔ اللہ کی قسم! وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اور جبرائیل آپ کے پاس وحی لاتے آپ فرمانے لگے عثیم! (عثمان!) لکھو!

۵۴۶۳ (ز) عثیم الجنّی

فتوح میں ان کا ذکر آتا ہے۔ فرماتے ہیں: ایک دفعہ جنگ نہاوند کی تیسری رات یمامہ میں ایک شخص کے پاس سے ایک گھڑ سوار گزرا، اس نے پوچھا: کہاں سے آنا ہوا؟ اس نے کہا: نہاوند سے جس کو اللہ تعالیٰ نے نعمان کے لیے فتح کر دیا ہے اور وہ شہید ہو چکے ہیں۔ وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور یہ واقعہ ان سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: اس نے بھی صحیح کہا اور تم نے بھی سچ کہا۔ وہ جنات کا خبر رساں تھا، جس کا نام عثیم تھا جس نے انسانوں کے پیام بَر کو دیکھا تھا۔ پھر کچھ دنوں بعد اس کی خبر پہنچ گئی۔ فتح نہاوند کو ''فتوح الفتوح'' کا نام ملا۔

باب عین کے بعد جیم

۵۴۶۴ عُجریّ بن مانع السکسکی [1]

بقول ابن یونس: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ معافر میں شمار ہوتے ہیں۔ اہل مغازی نے شرکاءِ فتح مصر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے بحوالہ ابن یونس ان کا اسی طرح ذکر کیا ہے۔

۵۴۶۵ عَجلان (مولا رسول اللہ ﷺ)

انہوں نے آپ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ قاضی تین ہوتے ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا روایت کرتا ہے، جسے عبدالصمد

---

[1] اسد الغابہ (۳۵۹۲) تجرید (۱/۳۷۵)

بن سعد نے طبقات الحمصیین میں بطریق عمرو بن شرحبیل خولانی نقل کیا ہے کہ میں نے یہ حدیث ابن عجلان سے سنی ہے۔

۵۴۶۶ عُجیر[1] (تصغیر) بن عبد یزید

بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبد مناف مطلبی، رکانہ کے بھائی۔ ابن سعد نے مسلمانانِ فتح مکہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں خیبر سے تیس وسق کھجور کھانے کے لیے دیں۔ بلاذری وغیرہ لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حدودِ حرم کی تجدید کے لیے بھیجا تھا۔ عجیر اس کے بعد بھی زندہ رہے یہاں تک کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ابوداؤد کی بطریق نافع بن عجیر بواسطہ ان کے والد بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت ہے جو حضرت حمزہ کی بیٹی (کی پرورش) کے متعلق ہے۔ حرف خاء میں ان کے بیٹے خالد بن عجیر کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۵۴۶۷ عجیر بن یزید[2]

بن عبدالعزی۔ طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ امام بخاری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی کوئی حدیث نہیں نقل کی۔ بغوی کا قول ہے: محمد بن اسمٰعیل فرماتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ سے ایک حدیث کی روایت کی ہے۔ عبدالوہاب بن مجاہد بواسطہ اپنے والد بحوالہ ہبیر بن یزید بن عبدالعزی روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ نبی ﷺ مکہ کی کسی وادی میں تھے میں اس وقت اسلام لا چکا تھا۔ آپ نے مجھے حالت شرک میں دیکھا ہوا تھا، میں نے آپ کو پنیر کا ٹکڑا دیا تو آپ مجھے فرمانے لگے: کیا تمہیں تمہارے والدین نے اس کی اجازت دی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور مجھ سے ارشاد فرمایا: ''عجیر! یہ مقبرہ دیکھ رہے ہو قیامت کے روز اس میں سے ستر ہزار افراد بلاحساب اٹھائے جائیں گے''۔ اسے ابوبکر بن ابی علی ذکوانی نے اسی سند سے نقل کیا ہے اس کی اسناد میں غیر معروف راوی ہیں۔

۵۴۶۸ (ز) عُجیل (لام سے تصغیر ہے)

القرصی (قاف سے)۔ صاد میں اختلاف ہے۔ ابن درید فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابوعبید بکری نے ''شرح الامالی'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب عین کے بعد دال

۵۴۶۹ العدّاء (بروزن عطّار) ابن خالد[3]

بن ھوذہ بن خالد بن عمرو بن عامر بن صعصعہ عامری۔ ہشام بن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ انہوں نے اور ان کے والد نے ''تالیف قلبی'' والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ دیگر حضرات نے ان کا نسب یوں لکھا ہے: ''ھوذہ بن ربیعہ بن عمرو'' باقی اسی

---

[1] اسد الغابہ (۳۵۹۴) [2] اسد الغابہ (۳۵۹۵) تجرید (۳۷۵/۱)

[3] اسد الغابہ (۳۵۹۶) استیعاب (۲۰۴۷) تجرید (۳۷۵/۱)

طرح ہے۔ ادھر بغوی نے وہم سے انہیں انف الناقہ بن قریع تمیمی کی اولاد میں شامل کر دیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ انف الناقہ تو اور ہیں۔ اور وہ عمرو بن عامر بن صعصعہ کے بھائی ہیں۔ اور ان انف الناقہ کا نام ربیعہ ہے جو بکاء سے مشہور ہیں۔ زیاد بکائی انہی کے نسب سے ہیں۔ عداء حنین کے بعد اپنے والد اور بھائی حرملہ کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ ان دونوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ عداء سے مروی کئی احادیث ہیں، لگتا ہے انہوں نے لمبی عمر پائی ہے۔ چنانچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں ہے کہ وہ یزید بن المہلب کے خروج تک زندہ رہے۔

میں کہتا ہوں: جو ۱۰۱ھ یا ۱۰۲ھ کا واقعہ ہے۔ بصرہ کے اعرابیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے بنی عامر کے جو چشمے رجیج نامی کہلاتے تھے وہ انہیں بطور جاگیر عطا کر دیئے جہاں یہ فروکش ہوئے تھے۔

۵۴۷۰ عداس ❶

مولا شیبہ بن ربیعہ۔ پہلے نصرانی تھے اور نینوی سے ان کا تعلق تھا جو موصل کا ایک گاؤں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے طائف میں ملاقات ہوئی جس کا واقعہ ابن اسحاق ❷ نے سیرت میں ذکر کیا ہے۔ اسی میں ہے کہ شیبہ اور عتبہ طائف میں تھے انہوں نے بچشم خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انہیں اسلام کی دعوت پر اہل طائف کا سلوک دیکھا تھا، ان دونوں نے عداس سے کہا: یہ انگور کا خوشہ لے جاؤ اور اس شخص کے سامنے رکھ دو، انہوں نے ایسے ہی کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کھاتے وقت بسم اللہ پڑھی جس پر عداس کو تعجب ہوا، وہ آپ سے کہنے لگا: اس طرح کے کلمات ان شہروں میں تو کوئی نہیں کہتا۔ کسی نے اس سے ذکر کر دیا کہ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ آپ کی علامت پہچان کر آپ کو بوسہ دینے لگا، جب عداس وہاں سے واپس آیا تو ان دونوں نے اس سے کہا: عداس! خیال کرنا وہ صاحب تمہیں اپنے دین سے نہ ہٹالیں۔

سلیمان تیمی نے اپنی کتاب "السیرۃ" میں لکھا ہے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ابن مندہ نے ایک اور واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کسی نے ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ کی علامات کا ذکر نقل کیا ہے جسے سلیمان تیمی نے بھی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہمیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلی چیز جو مخصوص کی ہے کہ انہوں نے حراء کے غار میں ایک خواب دیکھا، جہاں وہاں مشرکین کے معبودانِ باطلہ کے ساتھ ہونے والے انجام سے خائف ہو کر جاتے تھے۔ وہاں ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تو پہلی ملاقات کی وجہ سے ان سے خوفزدہ ہو گئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی جس پر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک ہو آپ اس امت کے نبی ہیں، جس کی اطلاع مجھے شادی سے پہلے میرے خیر خواہ غلام اور بحیرا راہب نے دی ہے۔ اس کے بعد وہ ایک راہب کے ہاں تشریف لے گئیں۔ اس نے ان سے کہا: جبرائیل اللہ تعالیٰ کا رسولوں کی طرف پیام رساں فرشتہ ہے۔ آپ وہاں سے عتبہ بن ربیعہ کے نصرانی غلام کے ہاں آئیں جس کا تعلق نینوی سے تھا، جسے عداس کہا جاتا تھا، اس سے بات چیت ہوئی اس نے بھی یہی کہا۔ اس کے بعد آپ ورقہ کے ہاں تشریف لے گئیں۔

---

❶ اسد الغابہ (۳۵۹۷) تجرید (۳۷۵/۱) ❷ السیرۃ النبویۃ (۴۷/۲)

ابن عائذ نے مغازی میں بطریق عثمان بن عطاء انہوں نے اپنے والد سے بواسطہ عکرمہ بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کا طویل مفہوم نقل کیا ہے۔ واقدی واقعہ بدر میں بطریق ابوبکر بن سلیمان بن ابی خیثمہ بحوالہ حکیم بن حزام روایت کرتے ہیں، عداس "ثنیہ بیضاء" پر بیٹھے تھے اور لوگ وہاں سے گزر رہے تھے۔ جونہی شیبہ اور عتبہ کا وہاں سے گزر ہوا انہوں نے جھٹ سے ان دونوں کے پیر پکڑ لیے اور کہنے لگے: میرے ماں باپ آپ دونوں پر فدا ہوں اللہ کی قسم! وہ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ اپنی موت کو دعوت دینے جا رہے ہیں۔ اتنے میں عاص بن شیبہ کا گزر ہوا، روتا دیکھ کر اس نے پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟ وہ کہنے لگے: میں اپنے آقاؤں کی وجہ سے رو رہا ہوں جو دونوں اس وادی کے سرداروں میں سے ہیں۔ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلہ میں جا رہے ہیں۔ عاص نے کہا: کیا وہ واقعی اللہ کے رسول ہیں؟ جس پر عداس کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔ ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! وہ تمام لوگوں کی طرف اللہ کے رسول ہیں۔ واقدی [1] دوسری سند سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ان دونوں کو جنگ میں شرکت سے روکا لیکن ان دونوں نے ان کی بات نہ مانی یہ بھی ان کے ساتھ گئے تھے اور بدر میں قتل ہوئے۔ بقول بعض یہ واپس آ گئے تھے اور بعد میں فوت ہوئے۔

۵۴۷۱ عُدَس بن عاصم [2]

بن قطن۔ ان کے بھائی خزیمہ بن عاصم کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۴۷۲ عُدَس بن ہوذہ البکائی [3]

الدارقطنی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۷۳ عَدِیّ بن اسد

ابن نصلہ میں ذکر ہوتا ہے۔

۵۴۷۴ (ز) عَدِیّ بن امیّہ

بن الضبیب الجذامی۔ اموی نے مغازی میں، رفاعہ بن زید کے ساتھ آنے والے وفد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۷۵ عدیّ بن بدّاء [4]

تمیم داری رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے شانِ نزول میں ان کا ذکر آتا ہے:

"اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت ہو جائے تو تمہاری آپس کی گواہی کا نصاب یہ ہے"۔ [5]

---

[1] المغازی (۳۵) [2] اسد الغابہ (۳۵۹۸) تجرید (۱/۳۷۵) [3] تجرید (۱/۳۷۵)

[4] اسد الغابہ (۳۵۹۹) تجرید (۱/۳۷۶) [5] سورۃ المائدہ (۱۰۶)

جس کا تذکرہ بدیل بن ابی مریم کے حالات میں ہو چکا ہے۔ اسی میں تمیم کا قول ہے۔ اس میں لوگ میرے اور عدی بن بداء کے علاوہ رائے رکھتے ہیں۔ وہ دونوں نصرانی تھے جو تجارت کی غرض سے آتے جاتے تھے۔ یہ روایت ابن مندہ نے نقل کی تو ابونعیم نے انہیں الزام دیا کہ ان کا اسلام مشہور نہیں۔ ابن عطیہ لکھتے ہیں: میرے نزدیک عدی صحابی نہیں اگرچہ کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ میرے نزدیک انہیں صحابہ میں ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ ابن الاثیر [۱] نے اسی بات کو قوی لکھا ہے کہ ابن اسحاق کی کتاب میں جو سیاق ہے اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عدی سے ایسی قسم لیں جو ان کے دین میں بہت عظیم ہو۔

میں کہتا ہوں: میں نے ابن حبان کے قول کی وجہ سے ان کا اس قسم میں ذکر کر دیا ہے۔ شاید انہیں معلوم ہوا ہو کہ وہ بعد میں اسلام لے آئے تھے۔ پھر مجھے تفسیر مقاتل میں اس واقعہ کے بعد یہ روایت مل گئی کہ نبی ﷺ نے تمیم سے فرمایا:

"تمیم! اسلام لے آؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا"۔

چنانچہ وہ اسلام لے آئے اور ان کا اسلام خوب رہا لیکن عدی بن بداء نصرانی ہی مرے۔

تنبیہ:

لفظ بدّاء میرے نزدیک باء کے زبر اور دال کی تشدید اور قصر کے ساتھ ہے۔ بعض نے مد کے ساتھ لکھا ہے۔ میں نے خطیب کے قلم سے مقاتل کی تفسیر منقول واقعہ کے سیاق میں لکھا دیکھا ہے: عدی بن بندا۔ واللہ اعلم۔

۵۴۷۶ عدی بن تمیم [۲]

حضرت ابورفاعہ عدوی کے ناموں میں سے ایک قول کے مطابق ان کا نام ہے ابوبکر بن علی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۷۷ عدی بن حاتم [۳]

بن عبداللہ بن سعد بن حشرج بن امرئ القیس بن عدی طائی، مشہور سخی کے بیٹے ہیں۔ کنیت ابوطریف تھی۔ ۹ھ بقول بعض ۱۰ھ میں اسلام لائے اس سے پہلے نصرانی تھے۔ فتنہ ارتداد میں اسلام کا دامن نہ چھوڑا۔ اپنی قوم کی زکوٰۃ امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچاتے رہے۔ فتح عراق میں شریک رہے، اس کے بعد کوفہ کو مسکن بنا لیا اور صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ ۶۰ھ کے بعد جب عمر رسیدہ ہو چکے تھے فوت ہوئے۔ بقول خلیفہ ان کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی۔ ابوحاتم [۴] سجستانی لکھتے ہیں: ایک سو اسّی (۱۸۰) سال عمر تھی۔

محل بن خلیفہ بحوالہ عدی بن حاتم روایت کرتے ہیں، فرمایا: اسلام لانے کے بعد جب بھی نماز کی اقامت ہوئی میں باوضو ہوتا۔ شعبی حضرت عدی سے روایت کرتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ آیا، اس وقت وہ کسی کا وظیفہ مقرر کر رہے تھے۔ (مصروفیت کی وجہ سے) میری طرف توجہ نہ دی۔ میں سامنے آ کر کہنے لگا: کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟

---

[۱] الثقات (۳۱۸/۳) [۲] اسد الغابہ (۲۳۱/۳) [۳] اسد الغابہ (۳۶۰۱) تجرید (۳۷۶/۱)
[۴] اسد الغابہ (۳۶۰۴) استیعاب (۱۸۰۰) [۵] المعمرین (۴۶)

فرمانے لگے: ہاں، تم اس وقت ایمان لائے جب لوگ کافر تھے اور تم نے اس وقت (حق کو) پہچانا جب لوگ اس سے ناآشنا تھے اور تم نے اس وقت وفا کی جب لوگوں نے غداری کی اور تم نے اس وقت منہ دکھایا جب لوگ پیٹھ پھیر رہے تھے۔ سب سے پہلا صدقہ جس نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شاداں کر دیا تھا وہ طی کا صدقہ اور زکاۃ کا مال تھا۔

اس روایت کو امام احمد اور ابن سعد وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اس کا کچھ حصہ مسلم میں ہے۔ صحیحین میں ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار سے متعلقہ چند مسائل پوچھے تھے۔ اور صحیحین میں ہے ان کا واقعہ ہے کہ انہوں نے اس آیت کا ''یہاں تک کہ تمہارے لیے رات کی سیاہی صبح کی سپیدی [1] سے جدا ہو جائے'' ظاہر مفہوم سمجھ لیا تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''پھر تو تمہارا تکیہ بہت کشادہ ہے''۔

امام احمد اور ترمذی رحمہما اللہ کی بطریق عباد بن حبیش کوفی بحوالہ عدی بن حاتم روایت ہے، فرمایا: میں مسجد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ نے فرمایا: لوگو! یہ عدی بن حاتم ہے۔ فرماتے ہیں: میں بغیر امان اور بغیر کسی تحریر کے حاضر خدمت ہوا تھا۔ آپ نے اس سے پہلے فرمایا تھا: مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھما دے۔ چنانچہ آپ اٹھے اور میرا ہاتھ تھام لیا۔ اسی دوران آپ سے ایک عورت ملی جس کے ساتھ اس کا بچہ تھا۔ وہ دونوں کہنے لگے: ہمیں آپ سے کام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ کھڑے رہے یہاں تک کہ انہوں نے جو بات چیت کرنی تھی کر لی۔ پھر میرا ہاتھ تھام کر اپنے گھر لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تکیہ لے کر آئی جس سے ٹیک لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر فرمانے لگے: تمہارے علم کے مطابق اللہ کے سوا بھی کوئی عبادت و پکار کے لائق ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں۔ پھر فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ سے بڑی کوئی چیز ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو یہودیوں پر اللہ کا غضب ہے اور نصاریٰ گمراہ ہیں''۔ [2]

امام احمد اور بغوی رحمہما اللہ وغیرہ اپنی معجم میں بطریق ابوعبیدہ بن حذیفہ روایت کرتے ہیں، میں عدی بن حاتم کی حدیث بیان کرتا تھا ایک دفعہ میں نے دِل میں کہا: عدی تو یہیں کوفہ کے پاس رہتے ہیں، چنانچہ میں وہاں آ گیا۔ وہ فرمانے لگے: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ناپسند کرتا تھا۔ چنانچہ میں نکل پڑا، روم کے قریبی علاقہ میں پہنچا تو آپ کی وجہ سے مجھے جگہ بھی سخت ناپسند لگنے لگی۔ میں دِل میں کہنے لگا: اگر میں آپ سے مل لوں تو کیا حرج ہے۔ (نعوذ باللہ) اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نہ ہوئے تو آپ کا حال مجھ سے مخفی نہیں رہے گا اور اگر آپ سچے ہیں (جیسا کہ آپ کے دوست و دشمن کہتے ہیں) تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر لوں گا۔ سو میں اس ارادے سے روانہ ہو گیا۔ میں جب مدینہ پہنچا تو لوگ مجھے دیکھ کر کہنے لگے: یہ عدی بن حاتم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عدی! اسلام لے آؤ، سلامت رہو گے۔ میں نے عرض کی: میں ایک دین کا پیروکار ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارے دین سے تم سے زیادہ واقف ہوں، کیا تم اپنی قوم کے سردار نہیں؟ میں نے عرض کی: بالکل ہوں۔ کیا تم چوتھا حصہ نہیں کھاتے؟ میں نے کہا: بالکل کھاتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے دین کے مطابق یہ تمہارے لیے حلال نہیں۔ پھر فرمایا: اسلام لے آؤ، سلامت رہو گے۔ میرے خیال میں تمہارے لیے اسلام لانے میں رکاوٹ شاید میرے اردگرد کی کمزور نفری ہے

---

[1] سورة البقرة (١٨٧) [2] المعجم الكبير (٢٣٦) تفسير لابن كثير (٧٧/٤)

جو تم دیکھ رہے ہو اور سب لوگوں کو ہمارے خلاف دیکھتے ہو؟ پھر فرمایا: کبھی حیرہ گئے ہو؟ میں نے عرض کی گیا تو نہیں ہوں، البتہ اس کا نام سنا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''عنقریب وہاں سے ایک مسافر عورت بغیر کسی حفاظت کے نکلے گی اور بیت اللہ کا طواف کرے گی۔ اور ایک وقت ضرور ہمارے لیے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح ہوں گے''۔

میں نے عرض کی: کسریٰ بن ہرمز؟ فرمایا:

''ہاں! مال کی اتنی بہتات ہوگی کہ آدمی کو یہ فکر دامن گیر ہوگی کہ اس کی زکوٰۃ کسے دے (لینے والا کوئی نہ ہوگا)''۔ [1]

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دو پیش گوئیاں دیکھ لیں۔ مسافر عورت اور میں اس فوج کے پہلے دستے میں تھا جس نے کسریٰ کے خزانوں پر حملہ کیا تھا اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں تیسری بھی ضرور پوری ہوگی۔

حدیث کا آخری حصہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند سے نقل کیا ہے۔ ''الزہد'' میں ابن المبارک، ابن عیینہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے بواسطہ شعبی بحوالہ عدی بن حاتم روایت کی گئی کہ آپ نے فرمایا: ''جب بھی نماز کا وقت ہوتا تو میں پہلے سے اس کا مشتاق ہوتا''۔ وہ بڑے سخی تھے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے تمیم بن طرفہ سے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے سو درہم مانگے، آپ نے فرمایا: تم مجھ سے صرف سو درہم کا سوال کرتے ہو جبکہ میں حاتم طائی کا بیٹا ہوں (اس میں میری توہین ہے)۔ اللہ کی قسم! میں تمہیں کبھی نہیں دوں گا۔ اس کی سند صحیح ہے۔ خلیفہ نے اعتماد سے لکھا ہے آپ کا انتقال ۶۸ھ میں ہوا۔ تاریخ مظفری میں ہے کہ آپ مختار ثقفی کے دور میں فوت ہوئے۔ عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی۔

۵۴۷۸ عدی بن حِمْرِس [2]

بن نصر بن القاطع بن جری بن عوف بن اسود بن جذام جذامی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ حسن بن عبدالعزیز جروی کے دادا۔ عبدالغنی فرماتے ہیں: حسن کے دادا عدی صحابی ہیں۔ یہی بات خطیب نے حسن کے حالات میں لکھی ہے۔ لفظ حمرس حاء کے زیر اور راء اور حاء کے درمیان میم سے ہے جو ساکن ہے، آخر میں سین ہے۔

۵۴۷۹ (ز) عدی بن خلیفہ بیاضی

ابو عبید بن سلام نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۸۰ عدی بن الخیار [3]

بن عدی بن نوفل بن عبدمناف نوفلی۔ عبیداللہ اور ان کے بھائیوں کے والد۔ ابن سعد نے مسلمانانِ فتح مکہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے بیٹے عبیداللہ کا ذکر ان لوگوں میں ہے جنہیں رؤیت نصیب ہے۔ ثقات میں عجلی لکھتے ہیں: عبیداللہ بن عدی بن الخیار معتبر تابعی ہیں جو اکابر تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے والد صحابیٔ رسول ﷺ ہیں۔ ابن شاہین نے کتاب الجنائز میں بطریق

---

[1] ابن ماجہ مقدمہ (۸۷) مسند احمد (۳۷۹/۴) [2] تجرید (۳۷۶/۱) [3] ایضاً

عبیداللہ بن عدی بن الخیار بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے جو صحابیِ رسول تھے۔ اور صحابہ کرام ان کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ جب ان کی وفات کا وقت ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: بیٹا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں میرے بعد کوئی ایسا عمل نہ کرنا جس سے میرا چہرہ پریشان ہو، کیونکہ بیٹوں کا عمل باپ کے سامنے پیش ہوتا ہے۔

مدائنی کا بیان ہے اور عمر بن شبہ نے اخبارِ مدینہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھا ہے کہ عدی بن الخیار نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ولید بن عقبہ کے بارے میں ناراضگی کا اظہار کیا جب اہل کوفہ نے ان کی یہ شکایت کی کہ وہ شراب پیتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ہم اس پر حد جاری کر دیں گے۔ صحیح بخاری میں جو روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے یہ گفتگو کرنے والے عبیداللہ بن عدی بن الخیار ان کے بیٹے تھے۔ واللہ اعلم

۵۴۸۱ عدی بن الربیع [1]

بن عبدالعزی ابن عبدشمس، ابوالعاص بن ربیع کے بھائی سیر میں ان کا ذکر آتا ہے۔ جب زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ پہنچانے کے لیے باہر لائے۔ مرزبانی اپنی معجم میں لکھتے ہیں: راستے میں ہبار بن اسود آڑے آیا تو عدی نے اسے تیر مار کر ٹھکانے لگا دیا، جس پر عدی نے یہ شعر کہے: ع

"مجھے ہبار اور اس کی قوم کے بدمعاشوں پر تعجب ہوتا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بارے میں چاہتے ہیں کہ میں اپنی ذمہ داری ہٹا لوں۔ مجھے اس کی کوئی پروا نہیں کہ ان کے والد کو میرے ہاتھ سے کیا گزند پہنچتا ہے۔ جس دن میرے ہاتھ میں تلوار آتی ہے"۔

بقول بعض: زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ کنانہ بن عدی نکلے تھے۔ ابن سید الناس نے ان صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی ہے اور یہ واقعہ بیان کیا۔

۵۴۸۲ عدی بن ربیعہ [2]

بن عبدالعزی ابن عبدشمس۔ بقول ابن عبدالبر: لوگوں نے مسلمانانِ فتح مکہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ ابوعاص بن ربیع کے چچازاد ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کے بیٹے علی صحابی ہیں جن کا تذکرہ ہونا ہے۔

۵۴۸۳ عدی بن ربیعہ

بن سواٰہ بن جشم بن عدی جشمی۔ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: مجھے معلوم نہیں آیا وہ بعثت تک زندہ رہے یا نہیں۔

---

[1] تجرید (۳۷۶/۱) [2] استیعاب (۱۸۰۱)

میں کہتا ہوں: ابن فتحون کا بیان ہے وہ اسلام لائے تھے۔ محمد بن عدی کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ہوگا۔

۵۴۸۴ عدی بن ابی الزغباء [1]

نام سنان بن سبیع بن ثعلبہ بن زہرہ بن بذیل (باء اور ذال سے تصغیر ہے) ابن سعد بن عدی بن کاہل.... جہنی۔ یہ بنی نجار کے حلیف ہیں۔ بدر اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ نبی ﷺ نے انہیں بسبسہ بن عمرو کے ساتھ واقعۂ بدر میں ابوسفیان (جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے) کی جاسوسی کرنے کے لیے روانہ کیا تھا تو وہ دونوں چلتے چلتے ساحل سمندر کے پاس جا پہنچے۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اس روایت کا ذکر کیا ہے جبکہ ابن کلبی نے بواسطہ ابوصالح بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما موصولاً نقل کیا ہے اور ابن اسحاق [2] انصار کے شرکاءِ بدر میں پھر بنی نجار اور بنی عائذ بن ثعلبہ سے خالد بن عدی، ابن ابی الزغباء جو جہینہ میں سے ان کے حلیف تھے، کا ذکر کرتے ہیں۔ جبکہ موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں: وہ بنی نجار کے حلیف ہیں۔ دولابی نے صحابہ میں بطریق محمد بن فضل بن عبدالرحمٰن بن عدی روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے والد بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا عدی بن ابی الزغباء جہنی روایت کی ہے جو صحابیٔ رسول ﷺ ہیں..... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ بقول ابوعمر: [1] خلافت فاروقی میں انتقال کیا۔

۵۴۸۵ عدی بن زید الجذامی [3]

بقول امام بخاری: [4] مدینہ کے رہائشی ہیں اور نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ بغوی نے بحوالہ امام بخاری ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ان کی کوئی حدیث نہیں ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: حدیث ابوداؤد [5] میں ہے جو مدینہ کے متعلق ہے جسے سلیمان بن کنانہ مولا عثمان نے عبداللہ بن ابی سفیان سے بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ ابراہیم بن ابی یحییٰ نے داؤد بن حصین سے بحوالہ عدی بن زید انصاری روایت کرنے میں ان کی متابعت کی ہے جس سے احتمال ہے کہ یہ جذامی ہوکر انصار کے حلیف رہے ہوں۔ عدی الجذامی کے حالات میں بیان ہوگا کہ انہیں بیہقی نے ایک قرار دیا ہے۔

۵۴۸۶ عدی بن شراحیل [6]

از بنی عامر ابن ذہل بن ثعلبہ بقول ابن شاہین: صحابی ہیں۔ پھر سماک بن حرب کے حوالہ سے بطریق ابراہیم بن یوسف بواسطہ زیاد کہ مجھے کسی ساتھی نے بتایا کہ بنی عامر بن ذہل بن ثعلبہ کا عدی بن شراحیل نامی ایک شخص ربذہ میں رہتا تھا نبی کریم ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا تو اس نے حاضر خدمت ہوکر اپنا اور اپنے گھرانے کا سلام پیش کیا اور آپ ﷺ سے درخواست کی، آپ ﷺ نے اس کے لیے تحریر قلمبند کروائی۔ اس کی اسناد میں غیر معروف راوی ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۶۰۷) استیعاب (۱۸۰۲) تجرید (۳۷۷/۱) [2] السیرۃ النبویۃ (۲۱۱/۲)

[3] استیعاب (۱۶۹/۳) [3] تجرید (۳۷۷/۱) [4] التاریخ الکبیر (۴۴/۴)

[5] ابوداؤد کتاب المناسک باب فی تحریم المدینہ (۲۰۳۶)

[6] اسد الغابہ (۳۶۰۹) تجرید (۳۷۷/۱)

۵۴۸۷ عدیّ بن عبد سواءہ [1]

بن القاطع بن جُری بن عوف بن مالک.... جذامی۔ بقول ابن کلبی: نبی ﷺ کے پاس آئے۔
میں کہتا ہوں: لفظ سواءہ سین کے پیش سے اور سود سین کے پیش سے واؤ ساکن ہے۔ حشم حاء کے زیر اور شین کے سکون سے جبکہ تذیل تا کے زبر اور ذال کے زیر [2] سے، اس کے بعد یاء ساکن ہے۔

۵۴۸۸ عدیّ بن عدیّ الکندی [3]

ابن سعد نے طبقۂ فتحیین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام احمد اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما [4] لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابوالفتح ازدی نے ان صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جن کا اور ان کے والد کا نام ایک جیسا ہے۔ امام بخاری، ابن شاہین اور ابن حبان [5] نے ان میں اور عدی بن عدی بن عمیرہ جن کا تذکرہ آخری قسم میں ہوگا فرق کیا ہے اور ابن الاثیر نے وہم کی وجہ سے دونوں کو ایک قرار دیا ہے۔

۵۴۸۹ عدی بن عمیرہ [6]

ابن فروہ بن زرارہ بن الارقم بن نعمان بن عمرو بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین کندی۔ مشہور صحابی ہیں، ابوزرارہ کنیت تھی۔ صحیح مسلم وغیرہ میں ان کی کئی احادیث ہیں۔ ان سے ان کے بھائی عرس جو خود بھی صحابی ہیں وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن اسحاق ان کی حدیث میں فرماتے ہیں: ان کے اسلام لانے کا سبب یہ بنا کہ انہوں نے فرمایا: ہمارے علاقہ میں ایک یہودی عالم رہتا تھا۔ جس کا نام ابن شہلاء تھا۔ وہ مجھے کہنے لگا: مجھے کتاب اللہ میں یہ چیز ملی ہے کہ جنت الفردوس والے وہ لوگ ہوں گے جو سجدہ کر کے اپنے رب کی عبادت کریں گے۔ یہ علامت تو مجھے صرف اپنے یہودیوں میں اور یمن میں ایک نبی ظاہر ہوگا اس میں نظر آتی ہے۔ وہ بھی ہمیں سے ہوگا۔ عدی کہتے ہیں: اللہ کی قسم! کچھ ہی عرصہ بعد ہمیں معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کے ہاں ایک شخص نبی بن گئے ہیں۔ اس موقعہ پر مجھے ابن شہلاء کی بات یاد آ گئی۔ میں اس کے پاس پہنچا، دیکھتا ہوں وہ اور اس کے ساتھ والے سجدہ ریز ہیں۔
ابن ابی خیثمہ لکھتے ہیں: مجھے معلوم ہوا کہ وہ جزیرہ میں فوت ہوئے۔ جبکہ واقدی کا قول ہے: ۴۰ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے۔ ابوعروبہ حرانی فرماتے ہیں: عدی بن عمیرہ کوفہ فروکش ہوئے تھے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جزیرہ منتقل ہو گئے اور وہیں وفات پائی۔ ابن سعد لکھتے ہیں: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو بنی الارقم نے کہا: ہم ایسے شہر میں نہیں رہیں گے جہاں عثمان کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے۔ چنانچہ یہ لوگ شام منتقل ہو گئے۔ امیر معاویہ نے انہیں رہا میں رہائش دی اور وہیں انہیں جائیداد عطا کر دی۔

طبرانی کی ''الاوسط'' میں لکھا ہے: ''عدی بن عمیرہ حضرمی'' جو ان کے نسب میں کسی راوی کا وہم ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۶۱۰) تجرید (۳۷۷/۱) [2] اسد الغابہ میں یہ نام تدیل ہے۔
[3] اسد الغابہ (۳۶۱۳) [4] التاریخ الکبیر (۴۴/۴) [5] الثقات (۲۷۰/۵)
[6] تجرید (۳۷۷/۱)

۵۴۹۰ عدی بن قیس ❶

بن حذافہ سہمی۔ ابن ہشام نے اپنی مختصر سیرت میں بواسطہ کسی معتبر اہل علم بحوالہ ابن شہاب، عبید اللہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ان لوگوں کے ناموں میں ان کا ذکر کیا جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی غنیمت میں سے حصہ دیا تھا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: آپ نے سہمی کو پچاس اونٹ دیئے تھے۔ ابن ہشام ❷ فرماتے ہیں: ان کا نام عدی بن قیس ہے۔ ابن مردویہ بطریق بکر بن بکار علی بن مبارک سے بحوالہ یحییٰ بن ابی کثیر ''مؤلفۃ القلوب'' میں عدی بن قیس سہمی کا نام ذکر کرتے ہیں۔

۵۴۹۱ (ز) عدی بن کعب

مجھے ان کا نسب معلوم نہیں۔ ان کا ذکر ایک غریب حدیث میں آتا ہے جسے المعافی نے ''الجلیس'' میں بطریق محمد بن ابی بکر انصاری بحوالہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے شاہِ روم کی طرف، عمرو بن عاص ان کے بھائی ہشام اور عدی بن کعب و نعیم بن عبداللہ کے ساتھ روانہ کیا۔ ہم لوگ چلتے چلتے جبلہ بن اسہم کے پاس دمشق میں پہنچ گئے۔ پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا جو تقریباً دو ورقوں کی مقدار ہے۔ اس کی اسناد ضعیف ہے۔ اسی واقعہ کو بیہقی نے ''دلائل'' میں دوسری سند سے نقل کیا ہے جیسا کہ ہشام بن عاص کے حالات میں بیان ہوگا۔ احتمال ہے کہ یہ عدی بن کعب وہی ابوخیثمہ نہوں جو سلیمان کے والد ہیں۔ ازدی نے ان کا یہی نام بتایا ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۴۹۲ عدی بن مرہ ❸

بن سراقہ بن خباب بن عدی بن الجد بن العجلان بلوی۔ انصار کے حلیف۔ خیبر کے روز شہید ہوئے۔ ان کی چھاتی پر نیزہ لگا تھا جس کی وجہ سے دم توڑ گئے۔ ابوعمر ❹ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۹۳ عدیّ بن نضلہ ❺

یا نضیلہ ابن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب قرشی عدوی۔ بقول بعض: عدی بن اسد۔ ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں: عدی بن اسد عدوی حبشہ میں فوت ہوئے یہ اسلام میں پہلے شخص ہیں جن کا کوئی وارث بنا۔ ان کا بیٹا نعمان ان کا وارث ہوا۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے نسب بیان کرنے اور پہلے ہونے میں ابن اسحاق کے خلاف بیان کیا ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: اسلام میں پہلے مورث مطلب بن ازہر ہیں جن کا وارث ان کا بیٹا عبداللہ ہوا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور زبیر بن بکار نے موسیٰ کی موافقت کرتے ہوئے لکھا ہے: نضلہ بن عدی کا انتقال حبشہ میں ہوا اور ان کا بیٹا نعمان ان کا وارث ٹھہرا۔ اسلام میں یہ پہلے شخص ہیں جن کا کوئی وارث ہوا۔ دونوں روایتوں کو یوں جمع کیا جا سکتا ہے کہ حجاز میں مطلب پہلے مورث ہیں اور حبشہ میں نعمان۔

---

❶ اسد الغابہ (۳۶۱۶) استیعاب (۱۸۰۶) تجرید (۳۷۷/۱) ❷ السیرۃ النبویۃ (۱۰۷/٤)

❸ اسد الغابہ (۳۶۱۷) استیعاب (۱۸۰۷) ❹ استیعاب (۱۷۱/۳) ❺ اسد الغابہ (۳۶۱۸) استیعاب (۱۸۰۸) تجرید (۳۷۷/۱)

۵۴۹۴ عدی بن نوفل [1]

بن اسد بن عبدالعزی قرشی اسدی، ورقہ بن نوفل کے بھائی، وہ چھوٹے ہیں۔ زبیر نے نسب میں ذکر کیا ہے کہ ان کی والدہ کا نام آمنہ بنت جابر ہے جو تابط شرا شاعر کی بہن ہیں۔ فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور حضرموت مقام پر حضرت عمر یا عثمان رضی اللہ عنہما کی طرف سے گورنر رہے۔ انہوں نے اپنی اہلیہ ام عبداللہ بنت ابی البختری کو اپنے پاس آنے کا پیام بھیجا جس پر اس نے عمل نہ کیا تو انہوں نے کہا: ع

"ام عبداللہ جب اس کی وادیوں میں نہیں اتری اور نہ اس کے قریب پھٹکی تو اشتیاق کو اس کے اسباب نے برانگیختہ کر دیا"۔

زبیر بن بکار لکھتے ہیں: عدی بن نوفل کی حویلی مدینہ میں مسجد اور بازار کے درمیان بلاط کے پاس تھی، جس کے متعلق ایک شاعر کہتا ہے: ع

"تیری چاہت عدی کی حویلی کی جانب ہے، دل کے لیے چاہت اور غذا ہے"۔

جس پر اس خاتون کے بھائی اسود نے کہا: تمہارے چچا زاد کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے لہٰذا اس کے پاس چلی جاؤ۔ تب وہ روانہ ہوئی۔ ابوالفرج اصبہانی لکھتے ہیں: زبیر اس شعر کو عدی کی جانب منسوب کرنے میں منفرد ہیں، جبکہ ابوعمر شیبانی اور ابوعبداللہ بن الاعرابی اور ان کے متبعین نے اسے نعمان بن بشر کا شعر کہا ہے۔

۵۴۹۵ (ز) عدی بن ہانئ [2]

بن حجر بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین کندی۔ ابووہب کنیت تھی۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کے بیٹے ولید بن عدی کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے، لکھا ہے ان کے والد نبی ﷺ کے پاس آئے۔

۵۴۹۶ (ز) عدی بن ہمام

بن مرہ بن حجر بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ بن حارث بن معاویہ اکرمین ابوعائذ۔ ابن الدباغ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: ابن فتحون نے بھی اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۹۷ عدی بن وداع

بن الغی بن حارث بن مالک بن فہم بن غنم بن دوس دوسی۔ ابوحاتم سجستانی [3] "معمرین" میں ان کا ذکر کرتے ہیں کہ تین سو (۳۰۰) سال زندہ رہے۔ اسلام کا دور پایا، مسلمان ہوئے اور غزوے میں شرکت کی۔ جس کے متعلق فرماتے ہیں: ع

---

[1] اسد الغابہ (۳٦۱۹) استیعاب (۱۸۰۹) تجرید (۳۷۷/۱)

[2] اسد الغابہ (۳٦۲۰) استیعاب (۱۸۱۰) تجرید (۳۷۷/۱) [3] المعمرین (٤۸)

"زندگی تو بس سرسبز جنت ہے، جو جہنم میں گیا اس نے اپنا نقصان کیا"۔

میں کہتا ہوں: لفظ عقی عین کے زیر اس کے بعد قاف ساکن سے ہے۔

۵۴۹۸ (ز) عدیؓ التیمی ❶

بغوی اور اسماعیلی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق وازع بن نافع بواسطہ ابوسلمہ بحوالہ عدی تیمی روایت کرتے ہیں، فرمایا میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: "قیامت گھٹیا لوگوں پر برپا ہوگی"۔

بغوی ❷ فرماتے ہیں: یہ روایت مجھے صرف اسی سند سے معلوم ہے، اس کی سند میں وازع ہے جو بے حد ضعیف راوی ہے۔

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴۹۹ عدی الجذامی ❸

بقول بعض: یہ ابن زید ہیں۔ بعض نے لکھا ہے: اور ہیں۔ بغوی اور طبرانی نے دونوں میں فرق کیا ہے اور بطریق حفص بن میسرہ عبدالرحمٰن بن حرملہ سے بحوالہ عدی الجذامی روایت کی ہے کہ ان کی نبی ﷺ کے کسی سفر میں آپ سے ملاقات ہوئی۔ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! میری دو بیویاں تھیں ان میں لڑائی ہوئی تو ایک نے دوسرے کو (خیمے کا کھونٹا) مارا جس سے وہ مرگئی۔ فرمایا: "اس کی دیت دو اور تم اس کے وارث نہیں ہوگے"۔ فرماتے ہیں: مجھے اب بھی یاد ہے گویا آپ ﷺ میرے سامنے ہیں، سرخ اونٹنی پر سوار ہیں اور فرما رہے ہیں: "لوگو! سیکھ لو، ہاتھ تین طرح کے ہوتے ہیں..."۔ (حدیث) ❹ اسی طرح یہ روایت سعید بن منصور نے حفص سے نقل کی ہے اور ابن مندہ نے یہ حدیث عدی بن زید کے حالات میں درج کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حفص بن میسرہ نے اسے مرسل نقل کیا ہے۔ اسی روایت کو محمد بن فلیح نے عبدالرحمٰن بن حرملہ سے بواسطہ سعید بن المسیب بحوالہ عدی بن زید نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ روایت حسن بن سفیان کی ان کی مسند میں اسی سند سے ہے۔ فرماتے ہیں: اسے سعید بن ابی ہلال نے عن عبدالرحمٰن عن رجل من جذام عن ابیہ نقل کیا ہے اور یحییٰ بن ابی ایوب نے عبدالرحمٰن سے کہ مجھ سے ایک شامی نے اپنے علاقے کے ایک عدی نامی شخص کے حوالہ سے حدیث بیان کی۔

میں کہتا ہوں: اسے عبدالرزاق نے اپنے "مصنف" میں محمد بن یحییٰ مازنی بواسطہ عبدالرحمٰن انہوں نے جذام کے ایک شخص سے سنا وہ اسے ایک عدی بن زید نامی شخص سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان روایات میں سے یہ آخری روایت راجح اور سابقہ دو روایتوں کے موافق ہے۔ اس سے اس بات کو ترجیح ہوتی ہے کہ وہ زید بن عدی ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اور ہوں، ان کا نام ان کے والد کے نام کے موافق ہے۔

---

❶ اسد الغابہ (۳۶۰۲) ❷ مسند احمد (۴۹۹/۳) ❸ اسد الغابہ (۳۶۰۳) استیعاب (۱۸۱۱)

❹ المعجم الکبیر (۲۶۹/۱۷) السنن الکبریٰ (۲۲۹/۶) مجمع الزوائد (۹۹/۳)

باب عین کے بعد راء

۵۵۰۰ عَرَابَہ [1]

ابن اوس بن قیظی ابن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن حارث اوسی ثم حارثی۔ بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے اُحد کے روز انہیں براء بن عازب اور دیگر کئی کمسن صحابہ کو واپس کر دیا تھا۔ اس روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں بطریق ابن اسحاق زہری، بحوالہ عروہ بن زبیر انہی الفاظ میں نقل کیا ہے۔ ابن سعد [1] لکھتے ہیں: عرابہ سخاوت میں مشہور تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے کئی واقعات ہیں۔ انہی کے متعلق شماخ کا یہ شعر ہے: ع

''عزت وشرافت کا جب بھی کوئی جھنڈا بلند ہوتا ہے تو عرابہ اسے طاقت سے حاصل کر لیتا ہے''۔

جس کا سبب وہ روایت ہے جو مبرّ د وغیرہ نے ذکر کی ہے کہ شماخ مدینہ کے ارادہ سے جا رہا تھا، راستہ میں عرابہ سے ملاقات ہوگئی۔ عرابہ نے پوچھا: کیسے سفر درپیش ہے؟ شماخ نے کہا: اپنے اہل وعیال کے لیے غلہ لینے جا رہا ہوں۔ اس کے پاس دو اونٹ تھے۔ عرابہ نے انہیں گندم اور کھجوروں سے لاد دیا۔ پہننے کو کپڑے دیئے اور عزت واکرام سے پیش آئے۔ چنانچہ جب وہ مدینہ سے نکلا تو مذکورہ قصیدے میں ان کی مدح سرائی کی۔

۵۵۰۱ عَرَابہ بن شمّاخ الجھنی [2]

ابن دباغ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ اس خط کی نوشت وتحریر میں شریک تھے جو نبی ﷺ نے علاء بن حضرمی کو دے کر بحرین بھیجا تھا۔

۵۵۰۲ عَرَابہ [3]

عبدالرحمٰن کے والد۔ بقول ابوموسیٰ: ایک اسناد میں ان کا ذکر آتا ہے۔ انہوں نے اتنا مختصر ہی ذکر کیا ہے۔

۵۵۰۳ عِرْبَاض [5]

ابن ساریہ السلمی ابونجیح۔ مشہور صحابی ہیں۔ جن کا تعلق اہل صفہ سے ہے۔ انہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ''اور نہ ان لوگوں پر (جہاد میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے) کوئی حرج ہے جو آپ ﷺ کے پاس سواری مانگنے آئیں''۔ [6] عمرو بن عتبہ اور عرباض بن ساریہ میں سے ہر ایک کا یہ قول ہے: ''میں اسلام لانے والوں میں سے چوتھا آدمی ہوں''۔ معلوم نہیں ان دونوں میں سے پہلے کون مسلمان ہوا۔ پھر حمص فروکش ہوئے۔ سنن اربعہ میں ان کی احادیث ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (٣٦٢١) استیعاب (٢٠٤٨) تجرید (٣٧٧/١) [2] الطبقات الکبریٰ (٨٤/٤)

[3] اسد الغابہ (٣٦٢٢) تجرید (٣٧٧/١) [4] اسد الغابہ (٣٦٢٣) تجرید (٣٧٨/١)

[5] اسد الغابہ (٣٦٢٤) استیعاب (٢٠٤٩) [6] سورۃ التوبۃ (٩٢)

روایت حدیث:

نبی ﷺ اور ابوعبیدہ بن الجراح سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابوامامہ باہلی، عبدالرحمٰن بن عائذ، جبیر بن نفیر، حجر بن حجر کلاعی، سعید بن ہانی خولانی، شریح بن عبید، عبداللہ بن ابی بلال، اور ابورہم سماعی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ محمد بن عوف کا قول ہے: وہ کافی عرصہ پہلے اسلام لے آئے تھے۔ خلیفہ فرماتے ہیں: حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور ابتلاء میں فوت ہوئے، جبکہ ابومسہر کا قول ہے: اس کے بعد ۷۵ھ میں فوت ہوئے۔ طبرانی میں بطریق عروبہ بن رویم بحوالہ عرباض بن ساریہ مروی ہے: وہ صحابہ میں سے بہت عمر رسیدہ شخص ہوگئے تھے۔

۵۵۰۴ عَرْزَب (بروزن احمد) الکندی [1]

اہل شام میں شمار ہوتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور ابن السکن وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان [2] لکھتے ہیں، بقول بعض: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن مندہ بطریق محمد بن شعیب بن سابور، عبدالملک بن ابی العباس جذامی ابی عفیف سے بحوالہ عرزب کندی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے بعد کئی نئی چیزیں سامنے آئیں گی، مجھے ان میں سے سب سے زیادہ پسند وہ امور ہیں جنہیں عمر نافذ کرے گا"۔ [3]

محمد بن شعیب فرماتے ہیں: مجھے خلف بن ابی بدیل نے بحوالہ ابوعفیف انہی الفاظ کی روایت سنائی ہے۔ ابوحاتم رازی فرماتے ہیں: عبدالملک ابوعفیف مجہول ہے اور اس کا شیخ غیر معروف ہے۔

۵۵۰۵ عُرْس [4]

ابن عامر، بقول بعض: ابن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن ہوذہ بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری بکائی یہ اور ان کے بھائی عروہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابن دباغ اور ابن فتحون نے اپنے اپنے استدراک میں ان کا ذکر ابن قانع کی بطریق زبیر بن بکار بواسطہ ظمیاء، ان کے والد عبدالعزیز سے وہ اپنے دادا مَولہ سے وہ عرس اور عروہ جو عمرو بن عامر بکائی کے صاحبزادے ہیں روایت کی ہے کہ وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے دونوں کو رہائش کے لیے جاگیر عطا کی۔

۵۵۰۶ عرس بن عمیرہ [5]

الکندی۔ عدی کے بھائی ان کی حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے لگتا ہے یہ شام فروکش ہوئے کیونکہ ان کی حدیث اہل شام سے مروی ہے ان کے بھائی عدی بن عمیرہ کے طریق سے ایک روایت بحوالہ ان کے مروی ہے اور ان کے طریق سے بحوالہ ان کے بھائی عدی بن عمیرہ روایت کی جاتی ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۶۲۵) تجرید (۳۷۸/۱) [2] الثقات (۳۲۲/۳) [3] اسد الغابہ (۲۴۰/۳)

[4] اسد الغابہ (۳۶۲۶) تجرید (۳۷۸/۱) [5] اسد (۳۶۲۷) استیعاب (۱۸۱۲) تجرید (۳۷۸/۱)

۵۵۰۷ عرس بن قیس [1]

بن سعید بن الارقم بن نعمان الکندی۔ ابن عبدالبر [2] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے لیکن مجھے ان کے بارے میں کوئی معلومات نہیں۔ ابوحاتم [3] لکھتے ہیں: اہل شام کے دو عرس نامی حضرات ہیں۔ عرس بن عمیرہ جو صحابی ہیں اور عرس بن قیس جو صحابی نہیں۔ عسکری کا گمان ہے دونوں ایک ہیں اور عمیرہ ان کی والدہ اور قیس ان کے والد ہیں اور ابن قانع کا گمان ہے قیس والد اور عمیرہ دادا ہیں۔ واللہ اعلم

۵۵۰۸ عَرْفَجه [4]

ابن سعد بن کرب بن صفوان تمیمی سعدی۔ بقول بعض: عطاردی۔ جاہلیت کے شہسوار ہیں جنگ کلاب میں شریک تھے جس میں ان کی ناک کٹ گئی تھی۔ اسلام لائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سونے کی ناک لگانے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ ابونعیم نے ان کی حدیث نقل کی ہے، اہل بصرہ میں شمار ہوتے ہیں۔

۵۵۰۹ (ز) عَرْفَجه بن شُريح [5]

بقول بعض: ابن صریح/ ابن شریک/ ابن شراحیل/ ابن ذریح اشجعی۔ کوفہ فروکش ہوئے، ان کی حدیث مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

"جو شخص میری اُمت میں سے الگ راہ اختیار کرے (عقائد و نظریات میں) جبکہ وہ سارے ایک شخص پر اتفاق کرتے ہوں اور یہ اُن کی جمعیت کو پارہ پارہ کرنا چاہتا ہو...."۔ [6]

ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے زیاد بن علاقہ، ابوحازم اشجعی اور ابویعقوب عبدی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

۵۵۱۰ عَرْفَجه بن شريح الكندی [7]

ابن ابی خیثمہ نے ان میں اور اشجعی میں فرق کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دونوں ایک ہیں، ابوعون ثقفی بواسطہ عرفجہ سلمی بحوالہ ابوبکر الصدیق ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں آیا یہ وہی ہیں یا اور ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۶۲۸) استیعاب (۱۸۱۳) تجرید (۳۷۸/۱) [2] استیعاب (۱۷۲/۳)

[3] الجرح والتعدیل (۳۹/۷) [4] اسد الغابہ (۳۶۲۹) استیعاب (۱۸۱٤) [5] اسد الغابہ (۳۶۳۱)

[6] مسلم كتاب الامارة باب حكم من فرق امر المسلمين وهو مجتمع (٤٧٧٥)

ابوداؤد كتاب السنة باب فی قتل الخوارج (٣٧٦٢) نسائی كتاب التحريم (٤٠٣٢، ٤٠٣٥)

[7] استیعاب (۱۸۱٦)

۵۵۱۱ عرفجہ بن ہرثمہ ✿

بن عبدالعزی بن زہیر البارقی، فتوحات کے ایک امیر، اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ صحابہ ہی امیر مقرر کیے جاتے تھے۔ وثیمہ نے ''کتاب الردۃ'' میں ذکر کیا ہے کہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں جیفر بن جلندی کی امداد کے لیے بھیجا جب وہاں کے لوگ مرتد ہو گئے۔ سہیل بن یوسف سے بحوالہ قاسم بن محمد مروی ہے کہ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں مرتدوں سے جنگ میں امیر مقرر کیا تھا۔ ابن درید ''الاخبار المنثورہ'' میں لکھتے ہیں: ابوحاتم نے ہم سے بحوالہ ابوعبیدہ روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو وصیت کی جس میں تھا میں نے علاء بن حضرمی کو حکم دیا ہے کہ وہ عرفجہ بن ہرثمہ کو تمہاری مدد کے لیے بھیج دے۔ وہ دشمن کے مقابلہ میں بڑے مجاہدے اور چال والا ہے۔ ایسا ہی ابن کلبی کا بیان ہے۔ سیف نے فتوح میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی طرف پیام بھیجا کہ لشکر کا امیر عرفجہ بن ہرثمہ کو مقرر کرو..... پھر فتح موصل اور تکریت کا ذکر کیا۔

ابوزکریا معافی موصلی ''تاریخ الموصل'' میں بواسطہ ابوغسان بحوالہ ابوعبیدہ لکھتے ہیں: موصل کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فوجی چھاؤنی بنایا اور وہاں چار ہزار افراد ٹھہرائے۔ اور عرفجہ بن ہرثمہ کو حکم دیا تو انہوں نے فارس سے موصل تک کا علاقہ انہیں ساتھ لے کر طے کیا۔

۵۵۱۲ عرفجہ بن ابی یزید ✿

بقول ابن حبان: ✿ بعض کا قول ہے صحابی ہیں۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: جعفر نے ان کی کوئی حدیث نقل کیے بغیر صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۵۱۳ عُرفطہ ✿

بقول بعض عرفجہ انصاری۔ اوس بن ثابت انصاری کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۵۱۴ عرفطہ بن حباب الازدی ✿

بنی امیہ کے حلیف اور اوفی کے والد، طائف میں شہادت پائی۔ ابن اسحاق نے ان کے والد کا نام جناب لکھا ہے جبکہ ابن ہشام ''حُباب'' لکھتے ہیں، جو موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے۔

۵۵۱۵ (ز) عرفطہ بن سراح الجنی

از بنی نجاح خرائطی نے ''ھواتف'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابوالبختری وہب بن وہب قاضی جو ضعف میں بہت مشہور ہیں کہ محمد بن اسحاق نے مجھ سے یحییٰ بن عبداللہ بن حارث سے بواسطہ اپنے والد انہوں نے اپنے دادا سے بحوالہ سلمان فارسی روایت کی

✿ اسد الغابہ (۳۶۳۲) تجرید (۳۷۸/۱) ✿ اسد الغابہ (۳۶۳۳) تجرید (۳۷۸/۱) ✿ الثقات (۳۲۱/۳)

✿ تجرید (۳۷۸/۱) ✿ اسد الغابہ (۳۶۳۵) استیعاب (۱۸۱۷) تجرید (۳۷۸/۱)

ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ مسجد میں ہم لوگ بیٹھے تھے، بارش ہو رہی تھی، ہم نے آواز سنی کوئی کہہ رہا ہے: السلام علیک یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: تم کون ہو؟ اس شخص نے کہا: میں عرفطہ ہوں۔ میں مسلمان ہو کر آپ کے پاس آیا ہوں۔ پھر جیسا ہم نے ذکر کیا انہوں نے اپنا نسب بیان کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''خوش آمدید، ہمارے سامنے اپنی صورت میں ظاہر ہو''۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمارے سامنے ایک بوڑھا شخص ظاہر ہوا جس کے بال بوسیدہ تھے اور اس کی پیشانی پر موٹے موٹے گھنے بال تھے اور اس کی دونوں آنکھیں لمبائی میں گڑی ہوئی تھیں۔ اس کا چہرہ اس کے سینے میں تھا جس میں سے لمبے لمبے کچلی کے دانت ظاہر ہو رہے تھے اور اس کی انگلیوں کے ناخن ایسے تھے جیسے درندوں کے کچلی والے دانت ہوتے ہیں۔ اس کی یہ خوفناک حالت دیکھ کر ہمارے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ پھر وہ بوڑھا شخص کہنے لگا: اللہ کے نبی! میرے ساتھ کسی ایسی شخص کو بھیجیں جو میری قوم کی ایک جماعت کو اسلام کی دعوت دے۔ میں اسے صحیح سالم آپ کے پاس لے آؤں گا۔ پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا جس میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس کے ساتھ بھیجنے کا تذکرہ ہے۔

اُس نے آپ کو ایک اونٹ پر آگے اور پیچھے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو سوار کر دیا، اس کے بعد یہ لوگ ایک بے آب و گیاہ وادی میں اترے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بکثرت اللہ کا ذکر کیا پھر حضرت سلمان نے اس بوڑھے شخص کو نماز فجر پڑھائی اس کے بعد تقریر کرنے کھڑے ہو گئے۔ وہ سارے آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ اس کے بعد لمبی دعا کی جس کی وجہ سے آسمانی بجلیاں گریں جس سے بہت سے جل کر راکھ ہو گئے پھر باقی ماندہ نے یقین کر لیا اور اسلام کا اقرار کرنے لگے، اس کے بعد وہ حضرت علی اور سلمان رضی اللہ عنہما کو لے کر واپس آ گیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ قیامت تک تم سے خوفزدہ رہیں گے''۔

۵۵۱۶ عرفطه بن نضله الاسدی [1]

ابو مُلَیت۔ کنیتوں میں ان کا تذکرہ (۱۰۵۵۷) میں ہونا ہے۔ حضرمی بن عامر کے حالات (۱۷۶۱) میں بھی ان کا ذکر آتا ہے۔

۵۵۱۷ عُرفُطه بن نہیک [2] الهرمی

بقول ابن عبدالبر: صحابی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابوسعید بن الاعرابی کے معجم میں حسن بن ابی الربیع کے حالات میں ان کی حدیث ہے جو عبدالرزاق سے صفوان بن امیہ تک کی ضعیف سند سے مروی ہے۔ فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے تو عرفطہ بن نہیک نے کھڑے ہو کر عرض کی: اللہ کے رسول! میری اور میرے گھرانے کی خوراک یہ شکار ہے جس میں ہمارا حصہ اور برکت ہوتی ہے۔ لیکن اس کی مشغولی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دیتی ہے۔ کیا آپ اسے حلال سمجھتے ہیں یا حرام؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اسے حلال قرار دیتا ہوں''۔ (حدیث)

---

[1] السیرة النبویة (۱۰۲/٤) اسد الغابہ (۳٦۳٦) تجرید (۳۷۹/۱)

[2] اسد الغابہ (۳٦۳۷) تجرید (۳۷۹/۱)

۵۵۱۸ عروہ بن اثاثہ ✿

بقول بعض: ابن ابی اثاثہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب قرشی عدوی۔ ماسوائے ابن اسحاق موسیٰ بن عقبہ اور جمہور کے نزدیک مہاجرین حبشہ کے سابقین اولین میں سے ہیں۔ عمرو بن عاص کے ماں شریک بھائی ہیں۔

۵۵۱۹ عُرْوَہ بن اسماء ✿

بن الصلت بن حبیب بن حارثہ بن ہلال بن سماک بن عوف بن امرئ القیس بن بن بھثہ بن سلیم السلمی۔ بنی عمرو بن عوف جن کا تعلق انصار سے ہے ان کے حلیف۔ ابن اسحاق ✿ وغیرہ نے شہداءِ بئر معونہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ صحیح بخاری میں بطریق ابواسامہ ہشام بن عروہ سے بحوالہ ان کے والد غزوۃ الرجیع میں ان کا ذکر ثابت ہے۔ پھر واقعہ مرسل ذکر کیا۔ اس کے آخر میں ہے: ان میں عروہ بن اسماء بن الصلت بھی تھے، انہی کے نام پر یعنی اس واقعہ کے بعد عروہ کا نام رکھا گیا۔

۵۵۲۰ عروہ بن الجَعْد ✿

بقول بعض: ابن ابی الجعد ابن المدینی نے دوسرے نام کو درست کہا ہے۔ ابن قانع لکھتے ہیں: ان کا نام ابوالجعد بارقی ہے، رشاطی کا گمان ہے یہ عروہ بن عیاض بن ابی الجعد ہیں۔ اپنے دادا کی نسبت سے مشہور ہیں۔ ان کی کئی احادیث ہیں، انہی کو نبی ﷺ نے ایک دینار کی بکری خریدنے کے لیے بھیجا تھا تو وہ اس سے دو بکریاں خرید لائے۔ وہ حدیث بخاری وغیرہ میں مشہور ہے۔ شام کی فتوحات میں شریک تھے، وہیں فروکش ہوئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ روانہ کر دیا۔ وہاں کے لوگوں سے ان کی حدیث مروی ہے۔ شبیب بن غرقد کا قول ہے: میں نے عروہ بن الجعد کے گھر میں بندھے ہوئے ساٹھ گھوڑے دیکھے۔

۵۵۲۱ عروہ بن زید الخیل الطائی

ان کا ذکر ان کے والد کے حالات میں ہو چکا ہے۔ وہ مشہور صحابی ہیں۔ اپنے والد کے ساتھ جاہلیت کی کسی جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی ہوگی۔ مبرّد ''الکامل'' میں لکھتے ہیں: حماد راویہ، لیلیٰ بنت عروہ بن زید الخیل سے روایت کرتی ہیں، فرماتی ہیں: میں نے اپنے والد سے کہا مجھے اپنے والد کا شعر سنائیں۔ ؏

''بنی عامر! کیا تم لوگ ابومکنف کو جانتے ہو جب وہ چلا تو اس نے جنگوں کی گرہ باندھ دی''۔

کیا آپ اپنے والد کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: اس وقت آپ کی کتنی عمر ہوگی؟ فرمایا: میں لڑکا تھا۔ اسی روایت کو ابوالفرج نے بطریق حماد الراویہ سے ایک اور سند کے ذریعہ باضافہ ان الفاظ نقل کیا ہے

✿ اسد الغابہ (٣٦٣٨) استیعاب (١٨١٩) تجرید (١/٣٧٩)

✿ اسد الغابہ (٣٦٣٩) استیعاب (١٨٢٠) تجرید (١/٣٧٩)

✿ السیرۃ النبویۃ (٢/١٤٧) ✿ اسد الغابہ (٣٦٤٠) تجرید (١/٣٧٩)

کہ وہ خلافت علوی تک زندہ رہے اور آپ کے ساتھ صفین میں شریک ہوئے۔ مرزبانی نے قادسیہ کے معرکہ میں ان کی شرکت اور وہ شعر نقل کیا جو انہوں نے خلافت فاروقی میں کہا تھا۔ اس میں کہتے ہیں: ع

''میں قادسیہ والوں کے لیے ہتھیار سجا کر ظاہر ہوا، ضروری نہیں جو جنگ کے نکلے وہ کوئی علامت لگا کر نکلے''۔

فتوح میں سیف لکھتے ہیں:.....

۵۵۲۲ عروہ بن عامر قرشی [1]

بقول بعض: جہنی۔ صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ باوردی انہیں صحابی لکھتے ہیں۔ امام احمد ان کی حدیث نقل کرتے ہیں ان کی روایت میں قریشی لکھا ہے اور ابن شاہین نے نقل کی ہے۔ ان کی روایت میں جہنی لکھا ہے جس پر عسکری کا اعتماد ہے اسی طرح ابوداؤد روایت کرتے ہیں سب بطریق حبیب بن ابی ثابت بحوالہ عروہ بن عامر روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: نبی ﷺ کے سامنے شگون کا ذکر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ان میں سے بہترین فال ہے لیکن مسلمان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی.....''۔ (حدیث) [2]

مراسیل کے علاوہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔ لیکن حبیب اکثر مرسل روایات کرتے ہیں۔

ابوداؤد کی سنن میں روایت سے معلوم ہوتا ہے ان کے نزدیک یہ صحابی ہیں۔ عسکری نے اعتماد سے کہا ہے کہ عروہ کی یہ روایت نبی ﷺ سے مرسل ہے۔ یہی قول بیہقی کا ''الدعاء'' میں ہے۔ ابن المبارک ''الزہد'' میں فرماتے ہیں: سفیان بن حبیب بن ثابت نے ہمیں بحوالہ عروہ بن عامر بتایا: قیامت کے روز بندے کے گناہ اس کے سامنے پیش ہوں گے وہ اپنے کسی گناہ کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا: میں تو تجھ سے ڈرتا تھا، اس کی بخشش کر دی جائے گی۔ ایسی بات رائے سے نہیں کہی جا سکتی۔ لہٰذا یہ روایت حکماً مرفوع ہوگی۔ جس کی دلیل ابوموسیٰ نے ابوحاتم [1] کے قول کو بنایا ہے ''عروہ بن عامر'' ابن عباس اور عبیدہ بن رفاعہ روایت کرتے ہیں۔ ان سے حبیب بن ابی ثابت نقل کرتے ہیں لیکن یہ دلالت واضح نہیں۔ لہٰذا ان کی صحابہ سے بلکہ تابعین سے روایت کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صحابی ہوں۔ البتہ ابن ابی حاتم ''مراسیل'' میں لکھتے ہیں: میرے والد نے حدیث عروہ بن عامر وحدان میں یعنی صحابہ میں نقل کی ہے۔ پھر اس کی علت بیان کی۔ فاللہ اعلم

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اعمش سے مروی ان کے نسب میں اختلاف ہے۔

۵۵۲۳ عروہ بن عبدالعزیٰ [2]

بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب قرشی عدوی، مہاجرین حبشہ اور وہاں فوت ہونے والوں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

---

[1] تجرید (۳۷۹/۱) [2] ابوداؤد کتاب الطب باب فی الطیرۃ (۳۹۱۹)

[1] الجرح والتعدیل (۳۹۶/۳) [2] اسد الغابہ (۳۶۴٤) تجرید (۳۷۹/۱)

۵۵۲۴ عروہ بن مالك الاسلمی [1]

بقول ابن حبان: [2] صحابی ہیں۔ مستغفری نے ان کا اتباع کرتے ہوئے یہی کہا ہے جسے ابوموسیٰ نے نقل کیا ہے لیکن ان کی کوئی حدیث نہیں نقل کی۔ بقول محمد بن سعد اور باوردی: عروہ اسلمی نے صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا، اسی طرح عبید اللہ بن ابی رافع نے شرکاءِ صفین صحابہ میں ان کا شمار کیا ہے۔ بقول بعض: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے یہی مراد ہیں:

> ''اللہ تعالیٰ اسلمی خاندان کو جزائے خیر عطا فرمائے جو (اولادِ) ہاشم کے آس پاس (خاک وخون میں) بچھڑ گئے، خوبصورت چہروں والے نوجوان تھے جن میں یزید، عبداللہ، معبد، عروہ اور مالک کے دونوں بیٹے معزز لوگوں میں شامل ہیں''۔

۵۵۲۵ عروہ بن مالك [3]

بن شداد بن خزیمہ۔ بقول بعض: جذیمہ بن دراع بن عدی بن الدار ابن ھانی۔ بقول مستغفری: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر کے عبدالرحمٰن رکھا تھا۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: عبدالرحمٰن نامی حضرات کے حالات میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ نبی علیہ السلام نے تو مروان کا نام تبدیل کیا تھا، پہلا قول واقدی نے اپنی سند سے نقل کیا ہے۔

۵۵۲۶ عروہ بن مرّہ [4]

بن سراقہ انصاری اوسی۔ خیبر میں شہید ہوئے۔ ابوعمر [5] نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۵۲۷ عروہ بن مسعود الغفاری [6]

بقول بعض: عبداللہ بعض نے کچھ اور بھی کہا ہے۔ مبہمات میں ابن مسعود کے تحت تذکرہ ہوگا۔

۵۵۲۸ عروہ بن مسعود [7]

بن مُعَتِّب ابن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف ثقفی، مغیرہ بن شعبہ کے والد کے چچا ہیں۔ والدہ کا نام سبیعہ بنت عبد شمس بن عبد مناف ہے جو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ اپنی قوم کے ایک سردار تھے۔ بقول بعض اس آیت سے ''یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ ہوا'' [8] یہی مراد ہیں۔

حضرت ابن عباس، عکرمہ، محمد بن کعب، قتادہ اور سدی کا قول ہے: دو بستیوں سے مراد مکہ اور مدینہ ہے، اور اس شخص کی تعیین

---

[1] تجرید اسماء الصحابة (۳۷۹/۱) [2] الثقات (۲۱۴/۳) [3] اسد الغابة (ت: ۳۶۴۹) تجرید اسماء الصحابة (۳۷۹/۱)

[4] اسد الغابة (ت: ۳۶۵۱) الاستیعاب (ت: ۱۸۲۲) [5] الاستیعاب (۱۷۵/۳) [6] اسد الغابة (ت: ۳۶۵۳)

[7] الاستیعاب (ت: ۱۸۲۳) تجرید اسماء الصحابة (۳۸۰/۱) [8] سورة الزخرف (۳۱)

میں اختلاف ہے۔ چنانچہ قتادہ سے مروی ہے: اہل مکہ سے ولید بن مغیرہ اور اہل طائف سے عروہ بن مسعود ثقفی مراد ہے۔ جبکہ مجاہد سے منقول ہے: عتبہ بن ربیعہ اور عمیر بن عروہ بن مسعود مراد ہے۔ انہی کی ایک روایت میں ہے حبیب کی جگہ ابن عبد یالیل مراد ہے۔ سدی سے مروی ہے: ولید اور کنانہ بن عبد عمرو بن عمیر مراد ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ولید اور حبیب بن عمرو بن عمیر ثقفی مراد ہے۔

واقعہ حدیبیہ کے بارے میں صحیح حدیث میں عروہ بن مسعود کا ذکر ثابت ہے۔ صلح کی قرارداد میں ان کا بڑا ہاتھ تھا جو مکمل طور پر بخاری میں ہے۔ ابن عبدالبر [1] نے ان کا عنوان یہ قائم کیا ہے کہ حدیبیہ میں شریک ہوئے۔ بات یہی ہے لیکن جب کسی صحابی کے متعلق یوں کہا جائے کہ فلاں غزوے میں شریک ہوئے اس سے فوراً یہی سمجھ آتا ہے کہ اسلام کی حالت میں شریک ہوئے۔ لہٰذا یوں نہیں کہا جائے گا کہ امیر معاویہ بدر میں شریک ہوئے۔ کیونکہ اگر مطلقاً ایسا کہہ دیا جائے تو جسے تجربہ نہیں ہوگا وہ سمجھے گا یہ صحابی تھے اور مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ مسلم میں حدیث جابر سے مرفوعاً مروی ہے کہ ''میرے سامنے انبیاء پیش ہوئے.....''۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ فرمایا: میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ''تو میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں سے وہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بہت قریب قریب مشابہت رکھتے تھے''۔

موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ذکر کیا ہے، اسی طرح ابن اسحاق نے ان کا ذکر کیا ہے ہر ایک کا بیان ایک دوسرے سے زیادہ ہے کہ ۹ھ میں جب سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ حج سے آئے تو عروہ بن مسعود ثقفی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طائف سے واپسی کے بعد وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے چلتے آ کر مسلمان ہوگئے۔ انہوں نے اپنی قوم کے پاس واپسی کی اجازت طلب کی، جس پر ارشادِ نبوی ہوا: ''مجھے خدشہ ہے وہ لوگ آپ کو قتل نہ کر دیں''۔ انہوں نے کہا: وہ لوگ اس کی جرأت کہاں کر سکتے ہیں۔ ان کا حال تو یہ ہے کہ میں اگر سو رہا ہوں تو وہ مجھے جگانا گوارا نہیں کرتے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔ آپ نے آ کر ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور نصیحت و خیر خواہی کی، لیکن انہوں نے بات نہ مانی اور ان سے بیہودگی سے پیش آئے۔ سحری کے وقت بالا خانے پہ چڑھ کر اذان دی۔ ثقیف کے ایک شخص نے ان کے تیر مارا جس سے شہید ہوگئے۔ نبی علیہ السلام تک خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''عروہ کی مثال یٰسین والے شخص کی سی ہے جس نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا''۔

ان کے قاتل کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے اوس بن عوف تو کسی نے وہب بن جابر بتایا ہے۔ عروہ سے کسی نے (آخری وقت) پوچھا: آپ اپنے خون کے بارے کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ ایک عزت تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرف کیا ہے اور شہادت کی موت ہے جسے مجھ تک پہنچا دیا ہے۔ میری حیثیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شہید ہونے والے لوگوں کی طرح ہے، جو آپ علیہ السلام کے تمہارے ہاں سے جانے سے پہلے شہید ہوئے۔ لہٰذا مجھے انہی لوگوں کے ساتھ دفن کرنا۔ چنانچہ انہیں انہی کے ساتھ دفن کیا گیا۔

---

[1] استیعاب (۱۷۶/۳)

ابونعیم بطریق داؤد بن عاصم بحوالہ عروہ بن مسعود (جوان کے دادا ہیں) روایت کرتے ہیں کہ "نبی ﷺ کے پاس پانی رکھا جاتا جس میں عورتوں کی بیعت کرتے وقت ان کا ہاتھ چھوتے"۔ [1] یہ منقطع ہے۔ داؤد تک اس کی اسناد میں ضعف بھی ہے۔ ابن مندہ نے بطریق ابراہیم بن محمد بن عاصم انہوں نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ حذیفہ، عروہ بن مسعود ثقفی سے روایت کی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

"اپنے مردوں کو لا إلٰہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو، کیونکہ اس سے گناہ گر جاتے ہیں"۔ [2]

اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ عقیلی نے یہ روایت ابراہیم بن محمد بن عاصم کے حالات میں درج کی ہے لیکن مجھے اس میں "ثقفی" نہیں نظر آیا۔

۵۵۲۹ عروہ بن مضرّس [3]

ابن اوس بن حارثہ بن لأم بن عمرو بن طریف بن عمرو بن عامر الطائی۔ اپنی قوم کی سرداری کے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، ان کے دادا سردار تھے، پھر یہی سیادت ان کے والد کے پاس تھی اور یہ سرداری میں "عدی بن حاتم" کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ سنن اربعہ میں ان کی حدیث مروی ہے، سنن الدارقطنی میں بطریق شعبی بحوالہ عروہ بن مضرس منقول ہے، فرمایا: میں مزدلفہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا، میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں نے اپنی سواری کو (ذبح کرکے) کھا لیا ہے اور اپنی جان کو مشقت میں مبتلا کیا ہے، کیا میرا حج (مقبول) ہے؟....(حدیث) [4]

الدارقطنی "الالزامات" میں لکھتے ہیں: ان سے سوائے شعبی کے کسی نے نہیں روایت کی ہے۔ جبکہ ان سے پہلے یہ بات علی بن المدینی، مسلم وغیرہ کئی حضرات کر چکے ہیں۔ ازدی فرماتے ہیں: "حمید بن منہب بھی ان سے روایت کرتے ہیں"، جو مضبوط بات نہیں۔ حاکم بطریق عروہ بن زبیر بحوالہ عروہ بن مضرس ایک حدیث روایت کرتے ہیں لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ ابوصالح المؤذن کا بیان ہے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد کا قول ہے: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب مرتدین سے جنگ کے لیے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا تو ان کے ساتھ عروہ بھی تھے۔ لکھتے ہیں: انہی کے ساتھ حضرت خالد نے عیینہ بن حصن کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا جب انہیں بطاح کے روز گرفتار کیا تھا۔

۵۵۳۰ عروہ بن مُعَتّب انصاری [5]

بغوی فرماتے ہیں: شام کے رہائشی تھے۔ محمد بن اسمٰعیل نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی ایک حدیث ہے جسے نہیں ذکر کیا۔

---

[1] مجمع الزوائد (۳۲۳/۲) جامع المسانید والسنن (۱۲۲/۹)

[2] مسلم کتاب الجنائز باب تلقین الموتی ... (۲۱۲۰) ابوداؤد (۳۱۱۷) ترمذی (۹۷۶) نسائی (۱۸۲۵) کنز العمال (۲۵۱٦۰)

[3] اسد الغابہ (۳٦۵٤) استیعاب (۱۸۲٤) تجرید (۳۸۰/۱)

[4] ترمذی کتاب الحج باب ما جاء فیمن ادرک الامام بجمع فقد ادرک الحج (۸۹۱) استیعاب (۱۷۷/۳)

[5] اسد الغابہ (۳٦۵۵) استیعاب (۱۸۲۵) تجرید (۳۸۰/۱)

میں کہتا ہوں: حسن بن سفیان، ابن ابی خیثمہ، ابن قانع اور اسمٰعیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور سب نے بطریق اسمٰعیل بن عیاش، عتبہ بن تمیمی سے بواسطہ ولید بن عامر بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ سواری کا مالک اپنی سواری پر آگے (Front Seat) بیٹھنے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ [1]

اسے ابوزرعہ نے مسند شامیین میں اور یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں اور الدارقطنی نے ''المؤتلف'' میں نقل کیا ہے۔ سب عن عروہ عن عمر بن الخطاب روایت کرتے ہیں، اس میں اختلاف اسمٰعیل سے آگے ہے۔ چنانچہ ان سے ہشام بن عمار نے یہ روایت پہلے قول کے مطابق اور ابوالیمان نے ان سے دوسرے کے مطابق نقل کی ہے۔ ابن ماکولا [2] نے ان کے والد کے نام میں بھی اختلاف لکھا ہے۔ آیا غین سے اور آخر میں ثاء ہے یا عین سے اور آخر میں باء ہے؟ اس سلسلہ میں انہوں نے خطیب کا اتباع کیا ہے۔ وہ ''مؤتلف'' میں دونوں طرح لکھتے ہیں۔

۵۵۳۱ (ز) عروہ الاسلمی [3]

ابن مالک میں ذکر ہوا ہے۔

۵۵۳۲ (ز) عروہ الثقفی

کنیت ابوسلامہ نے کنیتوں میں تذکرہ ہونا (۱۰۰۳۷) ہے۔

۵۵۳۳ (ز) عروہ الفقیمی [4]

فاء اور قاف سے تصغیر ہے کنیت ابوغاضرہ تھی بقول ابن حبان: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے یہ کسی کا قول ہے۔ ابن ابی حاتم [5] بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ ان کی حدیث عاصم بن ہلال نے غاضرہ بن عروہ فقیمی سے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے بیان کیا: میں مدینہ آیا، مسجد میں داخل ہوا جب ہم نے نماز پڑھ لی تو لوگ کہنے لگے: اللہ کے رسول! اس بارے میں آپ ﷺ کا کیا فرمان ہے؟ اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! اللہ کا دین (بڑا) آسان ہے''۔ [6] (حدیث) اس حدیث کو امام احمد، بغوی اور ابویعلیٰ [7] وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ عاصم بن ہلال کی روایت کو دلیل و حجت ماننے میں اختلاف ہے۔ الدارقطنی فرماتے ہیں: وہ اس میں منفرد ہے۔

۵۵۳۴ (ز) عروہ العسکری (القشیری بحوالہ اسد الغابہ)

اسمٰعیلی نے بطریق عبدالسلام بن حرب، کلثوم بن زیاد سے بواسطہ جس نے ان سے ذکر کیا بحوالہ عروہ القشیری روایت کی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''وہ شخص کامیاب رہا جسے عقل عطا ہوئی''۔ (حدیث) ابوموسیٰ نے اسے درج

---

[1] المعجم الکبیر (۳۷۳/۱۷) جامع المسانید (۱۲۸/۹) استیعاب (۱۷۷/۳) [2] الاکمال (۲۶۹/۲)

[3] اسد الغابہ (۳۶٤۸) [4] اسد الغابہ (۳٦٤٦) استیعاب (۱۸۲٦) تجرید (۳۷۹/۱)

[5] الجرح والتعدیل (۳۹۵/٦) [6] استیعاب (۱۷۷/۳) [7] مسند ابی یعلی (٦٨٦٣/١٢)

کیا ہے کہ یہ قول ان صاحب کے علاوہ کسی اور سے بھی منقول ہے۔

۵۵۳۵ عروہ المرادی ✿

بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ محمد بن اسمٰعیل (بخاری) کا کہنا ہے ان کی ایک حدیث ہے جبکہ اسے ذکر نہیں کیا۔ مستغفری اور ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۵۵۳۶ (ز) عریب ابن زید النهدی

ہمدانی نے ''انساب'' میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ابوشمر بن ابرہہ کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ رشاطی یہ قول نقل کر کے لکھتے ہیں: ابن عبدالبر اور ابن فتحون نے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔

۵۵۳۷ عریب الملیکی ✿ ابوعبداللہ

اہل شام میں شمار ہوتے ہیں۔ بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحابی ہیں۔ ابن ابی حاتم ✿ لکھتے ہیں: اس بات کی سند مضبوط نہیں۔ ابن حبان فرماتے ہیں، بقول بعض: صحابی ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے: کسی کا کہنا ہے یہ رسول اللہ ﷺ کے چرواہے تھے۔ طبرانی نے بطریق یزید بن عبداللہ بن عریب بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا نبی ﷺ کی یہ حدیث نقل کی ہے: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر و برکت رکھ دی گئی ہے''۔ ✿ بقیہ نے عبداللہ بن عریب سے بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے:

''جس کے گھر میں خوش منظر گھوڑا ہوگا شیطان اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا''۔

ابن مندہ نے یہ روایت بطریق ابوعتبہ بحوالہ بقیہ نقل کی ہے۔ میرے خیال میں اس سے ایک شخصیت چھوٹ گئی ہے لیکن ابن قانع نے بطریق سعید بن سنان عن عمرو بن عریب عن ابیہ عن جدہ بعینہٖ یہ حدیث نقل کی ہے اور یہ سخت اختلاف ہے۔ لفظ عریب بروزن عَلِیم ہے۔

۵۵۳۸ (ز) عُرَیب (تصغیر ہے) ابن مالك الاسلمی

میں نے یہ نام ابن فطیس کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے۔ بقول بعض: یہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔ جنہیں رجم کیا گیا تھا اور ماعز ان کا لقب ہے۔

۵۵۳۹ (ز) عریب بن معاویہ الدئلی ✿

ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

✿ اسد الغابہ (۳۶۵۰) ✿ اسد الغابہ (۳۶۵۶) استیعاب (۲۰۵۰)

✿ الجرح والتعدیل (۳۲/۷) ✿ المعجم الکبیر (۵۰۴/۱۷) جامع المسانید (۱۳۲/۹)

✿ تجرید (۳۸۰/۱)

باب عین کے بعد زاء

۵۵۴۰ عَزرَہ بن حارث

طبری نے بطریق عوام بن حوشب بحوالہ عزرہ بن حارث صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے:

''جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم اپنے سر اٹھا کر کھڑے ہو جاتے اور جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو ہم بھی ایسا ہی کرتے''۔

۵۵۴۱ (ز) عزرہ بن مالک

واقدی کا بیان ہے: یہ اور ان کے بھائی فروہ بن مالک نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۵۴۲ عَزِیز

ابن ابی سبرہ، عبدالرحمٰن نامی حضرات کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔ مرزبانی فرماتے ہیں: سبرہ اور عزیز صاحبزادگانِ یزید بن مالک بن عبید بن ذؤیب جعفی نے ہجرت کی تو ان کے والدان سے جا ملے اور یہ شعر کہے: ؏

''سبرہ ایسے تھا جیسے جان، کہ اگر اس کی کوئی ضرورت ہو جسے پورا نہ کیا جائے لیکن تقدیر کا معاملہ ہونا تھا ہو گیا اور عزیز گویا میرا دوست تھا میں نے دیکھا کہ وہ منہ پھیر کر چل پڑا میری طرف توجہ نہ کی اور پیٹھ دے کر چلتا بنا''۔

سب نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے اور ان کا اسلام بہت عمدہ رہا۔

باب عین کے بعد سین

۵۵۴۳ عُسّ[1] العُذری

ابن ابی حاتم[2] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اور پھر یہ روایت ان کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے وادی القری میں زمین کا ایک قطعہ طلب کیا۔ آپ نے وہ حصہ اراضی انہیں عطا کر دیا جسے آج تک ''بویرۂ عس'' کہا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ غزوۂ تبوک میں گئے اور پھر وادی القری کی مسجد میں نماز پڑھائی۔[3]

ابن مندہ نے اسی سند سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ابن جارود فرماتے ہیں: ان کے نام میں اختلاف ہے، سب سے صحیح عس ہے۔ بردیجی نے اکیلے ناموں میں ان کا تذکرہ کیا ہے لیکن انہوں نے یہ نام شین سے عش لکھا ہے۔ ایسا ہی ابن ماکولا[4] نے ان کا ذکر

---

[1] اسد الغابہ (٣٦٥٨) استیعاب (٢٠٥١) تجرید (٣٨٠/١) [2] الجرح والتعدیل (٤٠/٧)

[3] جامع المسانید (١٣٣/٩) [4] الاکمال (١٢٠/٢)

کیا ہے۔ بقول بعض: یہ جاہلی شاعر ہیں۔ جن کا تعلق بنی عذرہ سے ہے۔ نسب یوں ہے: عش بن لبید بن عداء بن امیہ بن عبداللہ بن رزاح۔ ان کے ظاہری طرز سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ صحابی کے علاوہ ہیں۔ مستغفری کے نزدیک یہ نام عشیر (تصغیر کی صورت میں) ہے جبکہ اوروں کے نزدیک عتیر ہے جیسا کہ عریب میں تذکرہ ہوا ہے۔ راجح یہی ہے وہ ان کے علاوہ کوئی اور شخصیت ہیں جیسا کہ میں نے وہاں اشارہ کیا ہے۔ عبدالغنی کے نزدیک یہ نام پہلے حرف کے زبر، نون کے سکون اور تاء سے ہے۔ اور ابن عبدالبر [1] کے نزدیک نون اور زا سے تصغیر کے ساتھ ہے۔

۵۵۴۴ عسعس بن سلامہ [2]

ابو صُفرہ تمیمی بصری۔ حدیث جندب کے تحت صحیح میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ابن ابی حاتم نے ''الافراد'' میں دو صحابیوں کے درمیان حرف عین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری نے سوائے عنوان کے اور کوئی وضاحت نہیں کی کہ شعبہ نے بحوالہ الازرق ان کا نسب بیان کیا ہے یہی طرز امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے جو ثابت نہیں۔ ابن عبدالبر [3] لکھتے ہیں: محدثین کا کہنا ہے: ان کی حدیث مرسل ہے جس پر عسکری اور ابن حبان [4] نے اعتماد کیا ہے۔ ان کی حدیث ابوداؤد طیالسی نے شعبہ سے بواسطہ الازرق بحوالہ ان کے نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بعض مقامات پر گھڑی بھر کا صبر چالیس سال کی عبادت سے بہتر ہوتا ہے''۔ (حدیث) [5]

ان کی ایک اور حدیث بھی ہے جسے الدارقطنی نے نقل کیا ہے۔ ابن المبارک ''کتاب الزہد'' میں لکھتے ہیں: محمد بن ثابت عبدی نے ہمیں، ہارون بن رئاب سے نقل کر کے بیان کیا، فرماتے ہیں: میں نے عسعس بن سلامہ کو اپنے شاگردوں سے فرماتے سنا میں تمہیں ایسا شعر سناؤں گا جو تمہیں ورطۂ حیرت میں ڈال دے گا۔ چنانچہ انہوں نے کہا: ع

ان تَنْجُ منها تنج من ذی عظیمة　　　و الا فانی لا اخالك ماضیا

''اگر تم اس سے نجات پا گئے تو ایک بڑی مصیبت سے سرخرو ہو جاؤ گے، ورنہ میرے خیال میں تم آگے کی منزلیں بھی طے نہ کر پاؤ گے (یعنی قبر کے سوال و جواب سے)''۔

تو لوگ رونے لگے اور ایسا روئے کہ میں نے اس روز کے علاوہ انہیں اس طرح روتے نہیں دیکھا۔

باب عین کے بعد شین

۵۵۴۵ (ز) عَشوَرا لسَّکسکی

بردیجی نے طبقۂ اولیٰ کے اکیلے ناموں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: یہ نام غین سے ہے، فرماتے ہیں: کسی کا قول ہے

---

[1] الاستیعاب (۳۰۸/۳) [2] اسد الغابہ (۳۶۶۰) استیعاب (۲۰۵۲) تجرید (۳۸۰/۱)

[3] الجرح والتعدیل (۴۰/۷) [4] الاستیعاب (۳۰۹/۳) [5] الثقات (۲۸۷/۵)

[5] ترمذی کتاب السیر باب النهی عن الاغارة اذا رای مسجدًا وسمع اذانًا (۱۵۴۹) السنن الکبریٰ (۸۹/۱۰)
ابوداؤد طیالسی فی مسنده (۱۲۰۹) اتحاف السادة (۳۳۷/۶)

یہ صحابی نہیں۔ سعید بن عبدالعزیز فرماتے ہیں: باب دمشق کے پاس "لُہیا" نامی جگہ میں رات بسر کرتے تھے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ اور یہ معلوم نہیں ان کا والد کون شخص ہے۔ ابن ابی خیثمہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب عین کے بعد صاد

۵۵۴۶ عصام المزنی ❁

بقول امام بخاری: ❁ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن سعد نے طبقہ اہل خندق میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ترمذی نے ابن ابی عمر، عن ابن عیینہ عن عبدالملک بن نوفل عن عصام المزنی انہوں نے اپنے والد سے جو صحابی ہیں روایت کی ہے کہ نبی ﷺ جب کوئی لشکر روانہ فرماتے تو انہیں یہ خصوصی ہدایت دیتے:

"جہاں تمہیں کوئی مسجد نظر آئے یا کسی مؤذن کی آواز سنو تو کسی کو نہ قتل کرنا"۔ ❁

انہوں نے اسی طرح مختصر روایت کی ہے۔ اور سعید بن منصور نے سنن میں اور ان سے ابوداؤد نے اور نسائی نے سیر میں سنن بحوالہ سعید بن عبدالرحمٰن روایت کی ہے اور طبرانی نے "المعجم الکبیر" میں بطریق امام احمد بن حنبل اور حامد بن یحییٰ بلخی، تینوں اس سند سے سفیان بن عیینہ سے یہی الفاظ نقل کرتے ہیں۔ جو یہاں تک ہیں "کسی کو نہ قتل کرو"، اور اس میں یہ اضافہ ہے: ہمیں نبی ﷺ نے ایک سریے میں روانہ کیا اور یہ حکم دیا۔ چنانچہ ہم تہامہ کی زمین طے کر رہے تھے تو ہمیں آدمی ملا جو مسافر عورتوں کی سواریاں لے جا رہا تھا۔ ہم نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا اور اس سے پوچھا کیا تو مسلمان ہے؟ وہ کہنے لگا: اسلام کیا ہوتا ہے؟ ہم نے اسے بتایا تو وہ واقعی اسلام سے بے خبر تھا۔ کہنے لگا: میں اگر اسلام قبول نہ کروں تو تم کیا کرو گے؟ ہم نے کہا: تمہیں قتل کر دیں گے۔ کہنے لگا: اتنی مہلت دیتے ہو کہ میں ان مسافر عورتوں کو پہنچا دوں؟ ہم نے کہا: ٹھیک ہے۔ پھر ہم ان کے ساتھ ہو لیے۔ فرماتے ہیں: جب وہ نکلا تو کیا دیکھتے ہیں ایک کجاوے میں ایک عورت ہے۔ وہ شخص کہنے لگا: حبیش! زندگی کے خاتمے سے پہلے اسلام لے آؤ۔ وہ کہنے لگی: میں دس اور نو بار پے در پے اسلام لاتی ہوں۔ پھر یہ اشعار پڑھنے لگی: ؏

"تمہیں یاد ہے جب میں نے تمہیں تلاش کیا تو میں نے تمہیں تہامہ کے مقام حلیہ میں پالیا یا میں تم سے تنگ مشکیزوں کے ساتھ ملی کیا یہ حق نہیں کہ عاشق کو رات کی تاریکی میں چلنے اور تپتی دوپہروں کا تحفہ ملے۔ میرا کوئی گناہ نہیں میں وہ بات کہہ چکی جب ہمارے گھرانے کے لوگ ساتھ ساتھ تھے، اے محبوبہ! کئی تنگیوں میں سے ایک سے پہلے محبت کو پہنچا دے۔ محبت کا بدلہ دو اس سے پہلے کہ گٹھلیوں کو جمع کیا جائے اور مشقت والا خفیف معاملہ ہمیں دور کر دے"۔

اس کے بعد وہ ہمارے پاس آیا، کہنے لگا تم نے جو کرنا ہے کرو، تو ہم نے اسے قریب کر کے اس کی گردن اڑا دی۔ اتنے میں

❁ اسد الغابہ (٣٦٦١) استیعاب (٢٥٠٣) تجرید (٣٨٠/١) ❁ التاریخ الکبیر (٧٠/٤)

❁ ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی دعا المشرکین (٢٦٣٥) مسند احمد (٤٤٨/٣)

دوسری بجاوے سے اتر کر اس پر کود پڑی یہاں تک کہ وہ بھی مر گئی۔

۵۵۴۷ (ز) عصام بن عامر الکلبی

از بنی فارس، عبد بن عمرو بن جبلہ بن وائلہ کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابوسعید نیشاپوری نے ''شرف المصطفیٰ ﷺ'' میں بطریق عمرو بن جبلہ بن وائلہ کلبی روایت کی ہے کہ ہمارا ''عمرۃ'' نامی ایک بت تھا جس کا مجاور بنی عامر بن عوف کا عصام نامی ایک شخص تھا۔ عصام کہتا ہے: ہم نے بت کے پیٹ سے آواز سنی: اے عصام! اے عصام! اسلام آ چکا ہے اور بتوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور صلہ رحمی پھر سے شروع ہوگئی ہے۔ فرماتے ہیں: ہم لوگ خوفزدہ ہوگئے۔ پھر میں اور عصام روانہ ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ پہنچے۔ ہم نے آپ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ علیہ السلام نے ہمیں اسلام کی دعوت دی تو ہم اسلام لے آئے۔

۵۵۴۸ عصمہ بن ابیر[1]

ابن زید بن عبداللہ بن صُرَیم (تصغیر) ابن وائل التیمی۔ انہیں آنے کا شرف حاصل ہے۔ ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ سجاح جس نے دورِ صدیقی میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا کے ساتھ ہونے والی جنگ میں شریک تھے۔ اس وقت وہ اپنی قوم کے سردار تھے۔ جنگ جمل کے روز جب عتبہ بن ابی سفیان اور یحییٰ بن حکم وغیرہ جن کا تعلق بنی امیہ سے تھا بھاگے تو انہوں نے ہی ان کی پردہ پوشی کی یہاں تک کہ یہ لوگ اپنی امان گاہ میں شام جا پہنچے۔

سیف نے ''الردہ'' اور ''الفتوح'' میں لکھا ہے: ہمیں محمد اور طلحہ نے بتایا کہ عتبہ، عبدالرحمٰن اور یحییٰ جنگ جمل کے آغاز کے بعد بھاگ نکلے، عصمہ بن ابیر سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے انہیں پناہ دے دی اور ان سے وفا کی۔ بالآخر انہیں ملک شام پہنچا دیا جس کے متعلق شاعر کہتا ہے: ع

''ابن ابیر نے ان ابوالعاص سے یادگار وفا کی جبکہ نیزے بلند تھے''۔

۵۵۴۹ عصمہ بن الحصین[2]

بن وبرہ بن خالد.... خزرجی۔ موسیٰ بن عقبہ بحوالہ ابن شہاب اہل بدر میں اور ابن عمار اور واقدی نے انہی کا اتباع کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔ یہی قول ابوالاسود وغیرہ کا بحوالہ عروہ ہے۔ صرف انہوں نے ان کا نسب ان کے دادا کے حوالے سے عصمہ بن وبرہ لکھا ہے۔ یہی قول ابن کلبی کا ہے۔ ابن اسحاق اور ابومعشر نے ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۵۵۰ عصمہ بن رئاب[3]

بن حنیف بن رئاب بن حارث بن امیہ بن زید انصاری۔ جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ غزوۂ حدیبیہ میں بھی شریک رہ چکے تھے۔ عدوی نے اور ابن دباغ و ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (٣٦٦٢) استیعاب (١٨٢٧) تجرید (١/٣٨٠) [2] الاستیعاب (١٧٨/٣)

[3] اسد الغابہ (٣٦٦٥) استیعاب (١٨٢٨) تجرید (١/٣٨١) اسد الغابہ (٣٦٦٦) تجرید (١/٣٨١)

۵۵۵۱ عصمہ بن سرج [1]

ان سے ان کا بیٹا عبداللہ روایت کرتا ہے کہ وہ غزوۂ حنین میں شریک ہوئے۔ عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم [2] اپنے والد سے بواسطہ احمد بن عبداللہ بن عیاض، وہ حسین بن عاصم سے وہ سعید بن مزاحم سے وہ عصمہ بن عبداللہ بن عصمہ سے وہ بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا عصمہ بن السرج روایت کرتے ہیں....، پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۵۵۵۲ (ز) عصمہ بن عبداللہ

بنی حارث بن طریف کے ایک فرد، خالد بن ولید کی معیت میں اہل فارس کی جنگ میں شریک ہوئے اور ان کے بادشاہوں میں سے روز بہ کو ٹھکانے لگایا۔ جنگ یرموک کے مقدمہ پر حضرت سیف اللہ نے انہیں گھڑ سواروں کی ایک جماعت کا امیر مقرر کیا تھا۔ سیف نے ''فتوح'' میں ان کا ذکر کیا ہے، اور میں اس کا حوالہ پہلے دے چکا ہوں کہ اس دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتوحاتِ عراق میں شرکت کی، اور ''سفطین'' (دو ٹوکرے) کو غنیمت میں پایا جن میں سونے کا گھوڑا یاقوت سے مرصع اور چاندی کی اونٹنی تھی جسے تاج کے دونوں ڈنڈوں کی طرف رکھا جاتا تھا۔

۵۵۵۳ عصمہ بن قیس الھوزنی [3]

ان کی کئی احادیث ہیں ان میں سے ایک ابوالیمان نے عن اسمٰعیل بن عیاش عن ازھر بن راشد بحوالہ عصمہ بن قیس روایت کی ہے۔ ان کا نام عُصیہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عصمہ [4] رکھ دیا۔ یہی روایت ابن قانع نے دوسری سند کے ذریعہ اسمٰعیل سے بواسطہ صفوان بن عمرو نقل کی ہے کہ عصمہ بن قیس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ آپ نے فرمایا: تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے عرض کی: عصیہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، تم عِصْمَہ ہو۔ ازھر بن قیس کے حالات میں قسم رابع میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۵۵۵۴ (ز) عصمہ بن مالك الخطمی [5]

ابونعیم نے ان کا نسب بیان کیا تو کہا: ابن مالک بن امیہ بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف۔ ان کی چند احادیث ہیں جنہیں الدارقطنی اور طبرانی [6] وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ ان احادیث کی روایت کا مدار فضل بن مختار پر ہے جو بے حد ضعیف راوی ہے۔

۵۵۵۵ (ز) عصمہ بن المثنّٰی

طبری کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ان لوگوں کے ساتھ بطور کمک و مدد روانہ کیا تھا جنہیں آپ نے ابوعبید کی جنگ کے بعد مثنیٰ بن حارثہ کے لیے بھیجا تھا۔ جب نعیم بن مقرن نے جرجان کو فتح کرنا چاہا تو مقامِ دسی کو عصمہ، مہلہل بن زید طائی،

---

[1] اسد الغابہ (۳٦٦۷) استیعاب (۱۸۲۹) تجرید (۳۸۱/۱) [2] الجرح والتعدیل (۱۹/۷)

[3] اسد الغابہ (۳٦٦۸) استیعاب (۱۸۳۰) تجرید (۳۸۱/۱) [4] جامع المسانید (۱۳٦/۹)

[5] اسد الغابہ (۳٦٦۹) استیعاب (۱۸۳۱) تجرید (۳۸۱/۱) [6] المعجم الکبیر (۱۷۸/۱۷، ۲۷۹)

اورسماک بن عبید وغیرہ میں تقسیم کر دیا۔ ادھر دیلم اور اہل حکومت وغیرہ نے مل کر نعیم کا مقابلہ کیا تو نعیم نے انہیں شکست دے دی جن کی جنگ، جنگ نہاوند کہلاتی ہے۔

۵۵۵۶ عصمہ بن مدرك [1]

ابن مندہ کی بطریق نعیم بن حماد عن زاحر بن الصلت عن بسطام بن عبید بحوالہ عصمہ بن مدرک کی نبی ﷺ سے مروی یہ روایت ہے کہ آپ نے دھوپ میں بیٹھنا ناپسند کیا۔ [2]

۵۵۵۷ عصمہ بن وبرہ

عصمہ بن حصین میں تذکرہ ہوا ہے۔

۵۵۵۸ (ز) عصمہ [3]

بقول بعض: عصیمہ (تصغیر سے) الاسدی۔ از بنی اسد بن خزیمہ۔ ایک قول کے مطابق انصاری، کیونکہ وہ بنی مازن بن النجار کے حلیف تھے۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سیف فتوح میں لکھتے ہیں: عصمہ بن عبداللہ کا تعلق بنی اسد سے تھا۔ بنی مازن کے حلیف تھے اور جنگ یرموک میں سواروں کے امیر تھے۔

۵۵۵۹ (ز) عصمہ

بقول بعض: عصیمہ (تصغیر سے) الاشجعی [4] بقول بعض: انصاری کہ بنی مالک بن النجار کے حلیف تھے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے اہل بدر میں ان کا شمار کیا ہے۔

۵۵۶۰ عُصَیم (تصغیر ہے اور بغیر ھاء کے ہے)

ابن حارث بن ظالم بن حداد بن ذہل بن طریف بن محارب بن خصفہ المحاربی۔ ابوعلی الہجری نے اپنے نوادر میں لکھا ہے کہ عباس بن عصیم اپنے والد اور چچا کے رسول ﷺ کے پاس آمد پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں: آپ علیہ السلام نے ان سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے عرض کی: عصیم۔ ان کے والد نے نبی ﷺ کی خدمت میں جنگجو گھوڑے کا ہدیہ پیش کیا تو بدلے کے طور پر آپ علیہ السلام نے انہیں فرعاء اونٹنی دی، جس کی اولاد ان کے پاس ہے۔ عباس کہتے ہیں: ؎

"میرے والد عصیم اور میرے چچا نے ایک ساتھ نبی محمد ﷺ کی زیارت کی، ایسا فخر کم ہی نصیب ہوتا ہے، ہم نے رسول اللہ ﷺ کو سواری کا جانور دیا تو آپ ﷺ نے بدلے میں ہمیں بھی ہدیہ دیا۔ میرے والد خیر و برکت میں ہر دیکھنے والے کی آنکھ میں بلند شان ہیں۔ جب دین محمد کے داعی نے دعوت دی تو ہم حاضر ہو گئے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۶۷۰) تجرید (۳۸۱/۱) [2] جامع المسانید (۱۳۹/۹)

[3] اسد الغابہ (۳۶۷۱) استیعاب (۱۸۳۳) تجرید (۳۸۱/۱)

[4] اسد الغابہ (۳۶۷۲) استیعاب (۱۸۳۴) تجرید (۳۸۱/۱)

ہمیں سے برکت والے ملاقاتی ہیں"۔
ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور خطا سے "عظیم" لکھا ہے، لہٰذا لکھ لیا جائے۔

باب عین کے بعد طاء

۵۵۶۱ عطاء الطائی

ابراہیم میں تذکرہ ہوا ہے۔

۵۵۶۲ (ز) عطاء بن تُوَیت

ابن حبیب بن اسد بن عبدالعزی قرشی اسدی، بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: انہیں ابن السوداء کہا جاتا ہے۔ مصر کے باسی تھے۔ وہ بڑے مضبوط اور تیز زبان انسان تھے اور یہ خولاء بنت تویت کے بھائی ہیں جن کا ذکر حرف خاء میں آ رہا ہے (لیکن مجھے یہ نام نہیں ملا۔ [عامر تقی ندوی])

۵۵۶۳ (ز) عطاء بن حابس التمیمی

مقاتل نے اپنی تفسیر میں تمیم کے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہوں نے حجروں سے باہر پکارا تھا جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

"جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر لاعلم ہیں"۔ [1]

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۵۶۴ عطاء بن قیس

بن عبدقیس بن عدی بن سہم السہمی۔ زبیر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کا بھائی عاص بن قیس بدر کے روز کافر مارا گیا۔ قیس بن عبدقیس بن عدی کی نسل صرف عطاء بن قیس سے چلی، مصر میں ان کی اولاد موجود ہے۔

۵۵۶۵ (ز) عطاء بن منبّہ

بقول بعض: یہ وہی اعرابی ہیں جنہوں نے جبہ میں احرام باندھا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تھا۔ ان کی حدیث شیخین نے ان کا نام لیے بغیر نقل کی ہے۔ البتہ طرطوسی نے اپنی تفسیر میں ان کا نام لیا ہے۔ جیسے ابن فتحون نے نقل کیا ہے۔ مجھے لگتا ہے یہ نام ان سے غلط ہو گیا اس واسطے کہ یہ حدیث بروایت عطاء عن ابی یعلی بن منبہ عن ابیہ مروی ہے۔ شاید اس سے کچھ عبارت چھوٹ گئی۔

---

[1] سورة الحجرات (٤)

۵۵۶۶ عطاء الشیبی [1]

بقول بعض: ابن عبداللہ، ایک قول ہے ابن النضر بن حارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبدمناف بن عبداللہ بن قصی۔ ابوبکر طلحی نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ان کی حدیث محمد بن قاسم اسدی کی کتاب میں فطر بن خلیفہ بحوالہ ان کے شیخ جنہیں عطاء کہا جاتا ہے منقول ہے۔ [2] انہوں نے نبی ﷺ کا مبارک زمانہ پایا ہے، فرماتے ہیں: ''میں نے نبی ﷺ کو نعلین پہنے نماز پڑھتے دیکھا''۔ یہ روایت بغوی وغیرہ نے نقل کی ہے۔ محمد بن قاسم بے حد ضعیف ہے۔ ابوعمر لکھتے ہیں: ان کی صحابیت میں تامّل ہے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: کوفہ کے رہائشی تھے۔

۵۵۶۷ عطاء [3] (بے نسبت)

ان کی حدیث حسن بن سفیان نے بطریق ایوب بن واقد عبداللہ بن عطاء سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اذان اور اقامت کے درمیان مؤذن کا درجہ اس شہید جیسا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے خون میں لتھڑا پڑا ہو''۔ [4]

۵۵۶۸ عُطارِد بن حاجب [5]

بن زرارہ بن عُدُس بن زید بن عبداللہ بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم تمیمی، ابوعکرمہ نبی ﷺ کے پاس آئے آپ نے انہیں بنی تمیم کی زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر کیا۔ صحیح بخاری و مسلم میں ان کا ذکر ثابت ہے۔ جو بطریق جریر بن حازم عن نافع عن ابن عمر مروی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بازار میں عطارد تمیمی کو دھاری دار جوڑا فروخت کرتے دیکھا۔ وہ ایسے شخص تھے جو بادشاہوں کے ہاں جاتے اور ان سے تحائف لیتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! اگر آپ اسے خرید کر عربی وفود کی آمد پر پہنا کریں۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''دنیا میں ریشم وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں''۔ [6]

یہ روایت مسلم نے سفیان بن ابی شیبہ سے بحوالہ جریر نقل کی ہے۔ طبرانی [7] نے بطریق محمد بن زیاد جمحی، عبدالرحمٰن بن عمرو

---

[1] اسد الغابہ (۳٦٧٤) استیعاب (۲۰٥٤) تجرید (۳۸۱/۱)

[2] المعجم الکبیر (۱۷۰/۱۷) مجمع الزوائد (۲۲٤۳) جامع المسانید (۱٤۱/۹)

[3] اسد الغابہ (۳٦٧٥) استیعاب (۳۰٥٥)

[4] ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی الدعا المشرکین (۳٦۳٥) جامع المسانید (۱٤۳/۹)

[5] اسد الغابہ (۳٦٧٩) استیعاب (۳۰٥٦) تجرید (۳۸۲/۱)

[6] بخاری کتاب الجمعه باب یلبس احسن ما یجد (۸۸٦)
مسلم کتاب اللباس باب تحریم لبس الحریر وغیره ذالک للرجال (٥۳٦۸) کنز العمال (٤۱۲۰۸)

[7] المعجم الکبیر (۲۲/۱۸)

بن معاذ سے بحوالہ عطارد بن حاجب روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں وہ ریشمی کپڑا ہدیتاً پیش کیا تھا جو کسریٰ نے انہیں پہننے کے لیے دیا تھا۔ اتنے میں آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے: کیا کوئی وحی آئی ہے؟ تمہیں تعجب میں ڈالنے والی کیا چیز ہے؟ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنتی رومال اس سے کہیں زیادہ بہتر ہیں۔

ابن مندہ نے بطریق السدی یحییٰ سے بواسطہ محمد بن سیرین بنی تمیم کے عطارد نامی شخص سے روایت کی ہے کہ میرا ایک جوڑا تھا، حضرت عمر رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے: اگر آپ یہ جوڑا وفود کی آمد اور عید پر پہننے کے لیے خرید لیتے.....(حدیث) سفیان بن عیینہ نے عن ایوب بن موسیٰ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے نبی ﷺ نے عطارد کو دھاری دھار جوڑا پہنے دیکھا تو اس کی ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور اس سے منع کر دیا، پھر آپ نے حضرت عمر کو ایسا ہی جوڑا پہننے کے لیے دیا...(حدیث) (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود پہننے کے بجائے اپنے ماں شریک مشرک بھائی کے لیے مکہ روانہ کر دیا تھا۔ [الادب المفرد])

ابوعبیدہ کی روایت ہے: حاجب بن زرارہ کو ذوالقوس (کمان والا) کہا جاتا تھا جس کی وجہ یہ بنی کہ جب نبی ﷺ نے مضر کے لیے قحط کی بددعا کی اور یہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے۔ تو حاجب کسریٰ کے پاس کوچ کر گیا اور اس سے اجازت مانگی کہ وہ اپنے علاقوں کے آس پاس فروکش ہونے کی اجازت دے۔ کسریٰ کہنے لگا: تم عرب بے وفا لوگ ہو؟ اس نے کہا: تو میری کمان رہن (گروی) رکھ لو۔ چنانچہ اس شرط پر اس نے انہیں سرسبز علاقے میں رہنے کی اجازت دے دی۔ ادھر قبیلہ مضر کے لوگ نبی ﷺ سے پانی کی طلب لے کر آئے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے قحط ہٹا لیا اور حاجب کا انتقال ہو چکا تھا تو عطارد بن حاجب کسریٰ کے پاس اپنے والد کی کمان مانگنے گئے تو اس نے انہیں پہننے کے لیے ایک جوڑا دیا۔

واقدی نے مغازی میں اپنی سندوں سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بسر بن سفیان عدوی کو خزاعہ کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا، ان لوگوں نے ان کے لیے مال و زر یکجا کر دیا، لیکن بنی تمیم نے انہیں روک دیا تو آپ ﷺ نے ان کی طرف عیینہ بن حصن کو پچاس شہسواروں سمیت روانہ کیا۔ انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کے گیارہ مرد اور گیارہ عورتیں اور تیس بچے قید کر لیے، جس کے بعد بنی تمیم کے سردار وفد کی صورت میں آئے، جن میں عطارد بن حاجب بھی تھے.....پھر وہ واقعہ ذکر کیا کہ یہ لوگ اسلام لے آئے تو آپ ﷺ نے انہیں امان دے دی۔ بدقسمتی سے نبی ﷺ کے بعد بنی تمیم کے مرتدوں کے ساتھ عطارد بھی ارتداد کا شکار ہو گئے اور ''سجاح'' کی پیروی کر لی۔ لیکن پھر اسلام کی طرف لوٹ آئے۔ انہوں نے ہی سجاح کے متعلق یہ اشعار کہے تھے: ؏

اضحت نبیتنا انثی نطیف بھا   و اضحت انبیاء الناس ذکرانا[1]

فلعنة الله رب الناس کلھم   علی سجاح و من بالکفر اغوانا

''ایک خاتون ہماری نبیہ ہے جسے ہم لیے پھرتے ہیں۔ جبکہ لوگوں کے انبیاء مرد ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو تمام لوگوں کا رب ہے اس کی سجاح پر اور جس نے ہمیں کفر کی وجہ سے بہکایا ہے اس پر لعنت ہو''۔

---

[1] جامع المسانید (۱۴۵/۹) اسد الغابہ (۲۵۳/۳)

اگر یہ روایت صحیح ہے تو عطارد بن حاجب صحابہ کی صف کی بجائے تابعین کے زمرہ میں شامل ہونے چاہئیں۔[عامر تقی ندوی]

۵۵۶۹ عطارد الدارمیؒ

بقول بعض ابوالعشراء کے والد کا نام ہے۔

۵۵۷۰ عطیّہ بن بُسر❶ المازنی

عبدالصمد بن سعید نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ الدارقطنی اور ابن حبان❷ کا قول ہے: صحابی ہیں۔ ابوداؤد نے بطریق سلیم بن عامر بحوالہ ابن بسر روایت کی ہے: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں مکھن اور کھجوریں پیش کیں..... (حدیث) محمد بن عوف فرماتے ہیں: ہمیں بسر نے بتایا کہ عطیہ اور عبداللہ نے ہمیں خبر دیں۔ عکاف کے حالات (۵۶۳۸) میں ان کا ذکر ہوگا۔

ابن شاہین نے بطریق محمد بن مصعب اوزاعی سے کہ مجھ سے مکحول نے بحوالہ عطیہ بن بسر روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس بندے کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے دین میں کوئی نصیحت آئی تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے اگر وہ شکر سے اسے قبول کر لے ورنہ اس کے خلاف اللہ تعالیٰ کی ایک حجت و دلیل ہے تاکہ اس کا گناہ بڑھ جائے"۔❸

۵۵۷۱ (ز) عطیہ بن حارث السّکونی

خلیفہ بن خیاط نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں، ایک عنوان کے بعد عطیہ بن حارث کا تذکرہ ہوگا۔

۵۵۷۲ عطیہ بن حِصن❹

بن ضباب ثعلبی۔ ابن کلبی کا بیان ہے انہیں آنے کا شرف حاصل ہے۔ سیف نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جنگ قادسیہ میں وہ تغلب، ایاد اور نمر کے نگران تھے۔ ابن الامین نے بحوالہ ابن الدباغ اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۵۷۳ عطیہ بن عازب❺

بن عُفَیف (تصغیر ہے) بصری۔ بقول ابن ماکولا:❻ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کی حدیث حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں نقل کی ہے اس میں عطیہ بن عفیف لکھا ہے۔ لگتا ہے دادا کی نسبت سے ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح محمد بن عوف کی کتاب

---

❶ اسد الغابہ (۳۶۸۰) استیعاب (۱۸۳۵) تجرید (۳۸۲/۱) ❷ الثقات (۳۰۷/۳)

❸ اسد الغابہ (۳۶۸۱) تجرید (۲۸۲/۱) ❺ اسد الغابہ (۳۶۸۳) استیعاب (۱۸۳۶) تجرید (۳۸۲/۱)

❻ الاکمال (۱۳۹/۲)

میں لکھا ہے، وہ لکھتے ہیں: مجھے ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں۔ ابوزرعہ کا قول ہے: صحابی ہیں۔ مرزبانی نے شعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جاہلی دور کے ہیں اور حصن بن حذیفہ بن بدر کے قتل کے میں بارے اِن کے اشعار نقل کیے ہیں۔ ابوعمر ✿ لکھتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں ان کا ذکر ہے جسے عطیہ نے بطریق ابراہیم بن سعد عن ابی الاسود عن عبداللہ بن ابی قیس عن عطیہ عن عازب نقل کیا ہے کہ انہیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، تو آپ نے فرمایا، کسی حدیث کا ذکر نہیں کیا۔ دوسرے طریق سے روایت کی ہے فرماتے ہیں: ''عطیہ بن حارث''۔

۵۵۷۴ عطية بن عامر ✿

ان کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی شخص کی چال ڈھال بھلی لگتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے نماز کا حکم دیتے۔ (نماز کی پابندی سے انسانی طبیعت میں ٹھہراؤ اور دوام کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس کی بنا پر وہ اپنے اعمال و افعال کو بھی اسی طرح جاری و ساری رکھتا ہے۔[عامر]) اسے ابن مندہ نے بطریق ضمضم بن زرعہ عن شریح بن عبید بحوالہ ان کے نقل کیا ہے جو بروایت محمد بن اسمٰعیل بن عیاش عن ابیہ ہے اور محمد بے حد ضعیف راوی ہے۔ بقول بعض: اس میں لفظی غلطی ہے۔ درست عقبہ بن عامر ہے۔ واللہ اعلم۔

ابن ماجہ ✿ نے بطریق یزید بن وہب عن عطیہ بن عامر عن سلمان فارسی اس کے علاوہ ایک اور حدیث نقل کی ہے۔

۵۵۷۵ عطيه بن عروه ✿

بقول بعض: ابن عمرو/ ابن سعد یا ابن قیس سعدی، ایک قول ہے بنی سعد بن بکر سے اور بقول بعض: بنی جشم بن سعد سے تعلق رکھتے ہیں۔ مشہور صحابی ہیں۔ شام فروکش ہوئے، ان کی کئی ایک احادیث ہیں۔ ابن حبان نے یقین سے کہا ہے یہ عطیہ بن عروہ بن سعد ہی ہیں۔ طبرانی ✿ اور حاکم کی کتابوں میں عطیہ بن سعد لکھا ہے۔ ابن المدینی نے ہشام بن یوسف سے بواسطہ نعمانؒ بن منذر، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عروہ بن محمد بن عطیہ سعدی وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا ان کا ذکر کرتے ہیں کہ ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے والوں میں یہ بھی تھے۔

۵۵۷۶ عطيه بن عفيف

وہی ابن عازب، پہلے ذکر ہوا ہے۔

۵۵۷۷ عطيه بن عمرو الغفارى ✿

ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور احمد بن سیار کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حکم بن عمرو کا عطیہ بن عمرو نامی ایک

✿ استیعاب (۱۸۰/۳) ✿ اسد الغابہ (۳٦۸٤) تجرید (۳۸۲/۱)

✿ ابن ماجہ کتاب الاطعمة باب الاقتصاد فی الاکل وکراهة الشبع (۳۳۵۱)

✿ اسد الغابہ (۳٦۸۵) استیعاب (۱۸۳۷) تجرید (۳۸۲/۱) ✿ الثقات (۳۰۷/۳)

✿ المعجم الکبیر (۱٦۵/۱۷) ✿ اسد الغابہ (۳٦۸۸) تجرید (۳۸۲/۱).

بھائی تھے جو صحابی تھے۔ علی بن مجاہد فرماتے ہیں: عطیہ بن عمرو اور ان کے بھائی حکم بن عمرو صحابی ہیں۔

۵۵۷۸ عطیه بن عمرو انصاری[1]

از بنی دینار بن النجار۔ بئر معونہ میں شہید ہوئے۔

۵۵۷۹ (ز) عطیه بن مالك بن حطیط

ابن قتیبہ نے غریب الحدیث میں ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں حرہ وادی سے "مبذر رصاع" نامی جگہ عطا کی۔

۵۵۸۰ عطیه بن نویره[2]

بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ بن عامر بن زریق انصاری الزرقی۔ ابن کلبی نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ استیعاب میں یہ نسب نقل کیا ہے۔[3]

۵۵۸۱ عطیّه القُرَظیّ[4]

بقول ابوعمر: مجھے ان کے والد کا نام معلوم نہیں۔ بغوی اور ابن حبان کا قول ہے: کوفہ کے رہائشی تھے۔ اصحاب السنن نے بطریق عبدالملک بن عمیر بحوالہ ان کے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں ان لوگوں میں سے تھا جن کے بارے میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا تھا، ان لوگوں نے میرے بارے میں شکایت کی اور پھر مجھے چھوڑ گئے..... (حدیث)[5]

۵۵۸۲ عطیه[6] (بے نسبت)

اسمٰعیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر بطریق علی بن ہشام بواسطہ عمیر ابوعرفجہ بحوالہ عطیہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ کے ہاں تشریف لے گئے تو وہ عصیدہ (گھی آٹا ملا کر ایک کھانا) تیار کر رہی تھی..... پھر ان لوگوں کی شان کا واقعہ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

"اے (نبی کے) گھرانے والو! اللہ تعالیٰ تو تم سے (شرک کی) گندگی دور کرنا چاہتا ہے"۔ (آیت)[7]

میں کہتا ہوں: اس حدیث کی اصل طبری نے تفسیر میں نقل کی ہے اور بطریق فضل بن مرزوق عن عطیہ عن ابی سعید عن ام سلمہ اور بطریق اعمش عن عطیہ عن ابی سعید مروی ہے جس میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا واسطہ نہیں ممکن ہے اس طریق سے ابوسعید کا نام چھوٹ گیا ہو۔

---

[1] تجرید (۱/۳۸۳) [2] اسد الغابہ (۳۶۹۰) استیعاب (۱۸۳۸) تجرید (۱/۳۸۳) [3] استیعاب (۳/۱۸۱)

[4] اسد الغابہ (۳۶۸۹) استیعاب (۱۸۳۹) تجرید (۱/۳۸۲) [5] استیعاب (۱۸۳۹)

[6] ابوداؤد کتاب الحدود باب الغلام یصیب حداً (۴۴۰۴) ترمذی کتاب السیر باب ما جاء فی النزول علی الحکم (۱۵۸۴) ابن ماجہ کتاب الحدود باب من لا یجب علیہ الحد (۲۵۴۱) نسائی کتاب الطلاق باب حتی یقع طلاق الصبی (۳۴۶۰)

[7] اسد الغابہ (۳۶۹۱) تجرید (۱/۳۸۳) [8] اسد الغابہ (۳/۲۵۵) [9] سورۃ الاحزاب (۳۳)

باب عین کے بعد ظاء

۵۵۸۳ عُظَیم بن حارث محاربی

ذہبی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔"عصیم" میں اس کے متعلق تنبیہ ہو چکی ہے۔

باب عین کے بعد فاء

۵۵۸۴ عفان ✿

ابن بُجَیر ، تصغیر ہے۔ بقول بعض: عنز السلمی۔ بقول ابوعمر: حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے، ان سے جبیر بن نفیر اور خالد بن معدان نے روایت کی ہے۔ ✿

میں کہتا ہوں: "تاریخ حمص میں ابن عیسیٰ کی عبارت یوں ہے: عفان بن عنز السلمی صحابی رسول ہیں۔ ان سے جبیر بن نفیر وغیرہ اہل حمص نے روایت کی ہے۔ الدارقطنی "المؤتلف" میں ابن بجیر کے متعلق لکھا ہے: ان کا نام بیان نہیں کیا گیا۔ بقول بعض: ان کا نام عفان بن عنز ہے۔ خطیب ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس کے شروع میں نون ہے نہ کہ باء اور یہ حدیث بطریق ابوالزاھریہ عن جبیر بن نفیر عن ابی النجیر نقل کی ہے جو صحابیٔ رسول ہیں۔ فرماتے ہیں: ایک دِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوک لگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ پر پتھر رکھ کر فرمایا:

"افسوس کتنے لوگ ایسے ہوں گے جو دنیا میں کھاتے اور عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتے ہوں گے (لیکن) آخرت میں بھوک وننگے پن کا شکار ہوں گے"۔

لمبی حدیث ہے۔ اِن کے والد کا نام نون سے لیا ہے اور بیٹے کا نام نہیں لیا۔ اسی طرح ابن مندہ نے "ابن فلاں" کے ذیل میں بغیر نام کے تذکرہ کیا ہے اور یہ عنوان باء میں الدارقطنی کی موافقت کرتے ہوئے لیا ہے۔ خطیب فرماتے ہیں: ممکن ہے عنز ان کے والد اور بجیر دادا ہوں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بجیر عنز کا لقب ہو۔ دمیاطی نے یہ نام عن کے پیش کے بغیر قاف اور آخر میں راء سے قلمبند کیا ہے۔ ذہبی ✿ نے راء اور فاء سے لکھا ہے جو ان کا وہم ہے۔ چنانچہ ابن ماکولا نے صراحت کی ہے یہ نام فاء اور نون سے ہے۔ واللہ اعلم

۵۵۸۵ عفان بن حبیب ✿

نیشاپور فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: یحییٰ بن مندہ نے اپنے دادا کی کتاب پر اپنے استدراک میں بغیر کسی حدیث کے ان کا ذکر کیا ہے۔

✿ اسد الغابہ (۳۶۹۲) استیعاب (۲۰۵۷) تجرید (۳۸۳/۱) ✿ استیعاب (۳۱۰/۳)

✿ تجرید (۳۸۳/۱) ✿ اسد الغابہ (۳۶۹۴) استیعاب (۲۰۵۸) تجرید (۳۸۳/۱)

میں کہتا ہوں: ابن الجوزی نے "الموضوعات" کے مقدمہ میں بطریق بیہقی عن الحاکم عن عبداللہ بن نابیہ البغدادی عن محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن سلمہ الاھوازی عن عبداللہ بن محمد بن دینار الاھوازی عن محمد بن عبدالملک الطوسی عن داؤد بن عفان بن حبیب ان کا تذکرہ کیا ہے کہ ان کے والد نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ ہجرت کی، اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس نے میرے متعلق جھوٹ بولا.....(حدیث) محمد بن اسحاق الاھوازی پر من گھڑت حدیث کی تہمت ہے۔ نیز اس کا شیخ اور سند کے باقی راوی سب مجہول ہیں۔

۵۵۸۶ عفان بن ابی عفیر انصاری [1]

محبت کے بارے میں ان کی ایک حدیث ہے۔ ابوعمر نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے۔ [2] ان کی مذکورہ حدیث ابن ابی عاصم، بغوی اور امام بخاری نے تاریخ میں روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ اور حاکم نے بطریق محمد بن طلحہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا: جو آپ کے پاس آتا جاتا رہتا تھا جسے عفیر کہا جاتا تھا، محبت کے بارے میں تم نے رسول اللہ ﷺ کا کیا ارشاد سنا ہے؟ اس نے کہا، میں نے آپ علیہ السلام کو فرماتے سنا:

"محبت بھی نسل در نسل چلتی ہے اور عداوت بھی"۔ [3]

ابن حبان فرماتے ہیں: ان کی حدیث کی اسناد صحیح نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس میں عبدالرحمن بن ابی بکر الملیکی ضعیف راوی ہے۔

۵۵۸۷ (ز) عفان بن نُبَیہ

بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعید بن سہم السہمی۔ ان کا والد اور چچا دونوں بدر کے روز کافر مارے گئے۔ اسی طرح ان کا بھائی عاص بن نبیہ بھی۔ یہ زبیر کا بیان ہے پھر وہ لکھتے ہیں: اس کی نسل اس طرح حجاج بن عامر کا سلسلہ بھی منقطع ہوگیا۔ ابراہیم بن ابی سلمہ بن نبیہ بن عبداللہ بن عفیف فقہاء اہل مکہ میں شمار ہوتے ہیں۔

۵۵۸۸ عفیف الکندی [1]

اشعث بن قیس کے چچا زاد بھائی۔ بقول بعض: ان کے چچا۔ اسی پر طبری نے اعتماد کیا ہے۔ بقول بعض: ان کے بھائی ہیں۔ اکثریت کا قول یہ ہے کہ ان کے چچا زاد اور ماں شریک بھائی ہیں۔ اسی پر ابونعیم نے اعتماد کیا ہے۔ ابن حبان لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ طبری فرماتے ہیں: ان کا نام شرحبیل ہے اور عفیف لقب ہے۔

جاحظ کا قول ہے: نام شراحیل اور عفیف لقب ہے جس کی وجہ یہ اشعار ہیں۔ وہ مجھے کہنے لگی: آؤ بے دینی اختیار کرلو۔ میں نے کہا: جس بات کا تجھے علم ہے میں اس سے بچتا ہوں۔

---

[1] اسد الغابہ (٣٦٩٤) استیعاب (٢٠٥٨) تجرید (٣٨٣/١) [2] استیعاب (٣١٠/٣)

[3] المستدرک (٤٤٧/٤) المعجم الکبیر (١٨٩/١٧) الآحاد و المثانی (٢١٨/٥) التاریخ الکبیر (٨١/٤)

[1] اسد الغابہ (٣٦٩٦) استیعاب (١٨٤١) تجرید (٣٨٣/١)

بغوی، ابویعلی، خصائص میں نسائی اور ضعفاء میں عقیلی بطریق اسد بن وداعہ، ابویحییٰ بن عفیف سے وہ بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں کہ دورِ جاہلیت میں میرا مکہ آنا ہوا۔ میں اپنے اہل وعیال کے لیے سامان خریدنا چاہتا تھا۔ عباس (رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا، اسی اثناء میں جب میں ان کے پاس بیٹھا تھا اور سامنے کعبہ تھا دوپہر ڈھلنے کے بعد ایک نوجوان آ کر قبلہ رُخ ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد ایک لڑکا آ کر اس کی دائیں جانب کھڑا ہوگیا پھر ایک خاتون آئی اور ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوگئی۔ پھر اس نوجوان نے رکوع کیا تو اس لڑکے اور خاتون نے بھی رکوع کرلیا۔ اس کے بعد سب نے سر اٹھایا اور سجدے میں چلے گئے۔ میں نے کہا: میاں عباس! بڑی عجیب بات ہے۔ انہوںؓ نے کہا: ہاں جی۔ میں نے پوچھا: کیا؟ وہ کہنے لگے: یہ محمد بن عبداللہ میرے بھتیجے اور یہ لڑکا علی بھی میرا بھتیجا ہے اور یہ خاتون خدیجہ ہے۔ مجھے میرے بھتیجے نے بتایا کہ زمین وآسمان کے رب نے اسے اس دین کا حکم دیا ہے۔ اور اللہ کی قسم! اس وقت پوری زمین پر ان تینوں کے علاوہ کوئی بھی اس دین کا پیرو نہیں۔ [1] عفیف فرماتے ہیں: میری تمنا تھی کہ ان کا چوتھا شخص میں ہوجاؤں۔ ابن عبدالبر [2] فرماتے ہیں: یہ بہت حسن حدیث ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کا ایک اور طریق بھی ہے جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ [3] میں بغوی، ابن ابی خیثمہ، ابن مندہ اور غیلانیات کے مصنف نے بطریق یعقوب بن ابراہیم بن سعد عن ابیہ عن محمد بن اسحاق حدثنی یحییٰ بن ابی الاشعث عن اسماعیل بن ایاس بن عفیف عن ابیہ عن جدہ نقل کیا، پھر اس کا مفہوم ذکر کیا۔ اس کے آخر میں فرماتے ہیں: اس کے دین کی پیروی صرف اس کی بیوی اور اس کے چچازاد بھائی نے کی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ کسریٰ وقیصر کے خزانے اس کے لیے فتح ہوں گے۔ بعد میں عفیف جب اسلام لے آئے تھے کہا کرتے تھے: ''اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس وقت اسلام لانے کی توفیق بخشتا تو میں علی کے ساتھ دوسرا شخص ہوتا''۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس آخری حصہ کی روایت میں کسی نے ان کی متابعت نہیں کی۔ حاکم نے مستدرک میں اسی سند سے نقل کی ہے صرف اس میں یہ لکھا ہے: عن اسماعیل بن عمرو بن عفیف انہوں نے ایاس کو عمرو سے بدل دیا، ابن فتحون ان عفیف کے متعلق لکھتے ہیں: باوردی نے یہ نام تصغیر کی صورت میں قلمبند کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اکثریت کے ہاں یہ نام زبر کے ساتھ زبان زدِ عام ہے۔

میں کہتا ہوں: معجم بغوی کے صحیح نسخوں میں ایاس ہی ہے جیسا باوردی نے لکھا ہے۔

۵۵۸۹ (ز) عُفَیف [4] (تصغیر ہے)

ابن معدیکرب الکندی۔ بغوی نے ان میں اور سابقہ شخصیت میں اسی طرح ابن ابی حاتم نے فرق کیا ہے۔ البتہ ابن ابی حاتم نے ان کے متعلق یہ نہیں ذکر کیا کہ صحابی ہیں۔ بلکہ لکھا ہے کہ عمرو سے روایت کرتے ہیں۔ [5] ابن عبدالبر نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے اسی طرح دونوں میں ابن ماکولا [6] نے فرق کیا ہے ان کا نام تصغیر کی صورت میں اور پہلی شخصیت کا نام درمیان میں ذکر کیا ہے۔ بغوی، طبرانی اور ابوزرعہ اور احمد بن الحسین رازی نے کتاب الشعراء میں بطریق ہشام بن کلبی عن سعید بن فروہ اور ابوزرعہ کی روایت

---

[1] المعجم الکبیر (۱۸/۱۰۱) تاریخ الطبری (۲/۲۱۲) مسند ابی یعلی (۱/۱۸۹) الطبقات الکبریٰ (۸/۱۷) (۸/۱۸)

[2] استیعاب (۳/۱۸۲) [3] التاریخ الکبیر (۴/۷۴) [4] تجرید (۱/۳۸۳)

[5] الجرح والتعدیل (۷/۴۰) [6] الاکمال (۲/۱۳۹)

میں عن فروہ بن سعید بن عفیف بن معدیکرب عن ابیہ عن جدہ سے فرمایا: ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا کہ آپ کے ہاں یمن کا ایک وفد آیا، وہ لوگ کہنے لگے: اللہ کے رسول! ہمیں اللہ تعالیٰ نے امرئ القیس کے دو شعروں کی وجہ سے زندگی بخشی.... پھر وہ حدیث اور واقعہ نقل کیا۔ [1] اسی میں ہے: وہ ایسا شخص تھا جس کا دنیا میں تو تذکرہ ہے لیکن آخرت میں بے نشان ہوگا، دنیا میں اسے شرف حاصل تھا لیکن آخرت میں نامیہ ہوگا قیامت کے روز شعراء کا پرچم اس کے ہاتھ ہوگا۔

۵۵۹۰ عُفیف

مولا عبداللہ بن ابی قیس، غطیف کے والد، نام عازب تھا۔ نبی ﷺ نے ان کا نام عفیف رکھ دیا۔ [2] امام بخاری رحمہ اللہ نے عبداللہ بن ابی قیس کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے پھر بطریق محمد بن زیاد الالہانی۔ عن عبداللہ بن ابی قیس روایت کی ہے۔ فرمایا: میں نے غطیف بن عازب کے ساتھ حج کیا، میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: مجھے غطیف بن عازب نصری نے بھیجا ہے۔ آپ فرمانے لگیں: غطیف جو عفیف کا بیٹا ہے، نبی ﷺ نے ان کا نام عفیف رکھا تھا۔

باب عین کے بعد قاف

۵۵۹۱ عقّار

عفان میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۵۵۹۲ (ز) عقال بن خویلد

ابن سعد [3] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں اسلام کی پیشکش کی تو تیسری مرتبہ پر اسلام لے آئے۔

۵۵۹۳ (ز) عقبہ بن جروہ العبدی [4]

وفد عبدالقیس کے ایک فرد۔ ابن سعد [5] نے ان کا ذکر کیا ہے۔ صحار بن عباس کے حالات میں بھی ان کا ذکر کیا گیا ہے کہ وفد کے تمام افراد میں یہ بھی شامل تھے جو اشج کے ساتھ آ کر سارے مسلمان ہوئے تھے۔

۵۵۹۴ عقبہ بن الحارث [6]

بن عامر بن نوفل بن عبد مناف قرشی نوفلی۔ بقول محدثین: ابوسروعہ۔ بقول بعض: ابوسروعہ ان کے بھائی ہیں، جو علماء نسب کا قول ہے جس کی عسکری نے تصویب کی ہے۔ بقول بعض: ابوسروعہ عقبہ کے ماں شریک بھائی ہیں جس پر مصعب زبیری نے اعتماد کیا ہے۔ ابوحاتم رازی [7] نے کھلی غلطی کا ارتکاب کرتے ہوئے لکھا ہے، ابوسروعہ خبیب کے قاتل ہیں جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

---

[1] المعجم الكبير (۹۹/۱۸) مجمع الزوائد (۱۱۹/۱) التاريخ الكبير (۷۵/٤) [2] الطبقات (۳۰۲/۱)

[3] تجريد (۳۸٤/۱) [4] الطبقات (٥٦٦/٥) [5] اسد الغابہ (۳٦۹۸) استيعاب (۱۸٤۱) تجريد (۳۸۳/۱)

[6] الجرح والتعدل (۳۰۹/٦)

ان کا نام عقبہ بن حارث بن عامر ہے یہ وہ عقبہ بن عامر نہیں جن کا دور ابن ابی ملیکہ نے پایا ہے۔ انہی کی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ اور اصحاب سنن نے نقل کی ہے۔ العمدة کے مصنف کی کتاب المتّفق میں جس نے ان کی حدیث درج کی ہے اسے وہم ہوا ہے۔ انہیں سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت حاصل ہے۔ نیز ان سے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف اور عبید بن ابی مریم مکی روایت کرتے ہیں۔ عقبہ بن حارث کا انتقال خلافتِ ابن زبیر رضی اللہ عنہما میں ہوا۔

۵۵۹۵ (ز) عقبہ بن حارث

ابوسَرُوعہ۔ اگر ابوحاتم کی بات ٹھیک ہے تو وہ اور ہیں۔

۵۵۹۶ عقبہ بن حُلَیس*

ابن نصر بن دھمان بن بصار بن سُبیع بن بکر بن اشجع اشجعی۔ بقول ہشام بن کلبی، بہت عرصہ پہلے اسلام لے آئے اور بدر میں شریک ہوئے۔ ان کا لقب "مُذَبّح" تھا، کیونکہ انہوں نے رقم کے روز قیدیوں کو ذبح کیا تھا۔ ان کے دادا نصر بن دھمان کے متعلق شاعر کہتا ہے: ع

"نصر بن دھمان جو سو (۱۰۰) سال کے بعد ساٹھ (۶۰) تک زندہ رہا"۔

۵۵۹۷ (ز) عقبہ ابن الحنظلیّہ*

سہل کے بھائی۔ بقول ابن الدباغ، ان کے بھائی سہل کے حالات میں ان کا ذکر آتا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے ان کا اشارہ ابن عبدالبر کے اس قول کی طرف ہے جو سہل کے حالات میں مذکور ہے۔ ابومسہر فرماتے ہیں: سعید بن عبدالعزیز کا قول ہے: سہل بن الحنظلیہ کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ ان کا ایک بھائی سعد اور ایک بھائی عقبہ نامی تھا یہ سب صحابہ ہیں۔

۵۵۹۸ (ز) عقبہ بن خالد اللیثی

درست ابن مالک ہے، تذکرہ ہونا ہے۔

۵۵۹۹ (ز) عقبہ بن رافع انصاری*

ان کا ذکر ایک اور روایت میں ملتا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں بطریق ثابت بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے خواب میں دیکھا کہ میں عقبہ بن رافع کی حویلی میں ہوں۔ وہاں ہمارے پاس ابن طاب کی کھجوریں لائی گئیں۔ جس کی تعبیر میں نے یہ لی ہے کہ ہمیں بلندی نصیب ہوگی اور ہمارا اچھا انجام ہوگا اور ہمارا دین

* اسد الغابہ (۳۶۹۹) تجرید (۳۸۴/۱) * اسد الغابہ (۳۷۰۰) تجرید (۳۸۴/۱)

* اسد الغابہ (۳۷۰۱) تجرید (۳۸۴/۱)

اچھا ہے''۔ [1]

ابن مندہ نے یہ روایت عقبہ بن نافع کے حالات میں درج کر کے لفظی غلطی کی ہے جس کا تعاقب ابونعیم نے کیا ہے۔

ابویعلی اور حسن بن سفیان نے بطریق عاصم بن عمر بن قتادہ، بواسطہ محمود بن لبید بحوالہ عقبہ بن رافع مرفوع روایت کی ہے:

''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے دنیا سے محفوظ رکھتا ہے''۔ (حدیث) [2]

اور بطریق ابن لہیعہ عن عمارہ بن غزیہ عن عاصم روایت کی ہے اور ابن لہیعہ کے علاوہ نے اسے عمارہ سے نقل کیا ہے اور صحابی کا نام قتادہ بن النعمان لیا ہے۔ فاللہ اعلم

۵۶۰۰ عقبہ بن ربیعہ انصاری [3]

بنی عوف بن خزرج کے حلیف۔ بقول موسیٰ بن عقبہ جسے ابوعمر [4] نے نقل کیا ہے، بدر میں شریک ہوئے۔

۵۶۰۱ (ز) عقبہ بن صیفی

عقبہ بن ابی قیس میں ذکر ہوتا ہے۔

۵۶۰۲ عقبہ بن طویع

عتبہ میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۵۶۰۳ عقبہ بن عامر [5]

بن عبس بن عمرو بن عدی بن عمرو بن رفاعہ بن مودوعہ بن عدی بن غنم بن الربعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ الجھنی۔ مشہور صحابی ہیں جن کی نبی ﷺ سے مروی کئی احادیث ہیں۔ ان سے صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔ جن میں ابن عباس، ابوامامہ، جبیر بن نفیر، بجہ بن عبداللہ جھنی، ابوادریس خولانی اور اہل مصر کے بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے۔ ابوسعید بن یونس کا قول ہے: فرائض (میراث) فقہ (مسائل) کے عالم، قاری، فصیح زبان شاعر اور بہترین کاتب تھے۔ قرآن کو جمع کرنے والوں میں سے ایک یہ بھی ہیں۔ لکھتے ہیں: میں نے مصر میں ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک قرآنی نسخہ دیکھا ہے جو مصحف عثمانی کی ترتیب سے الگ ہے۔ اس کے آخر میں ''بقلم عقبہ بن عامر'' تحریر ہے صحیح مسلم میں بطریق قیس بن ابی حازم بحوالہ عقبہ بن عامر مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو میں اپنی بکریاں چرا رہا تھا، میں انہیں چھوڑ کر سیدھا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: مجھ سے بیعت لیجئے! چنانچہ آپ ﷺ نے مجھ سے ہجرت کی بیعت لی..... (حدیث) [6] (ابوداؤد، نسائی) عقبہ بن عامر

---

[1] المصنف لابن ابی شیبہ (۶۸/۱۱)

[2] ترمذی کتاب الطب با ما جاء فی الحمیة (۲۰۳۶) المستدرک (۳۰۹/۴) المعجم الکبیر (۲۹۸/۴) مسند ابی یعلٰی (۲۷۸/۱۲)

[3] اسد الغابہ (۳۷۰۲) استیعاب (۱۸۴۲) تجرید (۳۸۴/۱)

[4] استیعاب (۱۸۳/۳) [5] اسد الغابہ (۳۷۰۵) استیعاب (۱۸۴۳) تجرید (۳۸۴/۱)

[6] المعجم الکبیر (۳۰۴/۱۷) مجمع الزوائد (۱۹۵/۱)

فتوحات میں شریک ہوئے۔ فتح دمشق کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچانے والے یہی قاصد تھے۔

جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا، بعد میں انہوں نے انہیں مصر کا گورنر بنا دیا۔ ابوعمر الکندی لکھتے ہیں: امیر معاویہ نے مصر کی گورنری میں انہیں نماز کی امامت اور خراج کی وصولی کی ذمہ داری دی تھی۔ پھر جب انہیں معزول کرنا چاہا تو انہیں لکھا کہ رودس کے غزوے میں شرکت کریں۔ جونہی یہ ادھر روانہ ہوئے تو مسلمہ براجمان ہو گئے۔ عقبہ کو معلوم ہوا تو فرمایا: ایک مسافری اور ایک معزولی؟ یہ ۴۷ھ کا واقعہ ہے۔ صحیح قول کے مطابق خلافت معاویہ میں فوت ہوئے۔ ابوزرعہ نے اپنی تاریخ میں بحوالہ عبادہ بن نسی روایت نقل کی ہے کہ میں نے خلافت عبدالملک میں ایک شخص کو حدیث بیان کرتے دیکھا، میں نے لوگوں سے پوچھا: یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ عقبہ بن عامر الجہنی ہیں۔

ابوزرعہ فرماتے ہیں: میں نے احمد بن صالح سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ غلط ہے۔ عقبہ تو خلافت معاویہ میں فوت ہوئے۔ یہی تاریخ وفات واقدی نے لکھی ہے اس کے آخر میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ: رہی خلیفہ بن خیاط کی یہ بات کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے جنگ نہروان میں عامر بن عقبہ بن عامر الجہنی شہید ہوئے، تو وہ اور ہیں جس کی دلیل خلیفہ کی تاریخ میں ان کا یہ قول ہے کہ عقبہ بن عامر الجہنی ۵۸ھ میں فوت ہوئے۔

۵۶۰۴ عقبہ بن عامر[1] بن نابی (نون اور باء سے بروزن قاضی)

ابن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری السلمی۔ ابوعمر[1] وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے: بیعت عقبہ اُولیٰ میں، بدر اور اُحد میں شریک ہوئے۔ انہوں نے اپنے خود پر سبز پٹی باندھی ہوئی تھی۔ غزوۂ خندق اور باقی غزوات میں شرکت کی۔ جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ ابوموسیٰ نے جعفر مستغفری سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کا ذکر کیا ہے کہ عقبہ بن عامر بن نابی، صحابی ہیں اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ جسے بحوالہ ابن اسحاق اپنی سند سے بیان کیا ہے۔

ابن سعد[2] نے ابوعمر کے بیان کا مفہوم نقل کیا ہے۔ وہ اس سلسلہ میں ان کے پیشرو ہیں۔ ابونعیم نے بطریق عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم بواسطہ اپنے والد بحوالہ عقبہ بن عامر السلمی روایت کی ہے۔ فرمایا: میں اپنے بیٹے کو جو لڑکا تھا، لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میرے بیٹے کو کچھ ایسی مختصر دعائیں سکھائیں جو یہ مانگا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکے! یوں کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ انی اسئلك نجاة فی ایمان و ایماناً فی حسن خلق و صلاحا یتبعه نجاح. [2]

''اے اللہ! میں ایمان میں نجات کا اور حسن خلق میں ایمان کا اور ایسی بہتری کا سوال کرتا ہوں جس کے بعد آسانی ہو''۔

لڑکے نے وہ کلمات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دہرائے یہاں تک کہ لڑکے نے خود ہی کہا مجھے یاد ہو گئے۔ ابونعیم نے ان کا

---

[1] اسد الغابہ (۳۷۰۶) استیعاب (۱۸٤٤) تجرید (۳۸٤/۱) [1] استیعاب (۱۸۳/۳)

[2] الطبقات الکبریٰ (۱۱۰/۳) [2] جامع المسانید والسنن (۲٦۲/۹)

عنوان اس طرح قائم کیا ہے: ''عقبہ بن عامر السلمی'' اور یہ حدیث بیان کی۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا۔ اور ابن الاثیر [1] نے انہیں عقبہ بن عامر بن نابی کے ساتھ ملا دیا جنہیں ابن عبدالبر [2] نے ذکر کیا ہے۔ کیونکہ ان کا تعلق بنی سلمہ سے ہے تو ان کے نسب میں سَلَمہ کہنا صحیح ہے، یوں انہوں نے دونوں کو ایک شخصیت قرار دے دیا۔ میرا غالب گمان یہ ہے وہ اور ہیں جیسا کہ بعد والے نمر میں، میں ان کا ذکر کروں گا۔

۵۶۰۵ (ز) عقبہ بن عامر السلمی

سابقہ شخصیت کے حالات میں ان کا ذکر کر چکا ہوں کہ ابونعیم نے ان کا عنوان اسی طرح قائم کیا ہے اور گزشتہ حدیث ان کے حوالے سے ذکر کی ہے جو بطریق عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم مولا عمر انہوں نے اپنے والد عقبہ سے نقل کی ہے۔ معتبر نسخہ میں یہ سین کے پیش سے ہے۔ لہٰذا ابی سلیم سے ہوئے یوں یہ سابقہ شخصیت کے علاوہ ہیں جس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ زید بن اسلم جنگ یمامہ کے کافی عرصہ بعد پیدا ہوئے۔ چنانچہ باوردی نے جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والے صحابہ میں عقبہ بن عامر السلمی کا ذکر کیا ہے جس سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ یہ اس شخصیت کے علاوہ ہیں جن کے دادا کا نام نابی ہے۔ اس واسطے کہ جنگ یمامہ ۱۲ھ میں اور جنگ صفین سینتیس ۳۷ھ میں پیش آئی۔ لہٰذا یقیناً یہ اور ہیں اور یہ بھی جائز نہیں کہ جہنی ہوں۔ کیونکہ جہنی جنگ صفین میں امیر معاویہ کے ساتھ تھے نہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور حدیث زید بن اسلم میں بحوالہ ان کے مروی ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور محمد بن سعد [3] نے الطبقات میں لکھا ہے کہ عقبہ بن عامر بن نابی کی اولاد نہیں رہی۔ یہی بات دمیاطی نے ''انساب الخزرج'' میں یقین سے لکھی ہے۔

رہی ابن الاثیر [4] کی یہ بات کہ زید بن اسلم کی ان سے مرسل روایت ہے تو وہ اس بنا پر ہے کہ ان کا گمان ہے کہ وہ انصاری ہیں اور اگر یہ بات مان لی جائے جو جواز میں نے پیش کیا ہے کہ وہ سلمی ہیں اور اتنا زندہ رہے کہ جنگ صفین میں شریک ہوئے، تو اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ زید بن اسلم نے ان کا دور پایا ہے۔ یہ سب اس صورت میں ہے اگر زید بن اسلم والی حدیث کی سند صحیح ہو اور جو بات باوردی نے لکھی ہے وہ صحیح ثابت ہو جائے۔ کیونکہ دونوں سندوں میں کلام ہے۔ واللہ اعلم

۵۶۰۶ عقبہ بن عبداللہ انصاری السلمی

باوردی اور ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن السکن نے بطریق یزید بن رومان بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ ہم لوگ ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے۔ جونہی بطن رابغ میں پہنچے تو ہمارے سامنے کہر آ گیا، جس سے راستہ گم ہو گیا۔ پھر معوذتین کی فضیلت والی حدیث ذکر کی۔ باوردی نے بطریق عبیداللہ بن ابی رافع ضعیف سند کے ساتھ روایت کی ہے، انہیں جنگ صفین میں شریک صحابہ میں شمار کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۶۰/۳) [2] استیعاب (۱۸۳/۳) [3] الطبقات الکبریٰ (۲۱۹/۱، ۲۲۰)

[4] اسد الغابہ (۲۶۰/۳)

۵۶۰۷ عقبہ بن عثمان ✿

بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق انصاری۔ ابن اسحاق وغیرہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو اُحد کے روز (اچانک حملے کی تاب نہ لا سکنے کی وجہ سے) بھاگ کر اعوص کے بالمقابل پہاڑ تک جا پہنچے تھے جہاں ٹھہرے رہے اور پھر واپس آ گئے تھے۔

۵۶۰۸ عقبہ بن عمرو ✿

بن ثعلبہ بن اُسَیرہ بن عطیہ بن خدارہ بن عوف بن حارث بن خزرج انصاری۔ ابو مسعود بدری۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ اس پر اتفاق ہے کہ بیعتِ عقبہ میں شریک ہوئے، البتہ بدر میں شرکت کے بارے اختلاف ہے اکثریت کا کہنا ہے: وہاں فروکش ہوئے جس کی نسبت سے بدری کہلائے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یقین سے لکھا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔ جس کے دلائل کئی احادیث سے پیش کیے ہیں۔ جن میں سے چند ایک احادیث اپنی صحیح میں نقل کی ہیں جن میں یہ صراحت ہے کہ وہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک حدیث عروہ بن زبیر بواسطہ بشیر بن ابی مسعود ہے، فرمایا: ایک دفعہ مغیرہ نے عصر کی نماز میں تاخیر کر دی اتنے میں ابو مسعود عقبہ بن عمرو، زید بن حسن کے دادا آ گئے جو بدر میں شریک ہوئے تھے۔

ابو عتبہ بن سلام اور الکنی میں مسلم لکھتے ہیں: بدر میں شریک ہوئے، اور ابن البرقی کا قول ہے: ابن اسحاق نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا ہے، جبکہ کئی احادیث میں آیا ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ طبرانی لکھتے ہیں، اہل کوفہ کا کہنا ہے: بدر میں شریک ہوئے۔ اور اہل مدینہ انہیں بدری صحابہ میں نہیں ذکر کرتے۔ ابن سعد بحوالہ واقدی لکھتے ہیں: ہمارے احباب میں اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ بدر میں نہیں شریک ہوئے۔ بقول بعض: وہ بدر کے ایک چشمہ پر فروکش ہوئے جس کی نسبت سے بدری کہلائے۔ البتہ اُحد اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے۔ کوفہ آئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفداروں میں تھے۔ ایک دفعہ کوفہ کے نائب بھی مقرر ہوئے۔ خلیفہ کا قول ہے: ۴۰ھ سے پہلے فوت ہوئے۔ مدائنی فرماتے ہیں: ۴۰ھ میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں: صحیح یہ ہے کہ چالیس ۴۰ھ کے بعد فوت ہوئے کیونکہ یہ ثابت ہے، انہوں نے مغیرہ کی کوفہ کی گورنری کا دور پایا ہے جو یقیناً ۴۰ھ کے بعد کا دور ہے۔ ایک قول کے مطابق کوفہ میں اور دوسرے کے مطابق مدینہ میں فوت ہوئے۔

۵۶۰۹ عقبہ بن عمرو بن عدی

عُقَیب میں تذکرہ ہونا ہے۔

۵۶۱۰ عقبہ بن قیظی ✿ (بروزن صیفی)

بن قیس بن لوذان انصاری اوسی حارثی۔ اُحد میں شریک ہوئے اور جسر ابی عبید میں بقول ابو عمر ✿ شہادت پائی۔

✿ اسد الغابہ (۳۷۱۰) استیعاب (۱۸۴۵) تجرید (۳۸۴/۱) ✿ السیرۃ النبویۃ (۲۵۹/۲) ✿ تجرید (۳۸۵/۱)

✿ اسد الغابہ (۳۷۱۲) استیعاب (۱۸۴۷) تجرید (۱۸۵/۱) ✿ استیعاب (۱۸۴/۳)

۵۶۱۱ (ز) عقبہ بن ابی قیس ✿

صیفی بن الاسلت۔ ابوعبید کا قول ہے: یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ عقبہ قادسیہ میں شہید ہوئے۔ ابن الکلبی اور ابوالفرج اصبہانی وغیرہ کا قول ہے: عقبہ اسلام لائے اور قادسیہ میں شہید ہوئے۔

۵۶۱۲ عقبہ بن کُدَیم

بن عدی بن حارثہ بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار انصاری خزرجی اُحد اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے۔ عدوی نے انساب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک تھے۔ وہیں ان کی اولاد ہے اور انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ لیکن ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ واقدی نے انہیں منافقین میں شمار کیا ہے، لیکن یہ ابتدائی دور کی بات ہے بعد میں تائب ہو گئے تھے۔

۵۶۱۳ عقبہ بن مالک اللیثی ✿

بقول بغوی: بصرہ کے رہائشی ہیں، ان کی ایک حدیث ہے۔ امام مسلم اور ازدی وغیرہ کا قول ہے، ان سے روایت کرنے میں بشر بن عاصم منفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث نسائی، بغوی، اور ابن حبان وغیرہ نے بطریق سلیمان بن مغیرہ حمید بن ہلال سے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ہم بشر بن عاصم کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا: ہم سے عقبہ بن مالک نے (جو ان کے خاندان سے تھے) حدیث بیان کی۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ روانہ کیا انہوں نے ایک قوم پر حملہ کیا وہاں سے ایک شخص بھاگ نکلا سریے میں سے ایک آدمی نے اس کا پیچھا کیا اسے پکڑ لیا وہ کہنے لگا: میں تو مسلمان ہوں اس نے اس کی کوئی پروانہ کی اور اسے قتل کر دیا۔ اسی میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مومن کے قاتل کے بارے میں (میری سفارش سے) انکار کر دیا ہے...''۔ (حدیث) ✿

بغوی کی روایت میں بطریق یونس بن عبید عن حمید عن مالک بن عقبہ یا عقبہ بن مالک لکھا ہے، اسی بنا پر حرف میم میں ان کا عنوان ''مالک'' قائم کیا ہے۔ اور اس بارے میں مذکورہ اختلاف سے خبردار کیا ہے۔ ''عقبہ بن مالک'' محفوظ ہے۔ مسند ابی یعلی کے کسی نسخہ میں ''عقبہ بن خالد'' لکھا ہے، درست ابن مالک ہے ایسا ہی ابن حبان نے ابویعلی سے اور اسی طرح حسن بن سفیان نے ابویعلی کے شیخ سے نقل کیا۔ ابوداؤد نے بطریق عبدالصمد عن سلیمان بن مغیرہ عن حمید بن ہلال عن بشر بن عاصم عن عقبہ بن مالک روایت کی ہے (جو ان کے خاندان سے تھے) کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم بھیجی جس سے ایک شخص چھوٹ گیا، جب وہ واپس آیا تو کہنے لگا: اگر میں دیکھ لیتا تو رسول اللہ ﷺ ہمیں ملامت نہ کرتے۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

✿ اسد الغابہ (۳۷۱۳) تجرید (۳۸۵/۱) ✿ اسد الغابہ (۳۷۱۵) استیعاب (۱۸٤۸) تجرید (۳۸۵/۱)

✿ مسند احمد (١١٠/٤) المستدرك (١٩/١) المعجم الكبير (٣٥٦/١٧) الآحاد والمثاني (١٩٦/٢)

"تم لوگوں سے اتنا بھی نہیں ہوسکتا کہ میں جب کسی آدمی کے ذمہ کوئی کام مقرر کروں اور وہ اسے نہ کرسکے تو تم لوگ اس کی جگہ ایسا شخص مقرر کردو جو اسے کرسکے"۔ [1]

میں کہتا ہوں: اس سے اس شخص کی تردید ہوتی ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ ان کی صرف ایک حدیث ہے۔

۵۶۱۴ عقبہ بن مالک الجُهَنیّ [2]

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبدالحمید بن بھرام، شہر بن حوشب سے روایت کی ہے۔ فرمایا: میں نے ایک شخص کو کہتے سنا: میں نے عقبہ بن مالک جہنی کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

"مرتے دم جس شخص کے دِل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ پائے گا"۔ [3]

تو ایک شخص آپ سے عرض کرنے لگا: جسے ابوریحانہ کہا جاتا تھا، میں خوب سے خوب تر چیز پسند کرتا ہوں..... (حدیث)

ابن شاہین نے بطریق یزید بن ہارون عن یحییٰ عن عبید اللہ بن زحر عن ابی سعید رعینی عن عبداللہ بن مالک جہنی روایت کی ہے کہ عقبہ بن مالک جہنی نے انہیں بتایا کہ ان کی بہن نے یہ نذر مانی کہ وہ سر پیر سے برہنہ ہو کر بیت اللہ تک پیدل چل کر جائے گی۔ (حدیث) [4] ابوموسیٰ نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حدیث بروایت یحییٰ بن سعید اسی سند کے ذریعہ عقبہ بن عامر کے حوالہ سے مشہور ہے اور یہی درست ہے ان کا ابن مالک کہنا لفظی غلطی ہے۔ عقبہ بن مالک کی ایک اور حدیث ہے۔ طبرانی نے اوسط میں بطریق محمد بن ابی حمید جمیلہ بنت عبادہ انصاری بواسطہ ان کی بہن بحوالہ عقبہ بن عامر روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ ارشاد فرمایا:

"میں کھڑا ہوا تھا اور مجھے لیلۃ القدر کا علم تھا (لیکن دو آدمیوں کی نا چاقی کی وجہ سے) اب اسے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو"۔ [5]

انہوں نے یہ حدیث محمد بن علی الصائغ کے حالات میں درج کی ہے اور لکھا ہے: عقبہ سے صرف اسی اسناد سے مروی ہے۔

۵۶۱۵ عقبہ بن نافع القرشی [6]

ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ۲۷ھ میں فوت ہوئے۔ تجرید میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن مجھے ابن مندہ کی کتاب الصحابہ میں ان کا تذکرہ نہیں ملا۔ واللہ اعلم

---

[1] ابوداؤد کتاب الجهاد باب من الطاعه (۲۵۳۷) مسند احمد (۱۱۰/٤)

[2] اسد الغابہ (۳۷۱٤) تجرید (۳۸۵/۱) [3] مجمع الزوائد (۹۸/۱)

[4] بخاری کتاب جزاء الصید باب من نذر المشی الی الکعبة (۱۸۶۶) مسلم کتاب النذر (٤۲۲۶) ابوداؤد (۳۲۹۹) نسائی (۳۸۲۳) مسند احمد (۱٤۹/٤) السنن الکبریٰ للبیهقی (۸۰/۱۰)

[5] المعجم الکبیر (۳۵۷/۱۷) کنز العمال (۲٤۰۸۰)

[6] اسد الغابہ (۳۷۱۶) استیعاب (۱۸٤۹) تجرید (۳۸۵/۱)

۵۶۱۶ عقبہ بن نمر [1]

بقول بعض: ابن مر۔ بقول مستغفری۔ نبی ﷺ کے ابوزرعہ بن ذی یزن کی طرف لکھوائے گئے خط میں ان کا ذکر ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد کا نام مرّ لیا ہے۔ جبکہ ابن اسحاق کی کتاب میں ابونمر کے والد لکھا ہے اور یہی صحیح ہے۔ حارث بن عبد کلال کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے۔

۵۶۱۷ عقبہ بن نیار [2]

ابوبُردہ بن نیار کے بھائی۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور حوالہ طبری کا دیا ہے کہ انہوں نے شرکاءِ اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۶۱۸ (ز) عقبہ بن ہلال [3]

ذہبی نے تجرید میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مسند بقی میں ان کی ایک حدیث ہے۔

۵۶۱۹ عقبہ بن وہب [4]

بقول بعض: ابن ابی وہب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی، ابوسنان شجاع بن وہب کے بھائی موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق وغیرہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بلاذری کا قول ہے، بعض کا کہنا ہے کہ وہ ہجرتِ حبشہ میں اپنے بھائی کے ساتھ تھے، جو ثابت نہیں۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں: محمد بن ابی محمد بحوالہ سعید بن جبیر یا عکرمہ مجھے بتایا فرماتے ہیں، یہودی کہنے لگے: ہم اللہ کے محبوب اور اس کے بیٹے ہیں۔ تو عقبہ بن وہب، سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ نے ان سے کہا: اے جماعتِ یہود! اللہ سے ڈرو! اللہ کی قسم تمہیں معلوم ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ابن مندہ نے یہاں ایسا ہی درج کیا ہے جبکہ اوروں نے بعد والی شخصیت کے حالات میں اسے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۶۲۰ عقبہ بن وہب [5]

بن کلدہ بن الجعد بن ہلال بن حارث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن بھثہ بن عبداللہ بن غطفان غطفانی۔ انصار میں سے بنی سالم کے حلیف۔ نبی ﷺ سے جا ملے تھے اور آپ کی ہجرتِ مدینہ تک مکہ میں ہی مقیم رہے انہیں ''انصاری مہاجری'' کہا جاتا تھا۔ بدر میں شریک ہوئے۔ ابن کلبی نے ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ البتہ انہوں نے کہا: عقبہ بن کلدہ بن وہب اور بیعتِ عقبہ کے روز وہ ستر (۷۰) افراد میں سے تھے۔ [6] واقدی فرماتے ہیں: بدر، اُحد اور بعد کے معرکوں میں شرکت کی انہوں نے ہی رسول اللہ ﷺ کے

---

[1] اسد الغابہ (۳۷۱۹) استیعاب (۱۸۵۰) [2] تجرید (۳۸٦/۱) [3] ایضًا

[4] اسد الغابہ (۳۷۲۰) استیعاب (۱۸۵۱) تجرید (۳۸٦/۱)

[5] اسد الغابہ (۳۷۲۱) استیعاب (۱۸۵۲) تجرید (۳۸٦/۱) [6] السیرۃ النبویۃ (۸۲/۲)

رخسار مبارک سے کڑیاں کھینچ کر نکالی تھیں جس میں ابوعبیدہ بن الجراح ان کے ساتھ تھے۔ یہ بات مجھ سے ابن ابی الهادی نے بحوالہ اپنے والد بیان کی ہے۔

۵۶۲۱ عقبہ الجہنی ❶ (عبدالرحمٰن کے والد)

طبرانی، ❷ ابن السکن اور حاکم نے تاریخ نیشاپور میں بطریق صیفی بن نافع بن صیفی روایت کی ہے جب ان کی عمر ایک سو بارہ (۱۱۲) سال تھی۔ وہ عبدالرحمٰن بن عقبہ جہنی سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، انہیں نبی ﷺ کے ساتھ تیر لگ گیا تھا، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس مسلم نے مجھے دیکھا وہ جہنم میں نہیں جائے گا اور جس نے مجھے دیکھے ہوئے کو دیکھا وہ بھی جہنم میں نہیں داخل ہوگا اور جس نے مجھے دیکھنے والے کو دیکھنے والے کو دیکھا وہ بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ (اس میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت ہے) آپ نے یہ بات تین بار فرمائی۔ ابن السکن فرماتے ہیں: عقبہ سے اس حدیث کے علاوہ اور کوئی حدیث مروی نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے ان کے حالات عقبہ فارسی مولا انصار کے ساتھ وہم کی وجہ سے رلا ملا دیے ہیں۔ جس سے ابن الاثیر نے خبردار کیا ہے۔ ابوموسیٰ پر تعجب ہوتا ہے، انہوں نے اپنے استدراک میں ان کا کیسے ذکر کر دیا۔

۵۶۲۲ (ز) عقبہ الزرقی ❸

ابن مندہ نے بطریق ابوعامر العقدی، زہیر بن محمد عن موسیٰ بن حبیب عن سعد بن عقبہ زرقی سے روایت کی ہے کہ ان کے والد عقبہ نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''تین باتوں پر میں قسم کھا سکتا ہوں''۔ لوگوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مومن بندہ جو چیز دیتا ہے اس کی وجہ سے اس کے مال میں کبھی کمی نہیں ہوتی..... (حدیث) ❹

۵۶۲۳ (ز) عقبہ الفارسی ❺

مولا جبر بن عتیک انصاری۔ خلیفہ نے موالی بنی ہاشم میں، صحابہ میں سے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کا نام ابوعقبہ لیا ہے۔

ابن حبان ❻ فرماتے ہیں: اُحد میں شریک ہوئے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: داؤد بن الحصین نے عبدالرحمٰن بن عقبہ سے بواسطہ اپنے والد عقبہ مولا جبر بن عتیک مجھ سے بیان کیا کہ میں اُحد میں اپنے مولا کے ساتھ شریک ہوا۔ ایک مشرک کو میں نے حملہ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا اور جوش میں آ کر میں نے کہا: ''لو میں فارسی جوان ہوں''۔ جس پر نبی ﷺ نے تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تم نے یوں کیوں نہ کہا، لو میں انصاری جوان ہوں کیونکہ مولا قوم کا ایک فرد ہوتا ہے''۔ ابویعلیٰ نے اسی سند سے ذکر کیا ہے اور ابن السکن نے بروایت جریر بن حازم عن داؤد بن الحصین اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔ ❼

یحییٰ بن علاء نے داؤد سے نقل کر کے الٹ دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: عن عقبہ عن عبدالرحمٰن عن ابیہ، واقدی کا حوالہ بیان

---

❶ اسد الغابہ (۳۷۰۸) ❷ المعجم الکبیر (۳۵۷/۱۷) ❸ اسد الغابہ (۳۷۰۳) تجرید (۳۸٤/۱)

❹ کنز العمال (٦۱۸۹) الکامل فی الضعفاء (۱۷۸۲/٥) المغنی عن حمل الاسفار (۱۷۸/۳) اسد الغابہ (۲٥۹/۳)

❺ اسد الغابہ (۳٦۹۷) استیعاب (۱۸٤۰) تجرید (۳۸۳/۱) ❻ الثقات (۲۸۱/۳) ❼ مسند ابی یعلی (۹۱۰/۲)

ہو چکا ہے کہ انہوں نے یہ واقعہ رشید فارسی کا قرار دیا ہے، اگر تو یہ دو افراد ہیں تو پھر درست بات ابن اسحاق کی ہے۔ ابن ابی خیثمہ، ابوداؤد، ابن ماجہ اور ابن مندہ نے ایک طریق سے یہ حدیث بروایت جریر بن حازم عن ابن اسحاق نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں: ''عبدالرحمٰن بن ابی عقبہ''۔ جبکہ مغازی میں: عبدالرحمٰن بن عقبہ نام ہے نہ کہ کنیت۔ اگر جریر نے ان کا نام قلمبند کیا ہے تو احتمال ہے رشید ان کا نام ہو اور ابوعقبہ کنیت۔ واللہ اعلم

۵۶۲۴ (ز) عقبہ ✿ (بے نسبت)

علی بن سعید نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق شریک، عبیداللہ بن عمرو سے، عبداللہ بن عقبہ سے انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ نبی ﷺ یہ روایت کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''مومن جس عمل کی طاقت رکھتا ہے اس میں انتہائی جدوجہد کرتا ہے اور جس کی دسترس نہیں ہوتی اس پر افسوس کرتا ہے''۔ ✿

۵۶۲۵ عقربہ الجهنی ✿ (بشر کے والد)

اُحد میں شہید ہوئے۔ بشر کے حالات میں حرف باء کے تحت اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

۵۶۲۶ عَقفان ✿

ابن شُعثُم التمیمی۔ بصرہ کے اعرابیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ کنیت ابوورادتھی۔ ابن ابی حاتم ✿ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ذُوَیب کے بھائی ہیں۔ حرف خاء کے تحت خارجہ بن عقفان کے سوانح میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۵۶۲۷ عقفان بن قیس

بن عاصم التمیمی السعدی۔ انہیں اور ان کے والد کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۶۲۸ عقیب بن عمرو ✿

بن عدی بن زید بن جُشَم بن عدی بن حارثہ انصاری حارثی۔ اُحد میں شریک ہوئے ان کے بیٹے سعد بن عقیب کو صغر سنی کی وجہ سے واپس کیے جانے والوں میں واپس کر دیا گیا۔ ابوعمر نے ان کا اسی طرح تصغیر کی صورت میں ذکر کیا ہے جبکہ اوروں نے عقبہ تکبیر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

۵۶۲۹ عقیبہ بن رقیبہ

رقیبہ بن عقیبہ میں تذکرہ ہوا۔ شک کی بنا پر ان کی ایک ضعیف حدیث روایت کی جاتی ہے۔

✿ اسد الغابہ (۳۷۰۷) تجرید (۳۸٤/۱)
✿ کنز العمال (۷۰۸)
✿ اسد الغابہ (۳۷۲۲) تجرید (۳۸٦/۱)
✿ اسد الغابہ (۳۷۲۳) تجرید (۳۸٦/۱)
✿ الجرح والتعدیل (٤٠/۷)
✿ اسد الغابہ (۳۷۲٤) استیعاب (۲۰۷۰) تجرید (۳۸٦/۱)

۵۶۳۰ عقیل [1] بن ابی طالب

بن عبد مناف قرشی ہاشمی۔ حضرت علی اور جعفر رضی اللہ عنہما کے بھائی، عمر میں بڑے تھے۔ ابو یزید کنیت کرتے تھے۔ فتح مکہ کے سال تک ان کے اسلام میں تاخیر ہوئی۔ بقول بعض: حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے، اور ۸ ھ کے آغاز میں ہجرت کی۔ جنگ بدر میں گرفتار ہوگئے تو ان کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے فدیہ دے کر آزاد کرا لیا۔ صحیح بخاری کے کئی مقامات پہ ان کا ذکر آتا ہے۔ غزوۂ موتہ میں شریک ہوئے۔ فتح مکہ اور حنین کے موقع پر ان کا ذکر نہیں ملتا۔ شاید اس وقت بیمار تھے۔ جس کی طرف ابن سعد [2] نے اشارہ کیا ہے۔ لیکن وہ لکھتے ہیں: زبیر بن بکار نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما تک کی اپنی سند سے لکھا ہے کہ حنین کے روز ثابت قدم رہنے والوں میں عقیل بھی تھے۔ انساب قریش کے عالم تھے اور قریش کی خصوصیات اور جنگوں سے واقفیت رکھتے تھے۔ لوگ ان سے یہ علم مدینہ کی مسجد میں سیکھتے تھے۔ فوری، لاجواب جواب دیتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جدا ہوگئے تھے اور ایک قرض کی وجہ سے امیر معاویہ سے جا ملے۔

ہشام بن کلبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما تک کی اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ قریش کے چار آدمیوں سے لوگ اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کراتے تھے۔ عقیل، مخرمہ، حویطب اور ابوجہم، عقیل، برائیاں شمار کرتے جس کی برائیاں اس کے مدمقابل سے زیادہ ہوتیں تو وہ ہار مان لیتا اور جس کے محاسن اور خوبیاں زیادہ ہوتیں اسے اس کے مدمقابل پر فوقیت دیتے۔ عقیل رضی اللہ عنہ کی ایک کامل حدیث ہے جسے نسائی نے نقل کیا ہے۔ ابن ماجہ نے بھی ان کی ایک حدیث روایت کی ہے۔ ابن سعد [3] فرماتے ہیں: لوگوں کا کہنا ہے خلافت معاویہ میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری رحمہ اللہ کی تاریخ صغیر میں صحیح سند سے مروی ہے کہ واقعہ حرہ سے پہلے ان کا انتقال یزید کے دور خلافت میں ہوا۔

۵۶۳۱ عقیل بن مقرّن المزنی [1] ابوحکیم

امام بخاری رحمہ اللہ [2] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور واقدی نے کوفہ فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

ابن قانع کا گمان ہے، یہ ابو حاتم ہیں جنہوں نے یہ حدیث روایت کی ہے:

"جب تمہارے پاس ایسا شخص (رشتہ لے کر) آئے جس کی دین داری تمہیں پسند ہو تو اس کا نکاح کرا دیا کرو"۔

یوں ان کی کنیت ان سے غلط ہوگئی اور یہ بات ان کے اوہام میں شمار ہوتی ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۷۲۶) استیعاب (۱۸۵۳) تجرید (۱/۳۸۶) [2] الطبقات (۴/۲۸)

[1] اسد الطبقات (۴/۳۰) [2] اسد الغابہ (۳۷۲۸) استیعاب (۱۸۵۴) تجرید (۱/۳۸۶)

[3] التاریخ الکبیر (۴/۵۲)

باب عین کے بعد کاف

۵۶۳۲ عکّ ذو خیوان

ذال میں تذکرہ ہوا ہے۔

۵۶۳۳ عکاشہ بن ثور[1] بن اصغر

سیف نے کتاب الردہ کے آغاز میں سہل بن یوسف عن ابیہ عن عبید بن صخر بن لوذان ذکر کیا ہے کہ یہ سکاسک اور سکون کے نبی ﷺ کی جانب سے عامل زکوٰۃ تھے۔ ابوعمر[2] نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۶۳۴ عکاشہ (کاف کو شد اور بغیر شد کے بھی پڑھا جاتا ہے) ابن محصن

بن حُرثان بن قیس بن مرہ بن بکیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی، بنی عبد شمس کے حلیف، سابقین اوّلین سے ہیں۔ بدر میں شریک ہوئے۔ صحیحین میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ان ستر ہزار لوگوں کے بارے میں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے، ان کا ذکر آتا ہے۔ عکاشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''میرے لیے دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل کر دے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان میں شامل ہو''۔ اتنے میں ایک اور صاحب اٹھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عکاشہ تم سے پہل کر گیا''۔ جسے اب بطور مثال پہلے کرنے والے کے لیے بولا جاتا ہے: ''عکاشہ تم سے پہل کر گیا''۔ طبرانی[3] اور عمر بن شبہ نے بطریق نافع مولا بنت شجاع بحوالہ ام قیس روایت کی ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما، یہاں تک کہ ہم لوگ جنت البقیع تک پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ام قیس! اس قبرستان سے ستر ہزار بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے''۔ تو ایک شخص کھڑے ہو کر عرض کرنے لگا: کیا میں ان میں سے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اتنے میں ایک اور اٹھا آپ نے فرمایا: عکاشہ تم پر سبقت لے گیا۔ بقول بعض: حضرت عکاشہ مرتدوں سے جنگ کے دوران شہید ہوئے۔ طلیحہ بن خویلد جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس نے انہیں شہید کیا۔ اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے طلیحہ اسلام کی طرف لوٹ آیا تھا۔

۵۶۳۵ عکاشہ بن وھب الاسدی

جذامہ کے بھائی۔ ابن فتحون نے ابوعلی الصدفی سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کے کسی مؤلف نے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے طحاوی[5] کی کتاب ''معانی الآثار'' میں ان کی حدیث مل گئی ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے ابن ابی داؤد جو ابراہیم بن سلیمان البرسی ہیں، فرمایا: ہم سے ابن لہیعہ نے ان سے ابن ابی مریم جو سعید ہیں روایت کی ہے کہ عروہ، جذامہ بنت وھب

---

[1] اسد الغابہ (۳۷۳۰) استیعاب (۱۸۵۵) تجرید (۳۸۶/۱) [2] استیعاب (۱۸۸/۳)

[3] اسد الغابہ (۳۷۳۲) استیعاب (۱۸۸۶) تجرید (۳۸۷/۱) [4] المعجم الکبیر (۱۸۱/۲۵)

[5] شرح معانی الآثار (۲۲۸/۲)

سے جو عکاشہ بن وہب کی بہن ہیں روایت کرتے ہیں کہ عکاشہ بن وہب صحابیٔ رسول ﷺ اور ان کے ایک اور بھائی سورج غروب ہوئے ان کے ہاں آئے اور یہ نحر کا روز تھا ان دونوں نے اپنی قمیصیں اتار دیں، ان کی بہن کہنے لگی: کیا ہو گیا ہے؟ وہ دونوں فرمانے لگے، آپ علیہ السلام نے فرمایا:

''جو یہاں سے نہیں گیا وہ اپنے (خوشبودار سلے ہوئے) کپڑے اتار دے''۔

اور ان لوگوں نے خوشبو لگا کر کپڑے پہن رکھے تھے۔ اس روایت میں ابن لہیعہ سے آگے اختلاف ہے۔ چنانچہ طحاوی نے بھی عن یحیٰ بن عثمان عن عبداللہ عن عبداللہ بن یوسف بحوالہ ان کے اسی سند سے نقل کیا ہے۔ لیکن وہ فرماتے ہیں: عن عروہ عن ام قیس بنت محصن فرماتی ہیں: عکاشہ بن محصن میرے گھر آئے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا اور یہ عید الاضحیٰ کی شام تھی اس کا مفہوم نقل کیا۔ یہ زیادہ صحیح ہے۔ یہی حدیث دوسری سند سے بحوالہ انہی (خاتون) کے مروی ہے جسے فلاں [1] اور حاکم نے بطریق ابن اسحاق نقل کیا ہے کہ مجھ سے ابوعبیدہ بن عبداللہ بن زمعہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ام قیس بنت محصن نے بیان کیا۔ وہ ان کی پڑوسن تھیں کہ عکاشہ بن محصن بنی اسد کے چند لوگوں کے ساتھ میرے ہاں سے نحر کے روز شام کے وقت قمیصیں پہنے نکلے اور عشاء کے وقت واپس آئے تو ان کی قمیصیں ان کے ہاتھوں پر تھیں.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۵۶۳۶ (ز) عکاشہ الغنمیّ

ابن السکن نے ان میں اور ابن محصن میں فرق کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے داؤد بن محمد بن عبدالملک ابوسلیمان شاعر نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد عبدالملک بن حبیب بن حسین سے وہ اپنے دادا حسین بن عرفطہ سے بحوالہ عکاشہ الغنمی روایت کرتے ہیں، انہوں نے اس حد تک نبی ﷺ کی حفاظت کی کہ ان کی ناک کٹی، ہونٹ کٹے، ابروئیں کٹیں اور ان کے دونوں کان کٹ گئے۔ تو نبی ﷺ نے اس جانثاری پر ان سے فرمایا: ''تم اللہ کی راہ میں نکلے ہو''۔ ابن السکن فرماتے ہیں: ان عکاشہ سے صرف یہی حدیث انہی الفاظ میں مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن محصن کو غنمی بھی کہا جا سکتا ہے کیونکہ ان کا تعلق بنی غنم بن دودان سے ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے۔ لیکن اس بارے میں ساری ذمہ داری ابن السکن پر عائد ہوتی ہے۔

۵۶۳۷ عکاشہ الغنوی [2]

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا اور بطریق زہیر بن عباد عن حفص بن میسرہ عن زید بن اسلم بحوالہ عکاشہ غنوی روایت کی ہے کہ میری ایک لونڈی تھی جو بکریاں چراتی تھی اچانک ایک بکری کھو گئی جس پر میں نے اسے تھپڑ مارا، [3] پھر حدیث معاویہ بن الحکم السلمی جیسی حدیث نقل کی۔

---

[1] اصل مسودے میں جگہ خالی ہے۔ [2] اسد الغابہ (۳۷۳۱) تجرید (۳۸۷/۱)

[3] مسلم کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلاۃ (۱۱۹۹) السنن الکبریٰ (۳۸۸/۷)

۵۶۳۸ عکّاف بن وداعہ الہلالی [1]

بقول بعض: عکاف بن بشر التمیمی۔ ابن شاہین نے بطریق محمد بن عبدالرحمن السلمانی، انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عکاف ہلالی سے فرمایا: عکاف! کیا تمہاری بیوی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں.....(حدیث)

طبرانی [2] نے مسند شامیین میں اور عقیلی نے بطریق برد بن سنان عن مکحول عن عطیہ بن بسر عن عکاف بن وداعہ الہلالی.... پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ابو یعلی اور ابن مندہ نے بطریق بقیہ عن معاویہ بن یحییٰ عن سلیمان بن موسیٰ عن مکحول عن غضیف بن حارث عن عطیہ بن سبر مازنی روایت کی ہے کہ عکاف بن وداعہ الہلالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: عکاف! کیا تمہاری بیوی ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باندی؟ عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: اور تم ہو صحت مند اور مالدار؟ عرض کیا: ہاں جی! اللہ کا شکر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''تب تو تم شیاطین کے بھائیوں میں سے یا نصاریٰ کے راہبوں میں سے ہو کر ان میں شامل ہوئے یا تم ہم میں سے ہو تو پھر ویسا ہی کرو جیسا ہم کرتے ہیں۔ اور ہمارا طریقہ نکاح ہے۔ (لوگو!) تمہارے برے لوگ کنوارے ہیں۔ عکاف! اللہ تمہارا بھلا کرے! شادی کر لو!''

عکاف عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے کسی سے میری شادی نہیں کراتے میں شادی کرنے کا نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

> ''میں نے اللہ کا نام لے کر اور برکت پر کریمہ سے تمہارا نکاح کر دیا ہے''۔

بعض کے نزدیک وہ خاتون زینب بنت کلثوم حمیریہ تھیں (۱۱۶۷۷-۱۱۲۴۴ حصہ خواتین جلد چہارم) ابن السکن نے بطریق بقیہ اسی سند سے یہ روایت نقل کی ہے۔ البتہ انہوں نے کہا: عن عطیہ بن بسر عن عکاف، اور ایسا ہی یوسف غسانی نے اسی سند کے ذریعہ سلیمان سے نقل کیا ہے۔ اور عقیلی نے یہ روایت بطریق ولید بن مسلم عن معاویہ بن یحییٰ اسی سند کے ذریعہ نقل کی ہے لیکن غضیف کا ذکر نہیں کیا۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت اشعث بن شعبہ سے عن معاويه بن يحيٰى عن رجل من بجيلة عن سليمان بن موسٰى۔ دونوں کے درمیان ایک اور شخص کا اضافہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اسے عبدالرزاق نے عن محمد بن راشد عن مکحول عن غضیف بن حارث عن ابی ذر نقل کیا ہے کہ عکاف بن بشر تمیمی آئے۔

میں کہتا ہوں: یہ روایت امام احمد رحمہ اللہ نے عبدالرزاق سے اسی سند سے نقل کی ہے۔ واللہ اعلم

سابقہ طرق باہمی متفق ہیں کہ یہ عکاف بن وداعہ الہلالی ہیں۔ جبکہ محمد بن راشد الگ رائے رکھتے ہوئے لکھتے ہیں۔ عکاف بن بشر تمیمی اور اسناد میں بھی اختلاف کیا ہے۔ بہر کیف مذکورہ تمام طرق ضعف واضطراب سے خالی نہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۷۳۳) استیعاب (۲۰۶۱) تجرید (۳۸۷/۱)

[2] المعجم الکبیر (۸۴/۱۸)

۵۶۳۹ عکراش بن ذؤیب ✿

بن حرقوص بن جعدہ بن عمرو بن نزال بن سبرہ بن عبید بن مقاعس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم تمیمی سعدی، ابن مندہ ان کے نسب میں لکھتے ہیں: المنقری۔ جس میں تامل ہے اس واسطے کہ یہ مرّہ بن عبید کی اولاد سے ہیں جو منقر بن عبید کے بھائی ہیں۔ ان کی حدیث میں ان کا نسب مذکور ہے۔ فرماتے ہیں: بنی مرہ بن عبید نے اپنے اموال کی زکوٰۃ دے کر بھیجا، جسے ترمذی ✿ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: عکراش بن ذؤیب صحابی رسول ہیں اور آپ علیہ السلام سے سماع کیا ہے۔ ابن حبان ✿ فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ لیکن مجھے ان کی حدیث کی اسناد پر اعتماد نہیں۔ ابن قتیبہ نے ''معارف'' میں اور ابن درید نے ''الاشتقاق'' میں لکھا ہے: جنگِ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج میں شامل تھے۔ تو احنف کہنے لگے: ''لگتا ہے تم لوگ اس پر قابو پانے والے ہو اور ابھی قتل ہونے کو ہے یا اسے ایسا زخم آئے گا جو مرتے دم تک اس سے جدا نہیں ہوگا''۔ راوی کا بیان ہے پھر ان کی ناک پر ایسا وار کیا کہ وہ اس کے بعد سو سال (پورے کر کے) زندہ رہے اور وہ زخم کا نشان ان کے چہرے پر برقرار رہا۔ یہ واقعہ اگر صحیح ہے تو یوں سمجھا جائے گا کہ انہوں نے سو سال پورے کیے (جیسا کہ ہم نے ترجمہ میں اس کا لحاظ رکھا ہے) یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے اس وقت سے لے کر بعد کے عرصہ تک سو سال کا زمانہ پایا ورنہ وہ بنی عباس کی حکومت تک زندہ رہے ہوتے، جو محال ہے۔

۵۶۴۰ عکرمہ بن ابی جہل ✿

عمرو بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی، اپنے باپ کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت مخالف تھے۔ فتح مکہ کے سال عکرمہ مسلمان ہوگئے۔ مدینہ چلے گئے اور پھر مرتدوں سے جاری جنگ میں شریک ہوئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں نعمان کے لشکر کی طرف بھیجا تو یہ ان پر غالب آ گئے۔ پھر یمن کا رخ کیا واپس آئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے سال ہی جہاد پر روانہ ہوگئے اور شہادت پائی۔ طبری کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی وفات کے سال ہوازن کی زکوٰۃ وصولی کے لیے مقرر کیا تھا اور اجنادین میں شہید ہوئے۔ یہی جمہور کا قول ہے، یہاں تک کہ واقدی نے فرمایا: ہمارے ساتھیوں میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔

ابن اسحاق اور زبیر فرماتے ہیں: خلافتِ فاروقی میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ سیف نے فتوح میں اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ اعلان کر کے کہنے لگے: موت کی بیعت کون کرتا ہے؟ تو ان کے چچا حارث اور ضرار بن ازور نے بیعت کی اور چار سو (۴۰۰) مسلمانوں کی نفری میں روانہ ہوئے۔ وہ گھڑ سواروں کی ایک جماعت کے امیر تھے۔ یہ خلافتِ فاروقی میں ۱۵ھ کا واقعہ ہے۔ تو سوائے ضرار بن ازور کے سارے شہید ہوگئے۔ ایک قول کے مطابق: مَرج الصفّر کے روز شہید ہوئے۔ جو خلافت صدیقی ۱۳ھ کا واقعہ ہے۔ ترمذی ✿ میں بطریق مصعب بن سعد بحوالہ ان کے ان کی ایک حدیث ہے کہ جس دن میں آپ علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: ''خوش آمدید! خوش آمدید! ایسا سوار جو ہجرت کر کے آیا ہے''۔ یہ منقطع ہے کیونکہ مصعب نے ان سے

✿ اسد الغابہ (۳۷۳۴) استیعاب (۲۰۶۲) تجرید (۳۸۷/۱) ✿ ترمذی کتاب الاطعمۃ (۱۸۴۸)

✿ الثقات (۳۲۲/۳) ✿ اسد الغابہ (۳۷۳۵) استیعاب (۱۸۵۷) تجرید (۳۸۷/۱) ✿ ترمذی کتاب الاستئذان (۲۷۳۵)

ملاقات نہیں کی۔

ان کے آنے کا واقعہ دارقطنی، حاکم [1] اور ابن مردویہ نے بطریق اسباط بن نصر عن السدی عن مصعب بن سعد انہوں نے اپنے والد سے موصولاً ذکر کیا ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے چار افراد کے علاوہ تمام لوگوں کو امن کا پیام دیا، جن میں سے دو عورتیں اور دو مرد تھے... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے رہے عکرمہ تو وہ کشتی میں بیٹھ کر سمندری راستے سے نکل گئے۔ جہاں انہیں سمندری طوفان کا سامنا ہوا، ملاحوں نے کہا: یہاں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارو! تمہارے معبود یہاں تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جس پر حضرت عکرمہ بولے:

> ''اللہ کی قسم! اگر مجھے سمندر میں غرقابی سے صرف اللہ کی پکار ہی بچا سکتی ہے تو خشکی پر بھی وہی نجات کا ذریعہ ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں۔ اے اللہ! میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں اگر آپ مجھے اس مصیبت سے عافیت عطا کر دیں تو میں سیدھا محمد (ﷺ) کے پاس پہنچ کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھ دوں گا۔ اور انہیں درگزر کرنے والا اور کرم نوازی کرنے والا پاؤں گا''۔

چنانچہ وہ آ کر مسلمان ہو گئے۔ [2] ''فوائد یعقوب جصاص'' میں ہم نے حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جنت میں ابوجہل کا ایک پھلدار کھجور کا درخت دیکھا ہے''۔ [3] جب عکرمہ اسلام لے آئے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ام سلمہ یہ ہے وہ (پھلدار درخت) عکرمہ کی اولاد نہ تھی)۔ (ابوجہل کی نرینہ اولاد سے نسل نہیں چلی بلکہ اس کی بیٹیوں سے چلی ہے۔ صدق اللہ العظیم۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ [عامر تقی ندوی]

۵۶۴۱ عکرمہ بن عامر [4]

بقول بعض: ابن عمار بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی بن کلاب قرشی بدری، تالیف قلبی والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ بقول ابوعمر: [5] انہوں نے ہی امیر معاویہ کے ہاتھ دارالندوہ ایک لاکھ میں بیچا تھا۔ انہیں تالیفِ قلبی والوں میں شماری کا قول ابن کلبی سے منقول ہے اور دارالندوہ کی فروختگی والی روایت ابن سعد [6] نے واقدی سے نقل کی ہے۔ جب قریش کا رفادہ، حجابہ کے بارے میں جھگڑا ہوا جو بنی عبدالدار کے پاس تھے، تو انہوں نے اس موقع پر کہا: ع

> ''اللہ کی قسم ہم سب کے ہوتے ہوئے تمہاری مراد پوری نہیں ہو سکتی، ہاں ہمیں خون سے رنگین کر دو تو الگ بات ہے، تمہیں اس کا کوئی انکار نہیں کہ ہم بیت اللہ کے ذمہ دار ہیں، تو مخلوق کے علم پر کیسے ظلم ہو سکتا ہے''۔

مرزبانی کا قول ہے کہ خلافتِ فاروقی میں انہوں نے ایک شخص کی ہجو کی جس کی پاداش میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوڑے لگائے، جونہی کوڑوں کی الم کی محسوس ہوئی تو پکار اٹھے: ''او آل قصی!'' تو جھٹ سے ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ ان کی طرف

---

[1] المستدرک (۲۴۲/۳) [2] المستدرک (۵۴/۲) السنن الکبریٰ (۲۰۲/۸) سنن الدارقطنی (۵۹/۳) التاریخ الکبیر (۵/۲)

[3] المستدرک (۲۴۳/۳) کنز العمال (۳۳۶۲۱) جامع المسانید (۲۷۸/۹)

[4] اسد الغابہ (۳۷۳۶) استیعاب (۱۸۵۸) تجرید (۳۸۷/۱) [5] استیعاب (۱۹۲/۱)

[6] الطبقات الکبریٰ (۷۷/۱۔ ۱۲۷)

لیکے اورانہیں چپ کرا دیا۔ مرزبانی نے ان کا وہ شعر نقل کیا ہے جو انہوں نے اسود بن مصفود کی مذمت میں کہا تھا، جس نے کعبۃ اللہ (حفظها الله وزادها شرفا و عزّا) کو منہدم کرنے کی غرض سے حملہ کیا تھا۔ بقول بعض: قریش اور بنی ہاشم و بنی مطلب میں تحریر معاہدہ انہی نے تحریر کیا تھا۔ ایک قول ہے: وہ عہد نامہ ان کے بیٹے منصور نے لکھا تھا۔ بعض کا کہنا ہے: ان کے بھائی بغیض بن عامر نے قلمبند کیا تھا۔ واللہ اعلم۔

۵۶۴۲ عکرمه بن عبید الخولانی [1]

صحابہ میں ان کا تذکرہ ملتا ہے لیکن ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ بقول ابن یونس: فتح مصر میں شریک تھے۔ ابن مندہ نے ابن یونس سے یہی قول نقل کیا ہے۔

باب عین کے بعد لام

۵۶۴۳ (ز) العلاء بن جاریه [2] الثقفی

بنی زہرہ کے حلیف۔ ابن اسحاق نے مغازی میں عبداللہ بن ابی بکر وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے حنین کی غنیمتوں میں سے سو اونٹ عطا کیے تھے۔ ابن مندہ نے دوسری سند کے ذریعہ عن ابن اسحاق عن عاصم بن عمرو عن محمود بن لبید عن ابی سعید موصولاً نقل کیا ہے۔ واقدی کا بیان ہے: علاء بن حضرمی نے انہیں عبدالقیس کی زکوۃ اور جزیہ دے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تھا۔ ذہلی نے ''زہریات'' میں عن المغیرہ بن عبدالرحمٰن بن یزید عن الزہری عن سلیمان بن یسار روایت کی ہے کہ علاء بن جاریہ ثقفی نے اپنی بیوی کو طلاق دی جس کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ نے ان سے پوچھا جس پر وہ کہنے لگے: ہاں، سو بار۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو وہ تم سے جدا ہو گئی۔

۵۶۴۴ علاء بن الحضرمی [3]

ان کا نام عبداللہ بن عماد بن اکبر بن ربیعہ بن مالک بن عویف الحضرمی تھا۔ ان کے والد عبداللہ الحضرمی مکہ میں رہائش رکھتے تھے اور حضرت ابوسفیان کے والد حرب کے حلیف تھے۔ حضرت علاء کے کئی بھائی تھے ان میں سے ایک عمرو بن الحضرمی تھا جو مشرکین کی طرف سے پہلا مقتول تھا۔ اور اس کا مال مسلمانوں میں پہلا مالِ خمس تھا جس کی بنا پر معرکۂ بدر رونما ہوا۔ [4] نبی ﷺ نے علاء رضی اللہ عنہ کو بحرین کا گورنر مقرر کیا جس پر صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے انہیں برقرار رکھا۔ ۱۴ھ بقول بعض ۲۱ھ میں فوت ہوئے۔ نبی ﷺ سے روایت کی ہے اور ان سے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سائب بن یزید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے روایت لی ہے۔ انہیں مستجاب الدعاء کہا جاتا تھا کچھ کلمات انہوں نے کہے اور سمندر میں داخل ہو گئے جو فتوح کی کتابوں میں مشہور واقعہ ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۷۳۷) تجرید (۱/۳۸۷) [2] تجرید (۱/۳۸۷)

[3] اسد الغابہ (۳۷۳۹) استیعاب (۱۸۶۰) تجرید (۱/۳۸۸) [4] اسد الغابہ (۳/۲۷۳)

۵۶۴۵ العلاء بن خارجه ❶

ابن مندہ فرماتے ہیں: مدنی ہیں۔ بغوی، طبرانی ❷ اور ابن شاہین وغیرہ نے بطریق وہب عن عبدالرحمٰن بن عکرمہ بن حرملہ عن عبدالملک بن یعلی بحوالہ علاء بن خارجہ روایت کی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اپنے نسبوں اور رشتہ داروں کا اتنا علم سیکھو جس سے تم صلہ رحمی کو قائم رکھ سکو، اس واسطے کہ صلہ رحمی اہل وعیال میں محبت مال میں اضافے اور عمر میں برکت کا ذریعہ ہے۔ بغوی فرماتے ہیں، مخزومی کا قول ہے: یہ غلط ہے۔ درست نام ابن العلاء بن حارثہ ہے۔

۵۶۴۶ العلاء بن خبّاب ❸

بقول ابوعمر: ❹ لوگوں نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں انہوں نے نبی ﷺ سے سماع نہیں کیا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: جس کا گمان ہے یہ صحابی ہیں اسے وہم ہوا ہے۔ ایک شخص سے جو نبی ﷺ سے روایت کرتا ہے۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: میں نے اپنے والد سے پوچھا تو وہ فرمانے لگے: مجھے ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں۔ عسکری لکھتے ہیں: مسند میں ان کی حدیث نقل کی ہے جو مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی دو حدیثیں ہیں ان میں سے ایک بغوی اور طبرانی ❺ نے بطریق ثوری عن عبدالرحمٰن بن عابس عن العلاء بن خباب عن ابیہ نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جس نے (کچا) لہسن کھایا ہو وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے''۔

اس کے رجال ثقات ہیں۔ دوسری ابن مندہ نے بطریق اسباط بن نصر عن سماک بن حرب عن عبداللہ بن العلاء بن خباب عن ابیہ نقل کی ہے کہ نبی ﷺ جب بیدار ہوئے، تو فرمایا:

''اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہمیں بیدار کر دیتا، لیکن اس نے تمہارے بعد والوں کے لیے ہمیں نمونہ بنانا تھا''۔ ❻

۵۶۴۷ العلاء بن سَبُع ❼

بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ ❽ ابوعمر فرماتے ہیں: ❾ انہیں علاء بن حضرمی بھی کہا گیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں تامل ہے، جبکہ امام بخاری ❿ نے دونوں میں فرق کیا ہے۔ وہ ابن الحضرمی کے بارے میں فرماتے ہیں: ان سے سائب بن یزید روایت کرتے ہیں اور سات سالہ صحابہ کے بارے میں لکھتے ہیں: ان سے سائب بن یزید نے سماع حدیث کیا ہے۔

---

❶ اسد الغابہ (۳۷۴۰) تجرید (۳۸۸/۱) ❷ المعجم الکبیر (۹۸/۱۸)

❸ اسد الغابہ (۳۷۴۱) استیعاب (۱۸۶۱) تجرید (۳۸۸/۱) ❹ استیعاب (۱۹۳/۳)

❺ المعجم الکبیر (۹۸/۱۸) ❻ التمہید (۳۹۲/۶) الاسماء والصفات (۱۴۳)

❼ اسد الغابہ (۳۷۴۲) استیعاب (۱۸۶۲) تجرید (۳۸۸/۱) ❽ الثقات (۲۹۰/۳)

❾ استیعاب (۱۹۴/۳) ❿ التاریخ الکبیر (۵۰۹/۶)

۵۶۴۸ العلاء بن سعد الساعدی ❶

ابن مندہ نے بطریق عطاء بن یزید بن مسعود عن سلیمان بن عمر بن الربیع روایت کی ہے کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن العلاء بن سعد نے جن کا تعلق بنی ساعدہ سے ہے اپنے والد کے حوالہ سے بیان کیا ہے اور انہوں نے فتح مکہ کے دن بیعت کی تھی کہ نبی ﷺ نے ایک دن اپنے ساتھ بیٹھنے والوں سے ارشاد فرمایا: جو آواز میں سن رہا ہوں تمہیں سنائی دے رہی ہے؟ آسمان چر چرا رہا ہے اور اسے چر چرانے کا حق ہے....(حدیث) ❷ ابن عساکر نے اسی سند سے اپنی تاریخ میں محمد بن خالد کے حالات میں بطریق ابن مندہ یہ روایت نقل کی ہے۔

۵۶۴۹ العلاء بن عُقبہ ❸

مستغفری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: میں عمر بن حزم کے دور میں تھا۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ انہیں اور ارقم کو انصار کے گھروں میں بھیجا کرتے تھے۔ میں نے معتصم بن صمادح کی تاریخ میں پڑھا ہے کہ علاء بن عقبہ اور ارقم لوگوں کے قرضے، معاہدے اور معاملات کی اسناد لکھا کرتے تھے۔

۵۶۵۰ العلاء بن عمرو انصاری ❹

بقول ابوعمر: ❺ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا تھا۔

۵۶۵۱ العلاء بن مسروح الھذلی

غویم میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۵۶۵۲ العلاء بن وھب ❻

بن عبد بن وہبان بن ضباب بن حجیر بن عبد بن مصیص بن عامر بن لوی قرشی عامری، فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے ہیں۔ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں جزیرہ کا گورنر مقرر کیا اور رقہ میں بطور امیر مقیم رہے۔ زینب بنت عقبہ بن ابی معیط سے شادی کی تھی۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: ہمیں یہ روایت علی بن احمد حرانی نے بیان کی کہ مجھ سے محمود بن محمد الادیب الرقی نے یہ بات بیان کی ہے۔ ابن الاثیر ❼ فرماتے ہیں: ابوعروبہ اور ابن سعد نے ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۵۶۵۳ العلاء بن یزید ❽

بن انیس الفہری۔ بقول ابن یونس: نبی ﷺ کو دیکھا ہے اور فتح مصر کے بعد مصر آئے۔ وہیں ان کی اولاد ہے، یہ ابوالحارث

---

❶ اسد الغابہ (۳۷۴۳) تجرید (۳۸۸/۱) ❷ کنز العمال (۲۹۸۴۲) اسد الغابہ (۲۷۴/۳)

❸ اسد الغابہ (۳۷۴۵) تجرید (۳۸۸/۱) ❹ اسد الغابہ (۳۷۴۶) استیعاب (۱۸۶۳) تجرید (۳۸۸/۱)

❺ استیعاب (۱۹۴/۳) ❻ اسد الغابہ (۳۷۴۸) تجرید (۳۸۸/۱۱) ❼ اسد الغابہ (۳۸۹/۳)

❽ اسد الغابہ (۳۷۴۹) تجرید (۳۸۹/۱)

الفہری کے دادا ہیں۔

۵۶۵۴ (ز) العلاء

بقول بعض: علاقہ/ علاثہ۔ ایک قول ہے: خارجہ بن الصلت کے چچا ہیں۔ جبکہ بعض کا کہنا ہے: ان کے چچا کا نام عبداللہ بن خُثیر ہے۔ مبہمات میں ان کا تذکرہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہوگا۔

۵۶۵۵ علاثہ بن شجّار [1]

بقول بعض: شجّار السلیطی از بنی سلیط بن حارث بن یربوع۔ بقول بعض: بنی حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم سے ہیں۔ ان سے حسن نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ [2] ابن شاہین نے اس کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے علی بن المدینی نے بیان کیا کہ علاثہ بن شجار وہی ہیں جن سے حسن بحوالہ بنی سلیط کے ایک آدمی روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ علی فرماتے ہیں، ہمارے کسی ساتھی نے کہا: میں نے ان کے متعلق ان کی قوم سے پوچھا: تو انہوں نے بتایا: ان کا نام علام بن شجار تھا۔

میں کہتا ہوں: مذکورہ حدیث علی بن مدینی نے عن عفان عن حماد عن علی بن زید عن الحسن روایت کی ہے، فرمایا: بنی سلیط کا ایک شخص گزرا، اس نے کہا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا آپ لوگوں کی جماعت میں بیٹھے تھے، میں نے آپ کو فرماتے سنا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے''۔ خلیفہ نے یہ روایت ''روایت کرنے والے صحابہ'' کے باب میں ذکر کی ہے اور وہ بصرہ فروکش ہونے والے صحابہ کے باب میں ہے۔

میں کہتا ہوں: جس نے انہیں اور سابقہ شخصیت کو ایک کہا اسے وہم ہوا ہے، اس واسطے کہ حدیث عم خارجہ بن الصلت فاتحہ کے ذریعہ دم کرنے کے بارے میں ہے۔

۵۶۵۶ علباء [1] بن اصمح العبسیّ

ابن مندہ کی روایت ہے جو بطریق حیان بن السری مروی ہے کہ میں نے عبادہ بن جھور کو بحوالہ علباء بن اصمع فرماتے سنا، انہوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ فرما رہے تھے:

''لوگ جب دنیا پر توجہ دیں گے تو آخرت کو نقصان پہنچائیں گے''۔ [2]

۵۶۵۷ (ز) عِلْبَاء بن مرّہ

بن عائذہ بن مالک بن بکر بن سعد بن ضبہ الضبی۔ ابومحمد بن حزم نے ''جمہرۃ النسب'' میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں شرف صحبت حاصل ہے۔ غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔ ابن عساکر نے بحوالہ ابن حزم ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میرے خیال

---

[1] تجرید (۳۸۹/۱) [2] ترمذی کتاب الحدود باب ما جاء فی الستر علی المسلم (۱۴۲۶) المعجم الکبیر (۳۱۶/۱۷) الطبقات (۵۸/۱)

[1] اسد الغابہ (۳۷۵۳) تجرید (۳۸۹/۱) [2] جامع المسانید (۲۷۹/۹)

میں ان کے نسب سے کچھ رہ گیا ہے۔

۶۵۵۸ علباء السلمی [1]

بقول ابو حاتم: [2] صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [3] ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مجھ سے امام احمد بن حنبل، علی بن ثابت سے بواسطہ عبدالحمید بن جعفر، انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ علباء السلمی روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

"قیامت گھٹیا لوگوں پر قائم ہوگی"۔ [4]

اسے حاکم نے قطیعی سے عن عبداللہ بن احمد عن ابیہ نقل کیا ہے اور بغوی نے ابوخیثمہ سے بحوالہ علی بن ثابت روایت کی ہے اور ابن ابی عاصم نے دوسری سند کے ذریعہ عن علی بن ثابت روایت کی ہے اور ابن عدی نے "الکامل" میں نقل کیا ہے کہ اس میں علی بن ثابت، عبدالحمید سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

۵۶۵۹ عُلبہ [5]

بن زید بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی۔ ابن اسحاق اور ابن حبیب نے "المحبّر" میں کثرت سے رونے والوں میں غزوۂ تبوک کے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں: علبہ بن زید رات کے وقت باہر آئے، نماز پڑھ کر رونے لگے اور یہ دعا کرنے لگے:

"اللہ! آپ نے جہاد کا حکم دیا اور اس کی ترغیب دی ہے اور مجھے کوئی ایسی چیز عطا نہیں کی جس کی وجہ سے میں آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تقویت کا باعث بنوں، میں ہر اس مسلمان پر صدقہ کرتا ہوں جس کے ظلم کا میں جسم یا عزت میں نشانہ بنا ہوں....."۔

پھر بغیر سند کے وہ حدیث ذکر کی۔ یہ روایت مسنداً اور موصولاً از حدیث مجمع بن حارثہ اور از حدیث عمرو بن عوف اور ابوعبس بن جبر اور از حدیث علبہ بن زید اور قتیبہ منقول ہے جیسا کہ ہم اسے بیان کریں گے۔

ابن مردویہ نے اسے از حدیث مجمع بن حارثہ اور ابن مندہ نے بطریق محمد بن طلحہ عن عبدالحمید بن ابی عبس بن جبر عن ابیہ عن جدہ نقل کیا ہے کہ فرمایا کہ علبہ بن زید بن حارثہ ایک صحابیٔ رسول تھے، آپ علیہ السلام نے جب سب کو صدقے کی ترغیب دی تو ہر شخص حسبِ توفیق جو اسے ملا لے آیا، علبہ بن زید دعا میں کہنے لگے:

"اے اللہ! میرے پاس صدقہ کرنے کو کچھ نہیں، اے اللہ! البتہ میں اپنی عزت کو تیری مخلوق پر صدقہ کرتا ہوں، جس کی مجھ سے ہتک ہوئی ہو"۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو حکم دیا جو یہ اعلان کرنے لگا:

"گزشتہ شب اپنی عزت کا صدقہ کرنے والا کہاں ہے؟"

---

[1] استیعاب (۱۹۳/۳) [2] المعجم الکبیر (۹۸/۱۸) [3] التاریخ الکبیر (۷۷/۷)

[4] مسند احمد (۴۹۹/۳) استدراك (۴۹۵/۴) [5] اسد الغابہ (۳۷۵۵) استیعاب (۲۰۶۵) تجرید (۳۸۹/۱)

تو علبہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمہارا صدقہ بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوا''۔ [1]

اسناد میں ایسا ہی لکھا ہے جبکہ اس میں تبدیلی اور نقص واقع ہوا ہے۔ یہ تو عبدالحمید بن محمد بن ابی عبس ہیں اور صحابی ابوعبس ہیں نہ کہ جبر چنانچہ طبرانی نے بطریق محمد بن طلحہ اسی سند سے اس کے علاوہ حدیث نقل کی ہے۔ اور بزار نے بطریق صالح مولی التوامہ عن علبہ بن زید روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی ترغیب دی.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ بزار لکھتے ہیں: یہ علبہ مشہور انصاری ہیں۔ ہمیں اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔ عمر بن عوف نے بھی ان کی یہ حدیث نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جسے ابن ابی الدنیا اور ابن شاہین نے بطریق کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف عن ابیہ عن جدہ، اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔ اور خطیب نے بطریق ابوقرہ الزبیدی اپنی کتاب السنن میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ابن جریج عن صالح بن زید عن ابی عیسیٰ الحارثی اپنے چچا زاد سے جنہیں علبہ بن زید کہا جاتا تھا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کا حکم دیا.... پھر اس حدیث کو ذکر کیا۔ لیکن ان کی اس بات ''البتہ میں اپنی عزت صدقہ کرتا ہوں'' کے نقل کیا ہے ''جس نے مجھے اذیت دی یا مجھے برا بھلا کہا یا میری عیب جوئی کی ہو تو وہ اس کے لئے جائز ہے''۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''تمہارا صدقہ قبول ہوا''۔ [2]

خطیب لکھتے ہیں: کتاب میں ایسا ہی ہے: عن ابی عیسیٰ الحارثی۔ جبکہ درست عن ابی عبس یعنی عین کے زبر اور باء کے سکون سے ہے۔ ان کی حدیث کا ایک صحیح شاہد موجود ہے لیکن اس میں ان کا نام نہیں لیا گیا۔ جسے ابن عیینہ نے عن عمرو بن دینار عن ابی صالح عن ابی ہریرہ نقل کیا ہے کہ ایک مسلمان شخص دعا کرنے لگا: ''اے اللہ! میرے پاس صدقے کے لیے کوئی مال نہیں، میں اپنی عزت کا صدقہ کرتا ہوں''۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب دیا کہ اس کی مغفرت کر دی گئی۔ اس کی مزید تفصیل کنیتوں میں ابوضمضم کے ذیل میں آئے گی۔

۵۶۶۰ عَلَس ابن الاسود الکندی [3]

طبرانی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے بھائی سلمہ بن الاسود کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۵۶۶۱ عَلَس بن النعمان [4]

بن عمرو بن عرفجہ بن الفاتک بن امرئ القیس الکندی۔ بقول ابن کلبی: یہ اور ان کے دونوں بھائی حجر اور یزید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ابن الاثیر [5] کو ان کے بارے پہلی شخصیت ہونے میں تردد ہوا ہے۔ درست یہی ہے کہ یہ اور ہیں۔ اس واسطے کہ پہلی شخصیت کا نسب سلمہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے، ان کے ساتھ اُن کا نسب نو پشتوں کے بعد ملتا ہے۔

---

[1] المعجم الکبیر (۴۹۹/۳) المستدرک (۴۹۵/۴) [2] اتحاف السادۃ (۵۶۱/۷) جامع المسانید (۲۸۴/۹)

[3] اسد الغابہ (۳۷۵۶) استیعاب (۲۰۶۶) [4] اسد الغابہ (۳۷۵۷) تجرید (۳۸۹/۱) [5] اسد الغابہ (۲۷۶/۳)

۵۶۶۲ علسه بن عدی البلوی ❶

ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے کہ درخت تلے بیعت کی اور فتح مصر میں شریک ہوئے۔

۵۶۶۳ علقمه بن الاعور السلمی ❷

ابوالاعور۔ ابن السکن وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: مجھ سے محمد بن طلحہ نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی حد اخیر عمر میں لگائی۔ آپ غزوۂ تبوک کے لیے گئے ہوئے تھے، رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں علقمہ بن الاعور السلمی نشے کی حالت میں پہنچ گئے، یہاں تک کہ انہوں نے خیمہ کی کچھ تانتیں کاٹ دیں۔ آپ نے غصے سے پوچھا: یہ کون آ گیا؟ لوگوں نے بتایا: یہ علقمہ ہے، جو نشے میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص اٹھے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اس کے خیمے تک پہنچا دے''۔ ❸ اسی طرح محمد بن سلمہ اور جمہور نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، جبکہ یونس بن بکیر یوں فرماتے ہیں: ابوعلقمہ بن الاعور بن قطبہ۔ واللہ اعلم

۵۶۶۴ عَلقمه بن جُناده ❹

بن عبداللہ بن قیس الازدی ثم الحجری، صحابی ہیں، اور فتح مصر میں شریک ہوئے۔ امیر معاویہ کی طرف سے بحری فوج کے نگران مقرر ہوئے اور ۵۹ھ میں فوت ہوئے۔ [از ابن یونس]

۵۶۶۵ (ز) علقمه بن حاجب

بن زرارہ بن عُدُس التمیمی۔ انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ ان کے والد حاجب کا تذکرہ حاء میں بیان ہو چکا ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ یزید بن شیبان کا بنی مہرہ کے ایک شخص کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا۔ جسے ابن السمعانی نے کتاب الانساب کے مقدمہ میں نقل کیا ہے۔ جس کا کچھ حصہ میں نے انہیں علقمہ کے حالات میں ذکر کیا ہے، ان کا بیٹا شیبان یزید کا والد ہے پھر انہیں معلوم ہوا کہ وہ اسلام نہیں لائے بلکہ اسلام سے پہلے ان کے والد قتل ہو گئے، اس کے بعد ان کا بیٹا آیا۔ چنانچہ ابوعبیدہ معمر بن مثنی نے ''ایام العرب'' میں لکھا ہے: علقمہ نے بکر بن وائل سے جنگ کی انہوں نے انہیں ہزیمت سے دو چار کیا اور بنی عوف بن مالک بن سعد بن قیس بن ثعلبہ کے ایک اشیم بن شراحیل نامی شخص نے ان کا پیچھا کر کے قتل کر دیا۔ بعد میں اشیم کا گزر بنی تمیم سے ہوا جب وہ حج کے مہینوں میں حج کے لیے جا رہے تھے تو ان لوگوں نے انہیں مار ڈالا۔ جس پر لقیط بن حاجب فخر کرتے ہوئے ان اشعار میں اس کا اظہار کرتا ہے: ؎

''مجھے قسم! میں کسی ہلاک ہونے والے پر افسوس نہیں کرتا اور نہ علقمہ تمہارے بعد مال کے گم ہو جانے پر افسوس ہے۔ میں نے اس کے ذریعہ تمام کاموں میں سے بہترین کام حاصل کر لیا ہے، جو قیس کا طرز ہے نہ

---

❶ اسد الغابہ (۳۷۵۸) تجرید (۲۷۶/۳) ❷ اسد الغابہ (۳۷۵۹)

❸ السنن الکبرٰی (۳۱۵/۸) فتح الباری (۷۲/۱۲) ❹ اسد الغابہ (۳۷۶۱) تجرید (۳۹۰/۱)

کہ اصحم کا"۔

۵۶۶۶ علقمہ بن حارث بن سوید بن حارث۔

۵۶۶۷ علقمہ بن حوشب الغفاری ✿

مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے اور بردعی کا قول ہے: مدینہ کے رہائشی تھے، ایک حدیث کے راوی ہیں۔ ایسا ہی طبرانی اور ابن صدقہ نے بحوالہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بالکل اسی طرح ذکر کیا ہے۔

۵۶۶۸ علقمہ بن حویرث الغفاری ✿

ابن حبان لکھتے ہیں، بقول بعض: صحابی ہیں، خلیفہ فرماتے ہیں۔ محمد بن مطرف نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے میری دادی نے کہا: میں نے علقمہ بن حویرث غفاری صحابی رسول کو فرماتے سنا، جو مرفوع روایت ہے: "آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے"۔ ✿ اسے ابن ابی عاصم نے خلیفہ سے نقل کیا ہے اور بغوی، طبرانی، ✿ ابن مندہ اور ابن عبدالبر نے خلیفہ کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

۵۶۶۹ علقمہ بن خالد

بن حارث بن ابی اسید بن رفاعہ بن ثعلبہ بن ہوازن بن اسلم ابواوفی اسلمی، کنیت سے مشہور ہیں۔ عبداللہ کے والد ہیں۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، صحیح میں بطریق عمرو بن مرہ عن عبداللہ بن ابی اوفی ان کا ذکر ثابت ہے۔ فرمایا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی قوم زکوۃ لے کر آتی، آپ علیہ السلام فرماتے: "اے اللہ! آلِ فلاں پر رحمت کر"۔ میرے والد آپ کے پاس زکوۃ لائے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: "اے اللہ! آلِ ابی اوفی پر رحمت نازل فرما"۔ ✿ ابن مندہ فرماتے ہیں: ابواوفی بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں۔

۵۶۷۰ (ز) علقمہ بن ربیعہ

بن الاعور بن اہیب بن حذافہ بن جمح الجمحی۔ ان کے پوتے ایوب بن حبیب بن ایوب ایک سو تیس ۱۳۰ھ کے بعد قدید میں قتل ہوئے۔ اگرچہ ایوب اعلیٰ کے لیے رؤیت نہیں تو ان کے والد صحابی ہیں، کوئی قریش میں سے جو بھی بچا وہ مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں شریک ہوا۔ واللہ اعلم۔

✿ اسد الغابہ (۳۷۶۵) تجرید (۳۹۰/۱) ✿ اسد الغابہ (۳۷۶۶) استیعاب (۱۸۶٤) تجرید (۳۹۰/۱)

✿ الثقات (۳۱۵/۳) ✿ السنن الکبریٰ (۱۸۶/۱۰) الدر المنثور (٤۱/۵) مجمع الزوائد (۲۵۶/۶) جامع المسانید (۲۸۶/۹)

✿ المعجم الکبیر (۷/۱۸)

✿ بخاری کتاب الزکاۃ باب صلاۃ الامام و دعائہ لصاحب الصدقۃ (۱٤۹۷)

مسلم کتاب و باب (۲٤۸۹) المعجم الکبیر (۱۰/۱۸)

۵۶۷۱ علقمه بن رمثه ❶ البلوی

بقول ابوحاتم: ❷ صحابی ہیں۔ ابن یونس کا قول ہے: درخت تلے بیعت کی اور فتح مصر میں شریک ہوئے۔ امام بخاری، ❸ ابن یونس، امام احمد، بغوی اور ابن مندہ نے کئی طرق کے ذریعہ یزید بن ابی حبیب سے عن سوید بن قیس تجیبی عن زہیر بن قیس البلوی عن علقمہ بن رمثہ البلوی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن عاص کو بحرین بھیجا اور پھر ایک غزوہ میں روانہ ہوئے ہم بھی آپ کے ساتھ تھے (کسی جگہ پڑاؤ ہوا تو) آپ نے آرام کیا، پھر بیدار ہو کر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ عمرو پر رحم کرے''۔ ہم باہمی تین بار عمرو نامی شخص کے متعلق بات چیت کرنے لگے، آخر ہم نے خود ہی عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! عمرو کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابن عاص...''۔ (حدیث) ❹

ابن وہب، لیث سے عن یزید عن علقمہ، اپنی روایت میں فرماتے ہیں: جب فتنہ برپا ہوا تو میں نے دل میں کہا: میں اس شخص کی پیروی کروں گا جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے۔ ابن ابی مریم وغیرہ کی روایت میں لکھا ہے لیث سے مروی ہے، زہیر نے فرمایا..... فاللہ اعلم

ابن یونس فرماتے ہیں: اس روایت کو علقمہ سے زہیر اور زہیر سے سوید اور سوید سے یزید نقل کرنے میں منفرد ہے۔

۵۶۷۲ علقمه بن سعید ❺

بن العاصی بن امیہ، خالد، حکم، ابان اور عمرو کے بھائی، فتوحات شام میں شریک ہوئے جیسا کہ عبداللہ بن محمد بن ربیعہ القدامی نے ''الفتوح'' میں لکھا ہے کہ مجھ سے یحییٰ بن عبدالرحمٰن ازدی نے عن عمرو بن محصن عن سعید بن عاص روایت کی ہے کہ خالد بن سعید بن عاص اور ان کے بھائی، عمرو، ابان، حکم اور علقمہ ابوعبیدہ کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوئے پھر صدیق اکبر کے پاس آئے آپ نے انہیں وصیت کی۔ زبیر بن بکار نے کتاب النسب میں ان علقمہ کا ذکر نہیں کیا۔

۵۶۷۳ علقمه بن سفیان ❶

بقول بعض: ابن سہیل الثقفی۔ بقول بعض: عطیہ بن سفیان۔ یونس بن بکیر ''زیادات المغازی'' میں لکھتے ہیں، مجھ سے اسماعیل بن ابراہیم انصاری نے، بواسطہ عبدالکریم بحوالہ علقمہ بن سفیان روایت کی ہے کہ میں ثقیف کے وفد میں تھا، (ہم جب مدینہ منورہ پہنچے تو) ہمارے لیے خیمہ لگایا گیا، ہمارے پاس بلال نبی ﷺ کے ہاں سے کھانا لاتے..... (حدیث) یہی روایت بغوی اور طبرانی ❷ نے بطریق یونس نقل کی ہے۔ طبرانی فرماتے ہیں: اس میں اسمٰعیل منفرد ہے۔ حالانکہ ایسی بات نہیں۔ اور بزار نے یہ روایت بروایت

---

❶ اسد الغابہ (۳۷٦۷) استیعاب (۱۸٦۵) تجرید (۳۹۰/۱)

❷ الجرح والتعدیل (٤۰٤/٦) ❸ التاریخ الکبیر (٤۰/۷)

❹ ابن ماجہ کتاب الطب باب الفرع والارق (۳۵٤۸) المعجم الکبیر (۱/۱۸) کنز العمال (۳۷٤۳۵) جامع المسانید (۲۸۷/۹)

❺ تجرید (۳۹۱/۱) ❶ اسد الغابہ (۳۷٦۸) استیعاب (۱۸٦٦) تجرید (۳۹۱/۱)

❷ المعجم الکبیر (۹/۸)

ضحاک بن عثمان عن عبدالکریم نقل کی ہے، فرمایا: عن علقمہ بن سہیل ثقفی۔ پھر فرماتے ہیں: ہمیں اس کے علاوہ کوئی روایت معلوم نہیں، ابن اسحاق نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ ابن عبدالبر ❶ کا قول ہے: سب کو اس میں اضطراب ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ روایت زیاد بکائی نے ابن اسحاق سے بواسطہ عیسیٰ بحوالہ عطیہ بن سفیان نقل کی ہے اور ابراہیم بن المختار نے عن ابن اسحاق عن عیسیٰ عن سفیان بن عطیہ نقل کر کے مقلوب کر دی ہے۔ احمد بن خالد وہبی کا قول ہے: عن ابن اسحاق عن عیسیٰ عن عطیہ، فرمایا: ہم سے ہمارے وفد نے بیان کیا۔ یہی روایت ابن ماجہ کی ہے اور احمد بن خالد کی روایت صحیح کے زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ عطیہ بن سفیان مشہور تابعی ہیں، اور اس حدیث کے کسی طریق میں بھی سفیان کے والد کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ ابن مندہ وغیرہ نے ان کا نسب بیان کیا ہے، تو یوں کہا: علقمہ بن سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ الثقفی، یہی عطیہ تابعی کا نسب ہے۔

میں کہتا ہوں: ضحاک بن سفیان کا یہ قول علقمہ بن سہیل، اسماعیل کے قول سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ علقمہ بن سفیان نہیں۔ اس واسطے کہ ابن اسحاق کی روایت میں علقمہ، عطیہ سے بدل گیا ہے بخلاف عبدالکریم کی روایت کے اس میں ایسا نہیں۔

۵۶۷۴ علقمہ بن سمیّ الخولانی ❷

بقول ابن یونس: صحابی ہیں، فتح مصر میں شریک تھے۔ ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔

۵۶۷۵ (ز) علقمہ بن سہیل

سابقہ شخصیت میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۵۶۷۶ علقمہ بن طلحہ ❸

بن ابی طلحہ العبدری، صحابی ہیں۔ بقول ابن الاثیر: ❹ جنگ یرموک میں شہادت پائی۔

۵۶۷۷ علقمہ بن عُلاثہ ❺

بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ العامری۔ صحیح میں حدیث ابی سعید میں بروایت عبدالرحمٰن بن ابی نعیم بحوالہ ان کے، ان کا ذکر ثابت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خاک آلود سونے کی ایک ڈلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجی جسے آپ نے چار افراد ''عیینہ بن حصن، اقرع بن حابس، علقمہ بن علاثہ اور زید الخیل میں تقسیم کر دیا....''۔ (حدیث) مفضل العلائی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: مجھ سے بنی عامر کے ایک شخص نے بیان کیا، بنی کلاب میں سے قدامہ علقمہ بن علاثہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور پھر ایک جماعت کا نام لیا۔ حافظ ابن عساکر نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی اسناد سے لکھا ہے کہ مجھ سے کئی لوگوں نے بیان کیا کہ عامر بن الطفیل اور علقمہ بن علاثہ میں مقابلۂ فخر ہوا، علقمہ کہنے لگے: میں گھڑ سواری میں تم سے فخر نہیں کرتا، کیونکہ تم مجھ سے زیادہ سخت حملہ آور ہو۔ عامر کہنے لگے: میں کرم نوازی میں تم سے فخر نہیں کرتا، کیونکہ تم سخی آدمی ہو۔ علقمہ نے کہا: لیکن میں وفا

---

❶ استیعاب (۱۹۴/۳) ❷ اسد الغابہ (۳۷۷۰) تجرید (۳۹۱/۱) ❸ اسد الغابہ (۳۷۷۱) تجرید (۳۹۱/۱)

❹ اسد الغابہ (۲۸۷/۳) ❺ اسد الغابہ (۳۷۷۲) استیعاب (۱۸۶۷) تجرید (۳۹۱/۱)

کرنے والا ہوں اور تم بے وفا ہو اور میں پاکدامن اور تم ازار بند کے ڈھیلے ہو..... پھر ایک لمبا واقعہ نقل کیا۔ اس میں ابن عبدالبر [1] کے قول کہ ''ان میں اتنی کرم نوازی نہ تھی'' کی تردید ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ''کتاب الشکر'' اور ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں بطریق ابن ابی حدرد اسلمی روایت کی ہے کہ محمد بن سلمہ نے فرمایا: ایک صرف ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''حسان! مجھے جاہلیت کے کچھ اشعار سناؤ''۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے وہ قصیدہ پڑھا جس میں اعشٰی نے علقمہ بن علاثہ کی ہجو کی تھی اور عامر بن الطفیل کی مدح سرائی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: حسان مجھے یہ قصیدہ سناتے رہو۔ عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ تو مجھے قیصر کے پاس مقیم ایک مشرک کے بارے میں روک رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''قیصر نے ابوسفیان سے (جب وہ اسلام نہیں لائے تھے) میرے متعلق پوچھا تھا تو ابوسفیان نے میرے متعلق کچھ کہنے کی کوشش کی تھی، اور جب علقمہ سے پوچھا تو اس نے بہت اچھے الفاظ استعمال کیے تھے۔ لوگوں کا سب سے قدردان اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا شکر گزار ہے''۔ [2]

میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی سیاق میں اس کا مفہوم مروی دیکھا ہے۔ بلاذری کا بیان ہے علقمہ کی قیصر کے پاس آمد کا سبب بیان کیا ہے کہ انہیں ابوعامر راہب کی وفات کی خبر ملی تو وہ اور کنانہ بن عبدیالیل ان کی میراث طلب کرنے آئے تو قیصر نے کنانہ کو کچی بستی میں رہنے والوں کی وجہ سے دے دی اور علقمہ کو کچھ نہ دیا۔

طبرانی نے بطریق علی بن سوید بن منجوف، عبداللہ بن بریدہ سے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس عیینہ بن حصن، علقمہ بن علاثہ اور اقرع بن حابس اکٹھے بیٹھے تھے تو باہمی اجداد کا تذکرہ ہونے لگا۔ لوگوں نے کہا: بنی فلاں کا جد بہت قوی ہے.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔

ابوداؤد طیالسی نے بطریق تمیم بن عیاض بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ علقمہ بن علاثہ نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے سر سے سحری کررہے تھے۔ اتنے میں حضرت بلال آپ علیہ السلام کو نماز کی اطلاع کرنے آئے، آپ نے فرمایا:

''بلال ذرا ٹھہرو! علقمہ سحری کررہے ہیں''۔ [3]

ابن مندہ نے بطریق قیس بن الربیع عن اعمش عن ابی صالح عن ابی سعید روایت کی ہے کہ مجھ سے علقمہ بن علاثہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ کے پاس سروں کا سالن کھایا۔ اور بطریق سوار بن مصعب عن اسماعیل عن قیس عن علی مروی ہے، نبی ﷺ کے پاس علقمہ آئے تو آپ ﷺ نے ان کے لیے سر کا سالن طلب کیا۔ خرائطی نے ''مکارم الاخلاق'' میں اور الدارقطنی نے ''الافراد'' میں حدیث انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ایک بوڑھا اعرابی شخص نبی ﷺ کے پاس آیا جسے علقمہ بن علاثہ کہا جاتا تھا، وہ کہنے لگا: میں بوڑھا کھوسٹ ہوں، سارا قرآن نہیں سیکھ سکتا۔ [4] پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس کی سند بہت کمزور ہے۔

ابن ابی شیبہ نے اپنے ''مصنف'' میں بطریق اشعث، ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ علقمہ بن علاثہ ارتداد کا شکار

---

[1] استیعاب (۱۹۵/۳) [2] مختصر تاریخ دمشق (۱۷/ ۱۶۲، ۱۶۳) قضاء الحوائج (۷۳)

[3] المطالب العالیۃ (۹۷۷) مختصر تاریخ دمشق (۱۷/ ۱۶۰) [4] مختصر تاریخ دمشق (۱۷/ ۱۶۰) جامع المسانید (۲۹۲/۹)

ہو گئے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی بیوی بچوں کی طرف آدمی بھیجا تو ان کی اہلیہ کہنے لگی: اگر علاثہ نے کفر اختیار کر لیا ہے تو میں اور میرے بچے کافر نہیں۔ راوی کا بیان ہے میں نے شعبی سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا: ہاں! ان لوگوں کے ساتھ ایسا ہی ہوا تھا۔ اور بطریق عاصم بن ضمرہ مروی ہے کہ علقمہ مرتد ہوئے، تو ابن نجیس آیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہماری طرف سے خون ریز جنگ ہو گی یا ذلت آمیز صلح تو ان لوگوں نے صلح اختیار کر لی۔

ایک دفعہ علقمہ بن علاثہ کا عامر بن الطفیل کے ساتھ فخر کا مقابلہ ہوا۔ عامر کے ساتھ لبید اور اعشیٰ نکلے اور علقمہ کے ساتھ حطیئہ شاعر تھا۔ دونوں نے ابوسفیان بن حرب کو فیصل مقرر کیا تو انہوں نے دونوں کے درمیان فیصل بننے سے انکار کیا تو یہ دونوں عیینہ بن حصن کے پاس آئے۔ انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ غیلان بن سلمہ ثقفی کے پاس آئے، انہوں نے حرملہ بن الاشعری المری کے ہاں بھیج دیا۔ اس نے ہرم بن قطبہ فرازی کے پاس روانہ کر دیا۔ جب یہ دونوں اس کے پاس فروکش ہوئے تو اس نے کہا: میں تم دونوں کا فیصلہ ضرور بنوں گا لیکن آئندہ سال، چنانچہ وہ دونوں واپس آ گئے۔ آئندہ سال دونوں پہنچے تو اس نے عامر کی طرف خفیہ پیغام بھیجا: ''بھلا تم اس شخص سے کیا مقابلۂ فخر کرو گے جس کے آباء واجداد پر تم اور تمہاری قوم فخر کرتی ہے''۔ عامر نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اسے مجھ پر فضیلت دینا اور یہ میری پیشانی کے بال ہیں، انہیں کاٹ لینا اور میرے مال میں جو چاہنا فیصلہ کرنا یا اسے اور مجھے برابر قرار دے دینا۔

پھر علقمہ کی طرف خفیہ پیام بھیجا، تم ایسے شخص سے کیا مقابلہ کرتے ہو جو تمہارا چچا زاد ہے اور اس کا دادا تمہارا دادا ہے۔ اور وہ مالداری میں تم سے زیادہ ہے۔ تو انہوں نے بھی وہی الفاظ کہے جو عامر نے اس سے کہے تھے۔ اس کے بعد ہرم نے اپنے بیٹوں کو بلا بھیجا کہ میں ایک گفتگو کروں گا، جب اس سے فارغ ہو جاؤں تو تم میں سے ایک دس اونٹ علقمہ کی طرف سے نحر کرے اور دوسرا عامر کی طرف سے دس اونٹ نحر کر کے لوگوں میں بانٹ دے۔

اگلے روز دونوں کے روبرو کہا: تم دونوں نے مجھے فیصل بنایا تھا، میرے نزدیک تم دونوں اونٹ کے دونوں گھٹنوں کی طرح ہو جو ایک ساتھ زمین پر لگتے ہیں۔ تم دونوں سردار اور کرم نواز ہو اور کسی کو کسی پر فضیلت نہ دی، جس فیصلے پر وہ دونوں واپس ہو گئے۔ اعشیٰ نے عامر کی مدح سرائی کی اور اسے علقمہ پر فضیلت دی جس کے مشہور اشعار ہیں: ؏

''تو بنی الاحوص (جو علقمہ کے آباء واجداد ہیں) کا سردار ہے، انہیں واپس نہیں کی اور عامر بن عامر کا سردار ہے''۔

تو علقمہ نے اعشیٰ کے خون کی نذر مان لی، اتفاق سے انہیں اس پر دسترس حاصل ہو گئی تو اس نے پہلا قصیدہ ختم کرنے کے لیے یہ اشعار کہے: ؏

''علقمہ جو بنی عامر کا بہترین آدمی ہے خواہ کوئی مہمان ہو یا دوست یا ملاقات کرنے والا، سب کے لئے بہترین ہے''۔

اور لبید نے کہا: اگر تم مجھ پر احسان کرو تو میں ہر اس قصیدے کے شعر کے عوض تمہاری تعریف کروں گا جس میں تمہاری ہجو کی تھی، تو اسے چھوڑ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہرم سے فرمایا: اگر میں فضیلت کا مقابلہ کرتا تو تم کسے فضیلت دیتے؟ انہوں نے کہا: اگر میں ایسی بات کہتا تو ایک مسئلہ کھڑا ہو جاتا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم بہترین امانت دار تم جیسے آدمی کو خاندان کا سردار ہونا

چاہیے۔ سیف نے الفتوح میں لکھا ہے: جب وہ ارتداد کا شکار ہوئے تو شام جا بسے یہاں تک کہ بنی کعب میں ایک جماعت تیار کرلی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف قعقاع بن عمرو کو بھیجا تو وہ ان کے ڈر سے بھاگ کھڑے ہوئے بعد میں اسلام لائے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے۔

ہشام بن کلبی فرماتے ہیں: مجھ سے جعفر بن کلاب نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علقمہ کو حوران کا والی مقرر کیا جہاں وہ فوت ہونے تک مقیم رہے۔ حطیہ ان کے پاس گئے تو وہ فوت ہو چکے تھے۔ انہوں نے حطیہ کو دینے کی وصیت کی تھی جس پر حطیہ نے یہ اشعار کہے: ؏

''میں اگر تم سے زندگی کی حالت میں مل لیتا تو میرے اور مالداری کے درمیان چند ہی راتیں تھیں۔ [1] مجھے اپنی زندگی کی قسم! آلِ جعفر کا حوران میں بہترین آدمی تھا جسے (موت کے) جالوں نے باندھ لیا ہے''۔

یہی روایت مدائنی نے ابوبکر الہذلی سے باضافہ ان الفاظ کے نقل کی ہے، تو ان کے بیٹے نے حطیہ سے کہا: تمہارے خیال میں میرا والد کتنا انعام تمہیں دیتا؟ اس نے کہا: سو اونٹنیاں، تو اس نے کہا: تو یہ لو سو اونٹنیاں، ان کے بچوں سمیت تمہاری ہیں۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: علقمہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسب فیض کا موقع ملا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حوران کا والی مقرر کیا، وہیں ان کا انتقال ہوا۔ اور حطیہ کا ان کے ساتھ پیش آمدہ واقعہ بھی نقل کیا۔ جب اس نے ملاقات کا ارادہ کیا تو وہ فوت ہو چکے تھے۔ علقمہ کو اس کے آنے کی اطلاع مل چکی تھی تو اپنے بیٹے بغیض کو اسے مال کا ایک حصہ دینے کی وصیت کی تھی، پھر حطیہ نے ان کا مرثیہ کہا تھا۔ ابن قتیبہ لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ارتداد کی نذر ہو گئے تھے اور قیصر سے جا ملے پھر وہاں سے آ گئے اور دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حوران کا والی مقرر کیا تھا۔

ابوعبیدہ فرماتے ہیں: علقمہ نے شراب پی لی تھی جس کی پاداش میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر حد قائم کی تو وہ مرتد ہو کر روم چلے گئے۔ شاہِ روم نے ان کا اعزاز و اکرام کیا اور کہا: تم عامر بن الطفیل کے چچا زاد ہو، تو یہ ناراض ہو کر کہنے لگے: تعجب کی بات ہے میرا تعارف بھی عامر سے ہونے لگا، اس سے لیے وہاں سے واپس آ گئے اور پھر سے مسلمان ہو گئے۔ طبرانی نے مسلسل بالآباء بدیل بن ورقاء خزاعی کی اولاد سے روایت کی فرماتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خط لکھا پھر اس کا طویل ذکر کیا ہے، اسی میں ہے: حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے! علقمہ بن علاثہ اور ھوذہ کے دونوں بیٹے اسلام لا چکے ہیں.... (حدیث) [2]

یعقوب بن سفیان نے حسن تک صحیح سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آدھی رات کے وقت علقمہ بن علاثہ کے پاس آئے، حضرت عمر، حضرت خالد بن ولید کے مشابہ تھے۔ تو علقمہ انہیں خالد سمجھ کر کہنے لگے: خالد! تمہیں اس شخص (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے معزول کر دیا ہے۔ ایسا اس نے صرف بخل کی وجہ سے ایسا کیا ہے یہاں تک جب میں اور میرا چچا زاد بھائی اس سے مانگنے گئے، البتہ اگر اس نے ایسا کر دیا تو میں اس سے ہرگز کوئی چیز نہیں مانگوں گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (یہ بتائے بغیر کہ میں عمر ہوں) کہا: چھوڑو یہ بتاؤ تمہارے پاس کیا خبر ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ ایسی قوم ہے جس کا ہم پر حق ہے، ہم ان کا حق ادا کرتے رہیں گے۔ ہمارا

---

[1] اسد الغابہ (۲۷۹/۳) [2] مختصر تاریخ دمشق (۱۶۱/۱۷)

اجر اللہ کے ہاں ہے۔ صبح ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آج رات علقمہ نے تم سے کیا کہا تھا؟ وہ بولے: اللہ کی قسم! مجھ سے تو کچھ نہیں کہا۔ فرمایا: تم قسم کھاتے ہو؟! اور بطریق ابونضرہ اس کا مفہوم باضافہ ان الفاظ کے منقول ہے کہ علقمہ حضرت خالد سے کہنے لگے: خالد چپ رہو۔ سیف بن عمر نے دوسری سند سے بحوالہ حسن اس کے آخر میں باضافہ ان الفاظ کے یہ روایت نقل کی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دونوں سچے ہیں۔ ایسا ہی باضافہ ان الفاظ کے ابن عائذ نے نقل کیا ہے۔ آپ نے علقمہ کو پناہ دی اور ان کا مقصد پورا کر دیا۔ زبیر بن بکار نے محمد بن سلمہ سے بحوالہ امام مالک رحمہ اللہ روایت کی ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے بہت مختصر اس کا ذکر کیا ہے۔ اس میں ہے: آپ نے ان سے پوچھا: تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں تو حکم سنوں گا اور اس پر عمل کروں گا۔[1] اور اس شخص کا نام نہیں لیا۔ محمد بن سلمہ فرماتے ہیں: ضحاک بن عثمان نے اس کا نام علقمہ بن علاثہ لیا اور یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بعد تم جیسا صاحب الرائے بہت پسند ہے۔

۵۶۷۸ علقمہ بن الفغواء[*]

بقول بعض: ابن ابی الفغواء بن عبید بن عمرو بن مازن بن عدی بن عمرو بن ربیعہ خزاعی۔ ابن حبان[2] فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن کلبی کا قول ہے: صحابی ہیں، اور پھر جیسا ہم نے مازن تک ان کا نسب بیان کیا ہے انہوں نے بھی بیان کیا۔ دوسرے مقام پر اس سے مختلف نسب ذکر کیا ہے۔ عمر بن شبہ اور بغوی نے بطریق ابن اسحاق، عیسیٰ بن معمر سے بواسطہ عبداللہ بن علقمہ بن الفغواء بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے، فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال دے کر ابوسفیان کے پاس مشرک فقراءِ قریش کے لیے بھیجا تاکہ ان کے دِل نرم ہوں، تو اس نے مجھ سے کہا: ''ہمارا ساتھی تلاش کرو''۔ تو عمرو بن امیہ سے میری ملاقات ہوگئی، اس نے کہا: میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''علقمہ! اسے ساتھ لے لو۔ لیکن جب بنی ضمرہ کے علاقے میں پہنچنا تو اپنے بھائی سے احتیاط کرنا کیونکہ میں نے کسی سے سنا ہے اپنے بکری بھائی سے مطمئن نہ رہنا....''۔[3]

پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس کے آخر میں ہے، ابوسفیان نے کہا: میں نے اس سے خیر خواہ اور رشتہ داری نبھانے والا شخص نہیں دیکھا۔ ہم تو اس سے جنگ کریں اور اس کے خون کے پیاسے بنیں اور وہ ہے کہ ہماری طرف سامانِ ضرورت بھیجے تاکہ ہم سے خیر خواہی کرے۔ یہی حدیث ابوداؤد وغیرہ میں بطریق ابن اسحاق ہے۔ البتہ اس میں ہے: عن عبداللہ بن عمرو بن فغواء عن ابیہ، علقمہ کی ایک اور حدیث ہے جو مطین طحاوی اور دارقطنی نے بطریق جابر جعفی عن عبداللہ بن محمد بن حزم عن عبداللہ بن علقمہ بن فغواء عن ابیہ نقل کی ہے، فرمایا:

> ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت ''اے ایمان والو! جب تم نماز کا قصد کرو.....''[4] کے نازل ہونے تک جب وضو کر

---

[1] مختصر تاریخ دمشق (۱۶۵/۱۷) [*] اسد الغابہ (۳۷۷۳) استیعاب (۱۸۶۸) تجرید (۳۹۱/۱)

[2] الثقات (۳۱۵/۳) [3] مسند احمد (۲۸۹/۵) المعجم الکبیر (۳۶/۱۷) کنز العمال (۲۵۵۸) جامع المسانید (۲۹۳/۹)

[4] سورۃ المائدۃ (۶)

رہے ہوتے اگر ہم آپ ﷺ سے گفتگو کرتے آپ بات نہ کرتے، ہم سلام کرتے آپ ﷺ سلام کا جواب نہ دیتے تھے‘‘۔

ابونعیم نے بطریق ابراہیم بن ابی یحییٰ عن ابی مروان کعبی عن جدہ عبداللہ بن علقمہ بن فغواء عن ابیہ روایت کی ہے۔ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز بہت روشنی میں پڑھائی، لوگ کہنے لگے: آج تو سورج نکلنے ہی کو تھا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا:

’’اگر تم نیکی کا کام کر رہے ہوتے اور سورج نکل آتا تو تمہارا کیا نقصان تھا‘‘۔

۵۶۷۹ علقمہ بن مُجَزِّز [1]

بن الاعور بن جعدہ بن معاذ بن عتوارہ بن عمرو بن مدلج الکنانی المدلجی۔ابن سعد [2] نے صحابہ کے تیسرے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔حرف میم میں ان کے والد کا تذکرہ ہوگا۔امام احمد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، حاکم اور کجی نے بطریق محمد بن عمرو عن عمر بن حکم عن ابی سعید روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علقمہ بن مجزز کو ایک مہم میں روانہ کیا جس میں میں بھی تھا۔یہاں تک کہ جب ہم راستہ کی حدود میں پہنچے تو لشکر کے ایک حصے کو اجازت دی اور ان کا امیر عبداللہ بن حذافہ کو مقرر کیا....پھر ایک حدیث ذکر کی جس میں آگ والا واقعہ ہے، اسی میں ہے:

’’اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ان (امیروں اور سالاروں) کی بات نہ مانو‘‘۔ [3]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب صحیح البخاری میں فرماتے ہیں: عبداللہ بن حذافہ سہمی اور علقمہ بن مجزز مدلجی کا سریہ، پھر رسول اللہ ﷺ کے ایک سریہ بھیجنے کے بارے میں ایک حدیث نقل کی۔اور ایک انصاری کو امیر مقرر کر دیا....اس کے بعد حدیث ابی سعید جیسی حدیث ذکر کی۔شاید کسی راوی نے عمومی معنی کے لحاظ سے علقمہ پر انصاری ہونے کا اطلاق کر دیا ہو۔

واقدی [4] کا بیان ہے: یہ سریہ حبشہ کے ان لوگوں کی طرف تھا جو شعیبہ نامی ساحل پر آباد تھے۔یہ ۹ھ ربیع الثانی کا واقعہ ہے۔مغازی میں ابن عائذ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما تک ضعیف سند سے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک پہنچے تو وہاں سے علقمہ بن مجزز کو فلسطین بھیجا۔سیف کا بیان ہے یہ جنگ یرموک میں شریک ہوئے اور جابیہ میں حاضر تھے۔جنگ فلسطین میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل مقرر تھے۔مصعب زبیری کا قول ہے: حضرت عمر یا عثمان نے ان علقمہ کو بحری جنگ کے لیے تین سو شہسواروں کے ساتھ روانہ کیا۔یہ قول طبری نے بحوالہ واقدی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ۲۰ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علقمہ بن مجزز المدلجی کو ایک لشکر دے کر سمندر میں حبشہ کی طرف روانہ کیا تو وہ سب شہید ہوگئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ کسی کو سمندری مہم پر روانہ نہیں کریں گے۔ [5] یہی قول ابن سعد نے بحوالہ ہشام بن کلبی عن ابیہ نقل کیا ہے۔جو اس العذری نے مذکورہ اشعار کے ذریعہ ان کا مرثیہ کہا ہے: ع

---

[1] اسد الغابہ (۳۷۷۴) استیعاب (۱۸۶۹) تجرید (۳۹۱/۱) [2] الطبقات الکبریٰ (۱۶۳/۲)

[3] مسند احمد (۶۷/۳) [4] ابن ماجہ کتاب الجہاد باب لا طاعۃ فی معصیۃ اللہ (۲۸۶۳)

[5] المغازی (۹۸۳)

''سلام اور بہترین تحیہ صبح و شام ابن مجزر کو پہنچتا رہے''۔[1]

۵۶۸۰ علقمہ بن ناجیہ[2]

بن حارث بن المصطلق الخزاعی۔ بقول ابوعمر:[3] جنگل کے اعرابیوں میں سے ہیں۔ ان کی ایک حدیث ہے جو ان کے بیٹے سے مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث ابن ابی عاصم اور طبرانی[4] نے بطریق عیسیٰ بن حضرمی بن کلثوم عن علقمہ بن ناجیہ عن جدہ عن علقمہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو ہمارے اموال کی زکوٰۃ کی وصولی کے لیے بھیجا۔ جب وہ ہمارے قریب پہنچے تو واپس آ گئے۔ ہم سوار ہو کر ان کے پیچھے گئے اور زکوٰۃ کے جانور ہنکائے لیکن وہ ہم سے پہلے پہنچ گئے۔ آ کر کہنے لگے: اللہ کے رسول! میں ایک قوم کے پاس پہنچا جو ابھی تک جاہلیت والے افعال میں مبتلا ہے۔ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے اور جنگ کی کوشش کی ہے۔ نبی ﷺ کو اس کا علم نہ تھا، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی:

''اے ایمان والو! جب کوئی جھوٹا شخص تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی چھان بین کر لیا کرو''۔[5]

اور بطریق یعقوب بن حمید عن عیسیٰ بن الحضرمی اسی طرح نقل کی ہے اور یعقوب بن محمد نے ان کے خلاف روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں: عن عیسیٰ بن الحضرمی بن کلثوم بن عقبہ بن ناجیہ، جبکہ درست علقمہ بن ناجیہ ہے اور جدہ کی ضمیر حضرمی کی طرف راجع ہے۔ ابن مندہ نے ظاہر کو دیکھتے ہوئے ضمیر عیسیٰ کی طرف راجع کی ہے اور صحابہ میں کلثوم کا عنوان قائم کر کے وہم سے دوچار ہوئے ہیں۔ حالانکہ وہ تابعی ہیں، جیسا کہ امام بخاری وغیرہ نے یقین سے لکھا ہے۔ بغوی نے اسی اسناد سے بطریق عیسیٰ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا تھا کہ ''ہم زکوٰۃ کی کوئی چیز قبضہ کرنے سے پہلے نہیں فروخت کرتے''۔[6] اس کی مزید تفصیل دوسری سند سے ''ناجیہ بن حارث'' کے حالات میں بیان ہوگی۔

۵۶۸۱ (ز) علقمہ بن النَّضْر

طبری[7] کا بیان ہے کہ جب اہل کوفہ نے احنف بن قیس کی جنگ میں مدد کی تو یہ ان لوگوں کے گھروں پر مقرر ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس دور میں صحابہ ہی امیر مقرر ہوتے تھے۔

۵۶۸۲ علقمہ بن وقاص بعد والی قسم میں بیان ہوگا۔

۵۶۸۳ (ز) علقمہ بن یزید[8]

بن عمرو بن سلمہ بن مُنَبِّہ بن ذہل بن غطیف المرادی الغطیفی۔ ابن یونس کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور پھر یمن

---

[1] اسد الغابہ (۲۸۰/۳) [2] اسد الغابہ (۳۷۷۵) استیعاب (۱۸۷۰) تجرید (۳۹۱/۱)

[3] استیعاب (۱۹۵/۳) [4] الاحاد والمثانی (۳۰۹/٤) [5] المعجم الکبیر (٤/١٨)

[5] سورۃ الحجرات (٦) [6] المعجم الکبیر (٤/١٨) [7] تاریخ الطبری (٩٤/٤)

[8] اسد الغابہ (۳۷۷۸) استیعاب (۱۸۷۳) تجرید (۳۹۲/۱)

لوٹ گئے۔ بعد میں پھر مدینہ آئے، فتح مصر میں شریک ہوئے۔ عتبہ بن ابی سفیان نے خلافتِ امیر معاویہ میں انہیں اسکندریہ کا والی مقرر کیا تھا۔ ان سے ابوقبیل نے روایت کی ہے۔

۵۶۸۴ (ز) علیقہ بن عدی [1] خلیفہ میں ذکر ہوا ہے۔

۵۶۸۵ علی بن الحکم السلمی

معاویہ بن حکم اور ان کے بھائیوں کے بھائی ہیں۔ بغوی، طبرانی، ابن السکن اور ابن مندہ نے بطریق کثیر بن معاویہ بن الحکم السلمی بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میرے بھائی علی بن الحکم نے اپنا ''صدق'' نامی گھوڑے کو کودایا تو ان کا پاؤں خندق کی دیوار سے جالگا اور اس کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ نے اس پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: ''بسم اللہ'' [2] تو اس کی ساری تکلیف جاتی رہی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: غریب روایت ہے جسے ہم اسی سند سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسناد میں صفار بن حمید غیر معروف راوی ہے۔ طبری نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے، اس کے متعلق معاویہ بن الحکم نے اپنا یہ قصیدہ کہا: ع

> ''علی نے اس گھوڑے کو کودایا اور اور وہ ایسے لڑھکا جیسے رسی سے بندھا ڈول، اس نے اپنے پاؤں پہ پٹی باندھی اور اس پر کود گیا جیسے بادل کے روز شکرہ بلند ہوتا ہے، تو محمد (ﷺ) - اللہ تعالیٰ جو لوگوں کا بادشاہ ہے ان پر درود بھیجے - نے کسی کام کے بغیر ایک بات کہی اس پاؤں سے سیدھے چلو، چنانچہ اس کے بعد وہ پاؤں دوسرے سے بھی زیادہ صحیح ہو گیا''۔

۵۶۸۶ (ز) علی بن حمیل [3]

از بنی حبیب بن عبیدہ ہجری نے اپنے ''نوادر'' میں ذکر کیا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ کے لشکر کے مقدمہ (پہلے دستے) پر مقرر تھا۔

۵۶۸۷ علی بن رفاعہ القُرَظیّ

علی بن سعید عسکری نے ان کا ذکر ہے اور ایسی سند کے ذریعہ روایت کی ہے جس میں محمد بن حمید الرازی ہے۔ بطریق عمرو بن دینار عن یحییٰ بن جعدہ عن علی بن رفاعہ مروی ہے محمد بن حمید الرازی کا قول ہے، فرماتے ہیں: میرے والد اس وفد میں تھے جو اہل کتاب مسلمان ہوئے تھے۔ ابوموسیٰ کا قول ہے: اس بنا پر صحابی ان کے والد ہوئے۔

میں کہتا ہوں: لیکن ابن ابی حاتم نے بطریق ابن مجمع عن عمرو بن دینار ایک اور حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں، طاؤس نے مجھ سے کہا: یہاں کے انصار سے مخابرہ کے بارے میں پوچھو! تو میں نے علی بن رفاعہ قرظی سے پوچھا، انہوں نے فرمایا: ''وہ زمین کو تہائی یا چوتھائی پر کرائے پر دینے کا نام ہے''۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۷۷۹) [2] کنز العمال (۳۰۰۹۰) کشف الخفاء (۳۳۷/۱) [3] اسد الغابہ (۳۷۸۰)

۵۶۸۸ علی بن رکانہ ❶

بقول ابن مندہ ان کا صحابی ہونا صحیح سند سے ثابت نہیں اور بطریق محمد بن نوفل عن محمد بن رکانہ انہوں نے اپنے والد کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: ''اے جماعت قریش! قوم کا بھانجا انہی میں شامل ہے''۔ ❷

میں کہتا ہوں: احتمال ہے، یہ علی بن یزید بن رکانہ ہوں لہٰذا حدیث مرسل ہوگی۔

۵۶۸۹ علی بن شیبان ❸

بن محرز بن عمرو بن عبداللہ بن عمرو بن عبدالعزی بن سحیم الحنفی السحیمی الیمامی ابویحییٰ، بنی حنیفہ کے وفد کے ایک فرد تھے۔ ان کی کئی ایک احادیث ہیں جنہیں امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے نقل کیا ہے۔ ان میں سے ایک حدیث بطریق عبداللہ بن بدر عن عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان، بحوالہ ان کے والد (جو وفد کے ایک رکن تھے) مروی ہے، فرمایا: ہم لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ کر آپ ﷺ سے بیعت ہوئے۔ ❹

۵۶۹۰ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ❺

بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف قرشی ہاشمی ابوالحسن۔ اکثر اہل علم کا قول ہے کہ سب سے پہلے یہی اسلام لائے۔ بعثت سے دس سال پہلے پیدا ہوئے، یہی صحیح قول ہے۔ نبی ﷺ کے زیر تربیت رہے اور آپ ﷺ سے جدا نہیں ہوئے۔ اور سوائے غزوۂ تبوک باقی معرکوں میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے۔ اس میں پیچھے رہ جانے کی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا:

''کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے ہاں وہی مرتبہ پاؤ جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ہاں ہے''۔ ❻

اور آپ سے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی۔ اکثر جنگوں میں جھنڈا انہی کے ہاتھ رہا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام میں بھائی بندی قائم کی تو ان سے فرمایا: ''تم میرے بھائی ہو''۔ ❼ آپ کے بہت فضائل ہیں۔ یہاں تک کہ امام احمد نے فرمایا: جتنے فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منقول ہیں اتنے کسی اور کے نہیں۔ جبکہ اوروں کا قول ہے: اس کا سبب بنی امیہ کا آپ سے بغض تھا چنانچہ جس کے پاس صحابہ میں سے ان کا مناقب کا علم ہوتا وہ اسے بیان کر دیتا اور جب کبھی یہ لوگ اسے دبانا چاہتے اور اس شخص کو ڈانٹتے جو آپ کے مناقب وفضائل بیان کرتے تو وہ اور بڑھ چڑھ کر بیان کرتا۔ روافض نے ان کے ایسے فضائل گھڑے ہیں جن سے

---

❶ اسد الغابہ (۳۷۸۱) تجرید (۳۹۲/۱) ❷ جامع المسانید (۲۹۸/۹)

❸ اسد الغابہ (۳۷۸۲) استیعاب (۱۸۷٤) تجرید (۳۹۲/۱)

❹ ابن ماجہ کتاب الاقامۃ والصلاۃ (۸۷۱) الاحاد والمثانی (۲۹۷/۳) صحیح لابن حبّان (۵۰) الترغیب والترهیب (۳۳٦/۱)

❺ اسد الغابہ (۳۷۸۳) استیعاب (۱۸۷۵) تجرید (۳۹۲/۱)

❻ بخاری کتاب الفضائل باب مناقب علی (۳۷۰٦) مسلم (٦۱٦۸)

❼ ترمذی کتاب المناقب باب حدثنا سفیان بن وکیع (۳۷۲۰) المستدرک (۱٤/۳) کنز العمال (۳۲۸۷۹) السیرۃ النبویۃ (۱۹۷/۱)

وہ بے نیاز ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے ان کے مخصوص فضائل تلاش کیے ہیں جن میں سے اکثر کو انہوں نے جمع کیا ہے اور ان کی سند میں عمدہ ہیں۔ آپ نے نبی ﷺ سے بہت سی احادیث کی روایت کی ہے اور صحابہ میں سے آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے دونوں بیٹے حضرت حسن و حسین، ابن مسعود، ابوموسیٰ، ابن عباس، ابورافع، ابن عمر، ابوسعید، صہیب، زید بن ارقم، جریر، ابوامامہ، ابوجحیفہ، براء بن عازب، ابوطفیل وغیرہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ جبکہ تابعین میں سے مخضرمین یا جنہیں رؤیت و دیدار نبوی حاصل ہے۔ روایت کرنے والوں میں عبداللہ بن شداد بن الھاد، طارق بن شہاب، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام، عبداللہ بن حارث بن نوفل، مسعود بن الحکم اور مروان بن الحکم وغیرہ شامل ہیں۔ بقیہ تابعین کی کافی تعداد میں زیادہ تر ان کی اپنی اولاد ہے، جن میں محمد، عمر، عباس ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ شہسواری، بہادری اور حملہ آوری میں شہرت رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اسید بن ابی ایاس (اناس) بن زنیم کنانی نے اسلام لانے سے پہلے قریش کو ان کے خلاف بھڑکاتے اور عار دلاتے ہوئے کہا تھا: ؏

"ہر مجمع میں اس نے تمہیں بہت ذلیل کیا، وہ ایسا نوجوان ہے جو عمدہ گھوڑوں پر سوار ہوتا ہے۔ اللہ کے لیے ہی ہے تمہاری خوبی تمہیں ابھی تک یاد نہیں آیا، جبکہ آزاد اور شریف آدمی یاد کر کے حیا کر لیتا ہے، یہ فاطمہ کا بیٹا ہے جس نے تمہیں فنا کر دیا، کبھی ذبح کر کے کبھی قتل کر کے، ابھی تک اس کا بغض ٹھنڈا نہیں ہوا۔ بوڑھے اور مشکلات میں سہارا دینے والے کہاں ہیں اور زین الابطح کہاں ہے؟" [2]

آپ اس شوریٰ کے ایک رکن تھے جن کی صراحت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے اسے آپ کے سامنے پیش کیا اور آپ کے سامنے چند شرائط رکھیں جنہیں قبول کرنے سے آپ باز رہے تو وہ حضرت عثمان کے پاس گئے، انہوں نے قبول کر لیں، چنانچہ انہیں خلیفہ نامزد کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تسلیم کر کے حضرت عثمان سے بیعت کر لی۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ علم و فتویٰ کی مدد کے لیے کوشاں رہے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت شروع کر دی اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرنے اٹھ کھڑی ہوئی جن میں حضرت طلحہ، زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم شامل تھیں۔ پھر جنگ جمل کا قصہ پیش آیا جیسا کہ مشہور ہے اس کے بعد اہل شام میں امیر معاویہ اٹھ کھڑے ہوئے، وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے وہاں کے گورنر تھے اور ان سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے وہاں کے امیر رہ چکے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے آمادہ کیا جس کے نتیجہ میں جنگ صفین عمل میں آئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ وہ خلیفۂ وقت کی فرمانبرداری قبول کریں۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا وارث اٹھے اور دعویٰ کرے، اس کے ساتھ وہی معاملہ ہوگا جس کا شریعت میں حکم ہے۔ جبکہ آپ کے مخالفین کا کہنا تھا انہیں تلاش کر کے قتل کریں۔ اور آپ سمجھتے تھے بغیر دعویٰ اور گواہوں کے قصاص کا مطالبہ بے معنی ہے۔ جبکہ دونوں فریق اس مسئلہ میں مجتہد تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک گروہ ایسا بھی تھا جو کسی جنگی جھانسے میں نہیں آیا۔ (حضور ﷺ کی حدیث کی صداقت سے یہ بات عیاں ہوگئی) جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے کہ حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے جس پر اہل سنت کا پرانا اختلاف اتفاق میں تبدیل ہوگیا۔ الحمدللہ

---

[1] مسند احمد (۳۲/۳) [2] اسد الغابہ (۲۸۶/۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خصائص میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر کے روز یہ ارشاد ہے:

''کل میں ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول بھی اسے محبوب رکھتے ہیں جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ (مسلمانوں کو) فتح دے گا''۔

صبح ہوئی تو ہر شخص اس کا متمنی تھا کہ یہ پرچم اسے عطا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت توڑتے ہوئے ارشاد فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کی: ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ چنانچہ حسب حکم انہیں لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور دعا فرمائی تو وہ بھلے چنگے ہو گئے۔ اس کے بعد انہیں علم عطا فرمایا۔ یہ حدیث صحیحین [1] میں میں شیخین نے حدیث سہل بن سعد اور حدیث سلمہ بن الاکوع سے اسی مفہوم میں مختصر نقل کی ہے۔ اسی میں ہے: اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔

مسلم میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کا مفہوم مروی ہے۔ اس میں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے اس روز کے علاوہ امیر بننے کی خواہش نہیں ہوئی۔ اور مسند احمد میں حدیث بریدہ، حدیث سہل کے مفہوم میں ابتداء میں اضافے اور آخر میں ان الفاظ سے منقول ہے۔ مَرْحَب کا واقعہ ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اس پر وار کرنا، جس سے آپ کی تلوار نے اس کی کھوپڑی کو دولخت کر دیا تھا اور پورے لشکر نے آپ کے اس وار کی آواز سنی تھی۔ ابھی لشکر کا آخری شخص بھی نہ اٹھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کر دی۔

مسند عبداللہ بن احمد میں حدیث جابر سے مروی ہے، خیبر کے روز جونہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پرچم عطا کیا وہ تیزی سے روانہ ہو گئے، لوگ آپ سے کہنے لگے: ذرا ٹھہریے! ہم قلعہ تک پہنچ جائیں۔ آپ نے جاتے ہی قلعے کا دروازہ اکھیڑ کر زمین پر دے مارا، بعد میں ستر آدمیوں نے مل کر اسے اس کی جگہ لگایا۔

اس کی سند میں حرام بن عثمان متروک راوی ہے، دروازے والا واقعہ حدیث ابی رافع سے بھی مروی ہے، لیکن اس میں یہ تعداد نہیں۔ امام احمد اور نسائی نے بطریق عمرو بن میمون روایت کی ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا، اتنے میں آپ کے پاس سات افراد آئے.... پھر ایک واقعہ ذکر کیا جس میں ہے: پھر آپ اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے آئے اور فرمانے لگے: ان لوگوں نے ایسے شخص کے خلاف زبان درازی کی ہے جسے عزت و شرف حاصل ہے۔ حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''میں ایک شخص کو ضرور بھیجوں گا جسے اللہ تعالیٰ رُسوا نہیں کرے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت رکھتا ہے''۔

جب وہ آئے تو ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی آپ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا، پھر تین بار پرچم لہرا کر انہیں عطا کیا، تو وہ فتح یاب صفیہ بنت حیی کو لے کر آئے۔ اور انہیں قریش کے پاس براءت کی قراءت کرنے بھیجا اور فرمایا:

''صرف وہی شخص جائے گا جو میرا اور میں اس کا محبوب ہوں''۔

اور آپ علیہ السلام نے اپنے چچیرے بھائیوں سے فرمایا: ''دنیا و آخرت میں میرا ساتھ دینے کے لیے کون تیار ہے؟'' تو اس کا

---

[1] اخرجہ البخاری فی کتاب الفضائل، باب مناقب علی رضی اللہ عنہ (الحدیث: ۳۷۰۲)
و اخرجہ مسلم فی کتاب الفضائل باب من فضائل علی رضی اللہ عنہ (الحدیث: ٦١٧٤)

کسی کے پاس خاطر خواہ جواب نہ بن پڑا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بے دھڑک بولے: میں اس کے لیے تیار ہوں۔ جس پر آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''یہ دنیا و آخرت میں میرے ساتھ ہے''۔

آپ علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنی چادر حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم پر ڈال کر فرمایا:

''اے نبی کے گھرانے والو! اللہ تعالیٰ تو تم سے بتوں کی گندگی دور کرنا چاہتا ہے''۔ [1]

آپ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نبی علیہ السلام کا کپڑا اوڑھ کر آپ کی جگہ لیٹ گئے۔ اس رات مشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا (ناپاک و ناکام) منصوبہ بنایا تھا۔ صبح ہوئی تو کہنے لگے: تمہارا ساتھی کہاں ہے؟ غزوۂ تبوک کے موقع پر آپ نے ان سے فرمایا تھا:

''میرے ہاں تمہیں وہی مقام حاصل ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون علیہ السلام کو حاصل تھا، صرف تم نبی نہیں ہو''۔

یعنی میں اگر جا رہا ہوں تو مدینہ میں میرا نائب بننا تمہارے لیے مناسب ہے، آپ ہی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''میرے بعد تم ہر مومن کے سرپرست ہو''۔ مسجد نبوی کی طرف کھلنے والے تمام دروازے بند کروا لیے صرف حضرت علی کا دروازہ (اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی) باقی رہنے دیا۔ جو ان کا راستہ تھا اور کوئی راستہ نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو غسل کی حاجت کے لیے بھی وہاں سے ہی گزرنا پڑتا تھا۔ اور آپ علیہ السلام نے فرمایا تھا: جس کا میں دوست ہوں اس کا علی دوست ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو آگاہ کیا تھا کہ میں بیعت رضوان میں شریک صحابہ سے راضی ہوں، کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ بیان کیا ہے کہ وہ کبھی ان سے ناراض ہوا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عمر! تمہیں کیا پتہ؟ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھ کر فرمایا: جو چاہے عمل کرو''۔

یحییٰ بن سعید انصاری سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مشکل سے پناہ طلب کرتے تھے جب کہ حل کے لیے ابوحسن (علی رضی اللہ عنہ) نہ ہوتے۔

سعید بن جبیر کی روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: ''جب ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی مسئلے میں ثبوت مل جاتا تو ہم اس سے نہ ہٹتے''۔ وہب بن عبداللہ بحوالہ ابوالطفیل روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''مجھ سے پوچھ لو، پوچھ لو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے متعلق پوچھ لو، اللہ کی قسم! ایک ایک آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ رات کے وقت نازل ہوئی یا دن کے وقت''۔

ترمذی [2] بسند قوی عامر بن سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ امیر معاویہ نے حضرت سعد کو امیر مقرر کر کے فرمایا: تم کس وجہ سے ابوتراب کے بارے میں لب کشائی نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا مجھے تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھیں۔ ان میں سے ایک کے بدلے بھی اگر مجھے سرخ اونٹنیاں مل جائیں پھر بھی اس کے بارے نامناسب الفاظ

---

[1] المستدرك (۱۳۳/۳) المعجم الكبير (۹۸/۱۲)

[2] ترمذي كتاب المناقب باب حدثنا سفيان بن وكيع (۳۷۲٤)

نہیں کہوں گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: آپ نے انہیں کسی غزوے (غزوۂ تبوک) میں پیچھے رہنے کا حکم دیا تھا، وہ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! (بہادر آپ کے ساتھ جا رہے ہیں اور) مجھے آپ عورتوں اور بچوں کے پاس چھوڑے جا رہے ہیں؟! آپ علیہ السلام نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

''کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہیں میرے ہاں وہی مقام حاصل ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاں ہارون علیہ السلام کو حاصل تھا؟ البتہ میرے بعد نبوت نہیں''۔

اور خیبر کے موقع پر میں نے آپ کو فرماتے سنا:

''میں ایک ایسے شخص کو ضرور جھنڈا عنایت کروں گا جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) پسند کرتے ہیں''۔ [1]

جس کے لیے ہم نے بڑی تمنا کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس علی کو بلاؤ!'' آپ رضی اللہ عنہ آئے، آنکھوں میں تکلیف تھی آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور ان کے ہاتھ میں جھنڈا دیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر فتح دے دی۔ اور یہ آیت نازل ہوئی:

''آپ (ان اہل کتاب سے) کہہ دیں آؤ! ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو، ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو، ہم اپنے بھائیوں کو اور تم اپنے بھائیوں کو بلاؤ''۔ [2]

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا، اور فرمایا:

''اے اللہ! یہ میرے گھرانے کے لوگ ہیں''۔ [3]

اس کی اصل مسلم میں ہے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی ہے کہ

''نبی ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ تم سے مومن ہی محبت کرے گا اور منافق ہی تم سے بغض رکھے گا''۔ [4]

ترمذی [5] نے قوی سند سے بحوالہ عمران بن حصین ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لوگو! تم علی سے کیا چاہتے ہو، علی کو مجھ سے اور مجھے علی سے محبت ہے اور علی میرے بعد ہر مومن کا سرپرست ہے''۔

مسند احمد میں عمدہ سند سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ کسی نے کہا: ''اللہ کے رسول ﷺ! آپ اپنے بعد کسے امیر بننے کا حکم دیتے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر تم ابوبکر کو اپنا خلیفہ نامزد کرو گے تو انہیں امانت دار، دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی طرف راغب پاؤ گے۔ اور اگر عمر کو اپنا والی بناؤ گے تو انہیں مضبوط امانت دار پاؤ گے، جو اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈریں گے اور اگر تم علی کو اپنا خلیفہ بناؤ گے (مجھے لگتا نہیں کہ تم ایسا کرو) تو اسے رہنما اور ہدایت یافتہ پاؤ گے، وہ تمہیں سیدھے رستے پر لے چلے گا''۔

---

[1] مسلم كتاب الجهاد باب من فضائل الصحابه (٤٦٥٤) السنن الكبرىٰ (١٣١/٩) الطبقات (٨٢/٢)

[2] سورة آل عمران (٦١)

[3] مسلم كتاب فضائل الصحابه (٦١٧٠) ترمذى كتاب المناقب باب حدثنا سفيان بن وكيع (٣٧٢٤)

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہجرت کے چالیسویں سال (۴۰ھ) سترہ رمضان کی رات ہوا، آپ رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت چار سال ساڑھے آٹھ ماہ ہے۔ کیونکہ ذوالحجہ ۳۵ھ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی المناک شہادت کے بعد آپ سے بیعت لی گئی۔ اور جنگ جمل ۳۶ھ جمادی میں اور جنگ صفین ۳۷ھ اور جنگ نہروان جو خوارج سے پیش آئی وہ اڑتیس میں ہوئی۔ اس کے بعد آپ باغیوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دیتے رہے، جس کا وفات تک موقع نہ ملا۔

۵۶۹۱ علی بن طَلْق [1]

بن المنذر بن قیس بن عمرو بن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیٰ بن سحیم الحنفی السحیمی الیمامی۔ بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ ابن عبدالبر کا قول ہے: میرے خیال میں یہ طلق بن علی کے والد ہیں۔ اسی پر عسکری نے اعتماد کیا ہے۔ ان کی حدیث ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کی ہے جو یہ ہے: ''جب تم میں سے کسی کی ہوا خارج ہو جائے تو (اس کا وضو ٹوٹ گیا اس لیے) وہ وضو کر لیا کرے''۔ [2] اور یہ حدیث: ''عورتوں سے پچھلے مقام میں صحبت نہ کرو''۔ [3] ترمذی نے امام بخاری رحمہ اللہ سے روایت کی ہے، فرمایا: مجھے اس حدیث کے علاوہ طلق بن علی کی حدیث معلوم نہیں۔

۵۶۹۲ علی بن ابی العاص [4]

بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس بن امیہ قرشی عبشمی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے، والدہ کا نام زینب رضی اللہ عنہا ہے۔ بنی غاضرہ میں دودھ پلائی کے لیے پہنچے جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھڑا لیا۔ اس وقت ابوعاص مکہ میں حالت شرک میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کسی چیز میں میرا شریک ہوگا تو میں اس سے زیادہ اس کا حقدار ہوں''۔ [5] زبیر بن بکار کا قول ہے: مجھ سے عمر بن ابی بکر الموصلی نے بیان کیا علی بن ابی عاص کی وفات بلوغت میں ہوئی۔ فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ساتھ سوار کیا تھا۔ ابن مندہ کا قول ہے ان کا انتقال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں لڑکپنے میں ہوا۔ حافظ ابن عساکر کا قول ہے: نسب کا علم رکھنے والے ایک صاحب کا بیان ہے وہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

۵۶۹۳ علی بن عبیداللہ بن حارث [6]

ابن رحضہ بن عامر بن رواحہ بن حجر بن معیص بن عامر بن لؤی قرشی عامری۔ ابن عبدالبر [7] کا قول ہے: فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۷۸٤) استیعاب (۱۸۷٦) تجرید (۳۹۲/۱) [8] استیعاب (۲۲۵/۳)

[2] ابوداؤد کتاب الطھارۃ باب من یحدث فی الصلاۃ (۲۰۵) ترمذی کتاب الرضاع (۱۱٦٤۰) الدارقطنی (۱۵۳/۱)

[3] السنن الکبریٰ (۱۹۷/۷) الدر المنثور (۲٦۰/۱) کنز العمال (٤٤۸۹۲)

[4] اسد الغابہ (۳۷۸۵) استیعاب (۱۸۷۷) تجرید (۳۹۳/۱)

[5] مجمع الزوائد (۲۱۲/۹) المعجم الکبیر (۱۰٤٦/۲۲)

[6] اسد الغابہ (۳۷۸٤) استیعاب (۱۸۷٦) تجرید (۳۹۲/۱) [8] استیعاب (۲۲۵/۳)

۵۶۹۴ علی بن ھبّار [1]

بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزی قرشی اسدی، ان کے والد کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ہوگا۔

ابن مندہ فرماتے ہیں: علی بن ہبار بن اسود بن مطلب کی اسناد میں تامّل ہے، ہمیں احمد بن ابراہیم بن نافع نے بتایا، انہیں علی بن عبدالعزیز نے انہیں ابراہیم بن عبداللہ ہروی نے انہیں ہشیم نے فرمایا: مجھے ابومعشر نے یحییٰ بن عبدالملک بن علی بن ھبار بن اسود نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ہبار کے گھر کے پاس سے گزرے تو دف کی آواز سن کر فرمایا: یہاں کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: علی بن ہبار کی شادی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (واقعی) یہ نکاح ہے زنا نہیں۔ [2] ابن مندہ فرماتے ہیں: خالد بن قاسم، ابومعشر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: یحییٰ بن عبدالملک بن علی بن ہبار عن الاسود عن ابیہ عن جدہ عن علی بن ہبار اس سند سے منقول ہے اس میں عن جدہ نہیں کہا۔

طبرانی نے عن احمد بن داؤد المکی عن ابراہیم العبدی عن ابی معشر روایت کی ہے اور دونوں جگہ "علی" کا ذکر نہیں کیا۔ ابونعیم نے اسی روایت پر اعتماد کیا ہے، وہ سمجھتے ہیں اس سند میں علی کا ذکر وہم ہے۔ جبکہ اسے محمد بن سلمہ حرانی اور محمد بن عبداللہ عزرمی نے عن عبیداللہ بن ابی عبداللہ بن ہبار بن اسود عن ابیہ عن جدہ ہبار انہی الفاظ میں نقل کیا ہے لیکن "علی" کا ذکر نہیں کیا۔

ابن الاثیر [3] نے ابونعیم کا تبصرہ نقل کر کے اسے برقرار رکھا ہے حالانکہ ابونعیم تو صرف مسند ابی معسرہ میں علی کو شامل کرنے کے منکر ہیں۔ ان کی یہ مراد نہیں کہ انہیں صحابہ میں شمار نہ کیا جائے۔ جس کی وضاحت متن میں دو مقامات پر ہے، کیونکہ جس شخص کی شادی عہد نبوی میں ہو رہی ہو اور آپ اسے برقرار رکھیں تو ناقدین کی شرط کے مطابق ایسا شخص صحابہ میں شامل ہے۔ حالانکہ "اسمٰعیلی" نے "معجم الصحابہ" میں ان کا ذکر کیا ہے اور خطیب نے "المؤتلف" میں ان کے طریق سے اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ ہبار نے اپنی بیٹی کی شادی کی تو اس موقع پہ چھلنیاں بجائی گئیں..... (حدیث) لیکن خطیب کے قلم سے ابومعشر کی بجائے عن ابی جعفر لکھا ہے۔ مجھے معلوم نہیں آیا یہ بھول ہے یا راویوں کا اختلاف ہے۔ رہی محمد بن سلمہ والی روایت جسے ابونعیم نے ذکر کیا ہے تو وہ ہبار کے حالات میں دوسری سند کے ذریعہ بیان ہوگی۔ اس میں ابونعیم کے نقل کردہ بیان سے اختلاف ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: عن محمد بن سلمہ حرانی عن الفزاری عن عبداللہ بن ہبار عن ابیہ۔ فزاری وہی عزرمی ہیں ان کی کتاب میں ابن ابی عبداللہ اور عن جدہ کے الفاظ نہیں ہیں اور جو روایت ابونعیم نے ذکر کی ہے اس کے مطابق عزرمی حرانی کے دوست ہیں جبکہ یہ ان کے شیخ (استاد) ہیں۔ لہٰذا دونوں میں سے ایک روایت غلط ہے باوجودیکہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے علی بن ہبار کا تذکرہ نہ کیا جائے، کیونکہ دونوں طریق مختلف ہیں۔ عزرمی ضعیف راوی ہے۔ واللہ اعلم

---

[1] اسد الغابہ (۳۷۹۱) تجرید (۱/۳۹۳)

[2] المصنّف لعبدالرزاق (۱۰۴۴۸) تفسیر القرطبی (۵/۱۲۷) الطبقات الکبریٰ (۲/۸۵)

[3] اسد الغابۃ (۳/۳۰۷)

۵۶۹۵ (ز) علی السلمی [1] (سدرہ کے والد)

بقول ابوعمر: اہل قباء سے تعلق رکھتے ہیں۔ طبرانی اور ابن شاہین کی بطریق عبداللہ بن کثیر بن جعفر عن بدیح بن سدرہ عن علی السلمی عن ابیہ عن جدہ روایت ہے، فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ قاجہ کے علاقہ میں فروکش ہوئے۔ آپ علیہ السلام وادی کے وسط میں اترے، اپنے ہاتھ سے نرم زمین کریدی، ذرا گڑھا کھودا تو اس میں سے پانی پھوٹ پڑا۔ فرمایا: ''یہ چشمہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سیراب کرنے کے لیے جاری کیا ہے''۔ اس کا نام ہی ''سقیاء'' پڑ گیا۔ [2]

۵۶۹۶ علی السلمی

دوسرے ہیں، بزار نے ان کی حدیث ذکر کی ہے۔ آخری قسم میں ان کا ذکر ہونا ہے۔

۵۶۹۷ علی النمیری [3]

بقول الدارقطنی: صحابی ہیں۔ ابن قانع بطریق فضیل بن سلیمان عن عائذ بن ربیعہ بن قیس نمیری عن علی بن فلان عن عبداللہ النمیری روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے جب اس سے ملتا ہے اسے سلام کرتا ہے اور جواب میں اس سے بہترین کلمات کہتا ہے، معمولی چیز سے اسے نہیں روکتا...''۔ [4] (حدیث)

زید بن معاویہ نمیری کے حالات میں عائذ بن ربیعہ سے آگے اس حدیث کی اسناد میں اختلاف کا بیان گزر چکا ہے۔

۵۶۹۸ علیّ الھلالی [5]

طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابن عیینہ بواسطہ علی بن علی الھلالی انہوں نے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے، فرمایا: میں آپ ﷺ کی اس بیماری میں آپ ﷺ کے پاس آیا جس میں آپ ﷺ نے رحلت فرمائی تھی۔ تو آپ ﷺ کے سرہانے فاطمہ الزہراء تھیں جو رونے لگیں..... (حدیث) اسی حدیث کی ''اوسط'' میں محمد بن زُریق بن جامع سے عن الہیثم بن حبیب عن ابیہ عن ابن عیینہ روایت کی ہے، اور فرماتے ہیں کہ یہ روایت صرف اسی سند سے مروی ہے۔

باب عین کے بعد میم

۵۶۹۹ عمّار بن حمید

بقول بعض: ابوزہیر ثقفی کا نام ہے۔ بقول بعض: معاذ، ایک قول ہے: یہ دو ہیں۔ جیسا کہ کنیتوں میں بیان ہوگا۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۷۸۸) تجرید (۱/۳۹۳) [2] الجامع الکبیر (۲/۵۷۲)

[3] اسد الغابہ (۳۷۸۹) تجرید (۱/۳۹۳) [4] کنز العمال (۷۵۴) الدر المنثور (۶/۴۰۰)

[5] اسد الغابہ (۳۷۹۰) تجرید (۱/۳۹۳)

۵۷۰۰ عمار بن زیاد بن السکن [1]

بقول ابن کلبی: بدر کے روز شہید ہوئے۔ ابن ماکولا فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن بشکوال وغیرہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون کا قول ہے؟ محدثین نے عمار بن زیاد کا ذکر کیا ہے کہ وہ اُحد کے روز شہید ہوئے، شاید دونوں بھائی تھے۔

۵۷۰۱ (ز) عمّار بن شبیب عمارہ میں دیکھیں۔

۵۷۰۲ عمّار بن عبید الخثعمیّ عمارہ میں تذکرہ ہوگا۔

۵۷۰۳ (ز) عمّار بن عمیر عمرو میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۵۷۰۴ عمّار بن غیلان [2]

بن سلمہ الثقفی یہ اور ان کے بھائی عامر اپنے والد سے پہلے اسلام لائے۔ یہ صاحب استیعاب [3] کا قول ہے۔ عامر کے حالات میں ان کی حدیث بیان ہو چکی ہے۔ ہشام بن کلبی ان کے والد عمار سے روایت کرتے ہیں، غیلان نے خالدہ بنت ابی العاصی، حکم کی بہن سے شادی کی جن سے عمار اور عامر پیدا ہوئے۔ عمار ہجرت کر کے نبی ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ ادھر غیلان کے خزانچی نے غیلان کا مال چرا کر عمار کے خلاف چوری کا دعویٰ کر دیا۔ اتنے میں غیلان کی ایک لونڈی آ کر کہنے لگی: میں نے آپ کے فلانے غلام کو یہاں کوئی چیز دفن کرتے دیکھا ہے۔ جو مال مدفون تھا۔ غیلان نے اس کے صلہ میں اس باندی کو آزاد کر دیا۔ عمار کو یہ بات معلوم ہوئی تو کہنے لگے: اللہ کی قسم! اس کے بعد غیلان میرا چہرہ نہیں دیکھیں گے۔ اور یہ اشعار کہے: ؎

"جو بات محمد (ﷺ) کرتے ہیں میں اس پر ان کے لیے قسم کھاتا ہوں، اور اللہ کی قسم! اللہ بے خبر نہیں۔ اگر یہ بات معد کے بوڑھے شخص کے علاوہ کوئی اور کرتا تو میں تیز تلوار سے اس کی گردن اڑانے کا قصد کر لیتا"۔

جب غیلان اسلام لے آئے تو عمرو و عامر ان سے ناراض ہو کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شام چلے گئے پھر عامر کا انتقال طاعون عمواس میں ہو گیا وہ فتوحات شام میں ثقیف کے شہسوار تھے جس پر ان کے والد غیلان نے ان کا مرثیہ کہا۔

۵۷۰۵ عمار بن معاذ بن زرارہ انصاری

بقول بعض: ابو نملہ کا نام بقول بعض: عمر یا عمارہ ہے۔

۵۷۰۶ عمّار بن یاسر [4]

بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن الحصین بن الودیم بن ثعلبہ بن عوف بن حارثہ بن عامر بن یام بن عنس بن مالک

---

[1] استیعاب (۱۸۸۰) تجرید (۱/۳۹٤) [2] اسد الغابہ (۳۷۹۵) استیعاب (۱۸۸۱) تجرید (۱/۳۹٤)

[3] استیعاب (۳/۲۲٦) [4] اسد الغابہ (۳۷۹۸) استیعاب (۱۸۸۳) تجرید (۱/۳۹٤)

العنسی ، ابوالیقظان۔ بنی مخزوم کے حلیف۔ والدہ کا نام سمیہ تھا جو ان لوگوں کی باندی تھیں یہ اور ان کے والد اسلام میں پہل کرنے والوں میں سے تھے، اور ان کا شمار اللہ کے لیے سزا پانے والوں میں ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا جب ادھر گزر ہوتا تو فرماتے: ''یاسر کے گھرانے والو! صبر سے کام لو، تمہارا بدلہ جنت ہے''۔ [1]

ان کی ہجرت حبشہ کے متعلق اختلاف ہے۔ البتہ مدینہ ہجرت کی اور تمام معرکوں میں شریک رہے۔ جنگ یمامہ میں شرکت کی جس میں ان کا کان کام آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کا گورنر مقرر کیا اور اہل کوفہ کی جانب لکھا، یہ اللہ کے رسول کے شریف صحابی ہیں۔ عاصم، زرّ سے بحوالہ عبداللہ روایت کرتے ہیں: سب سے پہلے سات افراد نے اپنا اسلام ظاہر کیا، ان میں حضرت عمار کا شمار کیا یہ ابن ماجہ کی روایت ہے اور وبرہ سے بواسطہ ہمام بحوالہ عمار مروی ہے۔ فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانچ غلام دو عورتیں اور ابوبکر کو دیکھا''۔ (بخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عمار نے نبی ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے اجازت دے دو، آؤ بھئی خوش آمدید! پاک و پاکیزہ''۔ [2] ایک روایت میں ہے جو حقیقتاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: عمار کے دل میں ایمان بھر دیا گیا ہے۔ [ترمذی اور ابن ماجہ]

اس کی سند حسن ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ میرے اور عمار کے درمیان تلخ کلامی ہوگئی، میں نے انہیں ڈانٹ پلائی، انہوں نے نبی ﷺ سے میری شکایت کر دی۔ خالد آئے تو رسول اللہ ﷺ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا: ''جو عمار سے دشمنی رکھے گا اسے اللہ کی دشمنی مول لینی پڑے گی اور جسے عمار سے بغض ہوگا اسے اللہ کے بغض کا نشانہ بننا پڑے گا''۔ [3] ترمذی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی مرفوع روایت ہے: ''عمار کو جب بھی دو کاموں میں اختیار دیا گیا تو انہوں نے ان میں سے زیادہ آسان کو اختیار کیا''۔ [4] حضرت حذیفہ سے مرفوع روایت ہے: ''میرے بعد ان دونوں ابوبکر و عمر کی پیروی کرنا اور عمار کی سیرت اپنانا''۔ یہ روایت ترمذی [5] اور ابن ماجہ [6] نے نقل کی ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں حسن ہے۔ اس بارے میں تو نبی ﷺ کی متواتر احادیث ہیں کہ عمار کو باغی گروہ [7] قتل کرے گا۔

اور اس پر اتفاق ہے کہ وہ جنگ صفین میں ربیع ۸۷ھ ترانوے (۹۳) برس کی عمر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے ہوئے شہید ہوئے۔ اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ یہ آیت ''البتہ جسے کفر پر مجبور کیا جائے لیکن اس کا دِل ایمان پر ٹکا ہوا ہو'' [8] انہی کے

---

[1] کنز العمال (۳۷۳۶۶) حلیۃ الاولیاء (۱۴۰/۱) السیرۃ النبویۃ (۲۵۳/۱)

[2] ابن ماجہ المقدمۃ باب فضل عمار بن یاسر (۱۴۶) المستدرک (۳۸۸/۳)

[3] مسند احمد (۸۹/٤) مجمع الزوائد (۲۹۳/۹) المعجم الکبیر (۳۸۳۱)

[4] ترمذی کتاب المناقب (۳۷۹۸) المستدرک (۳۸۸/۳) الطبقات (۲/۲)

[5] ترمذی کتاب المناقب باب مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما (۳۶۶۲)

[6] ابن ماجہ المقدمہ باب فضائل اصحاب النبی فضل ابی بکر (۹۷)

[7] ترمذی کتاب المناقب باب مناقب عمار (۳۸۰۰)

[8] سورۃ النحل (۱۰۶)

متعلق نازل ہوئی۔ انہوں نے نبی ﷺ سے کئی احادیث نقل کی ہیں۔ ان سے نقل کرنے والے صحابہ میں ابوموسیٰ، ابن عباس، عبداللہ بن جعفر، ابولاس خزاعی، ابوطفیل اور تابعین کی ایک جماعت شامل ہے۔

۵۷۰۷ (ز) عماربن ابی الیسر

کعب بن عمرو انصاری۔ بقول ابن مندہ: صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے جو صحیح ثابت نہیں۔

۵۷۰۸ عمارہ ابن احمر المازنی [1]

امام بخاری رحمہ اللہ نے وحدان میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن سعد [2] نے بصرہ فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابوعمر [3] کا قول ہے: مجھے ان کی کوئی روایت نہیں ملی۔ ان کا یہی قول ہے، جبکہ ابویعلیٰ اور طبرانی وغیرہ نے ان کی حدیث بطریق یزید بن حنف انہوں نے اپنے والد کے حوالہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: میں نے عمارہ بن احمر مازنی کو فرماتے سنا: میں جاہلیت میں اپنے اونٹ چرارہا تھا، ہم پر رسول اللہ ﷺ کے لشکر نے حملہ کیا، میں نے اپنے اونٹ جمع کر لیے، ایک پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ نے میرے اونٹ مجھے لوٹا دیئے جنہیں لوگوں نے ابھی تک تقسیم نہیں کیا تھا۔ [4]

۵۷۰۹ عمارہ بن اوس [5]

بن خالد بن عبید بن امیہ بن عامر بن خطمہ انصاری خطمی۔ ابن سعد [6] اور ابن ابی داؤد نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن حبان [7] کا بھی باضافہ یہی قول ہے۔ البتہ مجھے ان کی اسناد اور حدیث پر اعتماد نہیں۔ ابن ابی خیثمہ نے بطریق قیس بن الربیع عن زیاد بن علاقہ بحوالہ عمارہ بن اوس (جنہوں نے دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی تھی) روایت کی ہے کہ میں شام کی کسی نماز میں تھا کہ ایک اعلان کرنے والے نے کہا: قبلہ کا رُخ کعبہ کی طرف ہو چکا ہے..... (حدیث) اس میں قیس منفرد ہے جو ضعیف ہے۔ اسی روایت کو طبرانی [8] نے بروایت عبدالملک بن حسین عن زیاد عن عمارہ بن رویبہ نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۷۱۰ (ز) عمارہ بن اوس [9]

بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن الاثیر نے سابقہ شخصیت سے ملایا ہے، جس کا احتمال ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۷۹۹) استیعاب (۱۸۸۴) تجرید (۱/۳۹۴) [2] الطبقات الکبریٰ (۹۱/۷)

[3] استیعاب (۲۳۱/۳) [4] تہذیب تاریخ دمشق (۱۹۲/۱۸) الکامل فی الضعفاء (۲۲۲۰/۶)

[5] اسد الغابہ (۳۸۰۰) استیعاب (۱۸۸۵) تجرید (۱/۳۹۴) [6] الطبقات (۹۱/٤)

[7] الثقات (۲۹٤/۳) [8] المعجم الکبیر (۱۵۶۸) [9] تجرید (۳۹٤/۱)

۵۷۱۱ عمارہ بن اوس

بن ثعلبہ انصاری جشمی۔ اموی نے مغازی میں بحوالہ ابن اسحاق روایت کی ہے کہ یہ اور ان کے بھائی مالک جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، شاید یہ پہلے والے ہوں۔

۵۷۱۲ عمارہ بن ثابت [1]

خزیمہ رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ ابن مندہ نے بطریق یونس عن الزھری عن ابن خزیمہ بن ثابت انہوں نے اپنے چچا عمارہ بن ثابت روایت کی ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا..... (حدیث) [2] یہی روایت اسی سند سے نسائی نے صحابی کا نام لیے بغیر اسی طرح ابوداؤد نے بطریق شعیب، زہری سے روایت کی ہے کہ مجھ سے عمارہ بن خزیمہ بن ثابت نے بیان کیا کہ ان کے چچا نے ان سے حدیث بیان کی جو صحابی رسول تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی سے گھوڑا خریدا..... (حدیث) جس میں حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے گواہی دی تھی۔

۵۷۱۳ عمارہ بن حزم [3]

بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار انصاری۔ بقول ابوحاتم: [4] صحابی ہیں۔ ابن اسحاق [5] نے بیعت عقبہ کے شرکاء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر [6] فرماتے ہیں: اس بات پر تمام اہل مغازی کا اتفاق ہے جبکہ اکثریت نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں: تمام معرکوں میں شریک رہے، فتح مکہ کے دن بنی مالک بن النجار کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ ابن اسحاق نے شہداء یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ محدثین کا کہنا ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور محرز بن نضلہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ ان کا بیٹا مالک بن عمارہ بن حزم تھا، جس کی نرینہ اولاد نہ تھی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ صغیر میں عمدہ سند سے ابوبکر بن عمر بن حزم سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمارہ بن حزم سے فرمایا: مجھے اپنا دم سنا تو سننے کے بعد آپ نے اس میں کوئی قابل گرفت بات نہیں پائی چنانچہ وہ لوگ آج تک اس سے دم کرتے ہیں۔ یہ مرسل روایت ہے۔

ابن سعد نے واقدی سے ان کی سند کے ذریعہ بحوالہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے، انصار کے چند گھرانے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیکی پڑوس کی بنا پر عموماً و بیشتر رواداری اور مدارات سے پیش آتے (کبھی کوئی چیز بھیج دی کبھی کوئی) جن میں سعد بن عبادہ، عمارہ بن حزم، ابوایوب اور سعد بن معاذ شامل ہیں۔ امام احمد، ابوعوانہ اور ابن قانع نے بطریق سعید بن عمرو بن شرحبیل بن سعید بن سعد بن عبادہ روایت کی ہے، فرمایا: میں نے سعید بن سعد بن عبادہ کی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ عمارہ بن حزم اس موقع پر موجود تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] اسد الغابہ (۳۸۰۱) تجرید (۳۹٤/۱)

[2] مسند احمد (۲۱٦/۵) المعجم الکبیر (۳۷۱۷/٤) الصحیح لابن حبان (۱۸۰۲) المطالب العالیۃ (٤۷۲) الطبقات (۹۲/٤)

[3] اسد الغابہ (۳۸۰۲) استیعاب (۱۸۸٦) تجرید (۳۹۵/۱)

[4] الجرح والتعدیل (۳٦۳/٦) [5] السیرۃ النبویۃ (۷۵/۲) [6] استیعاب (۲۳۱/۳)

نے گواہ کے ساتھ قسم کی بنا پر فیصلہ کیا تھا۔ ابن قانع کی عن سعید عن ابیہ عن جدہ کی روایت میں ہے کہ عمارہ بن حزم نے ان سے بیان کیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق زیاد بن نعیم حضرمی بحوالہ عمارہ بن حزم روایت کی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر کے اوپر بیٹھے دیکھ کر فرمایا: ''قبر سے نیچے اترو، قبر والے کو اذیت نہ پہنچاؤ''۔ [1]

۵۷۱۴ (ز) عمارہ بن حزن بن شیطان [2]

بقول ابوموسیٰ: اسمٰعیلی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حدیث خالد بن سنان اور لاوے کی آگ والی حدیث کے راوی ہیں۔ ابوسعید نقاش نے ''العجائب'' میں اسے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے جو عمر بن شبہ کی کتاب میں عن ہشام بن کلبی عن ابیہ عن ابی بن عمارہ [3] بن مالک بن حزن شیطان بن جدع بن جذیمہ بن روّاد بن بغیض بن عبس لکھا دیکھا ہے حجاز کے علاقہ میں ایک آگ (لاوے کی صورت میں) تھی جسے ''نار الحدثان'' کہا جاتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے خالد بن سنان عبسی کو رسول بنا کر بھیجا تھا۔ وہ فرمانے لگے: میری قوم! مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میں اس آگ کو بجھا دو جو تمہیں اذیت دے رہی ہے، لہٰذا میرے ساتھ ہر بطن کا ایک شخص آئے۔ تو عمارہ [4] ساتھ آنے والوں میں تھے جن کا تعلق بنی جذیمہ سے تھا۔ عمارہ فرماتے ہیں: وہ ہمیں لے کر آگ کے پاس پہنچ گئے.... پھر واقعہ ذکر کیا۔ میں نے خالد بن سنان کے حالات میں ان کے واقعہ کے طُرُق کو جمع کر دیا ہے۔

۵۷۱۵ عمارہ بن ابی حسن انصاری [5]

صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن قتادہ کا قول ہے: بدر میں شریک ہوئے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: بیعتِ عقبہ اور بدر میں شرکت کی۔ ابن عبدالبر [6] فرماتے ہیں: صحابی ہیں اور ان کے والد ابوحسن بیعت عقبہ اور بدر کے شرکاء میں سے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس میں کوئی شک نہیں کہ ابوحسن بیعتِ عقبہ اور بدر میں شریک تھے، اور جس نے یہ بات عمارہ کے لیے ذکر کی ہے اس کی سند وہ روایت ہے جو بغوی، ابن قانع اور ابن السکن نے بطریق حسین بن عبداللہ الہاشمی عن عمرو بن یحییٰ بن عمارہ بن ابی حسن عن ابیہ عن جدہ (جو عقبی اور بدری صحابی ہیں) روایت کی ہے پھر ایک حدیث ذکر کی۔ بغوی کی کتاب میں عن ابیہ عن جدہ ابی حسن لکھا ہے جس بنا پر عن جدہ کی ضمیر یحییٰ کی طرف راجع ہوگی نہ کہ عمرو کی جانب اور حدیث ابوحسن کی ہوگی نہ کہ عمارہ کی۔ نسائی میں بروایت زہری عن عمارہ بن ابی حسن عن عمہ ایک اور حدیث نقل کی ہے۔

۵۷۱۶ عمارہ بن حمزہ [7] بن عبدالمطلب ہاشمی

ابوعمر [8] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی اور ان کے بھائی یعلی کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کئی سال کی عمریں تھیں لیکن ان

---

[1] کنز العمال (٤٢٦٠٥) شرح معانی الاثار (٥١٥/١) [2] اسد الغابہ (٣٨٠٣) تجرید (٣٩٥/١)

[3] اصل مسودے میں اسی طرح لکھا ہے۔ [4] مسودے میں خالی جگہ ہے۔

[5] اسد الغابہ (٣٨٠٤) استیعاب (١٨٨٧) تجرید (٣٩٥/١) [6] استیعاب (٢٣٢/٣)

[7] اسد الغابہ (٣٨٠٥) استیعاب (١٨٨٨) تجرید (٣٩٥/١) [8] استیعاب (٢٣٢/٣)

دونوں میں سے کسی کی روایت مجھے یاد نہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعمارہ تھی۔

میں کہتا ہوں: یہ ان کے بڑے بیٹے ہیں، اگر یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بعد زندہ رہے تو یقیناً صحابی ہیں کیونکہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چھ سال کچھ ماہ پہلے ہوئی تھی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ عمارہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا نام ہے۔

قابل توجہ:

جس موقع پر حضرت علی، حضرت جعفر اور حضرت زید رضی اللہ عنہم کے درمیان حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی پرورش کی بات چلی تھی اس وقت اگر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کوئی بیٹا ہوتا تو اس کا ضرور ذکر ہوتا لیکن روایات خاموش ہیں۔ [عامر تقی ندوی]

۵۷۱۷ عمارہ بن رؤیبہ ✿ الثقفی

ابوزھرہ۔ کوفہ کے رہائشی ہیں۔ ان کی دو حدیثیں ہیں۔ مسلم وغیرہ نے ان کی حدیث نقل کی ہے، ان سے روایت کرنے والے آخری شخص حصین بن عبدالرحمٰن ہیں المزی نے "التھذیب" میں لکھا ہے انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت حاصل ہے۔ جوان کا وہم ہے اس واسطے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے جرمی ہیں، جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بچپن میں ماں باپ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا حکم دیا تھا۔ لہٰذا ان دو جہتوں سے دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

۵۷۱۸ عمارہ بن زعکرہ المازنی ✿

ابوعدی، ابن سعد ✿ نے فتحیین کے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن السکن کا قول ہے: ازدی ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابی ہیں، جس کی اسناد صحیح نہیں کیونکہ اس میں عفیر بن معدان ہے۔ ابن السکن لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ اہل شام سے ان کی حدیث کی روایت ہوتی ہے۔ ان سے ایک حدیث ہی روایت کی جاتی ہے۔ ✿ جس میں تامل ہے۔ بغوی کا قول ہے: شام کے باسی ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اہل حمص میں شمار ہوتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث ترمذی اور بغوی کی کتابوں میں ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے سماع کی صراحت ہے عبدالرحمٰن بن عائذ حمصی ان سے روایت کرتے ہیں۔ ترمذی فرماتے ہیں: غریب روایت ہے جسے ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور اس کی اسناد قوی نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس میں عفیر بن معدان ضعیف راوی ہے، لیکن اسی روایت کو ان سے ولید بن مسلم نے نقل کیا ہے اور ان سے پہلے اسے عبدالعزیز بن اسمٰعیل بن مہاجر عن ولید بن عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد کا قول لیا ہے اور اسے ذکر کر دیا۔ ولید فرماتے ہیں: میں نے عقبہ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے مجھ سے حدیث بیان کی۔

✿ اسد الغابہ (۳۸۰۷) استیعاب (۱۸۸۹) تجرید (۱/۳۹۵) ✿ اسد الغابہ (۳۸۰۸) استیعاب (۱۸۹۰) تجرید (۱/۳۹۵)

✿ الطبقات (۷/۱۴۶) ✿ ترمذی کتاب الدعوات باب حدثنا محمد بن غیلان (۳۵۸۰)

۵۷۱۹ عمارہ بن زیاد بن السکن ❶

بقول ابن کلبی: بدر میں شہید ہوئے۔ بعض اہل نسب نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے احد میں شہید ہوئے۔ زیاد بن السکن کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۷۲۰ عمارہ بن شبیب السبائی ❷

ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: عمارہ۔ ابن السکن کا کہنا ہے: صحابی ہیں۔ ابن یونس فرماتے ہیں: ان کی حدیث معلول ہے ان سے ابوعبدالرحمٰن الحبلی روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ ❸ میں اس کی علت بیان کی ہے اور انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن حبان کا قول ہے: جو ان کے صحابی ہونے کا قائل ہے اسے وہم ہوگیا ہے۔ ترمذی ❹ فرماتے ہیں: ہمیں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کا علم نہیں۔ ابوعمر ❺ لکھتے ہیں: ۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

۵۷۲۱ عمارہ بن شہاب الثوری

طبرانی فرماتے ہیں: انہوں نے ہجرت کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کا گورنر بنایا تھا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۷۲۲ عمارہ بن عامر ❻

بن المشنج القشیری۔ محمد بن زکریا الغلابی نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا کہ بنی عامر میں سے اہل شام کے ایک شخص منقول ہے: بنی قشیر میں سے معاویہ، عمارہ بن المشنج ابن الاعور بن قشیر ❼ صحابی ہیں۔ خطیب نے المؤتلف میں یہ روایت بطریق غلابی نقل کی ہے۔

۵۷۲۳ (ز) عمارہ بن عامر الانصاری

ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ہم سے ابن صاعد نے سلمہ بن شبیب سے ان سے عبدالرزاق ❽ نے ابن جریج سے بواسطہ سعید بن ابی سعید بحوالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عن عمارہ بن عامر انصاری روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعے کے دن غسل کیا پھر سب سے اچھی خوشبو لگائی..... (حدیث) یہی روایت دیری نے عبدالرزاق سے نقل کی لیکن ابن جریج اور سعید کے درمیان ایک مبہم شخص کا اضافہ کر دیا ہے اور عمارہ بن عامر کا ذکر نہیں کیا۔ ❾

---

❶ اسد الغابہ (۹) ❷ اسد الغابہ (۳۸۱۱) استیعاب (۱۸۹۲) تجرید (۳۹۵/۱)

❸ التاریخ الکبیر (۴۹۵/۳) ❹ ترمذی کتاب الدعوات باب حدثنا محمد بن حمید الرزاق (۳۵۳۴)

❺ استیعاب (۲۳۳/۳) ❻ اسد الغابہ (۳۸۱۲) تجرید (۳۹۵/۱) ❼ اسد الغابہ (۳۱۶/۴) الاکمال (۲۷۱/۶)

❽ المصنف لعبدالرزاق (۵۵۸۹) ❾ اسد الغابہ (۳۸۱۳) استیعاب (۱۸۹۳) تجرید (۳۹۶/۱)

۵۷۲۴ عمارہ بن عبید خثعمی ❶

بقول بعض: ابن عبیداللہ/عمار۔ ابن حبان ❷ لکھتے ہیں: بہت بوڑھے تھے، داؤد بن ابی ہند انہیں صحابی سمجھتے تھے۔ امام بخاری اور ابن عدی نے سلیمان بن کثیر کے حالات میں بطریق سلیمان عن داؤد عن عمارہ بن عبید (جو خثعم کے بہت عمر رسیدہ شخص تھے) روایت کی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو پانچ فتنوں کا تذکرہ کرتے سنا، ان میں سے چار گزر چکے ہیں اور پانچواں اہل شام! تم لوگوں میں ہے جو عبدالرحمٰن بن الاشعث ❸ کی یورش کے وقت پیش آیا۔ ابن عدی فرماتے ہیں: اس میں سلیمان منفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: نہیں بلکہ حماد بن سلمہ، خالد الطحان اور سلمہ بن علقمہ نے ان کی متابعت کی ہے سب اصل حدیث داؤد سے نقل کرتے ہیں۔ پھر اختلاف ہے۔ چنانچہ امام احمد ❹ حماد کی روایت سے جو ابن قانع اور ابن مندہ کی کتاب میں بھی ہے، لیکن انہوں نے یقین سے کہا ہے کہ یہ عمار ہیں۔ لیکن دوسرے ان کے خلاف سیاق نقل کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں محفوظ وہی روایت ہے جو امام احمد رحمہ اللہ نے بطریق حماد بن سلمہ عن داؤد عن عمار نقل کی ہے۔ ایک نسخہ میں ہے عمارہ ایک شامی شخص ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: ہم روم کے پھاٹک میں ایک سال غزوے کے دوران داخل ہوئے۔ پھر وہاں سے پلٹے اور واپس آ گئے۔ ہمارے ساتھ خثعم کے ایک بوڑھے میاں تھے۔ انہوں نے حجاج بن یوسف کا ذکر کیا اور اسے برا بھلا کہنے لگے، میں نے ان سے کہا: آپ اسے کیوں برا کہتے ہو۔ جبکہ وہ تو امیر المومنین کی فرمانبرداری میں اہل عراق سے جنگ کر رہا ہے؟ کہنے لگے: اسی نے تو انہیں نافرمان بنایا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اس امت میں پانچ فتنے ہوں گے“۔ (حدیث) ہم نے ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ حاصل یہ ہوا، اس حدیث میں داؤد بن ابی ہند منفرد ہے۔ ان کے شیخ کے نام میں اختلاف ہے۔ آیا وہ عمارہ ہیں یا عمار؟ کیا وہ اس حدیث کے صحابی ہیں یا خثعم کے بزرگ صحابی ہیں؟ پہلا قول تو میرے نزدیک بالکل بے وزن ہے۔ البتہ دوسرا راجح ہے کہ داؤد کے شیخ تابعی ہیں اور صحابی خثعمی بے نام ہیں۔ واللہ اعلم۔

وہب بن منبہ نے خالد سے نقل کرنے میں ان کی متابعت کی ہے اور مسلمہ کی روایت میں فرماتے ہیں: عن داؤد عن عمارہ بن عبید فرمایا: مجھ سے خثعم کے ایک شخص نے بیان کیا۔ اور جو بات ابن حبان ❺ نے نقل کی ہے اس میں امام بخاری رحمہ اللہ کی پیروی کی ہے۔ جبکہ ابو حاتم ❻ ان کے خلاف نقل کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک عمارہ بن عبید صحابی ہیں۔ داؤد بن ابی ہند ایک شامی شخص سے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں، اور یہ تو بلاشک غلط ہے کیونکہ شامی ہی عمارہ ہیں یا عمار ہیں جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ کی روایت میں صراحت ہے۔ اور ان کے شیخ خثعم کے ہیں لہٰذا یہ تیسرا قول ہے۔ واللہ اعلم۔

---

❶ اسد الغابہ (۳۸۱۳) استیعاب (۱۸۹۳) تجرید (۱/۳۹۶) ❷ الثقات (۳/۲۹۵)
❸ التاریخ الکبیر (۶/۴۹۴) ❹ جامع المسانید (۹/۳۲۶) مسند احمد (۵/۷۳)
❺ الثقات (۳/۲۹۵) ❻ الجرح والتعدیل (۶/۳۶۶)

۵۷۲۵ عمارہ بن عقبہ

بن حارثہ از بنی غفار، ابن اسحاق نے شہداءِ خیبر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۷۲۶ عمارہ بن عقبہ [1]

بن ابی معیط قرشی اموی، ولید کے بھائی۔ ابوعمر [2] لکھتے ہیں: یہ اور ان کے دونوں بھائی ولید اور خالد مسلمانانِ فتح مکہ میں سے ہیں۔ حارث اپنی مسند میں لکھتے ہیں، ہم سے زکریا بن عدی نے ابن نمیر سے نقل کیا۔ اور ابن ابی شیبہ اپنی مسند میں فرماتے ہیں: عبداللہ بن نمیر، حرب بن ابی مطر سے عن مدرک عن عفان عن ابیہ عمارہ روایت کرتے ہیں، میں نبی ﷺ کے پاس بیعت ہونے آیا تو آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ کسی نے کہا، آپ نے ایسا اس وجہ سے کہا کہ تمہارے ہاتھ پر خوشبو لگی ہے چنانچہ وہ خوشبو دھو آئے تو آپ نے بیعت کر لیا۔ یہ روایت اسی طرح اسی سند سے طبرانی، بزار، ابن قانع اور ابن مندہ وغیرہ بطریق ابن نمیر نقل کی ہے۔

ابن مندہ فرماتے ہیں: اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ زبیر ''انساب قریش'' میں ذکر کرتے ہیں، جب ام کلثوم بنت عقبہ نے ہجرت کی تو ان کے دونوں بھائی ولید اور عمارہ ان کی تلاش میں مدینہ آئے۔ نبی ﷺ سے ان کا مطالبہ کیا تو آپ نے انہیں واپس لوٹا دیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

''اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مؤمن خواتین ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لے لیا کرو''۔ [3]

انہوں نے اسی طرح بغیر سند کے ذکر کیا ہے۔ یہی قول ابن اسحاق نے مغازی میں نقل کیا اور زہری سے بحوالہ عروہ شانِ نزول کے بارے میں طویل قصہ ذکر کیا ہے۔ لیکن اس میں ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا واقعہ نہیں ہے۔ زبیر فرماتے ہیں: عمارہ کی اولاد سے ولید بن عمارہ اور مدرک بن عمارہ جو صاحب مرتبہ تھے، عمارہ نے کوفہ میں قیام کیا، اس وقت اس میں عقبہ تھے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جو ان کے ماں شریک بھائی کہلاتے ہیں، مدح کی تھی: ؏

''تم نے مجھے میرے بھائی عثمان کی یاد دلا دی سورات ان کے تذکرہ کے لیے انتہائی طویل ہونی چاہیے۔ وہ مشکلات و مصائب میں جب ان کا خوف ہوتا ہے لوگوں کے لئے حفاظت کا ذریعہ تھے۔ اور خشک سالی اور جب دکھنی ہوا چلتی ہے یتیموں کے والی تھے، جس وقت بارش کا قطرہ نہیں ملتا اور اونٹنیاں نایاب ہو جاتی ہیں وہ رشتہ داروں تک جا پہنچتے ہیں''۔

۵۷۲۷ (ز) عمارہ بن عقبہ [4]

بن حارثہ الغفاری۔ ابن اسحاق [5] نے شہداء خیبر میں ان کا ذکر کیا، ایسا ہی ابن عبدالبر [6] کا بیان ہے۔ جبکہ مغازی ابن اسحاق میں یوں ہے: جس مقتول یہودی نے خیبر میں عمارہ بن عقبہ سے مبارزت طلب کی تھی طبری نے اس کا نام ذیال بتایا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۸۱۵) استیعاب (۱۸۹۵) تجرید (۱/۳۹۶) [2] استیعاب (۳/۲۳۴)

[3] سورۃ الممتحنۃ (۱۰) [4] اسد الغابہ (۳۸۱۴) استیعاب (۱۸۹۴) [5] السیرۃ النبویۃ (۳/۲۶۶)

[6] استیعاب (۳/۲۳۴)

اور عمارہ کا نسب یوں لکھا ہے: ابن عقبہ بن عباد بن مُلَیل۔ انہوں نے جب یہودی پر حملہ کیا تو فرمایا: لے میں غفاری جوان ہوں۔

۵۷۲۸ (ز) عمارہ بن عمرو

بن امیہ الضمری۔ ان کے والد کا تذکرہ ہوتا ہے، البتہ ان کا میں نے صحابہ میں تذکرہ نہیں دیکھا۔ البتہ ابن فتحون نے طبری کی روایت کو دلیل بناتے ہوئے کہ عمرو بن عاص نے انہیں خلافتِ فاروقی کے ابتدائی دور میں ۱۵ھ رملہ کی کمک کے لیے بھیجا تھا، اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ تو پہلے بیان ہوتا رہا ہے کہ فتوحات میں صحابہ رضی اللہ عنہم ہی امیر مقرر ہوتے تھے۔

۵۷۲۹ عمارہ بن عمیر

عمرو میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۵۷۳۰ عمارہ بن الخثعمی

ان کا تذکرہ (کتابوں میں) موجود ہے ایسا ہی تجرید میں لکھا ہے۔

۵۷۳۱ عُمارہ بن مَخشیّ

جنگ یرموک میں شریک ہوئے اور لشکروں کے امراء میں سے تھے، تجرید میں یونہی لکھا ہے۔

۵۷۳۲ عمارہ بن مخلد ✿

بن حارث انصاری نجاری۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شہداءِ احد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ البتہ ابن اسحاق نے بدری صحابہ میں عامر بن مخلد کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے وہ اُحد میں شہید ہوئے۔ لہٰذا اللہ ہی بہتر جانتا ہے آیا یہ دو شخص ہیں یا ایک فرد ہے؟ ان کے نام میں بھی اختلاف ہے۔ مغازی میں ابن عائذ کے طرز سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں ایک ہیں، اس واسطے کہ انہوں نے بحوالہ ولید بن مسلم شہداء اُحد میں عمارہ بن مخلد کو شمار کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ولید کے علاوہ کہتے ہیں: عامر بن مخلد۔

۵۷۳۳ عمارہ بن مدرك ✿

بن جنادہ، ذہبی نے بحوالہ بقی بن مخلد ان کا ذکرہ کیا ہے۔

۵۷۳۴ (ز) عمارہ بن معاذ

بقول بعض: ابو نملہ انصاری کا نام ہے یہ ابن حبان کا قول تھا، جبکہ اوروں کا کہنا ہے: ان کا نام عمار تھا۔

۵۷۳۵ عمارہ ✿

مدرک کے والد، یہی ابن عقبہ بن ابی معیط ہیں، پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

✿ تجرید (۳۹۶/۱) ✿ اسد الغابہ (۳۸۱۸) تجرید (۳۹۶/۱)

✿ تجرید (۳۹۶/۱) ✿ اسد الغابہ (۳۸۱۹) تجرید (۳۹۶/۱)

عمر نامی حضرات

۵۷۳۶ عمر بن الحکم السلمی *

معاویہ بن الحکم اوران کے بھائیوں کے بھائی۔ ابن سعد نے ایسی سند سے جس میں واقدی ہے عطاء بن یسار تک بحوالہ عمر بن الحکم السلمی روایت کی ہے، فرماتے ہیں: میری والدہ نے یہ نذر مانی کہ وہ بیت اللہ کے پاس اونٹ ذبح کریں گی چنانچہ انہوں نے اس پر اونٹ اور بکری کے بالوں کی زین ڈالی اور اونٹ کو ذبح کیا اس کے بعد کعبہ پر غلاف ڈالا۔ ابن السکن وغیرہ بطریق کثیر بن معاویہ بن الحکم وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں اور میرے چھ بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے.....(حدیث) ان کے بھائی علی کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ رہی وہ روایت جو امام مالک نے ہلال بن اسامہ عن عطاء بن یسار عن عمر بن الحکم بکریاں چرانے والی باندی کے واقعہ کے متعلق نقل کی ہے تو محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ انہیں اس میں وہم ہوا ہے۔ درست معاویہ بن الحکم ہے۔

۵۷۳۷ (ز) عمر بن الحکم البهزیؓ

از بہز سلیم۔ خلیفہ بن خیاط نے بنی مازن بن منصور کے راویوں میں عتبہ بن غزوان اور ان کی قوم کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ پہلے والے ہوں۔

۵۷۳۸ عمر بن الخطاب

بن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح ابن عبداللہ بن قرط بن رزاح۔ ابن عدی بن کعب بن لوی بن غالب قرشی العدوی، ابوحفص امیر المومنین۔ والدہ کا نام حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ مخزومیہ ہے۔ یہی ابن زبیر کا قول ہے۔ ابونعیم نے بطریق ابن اسحاق روایت کی ہے کہ یہ بنت ہشام۔ ابوجہل کی بہن ہے۔ ان سے مروی ہے کہ فجار اعظم کے چار سال بعد پیدا ہوئے جو بعثت نبوی سے تیس (۳۰) سال پہلے کا عرصہ ہے۔ بقول بعض: بغیر ذکر، خلیفہ کی اپنی سند سے ہے کہ آپ واقعۂ فیل کے تیرہ (۱۳) سال بعد پیدا ہوئے۔ جاہلیت میں سفارت کا عہدہ ان کے پاس تھا۔ پھر اسلام لے آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت مسلمانوں کے سخت خلاف تھے۔ چنانچہ ان کا اسلام مسلمانوں کے لیے فتح اور تنگی سے نجات کا ذریعہ ثابت ہوا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب تک عمر اسلام نہیں لائے ہم نے کھل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی۔

ابن ابی الدنیا نے صحیح سند سے بحوالہ رجاء عطاردی روایت کی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ دراز قد بھاری بھرکم جسم والے سر کے اگلے حصے سے گنجے اور باقی سر پر بالوں والے تھے۔ رنگ انتہائی سرخ تھا، مونچھوں کے بال گھنے تھے جن کے کناروں پر سرخی تھی اور رخسار ہلکے تھے۔

---

* اسد الغابہ (۳۸۲۳) تجرید (۱/۳۹۷)

یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں زرّ بن حبیش تک کی عمدہ سند سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ بائیں ہتھے، چندلے اور گندم گوں رنگ والے تھے۔ دوسرے لوگوں میں چلتے ایسے محسوس ہوتے جیسے وہ سوار ہیں۔ میں نے یہ واقعہ حضرت کی اولاد میں سے کسی سے ذکر کیا تو کہنے لگا ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گورے چٹے تھے۔ جب ''عام الرمادہ'' جو قحط کا سال تھا ہوا تو آپ نے گوشت اور گھی کھانا چھوڑ دیا تھا اور صرف تیل کھانے لگے تھے۔ یہاں تک کہ ان کا رنگ تبدیل ہوگیا، پہلے وہ سرخ رنگ کے ہوئے پھر ان کا رنگ خراب ہوگیا۔

دینوری نے ''المجالسہ'' میں اصمعی عن شعبہ عن سماک روایت کی ہے، حضرت اروح تھے، لگتا تھا وہ سوار ہیں اور لوگ پیدل چل رہے ہیں۔ فرماتے ہیں: ارْوَح اسے کہتے ہیں جس کے ٹخنے چلنے میں قریب قریب پڑتے ہیں۔ ابن سعد نے عمدہ سند کے ذریعہ بطریق سماک بن حرب روایت کی ہے کہ مجھے ہلال بن عبداللہ نے بتایا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے وہ بھاری بھرکم جسم والے تھے گویا وہ بنی سدوس کے آدمی ہیں۔ اور ایک ایسی سند سے نقل کیا ہے جس میں واقدی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا بایاں کان اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور دونوں پاؤں جوڑ کر اچھل کر گھوڑے پر بیٹھتے۔ لگتا تھا وہ گھوڑے کی پیٹھ پر ہی پیدا ہوئے ہیں۔ یونس بن بکیر نے ''زیادات المغازی'' میں عن ابی عمر الجزار عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ! اسلام کو ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ غلبہ عطا فرما''۔

صبح ہوئی تو حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔ ابو یعلی نے بطریق ابی عامر العقدی عن خارجہ عن نافع بحوالہ ابن عامر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ! اسلام کو دو آدمیوں سے جو آپ کو زیادہ پسند ہے کہ ذریعہ غلبہ عطا فرما، عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام''۔ [1]

تو دونوں میں سے عمر بن خطاب اللہ کو زیادہ پسند تھے۔ اسے عبد بن حمید نے عن ابی عامر عن خارجہ بن عبداللہ انصاری انہی الفاظ میں نقل کیا ہے اور ہم ''کنجرودیات'' میں بطریق قاسم عن عبداللہ بن دینار عن ابن عامر ان الفاظ میں روایت کی ہے: ''اللہ! دین کو مضبوط فرما!'' اس کے آخر میں ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اسے مضبوط فرمایا۔ ابن سعد نے حسن سند کے ذریعہ عن سعید بن المسیب روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت عمر یا ابوجہل کو دیکھتے تو یہ دعا فرماتے: ''اللہ! ان میں سے جو آپ کو زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعہ اپنے دین کو مضبوط فرما''۔ جس کی لمبی حدیث ہے۔ اور ہم نے ''امالی ابن شمعون'' میں بطریق المسعودی عن القاسم عن ابی وائل عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کی ہے: ''اللہ! اسلام کو عمر کی وجہ سے مضبوط فرما''۔ [2] اور ہم نے ''خلعیات'' میں از حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما ابوجہل کا ذکر کیے بغیر اسی طرح روایت کی ہے۔ کامل ابن عدی میں بروایت مسلم بن خالد عن ہشام عن ابیہ مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہی الفاظ بیان فرمائے ہیں، لیکن اس میں لفظ ''اعزّ'' ہے اور آخر میں ہے ''خصوصًا''

---

[1] ترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عمر بن خطّاب (٣٦٨١) اسد الغابہ (٥٨٩/٤)

[2] مسند احمد (٤٥٦/١) المعجم الکبیر (٨٢٢٨/٩) مجمع الزوائد (٨٨٢٨/٩) اسد الغابہ (٣٣٢/٣)

فوائد عبدالعزیز الجرمی میں ام عمر بنت حسان ثقفیہ عن زوجہا سعید بن یحییٰ بن قیس ''عن ابیہ بحوالہ حضرت عمر'' مروی ہے پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے:

''اللہ! دین کو عمر سے مضبوط فرما، اللہ! دین کو عمر سے مضبوط فرما، اللہ! دین کو عمر سے مضبوط فرما''۔ [1]

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ [2] نے بروایت صفوان بن عمرو عن شریح بن عبید نقل کیا ہے، فرماتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس نیت سے گھر سے نکلا کہ رسول اللہ ﷺ سے سامنا ہو جائے لیکن آپ مجھ سے پہلے مسجد حرام میں پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے نماز شروع کی، میں پیچھے کھڑے ہو کر سننے لگا۔ آپ نے سورۃ الحاقہ پڑھنا شروع کی۔ قرآن کی ترتیب مجھے بھانے لگی، میں دِل میں کہنے لگا: یہ شخص واقعی شاعر ہے جیسا کہ قریش کا کہنا ہے تو آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

''بے شک یہ ایک عزت مند رسول کا کلام ہے کسی شاعر واعر کی بات نہیں تم لوگ بہت کم مانتے ہو''۔ [3]

میں نے کہا: کاہن ہے۔ تو آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

''اور نہ یہ قرآن کسی کاہن کا کلام ہے تم لوگ بہت دھیان دیتے ہو''۔ [4]

یہاں تک کہ سورۃ ختم کر دی۔ فرماتے ہیں: تو اسلام میرے دِل میں پوری طرح گھر کر گیا۔

محمد بن عثمان بن ابی شیبہ اپنی تاریخ میں ایسی سند سے جس میں اسحاق بن ابی فروہ ہیں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے اسلام لانے کے بارے میں پوچھا، پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا۔ اس میں ہے وہ گھر سے نکلے تو رسول اللہ ﷺ ان کے اور حمزہ اور اپنے ان صحابہ کے درمیان تھے جو دارارقم کی طرف آئے ہوئے قریش کو معلوم ہوا کہ وہ محفوظ ہو گئے اس سے بڑا صدمہ انہیں پہنچا۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرا نام ''فاروق'' اسی دِن رکھا۔ اس کا کچھ تذکرہ ان کی بہن فاطمہ بنت خطاب کے حالات میں ہوگا۔

۵۷۳۹ عمر بن سعد ابوکبشہ الانماری

کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔ بقول بعض: عمرو، ایک قول ہے: ابوسعید اور بھی اقوال ان کے نام کے متعلق ملتے ہیں (ت ۱۰۴۳۹ جلد چہارم)۔

۵۷۴۰ (ز) عمر بن سعید بن مالک

حسن بن علی الکرابیسی نے اپنی کتاب ''ادب القضاء'' میں لکھا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں فتوحات کے دور میں جنگوں کے امراء میں دوسرے حضرات کے ساتھ نامزد کیا تھا۔ مجھے اس کتاب میں ایسا ہی لکھا ملا ہے کسی قبیلے کی طرف نسبت نہیں ہے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مغازی میں صرف صحابہ امیر مقرر ہوتے تھے۔

---

[1] مجمع الزوائد (۷۲/۹) کنز العمال (۳۵۷۳۵) [2] مسند احمد (۷۱/۱)

[3] سورۃ الحاقہ (۶۰، ۶۱) [4] سورۃ الحاقہ (۴۲)

۵۷۴۱ عمر بن سفیان ❶

بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم مخزومی، الاسود کے بھائی۔ اور ابوسلمہ بن عبدالاسد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کے بھتیجے ہیں۔ زبیر بن بکار کے اتباع میں بقول ابن عبدالبر ❷ مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔ لکھتے ہیں: ان کی والدہ ریطہ بنت عمرو بن ابی قیس قرشیہ عامریہ ہیں۔

۵۷۴۲ عمر بن ابی سلمہ ❸

سابقہ شخصیت کے چچازاد اور پروردۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ والدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ دوسرے سال، بقول بعض اس سے پہلے، قبل از ہجرتِ مدینہ حبشہ میں پیدا ہوئے۔ جس کا پتہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے قول سے چلتا ہے: ان سے دو سال بڑے تھے۔ غزوۂ خندق کے روز وہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما حضرت حسان بن ثابت کے قلعہ میں تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث روایت کی ہیں جو صحیحین وغیرہ میں ہیں، اور اپنے والد سے بھی روایت کی ہے۔ ان سے ان کا بیٹا محمد، سعید بن المسیب، عروہ ابوامامہ بن سہل اور وہب بن کیسان وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ان کی ایک حدیث وہ ہے جو عمرو بن حارث نے عن عبدربہ بن سعید عن عبداللہ بن کعب الحمیری عن عمر بن ابی سلمہ نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ دار کے بوسے کے بارے میں پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ لو''۔ میں نے کہہ دیا: اللہ آپ کی بخشش فرمائے۔ آپ نے فرمایا:

''میں تم لوگوں سے زیادہ اللہ کے سامنے خشوع کرنے والا اور تم سے زیادہ ڈرنے والا ہوں''۔ ❹

صحیحین میں بروایت وہب بن کیسان بحوالہ ان کے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''بیٹا! نزدیک ہو جاؤ، اللہ کا نام لو، اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ''۔ ❺

زبیر کا قول ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں بحرین کے والی مقرر ہوئے۔ جنگ جمل میں آپ کے ساتھ تھے۔ اور جو اس کا قائل ہے کہ وہ جنگ جمل میں شہید ہوئے، تو یہ اس کا وہم ہے۔ ابوعمر ❶ فرماتے ہیں: بلکہ ان کا انتقال مدینہ منورہ ۸۳ھ میں عبدالملک بن مروان کے دورِ حکومت میں ہوا ہے۔

۵۷۴۳ عمر بن عکرمہ ❻

بن ابی جہل المخزومی۔ اپنے والد کے ہمراہ اسلام لائے۔ بقول بعض: ان کا نام عمرو ہے۔ سیف الفتوح میں اپنی سند سے لکھتے ہیں۔ فتح یرموک کے بعد حضرت خالد کے پاس زخمی حالت میں عکرمہ رضی اللہ عنہ کو لایا گیا تو آپ نے ان کا سر اپنی ران پر رکھ لیا اور عمر بن عکرمہ لائے گئے تو ان کا سر اپنی پنڈلی پہ رکھ لیا اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے.... پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ (یہی حضرت خالد رضی اللہ عنہ

---

❶ اسد الغابہ (۳۸۲۹) استیعاب (۱۹۰۲) تجرید (۳۹۷/۱) ❷ استیعاب (۲۴۵/۳) ❸ اسد الغابہ (۳۸۳۰) استیعاب (۱۹۰۳)

❹ اخرجہ ملم فی کتاب الصیام، باب بیان ان القبلۃ فی الصوم لیست محرمۃ..... (الحدیث: ۳۵۸۳)

❺ اخرجہ الترمذی فی کتاب الاطعمۃ باب ما جاء فی التسمیۃ علی الطعام (حدیث: ۱۸۵۷)

❻ استیعاب (۲۴۵/۳) ❼ اسد الغابہ (۳۸۳۳) تجرید (۳۹۸/۱)

کا وہ نمایاں وصف تھا جس کی وجہ سے ان کی فوج کا ایک ایک سپاہی ان کے اشارے پر بے دھڑک کود پڑتا تھا)۔ طبری نے ان کا ذکر کیا تو لکھا: عمرو بن عکرمہ۔

۵۷۴۴ عمر بن عمرو اللیثی [1]

بقول بعض: عبید بن عمرو ابونعیم کوفی عن قرہ بن خالد عن سہل بن علی النمیری روایت کی ہے۔ فتح مکہ ہوئی تو عمر بن عمرو لیثی کے نکاح میں پانچ بیویاں تھیں تو نبی ﷺ نے انہیں ان میں سے ایک کو طلاق دینے کا حکم دیا"۔ [2] یہی روایت عبدالوہاب بن عطاء نے عن قرہ نقل کی ہے تو فرمایا: عبید بن عمرو۔ اور یہ اضافہ نقل کیا ہے: انہوں نے دجاجہ بنت اسماء بن الصلت کو طلاق دے دی جس سے عامر بن کریز نے شادی کر لی اور ان کے ہاں عبداللہ پیدا ہوئے۔ اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے اور ابونعیم یہی روایت بطریق بشر بن المفضل عن قرہ، روایت کی ہے کہ مجھ سے سہل نمیری نے بیان کیا کہ آلِ عمیر کے کسی شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ جب فتح مکہ ہوئی تو.... پھر اس کا ذکر کیا اسی میں ہے، انہوں نے دجاجہ بنت اسماء بن الصلت کو طلاق دے دی۔

۵۷۴۵ عمر بن عمیرہ [3]

بن عدی بن نابی الانصاری ابن عم (چچازاد) ثعلبہ بن غنم بن عدی انصاری۔ بقول ابوعمر: [4] معرکوں میں شریک رہے۔

۵۷۴۶ (ز) عمر بن عمیر (بے نسبت)

بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابن لہیعہ عن ابی الزبیر روایت کی ہے، فرمایا: میں نے حضرت جابر سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے:

"زنا کار جس وقت زنا کرتا ہے وہ ایمان سے خالی ہوتا ہے"۔ [5]

انہوں نے فرمایا: نہیں۔ مجھ سے عمر بن عمیر نے بیان کی ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سلسلے میں محفوظ یہ ہے کہ ابوزبیر نے عبید بن عمیر سے پوچھا تھا جو لیثی اور مشہور تابعی ہیں۔

۵۷۴۷ عمر بن عوف النخعی [6]

بقول ابن حبان: [7] انہیں شرف صحابیت حاصل ہے ابن السکن فرماتے ہیں: اہل شام میں شمار ہوتے ہیں اور صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اور بطریق شریح بن عبید عن مالک بن عامر عن عبداللہ بن السعدی مرفوع روایت کی ہے: "جب تک دشمن سے جنگ رہے گی ہجرت ختم نہیں ہوگی"۔ معاویہ، عمر بن عوف اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم نے کہا نبی ﷺ نے فرمایا: "ہجرت کی دو قسمیں ہیں...."۔ (حدیث) [8] (برائیوں کو چھوڑنا دوسری اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کرنا۔ [عامر تقی ندوی])

---

[1] اسد الغابہ (۳۸۳۴) تجرید (۱/۳۹۸) [2] اسد الغابہ (۳/۳۴۶)

[3] اسد الغابہ (۳۸۳۵) استیعاب (۱۹۰۴) تجرید (۱/۳۹۸) [4] استیعاب (۳/۲۴۶)

[5] ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی ردّ الارجاء (۴۶۸۹) السنن الکبریٰ (۱۰/۱۸۶) المعجم الکبیر (۱۱/۲۴۴)

[6] اسد الغابہ (۳۸۳۶) استیعاب (۱۹۰۵) تجرید (۱/۱/۳۹۸) [7] الثقات (۳/۲۶۴) [8] المعجم الکبیر (۱۹/۳۸۱)

اس کی سند میں اسمٰعیل بن عیاش راوی ہے اور اسی روایت کو ابن مندہ نے اسمٰعیل تک دوسرے طریق سے نقل کیا ہے۔ فرمایا، بقول بعض: ''عمرو بن عوف'' ابونعیم نے دونوں سے عن اسماعیل نقل کی ہے جس میں عمرو بن عوف کا ذکر نہیں۔

۵۷۴۸ عمر بن لاحق ✿

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبدالقدوس بن حبیب عن الحسن بحوالہ عمر بن لاحق صحابی رسول ﷺ روایت کی ہے: ''جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے اس کا وضو نہیں ٹوٹا''۔ ✿

۵۷۴۹ عمر بن مالك ✿

طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابن لہیعہ عن یزید بن ابی حبیب عن لہیعہ بن عقبہ روایت کی ہے کہ انہوں نے عمر بن مالک کو فرماتے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں تین باتوں کا حکم دیتا اور تین سے منع کرتا ہوں....''۔ (حدیث)

۵۷۵۰ عمر بن مالك بن عتبه ✿

بن وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب قرشی زہری۔ سعد بن ابی وقاص کے والد کے چچا زاد بھائی۔ مسلمانان فتح مکہ میں سے ہیں۔ سیف اور طبری نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں ہیت وغیرہ کے محاصرے کے لیے بھیجا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہی انہیں شام میں ۱۵ھ کو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی کمک کے لیے بھیجا تھا۔ حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فتح دمشق اور جزیرہ میں شریک ہوئے۔

۵۷۵۱ عمر بن معاويه الغاضرى ✿

شاید عبداللہ کے بھائی ہیں۔ ابن مندہ نے بطریق نصر بن علقمہ وہ اپنے بھائی محفوظ سے وہ ابن عائذ سے فرماتے ہیں: عمر بن معاویہ غاضری (جو غاضرہ قیس سے تعلق رکھتے ہیں) فرماتے ہیں: میں اپنے گھٹنے رسول اللہ ﷺ کی ران سے لگا کر بیٹھا تھا اتنے میں ایک شخص آ کر عرض کرنے لگا: اللہ کے نبی! اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جس کے پاس مال نہیں، وہ لوگوں کو صدقہ کرتے دیکھتا ہے لیکن اس کی سکت نہیں رکھتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اچھی بات کہے اور برائی چھوڑ دے''۔ ✿

۵۷۵۲ عمر بن وهب الثقفى

عمرو بن وہب میں ذکر ہونا ہے۔

۵۷۵۳ (ز) عمر بن يزيد الكعبى ✿

کعب خزاعہ۔ ابن مندہ نے بطریق ہارون بن مسلم بن معدان بواسطہ اپنے والد اپنے دادا سے بحوالہ ان کے روایت کی ہے،

✿ اسد الغابہ (۳۸۳۷) تجرید (۳۹۸/۱) ✿ اسد الغابہ (۳۴۷/۳) ✿ تجرید (۳۹۸/۱)

✿ المعجم الکبیر (۱۵/۹) ✿ اسد الغابہ (۳۸۴۰) تجرید (۳۹۹/۱) ✿ اسد الغابہ (۳۸۴۲) تجرید (۳۹۹/۱)

✿ جامع المسانید (۴۰۳/۹) اسد الغابہ (۳۴۸)

فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا مجھے آپ ﷺ کی یہ بات یاد ہے: ''قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سوائے موت کے ہر آفت سے سلامت رکھے....''۔ (حدیث) ❶

۵۷۵۴ عمر الاسلمی ❶

طبرانی، باوردی، بقی بن مخلد اور طبری نے بطریق یحییٰ بن ابی کثیر، یزید بن نعیم سے روایت کی ہے کہ قبیلہ اسلم کے ایک صاحب جنہیں عمر کہا جاتا تھا عبید بن عویم کی (جن کا تعلق بھی قبیلہ اسلم سے تھا) پیروی کی، عمر نے ان کی لونڈی سے زنا کر لیا جس سے وہ ماں بن گئی اور اس نے ''حمام'' نامی ایک لڑکے کو جنم دیا، یہ جاہلیت کا واقعہ ہے۔ پھر یہی مذکورہ عمر حضرت نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اپنے بیٹے کے بارے میں گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا: جتنا تمہارا بس چلتا ہے اس سے مانگو، چنانچہ یہ گئے اور لڑکے کو لے لیا، عبید بن عویم آئے اور انہیں اس کی جگہ ایک لڑکا دیا جس کا نام رافع تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے بھی اپنے بیٹے کا دعویٰ کر کے اسے لے لیا تو اس کی آزادی ایک غلام ہے جسے وہ آزادی لے دے گا''۔ ❶

محدثین کے نزدیک اس کا مدار سفیان بن وکیع عن ابیہ پر ہے۔ اور سفیان ضعیف ہے۔ اسے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے اپنے چچا قاسم بواسطہ وکیع نقل کیا ہے اس میں فرماتے ہیں: یزید بن نعیم جہینہ کے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں جسے عمر کہا جاتا تھا وہ اسلام لایا اور نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ کو فرماتے سنا، پھر دوسری حدیث ذکر کی۔

۵۷۵۵ (ز) عمر الجمحی ❶

امام احمد نے مسند میں اور ان کی پیروی میں ایک جماعت نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ماکولا ''الاکمال'' میں ان کا ذکر کرتے ہیں کہ صحابی ہیں۔ امام احمد، مطین، ابن ابی عاصم، بغوی، ابن السکن اور طبرانی کے نزدیک ان کی حدیث کا مدار بقیہ عن بجیر بن سعد عن خالد بن معدان عن جبیر بن نفیر پر ہے کہ عمر جمحی نے ان سے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو خیر پہنچانا چاہتا ہے تو موت سے پہلے اسے عمل کی توفیق دے دیتا ہے....''۔ (حدیث) ❶

ابن السکن فرماتے ہیں، بقول بعض: ان کا نام عمرو بن الحمق ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: یہ بقیہ کی طرف سے وہم ہے، جس پر ابوزرعہ دمشقی نے اعتماد کیا ہے۔ یہی روایت ابن حبان نے اپنی صحیح میں بطریق عبدالرحمٰن بن بجیر بن بقیہ اپنے والد سے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ''عن عمرو بن الحمق''۔ اسی طرح طبرانی نے بطریق زید بن واقد عن جبیر بن نفیر روایت کی ہے۔ میں نے اس پر اس لیے بھروسہ نہیں کیا کہ یہ احتمال کی وجہ سے غلط ہے۔

۵۷۵۶ عمر الخثعمی ❶

وثیمہ نے ان کا ذکر کیا ہے، تجرید میں بھی ایسا ہی ہے۔

---

❶ جامع المسانید (٤٠٤/٩) اسد الغابہ (٣٤٨/٣) ❶ تجرید (٣٩٦/١) ❶ جامع المسانید (٤٠٥/٩)

❶ تجرید (٣٩٧/١) ❶ مسند احمد (١٣٥/٤) المستدرک (٣٤٠/١) الدر المنثور (١٩٦/٦) ❶ تجرید (٣٩٧/١)

۵۷۵۷ (ز) عمر الیمانی [1]

ابن قانع نے ان کے حالات لکھے ہیں اور بطریق حسن بن واقد عن مطر الورّاق عن شہر بن حوشب عن عمر الیمانی روایت کی ہے، فرمایا: میں یمن کا رہائشی تھا اور قریش کا حلیف، مجھے ابوسفیان نے نبی ﷺ کی جاسوسی کے لیے بھیجا مجھے اسلام پسند آیا تو میں مسلمان ہوگیا۔ ابوعلی الغسانی، ابن الدباغ، ابن فتحون، ابن الامین اور ابن الاثیر [2] نے اپنے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ کسی کا گمان ہے یہ عمرو الثمالی ہیں جن کا ذکر عمرو نامی حضرات کے آخر میں آئے گا۔ کیونکہ ان سے روایت کرنے والے شہر بن حوشب ہیں۔ میرا بھی یہی وہم تھا، پھر میں نے رجوع کر لیا کیونکہ وہ سند اور اسی طرح متن مختلف ہے۔ واللہ اعلم

عمرو نامی حضرات کا تذکرہ

۵۷۵۸ عمرو بن ابی اثاثہ [3]

بن عبدالعزی العدوی۔ بقول ابوعمر: زبیر بن بکار نے مہاجرین حبشہ اور وہاں وفات پانے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسلام میں یہ سب سے پہلے وارث ہیں۔

میں کہتا ہوں: مؤرخین یہی بات عدی بن ابی اثاثہ کے متعلق ذکر کرتے ہیں۔ عروہ بن اثاثہ کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۵۷۵۹ عمرو بن الاحوص الجشمی [4]

ابن عبدالبر [5] نے ان کا نسب لکھا ہے کہ ابن جعفر بن کلاب، بنی جشم بن سعد سے ان کا تعلق ہے۔ ان کی حدیث [6] سنن اربعہ میں بروایت ان کے بیٹے سلیمان بحوالہ ان کے مروی ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں شریک تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگ یرموک میں بھی شریک ہوئے۔

۵۷۶۰ عمرو بن احیحہ [7]

ابن الجلاح انصاری اوسی۔ بقول ابوعمر: [8] ابن ابی حاتم نے نبی ﷺ سے روایت کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ خزیمہ بن ثابت سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ان سے عبداللہ بن علی بن السائب نے روایت کی ہے۔ ابوعمر [9] لکھتے ہیں: مجھے معلوم نہیں یہ کون ہیں۔ اس واسطے کہ احیحہ بن الجلاح بنی عدی سے سلمی بنت زید سے جو عبدالمطلب کی والدہ تھیں ہاشم کی وفات کے بعد شادی کر لی تھی، جن سے عمر پیدا ہوئے جو عبدالمطلب کے ماں شریک بھائی ہیں۔ یہ نسب و تاریخ والوں کا قول ہے اور اس سلسلہ میں

---

[1] اسد الغابہ (۳۸۴۴) [2] اسد الغابہ (۳۴۸/۳) [3] اسد الغابہ (۳۸۴۵) استیعاب (۱۹۰۷) تجرید (۳۹۹/۱)

[4] استیعاب (۲۴۷/۳) [5] اسد الغابہ (۳۸۴۶) استیعاب (۱۹۰۸) تجرید (۳۹۹/۱) [6] استیعاب (۲۴۷/۳)

[7] ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب و من سورۃ التوبۃ (۳۰۸۷) مسند احمد (۴۲۶/۳)

[8] اسد الغابہ (۳۸۴۷) استیعاب (۱۹۰۹) تجرید (۳۹۹/۱) [9] الاستیعاب (۳۴۹/۳)

[10] الاستیعاب (۳۴۹/۳)

انہی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: یہ محال ہے کہ جو اس عمر کا ہو اور وہ خزیمہ بن ثابت سے روایت کرے، ممکن ہے کہ عمرو بن احیحہ کا کوئی پوتا ہے جس کا نام ان کے نام کے مطابق ہو۔

میں کہتا ہوں: یہ احتمال ہے کہ ان میں اور احیحہ بن الجلاح جنہوں نے سلمٰی سے شادی کی تھی کوئی نسبی رشتہ داری نہ ہو بلکہ ان کا اور ان کے والد کا نام ان کے موافق ہے اور عمرو نام میں دونوں مشترک ہیں۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ اس میں مانع کیا ہے باوجودیکہ ان سے ایسا بکثرت ہوا ہے؟ اور ان عمرو کی خزیمہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سنن نسائی میں ہے جو مضطرب ہے۔ رہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی روایت تو مجھے اس کا علم نہیں۔ مرزبانی نے "معجم الشعراء" میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ مخضرمی ہیں۔ اور ان کے وہ اشعار نقل کیے جو انہوں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی شان میں کہے۔ جب انہوں نے امیر معاویہ سے صلح کے وقت خطاب کیا تھا اگر ایسا ہی ہے تو یہ صحابی ہیں۔ اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ہر انصاری اسلام کا اظہار کرتا تھا، متن کے راویوں کے متعلق میں حرف الف کے ذیل احیحہ کے حالات میں تفصیل بیان کر چکا ہوں۔

۵۷۶۱ عمرو بن اخطب

بن رفاعہ انصاری خزرجی۔ ابوزید۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ کنیتوں میں ان کا نسب بیان ہوگا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تیرہ (۱۳) غزوات کیے۔ آپ علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: "اللہ! اسے جمیل بنا"۔ ✿ بصرہ فروکش ہوئے۔ ان سے ان کا بیٹا بشیر اور دیگر حضرات روایت کرتے ہیں۔ ان کی حدیث صحیح مسلم اور سنن میں ہے، ان لوگوں میں سے ہیں جن کی عمر سو (۱۰۰) سال سے بڑھ گئی تھی۔

۵۷۶۲ عمرو بن اراکہ ✿

یا ابن ابی اراکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بصرہ کے رہائشی ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے: ان سے ایک حدیث مروی ہے جو ثابت نہیں پھر بطریق ابان بن عثمان عن الحسن روایت کی ہے کہ عمرو بن اراکہ صحابیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیاد بن ابی سفیان کے ساتھ چارپائی پر بیٹھے تھے، اس کے پاس ایک گواہ کو لایا گیا جو اپنی شہادت میں ہکلانے لگا۔ زیاد نے اس سے کہا: اللہ کی قسم! میں تیری زبان کاٹ دوں گا! جس پر عمرو بن اراکہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ مثلہ ✿ سے منع فرمایا کرتے تھے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اس بارے میں مشہور سند عن الحسن عن عمران بن حصین ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن السکن کی اسناد میں ابن لہیعہ ہے جس کا حال کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔

۵۷۶۳ (ز) عمرو بن الازرق

ازرق کے (ت ۸۰ ج اوّل) حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ بلاذری فرماتے ہیں: عمرو نے اُحد کے روز جنگ کی اور گرفتار ہوئے۔

✿ مسند احمد (۳٤۰/۵) المستدرك (۱۳۹/٤) ✿ اسد الغابہ (۳۸٤۹) استیعاب (۱۹۱۱) تجرید (۳۹۹/۱)

✿ جامع المسانید (۵۲۳/۹) اسد الغابہ (۳۵۰/۳)

۵۷۶۴ (ز) عمرو بن الاسود [1]

ان کی حدیث کئی روایات کے ضمن میں ابوامامہ کے ساتھ مل کر آئے گی ان میں سے ایک روایت وہ ہے جو ابن ابی عاصم نے بطریق حارث بن حارث بحوالہ عمرو بن الاسود اور ابوامامہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

''امیر و گورنر جب لوگوں میں شک و تجسس کا متلاشی بن جاتا ہے تو انہیں خراب کر دیتا ہے''۔ [2]

ادھر ابن ابی عاصم اور سعید بن یعقوب نے ان میں اور عمرو بن الاسود العنسی میں فرق کیا ہے، جن کا تذکرہ مخضر مین میں ہوگا۔

۵۷۶۵ عمرو بن اقیش

عمرو بن ثابت میں ذکر ہونا ہے۔

۵۷۶۶ عمرو بن ام مکتوم قرشی

بقول بعض: ان کا نام عبداللہ ہے اور زیادہ عمرو ہی مشہور ہے۔ ابن قیس بن زائدہ بن الاصم بعض نے عمرو بن زائدہ کہا ہے اور قیس کا ذکر نہیں کیا۔ اور کسی نے زائدہ کی جگہ قیس کا نام لیا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: جس نے انہیں ابن زائدہ کہا تو دادا کے حوالہ سے ان کا نام حصین تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا۔ ابن سعد لکھتے ہیں: اہل مدینہ کا کہنا ہے: ان کا نام عبداللہ ہے اور اہل عراق عمرو کہتے ہیں۔ اور نسب پر دونوں کا اتفاق ہے کہ ابن قیس بن زائدہ بن الاصم ہیں۔ اس اتفاق پر اعتراض ہے۔ آپ نے دیکھ لیا کہ پہلے نسب میں اختلاف بیان ہو چکا ہے جو اس کے مخالف ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے ان کا یہی نسب لکھا ہے اور ابونعیم نے اسی کا اتباع کیا ہے۔ ان کے نام کے متعلق ''عبداللہ بن عمرو'' بھی ایک قول ہے۔ لکھتے ہیں، بقول بعض: عمرو بن قیس بن شریح بن مالک ثعلبی اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں: عبداللہ بن شریح بن مالک بن ربیعہ بن قیس بن زائدہ، ان کا نام ونسب ہے۔ الاصم کا نام: جندب بن ہدم بن رواحہ بن حمیر بن معیص بن عامر بن لوی قرشی عامری ہے۔ جبکہ ان کی والدہ ام مکتوم کا نام: عاتکہ بنت عبداللہ بن عنکشہ ابن عائذ بن مخزوم ہے جو ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد بھائی ہیں، اس واسطے کہ ام المومنین کی والدہ قیس بن زائدہ کی بہن ہوتی ہیں۔ جن کا نام فاطمہ ہے بہت پہلے مکہ میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے پہلے مدینہ آ گئے۔ بقول بعض: بعد میں، غزوۂ بدر کے کچھ دنوں بعد آ گئے تھے جو واقدی کا قول ہے، لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ بطریق ابن اسحاق حضرت براء سے مروی ہے کہ ہمارے پاس سب سے پہلے ہجرت کر کے مصعب بن عمیر پھر ابن ام مکتوم آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مدینہ میں اپنے اکثر غزوات میں اپنا نائب بنا جاتے تھے، وہی لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: جنگ قادسیہ میں شرکت کی اور اسی میں شہادت پائی۔ انہی کے ہاتھ جھنڈا تھا۔ بقول بعض جنگ قادسیہ کے بعد مدینہ واپس آ گئے تھے اور یہیں وفات پائی۔ یہ بغوی [3] کا بیان ہے۔ واقدی کا قول ہے: نہیں

---

[1] اسد الغابہ (۳۸۵۱) تجرید (۱/۴۰۰)

[2] ابوداؤد کتاب الادب باقی النھی عن التجسس (۴۸۸۹) السنن الکبریٰ (۳۳۳/۸) المعجم الکبیر (۱۲۲/۱۷)

[3] جامع المسانید (۵۳۵/۹)

بلکہ اسی میں شریک ہوئے مدینہ واپس آئے اور وہیں وفات پائی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بعد ان کا ذکر نہیں ملتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ ان کی حدیث کتب السنن میں ہے۔ ان سے عبداللہ بن شداد بن الہادی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور ابورزین اسدی اور دیگر حضرات روایت کرتے ہیں۔

علامہ ابن عبدالبر کا قول ہے: نسب و سیر کی معرفت رکھنے والی ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ (۱۳) مرتبہ اپنا نائب مقرر کیا۔ ابواء، بُواط، ذوالعشیرہ، کرز بن جابر کی مہم میں، غزوہ السویق، غطفان، غزوۂ اُحد، حمراء الاسد، نجران، ذات الرقاع، حجۃ الوداع کے موقع پر، بدر میں روانگی کے وقت، اور پھر ابولبابہ کو نائب بنا دیا جب انہیں راستے سے واپس لوٹا دیا۔ لکھتے ہیں: ''رہی قتادہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو نائب بنایا''۔ تو انہیں وہ بات نہیں پہنچی جو دوسروں کو پہنچی تھی۔ سورۃ ''عبس وتولیٰ'' ان کا ذکر ہے انہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ''سوائے معذوروں کے'' جب آیت نازل ہوئی ''(جہاد میں نکلنے والے) اور پیچھے بیٹھے رہ جانے والے مسلمان برابر نہیں''۔ ✿ (بخاری) سنن میں بطریق عاصم بن ابی رزین بحوالہ ابن ام مکتوم مروی ہے، میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں نابینا شخص ہوں..... (حدیث) جو با جماعت نماز پڑھنے کی تاکید کے بارے میں ہے۔ واللہ اعلم

۵۷۶۷ عمرو بن امیّہ ✿

بن خویلد بن عبداللہ بن ایاس بن عبد بن ناشرہ بن کعب بن جدی بن ضمرہ الضمری۔ ابوامیہ مشہور صحابی ہیں جن کی کئی احادیث ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے جعفر، عبداللہ اور فضل روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد ✿ لکھتے ہیں: یہ اس وقت اسلام لائے جب مشرکین میدانِ اُحد سے واپس ہو رہے تھے، بڑے بہادر تھے سب سے پہلے بئر معونہ میں شریک ہوئے۔ عامر بن الطفیل نے انہیں گرفتار کر کے ان کی پیشانی کے بال مونڈ دیئے اور رہا کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے رشتے کے لئے نجاشی کے پاس اور مکہ بھیجا تھا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی سے اتارا تھا، کئی مقامات پر ان کا ذکر ہے، وہ جرأتمند اور بہادر عرب تھے۔ خلافتِ معاویہ تک زندہ رہے اور مدینہ میں وفات پائی۔ جبکہ ابونعیم فرماتے ہیں: ۶۰ھ سے پہلے فوت ہوئے۔

۵۷۶۸ عمرو بن امیّہ ✿

بن حارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی الاسدی، واقدی اور طبری وغیرہ نے مہاجرین حبشہ اور وہاں فوت ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبری ''ذیل'' میں لکھتے ہیں: قدیم الاسلام تھے۔

۵۷۶۹ (ز) عمرو بن امیہ

بن وہب بن معتب بن مالک ثقفی۔ ابوامیہ مغازی ابن اسحاق میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ جب قبیلہ ثقیف مسلمان ہوا، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طائف میں اس جگہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جگہ تھی جس وقت آپ نے طائف کا محاصرہ کیا تھا، مسجد بنائی تھی۔ ان

✿ سورۃ النساء (۹۵) ✿ اسد الغابہ (۳۸۵۶) استیعاب (۱۹۱۳) تجرید (۱/۴۰۰)

✿ الطبقات الکبریٰ (۴/۱۸۲) ✿ اسد الغابہ (۳۸۵۵) استیعاب (۱۹۱۲) تجرید (۱/۴۰۰)

کے نام میں اختلاف ہے۔ "مختصر السیرۃ" میں اسی طرح ہے۔ اموی کی کتاب المغازی میں بحوالہ ابن اسحاق مروی ہے: "ابوامیہ بن عمرو بن مصعب"، اور واقدی ❶ کے نزدیک امیہ بن عمرو بن وہب ہے۔ واللہ اعلم

۵۷۷۰ عمرو بن امیہ الدّوسی ❷

مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق البکائی عن ابن اسحاق عن الزہری روایت کی ہے کہ عمرو بن امیہ دوسی نے فرمایا: میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو قریش کے چند آدمیوں سے میری ملاقات ہوگئی۔ وہ مجھ سے کہنے لگے: "کہیں محمد سے نہ ملنا اور نہ اس کی بات سننا ورنہ وہ تمہیں دھوکا دے دے گا...."۔ ❸ پھر اپنے اسلام کی حدیث ذکر کی۔

۵۷۷۱ (ز) عمرو بن انس انصاری

از بنی عوف بن خزرج باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبداللہ بن ابی رافع نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو جنگ صفین میں شریک ہوئے۔ اس کی اسناد ضعیف ہے۔

۵۷۷۲ عمرو بن الاہتم ❹

بن سمی بن خالد بن منقر بن عبید بن مقاعس بن عمرو بن کعب بن زید مناۃ بن تمیم التمیمی المنقری، ابونعیم۔ بقول بعض: ابوربعی، ان کے والد "الاہتم" کا نام سنان تھا۔ زبرقان بن بدر کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ عمرو اپنی قوم کے خطیب، بلیغ شاعر، صاحب شرافت اور حسین وجمیل انسان تھے۔ بقول بعض یہ انہی کے اشعار ہیں: ؏

"تجھے معلوم ہے میرے اور بنی عامر کے درمیان جو محبت و دوستی تھی اس پر لومڑیوں نے پیشاب کر دیا ہے۔ اب میری اور اس کی محبت ایسے ہوگئی جیسے زمانے میں عجائبات تھے ہی نہیں۔ جو شخص بھی تجھ سے زبردستی محبت کرے گا تو اس کے عمومی اخلاق تمہارے سامنے عیاں ہو جائیں گے"۔

صحیح یہ ہے کہ یہ اشعار ابوالاسود دؤلی کے ہیں۔ عمرو بن الاہتم کے چند ایک اشعار یہ ہیں: ؏

"ام مالک مجھے معاف رکھنا! کیونکہ بخل مَردوں کے اچھے اخلاق کا چور ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! کبھی لوگوں پر شہر تنگ نہیں، بلکہ لوگوں کے اخلاق تنگ ہو جاتے ہیں"۔ ❺

ان کے اشعار کو کہا جاتا تھا "الحلل المنشرۃ"۔ وہی زبرقان کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: ؏

"او گھنے بالوں کو پھیلانے والے! نبی ﷺ کے سامنے مجھے برا بھلا کہتا ہے جس میں تم نے نہ سچ بولا اور نہ درست کام کیا۔ تم لوگ اگر ہم سے بغض وعداوت رکھو تو تم نسلاً واصلاً رومی ہو اور رومی عربوں سے اپنا غصہ نہیں روک سکتے"۔

---

❶ المغازی (۹۲۷) ❷ اسد الغابہ (۳۸۵۷) تجرید (۱/۴۰۰) ❸ جامع المسانید (۹/۵۳۴) اسد الغابہ (۳/۳۵۲)
❹ اسد الغابہ (۳۸۶۲) استیعاب (۱۹۱۴) تجرید (۱/۴۰۱) ❺ استیعاب (۳/۲۴۹)

ابن فتحون لکھتے ہیں: هلباء [1] سے مراد (جس کا ترجمہ گھنے بال ہے) ان کی بیٹی ہے جس کے بہت زیادہ بال تھے۔ انہی اشعار کو ابن عبدالبر [2] نے "مفترش العلیاء" کے الفاظ میں نقل کیا ہے جس کی وجہ سے ان کی لفظی غلطی پکڑی گئی۔ یہ شیبہ بن سعد بن الاہم اور مؤمّل بن خاقان بن الاہتم اور خالد بن صفوان بن عدباللہ بن الاہتم کے چچا ہیں، جو سارے کے سارے اپنے وقت کے بلغاء تھے۔

۵۷۷۳ عمرو بن اوس [3]

بن عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم بن عامر بن زعوراء بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس انصاری اوسی، حارث کے بھائی ہیں، ان کے بھائی کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ بقول ابوعمر: [4] احد، خندق اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے اور جسر ابی عبید میں شہادت پائی۔

۵۷۷۴ عمرو بن اویس [5]

بقول بعض: ابن ابی اویس بن سعد بن ابی سَرح العامری۔ ابن اسحاق نے جنگ یمامہ کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نیز عمر بن شبہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ عبداللہ بن سعد [6] کے بھتیجے ہیں۔

۵۷۷۵ عمرو بن ایاس [7]

بن زید بن جشم انصاری۔ اہل یمن میں سے انصار کے حلیف ہیں موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق [8] وغیرہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ہشام فرماتے ہیں، بقول بعض: ربیع بن ایاس کے بھائی ہیں۔

۵۷۷۶ عمرو بن ایاس انصاری [9]

از بنی سالم بن عوف بن خزرج۔ ابوعمر [10] کا بیان ہے اُحد میں شہید ہوئے۔

۵۷۷۷ عمرو بن ایفع [11]

بن کریب بن سالم بن ناعط الهمدانی۔ طبری کا بیان ہے کہ یہ اور ان کا بھائی مالک نبی ﷺ کے پاس آئے۔ [12]

۵۷۷۸ عمرو بن بجاد الاشعری [13]

ابو یونس، ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں بطریق خدیجہ بنت عمران بن ابی انس (اور ان کا نام عمرو بن بجاد اشعری ہے)

---

[1] الهلباء "گھنے بال"۔ [2] استیعاب (۲۴۹/۳) [3] اسد الغابہ (۳۸۶۰) استیعاب (۱۹۱۵) تجرید (۴۰۰/۱)
[4] استیعاب (۲۵۰/۳) [5] اسد الغابہ (۳۸۶۱) استیعاب (۱۹۱۶) تجرید (۴۰۱/۱) [6] الطبقات (۳۹۷/۸)
[7] اسد الغابہ (۳۸۶۴) استیعاب (۱۹۱۷) تجرید (۴۰۱/۱) [8] السیرة النبویة (۲۵۵/۲)
[9] اسد الغابہ (۳۸۶۳) استیعاب (۱۹۱۸) تجرید (۴۰۱/۱) [10] استیعاب (۲۵۱/۳)
[11] اسد الغابہ (۳۸۶۵) [12] الاکمال (۵۰۲/۲) [13] اسد الغابہ (۳۸۶۶) تجرید (۴۰۱/۱)

روایت کی ہے، فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بادل لگام ہیں رعد فرشتہ ہے جو بادلوں کو ڈانٹتا ہے اور بجلی اس فرشتے کے کوڑے کا کنارہ ہے''۔ [1]

اس کی سند میں کدیمی ضعیف راوی ہے، نیز اس میں غیر معروف راوی ہیں۔

۵۷۷۹ (ز) عمرو بن بدیل

بن ورقاء الخزاعی۔ بقول طبرانی: صحابی ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے ایک ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اثر میں مصر آئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۷۸۰ عمرو بن بعکک [2]

بقول بعض: یہ ابوالسنابل کا نام ہے۔طبرانی نے ان کا یہ نام نقل کیا ہے۔ [3]

۵۷۸۱ (ز) عمرو بن بکر

بقول بعض: ابوالجعد الضمری کا نام، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا (ت ۹۶۷۸ ج چہارم)۔

۵۷۸۲ عمرو بن بلال بعد والے ہیں۔

۵۷۸۳ عمرو بن بلیل

بن احیحہ بن الجلاح انصاری۔ ابولیلیٰ، کنیت سے مشہور ہیں۔ اُحد میں شریک ہوئے، ان کی روایت ہے ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں۔ بغوی، باوردی، طبری اور ابن السکن وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا عنوان: عمرو بن بلال قائم کیا ہے کہ ان سے ابن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں۔ کوفی حضرات میں شامل ہوتے ہیں۔ یہی ابن ابی حاتم [4] کا قول ہے لیکن انہوں نے ''عمرو بن بلیل'' لکھا ہے۔

۵۷۸۴ عمرو بن بیبا [5]

ان کا یہ نام ابن مفرج، ابن فطیس، ابن فتحون اور صریفینی نے قلمبند کیا ہے۔ اور ان کی حدیث ابن السکن، باوردی اور مستغفری نے بطریق معروف بن طریف عن علقمہ بن تمیم عن صالح بن عمرو بن بیبا انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ فرمایا: ہم لوگ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ نے فرمایا: ''تمہارا اسلام اس وقت مکمل کہلائے گا جب تم اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو گے''۔ [6] میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میری تین بیٹیاں ہیں جن کا میرے علاوہ کوئی نگران نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بھلا تین بیٹیوں والے کے ذمہ جہاد اور مہمان نوازی نہیں ہوتی؟ اس کی سند ضعیف اور غریب ہے۔

---

[1] جامع المسانید (۵۳۷/۹) [2] اسد الغابہ (۳۸۶۸) تجرید (۴۰۱/۱)

[3] المعجم الکبیر (۳۸/۱۷) [4] الجرح والتعدیل (۲۲۲/۶)

[5] اسد الغابہ (۳۸۷۸) تجرید (۴۰۲/۱) [6] المعجم الکبیر (۸/۱۸) مجمع الزوائد (۶۲/۳)

۵۷۸۵ عمرو بن تغلب ✿

النمری العبدی۔ مشہور صحابی ہیں جو بصرہ فروکش ہوئے۔ نبی ﷺ سے کئی احادیث کی روایت کی ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے عمرو بن تغلب کے مسلمان ہونے کو سراہا جو صحیح بخاری وغیرہ میں ہے، اکثروں نے حسن بصری کے علاوہ ان سے روایت کرنے والے کسی شخص کا ذکر نہیں کیا۔ ابن ابی حاتم ✿ کا بیان ہے: حکم بن اعرج بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔ خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ تک زندہ رہے۔

۵۷۸۶ عمرو بن تیم البیاضی ✿

عدوی نے بحوالہ القداح نسب میں ذکر کیا ہے کہ احد اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ پھر عدوی فرماتے ہیں: میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے قداح کی متابعت کی ہو۔ ابن دباغ وغیرہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۷۸۷ عمرو بن ثابت ✿

بن وقیش۔ بقول بعض: اقیش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل انصاری، اپنے دادا کے حوالہ سے بھی عمرو بن اقیش لکھے جاتے ہیں۔ والدہ بنت الیمان حضرت حذیفہ کی بہن ہیں۔ ان کا لقب اصیرم ہے اُحد میں شہادت پائی۔ محمد بن اسحاق ✿ فرماتے ہیں: مجھ سے حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعید بن معاذ نے عن ابی سفیان مولیٰ ابن ابی احمد بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے: صحابہ کرام! مجھے ایسے شخص کا حال بتاؤ جس نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور وہ جنتی ہے؟ تو لوگوں کو ان کی پہچان نہ ہوئی، وہ آپ سے پوچھنے لگے: وہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اصیرم بنی عبدالاشہل عمرو بن ثابت بن اقیش ہے۔

حصین فرماتے ہیں کہ میں نے محمود (یعنی ابن لبید) سے پوچھا: اصیرم کا کیا قصہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ اپنی قوم کے سامنے اسلام کا انکار کرتے تھے، جب غزوۂ اُحد ہوا اور رسول اللہ ﷺ روانہ ہو چکے تھے، ان کے سامنے اسلام کی حقیقت واضح ہوگئی اور اسلام قبول کرلیا۔ پھر اپنی تلوار لے کر اپنی قوم کے پاس آئے اور لوگوں میں جا گھسے اور جنگ کرنے لگے، یہاں تک کہ زخموں نے انہیں نڈھال کر دیا۔ اسی اثناء میں بنی عبدالاشہل کے لوگ اپنے شہداء کی لاشیں تلاش کر رہے تھے کہ اچانک ان پر نظر پڑی۔ حیران ہو کر کہنے لگے: ارے یہ تو اصیرم ہے لیکن یہاں اسے کون لایا ہے؟ ہم تو اسے چھوڑ آئے تھے کہ وہ اس دین سے انکاری ہے۔ پھر انہوں نے ان سے پوچھا: اے عمرو! تم یہاں کیسے پہنچے؟ کیا اپنی قوم کی غیرت کی وجہ سے یا اسلام میں رغبت کی وجہ سے؟ انہوں نے کہا: اسلام میں رغبت کی وجہ سے، میں اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لا کر مسلمان ہوا ہوں اور اپنی تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کی معیت میں لڑتا رہا یہاں تک کہ میری یہ حالت ہوگئی جو تم لوگ دیکھ رہے ہو۔ پھر انہی لوگوں کے ہاتھوں میں دم توڑ دیا۔ نبی ﷺ سے ان کا تذکرہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جنتی ہے۔ ✿ یہ حسن اسناد ہے جسے ایک جماعت نے بطریق

✿ اسد الغابہ (۳۸۷۳) استیعاب (۱۹۲۰) تجرید (۴۰۲/۱) ✿ الجرح والتعدیل (۲۲۳/۶)

✿ اسد الغابہ (۳۸۷۴) تجرید (۴۰۲/۱) ✿ اسد الغابہ (۳۸۷۵) استیعاب (۱۹۲۱) تجرید (۴۰۲/۱)

✿ السیرۃ النبویۃ (۷۲/۳) ✿ مسند احمد (۳۶۳/۹) مجمع الزوائد (۱۵۹۵۹) کنز العمال (۳۶۸۲۶)

ابن اسحاق [1] نقل کیا ہے۔

دوسری سند سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی مروی ہے جس میں ان کے اسلام کے دفاع کا سبب ہے، چنانچہ ابوداؤد نے دوسری سند سے اور حاکم وغیرہ نے بطریق حماد بن سلمہ عن محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ روایت کی ہے کہ عمرو بن اقیش کا جاہلیت میں سود تھا تو انہوں نے اسے لیے بغیر مسلمان ہونا اچھا نہ سمجھا۔ وہ اُحد کے دِن آئے آ کر پوچھنے لگے میرے چچا زاد بھائی کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا اُحد میں ہیں، انہوں نے کہا: اُحد میں؟ چنانچہ اپنی زرہ پہنی اور گھوڑے پر سوار ہو کر ان سے پہلے پہنچ گئے۔ جب مسلمانوں نے انہیں دیکھا تو کہنے لگے: عمرو ہماری طرف کیسے؟ انہوں نے کہا: میں ایمان لا چکا ہوں، پھر بھرپور طریقے سے لڑتے رہے یہاں تک کہ زخمی ہو گئے۔ انہیں ان کے گھر لایا گیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان کے پاس آ کر ان کے بھائی سلمہ سے پوچھنے لگے: کیا اس نے اپنی قومی غیرت سے جنگ کی ہے یا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ پھر ان کا انتقال ہو گیا اور جنت میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ یہ اسناد بھی حسن ہے۔

اس سند کو اور پہلی سند کو یوں جمع کیا جا سکتا ہے کہ جن لوگوں نے پہلے ان سے کہا تھا: ہمارے پاس کیسے؟ تو وہ ان کی قوم بنی عبدالاشہل کے علاوہ چند اور مسلمان تھے، کیونکہ جب انہوں نے انہیں زخمی حالت میں پایا تو انہیں اٹھا کر ان کے گھر والوں کے پاس لے آئے۔ دوسری روایت میں متعین ہے کہ کسی نے ان سے ان کی جنگ کے متعلق پوچھا۔ ابن مندہ کو ان کے حالات میں دو وہم ہوئے ہیں، ایک تو انہوں نے کہا: عمرو بن ثابت بن وقش بن اصیرم بن عبدالاشہل، جس میں انہوں نے لفظی غلطی کا ارتکاب کیا۔ حالانکہ وہ اصیرم بن عبدالاشہل ہیں۔ دوسرا وہم: انہوں نے ان میں اور عمرو بن اقیش میں فرق کیا ہے جبکہ دونوں ایک ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم!

بخاری میں بطریق اسرائیل، ابن اسحاق سے بحوالہ براء رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک زرہ پوش شخص آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول! میں جنگ کروں یا اسلام قبول کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام قبول کر کے جنگ میں شرکت کرو۔ چنانچہ وہ اسلام لے آیا اور پھر لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے عمل تھوڑا کیا اور اجر بہت زیادہ پایا ہے۔ [2] اسی روایت کو مسلم نے بطریق زکریا بن ابی زائدہ، ابن اسحاق سے ان الفاظ میں نقل کیا ہے: انصار کی طرف سے بنی نبیت کا ایک شخص آ کر کہنے لگا: ''میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔ پھر جنگ کرتے کرتے شہید ہو گیا..... پھر اس حدیث کا ذکر کیا۔ اور نسائی نے اسے بطریق زہیر عن ابی اسحاق اسرائیل کی روایت کے مفہوم میں نقل کیا ہے جو مرفوع اور ان الفاظ میں ہے، اس نے کہا: اگر میں دشمن قوم پر حملہ کر کے قتل ہو جاؤں اور میں نے کوئی نماز بھی نہیں پڑھی کیا میرے لیے بہتر ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔

---

[1] السيرة النبوية (۷۲/۳)

[2] المعجم الكبير (۳۶۳/۲)

۵۷۸۸ عمرو بن ثعلبہ ❶

بن وہب بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار بن حکیم انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق ❷ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: ان کی کنیت ابوحکمہ ہے۔

۵۷۸۹ (ز) عمرو بن ثعلبہ الجہنی ❸

ثم الزھری۔ بقول ابن السکن: صحابی ہیں۔ بغوی، ابن السکن اور ابن مندہ نے بطریق الوضاح بن سلمہ الجہنی بواسطہ اپنے والد بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ سیالہ میں رسول اللہ ﷺ سے میری ملاقات ہوئی، میں مسلمان ہو گیا تو آپ نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا، عمرو بن ثعلبہ کا انتقال سو سال کی عمر میں ہوا، ان کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا۔ ❹ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت اسی سند سے مشہور ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کی اسناد میں غیر معروف راوی ہیں۔ ابن مندہ نے انہیں سابقہ شخصیت سے ملا دیا ہے جو ان کا وہم ہے۔

۵۷۹۰ عمرو بن ثعلبہ السہمی

حارث بن عمرو بن ثعلبہ کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۷۹۱ (ز) عمرو بن جابر الطائی

رافع بن عمرو کے والد، تمام رازی اپنے فوائد میں لکھتے ہیں کہ عمرو بن عتبہ بن عمارہ بن یحییٰ بن عبدالحمید بن یحییٰ بن عبدالحمید بن محمد بن عمرو بن عبداللہ بن رافع بن عمرو طائی تین سو سال ۳۰۵ھ میں فوت ہوئے۔ ان کا گمان تھا کہ ان کی ایک سو بیس (۱۲۰) سال عمر ہے، مجھ سے ابی السلم بن یحییٰ کے چچا نے بحوالہ اپنے والد بیان کیا ہے۔ مجھ سے میرے والد عبدالحمید نے اپنے والد سے بحوالہ محمد بن عمرو انہوں نے اپنے دادا سے اور مجھ سے ابورافع بن عمرو نے اپنے والد عمرو طائی کے حوالہ سے بیان کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے آپ نے انہیں اپنے ساتھ بچھونے پر بٹھایا، پھر وہ اسلام لے آئے اور ان کا اسلام خوب رہا، اپنی قوم کے پاس آئے تو وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ یہ سند غریب ہے، اس کا کوئی راوی بھی معروف نہیں۔

۵۷۹۲ عمرو بن جابر الجنّی ❺

جنات کے وفد کے ایک فرد جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں اور باوردی، حاکم، طبرانی اور ابن مردویہ نے تفسیر میں بطریق مسلم بن قتیبہ روایت کی ہے کہ ہم سے عمرو بن نبہان، بواسطہ سلام ابوعیسیٰ بحوالہ صفوان بن المعطل روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ حج کے لیے نکلے جب مقامِ عرج میں پہنچے تو ہمیں لوٹ پوٹ ہوتے ایک سانپ دکھائی دیا جو

---

❶ اسد الغابہ (۳۸۷۹) استیعاب (۱۹۲٤) تجرید (٤٠٢/١) ❷ السیرۃ النبویۃ (٢٦٠/٢)
❸ اسد الغابہ (۳۸۷۷) استیعاب (۱۹۲۳) تجرید (٤٠٢/١) ❹ المعجم الکبیر (٨٤/١٧) مجمع الزوائد (٤٠٥/٩)
❺ اسد الغابہ (۳۸۸۱) تجرید (٤٠٢/١)

تھوڑی دیر بعد مر گیا تو ہمارے ایک ساتھی نے اپنی زنبیل سے ایک کپڑے کا ٹکڑا نکالا اور اسے کفن دے کر اس کے لیے گڑھا کھودا جس میں اسے دفن کر دیا۔ جب ہم مسجد حرام میں پہنچے تو ہمارے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا: تم لوگوں میں سے عمرو بن جابر والا کون ہے؟ ہم نے کہا: ہم اسے نہیں جانتے۔ اس نے کہا: جسے تم لوگ دفن کر آئے ہو وہ جن تھا، اللہ تعالیٰ تمہیں بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

یہ ان نو میں سے آخری وفات پانے والے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے پاس قرآن سننے آئے تھے۔ حکیم ترمذی نے اپنے نوادر میں بطریق سفیان عن ابی اسحاق بحوالہ ثابت قطبہ ثقفی روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا: ہم سفر میں تھے، راستے میں ہمیں ایک سانپ اپنے خون میں مرا ہوا ملا جسے ہم نے دفنا دیا۔ جب ہم ایک وادی میں فروکش ہوئے تو ہمارے پاس عورتیں یا ملے جلے لوگ آئے، وہ کہنے لگے: تم میں سے عمرو والا کون ہے؟ ہم نے کہا: عمرو کون ہے؟ انہوں نے کہا: وہ سانپ جسے تم لوگوں نے دفن کیا ہے اس جماعت میں سے تھا جس نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن سنا تھا۔ ہم نے پوچھا: اس کا کیا قصہ ہوا؟ انہوں نے بتایا: جنوں کے دو قبیلوں میں جو مسلمان اور مشرک تھے جنگ ہوئی تو یہ شہید ہو گئے۔ [1]

میں کہتا ہوں: باوردی نے ایک اور واقعہ کسی دوسرے جن کا نقل کیا ہے، ان کا نام بھی عمرو ہے جو اس سے مختلف ہے۔ چنانچہ بطریق جبیر بن الحکم روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے چچا ربیع بن زیاد نے بحوالہ ابو الاشہب العطاردی نقل کیا ہے کہ میں ابو رجاء العطاردی کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ان کے پاس کچھ لوگ آ کر کہنے لگے: ہم حسن بصری کے پاس تھے، ہم نے ان سے پوچھا: ان جنوں میں سے کوئی زندہ ہے جنہوں نے نبی ﷺ سے قرآن سنا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ابو رجاء العطاردی کے پاس جاؤ وہ مجھ سے پہلے دور کے ہیں، ممکن ہے ان کے پاس اس کے متعلق کوئی معلومات ہوں۔ سو ہم آپ کے پاس آ گئے۔ وہ فرمانے لگے: ایک دفعہ میں اور میرے ساتھی حج کے لیے روانہ ہوئے میری عادت تھی کہ میں علیحدہ فروکش ہوتا، ایک دفعہ میں دوپہر کے وقت آرام کر رہا تھا کہ اچانک بہت زیادہ سفید رنگ کا سانپ تڑپ رہا تھا، میں نے برتن میں پانی ڈال کر اس کے قریب کر دیا، اس نے پانی پیا پھر وہ تڑپنے لگا یہاں تک کہ مر گیا۔ میں نے اپنی نئی سفید چادر سے ایک ٹکڑا پھاڑا، سانپ کو غسل دے کر اس میں کفنایا اور گہرا گڑھا کھود کر دفنا دیا۔ پھر ہم وہاں سے چل پڑے۔ چلتے چلتے دوسرے دن کی دوپہر ہو گئی، ہم ایک مقام پر فروکش ہوئے، میں اپنے ساتھیوں سے ایک طرف تھا، اچانک بہت سی آوازیں سنائی دیں جن سے میں خوفزدہ ہو گیا، تو مجھے آواز دی گئی: ڈریئے نہیں! ڈریئے نہیں! ہم جنات ہیں۔ صرف آپ کا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں، جو کل آپ نے ہمارے ساتھی کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ وہ اس جنات کی جماعت کا آخری شخص تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن سنا تھا، اس کا نام عمرو تھا۔

میں کہتا ہوں: پہلی حدیث میں واقعے والی شخصیت صفوان ہے اور اس میں ابو رجاء، اور ثابت بن قطبہ والی حدیث میں نام نہیں۔ احتمال ہے کہ کسی ایک کے ساتھ اس کی تشریح کی جائے، اس میں اشکال بھی ہے، کیونکہ دونوں بظاہر مختلف ہیں۔ جبکہ دونوں کے لیے آخری ہونے کا ثبوت پیش کیا گیا ممکن ہے پہلی شخصیت سات کے ساتھ مشروط ہو اور دوسری اس شرط کے ساتھ کہ انہوں نے سنا ہے۔ اس بنا پر کہ مثال کے طور پر دونوں جماعتوں (سات اور نو) نے سماع کیا ہو۔ حرف سین میں سرق کے ذیل میں بیان ہو چکا

---

[1] مسند احمد (۳۱۲/۵) المعجم الکبیر (۷۳۴۵/۸) مجمع الزوائد (۲/۱۰)

ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے انہیں دفن کیا تھا کہ وہ آخری جن صحابی ہیں جنہوں نے بیعت کی تھی، لہٰذا ان کا آخری ہونا بیعت ہونے کے لحاظ سے ہے۔ان کے ساتھ اس کی قید وشرط اس لئے لگائی گئی باوجودیکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ سابقہ لوگوں سے بعد کا ہے اس واسطے کہ عمرو بن طارق کے حالات میں آئے گا کہ وہ آئے اسلام لائے اور نبی ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی اور عثمان بن صالح کی ان سے ملاقات ہوئی تھی اور اس حدیث کو بیان کیا تھا۔اور مذکورہ عثمان کا انتقال ۲۱۹ھ میں ہوا۔پس اگر اس جنی شخص نے ان سے سچی بات کی تو احتمال ہے کہ صدی والی حدیث اور جو صحیح میں ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے مراد انسان ہیں بخلاف جنات کے کہ وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔واللہ اعلم

۵۷۹۳ عمر بن جبلہ ❶

بن وائل بن قیس بن بکر الکلبی القضاعی۔ابن کلبی اور ابوعبید نے نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن الدباغ وغیرہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ سعید بن الابرش بن ولید بن عمرو کے دادا ہوتے ہیں جو ہشام بن عبدالملک کے دربان تھے۔ان کا واقعہ ”عصام“ کے حالات میں گزر چکا ہے۔جسے ابوسعد نیشاپوری نے ”شرف المصطفیٰ“ میں نقل کیا ہے۔

۵۷۹۴ عمرو بن جُدعان ❷

ابن مندہ بطریق ابومعشر اور ابوامیہ بن یعلی دونوں بواسطہ مقری بحوالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے عمرو بن جدعان! جب کپڑا خریدو تو عمدہ خریدو....“۔(حدیث) ❸ مہاجر بن قنفذ کے حالات میں بیان ہوگا کہ ان کا نام عمرو بن خلف بن عمیر بن جدعان ہے،شاید وہ یہی ہیں۔

۵۷۹۵ عمرو بن جراد ❹

ان کی ایک غریب حدیث ہے جسے علی بن سعید عسکری نے بطریق الربیع بن بدر انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ عمرو بن جراد روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قبیلہ سعد کو چھوڑ دو عنقریب وہ نیک بخت ہو جائیں گے“۔ ❺

۵۷۹۶ (ز) عمرو بن جندب ❻

بغوی ان کا ذکر کرتے ہیں کہ ان کی حدیث بقیہ نے عن صفوان بن عمرو عن یزید بن ایہم بحوالہ عمرو بن جندب روایت کی ہے کہ انہوں نے سعید بن عمرو سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا ہے:

---

❶ اسد الغابہ (۳۸۸۲) تجرید (۴۰۳/۱) ❷ اسد الغابہ (۳۸۸۳) تجرید (۴۰۳/۱)

❸ مجمع الزوائد (۱۰۹/۴) کنز العمال (۴۶۱۵۷) اسد الغابہ (۳۵۹/۳) ❹ اسد الغابہ (۳۸۸۴) تجرید (۴۰۳/۱)

❺ اسد الغابہ (۳۶۰/۳) ❻ اسد الغابہ (۳۸۸۶) تجرید (۴۰۳/۱)

''وہ برباد و خسارے میں رہا جس کے دِل میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے مہربانی نہیں ڈالی''۔ [1]

حسن بن سفیان نے عن صفوان بن صالح، ولید بن مسلم، صفوان، عن ابی رواحہ بحوالہ عمرو بن جندب روایت کی ہے کہ انہوں نے سعید بن عمرو سے کہا: کیا آپ کو معلوم نہیں .... پھر یہی الفاظ ذکر کیے۔ ابن الاثیر سے غلطی ہوئی، انہوں نے یہ حدیث عمرو بن حبیب بن عبد شمس کے حالات میں نقل کر دی ہے۔ اور عنوان کے آغاز میں لکھتے ہیں: عمرو بن جندب۔ بقول بعض: ابن ابی جندب، ایک قول ہے: ابن حبیب، جوان کا وہم ہے۔ عمرو بن ابی جندب تو اور ہیں اور تابعی ہیں جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے علی بن الارقم نے روایت کی ہے۔ بیہقی کی شعب الایمان میں ان کی حدیث اس آیت کے شانِ نزول کے متعلق ہے: ''اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد کریں....''۔ [2]

۵۶۹۷ عمرو بن جندب العنبری

عمرو بن حبیب کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۵۶۹۸ عمرو بن جلاس

بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری، اموی نے اہل بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے بحوالہ بغوی نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جن کی روایت محفوظ ہے اور نہ نسب۔

۵۶۹۹ عمرو بن الجموح [1]

ابن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ انصاری السلمی، انصاری سرداروں میں ہیں۔ اُحد میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق مغازی میں لکھتے ہیں: عمرو بن الجموح بنی سلمہ کے سردار تھے اور ان کے صاحب شرافت انسان تھے۔ انہوں نے اپنے گھر میں لکڑی کا ایک بت بنا رکھا تھا جس کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ جب بنی سلمہ کے نوجوان، جن میں ان کا بیٹا معاذ اور حضرت معاذ بن جبل تھے، اسلام لے آئے تو وہ عمرو کے بت کے پاس آتے اور اسے بنی سلمہ کے کسی نالے میں گرا آتے، عمرو جاتے تو اسے اوندھے منہ گندگی میں پڑا دیکھتے۔ اٹھا کر لاتے، غسل دیتے اور خوشبو لگاتے اور کہتے: مجھے اگر معلوم ہو جائے کہ تیرے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے میں اسے رسوا کر کے رکھ دوں۔ ان لوگوں نے کئی بار ایسا کیا۔ ایک دِن عمرو تلوار لائے اور اس کے کندھے پر لٹکا کر کہنے لگے: اگر تجھ میں کچھ بھلائی ہوگی تو اپنا دفاع کر لینا۔ ادھر شام سے یہ لوگ تیار بیٹھے تھے، انہوں نے ایک مردہ کتا لیا اور بت کی گردن میں باندھ دیا اور تلوار اتار لی۔ صبح عمرو نے بدستور اسی ذلت کی حالت میں پایا، ان کی ہدایت کا فیصلہ ہو چکا تھا، بات سمجھ آ گئی اور اسلام لے آئے، جس کے متعلق ان کے اشعار بھی ہیں: ؎

''اللہ کی قسم! اگر تو معبود ہوتا تو تُو اور کتا ایک ہی رسی میں کنوئیں کے درمیان نہ پڑے ہوتے''۔

ابن کلبی فرماتے ہیں: عمرو بن الجموح انصار میں سب سے آخر میں اسلام لائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ ''الادب المفرد'' میں

---

[1] جامع المسانید (۵۴۹/۹) [2] اسد الغابہ (۳۶۴/۳) [3] سورۃ التوبۃ (۷۳)

[1] اسد الغابہ (۳۸۸۵) استیعاب (۱۹۲۵)

السراج، ابوالشیخ الامثال میں اور ابونعیم ''معرفۃ الصحابہ'' میں بطریق حجاج الصواف عن ابی الزبیر روایت کرتے ہیں کہ ہم سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: تم لوگوں کا سردار کون ہے؟ ہم نے عرض کی: جد بن قیس باوجودیکہ ہمیں ان کا بخل ناپسند ہے۔ آپ نے فرمایا: بخل سے بڑی اور کیا بیماری ہوگی؟ اس وقت آپ نے ہاتھ بلند کر کے ارشاد فرمایا تھا ''بلکہ تمہارا سردار عمرو بن الجموح ہے''۔ عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شادی کرتے تو ولیمے کا بندوبست یہ فرماتے تھے۔ ابونعیم نے معرفۃ اور حلیۃ میں اسی طرح ابوالشیخ اور الشعب میں بیہقی نے بطریق ابن عیینہ عن ابن المنکدر عن جابر ان کا مفہوم روایت کیا ہے اور ولید بن ابان کتاب السخاء میں بطریق اشعث بن سعید عن عمرو بن دینار بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ اس کا مفہوم نقل کرتے ہیں۔ ابونعیم نے بھی اسے بطریق حاتم بن اسماعیل عن عبدالرحمٰن بن عطاء عن عبدالملک بن جابر بن عتیک عن جابر بن عبداللہ معناً نقل کیا ہے۔ اسی میں ہے ''بلکہ تمہارا سردار سفید اور گھنگھریالے بالوں والا عمرو بن الجموح ہے''۔ ابوالشیخ اور حسن بن سفیان نے اپنی سند میں بطریق رشید عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ مختصر روایت کی ہے اور المستدرک میں حاکم نے اور ابوالشیخ نے غریب اسناد عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کا مفہوم نقل کیا ہے، اور ولید بن ابان نے بطریق ثوری عن حبیب بن ابی ثابت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کی ہے۔

ابوخلیفہ عن ابن عائشہ عن بشر بن المفضل عن ابی شبرمہ عن شعبی اس کا مفہوم روایت کرتے ہیں۔ ابن عائشہ لکھتے ہیں: کسی انصاری نے یہ اشعار کہے: ع

> ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور بات تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی چلتی ہے۔ خواہ جس سے کہیں، ہم سے آپ نے فرمایا: تمہارا سردار کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا، جد بن قیس اگرچہ ان میں بخل ہے لیکن پھر بھی انہیں سردار بنایا ہوا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن الجموح کو سخاوت کی وجہ سے سردار بنا دیا، اس فیاضی کی وجہ سے عمرو کا سردار بننے کا حق بھی بنتا ہے۔ اے جد بن قیس! اگر تم میں وہ وصف ہوتا جو عمرو بن الجموح میں ہے تو تم ہی سردار رہتے''۔

علائی نے یہ روایت دوسرے طریق سے بحوالہ شعبی نقل کی ہے جس میں شعر ہے اور ولید بن ابان نے بطریق عبداللہ بن ابی ثمامہ، انصار کے شیوخ سے اس کا مفہوم نقل کیا ہے جس میں شعر ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوعبدالرحمٰن المقری نے ہم سے بواسطہ حیوہ بحوالہ ابوصخر حمید بن زیاد روایت کی ہے کہ یحییٰ بن النصر نے ابوقتادہ کے حوالہ سے انہیں بیان کیا کہ عمرو بن الجموح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگے: اللہ کے رسول! اگر میں اللہ کی راہ میں جہاد کرتے کرتے شہید ہو جاتا ہوں تو کیا اپنے اس (لنگڑے) پاؤں کے ساتھ جنت میں چلوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اس وقت ان کا پاؤں لنگڑا تھا۔

ابن ابی شیبہ ''اخبار مدینہ'' میں لکھتے ہیں: ہارون بن معروف ہم سے ابن وہب، حیوہ، ابوصخر، یحییٰ بن نصر ان کے سلسلۂ سند سے بحوالہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ اس وقت وہاں تھے کہ عمرو بن جموح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اللہ کی راہ میں قتال کرتے کرتے شہید ہو جاؤں تو آپ مجھے جنت میں اپنے اسی پاؤں سے چلتے دیکھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ وہ اور ان کا بھتیجا اُحد کے روز شہید ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے ہاں سے

گزر ہوا تو فرمایا:

''میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے اسی صحیح پاؤں سے جنت میں چل رہے ہو''۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں اور ان کے مولا کو ایک ہی قبر میں دفن [1] کرنے کا حکم دیا۔ مرزبانی نے ان کا وہ شعر نقل کیا ہے جو انہوں نے اسلام لانے کے موقع پر کہا تھا: ؏

''میں اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں جو پاک ہے، اور اللہ تعالیٰ کی آگ سے پناہ طلب کرتا ہوں، میں اس کے انعامات کی وجہ سے اس کی ثناء کرتا ہوں اپنے دل کے پوشیدہ اور ظاہر سے''۔

۵۸۰۰ عمرو بن جہم [2]

بن قیس بن عبد شراحیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی العبدی، ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۸۰۱ عمرو بن حارث [3]

بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال الفہری، ابو نافع کنیت تھی۔ بقول بعض: نام جابر تھا۔ ابن اسحاق [4] مہاجرین حبشہ میں اور موسیٰ بن عقبہ شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

۵۸۰۲ عمرو بن حارث [5]

بن ابی ضرار بن عائذ بن مالک بن جذیمہ، وہی المصطلق بن سعد بن کعب بن عمرو خزاعی المصطلقی، زوجۂ رسول ﷺ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی۔ ابو اسحاق سبیعی عن عمرو بن حارث برادرِ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا، روایت کرتے ہیں، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت دینار چھوڑا نہ درہم..... (حدیث) [6] اسے بخاری وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اسی طرح حضرت عمرو اپنی بہن حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے، ابن مسعود اور زینب اہلیہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن قطان نے اس بات کو راجح قرار دیا ہے۔ حضرت زینب اہلیہ ابن مسعود سے روایت کرنے والے عمرو بن حارث، صاحب عنوان عمرو بن حارث بن ابی ضرار کے علاوہ ہیں۔ کیونکہ حضرت زینب ثقفیہ ہیں اور اکثر طرق میں ''عن عمرو بن حارث، حضرت زینب کے بھتیجے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں'' آیا ہے۔

۵۸۰۳ عمرو بن حارث

بن عبد العزی، عمرو بن عبد العزی میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

---

[1] السنن الکبریٰ (۲۴/۹) [2] اسد الغابہ (۳۸۸۸) تجرید (۴۰۳/۱)

[3] اسد الغابہ (۳۸۸۹) استیعاب (۱۹۲۶) تجرید (۴۰۳/۱) [4] السیرۃ النبویۃ (۲۶۱/۱)

[5] اسد الغابہ (۳۸۹۲) استیعاب (۱۹۲۷) تجرید (۴۰۳/۱) [6] بخاری کتاب الوصایا (۲۷۳۹) نسائی کتاب الاحتباس (۳۵۹۶) (۳۵۹۷) مسند احمد (۹۳/۱۷)

۵۸۰۴ عمرو بن حارث [1]

بن کندہ بن عمرو بن ثعلبہ انصاری۔ قواقل سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابن اسحاق نے شرکاءِ بیعت عقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۸۰۵ عمرو بن حارث [2]

بن ہیثہ، عبداللہ کے بھائی۔ عدوی کا بیان ہے احد میں شریک ہوئے۔

۵۸۰۶ عمرو بن حبیب

بن عبد شمس، وہی عمرو بن سمرہ بن حبیب، اپنے دادا کے نسب سے ذکر کیے جاتے ہیں۔

۵۸۰۷ عمرو بن حبیب ابو محجن الثقفی

مرزبانی نے ان کا یہ نام نقل کیا ہے۔ کنیت سے مشہور ہیں، تذکرہ ہونا ہے (ت ۱۰۴۹۸ ج ۴)۔

۵۸۰۸ عمرو بن ابی حبیبہ [3]

ذہبی [4] نے تجرید میں بحوالہ مسند بقی بن مخلد ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۸۰۹ عمرو بن حجاج الزبیدی [5]

طبرانی ان کا ذکر کرتے ہیں کہ صحابی ہیں، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۸۱۰ عمرو بن حریث [6]

بن عمرو بن عثمان بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی، یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ بقول ابن حبان: بدر کے دنوں میں پیدا ہوئے، جبکہ اوروں کا کہنا ہے: ہجرت سے پہلے کی پیدائش ہے۔ ابن ابی داؤد نے بحوالہ ان کے روایت کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے ایک حویلی کا مدینہ میں نقشہ کھینچا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے وہ آپ ﷺ کے دور میں بڑے تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ صدیق اکبر، عمر، علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ اپنے بھائی سعید بن حریث، جو خود بھی صحابی ہیں، ان سے بھی روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے ان کا بیٹا جعفر اور کوفہ کے دوسرے حضرات روایت کرتے ہیں، جن میں سب سے کم سن فطر بن خلیفہ ہیں۔ بقول بعض: خلف بن خلیفہ نے انہیں دیکھا ہے، جو صحیح قول نہیں۔ امام بخاری [7] اور ابن حبان [8] وغیرہ کا کہنا ہے: ۸۵ھ میں فوت ہوئے۔ زیاد اور اس کے بیٹے عبداللہ بن زیاد کی طرف سے کوفہ کے نائب بھی مقرر ہوئے تھے۔ ایک قول ہے: ۹۸ھ میں فوت ہوئے جو ثابت نہیں۔

---

[1] تجرید (۴۰۴/۱) [2] اسد الغابہ (۳۸۹۳) تجرید (۴۰۴/۱) [3] تجرید (۴۰۴/۱)

[4] تجرید (۱۱۲) [5] اسد الغابہ (۳۸۹۵) تجرید (۱۱۲) [6] اسد الغابہ (۳۸۹۶) استیعاب (۱۹۲۸) تجرید (۱۱۲)

[7] التاریخ الکبیر (۳۰۵/۲/۳) [8] الثقات (۲۷۲/۳)

۵۸۱۱ عمرو بن حریث ✿ (دوسرے)

ابویعلی ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کرتے ہیں اور بحوالہ ابی خیثمہ نقل کرتے ہیں کہ یہ صحابی ہیں۔ ابن الاثیر ✿ فرماتے ہیں: جب ابویعلی اور ابوخیثمہ نے دیکھا ان سے مصری (مصر کی فضیلت کے بارے حدیث) روایت کرتے ہیں، حالانکہ یہ کوفی ہیں تو انہیں پہلے کے علاوہ دوسرا شخص سمجھ لیا۔

میں کہتا ہوں: ان دونوں کا گمان اس لحاظ سے کہ یہ اور ہیں حق کے موافق ہے۔ رہا صحابی ہونا تو اس میں اختلاف ہے۔ یہی بات صالح بن احمد بن حنبل نے "المسائل" میں نقل کی ہے کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا: عمرو بن حریث کوفی وہی ہیں جن سے اہل شام روایت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، یہ اور ہیں۔ اور یعلی ✿ نے بطریق سعید بن ایوب روایت کی ہے کہ ابوہانی نے مجھ سے بحوالہ عمرو بن حریث حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اپنے خادم سے جو کام ہلکا کر دیا وہ تمہارے نامۂ اعمال میں وزن کا باعث ہوگا"۔ ایسا ہی ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ عمرو صحابی ہیں۔ جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا انکار کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: عمرو بن حریث سے حمید بن ہانی مرسل روایت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: ابن وہب نے اپنی عمرو بن حریث تک کی سند سے نقل کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔ ابن ابی حاتم ✿ بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابن ابی خیثمہ بحوالہ ابن معین لکھتے ہیں: تابعی ہیں، ان کی حدیث مرسل ہے۔ واللہ اعلم۔

ابن المبارک نے کتاب الزہد میں حیوہ بن شریح سے بواسطہ ابوھانی روایت کی ہے کہ میں نے عمرو بن حریث وغیرہ کو فرماتے سنا کہ یہ آیت تو اہل صفہ کے بارے میں نازل ہوئی: "اللہ تعالیٰ اگر اپنے بندوں کے لیے رزق بکھیر دیتا تو وہ زمین میں زیادتی کرنے لگتے"۔ ✿ جس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے کہا: کاش ہمارے پاس بھی دنیا ہوتی تو پھر وہ دنیا کی تمنا کرنے لگے، جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن صاعد اپنی کتاب الزھد میں ان کی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ عمرو مصری ہیں، جو صحابی نہیں اور مخزومی کے علاوہ ہیں۔

۵۸۱۲ عمرو بن حزم ✿

بن زید بن لوذان انصاری۔ نسب ان کے بھائی عمارہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ کنیت ابوالضحاک تھی۔ غزوۂ خندق اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ نبی ﷺ نے انہیں نجران کا گورنر مقرر کیا تھا، آپ سے وہ خط نقل کرتے ہیں جس میں آپ نے ان کے لیے فرائض، زکوٰۃ اور دیات وغیرہ کے احکام لکھوا بھیجے تھے۔ جسے ابوداؤد، نسائی، ابن حبان اور دارمی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ ابونعیم فرماتے ہیں: خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ ایسا ہی ابراہیم بن المنذر نے "طبقات" میں لکھا ہے۔ بقول بعض: ۵۰ھ کے بعد وفات پائی۔

میں کہتا ہوں: یہی صحیح کے مناسب ہے، چنانچہ مسند ابویعلی میں ان کے ثقہ رجال سے مروی ہے کہ انہوں نے امیر

✿ اسد الغابہ (۳۸۹۷) تجرید (۱۱۲) ✿ اسد الغابہ (۳۶۵/۳) ✿ مسند ابی یعلی (۱۴۷۲/۳)

✿ الجرح والتعدیل (۲۲۶/۶) ✿ سورۃ الشوریٰ (۲۷) ✿ اسد الغابہ (۳۸۹۹) استیعاب (۱۹۲۹) تجرید (۴۰۴/۱)

معاویہ سے ان کے بیٹے یزید کی بیعت کے بارے میں دلائل سے گفتگو کی تھی۔ طبرانی وغیرہ میں ہے: انہوں نے امیر معاویہ اور عمرو بن عاص کے سامنے یہ حدیث نقل کی ''عمار کو باغی گروہ قتل (شہید) کرے گا''۔ [1] واللہ اعلم

۵۸۱۳ (ز) عمرو بن حزن النمری

سیف، الفتوح میں لکھتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کی وفات کے وقت ثمامہ بن اثال کو اہل یمامہ سے جنگ میں کمک (مدد) پہنچائی تھی۔

۵۸۱۴ عمرو بن حسان

سنبر میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۸۱۵ عمرو بن ابی حسن انصاری [2]

ان کے بھائی عمارہ کا تذکرہ ہوا ہے۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ سعید بن یعقوب ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق محمد بن ہلال المازنی عمرو بن یحییٰ بن عمارہ سے انہوں نے اپنے چچا سے بحوالہ عمرو بن ابی حسن روایت کی ہے، فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا آپ نے کلی کی اور استنشاق (ناک میں) ایک مرتبہ پانی ڈالا''۔ [3]

میں کہتا ہوں: اسناد میں کچھ ایسے راوی ہیں جنہیں میں نہیں جانتا۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں وہم نہ ہو اس لئے کہ حدیث صحیحین میں بطریق عمرو بن یحییٰ بن عمارہ بواسطہ ان کے والد مروی ہے کہ میں عمرو بن ابی حسن کے پاس تھا تو فرمایا: عبداللہ بن زید، شاید کسی راوی سے نادانستہ غلطی ہوگئی ہو۔ اور اس نے یہ حدیث عمرو بن ابی حسن کی قرار دی ہو، اور یہ بھی احتمال ہے کہ عمرو بن ابی حسن نے اتنی حدیث ہی نقل کی ہو۔ واللہ اعلم

۵۸۱۶ عمرو بن الحضرمی

یہ عبداللہ ہیں۔ عمرو بن عبداللہ میں ذکر ہوگا۔

۵۸۱۷ (ز) عمرو بن الحکم القضاعی [4]

ثم القینی۔ سیف، الفتوح میں حفص بن میسرہ سے بحوالہ زید بن اسلم روایت کرتے ہیں: نبی ﷺ نے بنی قین کی طرف ایک عامل زکوۃ بھیجا، جب قضاعہ قبیلہ مرتد ہوا تو عمرو بن الحکم اور امرؤ القیس بن الاصبغ دین پر ثابت قدم رہنے والوں میں سے تھے۔

۵۸۱۸ عمرو بن الحمام [5]

بن الجموح انصاری۔ از بنی سلمہ ابوجعفر طبری اور دولابی نے بکائین میں اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں میں سے ان کا ذکر

---

[1] مسند احمد (۱۹۹/۴) جامع المسانید (۵۵۹/۹) المسند الجامع (۱۲۶/۱۴)

[2] اسد الغابہ (۳۹۰۱) تجرید (۴۰۴/۱) [3] جامع المسانید (۵۶۶/۹) اسد الغابہ (۳۶۶/۳)

[4] اسد الغابہ (۳۹۰۲) استیعاب (۱۹۳۰) تجرید (۴۰۵/۱) [5] اسد الغابہ (۳۹۰۴) تجرید (۴۰۵/۱)

کیا ہے جیسا کہ سالم بن عمرو کے حالات میں بیان ہو چکا ہے (ت ۳۰۴۷ ج اوّل)۔

میں کہتا ہوں: ابوعمر لکھتے ہیں مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں اور یہ عمیر بن الحمام ہیں جن کا ذکر ہونا ہے اس واسطے کہ بکائی تبوک میں رہتے تھے اور یہ اس سے بہت پہلے شہید ہو چکے تھے۔ ابوموسیٰ نے ''ذیل'' میں بحوالہ مستغفری روایت کی ہے کہ انہوں نے لکھا ہے: عمرو بن حمام احد میں شہید ہوئے۔ یوں انہیں عمرو بن جموح جن کا ذکر گزر چکا ہے یا عمیر بن حمام کی وجہ سے شبہ ہو گیا ہے۔

۵۸۱۹ (ز) عمرو بن ابی حمزہ [1]

بن سنان الاسلمی۔ واقدی بطریق المنذر بن جہم انہی عمرو بن ابی حمزہ کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ صلح حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ کی معیت میں ہی مدینہ آئے۔ پھر آپ سے اپنے اہل وعیال سے ملنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دے دی۔ جب مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر پہنچے تو ایک خوبصورت باندی دیکھی جس سے صحبت کر بیٹھے بعد میں ندامت ہوئی تو نبی ﷺ کے پاس آ کر آپ کو اطلاع دی آپ نے ایک آدمی کو ایسے کوڑے کے ذریعے جو درمیانہ اور نرم ہو حد کے طور پر کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ ابن شاہین، ابن فتحون اور ابوموسیٰ نے اپنے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۸۲۰ عمرو بن الحمق [2]

ابن کاہل بقول بعض الکاہن بن حبیب بن عمرو بن القین بن رزاح بن عمرو بن سعد بن کعب بن عمرو خزاعی کعبی۔ بقول ابن السکن یہ صحابی ہیں۔ ابوعمر لکھتے ہیں: [3] حدیبیہ کے بعد ہجرت کی۔ بقول بعض: حجۃ الوداع کے بعد اسلام لائے، جبکہ پہلا قول صحیح ہے۔ [5]

میں کہتا ہوں: طبرانی نے بطریق صخر بن حکم، انہوں نے اپنے چچا سے بحوالہ عمرو بن حمق روایت کی ہے، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی، ایک دفعہ میں آپ کے پاس تھا.... پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا واقعہ نقل کیا۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ حاکم ابواحمد کی کتاب ''الکنیٰ'' میں ابوداؤد مازنی کے حالات میں بطریق اموی عن ابن اسحاق جو روایت لکھی ہے اس کا تقاضا یہ ہے عمرو بن الحمق بدر میں شریک ہوئے۔ اور ابواسحاق بن ابی فروہ سے جو ایک ضعیف راوی ہے، مروی ہے کہ ہم سے یوسف بن سلیمان نے اپنے دادا معاویہ کے واسطے سے بحوالہ عمرو بن حمق نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پینے کے لیے دیا تو آپ نے انہیں دعا دی: ''اے اللہ! اسے اپنی جوانی سے بہرہ مند فرما''۔ چنانچہ ان کی عمر اسّی (۸۰) سال ہوگئی پھر بھی ایک سفید [4] بال نہیں دیکھا۔ یعنی انہوں نے اسّی (۸۰) سال کا عرصہ مکمل کیا نہ یہ کہ اس کے بعد اسّی (۸۰) سال زندہ رہے۔ ابوعمر [6] لکھتے ہیں: شام میں رہائش تھی

---

[1] اسد الغابہ (۳۹۰۵) تجرید (۴۰۵/۱) [2] اسد الغابہ (۳۶۷/۳)

[3] اسد الغابہ (۳۹۰۶) استیعاب (۱۹۳۱) تجرید (۴۰۵/۱) [4] استیعاب (۲۵۷/۳)

[5] مختصر تاریخ دمشق (۲۰۱/۱۹) [6] جامع المسانید (۵۷۱/۹) مختصر تاریخ دمشق (۲۰۲/۱۹)

[7] استیعاب (۲۵۷/۳)

پھر کوفہ رہنے لگے تھے۔

پھر حضرت عثمان کے مخالفین کے ساتھ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تمام جنگوں میں شریک رہے اس کے بعد مصر آ گئے۔ طبرانی اور ابن قانع بطریق عمیرہ بن عبداللہ المعافری وہ اپنے والد سے کہ انہوں نے عمرو بن الحمق کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنوں کا ذکر سنا تھا جس میں محفوظ عربی لشکر ہوگا اس لئے میں تمہارے پاس مصر آ گیا۔ نسائی اور ابن ماجہ [1] نے بروایت رفاعہ بن سواد بحوالہ ان کے یہ حدیث ''جس شخص نے کسی کو اس کے خون کا امن دیا پھر اسے قتل کر دیا تو میں قاتل سے بری اگرچہ مقتول کافر ہو'' نقل کی ہے۔ نیز ان سے عبداللہ بن عامر المعافری، جبیر بن نفیر حضرمی اور ابومنصور مولیٰ انصار روایت کرتے ہیں۔ طبری ابومخنف سے نقل کرتے ہیں کہ یہ حجر بن عدی کے معاونین میں سے تھے جب زیاد نے حجر بن عدی کو گرفتار کر لیا اور انہیں ان کے ساتھیوں سمیت شام بھیج دیا تو عمرو بن الحمق (موصل) بھاگ گئے۔

میں کہتا ہوں: ابن حبان [2] کا بیان ہے وہ موصل روانہ ہو گئے تھے اور ایک غار میں روپوش ہو گئے، جہاں انہیں ایک سانپ نے ڈس لیا۔ موصل کے گورنر نے سر کاٹ کر زیاد کے پاس بھیج دیا جو زیاد نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کر دیا۔ یہ ۵۰ھ کا واقعہ ہے۔ خلیفہ فرماتے ہیں: ۵۱ھ کا ہے اور یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عثمان ثقفی نے قتل کیا اور ان کا سر روانہ کر دیا۔ بقول بعض: ۶۳ھ واقعۂ حرہ تک زندہ رہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: ایک قول ہے: امیر معاویہ نے ان کی تلاش میں لوگ بھیجے جب یہ گرفتار ہو گئے تو مارے دہشت کے ان کا انتقال ہو گیا تو فرستادہ گروہ نے تہمت سے بچنے کے لیے ان کا سر کاٹ لیا اور ان کی طرف روانہ کر دیا پھر عمدہ سند کے ذریعہ ابواسحاق سبیعی بحوالہ ھنیدۃ خزاعی روایت کی ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا سر جو بطور ہدیہ بھیجا گیا وہ عمرو بن الحمق کا سر تھا، جسے زیاد نے امیر معاویہ کے پاس بھیجا تھا۔

۵۸۲۱ عمرو بن حُمَمَہ الدوسی

نسب ان کے بیٹے جندب بن عمرو کے حالات میں حرف جیم کے تحت بیان ہو چکا ہے۔ ابوبکر بن درید کا بیان ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ جبکہ اوروں کا کہنا ہے: جاہلیت میں فوت ہو گئے تھے۔ بڑی عمر پائی تھی۔ انہی کے یہ اشعار ہیں: ؏

''مجھے گزشتہ دور کی باتیں سنائی جاتی ہیں۔ یقیناً ایک دن میں نے بھی موت کا شکار ہو جانا ہے''۔

ابن کلبی نے ان کا یہ شعر نقل کیا ہے۔ مرزبانی لکھتے ہیں: وہ جاہلیت کے حاکم اور عمر رسیدہ شخص تھے۔ بقول بعض: تین سو نوے (۳۹۰) سال زندہ رہے اور پھر ان کا یہ اور سابقہ شعر نقل کیا: ؏

''میں بوڑھا ہو گیا اور میری عمر لمبی ہو گئی گویا میں ناگوں کا ڈسا ہوا جس کی رات نہیں بتتی۔ نہ میں بیماری میں مبتلا ہوا بلکہ مجھ پر گرمیوں اور بہار کے لگاتار سال آئے تین سو سال پورے اور لواب میں چوتھے کے گزرنے کی اُمید کر رہا ہوں اور میری حالت یہ ہو رہی ہے کہ میں اس پرندے کی مانند ہوں جو جال اور گھونسلے کے درمیان

---

[1] ابن ماجہ کتاب الدیات باب من امن رجلا علی دمہ فقتلہ (۲۶۸۸)

[2] الثقات (۲۷۵/۳)

زخمی پیٹھ والا ہو۔ جب وہ اڑنے کا قصد کرے تو اسے کہا جاتا ہے بیٹھ جا''۔
لکھتے ہیں: بقول بعض انہی کو ذوالحکم کہا جاتا تھا اور عرب میں لاٹھی کھٹکھٹانے کے بارے میں ان کی مثال دی جاتی تھی۔ کیونکہ جب یہ بہت عمر رسیدہ ہو گئے تو غافل ہو جایا کرتے تھے، تو لوگوں نے انہیں جگانے کے لیے ایک شخص مقرر کر دیا تھا جو لاٹھی زمین پر مارتا یوں ان کی سمجھ بحال ہو جاتی۔ اس کی جانب حارث بن وعلہ نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے: ع

ان العصا قرعت لذی الحکم

اور فرزدق کا شعر ہے: ع

کأنّ العصا کانت لذی الحکم تقرع

ایک اور شاعر کہتا ہے: ع

لذی الحکم قبل الیوم ما تقرع العصا

میں کہتا ہوں: اس کا سبب بھی بیان ہو چکا ہے جو حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جندب بن عمرو بن حممہ کے حالات میں ہے۔

۵۸۲۲ عمرو بن حنہ [1] از انصار

طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق قیس بن ربیع عن الاعمش عن ابی سفیان بحوالہ جابر روایت کی ہے کہ ایک انصاری شخص جسے عمرو بن حنہ کہا جاتا تھا، آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول! آپ نے دم سے منع کر دیا ہے جبکہ میں سانپ کے کاٹے کا دم کیا کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: ذرا مجھے سناؤ۔ انہوں نے سنایا، آپ نے فرمایا: اس میں کوئی ایسی ممانعت والی بات نہیں یہ مضبوط کلمات ہیں.....(حدیث) [1] اسی میں ہے ایک انصاری صاحب آئے جو بچھو کے کاٹے کی جھاڑ پھونک کرتے تھے..... پھر ان کا ذکر کیا۔ اس سے شبہ ہوتا ہے راوی نے ان کے والد کا نام تبدیل کر دیا ہو چنانچہ مسلم وغیرہ نے روایت کی ہے جو بطریق ابو معاویہ عن الاعمش اسی سند سے مروی ہے اس میں فرماتے ہیں: عمرو بن حزم آئے۔ اسی طرح یہ روایت ابو الزبیر نے جابر اور قیسؒ سے نقل کی ہے۔ آخری عمر میں ان کا حافظہ کمزور ہو گیا تھا اس لیے محدثین ان کی روایت کردہ حدیث ضعیف قرار دیتے ہیں تو اگر ان کے حافظے نے ساتھ دیا کہ یہ دوسرے ہیں وگرنہ اس حدیث کے سیاق سے دو مختلف واقعات کا پتہ چلتا ہے۔ ادھر راویوں میں عمرو بن حنہ ہے جو عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کرتے ہیں۔ ابن جریج عن یوسف بن الحکم بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں۔ ابن جریج سے آگے ان کے حدیث کی اسناد میں اختلاف ہے۔

۵۸۲۳ عمرو بن خارجہ بن قیس [2]

بن مالک بن عدی بن عامر بن النجار انصاری خزرجی، ابن اسحاق [2] نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۹۰۷) تجرید (۳۰۵/۱) [1] المعجم الکبیر (۷۴/۱۷) مجمع الزوائد (۱۱۱/۵) اسد الغابہ (۳۶۹/۳)

[2] اسد الغابہ (۳۹۰۸) تجرید (۳۰۵/۱) [2] السیرۃ النبویۃ (۲۶۲/۲)

۵۸۲۴ عمرو بن خارجہ بن المنتفق [1]

الاسدی۔ آلِ ابی سفیان کے حلیف۔ بقول بعض: اشعری، انصاری، جمحی، بہر کیف پہلا نسب زیادہ مشہور ہے۔ ابن السکن لکھتے ہیں: اسدی ہیں، شام رہے اور ان کی حدیث اہل بصرہ سے نقل کی جاتی ہے وہ ابوسفیان کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے پاس قاصد بن کر آئے تھے۔

میں کہتا ہوں: ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی نے بطریق قتادہ عن شہر بن حوشب عن عبدالرحمٰن بن غنم ان کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ دیا اور میں اس کے سینے کے پاس کھڑا تھا...... (حدیث) اسی میں ہے: ''وارث کے لیے وصیت نہیں ہوتی''۔ [2] بعض نے اسی پر اکتفا کیا ہے۔ نسائی نے اس کے بعض طرق میں بروایت اسماعیل بن ابی خالد نقل کی ہے اور سند میں شہر کا ذکر نہیں کیا اور نہ ابن غنم کا تذکرہ کیا ہے اور طبرانی نے یہ روایت دوسری سند کے ذریعہ بواسطہ قتادہ نقل کی ہے جس میں شہر کا ذکر کیا ہے لیکن ابن غنم کا ذکر نہیں کیا۔

عسکری فرماتے ہیں: شہر کا ان سے سماع صحیح ثابت نہیں، حالانکہ ایک دوسری حدیث میں شہر کے ان سے سماع کی صراحت موجود ہے جو طبرانی کی کتاب میں ہے۔ عسکری اور طبرانی نے ان کی ایک اور حدیث بروایت شعبی بحوالہ ان کے نقل کی ہے اور طبرانی یہ حدیث ''لا وصیۃ لوارث'' بطریق مجاہد عن عمرو بن خارجہ نقل کرتے ہیں۔ حرف خاء میں بیان ہو چکا ہے کہ کسی راوی نے یہ نام پلٹ دیا ہے اور خارجہ بن عمرو لکھ دیا ہے۔

۵۸۲۵ عمرو بن خبیب [3]

بن عمرو العنبری۔ ابن ماکولا [4] نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے والد کا نام قلمبند کیا ہے۔ حافظ ابن عساکر نے ان کا اتباع کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ ان بہادروں میں سے تھے جنہیں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جنگ فحل کے لئے بھیجا تھا۔ طبری، سیف سے نقل کرتے ہیں کہ وہ عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ تھے۔ جب وہ یمن روانہ ہوئے تاکہ مرتدوں سے جنگ کریں جو خلافت صدیقی کے ابتدائی دور کا واقعہ ہے۔ لیکن ایک نسخہ میں لکھا ہے عمرو بن جندب، اسی طرح ذیل میں ابن فتحون نے ذکر کیا ہے اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ فتوحات میں صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۵۸۲۶ عمرو بن ابی خزاعہ [5]

ابوشہر لکھتے ہیں: ایک صحابی ہیں۔ [6] ابن ابی حاتم کا قول ہے: محمد بن عبیداللہ الشعی مکحول سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن ابی خزاعہ نے ہم سے بیان کیا کہ عہد نبوی میں ان لوگوں کے ہاں ایک قتل ہو گیا تو آپ نے قسامت خزاعہ پر مقرر کی ابن مندہ نے یہ حدیث

---

[1] اسد الغابہ (۳۹۰۹) استیعاب (۱۹۳۲) تجرید (۴۰۵/۱)

[2] ترمذی کتاب الوصایا باب ما جاء لا وصیۃ لوارث (۲۱۲۱) نسائی (۳۶۴۴) ابن ماجہ (۲۷۱۲) المعجم الکبیر (۳۵/۱۷)

[3] تجرید (۴۰۶/۱) [4] الاکمال (۱۷۰/۱)

[5] اسد الغابہ (۳۹۱۱) استیعاب (۱۹۳۳) تجرید (۴۰۶/۱) [6] الجرح والتعدیل (۲۳۰/۶)

اسی سند سے نقل کی ہے۔ ابوشہر فرماتے ہیں: مکحول نے عیینہ بن ابی سفیان سے سماع نہیں کیا ہے اور نہ مجھے یہ معلوم ہے آیا انہوں نے انہیں دیکھا ہے یا نہیں، مکحول عمرو بن ابی خزاعہ جو ایک صحابی ہیں ان سے روایت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

۵۸۲۷ (ز) عمرو بن الخفاجی العامری

صلصل بن شرحبیل کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ رشاطی فرماتے ہیں: نبی ﷺ سے فیض اٹھایا ہے۔ آپ نے ان کی اور عمرو بن المحجوب کی طرف خط بھیجا تا کہ یہ دونوں آئیں اور ارتداد کے بارے میں ان سے گفتگو فرمائیں۔ یہ طبری کا بیان ہے، جبکہ سیف کا بیان ہے کہ عمرو بن الخفاجی کی طرف اس پیام کا قاصد زیاد بن حنظلہ تھے اور خط میں تھا کہ مرتدوں سے جنگ میں ہمت سے کام لیں۔

۵۸۲۸ عمرو بن خلف [1]

بن عمیر التیمی۔ وہی مہاجر بن قنفذ ہیں، مہاجر اور قنفذ دونوں ان کے لقب ہیں۔

۵۸۲۹ (ز) عمرو بن خویلد الخزاعی

ابن السکن فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ پھر بطریق علی بن المدینی مسنداً روایت کی ہے کہ عمرو بن خویلد خزاعی صحابی ہیں۔ اوران کی کئی احادیث ہیں۔ اس کے بعد ابن السکن نے ان کی ایک حدیث نقل کی کہ اس کے علاوہ ان کی حدیث مجھے نہیں ملی۔

میں کہتا ہوں: میرے خیال میں جن کے متعلق علی بن المدینی نے کہا ہے وہ ابوشریح خزاعی ہیں اس واسطے کہ الازرقی کا نام خویلد بن عمرو ہے۔ شاید جو حدیث ابن السکن نے نقل کی ہے وہ الٹ گئی ہے کہ بطریق حشرج بن نباتہ عن اسحاق بن ابراہیم عن مکحول بحوالہ عمرو بن خویدل خزاعی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زکوۃ روکنے والے، یتیم کا مال کھانے والے جادوگر اور والدین کے نافرمان کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا"۔ [2]

۵۸۳۰ عمرو بن ذی النور الدوسی

عمرو بن الطفیل میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۵۸۳۱ عمرو بن ربعی [2]

بقول بعض: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا نام ہے، مشہور یہ ہے کہ ان کا نام حارث ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۹۱۳) استیعاب (۱۹۳۴) تجرید (۴۰۶/۱)

[2] کنز العمال (۴۰۰۱) [2] اسد الغابہ (۳۹۱۵) تجرید (۴۰۶/۱)

۵۸۳۲ (ز) عمرو بن ربیعہ ✿

بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ صحابہ پر کتابیں لکھنے والوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ سعید بن یعقوب نے بطریق عبدالسنان بن عبداللہ عن قیس بن ہمام عن عمرو بن ربیعہ روایت کی ہے، فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا:

''میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو ایسی ذات ہے کہ جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسے دور کر دیتی ہے''۔ ✿

۵۸۳۳ (ز) عمرو بن زائدہ

بقول بعض: عمرو بن قیس بن زائدہ بن الاصم العامری، وہی ابن ام مکتوم نابینا ہیں۔ عمرو بن ام مکتوم میں ذکر ہو چکا ہے۔

۵۸۳۴ عمرو بن زرارہ الانصاری ✿

طبری نے المعجم الکبیر میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ولید بن سلیمان ابی السائب عن القاسم بحوالہ ابوامامہ روایت کی ہے۔ فرمایا: ایک دفعہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، اچانک عمرو بن زرارہ انصاری ایک جوڑا اور تہبند پہنے جو ٹخنوں سے نیچے تھے ہم سے آ ملے۔ تو آپ ﷺ ان کے کپڑے کے کنارہ کو پکڑ کر فرمانے لگے اور تواضع کا اظہار کرنے لگے: ''اے اللہ! یہ تیرا بندہ تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہے....''۔ یہاں تک کہ عمرو بن زرارہ نے سن لیا، نبی ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! میری پنڈلیاں ✿ باریک ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''عمرو بن زرارہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو بہت اچھا پیدا کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ازار تہبند اور شلوار وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔ ✿

۵۸۳۵ عمرو بن زرارہ ✿

بن قیس بن عمرو النخعی۔ ان کا تذکرہ ان کے والد زرارہ کے حالات میں ہو چکا ہے۔ ان کے صحابی ہونے کا احتمال ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی ایک حدیث ہے جسے ہم ''فوائد المخلص'' میں اور ان کے والد کے ذکر میں انہی عمرو کے حوالہ سے روایت کر چکے ہیں کہ سب سے پہلے انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت سے ہاتھ کھینچا تھا (یعنی بیعت توڑ دی)۔

۵۸۳۶ عمرو بن ابی زہیر ✿

بن مالک بن امرئ القیس انصاری موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

✿ اسد الغابۃ (ت: ۳۹٦۱) تجرید اسماء الصحابۃ (۱/٤۰٦) ✿ دلائل النبوۃ (۱۰۳) اسد الغابہ (۳/۳۷۰) جامع المسانید (۹/۵۷۸)

✿ اسد الغابہ (۳۹۱۹) تجرید (۱/٤۰٦) ✿ پتلی پنڈلیاں حمش الساقین کا ترجمہ ہے۔

✿ المعجم الکبیر (۸/۲۳۲) مجمع الزوائد (۵/۱۲٤) الدر المنثور (۵/۱۷۲)

✿ اسد الغابہ (۳۹۲۰) تجرید (۱/٤۰۷) ✿ اسد الغابہ (۳۹۲۲) استیعاب (۱۹۳۷) تجرید (۱/٤۰۷)

۵۸۳۷ عمرو بن سالم [1]

بن حصین بن سالم بن کلثوم خزاعی از مُلَیح ابن عمرو بن ربیعہ بن کعب بن عمرو بن یحییٰ بن خزاعہ۔ محمد بن اسحاق [2] "المغازی" میں فرماتے ہیں: زہری نے بواسطہ عروہ بن زبیر بحوالہ مروان بن الحکم اور مسور بن مخرمہ روایت کی ہے کہ دونوں فرماتے ہیں: عمرو بن سالم خزاعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے جب وتیر میں خزاعہ اور بنی بکر کا جھگڑا ہوا تھا۔ اور آپ کو خبردار کیا اور یہ اشعار پڑھے:

> "اے اللہ! میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے والد کے معاہدۂ حلف اور ان کے والد سردار کے حلیف ہونے کا واسطہ ہے، آپ ہمارے والد کی طرح اور ہم اولاد کی طرح تھے، پھر ہم اسلام لے آئے اور ہم نے ہاتھ نہیں کھینچا۔ اللہ کے رسول! مضبوط مدد کیجئے! اور اللہ کے بندوں کو بلائیے وہ مدد کے لیے آجائیں۔ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے ہیں، اگر ان کا چہرہ گرد آلود ہوا، ایسے لشکر سے جو سمندر کی طرح جھاگ اچھالتا ہے نمودار ہوں گے۔ قریش نے آپ کے وعدہ کے خلاف کیا ہے اور آپ کا مضبوط عہد توڑ دیا ہے۔ جب ہم تہجد میں مصروف عبادت تھے انہوں نے ہم پر شبخون مارا اور ہم لوگوں کو رکوع وسجدے کی حالت میں قتل کیا"۔ [3]

جو اس سے لمبا قصیدہ ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عمرو بن سالم! [4] تمہاری مدد ہوئی کہ ہوئی"۔ پھر فتح مکہ کا واقعہ نقل کیا۔ سعید بن یعقوب نے "الصحابہ" میں بطریق حزام ابن ہشام بحوالہ عمرو بن سالم روایت کی ہے کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! انس بن زنیم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو ہدر قرار دے دیا۔ جس کی طرف اسید بن ابی ایاس بن زنیم کے حالات میں اشارہ ہو چکا ہے۔ یہی اشعار عمرو بن کلثوم خزاعی کے حوالہ سے بھی مروی ہیں جیسا کہ ابن مندہ نے بطریق اسماعیل بن سلیمان بن عقیل بن وہب بن سلمہ خزاعہ نقل کیا ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ عمرو بن کلثوم نقل کیا ہے کہ میں "سرح" میں مکہ سے مدینہ مدد طلب کرنے کے لیے آیا یہاں تک کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوگئی تو وہ کہنے لگے..... پھر ان اشعار کا ذکر کیا۔

اور فوائد ابی طاہر المخلص میں بحوالہ ابن صاعد ہم سے یحییٰ بن سلیمان بن نضلہ نے وہ فرماتے ہیں مجھ سے میرے چچا محمد نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے بواسطہ اپنے دادا بحوالہ میمونہ بنت حارث روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باری کی رات میں ان کے پاس کھڑے ہوئے، نماز کے لیے وضو کیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "ہاں میں حاضر ہوں" تین بار فرمایا۔ میں عرض کرنے لگی: اللہ کے رسول! میں نے آپ کو کسی انسان سے بات کرتے سنا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی کعب کا شاعر ہے جو مجھ سے رحمت کا طلبگار ہے، اور وہ سمجھتا ہے کہ قریش نے ان کے خلاف بنی بکر کی اعانت کی ہے۔ [5] راوی کا بیان ہے ہم تین دن ٹھہرے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی میں نے شاعر کو شعر کہتے سنا، پھر کچھ اشعار اور یہ واقعہ ذکر کیا۔ سہیلی نے اس شاعر کے صحابی ہونے

---

[1] اسد الغابہ (۳۹۲۳) استیعاب (۱۹۳۸) تجرید (۴۰۷/۱) [2] السیرۃ النبویۃ (۳۱/۴)

[3] بلاد خزاعہ کا مشہور چشمہ۔ [4] اسد الغابہ (۳۷۲/۳) استیعاب (۱۹۳۸/۳) الکامل فی التاریخ (۱۶۲/۲)

[5] السنن الکبریٰ (۲۳۴/۹) کنز العمال (۳۰۱۶۶) الدر المنثور (۲۱۵/۳) [6] المعجم الکبیر (۱۰۵۲/۲۳)

پر طعن کیا کہ اس کا یہ کہنا: ہم مسلمان ہوئے اس کی مراد سلامتی ہے نہ کہ اسلام، کیونکہ وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے، جس کی تردید اس کے اس شعر سے ہوتی ہے: ''ہمیں رکوع وسجود کی حالت میں قتل کیا گیا''۔ ابن اسحاق کی روایت میں لکھا ہے انہوں نے بالائی حصے میں ہمیں تہجد پڑھتے جب ہم قرآن کی تلاوت کر کے رکوع وسجود میں تھے قتل کیا۔ جس کی تاویل بعض نے یہ کی ہے کہ وہ ان لوگوں کے حلیف ہیں جو رکوع وسجود کرتے ہیں، جس کا بعید ہونا ظاہر ہے۔ ابن کلبی، ابوعبید اور طبری کا کہنا ہے: یہ عمرو بن سالم وہ ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے موقعہ پر خزاعہ کے جھنڈے اٹھا رکھے تھے۔

۵۸۳۸ عمرو بن سبیع الرھاوی*[1]

بقول بعض: ابن سبیع، جسے ابن ماکولا نے نقل کیا ہے اور ابن شاہین نے بحوالہ ابن کلبی ان کا ذکر کیا ہے اور ابن سعد نے بطریق یزید بن طلحہ تیمی روایت کی ہے کہ عمرو بن سبیع رہاوی رہاویوں کے وفد میں آئے۔ یہ لوگ بنی سلیم بن رہا بن منبہ بن حرب بن علۃ المذحجی سے تعلق رکھتے ہیں۔ پندرہ (۱۵) مرد تھے سب اسلام لے آئے نبی ﷺ نے انہیں منتخب کر لیا۔ لفظِ رہا صوری فرماتے ہیں: روایت میں پیش سے لکھا ہے۔ جبکہ عبدالغنی نے اسے زبر سے قلمبند کیا ہے اور اس میں اور شہر کے نام میں فرق کیا ہے کہ وہ پیش سے ہے۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: ہم سے عمران بن ہزان رہاوی نے بحوالہ اپنے والد بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عمرو بن سبیع رہاوی شخص مسلمان ہو کر آئے انہوں نے آپ کے سامنے اشعار کہے جن میں سے ایک شعر یہ ہے: ؏

''اللہ کے رسول! میں نے آپ کے لیے یہ کلام بنایا ہے جو صحراؤں میں بنجر زمین کے بعد ہموار و بنجر زمین طے کرتا ہے (یعنی اس کی گونج پھیل گئی ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں پرچم بنا کر دیا جسے لے کر وہ جنگ صفین میں حضرت امیر کے ساتھ شریک ہوئے''۔

۵۸۳۹ عمرو بن سراقہ*[2]

بن المعتمر بن انس بن اذاۃ بن رباح بن قرط بن عبداللہ بن رزاح بن عدی بن کعب قرشی عدوی، از خاندان عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ عبداللہ بن سراقہ کے بھائی ہیں۔ خلیفہ فرماتے ہیں: دونوں کی والدہ قدامہ بنت عبداللہ بن عمر بن اہیب بن حذافہ بن جمح ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ نے عبداللہ بن جحش کے سریہ میں نکلنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ ابن شہاب شرکاءِ بدر میں ذکر کرتے ہیں۔ ابن مندہ کو ان کے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے، وہ انہیں انصاری سمجھ بیٹھے جس کی ابونعیم نے تردید کی اور انہوں نے تصحیح کیا۔ حارث بن ابی اسامہ اپنی مسند میں لکھتے ہیں: یعقوب بن محمد زہری، محمد بن فلیح، ابوصالح مولیٰ عبداللہ بن عباس بن ابی ربیعہ، عبداللہ بن عامر، ان کے سلسلۂ سند میں ربیعہ سے وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سریۂ نخلہ میں بھیجا، ہمارے ساتھ عمرو بن سراقہ نامی ایک شخص تھے جن کا پیٹ ہلکا اور قد دراز تھا۔ وہ بھوک سے اتنے نڈھال ہوئے کہ اپنی کمر دوہری کر لی وہ چل نہیں سکتے تھے وہ ہمارے اوپر گر گئے، ہم نے ایک چپٹا پتھر لیا جسے ان کے پیٹ پر باندھ کر ان کی کمر پر کس دیا، تو وہ ہمارے ساتھ چلنے کے

---

[1] اسد الغابہ (۳۹۲۶) تجرید (۱/۴۰۷)

[2] اسد الغابہ (۳۹۲۷) استیعاب (۱۹۳۹) تجرید (۱/۴۰۷)

قائل ہو گئے۔ اتنے میں ہم کسی عربی قبیلہ کے ہاں آئے، ان لوگوں نے ہماری ضیافت کی تو ان کی جان میں جان آئی۔ پھر وہ ہمارے ساتھ چلنے لگے۔ فرماتے ہیں: میں سمجھتا تھا پاؤں پیٹ کو اٹھاتے ہیں، اب معلوم ہوا پیٹ پاؤں کو اٹھاتا ہے۔ ابن اسحاق [1] کا بیان ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر کی زمین میں انہیں حصہ دیا، خلیفہ کا بیان ہے خلافت عثمانی میں فوت ہوئے۔ کسی نے ان کے والد سراقہ کی تاریخ وفات لکھی ہے، اس کا قول پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۵۸۴۰ عمرو بن ابی سرح [2]

ابن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر الفہری، کنیت ابوسعد تھی، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق [3] نے مہاجرین حبشہ اور شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بلاذری لکھتے ہیں: کچھ لوگوں کا گمان ہے یہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے چچا ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ عمرو فہری ہیں اور وہ عامری ہیں۔ طبری لکھتے ہیں: خلافت عثمانی ۳۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۵۸۴۱ عمرو بن سعد بن الحارث [5]

بن عباد بن سعد بن عامر بن ثعلبہ بن افصی بن حارثہ۔ غزوۂ موتہ [4] میں شہادت پائی، جو ابن شہاب نے "مختصر السیرۃ النبویۃ" میں ذکر کیا ہے۔ ایک دوسری سند سے ان کے بھائی عامر بن سعد بن حارث کے حالات میں بھی ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۵۸۴۲ (ز) عمرو بن سعد بن عمرو

بن زید بن مالک بن یزید بن اسامہ بن زید بن ارطاۃ بن شرحبیل الخولانی۔ ہمدانی نے انساب میں ان کا ذکر کیا ہے جو یزید بن حجر کے حالات میں درج ہے جنہیں المتوکل کہا جاتا تھا وہ اپنی قوم میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے۔ رشاطی فرماتے ہیں: صاحب عنوان عمرو بن سعد، جن کا ابھی ذکر ہوا ہے، المتوکل کے چچا ہیں۔ لکھتے ہیں: وہ ان شہر کے بھائی ہیں جن کے متعلق شاعر کہتا ہے: ؏

"عمرو اور شہر سے کہو! تمہارا باپ ان لوگوں میں سے بہترین آدمی ہے جنہیں "ذات نطاق" نے پکڑا"۔

۵۸۴۳ عمرو بن سعد بن معاذ [6]

انصاری اوسی۔ ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن ابی داؤد بن السکن نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بقول بعض: صحابی ہیں۔ ابونعیم کی روایت ہے ابن ابی داؤد نے جو محمد بن محمد بن یعقوب الحجاجی کی طرف لکھا ہے نقل کرتے ہیں کہ بنی عبدالاشہل نے سعد بن معاذ اور ان کے دونوں بیٹے عبداللہ اور عمرو ہیں، ایسا ہی ابن القداح کی کتاب میں ہے۔

---

[1] السیرۃ النبویۃ (۲۴۶/۲) [2] اسد الغابہ (۳۹۲۹) استیعاب (۱۹۴۰) تجرید (۴۰۷/۱)

[3] اسیرۃ النبویۃ (۲۶۱/۱) [4] السیرۃ النبویۃ (۲۴۷/۲) [5] تجرید (۴۰۷/۱)

[6] مختصر تاریخ دمشق (۲۰۹/۱۹) [7] اسد الغابہ (۳۹۳۰) تجرید (۴۰۷/۱)

لکھتے ہیں: میں نے حضرت سعد کو خواب میں دیکھا اور ان کے دونوں بیٹوں کے بارے میں دریافت کیا تو وہ فرمانے لگے: دونوں بیعت رضوان میں شریک تھے۔ میں نے پوچھا: ان میں سے بڑا کون ہے؟ فرمایا: عمرو۔ ابن مندہ بحوالہ ابن القداح بلا سند نقل کرتے ہیں اور ابن السکن وابوداؤد بطریق داؤد بن الحصین عن واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم سے آراستہ قبا پہنی تو لوگ آپ ﷺ کو دیکھنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''سعد کے جنت میں رومال اس سے افضل ہیں''۔ [1]

اس کے راوی معتبر ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا انتقال بنی قریظہ کے درمیان فیصلہ کرنے کے بعد نبی ﷺ کی وفات سے پانچ یا چھ سال پہلے ۴ یا ۵ ھ میں ہوا اور عمرو کی جو بھی عمر ہوئی وہ اپنے والد کی وفات کے وقت اس سے زیادہ کے ہوں گے، اس بنا پر میں نے اس قسم میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۸۴۴ عمرو بن سعد

یا سعید۔ ابو کبشہ انصاری۔ کنیتوں میں ذکر ہوگا۔

۵۸۴۵ عمرو بن سعد

ایک قول کے مطابق: ابوسعد الخیر کا نام ہے جن کا تذکرہ کنیتوں میں ہوتا ہے۔ بقول بعض: ان کا نام عامر بن مسعود ہے۔ اس میں ابن الاثیر [2] مرحوم کو خبط ہوا ہے جیسا کہ میں نے آخری قسم میں ذکر کیا ہے۔

۵۸۴۶ عمرو بن سُعدی قرظی [3]

طبری، بغوی اور ابن شاہین وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ وہی ہیں جو بنی قریظہ کے قلعہ سے اتر آئے تھے جس رات ان کا قلعہ فتح ہوا تھا۔ پھر معلوم نہیں کہاں گئے۔ واقدی [4] فرماتے ہیں: ضحاک بن عثمان، محمد بن یحییٰ بن حبان سے بحوالہ عمرو بن سعدی ہم سے بیان کرتے ہیں، فرمایا: اے جماعت یہود! تم نے محمد سے بدعہدی کی ہے، تم نے عہد کیا تھا کہ ان کے مقابلہ میں کسی کو مدد نہیں کرو گے۔ اور جو ان پر اچانک حملہ آور ہوگا اس کے مقابلے میں ان کی مدد کرو گے جس کی تم نے پاسداری نہ کی۔ لہٰذا میں تو اس میں شامل نہیں ہوتا اور نہ تمہاری غداری میں شریک ہوتا ہوں..... پھر ان کا واقعہ نقل کیا یہاں تک کہ انہوں نے کہا: میں تم سے بری ہوں۔ چنانچہ وہ اسی رات نکل آئے اور نبی ﷺ کے پہرے داروں کے پاس سے گزرے جو محمد بن مسلمہ کی کمان میں تھے۔ محمد نے کہا: یہ کون ہے؟ تو انہوں نے اپنا نسبی تعارف کرایا، تو محمد بن مسلمہ فرمانے لگے: اللہ! شریف لوگوں کے سرداروں سے مجھے محروم نہ فرما اور انہیں رستہ دے دیا۔ چنانچہ وہ وہاں سے نکل کر مسجد نبوی میں آئے، رات وہیں گزاری اور مسلمان ہو گئے۔ صبح ہوئی تو یہ آج تک معلوم نہ ہو سکا کہ کہاں گئے۔ آپ علیہ السلام کو ان کے متعلق آگاہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] ترمذی کتاب الزینة باب ما جاء فی لبس الحریر فی الحرب (۱۷۲۳) نسائی کتاب و باب (۵۳۱۷) اسد الغابہ (۳۷۴/۳)

[2] اسد الغابہ (۳۷۵/۳) [3] اسد الغابہ (۳۹۳۳) تجرید (۴۰۸/۱) [4] المغازی (۵۰۳)

''وہ ایسا شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کی سچائی کی وجہ سے نجات دی''۔ [1]

طبرانی کا بیان ہے انہیں بنی قریظہ کے لوگوں کے ساتھ باندھ دیا گیا تو صبح ان کی رسی اسی جگہ ملی لیکن ان کا کوئی نام ونشان معلوم نہ ہوسکا۔

۵۸۴۷ (ز) عمرو بن سعواء [2]

بقول بعض: شعواء الیافعی۔ ابن یونس لکھتے ہیں: فتح مصر میں شریک ہوئے، صحابہ میں ان کا ذکر ہے۔

۵۸۴۸ (ز) عمرو بن سعید [3]

بن عاص بن امیہ بن عبدشمس۔ ابوعقبہ قرشی اموی کنیت تھی۔ ان کے بھائیوں خالد، ابان، سعید اور عبداللہ کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے ساتھ ان کی اہلیہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث بھی تھیں۔ عبداللہ بن سعید کا نام حکم تھا جو نبی ﷺ نے تبدیل کر دیا اور لمبی عمر پائی یہاں تک کہ جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔ اسلام میں خالد نے پہل کی جبکہ ان کے بھائی عمرو بعد میں مسلمان ہوئے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: سعید بن عاص ابواحیحہ کے ہاں سعید بن سعید پیدا ہوئے اور جنگ طائف میں شہادت پائی۔ [4]

ابن اسحاق نے ان کی اہلیہ کا نام فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث بتایا ہے اور واقدی نے بروایت ام خالد بنت خالد بن سعید بن بن عاص روایت نقل کی ہے، فرماتی ہیں: حبشہ آنے کے دو سال بعد ہمارے پاس میرے چچا عمرو بن سعید آئے اور پھر وہیں رہے یہاں تک کہ جب مسلمانوں کی دو کشتیاں آئیں تو ان میں وہ بھی آ گئے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: مہاجرین حبشہ میں سے ہیں اور خلافت صدیقی میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق [5] فرماتے ہیں: ان کی کوئی نرینہ اولاد نہیں رہیں اور ان کے والد بمقام ظریبہ فوت ہوئے۔ ان کے بھائی خالد بھی اسلام لے آئے تو ان کے بھائی ابان نے خود مسلمان ہونے سے پہلے دونوں کو ڈانٹتے ہوئے کہا:

> ''کاش! مقام ظریبہ میں دفن شخص موجود ہوتا اور دیکھتا کہ عمرو اور خالد (اس کے بیٹے) نے دین میں کیا افتراء کر لیا ہے۔ ان دونوں نے ایک ساتھ عورتوں کے دین کی اطاعت [6] قبول کر لی اور ہمارے ان دشمنوں کی مدد کر رہے ہیں جو ہمارے خلاف پروپیگنڈے کرتے ہیں''۔

عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب میں کہا:

> ''میرے بھائی! تمہیں کیا ہوا؟ میں تمہیں برا بھلا کہنے کا نہیں۔ جبکہ تم بری بات کہنے میں کسر نہیں اٹھا رکھتے۔ جب اس پر مشکلات آئیں تو وہ کہتا ہے کاش مقامِ ظریبہ کا مردہ زندہ ہو جاتا۔ میرے بھائی! جو شخص فوت ہو چکا

---

[1] البدایۃ والنہایۃ (۱۲۱/٤) [2] اسد الغابہ (۳۹۳٤) تجرید (٤۰۸/۱)

[3] اسد الغابہ (۳۹۳٦) استیعاب (۱۹٤۱) تجرید (٤۰۸/۱) [4] جامع المسانید (۵۸۱/۹)

[5] السیرۃ النبویۃ (۳/٤) [6] دونوں شعر اسد الغابہ (٦۳۸/۴) میں ابن عساکر کی کتاب (۲۱۲/۱۹) میں ہیں۔

ہے اسے چھوڑ دو اور جو حق ظاہر ہو چکا ہے اسے دیکھو“۔

ابو العباس السراج نے بطریق خالد بن سعید بن عمرو بن سعید روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ ان کے چچاؤں خالد، ابان اور عمرو صاحبزادگان سعید بن عاص کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی تو انہوں نے اپنے اپنے عہدے چھوڑ دیئے جس پر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم لوگوں سے بڑھ کر کوئی بھی ان کا حقدار نہیں۔ اس کے بعد یہ لوگ شام (جہاد میں شرکت کے لیے) روانہ ہو گئے اور سب شہید ہو گئے۔ خالد یمن کے، ابان بحرین کے اور عمرو سوادِ خیبر پر مقرر تھے۔ بطریق اصمعی مروی ہے، فرمایا: عمرو بن سعید اسلام میں سبقت کرنے والوں میں سے تھے۔ واقدی فرماتے ہیں: عمرو فتح مکہ، حنین، طائف اور غزوۂ تبوک میں شریک ہوئے۔ پھر شام چلے گئے اور خلافتِ صدیقی میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔ یہی ابن اسحاق [1] کا قول ہے اور موسیٰ کا بحوالہ ابن شہاب اور ابو الاسود کا بحوالہ عروہ یہی قول ہے، جبکہ خلیفہ بن خیاط نے ان کے برخلاف قول اختیار کیا ہے کہ وہ مرج الصُّفَّر میں شہید ہوئے۔ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے انہیں وادی القریٰ وغیرہ کا گورنر بنایا تھا جس پر وہ تا دمِ حیات برقرار رہے۔ اور ابو حذیفہ نے ”المبتداء“ میں بطریق عبداللہ بن قرط الثمالی جنہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے اور ان دنوں حمص فروکش ہوئے تھے، فرماتے ہیں: اجنادین کے دن میں عمرو بن سعید کے پاس سے گزرا، وہ مجاہدین کو صبر و استقامت کی ترغیب دے رہے تھے۔ پھر مسلمانوں پر حملہ ہوا تو عمرو کی ابرو پر تلوار کا وار پڑا، پھر انہوں نے ایک واقعہ ذکر کیا، اس میں ہے: عمرو بن سعید فرمانے لگے: میں نہیں چاہتا کہ قیس کے لوگ آ کر میرے ساتھیوں کو رسوا کریں بلکہ میں چاہتا ہوں ان میں داخل ہو جائیں، تھوڑی دیر بعد ان لوگوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا تو تلوار لیے ان میں جا گھسے، جب ان لوگوں کو شکست ہوئی تو یہ گرے ہوئے تھے ان کے جسم پر تیس (۳۰) سے زائد تلوار کے زخم آئے تھے۔

۵۸۴۹ عمرو بن سعید الثقفی

ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ذہبی [2] نے اپنے استدراک میں، اور میں ان شاء اللہ تعالیٰ عمرو بن ششم کے حالات میں (آگے عنوان نمبر ۵۸۷۷ میں) بیان کروں گا۔

۵۸۵۰ عمرو بن سعید الھُذَلی [3]

ابو نعیم نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق حاتم بن اسماعیل بن عبداللہ بن یزید ہذلی عن سعید بن عمرو بن سعید ہذلی انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، اور انہوں نے دورِ جاہلیت اور اسلام پایا تھا، فرمایا: میں نے اپنی قوم کے ایک شخص کے پاس بت دیکھا جس کا نام ”سواع“ تھا، ہم لوگ اس کے پاس ذبح کیے جانے والے جانور لے کر گئے تو ہم نے اس کے پیٹ سے آواز سنی۔ [4]

ابو نعیم نے ”دلائل“ میں یہ روایت اسی سند سے اور ابو سعید نیشاپوری نے ”شرف المصطفیٰ ﷺ“ میں بطریق عبداللہ بن یزید

---

[1] السیرة النبویة (۳/٤) [2] تجرید (۱۱۳) [3] اسد الغابه (۲۹۳۸) تجرید (۱/۴۰۸)

[4] اسد الغابه (۳/۳۷٦)

ہذلی عن سعید بن عمرو ہذلی انہوں نے اپنے والد سے (انہوں نے عمرو کے والد کا نام نہیں لیا) فرمایا: میں اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ اپنے قومی بت سواع کے پاس حاضر تھا اور ذبیحہ کے جانور اس کے پاس ہنکا لے گئے تھے۔ تو ہمیں اس کے پیٹ سے آواز سنائی دی جو یہ تھی: انتہائی تعجب کی بات ہے، سخت لوگوں کے درمیان سے ایک نبی مبعوث ہوا ہے جو سود اور بتوں کے ذبیحہ کو حرام قرار دیتا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم مکہ آئے، ابوبکر الصدیق (رضی اللہ عنہ) سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ہمیں نبی ﷺ کے دین کے بارے میں بتایا اور اسلام کی دعوت دی، اس وقت تو ہم مسلمان نہیں ہوئے لیکن بعد میں مسلمان ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: ہذیل فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے تھے۔ واقدی نے دوسری سند سے نقل کیا ہے کہ ہذیل کا ایک شخص جسے عمرو کہا جاتا تھا مکہ بکریاں لے کر آیا جنہیں اس نے فروخت کر دیا، نبی ﷺ نے اسے دیکھا تو اسلام کی دعوت دی اور حق سے آگاہ کیا۔ ابوجہل (جو سائے کی طرح آپ کے پیچھے پھرتا رہتا تھا) اس سے کہنے لگا: غور کرو جو یہ تمہیں کہہ رہا ہے ہرگز اس کی طرف دھیان نہ دینا، تو وہ ہذلی آپ سے علیحدہ ہو گیا۔ فرماتے ہیں: پھر وہی ہذلی فتح مکہ کے موقع پر اسلام لایا۔ ممکن ہے مذکورہ شخصیت ہو اور یہ بھی احتمال ہے کوئی اور ہو۔

۵۸۵۱ عمرو بن سفیان الثقفی [1]

بقول امام بخاری: [2] اہل شام میں شمار ہوتے ہیں۔ حاکم ابواحمد کا قول ہے: حنین میں مشرکین کا ساتھ دیا پھر اسلام لے آئے اور ابن ابی حاتم [3] بحوالہ اپنے والد، باوردی اور ابن السکن فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ حارث بن بدل (ت ۱۴۳۱ ج اوّل) کے حالات میں ان کی حدیث گزر چکی ہے جو قسم چہارم میں ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اس حدیث کے علاوہ ان کے صحابی ہونے کا پتہ نہیں چلتا۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے بطریق محمد بن راشد عن القاسم بن عبدالرحمٰن عن عمرو بن سفیان ثقفی روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے، ان کا ازار ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کے تہبند کا گوشہ پکڑ کر فرمایا: ”عمرو! اسے بلند رکھو! اللہ تعالیٰ تہبند گھسیٹنے والوں کو پسند نہیں کرتا“۔ [4] اسی روایت کو علی بن یزید نے قاسم بحوالہ ابوامامہ نقل کیا ہے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے تہبند لٹکا رکھا تھا، پھر اس کا مفہوم ذکر کیا۔ عمرو بن ششم کے حالات میں ان کا ذکر ہو گا۔

۵۸۵۲ عمرو بن سفیان المحاربی

عمرو بن سفیان بن ہمام المحاربی کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔

۵۸۵۳ عمرو بن سفیان بن عبدشمس [5]

بن سعد بن قائف بن الاوقص بن مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن سُلیم۔ ابوالاعور السلمی کنیت میں شہرت رکھتے

---

[1] اسد الغابہ (۳۹۳۹) تجرید (۴۰۸/۱) [2] التاریخ الکبیر (۳۰۱/۲) [3] الجرح والتعدیل (۲۳۴/۶)

[4] کنز العمال (۴۱۶۹۳) [5] اسد الغابہ (۳۹۴۰) استیعاب (۱۹۴۲) تجرید (۴۰۹/۱)

ہیں۔ مسلم اور ابواحمد الحاکم نے الکنی میں لکھا ہے: صحابی ہیں۔ جبکہ بغوی، ابن قانع، ابن سمیع اور ابن مندہ وغیرہ نے بھی صحابہ میں شمار کیا ہے۔ عباس الدوری، ابن قانع، ابن سمیع اور ابن مندہ وغیرہ نے بھی صحابہ میں شمار کیا ہے۔ عباس الدوری تاریخ یحییٰ بن معین میں فرماتے ہیں: میں نے یحییٰ کو فرماتے سنا: ابوالاعور سلمی صحابیٔ رسول ہیں، وہ امیر معاویہ کے ساتھ تھے۔ یحییٰ فرماتے ہیں: مجھے لگتا ہے ان کا نام عمرو بن سفیان ہے۔ ابن البرقی فرماتے ہیں: ابوسفیان بن حرب کے حلیف تھے۔ فرماتے ہیں: ان کی والدہ کا نام قریبہ بنت قیس بن عبداللہ بن سعد بن سہم قرشیہ تھا۔

ابن ابی حاتم [1] بحوالہ والد روایت کرتے ہیں: انہوں نے دورِ جاہلیت پایا ہے، صحابی نہیں اور ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابواحمد العسکری ان کی پیروی کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے عمرو نامی حضرات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ ابوعمر [2] فرماتے ہیں: حنین میں حالتِ شرک پر مالک بن عوف کے ساتھ شریک ہوئے، پھر مسلمان ہو گئے۔ ابن حبان [3] لکھتے ہیں: بقول بعض صحابی ہیں۔ محمد بن حبیب کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو لکھا کہ اپنے ہاں سے ہر ایسا شخص بھیج دیں جو کسی کام کی صلاحیت رکھتا ہو۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی طرف بصرہ، کوفہ، شام اور مصر سے چار چار افراد بھیجے۔ اتفاق سے بنی سلیم کے چار افراد یہ تھے: حجاج بن علاط، زید بن الاخنس، مجاشع بن مسعود اور ابوالاعور۔

یعقوب بن سفیان اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: ہم سے بکیر نے بحوالہ لیث بن سعد بیان کیا، فرماتے ہیں: پھر غزوۂ عموریہ ۲۳ھ میں ہوا۔ مصری فوج کا سپہ سالار وہب بن عمیر الجمحی اور شام کی فوج کا کمانڈر ابوالاعور اسلمی تھا۔ ابوزرعہ دمشقی کی روایت ہے۔ ابوالاعور اسلمی نے ۲۶ھ قبرص کا معرکہ سر کیا۔ جنگ صفین میں امیر معاویہ کے ساتھ ان کے بڑے کارنامے ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ [4] اور ان سے قیس بن حازم، ابوعبدالرحمٰن الحبلی اور عمرو بکالی روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: ہم سے ابوسعید بن یونس نے بیان کیا کہ وہ مروان کے ساتھ ۶۵ھ میں مصر آئے اور ان کا تذکرہ حارث نامی لوگوں میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں: حارث بن ظالم بن علس ابوالاعور الاسلمی ان کے نام میں اختلاف ہے۔

۵۸۵۴ عمرو بن سفیان العوفی عمرو بن سلیم۔

۵۸۵۵ (ز) عمرو بن سفیان البکائی

عمرو نامی حضرات کے آخر میں ان کا تذکرہ ہونا ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: ان کے والد کا نام سفیان ہے اور ابن عساکر کا بیان ہے: ان کا نام سیف ہے، جبکہ اوروں نے عبداللہ بتایا ہے۔ اکثریت نے ان کا نام نہیں لیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۸۵۶ (ز) عمرو بن سلامہ

بن وقش انصاری، سلمہ کے بھائی۔ اُحد میں شہید ہوئے۔ طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] الجرح والتعديل (٦/٢٣٤) [2] استيعاب (٣/٢٦٢) [3] الثقات (٥/١٦٩)

[4] ترمذى كتاب تفسير القرآن باب و فى سورة المائدة (٣٠٥٨)

۵۸۵۷ (ز) عمرو بن سلمہ الضمری

بقول بعض: عمیر بن ابی سلمہ ضمری کا نام، تذکرہ ہوتا ہے۔

۵۸۵۸ عمرو بن سلمہ

بن السکن بن قریط بن عبداللہ بن ابی بکر بن کلاب کلابی۔ عمر بن شبہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق حمید بن مالک بحوالہ ابوخالد کلابی روایت کی ہے کہ عمرو اسلام لے آئے اور ان کا اسلام خوب پھلا اور پکے مسلمان بن گئے۔ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں ان کی درخواست پہ شقراء اور سعدیہ کے درمیانی مقام کی چراگاہ بطور جاگیر عطا کر دی جسے انہوں نے ایک عرصہ تک چراگاہ رکھا، پھر ان کا انتقال ہوگیا تو حجر نے اپنے اور بنی جعفر بن کلاب کے درمیان جنگ تک اسے چراگاہ رکھا، پھر وہ بھی قتل ہوگیا۔ رشاطی نے ان کا ایسا ہی تذکرہ کیا ہے۔ ابوسعید عسکری کی روایت ہے کہ انہی عمرو بن سلمہ کی اولاد سے طہمان بن عمرو جو بہادر شاعر ہوگزرا ہے جسے نجدہ الحروری نے چوری کے ضمن میں گرفتار کر کے اس کا ہاتھ کاٹ دیا تھا۔ آلِ مروان کے ساتھ اس کے کئی واقعات ہیں۔ خلافتِ عبدالملک میں فوت ہوئے اور سعید بن عمرو حجر کی لڑائی میں قتل ہوئے۔ ان کے بھائی مجیب بن عمرو کا ذکر ہے۔

۵۸۵۹ عمرو بن سلمہ [1]

کنیت ابویزید تھی جس کے قلمبند کرنے میں اختلاف ہے۔ ایک قول ہے باء اور راء سے تصغیر برید ہے۔ بقول بعض: یزید بروزنِ عظیم ہے۔ اپنے والد سے ان کے اسلام لانے کا واقعہ نقل کرتے ہیں اور وہ اپنی قوم کے پاس کیسے لوٹے..... (حدیث) اسی میں ہے: ان لوگوں نے عمرو بن سلمہ کو باوجود صغیر السن ہونے کے بطور امام آگے کر دیا کیونکہ انہیں زیادہ قرآن یاد تھا۔ امام بخاری [2] نے اسے نقل کیا ہے۔ ان کے صحابی ہونے کی دلیل بیان ہوگی۔ لیکن ابن مندہ نے بطریق حماد بن سلمہ عن ایوب بحوالہ عمرو بن سلمہ روایت کی ہے، فرمایا: میں وفد [3] میں تھا۔ جو غریب ہے، باوجودیکہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۵۸۶۰ عمرو بن سلیم العوفی [4]

ابن ابی عاصم [5] نے صحابہ میں سے "وحدان" میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اسمٰعیل بن عیاش عن قیس بن عبداللہ بن عمرو بن سلیم العوفی روایت کی ہے جو رسول اللہ ﷺ تک مرفوع ہے۔ فرمایا: میرے سامنے لوگوں کے آباء واجداد پیش کیے گئے۔ میں نے دیکھا بنی عامر کا جد سرخ رنگ کا ہے، درختوں کی شاخیں کھا رہا ہے اور غطفان کا جد سبز چٹان ہے جس سے چشمے پھوٹ رہے ہیں..... (حدیث) [6] جو بنی تمیم کے ذکر میں ہے، اسی میں ہے کہ وہ آخری زمانے میں حق کے مددگار ہوں گے۔ ابن الاثیر نے اپنے

---

[1] اسد الغابہ (۳۹۴۵) استیعاب (۱۹۴۴) تجرید (۴۰۹/۱)

[2] بخاری کتاب المغازی باب مقام النبی ﷺ بمکۃ زمن الفتح (۴۳۰۲)

[3] الاحاد والمثانی (۶۱/۵) مجمع الزوائد (۶۳/۳) اسد الغابہ (۳۷۸/۳)

[4] اسد الغابہ (۳۹۴۶) تجرید (۴۰۹/۱) [5] الاحاد والمثانی (۴۳۱/۲)

[6] جامع المسانید (۵۹۱/۹)

استدراک میں ایسا ہی لکھا ہے اور مذکورہ حدیث کو ابن ابی عاصم تک اپنی سند سے نقل کیا ہے۔ یہی روایت ابن مندہ نے نقل کی ہے لیکن انہوں نے فرمایا: عمرو بن سفیان العوفی۔ ابن ابی عاصم نے ''وحدان'' میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تابعین میں ان کا تذکرہ کرتے ہیں کہ ان کا صحابی ہونا اور رؤیت و دیدار مشہور نہیں۔

۵۸۶۱ عمرو بن سَمُرہ ✿

بن حبیب بن عبد شمس قرشی عبشمی، عبدالرحمٰن کے بھائی۔ اپنے دادا کے نسب سے بھی ذکر کیے جاتے ہیں، جس کی طرف ثعلبہ بن ابی عبدالرحمٰن کے حالات میں اشارہ ہو چکا ہے۔ اسی روایت کو حسن بن سفیان نے عن حرملہ عن ابن وہب عن ابن لہیعہ مذکورہ سند سے وہاں ذکر کیا ہے۔

۵۸۶۲ (ز) عمرو بن سمیع

عمرو بن سُبیع میں ذکر ہوا ہے۔

۵۸۶۳ عمرو بن سنان الخُدری ✿

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق خالد بن الیاس (جو ایک ضعیف راوی ہے) عن یحییٰ بن عبدالرحمٰن (جو ابن حاطب ہیں) عن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن (جو ابن عوف ہیں) بحوالہ ابوسعید الخدری روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ بنی خدرہ کا عمرو بن سنان نامی شخص کھڑے ہو کر کہنے لگا: اللہ کے رسول! میری نئی نئی شادی ہوئی ہے کیا آپ مجھے اجازت فراہم کریں گے کہ میں بنی سلمہ میں اپنی اہلیہ کے پاس جاؤں، تو آپ نے اسے اجازت دے دی۔ ✿ پھر سانپ کے مارنے اور اس شخص کے فوت ہونے کے بارے میں حدیث نقل کی۔ اصل حدیث صحیح (بخاری و مسلم) میں ہے جس میں نام نہیں اور اگر یہ محفوظ ہے تو شاید ابوسعید الخدری کے چچا ہیں جن کا نام سعد بن مالک بن سنان ہے۔

۵۸۶۴ (ز) عمرو بن سَنّہ الاسلمی

حرملہ کے والد۔ خلیفہ بن خیاط نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جس کا میں نے حرملہ کے حالات میں ذکر کیا ہے۔

۵۸۶۵ عمرو بن سہل ✿

بن قیس الانصاری۔ ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں لکھتے ہیں: طالب بن حبیب بن عمرو بن سہل الانصاری، جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدفون ہیں، نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن جابر بن عبداللہ کو فرماتے سنا: میں حرہ کے روز اپنے والد کے ساتھ نکلا پھر اہل مدینہ کی فضیلت کے بارے میں حدیث نقل کی۔ جسے بزار نے بطریق طیالسی اور ابواحمد عسکری نے بطریق موسیٰ بن اسمٰعیل عن طالب بن حبیب نقل کیا ہے لیکن وہ طالب کے نسب کے مخالف ہے۔ ان کی مسند میں ہے: طالب بن حبیب بن سہل بن قیس نے

✿ اسد الغابہ (۳۷۹/۳) ✿ اسد الغابہ (۳۹۴۹) استیعاب (۱۹۴۵) ✿ اسد الغابہ (۳۹۵۰) تجرید (۴۱۰/۱)

✿ اسد الغابہ (۳۸۰/۳) ✿ اسد الغابہ (۳۹۵۱) استیعاب (۱۹۴۶)

فرمایا: ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا: میں اپنے والد کے ہمراہ حرہ کے دنوں باہر نکلا..... (حدیث) [1] لگتا ہے حبیب اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوئے ہیں۔ بظاہر یوں ہوگیا کہ صحابی سہل بن قیس نہیں، جس پر ابن الاثیر [2] چلے ہیں جیسا کہ حرف سین میں بیان ہو چکا ہے۔

۵۸۶۶ عمرو بن سہل انصاری

شاید یہ پہلے والے ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا الگ ذکر کیا ہے۔ پھر انہوں نے اور طبرانی نے اوسط میں بطریق حنان بن سَدِیر عن عبدالرحمٰن بن الغسیل بحوالہ عمرو بن سہل روایت کی ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ رشتہ داری قائم رکھنے کی ترغیب دے رہے تھے۔

۵۸۶۷ (ز) عمرو بن سیف البکائی [3]

عمرو بن سفیان میں تذکرہ ہوا ہے۔

۵۸۶۸ عمرو بن شاس اسدی

بقول بعض: اسلمی بن عبید بن ثعلبہ بن رُوَیبہ بن مالک بن حارث بن سعد بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ ابن عبدالبر [4] نے ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ الدارقطنی نے ثعلبہ اوّل تک ان کا نسب بیان کر کے لکھا ہے: از بنی مجاشع بن دارم۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: یہ عمرو بن شاس اسلمی ہیں۔ ان سے ان کا بھتیجا عبداللہ بن نیار اسلمی روایت کرتا ہے۔ امام احمد، بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابن مندہ نے عالی سند سے بطریق محمد بن اسحاق کہ مجھ سے ابان بن صالح عن فضل بن معقل عن عبداللہ بن نیار اسلمی بحوالہ عمرو بن شاس اسلمی روایت کی ہے، جو صلح حدیبیہ والوں سے ہیں۔ فرمایا: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن گیا تو اس سفر میں انہوں نے مجھ سے بے رخی کی، مدینہ پہنچ کر میں نے مسجد میں جا کر شکایت کر دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے تکلیف دی"۔ [5]

ابن حبان اپنی روایت میں لکھتے ہیں: فضل بن معقل اپنے دادا کی نسبت سے مذکور ہیں جبکہ وہ فضل بن عبداللہ بن معقل بن یسار ہیں۔ مرزبانی [6] نے معجم الشعراء میں اسلمی اور اسدی میں فرق کیا ہے اور جزم سے لکھا ہے کہ اسلمی روایت والے ہیں اور اسدی کو روایت حاصل نہیں ہے، صرف جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے جس میں ان کے اشعار ہیں۔ وہی اپنے بیٹے عرار کے متعلق کہتے ہیں: جس کی والدہ سیاہ فام تھی جس نے سیاہ فام بیٹا جنا اور وہ ایسی عورت تھی جو عمرو کو اذیت دیتی تھی تو عمرو بن شاس نے کہا: ع

"اس نے عرار کو ذلیل کرنے کا ارادہ کیا ہے مجھے اپنی زندگی کی قسم! جس نے عرار کو رسوا کرنے کا ارادہ کیا اس نے ظلم کیا، اگرچہ عرار کا رنگ صاف نہیں پھر بھی میں کشادہ کندھے والے سیاہ فام کو پسند کرتا ہوں"۔

---

[1] جامع المسانید (۱۶۳/۶) [2] اسد الغابہ (۳۹۳/۳) [3] اسد الغابہ (۳۹۵۳) استیعاب (۱۹۴۷) تجرید (۴۱۰/۱)
[4] استیعاب (۲۶۳/۳) [5] مسند احمد (۴۸۴/۳) المستدرک (۱۲۲/۳) [6] معجم الشعراء (۲۲)

مبرد * نے ''الکامل'' میں لکھا ہے: حجاج بن یوسف نے عبدالملک بن مروان کے پاس عرار بن عمرو بن شاس کو عبدالرحمن بن اشعث کا سر دے کر بھیجا تھا جنگ کے متعلق عبدالملک نے عرار سے جو سوال بھی کیا اس کا تسلی بخش جواب پایا۔ پھر عبدالملک نے وہ اشعار کہے جو عرار کے والد نے کہا تھا، تو عرار نے اس سے کہا: امیر المومنین! اللہ کی قسم! میں ہی عرار ہوں۔ تو عبدالملک کو اس اتفاق سے بڑا تعجب ہوا۔

۵۸۶۹ عمرو بن شبیل الثقفی *

از بنی عتاب بن مالک مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں اور ان کا شعر نقل کیا۔ اور بارہا گزر چکا ہے کہ قریش اور ثقیف کا جو شخص بھی بچا وہ مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں شریک ہوا۔ پھر مجھے ''اسد الغابہ'' * میں یہ حوالہ ملا کہ وہ بیعتِ رضوان میں شریک تھے حبیبہ بنت مطعم بن عدی ان سے منسوب تھیں۔ ابن الدباغ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۸۷۰ عمرو بن شُبَیْل

از اولاد عتاب بن مالک الثقفی۔ بقول عدوی: درخت تلے بیعتِ رضوان میں شریک ہوئے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں، پھر ان کا شعر نقل کیا۔

۵۸۷۱ عمرو بن شراحیل *

طبرانی * نے ان کا ذکر کیا ہے، اور بروایت عبدالعزیز بن عبداللہ قرشی عن سعید بن ابی عروبہ عن القاسم بن عبدالغفار بحوالہ ان کے یہ حدیث نقل کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

''اے اللہ! علی کے مددگار کی مدد فرما، علی کی عزت کرنے والے کی عزت برقرار رکھ اور جو علی کا ساتھ چھوڑ دے اس کی مدد نہ فرما''۔

اس کی سند فضول ہے ان کی سورۃ انشقاق کے سجدے کے بارے میں ایک اور حدیث ہے۔ ابونعیم فرماتے ہیں: اس کی سند میں تامّل ہے۔ واللہ اعلم

۵۸۷۲ عمرو بن شُرَحبیل *

بقول ابوعمر: * مجھے ان کا نسب نہیں معلوم.... انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابو میسرہ نہیں ہیں۔

۵۸۷۳ (ز) عمرو بن شُرَیح

عمرو بن ام مکتوم میں ذکر ہو چکا ہے۔

---

* الکامل (۲۷۳/۱) * اسد الغابہ (۳۹۵۴) تجرید (۴۱۰/۱) * اسد الغابہ (۳۸۲/۳)
* اسد الغابہ (۳۹۵۵) تجرید (۴۱۰/۱) * المعجم الکبیر (۸۲/۱۷)
* اسد الغابہ (۳۹۵۶) استیعاب (۱۹۴۸) تجرید (۴۱۰/۱) * استیعاب (۲۶۵/۳)

۵۸۷۴ عمرو بن الشرید عمرو بن عبدالعزیز میں ذکر ہوگا۔

۵۸۷۵ (ز) عمرو بن شعواء قریب ہی عمرو بن سعواء کا سین سے ذکر ہوا ہے۔

۵۸۷۶ عمرو بن شعیب العقدی ثم العبدی از وفد عبدالقیس، تجرید میں ان کا ذکر ہے۔

۵۸۷۷ (ز) عمرو بن شعثم الثقفی

ابن السکن نے عمرو بن غیلان بن سلمہ ثقفی کے حالات کے آخر میں ان کا ذکر کیا ہے کہ قاسم بن عبدالرحمٰن شامی سے بحوالہ عمرو بن شعثم ثقفی روایت کی جاتی ہے۔ ان کا رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزر ہوا، ان کا تہبند ڈھلک گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

''اپنا تہبند اوپر اٹھاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اچھا بنایا ہے (پنڈلیاں باریک ہونے کا عذر بے کار ہے)''۔

اس کی انہوں نے سند نہیں بیان کی اور لفظ شعثم شین کے پیش اور عین کے سکون اور ثاء کے پیش سے لکھا ہے۔ ابن قانع نے ان کے والد کا نام سعید بتا کر لفظی غلطی کی ہے اور نسب یوں لکھا ہے: عمرو بن سعید بن مُعَتِّب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعید بن عوف بن ثقیف پھر وہ حدیث نقل کی جو بطریق علی بن یزید عن القاسم بن ابی عبدالرحمٰن عمرو بن سعید مروی ہے عمرو بن سفیان میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۸۷۸ عمرو بن صُلَیْع [۱]

المحاربی از محارب خصفہ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''الادب المفرد'' میں ان کی حدیث بطریق ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ بحوالہ ان کے نقل کی ہے اس کی سند حسن ہے اس کے سیاق میں فرماتے ہیں: وہ اپنی عمر کے مطابق تھے۔ انہیں حضرت حذیفہ اور صخر بن ولید سے بھی روایت حاصل ہے۔ ابوحاتم اور ابن حبان [۲] نے الثقات میں ان کے متعلق یہی لکھا ہے۔ البتہ ابوحاتم رازی [۳] انہیں تابعین میں ذکر کرتے ہیں۔ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں، لکھتے ہیں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے، پھر ابن مندہ بطریق سیف بن وہب بیان کرتے ہیں کہ ابوالطفیل نے فرمایا: ہم میں کا ایک عمرو بن صلیع نامی شخص تھا جسے شرف صحابیت حاصل ہے۔ [۴]

۵۸۷۹ (ز) عمرو بن طارق عمرو بن طلق میں تذکرہ ہونا ہے۔

۵۸۸۰ عمرو بن طریف [۵] (طفیل کے والد)

ابن اسحاق [۶] کا بیان ہے جب طفیل بن عمرو مسلمان ہو کر اپنی قوم کے علاقے میں واپس آئے تو ان سے ملنے ان کے والد

---

[۱] اسد الغابہ (۳۹۶۰) استیعاب (۱۹۵۰) تجرید (۴۱۱/۱) [۲] الثقات (۱۸۱/۵) [۳] ایضًا
[۴] استیعاب (۳۶۶/۳) [۵] تجرید (۴۱۱/۱) [۶] السیرۃ النبویۃ (۳۸۴/۳)

آئے۔ کہنے لگے: مجھ سے ملنے آپ کیسے آ گئے؟ میں تو مسلمان ہو چکا ہوں۔ انہوں نے کہا: بیٹا جو تمہارا دین ہے وہی میرا دین ہے۔ طفیل بن عمرو بن طفیل دوسی کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ واللہ اعلم

۵۸۸۱ عمرو بن الطفیل [1] بن عمرو الدوسی

سابقہ شخصیت کے پوتے۔ ان کا تذکرہ ان کے والد کے حالات میں ہوا ہے کہ وہ جنگ یمامہ [2] میں اور یہ یرموک میں شہید ہوئے تھے۔ عبداللہ بن محمد بن ربیعہ قدامی نے ''فتوح الشام'' نامی کتاب میں لکھا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس یہ اطلاع دینے کے لیے بھیجا تھا کہ ان کی طرف روانہ ہوں۔ انہیں عمرو بن ذوالنور کہا جاتا تھا۔ ابن سعد نے بطریق عبدالواحد بن ابی عون روایت کی ہے: پھر طفیل بن عمرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے اور آپ کی وفات تک وہیں رہے۔ جب عرب قبائل مرتد ہونے لگے تو مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں روانہ ہو گئے۔ جب یہ لوگ طلیحہ سے فارغ ہوئے جو یمامہ کی جانب چل نکلے جس میں طفیل نے شہادت پائی اور ان کا بیٹا عمرو زخمی ہوا، ان کا ایک ہاتھ شہید ہو گیا تھا۔ پھر صحیح ہو گئے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھے تھے، کھانا لایا گیا تو یہ پیچھے ہٹ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا ہوا؟ شاید تم اپنے ہاتھ کی وجہ سے بچ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جب تک تم اپنے اسی ہاتھ سے یہ کھانا نہیں پلٹو گے میں نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ شام کے جہاد میں شریک ہو گئے اور جنگ یرموک میں شہادت پائی اور ہم نے ''فوائد ابی طاہر ذہلی'' میں بطریق محمد بن عبدالرحمٰن ازدی بواسطہ اپنی قوم کے ایک شخص کے جس سے ان کی ملاقات ہوئی بحوالہ عمرو بن ذوالنور روایت کی ہے..... پھر اس کوڑے کا واقعہ نقل کیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے والد کے لیے منگوایا تھا، وہ اس سے روشنی حاصل کرتے تھے۔ اسی بنا پر انہیں ذوالنور کہا جاتا ہے۔

عمرو بن طلق الجنّی [3]

نوٹ: ہمارے پاس جو نسخہ دارالمعرفہ بیروت والا ہے اس پر اس عنوان کا نمبر جو ۵۸۸۲ بنتا ہے نہیں لگا جبکہ دارالفکر بیروت والے میں نمبر لگا ہوا ہے، اس لحاظ سے اگلا عنوان عمرو بن طلق بن زید (۵۸۸۳) بنتا ہے لیکن اس سے پوری کتاب کی نمبر شماری یکسر بدل جائے گی اس لیے اسے جوں کا توں رہنے دیا گیا (ع ت ن)۔ بقول بعض عمرو طارق، طبرانی نے المعجم الکبیر میں بطریق عثمان بن صالح بحوالہ عمرو الجنی روایت کی ہے، فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ نے سورۂ نجم کی تلاوت کی اور پھر سجدہ کیا تو میں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ [4] ابن عدی نے دوسری سند سے عثمان بن صالح سے نقل کیا ہے کہ میں نے عمرو بن طلق جنی کو دیکھا تو ان سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے آپ سے بیعت کی، اسلام لایا اور آپ کی اقتداء میں فجر کی نماز پڑھی، آپ نے سورۂ حج کی تلاوت کی تھی جس میں دو سجدے کیے۔ [5]

---

[1] اسد الغابہ (۳۹۶۱) استیعاب (۱۹۵۱) تجرید (۴۱۱/۱) [2] مختصر تاریخ دمشق (۲۳۱/۱۹)

[3] اسد الغابہ (۳۹۶۳) تجرید (۴۱۱/۱) [4] المعجم الکبیر (۹۵/۱۷) مجمع الزوائد (۲۸۵/۲) جامع المسانید (۵۹۸/۹)

[5] تجرید (۴۱۱/۱/۱)

۵۸۸۲ عمرو بن طلق [1]

بن زید بن امیہ بن کعب بن غنم بن سواد انصاری۔ ابن اسحاق [2] وغیرہ نے شرکاءِ بدر میں اور باقی سب نے شرکاءِ احد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول ابوعمر: [3] موسیٰ بن عقبہ نے بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

۵۸۸۳ عمرو بن العاص [4] بن وائل

بن ہاشم بن سعید ابن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی قرشی سہمی مصر کے گورنر، کنیت ابوعبداللہ اور ابومحمد تھی۔ والدہ کا نام نابغہ تھا جو بنی عنزہ سے تعلق رکھتی تھیں صفر ۸ھ فتح مکہ سے پہلے مشرف باسلام ہوئے۔ بقول بعض: صلح حدیبیہ اور خیبر کے معرکہ کے درمیانی عرصہ میں مسلمان ہوئے۔ فرمایا کرتے تھے: مجھے وہ رات یاد ہے جس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ذاخر المعافری کا قول ہے: میں نے عمرو کو منبر پر دیکھا ان کا قد میانہ، فربہ اندام اور بال سیاہ تھے۔ زبیر بن بکار اور واقدی اپنی اسناد سے بیان کرتے ہیں: وہ سرزمین حبشہ میں نجاشی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اور زبیر بن بکار کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت عمرو سے پوچھنے لگا: اتنی سمجھ بوجھ اور عقلمندی کے باوجود آپ نے اسلام لانے میں اتنی تاخیر کیسے کی؟ فرمایا: ہم ایسی قوم کے ساتھ تھے جنہیں ہم پر فوقیت حاصل تھی اور ان کی عقلوں پر پردے پڑے تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہوں نے آپ کا انکار کر دیا تو ہم ان کی پناہ میں آگئے پھر جب وہ چلے گئے اور معاملہ ہمارے ہاتھ آگیا تو ہم نے غور وفکر کیا تو حق واضح تھا یوں میرے دل میں اسلام گھر کر گیا۔ جب قریش کو میرے بارے جانکاری ہوئی اور میں ان کی جو مدد امداد کرتا تھا اس میں مَیں تاخیر کرنے لگا تو انہوں نے میری طرف اپنا ایک جوان بھیجا جس نے مجھ سے اس بارے میں بحث مباحثہ کیا۔ میں نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جو تمہارا تم سے پہلوں اور بعد والوں کا رب ہے۔ بتاؤ ہم زیادہ ہدایت یافتہ ہیں یا فارس وروم؟ اس نے کہا: ہم، میں نے کہا: ہم زیادہ عیش وآرام میں ہیں یا وہ؟ کہنے لگا: وہ۔ میں نے کہا: پھر ہمیں صرف دنیا کی فضیلت کا کیا فائدہ جبکہ وہ ہر کام میں ہم سے افضل ہوں۔ میرے دِل میں تو یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو بات موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کی کرتے ہیں تا کہ نیکوکار کو اس کی نیکی کا اور بدکردار کو اس کی بدی کا بدلہ ملے برحق ہے اور باطل پر اترانے میں کوئی خیر نہیں۔

بغوی نے عمدہ سند کے ذریعہ بحوالہ عمر [5] بن اسحاق جو ایک تابعی ہیں روایت کی ہے کہ حضرت جعفر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حبشہ جانے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دے دی۔ عمیر فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت عمرو بن عاص نے بیان کیا کہ جب میں نے انہیں یہ مقام ملتے دیکھا تو میں دِل میں کہنے لگا: اللہ کی قسم! میں اس کا اور اس کے ساتھیوں کا بیڑا تباہ کر کے رہوں گا۔ پھر نجاشی کے ساتھ ان لوگوں کا واقعہ نقل کیا۔ فرماتے ہیں: پھر تنہائی میں میری جعفر سے ملاقات ہوئی تو میں مسلمان ہوگیا۔ میرے ساتھیوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے میرے مال کو غنیمت سمجھ کر سب کچھ لے لیا۔ میں جعفر کے پاس گیا وہ میرے ساتھ نجاشی کے پاس گئے یوں ان لوگوں

---

[1] اسد الغابہ (۳۹٦٤) استیعاب (۱۹۵۲) تجرید (٤١١/١) [2] السیرۃ النبویۃ (۲۵۸/۲)

[3] استیعاب (۲٦٦/۳) [4] اسد الغابہ (۳۹٦۵) استیعاب (۱۹۵۳) تجرید (٤١١/١)

[5] السیرۃ النبویۃ (۲۰٤/٤، ۲۰۵)

نے میری لی ہوئی چیزیں لوٹا دیں۔

جب وہ اسلام لے آئے تو نبی ﷺ انہیں اپنے قریب رکھتے اور ان کی جان پہچان اور بہادری کی بنا پر اپنے ہاں خاص مقام دیتے۔ غزوۂ ذات السلاسل [1] میں انہیں امیر بنا کر بھیجا اور سیدنا ابوبکر و عمر اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم کو بطور امداد ان کی طرف روانہ کیا۔ اس کے بعد انہیں عمان کا گورنر بنایا جس پر وہ وفات تک برقرار رہے۔ جہاد شام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اجناد کے امیروں میں شامل رہے۔ انہوں نے ہی قنسرین کو فتح کیا۔ اہل حلبہ منبج اور انطاکیہ والوں سے صلح کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں فلسطین کا والی مقرر کر دیا۔ ابن ابی خیثمہ نے بطریق لیث روایت کی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو چلتے دیکھ کر فرمایا: ابوعبداللہ کے شایانِ شان یہی ہے کہ وہ زمین پر امیر بن کر چلے۔

ابراہیم بن مہاجر بواسطہ شعبی بحوالہ قبیصہ بن جابر روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں عمرو بن عاص کے ساتھ رہا ہوں، میں نے ان سے زیادہ واضح قرآن پڑھنے والا خوش اخلاق اور ظاہر و باطن میں موافقت واتحاد والا شخص نہیں دیکھا۔ محمد بن سلام جمحی کا قول ہے کہ حضرت عمر جب کسی کو تتلاتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے: میں گواہی دیتا ہوں اس کا اور عمرو بن عاص کا خالق ایک ہے۔ شعبی فرمایا کرتے تھے کہ عرب کے اسلام میں ہوشیار و چالاک چار افراد ہیں، ان میں عمرو کو بھی شمار کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عمرو مشکل معاملات کو سلجھانے کے لیے تھے۔

روایتِ حدیث:

انہوں نے نبی ﷺ سے کئی احادیث کی روایت کی ہے۔ ان سے ان کے دونوں بیٹے: عبداللہ اور محمد، قیس بن ابی حازم، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، ابوقیس مولیٰ عمرو، عبدالرحمٰن بن شماسہ، ابوعثمان نہدی اور قبیصہ بن ذویب وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ یہ بات ان کے مناقب وفضائل میں شامل ہے کہ آپ علیہ السلام نے انہیں امیر مقرر کیا جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے۔ امام احمد نے حضرت طلحہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں کی مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ عمرو بن عاص قریش کے نیک لوگوں میں سے ہیں۔ اس کے رجال معتبر ہیں۔ صرف ابوملیکہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ میں انقطاع ہے۔ یہی روایت بغوی اور ابویعلی نے دوسری سند سے باضافہ ان الفاظ کے نقل کی ہے: بہترین گھرانہ عبداللہ، ابوعبداللہ (حضرت عمرو کی کنیت ہے) اور ام عبداللہ کا ہے۔ اور ابن سعد ایسی سند سے جس کے رجال ثقہ ہیں یہی حدیث ابن ابی ملیکہ تک مرسل روایت نقل کی ہے، جس میں حضرت طلحہ کا ذکر نہیں اور یہ اضافہ نقل کیا ہے: یعنی عبداللہ بن عمرو بن عاص۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ [2] حسن سند سے بحوالہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے میری طرف پیام بھیجا: ''اپنا لباس پہن کر اور ہتھیار باندھ کر میرے پاس آؤ''۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں چاہتا ہوں تمہیں ایک لشکر کا امیر مقرر کروں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سلامت رکھے اور مالِ غنیمت سے بہرہ ور کرے، مجھے تمہارے لیے مال کی اچھی رغبت ہے''۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! مال کے لیے تو میں نے اسلام نہیں قبول کیا، بلکہ اسلام کی رغبت سے قبول کیا ہے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے: ''عمرو! نیک آدمی، پاکیزہ مال سے فائدہ اٹھائے کتنی اچھی بات ہے''۔

---

[1] جامع المسانيد (٩/٦٠٠) [2] مسند احمد (١٩٦/٤)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی نے حسن سند کے ذریعہ بحوالہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کی ہے (ابتدائی دور میں جب اہل مکہ کی طرف سے حملے کا خطرہ رہتا تھا) اہل مدینہ سخت گھبرا گئے اور متفرق ہو گئے۔ میں نے سالم مولیٰ ابی حذیفہ کو مسجد میں چھپے ہوئے دیکھا، انہوں نے تلوار لٹکا رکھی تھی تو میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کر کے خطاب میں فرمایا: تم لوگوں کی گھبراہٹ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیوں نہیں ہوئی؟ (یعنی ادھر رجوع کرتے) تم لوگوں نے ایسا کیوں نہ کیا جیسا ان دو مومن مردوں نے کیا ہے؟ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں مصر کے والی نامزد ہوئے۔ انہوں نے ہی اسے فتح کیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تھوڑا عرصہ انہیں اس عہدے پر برقرار رکھا اور پھر معزول کر دیا اور عبداللہ بن ابی سرح (جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی تھا) کو یہ عہدہ دے دیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو ہوا اس کا سبب یہی واقعہ بنا۔ اس کے بعد حضرت عمرو حضرت امیر المومنین علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف پڑنے تک بغیر گورنری کے رہے۔ پھر امیر معاویہ کے ساتھ شامل ہو گئے۔

ان کے جنگی انتظامات کے یہی ذمہ دار تھے۔ بالآخر حکمین کی صورت پیش آئی۔ اور پھر اس لشکر میں چل پڑے جسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مصر روانہ کیا تھا تو یہ امیر معاویہ کی طرف سے اس کے گورنر بن گئے۔ جو صفر ۳۸ھ سے لے کر ان کی وفات ۴۳ھ تک کا عرصہ ہے۔ یہی صحیح قول ہے جس پر ابن یونس وغیرہ محققین نے اعتماد کیا ہے۔ بقول بعض: اس سے پہلے یا اس کے بعد، پھر اس میں اختلاف ہے کسی نے چھ کسی نے آٹھ تو کسی نے اس سے زیادہ لکھا ہے۔ یحییٰ بن بکیر کا قول ہے: تقریباً نوے (۹۰) برس زندہ رہے۔ ابن البرقی بحوالہ یحییٰ بن بکیر وہ لیث سے نقل کرتے ہیں: نوے (۹۰) برس کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

میں کہتا ہوں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد وہ بیس (۲۰) سال زندہ رہے۔ عجلی کا بیان ہے: ننانوے (۹۹) سال زندہ رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی اور مؤرخین کا بیان ہے انہوں نے فرمایا: مجھے وہ رات یاد ہے جس میں عمر بن خطاب پیدا ہوئے۔ جسے بیہقی نے ایک منقطع سند سے نقل کیا ہے۔ ان کی عمر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ولادت کے وقت سات (۷) سال کی تھی۔ صحیح مسلم میں بروایت عبدالرحمٰن بن شماس مروی ہے، فرمایا: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ وفات کے وقت رونے لگے تو ان کے بیٹے عبداللہ نے عرض کی: آپ کیوں رو رہے ہیں پھر ان کے اسلام لانے کی لمبی حدیث نقل کی کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی شرم آتی تھی۔ آپ سے آنکھیں دو چار نہیں کر سکتے تھے۔ یہی روایت ابن عبدالحکم نے "فتوح مصر" میں باضافہ چند الفاظ کے نقل کی ہے جو ابن لہیعہ سے منقول ہیں۔

۵۸۸۴ (ز) عمرو بن عاصم اشعری

بقول بعض: ابو مالک اشعری کا نام ہے اور یہ کعب بن عاصم کے علاوہ ہیں جن کا حرف کاف میں تذکرہ ہوگا۔

۵۸۸۵ عمرو بن عامر [1]

بن ربیعہ بن ھوذہ العامری۔ تجرید [2] میں لکھتے ہیں: صرف ابن الدباغ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۹۶۶) تجرید (۴۱۱/۱) [2] تجرید (۱۱۳)

میں کہتا ہوں: العرس میں تذکرہ ہوا ہے کہ وہ ان کا لقب تھا۔ اور نام عمرو بن عامر تھا۔

۵۸۸۶ عمرو بن عامر بن الطفیل [1]

بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں ان کی ایک حدیث درج کی ہے جو ذہبی [2] نے تجرید میں نقل کی ہے۔

۵۸۸۷ عمرو بن عامر بن مالك

بن خنساء انصاری، ابوداؤد مازنی۔ بقول بعض: ان کا نام عمیر ہے، کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۵۸۸۸ عمرو بن عامر انصاری [3]

وثیمہ کا بیان ہے: ان لوگوں میں سے ہیں جو جنگ یمامہ میں خلافت صدیقی میں شریک ہوئے تھے۔ پھر ان کا وہ مرثیہ نقل کیا ہے جو انہوں نے ثابت بن قیس بن شماس انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا ہے۔

۵۸۸۹ عمرو بن عبدالاسد المخزومی

بقول بعض: ابوسلمہ بن عبدالاسد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کا نام ہے۔ جبکہ مشہور یہ ہے کہ ان کا نام عبداللہ اور جاہلیت میں ان کا نام عبدمناف تھا۔

۵۸۹۰ عمرو بن عبداللہ [4]

بن ابی قیس العامری، از بنی عامر بن لؤی۔ جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

۵۸۹۱ عمرو بن عبدالله بن ام حرام

کنیت ابوابی تھی جس سے مشہور ہیں۔ تذکرہ ہونا ہے۔

۵۸۹۲ (ز) عمرو بن عبدالله البکالیّ

عمرو نامی حضرات کے آخر میں ان کا ذکر ہوگا۔ ابن السکن نے ان کے والد کا نام "عبداللہ" لکھا ہے، جبکہ ابن عساکر "سیف" بتاتے ہیں۔

۵۸۹۳ عمرو بن عبدالله انصاری [5]

ابن عبدالبر [6] نے ان کا ذکر کیا ہے۔ مجھے ان کے متعلق اس سے زیادہ معلوم نہیں کہ ان سے یہ روایت منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کی دستی کا گوشت کھا کر کلی کی اور نیا وضو کیے بغیر نماز پڑھی۔ اس میں تامّل ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی اسناد کو ضعیف کہا ہے۔

---

[1] تجرید (۴۱۲/۱) [2] تجرید (۱۱۳) [3] اسد الغابہ (۳۹۶۷) [4] تجرید (۴۱۲/۱)

[5] اسد الغابة (۳۹۷۰) استیعاب (۱۹۵۴) تجرید (۴۱۲/۱) [6] استیعاب (۲۷۰/۳)

میں کہتا ہوں: مجھے امام بخاری رحمۃ اللہ کی تاریخ اور نہ استیعاب میں ان کے حالات ملے ہیں اور نہ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا تعاقب کیا ہے۔ تعجب کی بات ان جیسے حضرات کے بارے میں اتنے اختصار سے کام لیتے ہیں اور مشہور اشخاص کے حالات بڑی بسط وتفصیل سے سپردِ قلم کردیتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی علت میرے دِل میں ڈالی وہ یہ کہ ان کے والد کا نام غلط لکھا ہے۔ عبداللہ کے بجائے وہ تو عُبَیدُ اللہ ہے اور یہ حضرمی ہیں جن کا ذکر ہونا ہے اور ایک بعید احتمال یہ بھی ہے کہ کوئی اور ہوں۔ اس واسطے کہ حدیث کا یہ متن کئی صحابہ سے منقول ہے۔ اگر ابوعمران سے روایت کرنے والے شخص کا نام ذکر کردیتے تو کافی معاملہ حل ہوجاتا۔ لیکن غالب گمان یہی ہے ان سے یہ نام غلط ہوگیا ہے۔ اس کی مزید تفصیل عمرو بن عبیداللہ میں بیان ہوگی۔

۵۸۹۴ (ز) عمرو بن عبداللہ انصاری

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بنی حنیفہ کے مرتدوں اور مسیلمہ سے جنگ کی ترغیب دیتے ہیں۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۸۹۵ (ز) عمرو بن عبداللہ الحضرمی

ابوبکر بن احمد بن محمد بن عیسیٰ بغدادی نے حمص فروکش ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: مجھ سے ابوعمرو اور احمد بن نصر بن سعید بن حریب بن عمرو حضرمی نے بیان کیا کہ ان کے دادا حریب کی کنیت ابومالک تھی اور اُن کے والد عمرو ان لوگوں میں سے تھے جو ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام آئے تھے۔ اور وہ حضرمی قوم کے مولیٰ ہیں۔ بقول بعض: وہ بنو مصعب ہیں۔ خلیفہ بن خیاط نے امیر معاویہ کے ساتھ جنگ صفین میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے اس قسم میں اس امکان کی وجہ سے ان کا ذکر کیا ہے کہ علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ حضرت علاء اور ان کے بھائی حضرت ابوسفیان کے والد حرب بن امیہ کے حلیف تھے۔ حضرت علاء کے بھائیوں میں عامر جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ مارا گیا اور بہن صعبیہ (جو عشرہ مبشرہ میں سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں اور صحابیہ ہیں اور عمرو جسے مسلمانوں نے غزوۂ بدر سے پہلے مار ڈالا تھا جس کی وجہ سے جنگ بدر واقع ہوئی، تو شاید یہ بھی ان کے بھائی جو اپنے بڑے بھائی کے ہمنام ہیں سب قریش میں شمار ہوتے ہیں اور پہلے بتایا جاچکا ہے کہ مکہ میں ۱۰ھ تک جو قریشی زندہ رہا وہ حجۃ الوداع میں شریک ہوا ہے۔

۵۸۹۶ عمرو بن عبداللہ الحارثی

عدوی اور ابن سعد نے بحوالہ واقدی نقل کیا ہے: انہیں آپ ﷺ کی سعادت حاصل ہے۔ قیس بن حصین کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی وضاحت ہوگی۔

۵۸۹۷ عمرو بن عبداللہ الضبابی [1]

بقول ابن عبدالبر [2] آپ ﷺ کا شرف رکھتے ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۹۷۲) استیعاب (۱۹۵۵) تجرید (۱/۴۱۲) [2] استیعاب (۱/۲۷۰)

۵۸۹۸ عمرو بن عبداللہ القاریؓ

بقول بعض: ابن عبد بغیر اضافت کے۔ عمرو بن القاری میں تذکرہ ہونا ہے (آگے صرف اتنا حوالہ آ رہا ہے کہ عمرو بن عبداللہ میں تذکرہ ہو چکا ہے مزید تفصیل نہیں ہے) تمام روایات میں ایسا ہی ہے۔

۵۸۹۹ عمرو بن عبدالحارث

کنیت ابوحازم تھی۔ اور یہ قیس بن ابی حازم بڑے مشہور تابعی ہیں ان کے والد ہیں۔ بقول بعض: عمرو بن عوف۔

۵۹۰۰ (ز) عمرو بن عبدالعزّیٰ

بن عبداللہ بن رواحہ بن ملیل بن عصیہ السلمی شاعر ہیں۔ بقول بعض: ان کا نسب قدرے اور ہے۔ کنیت ابوشجرہ ہے۔ واقدی نے کتاب الردۃ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ بھی فتنۂ ارتداد کی رو میں بہہ گئے تھے اور پھر اسلام کی طرف لوٹ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد فوت ہوئے۔ والدہ خنساء بنت الشرید مشہور شاعر خاتون ہیں۔ وثیمہ کی کتاب الردۃ میں ان کا ذکر "ابوشجرہ بن الشرید" نام سے لکھا ہے۔ شاید دادا کی نسبت سے لکھ دیا ہے۔ کنیتوں میں اس سے زیادہ تفصیل بیان ہوگی (۱۰۰۹۰)۔

۵۹۰۱ عبد بن عبد عمرو[1]

بن نضلہ ذوالشمالین۔ جنگ بدر[2] میں رتبۂ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ حرف ذال میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۹۰۲ عمرو بن عبدقیس[3] العبقسی الضبیّ

اشج عبدالقیس کے بھانجے اور ان کے داماد، ابن سعد کا بیان ہے ہجرت سے پہلے اسلام لائے جس کا ذکر صحار بن عباس کے حالات میں ہو چکا ہے۔ بقول بعض: انہی کو عمرو بن المرحوم کہا جاتا ہے۔[4]

۵۹۰۳ عمرو بن عبدنہم الاسلمی[5]

ابن عبدالبر[6] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ جانے کا رستہ دکھایا تھا۔ لکھتے ہیں: اس میں تامّل ہے۔
میں کہتا ہوں: تامّل کی وجہ یہ ہے کہ ابن شاہین نے ایک کمزور سند سے بطریق ابن کلبی لکھا ہے کہ عبد بن عبدنہم حدیبیہ کے روز راہنما تھے۔ وہ ان حضرات کو عقبہ حنظلی کے راستے پر لے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلنے لگے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھاٹی پر ٹھہر کر فرمانے لگے: اس گھاٹی کی مثال تو ایسے ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا: "دروازے سے سجدہ ریز ہوتے گزرو اور کہو ہمارے گناہ جھڑیں"[7] اس گھاٹی سے جو بھی گزرے گا اس کی بخشش ہو جائے گی۔[8]

---

[1] تجرید (۴۱۲/۱) [2] السیرۃ النبویۃ (۲۶۴/۲)۔ [3] تجرید (۴۱۳/۱) [4] الطبقات الکبریٰ (۴۱۱/۵)
[5] اسد الغابہ (۳۹۷۷) استیعاب (۱۹۵۸) تجرید (۴۱۳/۱) [6] استیعاب (۲۷۱/۳)
[7] سورۃ البقرۃ (۵۸) [8] مجمع الزوائد (۱۴۵/۶) الطبقات (۴۸/۳)

۵۹۰۴ عمرو بن عبسہ ❶

بن خالد بن عامر بن غاضرہ بن خفاف بن امرئ القیس بن بھثہ بن سلیم بقول بعض: ابن عبتہ بن خالد بن حذیفہ بن عمرو بن خالد بن مازن بن مالک بن ثعلبہ بن بھثہ، یہی نسب ابن سعد اور ان کی پیروی میں ابن عساکر نے ذکر کیا ہے۔ پہلا نسب زیادہ صحیح ہے جو خلیفہ اور ابواحمد الحاکم وغیرہ کا بیان کردہ ہے۔ کنیت ابونجیح السلمی۔ بقول بعض: ابوشعیب۔ واقدی فرماتے ہیں: مکہ میں قدیم زمانے میں اسلام قبول کر لیا تھا پھر اپنے علاقے واپس آ گئے اور فتح مکہ سے پہلے اور غزوۂ خیبر کے بعد ہجرت کر کے فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ احمد بن محمد بن عیسیٰ بغدادی نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں عمرو بن عبسہ کو مہاجرین اوّلین اور شرکاءِ بدر میں شمار کرنے کا گمان کیا ہے۔ اور عبدالصمد بن سعید نے بھی ان کی پیروی میں یہی قول اختیار کیا ہے۔

احمد لکھتے ہیں، بقیہ کا بیان ہے: حمص چار سو (۴۰۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئے، ان میں عمرو بن عبسہ اور نجیح بھی ہیں۔ حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں: ان دونوں کی کسی نے متابعت نہیں کی کہ وہ بدر میں شریک ہوئے۔ بقول بعض: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے ماں شریک بھائی ہیں۔ جو خلیفہ کا قول ہے، فرماتے ہیں: ان کا نام رملہ بنت وقیعہ ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ان کے اسلام لانے اور نماز وغیرہ کے مسائل دریافت کرنے کا واقعہ نقل کیا ہے۔ ان سے ابن مسعود باوجودیکہ ان سے فوقیت رکھتے ہیں۔ روایت کرتے ہیں اسی طرح ابوامامہ الباہلی، سہل بن سعد، اور تابعین میں سے شرحبیل بن السمط، سعدان بن ابی طلحہ، سلیم بن عامر، عبدالرحمٰن بن عامر، جبیر بن نفیر اور ابوسلام وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں: اسلام لانے سے پہلے ہی بت پرستی سے اجتناب کرتے تھے۔

ابویعلی نے بطریق لقمان بن عامر عن ابی امامہ بطریق ابن عبسہ روایت کی ہے، مجھے یاد ہے میں اسلام کا چوتھا فرد تھا۔ ابواحمد الحاکم کی روایت میں اسی سند سے ہے میں چوتھائی اسلام تھا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق شداد ابی عمار روایت کی ہے کہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: عمرو بن عبسہ! آپ اسلام میں چوتھا فرد ہونے کا کیسے دعویٰ کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا، وہ فرماتے ہیں: میں جاہلیت میں ہی لوگوں کو بت پرستی کی وجہ سے گمراہ سمجھتا تھا اور بتوں کو کچھ نہیں سمجھتا تھا۔ پھر میں نے مکہ کے متعلق ایک خبر سنی، سوار ہو کر مکہ پہنچا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چپکے سے ملا، اس وقت آپ علیہ السلام کی قوم آپ کے سخت خلاف تھی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ کیا ہیں؟ فرمایا: میں اللہ کا نبی ہوں۔ میں نے عرض کی: کیا اللہ نے آپ کو بھیجا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی: کیا پیغام دے کر بھیجا ہے؟ فرمایا: "اللہ کی توحید کا اقرار کیا جائے، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا جائے۔ بتوں کو توڑا جائے اور رشتہ داری کو جوڑا جائے"۔ میں نے پوچھا: آپ کے ساتھ اس دین پر اور کون ہے؟ فرمایا: ایک آزاد اور ایک غلام۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر الصدیق اور بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے عرض کی: میں آپ کا اتباع کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: (فی الحال) تم میں اس کی سکت نہیں، اپنے گھر لوٹ جاؤ، جب میرے ظہور کی اطلاع ملے تو مجھ سے آ ملنا۔ فرماتے ہیں: میں اپنے گھر لوٹ گیا اور اسلام قبول کر چکا تھا۔ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کر لی اور میں بھی برابر خیر خبر معلوم کرتا رہا اور بالآخر آپ کے پاس مدینہ آ پہنچا، میں نے عرض کی: آپ نے مجھے پہچان لیا ہے؟

---

❶ اسد الغابہ (۳۹۷۸) استیعاب

فرمایا: ہاں! تم وہی ہو جو مکہ میرے پاس آئے تھے؟ میں نے عرض کی: ہاں جی۔ آپ ﷺ مجھے وہ باتیں سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی ہیں۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

اسی طرح یہ روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ [1] نے نقل کی ہے بظاہر یہ ہے کہ شداد نے عمرو بن عبسہ سے نقل کی ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سند سے ان الفاظ میں روایت کی ہے۔ عن شداد عن ابی امامہ قال: قال عمرو بن عبسہ .... پھر اس کا مفہوم نقل کیا۔ طبرانی اور ابونعیم نے ''دلائل'' میں ان سے بطریق ضمرہ بن حبیب ونعیم بن زیاد اور سلیم بن عامر تینوں بحوالہ حضرت ابوامامہ روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے عمرو بن عبسہ کو فرماتے سنا: میں اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جب آپ بازارِ عکاظ میں فروکش ہوئے تھے۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! اس دین میں آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر اور بلال۔ تو میں وہیں اسلام لے آیا، مجھے یاد ہے میں اسلام کا چوتھائی تھا۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے ساتھ قیام کروں یا اپنی قوم کے پاس چلا جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ۔ فرماتے ہیں: پھر میں فتح مکہ سے پہلے آپ ﷺ کے پاس آیا.... (حدیث)

اور بطریق ابوسلام دمشقی اور عمرو بن عبداللہ الشیبانی مروی ہے ان دونوں نے حضرت ابوامامہ کو بحوالہ حضرت عمرو بن عبسہ حدیث بیان کرتے سنا کہ میں جاہلیت میں ہی اپنی قوم کے معبودوں سے اعراض کرتا تھا اور مجھے یقین تھا کہ وہ نفع ونقصان کے مالک نہیں۔ یہ لوگ پتھروں (کے تراشے ہوئے بزرگوں سے منسوب بتوں) کی عبادت و پکار کرتے ہیں۔ اہل کتاب میں سے ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے اس سے پوچھا: سب سے افضل دین کون سا ہے؟ وہ کہنے لگا: مکہ سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو سب سے افضل دین لے کر آئے گا۔ وہ اپنی قوم کے بنائے ہوئے معبودوں سے اعراض کرے گا اور ان کے علاوہ اکیلے معبود کی طرف بلائے گا۔ جب تمہیں اس کی شنید ہو تو اس کا اتباع کر لینا۔ پھر کیا تھا میں کسی طریقے سے مکہ کے متعلق پوچھنا چاہتا تھا کہ کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے؟ بالآخر ایک سوار سے ملاقات ہوئی، وہ کہنے لگا: ایک صاحب ہیں جو اپنی قوم کے معبودوں سے اعراض کرتے ہیں.... پھر سابقہ روایت کا مفہوم نقل کیا۔ اور ابونعیم نے بطریق حصین بن عبدالرحمٰن عن عبدالرحمٰن بن عمران بن الحارث عن مولی کعب روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ مقداد بن اسود، عمرو بن عبسہ اور شافع بن حبیب ہذلی کے ساتھ نکلے ایک دن عمرو بن عبسہ چرائی کے لیے نکلے.... میں دوپہر کے وقت ان کے پاس گیا تا کہ انہیں دیکھوں تو کیا دیکھتا ہوں ان پر ایک بادل کا ٹکڑا سایہ افگن ہے جو ان سے جدا نہیں تھا۔ میں نے انہیں بیدار کیا تو وہ فرمانے لگے یہ چیز جو تمہیں نظر آئی ہے اگر مجھے معلوم ہوگیا کہ تم نے کسی کو بتائی تو پھر میرے اور تمہارے درمیان خیر نہیں رہے گی۔ تو اللہ کی قسم! میں نے ان کی وفات (سے پہلے) تک کسی کو نہیں بتائی۔ ابواحمد الحاکم فرماتے ہیں: عمرو بن عبسہ شام رہے۔ بقول بعض: حمص میں انتقال کیا۔

میں کہتا ہوں: جہاں تک میرا گمان ہے ان کا انتقال خلافتِ عثمانی کے اخیر عرصہ میں ہو اس واسطے کہ فتنے میں مجھے ان کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا اور نہ خلافتِ معاویہ ہی میں کوئی ذکر ملتا ہے۔

۵۹۰۵ عمرو بن عبس عمرو بن عیسیٰ میں تذکرہ ہوتا ہے۔

---

[1] مسند احمد (۱۱۲/۴)

۵۹۰۶ عمرو بن عبیداللہ الحضرمی [1]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [1] لکھتے ہیں: نبی ﷺ کو دیکھا، ان کی حدیث صحیح سند سے ثابت نہیں۔ ابوعلی بن السکن ان کی پیروی میں یہی قول اختیار کرتے ہیں جسے ابن عدی نے نقل کیا ہے۔ ابن خزیمہ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں ان کا تعلق اہل مدینہ سے ہے یا نہیں؟ امام احمد، بغوی، طحاوی، طبری، ابن السکن، باوردی اور ابن مندہ سب عالی سند سے بطریق حسن بن عبیداللہ ان کا ذکر کرتے ہیں کہ عمرو بن عبیداللہ الحضرمی صحابیٔ رسول ہیں۔ آپ نے کندھے کا گوشت کھایا پھر اٹھ کر کلی کی اور نیا وضو کیے بغیر نماز پڑھی۔ [2] استیعاب میں لکھا ہے: عمرو بن عبداللہ انصاری، پھر یہ حدیث ذکر کی۔ اور فرماتے ہیں: اس حدیث کے بغیر میں انہیں نہیں جانتا۔ اس میں تامّل ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی اسناد کو ضعیف لکھا ہے۔ اور ان کے والد کا نام مختلف ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: عبداللہ اور نسب میں فرماتے ہیں: انصاری۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں لکھا ہے، عمرو بن عبداللہ الحضرمی، میرے خیال میں یہ استیعاب والوں کے علاوہ ہیں۔ جو نا قابل توجہ بات ہے بلکہ یہ ان کی کتاب کی سب سے بری بات ہے جو انہوں نے ''اوہام الاستیعاب'' کے نام سے جمع کی ہے۔ ابن الاثیر [3] فرماتے ہیں: یہی متن عمرو بن عبداللہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے، وہ لکھتے ہیں: یہ انصاری ہیں۔ شاید حضرمی ہو کر انصار کے حلیف ہوں اور تجرید میں لکھا ہے: الثقفی، مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ واللہ اعلم

۵۹۰۷ عمرو بن عثمان [4]

بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ التیمی۔ ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ والدہ کا نام ہند بنت البیاع اللیثیہ ہے۔ بلاذری وغیرہ کا قول ہے: قادسیہ میں ۱۵ھ میں شہید ہوئے کوئی اولاد نہ تھی۔

۵۹۰۸ عمرو بن عزہ

بن عمرو بن محمود بن رفاعہ، ابوزید انصاری۔ ''الجمهرة'' میں ابن کلبی فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ میں کہتا ہوں: ابوعبید قاسم بن سلام نے نسب قحطان کے آغاز میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ قطبیون بن عامر بن ثعلبہ کی اولاد سے ہیں۔

۵۹۰۹ عمرو بن عطیہ [1]

طبرانی نے صحابہ میں ان کا شمار کیا ہے اور ابونعیم انہی کے طریق سے اور بطریق ابن لہیعہ عن سلیمان بن عبدالرحمٰن عن القاسم بن عبدالرحمٰن بحوالہ عمرو بن عطیہ روایت کی ہے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: زمین تمہارے لیے فتح ہوگی جس سے تم لوگ اپنی ضرورت پوری کر لو گے۔ اس وقت تم میں سے کوئی بھی اپنے دونوں تیروں سے کھیلنے سے عاجز نہیں ہوگا۔ [2] ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۹۷۹) تجرید (۴۱۳/۱) [2] التاریخ الکبیر (۳۱۲/۳)

[3] مسند احمد (۱۱۳/۴) المستدرک (۶۱۶/۳) [4] اسد الغابہ (۳۹۰/۳)

[5] استیعاب (۱۴۶۰) تجرید (۴۱۳/۱) [6] اسد الغابہ (۳۹۸۳) تجرید (۴۱۳/۱)

[7] المعجم الکبیر (۸۵/۱۷) مجمع الزوائد (۲۶۸/۵) اسد الغابہ (۳۹۱/۳)

۵۹۱۰ (ز) عمرو بن عقبہ [1]

سعید بن یعقوب الشیر ازی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق مکحول عن عمرو بن عقبہ مرفوع روایت کی ہے:

''جس نے اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھا وہ سو سال کی مسافت سے جہنم سے دور کر دیا جائے گا''۔ [2]

ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: سعید نے فرمایا: شاید یہ عمرو بن عبسہ ہیں، یعنی ان کا نام غلط ہو گیا ہے۔

میں کہتا ہوں: تعدّد (دو یا دو سے زیادہ) ہونے کا احتمال ہے۔

۵۹۱۱ (ز) عمرو عقبہ بن نیار الانصاری

مستغفری نے صحابہ ﷺ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرمایا: بدر میں شریک ہوئے، ابوسعید کنیت تھی۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور سابقہ شخصیت سے ملا دیا ہے جبکہ درست یہ ہے کہ یہ اور ہیں، عمیر تصغیر میں تذکرہ ہوگا۔

۵۹۱۲ عمرو بن عقیل

نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، طبرانی نے مسند شامیین میں تو ان کا ذکر کیا ہے لیکن المعجم الکبیر میں نہیں کیا۔ چنانچہ بطریق محمد بن عثمان بن عطاء خراسانی عن ابیہ عن جدہ، روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مجھ سے یحییٰ بن عقیل نے بیان کیا کہ ان کے والد نے فرمایا: ایک دفعہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، اچانک ایک جرأت مند شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آپ علیہ السلام کے قریب آ کر سلام کر کے رسول اللہ ﷺ کے اتنے نزدیک جا بیٹھا کہ گویا اس نے اپنا گھٹنہ رسول اللہ ﷺ کے زانوئے مبارک پر رکھ دیا ہے۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی جس میں اسلام اور ایمان کے بارے سوال ہے۔ اس کے آخر میں ہے پھر نبی ﷺ نے فرمایا:

''یہ جبرائیل (علیہ السلام) تھے جو آدمی کی شکل میں تمہارے پاس دین سکھانے آئے اور پھر لوٹ گئے''۔ [3]

۵۹۱۳ (ز) عمرو بن عکرمہ بن ابی جہل

عمر میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۹۱۴ (ز) عمرو بن علقمہ

بن علاثہ العامری ثم الکلابی۔ ان کے والد کا ذکر ہو چکا ہے۔ امیر معاویہ کے ساتھ ان کا ایک واقعہ ہے۔

۵۹۱۵ (ز) عمرو بن عمرو الحارثی

ابن اسحاق وفد بنی حارث میں ان کا ذکر کرتے ہیں، جس کی وضاحت یزید بن عبدالمدان کے حالات میں بیان ہوگی۔

۵۹۱۶ عمرو بن ابی عمرو العجلانی [4]

ابن مندہ اور طبرانی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے ان کے والد کا ذکر کسی نے نہیں کیا۔ ابن مندہ مرحوم کی عادت ہے جب انہیں

---

[1] اسد الغابہ (۳۹۸۵) تجرید (۴۱۳/۱)

[2] ابن ماجہ کتاب الزکاۃ باب کراھیۃ المسألۃ (۱۸۳۷) مسند احمد (۱۷۲/۵، ۲۷۵) السنن الکبریٰ (۱۹۷/۴)

[3] مسند احمد (۵۲/۱) [4] اسد الغابہ (۳۹۸۸) تجرید (۴۱۴/۱)

کسی صحابی کے والد کا نام معلوم نہیں ہوتا تو اس کے بیٹے سے اس کی کنیت بنا لیتے ہیں۔ ابن ابی عاصم ❶ طبرانی اور ابن السکن وغیرہ نے بطریق عبداللہ بن نافع مولیٰ ابن عمر اپنے والد سے بحوالہ عبدالرحمٰن اور طبرانی کی روایت میں ہے عبداللہ بن عمرو عجلانی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے پیشاب پاخانے کے دوران کسی بھی قبلے کی جانب منہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ طبرانی کی روایت میں ہے: عبداللہ بن عمرو نے ابن عمرو سے بحوالہ اپنے والد یہ حدیث بیان کی.... پھر اسے ذکر کیا۔

۵۹۱۷ عمرو بن ابی عمرو المزنی ❶

رافع کے والد۔ بقول ابن فتحون: وہ عمرو بن ہلال بن عبید کے والد ہیں۔ اور صاحب الاستیعاب کے وہم سے خبردار کیا ہے کہ انہوں نے ''عمرو بن رافع'' لکھا ہے حالانکہ یہ عمرو رافع کے والد ہیں۔ ان کی حدیث نسائی، بغوی، ابن السکن اور ابن مندہ نے عالی سند سے بطریق ہلال بن عامر بحوالہ رافع بن عمرو المزنی روایت کی ہے، فرمایا: میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنے والد کے ساتھ ہاتھ پکڑے ہوئے شریک ہوا۔ میری عمر پانچ یا چھ برس ہوگی۔ یہاں تک کہ ہم لوگ نحر کے روز منیٰ میں رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئے۔ میں نے دیکھا آپ ﷺ سرخی مائل سیاہ خچر پر خطاب کر رہے تھے۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ تو میں آپ کے قریب ہوتا گیا یہاں تک کہ میں نے آپ کی پنڈلی مبارک پکڑ لی پھر اسے چھونے لگا اور اپنی ہتھیلی آپ کے نعل اور قدم مبارک کے درمیان رکھ لی۔ مجھے ابھی تک آپ کے تلوے کی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ ❷

ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے علی بن مجاہد نے ہلال بن عامر سے نقل کیا تو فرمایا: میں نحر کے روز اپنے والد کے ساتھ تھا.... اسی روایت کو ابونعیم نے بروایت قاسم بن مالک نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عن ہلال بن رافع بن عمرو جیسا کہ یہ حدیث عامر بن عمرو کے حالات میں گزر چکی ہے اور وہاں میں اس شخص کا قول واضح کر چکا ہوں، جس نے کہا: عن ہلال عن ابیہ۔ شاید قاسم سے نقل کرنے والوں میں اختلاف ہو جیسا کہ اس میں ان کے شیخ سے روایت کرنے والوں میں اختلاف ہے۔

۵۹۱۸ عمرو بن ابی عمرو

بن شداد الفہری۔ کنیت ابوشداد تھی، کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔ عمرو بن حارث میں بھی ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۵۹۱۹ عمرو بن ابی عَمرہ ❸

تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی نشانی یہ بتائی ہے کہ مسند بقی بن مخلد میں ان کی ایک حدیث ہے۔ (علم اللہ کے پاس ہے)، اگر حدیث ذکر کر دیتے تو اس بارے میں ان کے حال کی زیادہ واقفیت ہو جاتی تھی۔

۵۹۲۰ (ز) عمرو بن عمیر انصاری ❹

بقول ابن السکن: بقول بعض صحابی ہیں۔ عامر بن عمیر النمیری کے حالات میں ان کے متعلق اختلاف بیان ہو چکا ہے، جہاں

---

❶ الاحاد والمثانی (۵۸۵/۴) ❶ المعجم الکبیر (۱۲/۱۷) ❶ اسد الغابہ (۳۹۹۰) استیعاب (۱۹۳۵) تجرید (۴۱۴/۱)

❷ ابوداؤد کتاب المناسک باب ای وقت یخطب یوم النحر (۱۹۵۶) اسد الغابہ (۳۹۲/۳)

❸ تجرید (۴۱۴/۱) ❹ تجرید (۱۱۶)

تک مجھے راجح معلوم ہوتا ہے یہ نام عمرو ہے۔ان کی حدیث بغوی نے بطریق حماد بن سلمہ عن ثابت عن ابی یزید المزنی بحوالہ عمرو بن عمیر انصاری نقل کی ہے کہ نبی ﷺ سوائے نمازوں کی امامت کے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملنے تین دن تک باہر تشریف نہیں لائے۔ فرمانے لگے:

”میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری اُمت کا ستر ہزار افراد کا حصہ بغیر حساب جنت میں داخل فرمائے گا“۔ [۱]

یہی روایت سلیمان بن مغیرہ نے بحوالہ ثابت نام میں شک کے ساتھ نقل کی ہے۔فرماتے ہیں: عن عمرو بن عمیر یا عامر بن عمیرہ۔عامر بن عمیر کے حالات میں اس کے خلاف قول بیان ہو چکا ہے۔

۵۹۲۱ عمرو بن عمیر

بن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری۔ابن اسحاق [۲] شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کرتے ہیں اور ابن الاثیر [۳] مرحوم نے انہیں سابقہ شخصیت سے ملا دیا ہے۔میرا غالب گمان یہ ہے کہ یہ اور ہیں۔اور تجرید [۴] میں لکھا ہے، بقول بعض: بیعت عقبہ میں شریک ہوئے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ ان سے روایت کرتے ہیں۔

۵۹۲۲ (ز) عمرو بن ابی عمیر

سعید شیرازی نے ان سے بیان کیا: میں نے حضرت جابر سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: ”یہ نہیں ہوسکتا کہ زانی جس وقت زنا کرے اس میں ایمان ہو“ [۵] (بلکہ ایمان ایک پرندے کی مانند اس کے قلب سے نکل کر جدا ہو جاتا ہے اور پھر واپس آ جاتا ہے)۔فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد نہیں سنا بلکہ مجھے عمرو بن عمرو بن ابی عمیر نے سنایا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ابوموسیٰ نے عمرو بن ابی عمرو الفہری کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے اور فہری کے حالات ”عمرو بن حارث“ کے عنوان میں بیان ہو چکے ہیں، اس میں یہ نہیں ہے کہ انہیں رؤیت حاصل ہے۔

۵۹۲۳ عمرو بن عمیس بن مسعود

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گورنر تھے جنہیں بسر بن ارطاۃ نے اس وقت قتل کیا جب امیر معاویہ نے انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گورنروں پر حملہ کرنے بھیجا تھا۔یوں انہوں نے حجاز و یمن میں سے ان کے بہت سے گورنر تہ تیغ کر ڈالے۔المفید بن نعمان رافضی نے ”مناقب علی“ نامی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے۔اصل میں بسر کا واقعہ ان کے علاوہ دوسرے مؤرخین کی کتابوں میں زیادہ مشہور ہے۔

---

[۱] اسد الغابہ (۳۹۳/۳) استیعاب (۲۷۳/۳) [۲] السیرۃ النبویۃ (۸۰/۲)

[۳] اسد الغابہ (۳۹۲/۳، ۳۹۳) [۴] تجرید (۱۱٤)

[۵] ابوداؤد کتاب السنۃ باب الدلیل علی زیادہ الایمان و نقصانہ (٤٦٨٩) المعجم الکبیر (۲٤٤/۱۱)

۵۹۲۴ عمرو بن غَنمہ ❶

ابن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غانم بن کعب بن سلمہ انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے شرکاءِ بدر اور رونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔

۵۹۲۵ عمرو بن عوف ❷

بن زید بن مِلحہ۔ بقول بعض: ملیحہ بن عمرو بن بکر بن افرک بن عثمان بن عمرو بن اُدّ بن طابخہ المزنی ابوعبداللہ، زیادہ رونے والوں میں سے ایک ہیں ان سے کئی احادیث بروایت کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا مروی ہیں۔ ابن سعد ❸ لکھتے ہیں: قدیم الاسلام ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی تاریخ ❹ میں لکھتے ہیں: ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے عن کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا عمرو بن عوف بیان کیا ہے۔ فرمایا: ہم لوگ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب آپ (مدینہ) تشریف لائے اور بیت المقدس کی طرف سترہ ماہ رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ ابن سعد کا بیان ہے: سب سے پہلے غزوۂ ابواء میں شریک ہوئے۔ بقول بعض: ان کی شرکت کا پہلا معرکہ غزوۂ خندق ہے۔ ابن سعد، ابوعمرو یہ اور ابن حبان نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ ولایت میں فوت ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۹۲۶ عمرو بن عوف انصاری ❺

بنی عامر بن لوی کے حلیف۔ بقول ابن اسحاق: ❻ سہیل بن عمرو کے مولیٰ تھے، شیخین اور سوائے ابوداؤد کے اصحاب السنن نے بطریق زہری عن عروہ عن المسور بن مخرمہ روایت کی ہے کہ عمرو بن عوف جو بنی عامر بن لوئ کے حلیف ہیں اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے ہیں نے انہیں بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوعبیدہ بن الجراح کو ایک مُہم پر بھیجا تو وہ بحرین سے مال لے کر آئے.....(حدیث)

ابن سعد لکھتے ہیں: عمیر بن عوف سہیل بن عمرو کے مولا ہیں۔ ان کی کنیت ابوعمرو تھی اور وہ مکہ کے ناخالص عربی ہیں۔ بدر اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ انہیں عمیر تصغیر سے اور ابن اسحاق عمرو کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن عبدالبر ❼ نے عمیر نامی حضرات میں لکھا ہے عمیر بن عوف مکہ کے ناخالص عربی ہیں، بدر میں شریک ہوئے۔ خلافتِ فاروقی میں وفات پائی اور آپ نے ہی جنازہ پڑھایا۔ وہ عمرو نامی حضرات کے ذیل میں لکھتے ہیں عمرو بن عوف انصاری بنی عامر بن لوئ کے حلیف ہیں۔ انہیں عمیر کہا جاتا ہے مدینہ کے رہائشی تھے کوئی نرینہ اولاد نہ تھی ان سے مسور بن مخرمہ نے ایک ہی حدیث نقل کی ہے۔

۵۹۲۷ عمرو بن عوف ❽

بن یربوع بن وہب بن حراد الجھنی۔ بقول ابن کلبی: بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں۔ ابن الدباغ نے اپنے

---

❶ اسد الغابہ (۳۹۹۲) استیعاب (۱۹۶۳) تجرید (۴۱۴/۱) ❸ الطبقات (۲۸۴/۴) ❹ التاریخ الکبیر (۳۰۷/۳)

❷ اسد الغابہ (۳۹۹۳) استیعاب (۱۹۶۴) تجرید (۴۱۴/۱) ❺ السیرۃ النبویۃ (۲۴۷/۲) ❻ استیعاب (۲۷۴/۴)

❼ استیعاب (۲۷۴/۴) ❽ اسد الغابہ (۳۹۹۵) تجرید (۴۱۵/۱)

استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے تو ابن الاثیر [1] وغیرہ نے انہی کا اتباع کیا ہے۔ بقول بعض: یمانی تھے۔

میں کہتا ہوں: ابن کلبی نے جہینہ تک ان کا نسب بیان کیا ہے۔

۵۹۲۸ عمرو بن غزیّہ [2]

بن عمرو بن ثعلبہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار انصاری۔ بقول بعض: بیعت عقبہ اور بدر میں شریک ہوئے۔ ابن کلبی نے اپنی تفسیر میں ابوصالح سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے "اور نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں اور رات کی ابتدائی گھڑیوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں" [3] کہ یہ آیت عمرو بن غزیہ کے بارے میں نازل ہوئی وہ کھجوریں بیچا کرتے تھے، ان کے پاس ایک عورت کھجوریں لینے آئی ..... (حدیث) [4] آیت کی تفسیر میں صرف ابن کلبی نے ہی ان کا نام لیا ہے۔ ان کے بیٹے حجاج بن عمرو کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ اور یہ واقعہ نبھان تمار اور ابو یسر کعب بن عمرو کا ہے۔ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں انوکھا کام کیا ہے کہ ابوالیسر کا نام عمرو بن غزیہ لکھا ہے۔ شاید ان کی رائے میں یہ واقعہ دونوں کے ساتھ پیش آیا ہے۔ اس لیے دونوں کو ایک سمجھ بیٹھے ہوں اگر انہوں نے یہ بات یادداشت سے کی ہے تو اسے یوں سمجھا جائے گا کہ عمرو بن غزیہ کی کنیت ابوالیسر بھی ہے۔ اس لیے ملتے جلتے ناموں پر لکھنے والوں کی کتابوں پر استدراک لکھا جا سکتا ہے، کیونکہ انہوں نے صحابہ میں سے ابوالیسر کعب بن عمرو کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۵۹۲۹ عمرو بن غیلان [5]

بن سلمہ ثقفی۔ نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہوگا، خلیفہ اور مستغفری وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: بقول بعض صحابی ہیں۔ کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن البرقی لکھتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح سند سے ثابت نہیں۔ ابن سمیع نے شام کے تابعین میں سے پہلے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: انہوں نے دورِ جاہلیت پایا ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر انہوں نے دورِ جاہلیت دیکھا ہے تو یہ صحابی ہوئے اس واسطے کہ بارہا پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مکہ اور طائف کا جو شخص بھی زندہ رہا وہ مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں شریک ہوا ہے۔ علی بن المدینی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والوں اور بصرہ فروکش ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

رہی ان سے مروی روایت تو اسے ابن ماجہ، [6] بغوی، عسکری اور ابن ابی عاصم [7] وغیرہ نے بحوالہ ان کے مسلم بن مشکم کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! جو شخص مجھ پر ایمان لایا اور میری تصدیق کی اور اسے اس بات کا علم ہے

---

[1] اسد الغابہ (۳/۳۹٤) [2] تجرید (۱۱٤) [3] اسد الغابہ (۳۹۹٦) استیعاب (۱۹٦٦) تجرید (۱/٤۱۵)

[3] سورۃ ھود (۱۱٦) [4] الدر المنثور (۲/۲۲۲) اسد الغابہ (۳/۳۹۵)

[5] اسد الغابہ (۳۹۹۸) استیعاب (۱۹٦۷) تجرید (۱/٤۱۵)

[6] ابن ماجہ کتاب الزھد باب المستکبرین (٤۱۳۳) [7] الاحاد والمثانی (۳/۲٤٦)

کہ جو کچھ تعلیمات دے کر میں مبعوث ہوا ہوں وہ آپ کی طرف سے برحق ہیں تو اس کی اولاد اور مال کم کر دے اور اپنی ملاقات اس کے لیے پسندیدہ فرما دے.....(حدیث)

ابن عبدالبر ❶ لکھتے ہیں: اس کی اسناد مضبوط نہیں۔ حافظ ابن عساکر کا قول ہے: اس کے علاوہ ان کی نبی ﷺ سے منقول کوئی روایت نہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی حدیث میں روایت اور سماع کا ذکر نہیں کیا۔ البتہ ابن مسعود اور کعب احبار سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے عبدالرحمٰن بن جبیر المصری اور قتادہ روایت کرتے ہیں امام بخاری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: عمرو بن غیلان ثقفی بصرہ کے امیر تھے اور کعب سے سماع کیا ہے۔ یہی قول سعید نے قتادہ سے بواسطہ عبداللہ بن عمرو بن غیلان نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ زیادہ صحیح ہے، اس واسطے کہ ابوعمر ❷ نے اعتماد سے لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمرو امیر معاویہ کی جنگوں میں ان کے سربرآوردہ شخص تھے۔ زیاد کے بعد انہوں نے انہیں بصرہ کا گورنر بنا دیا تھا، لیکن چھ ماہ بعد پھر انہیں ہٹا کر عبیداللہ بن زیاد کو اس کا گورنر بنا دیا۔

۵۹۳۰ عمرو بن الفُحَیْل الزبیدی ❸

وثیمہ نے کتاب الردّۃ میں بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: جب بنی زبید تک نبی ﷺ کے سانحہ ارتحال کی خبر پہنچی اس وقت ان کے سردار عمرو بن الفحیل تھے جو مسلمان مہاجر تھے۔ تو عمرو بن معدیکرب نے گفتگو کی اور لوگوں کو مرتد ہونے کی دعوت دینے لگے، جس پر عمرو بن فحیل اور عمرو بن الحجاج غضبناک ہو گئے۔ انہیں اپنی سرداری میں فضیلت حاصل تھی۔ ابن الفحیل کہنے لگے: اے زبید کی جماعت! اگر تم اس دین میں رغبت سے داخل ہوئے ہو تو اس کا دفاع کرو یا اس دین کے پیروکاروں سے ڈر کر مسلمان ہوئے ہو تو اسے قلعہ بنا لو، تمہارے دل کے جو راز اللہ تعالیٰ جانتا ہے انہیں لوگوں کے سامنے عیاں نہ کرو ورنہ وہ تم پر غالب آ جائیں گے۔ میں اپنی ذات سے بڑھ کر تم سے خیر خواہی نہیں کر سکتا۔ عمرو بن معدی کرب کی بات نہ مانو بلکہ عمرو بن الحجاج کی فرمانبرداری کرو۔ اس کے متعلق انہوں نے اشعار بھی کہے: ع

"اے میری آنکھ! جدائی کے دن نبی ﷺ کے فراق میں اپنے ڈبڈبا دینے والے آنسو مجھے دینے میں سخاوت کر، کاش میں اس دن مر جاتا جس دن آپ کی وفات ہوئی ہے اور مجھے یہ صدمہ نہ اٹھانا پڑتا جس میں میں مبتلا ہوں"۔

۵۹۳۱ (ز) عمرو بن فروہ بن عوف انصاری

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور اس بارے میں ان کے اشعار نقل کیے۔

---

❶ استیعاب (۲۷۵/۲) ❷ ایضًا ❸ تجرید (۴۱۵/۱)

۵۹۳۲ (ز) عمرو بن فُضَیل

بن عبدہ بن کثیر از بنی قیس بن ثعلبہ۔ خلیفہ بن خیاط نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں۔

۵۹۳۳ عمرو بن الفغواء [1]

علقمہ کے بھائی۔ بقول ابن السکن: صحابی ہیں۔ ابوداؤد [2] نے ان کے بھائی علقمہ کے حالات میں ان کی ایک حدیث نقل کی ہے۔

۵۹۳۴ (ز) عمرو ابن فلان انصاری

عمرو کے آخری ناموں میں ذکر ہوگا۔

۵۹۳۵ عمرو بن القاریّ

عمرو بن عبداللہ میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۵۹۳۶ عمرو بن قیس

بن زائدہ قرشی عامری۔ بقول بعض: عمرو بن قیس بن شرحبیل۔ ایک قول ہے یہ وہی ابن ام مکتوم نابینا صحابی ہیں۔ عمرو بن ام مکتوم میں عمرو نامی حضرات کے ابتدائی ناموں میں ذکر ہو چکا ہے۔

۵۹۳۷ (ز) عمرو بن قیس [1]

بن حزن بن عدی بن مالک بن سالم بن عوف بن مالک انصاری الخزرجی۔ ابوخارجہ۔ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ان کی کوئی روایت معروف نہیں۔ یونس بن بکیر نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق [2] نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۹۳۸ عمرو بن قیس

بن خارجہ از بنی عدی بن النجار انصاری خزرجی۔ ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ نے شرکاءِ بدر میں ان کا اور ان کے بیٹے ابوسلیط کا ذکر کیا ہے۔

۵۹۳۹ عمرو بن قیس

بن زید بن سواد بن مالک بن غنم انصاری۔ واقدی [3] اور ابومعشر نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق [4] نے

---

[1] اسد الغابہ (٤٠٠٠) استیعاب (١٩٦٨) [2] ابوداؤد کتاب الادب با فی الحذر من الناس (٤٨٦١)

[1] اسد الغابہ (٤٠٠٤) تجرید (٤١٦/١) [2] السیرۃ النبویۃ (٢٥٢/٢) [3] المغازی (١٣٠)

[4] السیرۃ النبویۃ (٩٧/٣) (٥٨/٣)

شہداءِ اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۹۴۰ عمرو بن قیس [1]

بن مالک بن کعب بن عبدالاشہل انصاری۔ احد میں شہید ہوئے۔

۵۹۴۱ عمرو بن قیس العبدی [2]

الاشج کے بھانجے۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ جعفر بغیر سند کے ان کا ذکر کیا ہے کہ الاشج نے انہیں نبی ﷺ کا پتہ چلانے کے لیے بھیجا تھا تو وہ اسلام لا کر واپس گئے اور اشج کو حال واحوال بتائے۔ وہ مسلمان ہو کر آپ علیہ السلام کے پاس آئے۔

۵۹۴۲ (ز) عمرو بن قیس الازدی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں عراق میں ایک جگہ بطور جاگیر دی تھی جسے ''لوبعۃ عمرو'' کہا جاتا ہے۔

۵۹۴۳ عمرو بن قرّہ [3]

کئی ایک نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عبدالرزاق نے اپنے مُصنَّف میں بروایت مکحول ان کی حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے یزید بن عبدربہ نے بحوالہ صفوان بن امیہ روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اتنے میں آپ ﷺ کے پاس عمرو بن قرہ آ کر کہنے لگے: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ مصیبت لازم کر دی ہے کہ میں اپنا رزق دونوں ہاتھوں سے اپنی ڈفلی بجا کے ہی حاصل کر سکتا ہوں۔ لہٰذا آپ مجھے بغیر فحش گوئی کے گانے کی اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''میں تمہیں بطور عزت اور پیشے کے اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اپنے لیے اور اپنے زیر سایہ لوگوں کے لیے حلال تلاش کرو جو تمہارے لیے اللہ کی راہ میں جہاد ہے اور یاد رکھا اللہ تعالیٰ کی مدد تجارت کرنے والے نیک لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے''۔ [4]

یہ الفاظ ابونعیم نے ''المعرفۃ'' میں بطریق حسن بن ابی الربیع بواسطہ عبدالرزاق نقل کیے ہیں۔ اس میں عبدالرزاق کا شیخ یحییٰ بن العلاء ہے اور یحییٰ کا اس میں شیخ بشر بن نمیر ہے اور دونوں متروک راوی ہیں۔ ابن مندہ نے یہی روایت عالی سند سے عن ابن الاعرابی عن الزیادی عن عبدالرزاق نقل کی ہے۔

۵۹۴۴ (ز) عمرو بن کعب

بن عمرو الغفاری۔ ابن فتحون نے بحوالہ واقدی اور طبری نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا ایسا واقعہ ذکر کیا ہے جو اس واقعے کے مشابہ ہے جو کعب بن عمیر کے حالات میں بیان ہوگا۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۰۰۷) استیعاب (۱۹۷۰) [2] اسد الغابہ (۴۰۰۳) تجرید (۴۱۵/۱) [3] اسد الغابہ (۴۰۰۲)

[4] ابن ماجہ کتاب الحدود باب المخنثین (۲۶۱۳) المعجم الکبیر (۵۱/۸) مجمع الزوائد (۶۳/۴)

۵۹۴۵ عمرو بن کعب (طلحہ کے دادا)

ان شاء اللہ تعالیٰ ''کعب بن عمرو'' میں ذکر ہوگا۔

۵۹۴۶ (ز) عمرو بن کلثوم الخزاعی

عمرو بن سالم بن کلثوم کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۵۹۴۷ عمرو بن کلیب الیحصبی [1]

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ سیف اور طبری نقل کیا ہے کہ یہ ان دس امراء میں سے ایک تھے جنہیں ابوعبیدہ بن الجراح نے بھیجا تھا اور پہلے کئی بار گزر چکا ہے کہ اس وقت صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ حافظ ابن عساکر یوں ان کا ذکر کرتے ہیں: عمرو بن کلیب یا کلب الیحصبی۔ نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے انہیں مرج الصفر سے فحل [2] کی طرف بھیجا تھا۔ جو سیف بن عمر کی ابوعثمان یزید بن اسید الغفاری سے مروی روایت ہے۔

۵۹۴۸ عمرو بن مازن الانصاری [3]

از بنی خنساء بن مبذول۔ یونس بن بکیر بحوالہ ابن اسحاق [4] انہیں شرکاءِ بدر میں شمار کرتے ہیں۔ ابن مندہ نے ان کے طریق سے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یہ وہم ہے اس لیے کہ عمرو بن غنیم خنساء کے دادا ہیں جن کی طرف بنی خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم منسوب ہوتے ہیں۔ لکھتے ہیں: شاید ابن مندہ کی کتاب سے کوئی عبارت ساقط ہوگئی۔ یوں انہوں نے سمجھ لیا کہ عمرو بدر میں شریک ہوئے حالانکہ ایسا نہیں۔ اس واسطے کہ ابن اسحاق نے صرف یہ ذکر کیا ہے کہ بنی خنساء کے صرف دو آدمی بدر میں شریک ہوئے۔ ابوداؤد المازنی اور سراقہ بن عمرو، اگر وہ صحیح نسخے میں دیکھتے تو ان کا وہم واضح ہو جاتا تھا۔ کیونکہ عمرو بن مازن اور اسلام کے درمیان سو سے زائد سالوں کا فاصلہ ہے لیکن پھر بھی انہوں نے انہیں صحابہ میں شمار کر کے اپنی کتاب کے صفحے بڑھائے ہیں۔ ادھر ابن الاثیر [5] مرحوم نے ابونعیم کا تعاقب کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ابن مندہ نے جو یونس کی بحوالہ ابن اسحاق [6] روایت کی ہے وہ صحیح ہے۔ اس واسطے کہ انہوں نے کہا ہے: بدر میں بنی خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار میں سے ابوداؤد المازنی، سراقہ بن عمرو اور عمرو بن مازن تین افراد شریک ہوئے۔ وہ فرماتے ہیں: ابن اسحاق کے تلامذہ ان سے نقل میں بہت اختلاف کرتے ہیں۔ ابن مندہ کا بھروسا یونس بن بکیر کی روایت پر ہے۔ اور ابونعیم ابراہیم بن سعد کی بحوالہ ابن اسحاق روایت سے نقل کرتے ہیں۔ اور اس میں عمرو بن مازن کا ذکر نہیں اور نہ بکالی اور سلمہ بن الفضل کی روایت میں ہے۔

میں کہتا ہوں: ابونعیم کا یہ سمجھنا کہ عمرو بن مازن قبیلہ کے جدامجد ہیں، اس میں تامل ہے حالانکہ وہ عمرو بن غنم بن مازن ہے

---

[1] تجرید (۴۱۶/۱) [2] مختصر تاریخ دمشق (۲۸۱/۱۹) [3] اسد الغابہ (۴۰۰۹) تجرید (۴۱۶/۱)

[4] السیرۃ النبویۃ (۲۶۳/۳) [5] اسد الغابہ (۳۹۸/۳) [6] السیرۃ النبویۃ (۲۶۳/۳)

انہوں نے یہ جواز پیش کیا ہے عمرو اور مازن کے درمیان سے غنم کا نام چھوٹ گیا ہے جس کے بھروسے پر انہوں نے ابن مندہ کے وہم کی بنیاد رکھ دی جو اچھی روش نہیں (امتحانِ جذبِ دل عجب نکل آیا، میں الزام اسے دیتا رہا قصور اپنا نکل آیا۔ مومن خانؔ) کیونکہ اصل یہی ہے کہ کوئی نام ساقط نہیں ہوا۔ واللہ اعلم

۵۹۴۹ (ز) عمرو بن مالك بن جعفر ❶

ابن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ العامری الجعفری۔ ابن مندہ نے بطریق ابو احمد الزبیری عن مسعر عن خشرم بن حسان روایت کی ہے کہ عمرو بن مالک ملاعب الاسنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس دوا طلبی کے لیے آدمی بھیجا.....(حدیث) اسے مسعر عن خشرم عن مالک سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے جو زیادہ مناسب ہے۔ ذہبی ❷ لکھتے ہیں: زیادہ صحیح مالک بن عمرو ہے۔

میں کہتا ہوں: جن کا لقب "ملاعب الاسنہ" ہے ان کا نام عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب ہے جو مشہور شہسوار جس نے بئر معونہ کے صحابہ سے غداری کی تھی کے چچا ہوتے ہیں۔ اس کے چچا جن کا ابھی ذکر ہوا، ملاعب الاسنہ نے ان لوگوں کو امن دیا تھا لیکن اس نے یہ بدعہدی کی۔ لیکن مذکورہ حدیث عامر کے حوالہ سے ہے نہ کہ عمرو کے، جیسا کہ میں نے ان کے حالات میں اس کے تمام طرق کو بیان کیا ہے۔ البتہ یہ بھی احتمال ہے کہ عمرو ان کے بھتیجے کا نام ہو جن کا ابو سعید والی اس حدیث میں نام نہیں لیا گیا جسے ابن شاہین نے درج کیا ہے۔ اس میں ہے: ملاعب الاسنہ نے نبی کی طرف دوا طلبی کے لیے آدمی بھیجا، کیونکہ ان کے بھتیجے کے پیٹ میں درد تھا تو آپ علیہ السلام نے ان کی طرف شہد کی کپی بھیج دی انہوں نے اسے پلایا وہ صحت یاب ہو گیا۔

ملاعب الاسنہ کے اسلام لانے میں اختلاف ہے۔ اس روایت کی بنا پر وہ عمرو بن مالک ہوں گے جن کی نسبت ان کے دادا کی طرف ہے اور تجرید میں ❸ اس عنوان میں لکھا ہے: زیادہ صحیح یہی ہے کہ ملاعب الاسنہ مالک بن عمرو ہیں۔ ان کا یہ کہنا: "یہ زیادہ صحیح ہے"، صحیح نہیں، حالانکہ وہ عامر بن مالک ہیں۔

۵۹۵۰ عمرو بن مالك بن عميره

بن لأی الارجبی۔ کنیت ابو زید تھی۔ رشاطی کا بیان ہے کہ قیس بن نمط جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو ان کے بارے میں بتایا کہ وہ شہسوار اور قابل تعظیم ہیں۔ تو نبی ﷺ نے ان کی طرف خط بھیجا، پھر وہ ہجرت کے بعد مکہ آ گئے اور نبی ﷺ مدینہ کوچ کر گئے تھے پھر حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کے پاس آئے۔ ہمدانی نے "الاکلیل" میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۹۵۱ عمرو بن مالك بن قيس ❶

بن بُجَید ابن رؤاس ابن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ۔ امام بخاری ❷ اور ابن السکن کا قول ہے: اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن السکن نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ ان سے طارق بن علقمہ بن خالد بن عفیف بن بجید بن رؤاس روایت کرتے ہیں۔ حمید اور بجید خراسان میں صاحب شرافت انسان تھے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ ابو عمر ❸ کا قول ہے عمرو بن مالک بن

---

❶ اسد الغابہ (۴۰۱۳) تجرید (۴۱۷/۱) ❷ تجرید (۱۱۵) ❸ ایضاً

❶ اسد الغابہ (۴۰۱۴) استیعاب (۱۹۷۳) تجرید (۴۱۷/۱) ❷ التاریخ الکبیر (۳۰۹/۳) ❸ استیعاب (۲۷۷/۳)

قیس اپنے والد کے ساتھ آئے اور دونوں مسلمان ہو گئے۔ ابن السکن کی پیروی میں لکھتے ہیں، ایک جماعت کا کہنا ہے: صحابی ان کے والد ہیں۔ ابن ابی عاصم نے وحدان میں اور ابن ابی خیثمہ نے تاریخ میں اور ابن السکن نے ان سے سب عبدالرحمٰن بن مطرف سے کہ مجھ سے میرے چچا زاد وکیع بن الجراح بواسطہ حمید بن عبدالرحمٰن رؤاسی وہ نافع، علقمہ کے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں اس قوم میں تھا (جس میں سے) عمرو بن مالک رؤاسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پھر اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی انہوں نے کہا جب تک ہم بنی عقیل سے بدلہ نہیں لے لیتے مسلمان ہونے کے نہیں۔ چنانچہ یہ لوگ ادھر پہنچے تو ان میں سے ایک آدمی انہیں مل گیا۔ بنی عقیل ان کے پیچھے لگ گئے ان سے جنگ ہوئی، ان میں کا ایک آدمی تھا جسے ربیعہ بن المنتفق کہا جاتا تھا وہ اپنے اشعار میں کہتا ہے: ع

''میں قسم کھاتا ہوں کہ گھڑ سوار سے نیزہ بازی کروں گا، قیام کی حالت میں ان لوگوں نے ٹوپیاں پہنائی ہیں''۔

تو لوگوں میں سے ایک شخص کھڑے ہو کر انہیں ترغیب دینے لگا۔ اتنے میں محرش بن عبداللہ رواسی نے حملہ کیا، دونوں نے نیزہ بازی شروع کر دی۔ ربیعہ نے ان کے بازو میں نیزہ گھونپ کر گھمایا تو محرش نے کہا: رؤاس نے کہا، ربیعہ بولے: رؤاس کون ہے؟ کیا کوئی پہاڑ ہے یا لوگ ہیں؟ تو عمرو نے ربیعہ پر حملہ کر کے ان کا کام تمام کر دیا۔ فوراً پشیمانی ہوئی، میں نے مسلمان کو مار دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس عالم میں آئے کہ جو فعل ان سے سرزد ہوا ہے اس کی وجہ سے ہاتھ گردن سے بندھے تھے۔ بچوں کو کہتے سنا، اگر ہمارے پاس ہاتھ بندھا آئے تو ہم اس کے طوق پر ماریں گے۔ خیر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سامنے سے آئے اور عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! مجھ سے راضی ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ پھیر لیا۔ پیچھے سے آئے، یہی کہا اور یہی جواب پایا۔ دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے آ کر یہی کہا۔ پھر سامنے سے آ کر کہا: اللہ کے رسول! مجھ سے راضی ہو جائیں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ سے رضامندی کی درخواست کی جاتی ہے تو وہ راضی ہو جاتا ہے۔ یہ بات کسی اور نے انہیں سکھائی تھی، تو آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ہم تم سے راضی ہوئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ہیں: ''اس نے مجھے کہا''۔ بغوی فرماتے ہیں: ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا۔ طبرانی کا قول ہے: ہم سے عبداللہ بن احمد نے بحوالہ عثمان بیان کیا ہے اور ابونعیم نے یہ روایت بطریق محمد بن عثمان بن ابی شیبہ اپنے والد سے بواسطہ وکیع انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ ایک شیخ جنہیں طارق بن مالک رؤاسی کہا جاتا تھا نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، عرض کی: اللہ کے رسول! مجھ سے راضی ہو جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار مجھ سے چہرہ پھیر لیا۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! اللہ سے رضامندی کی درخواست کی جائے تو وہ راضی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا آپ بھی مجھ سے راضی ہو جائیں۔ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی ہو گئے۔ [1] اور اس روایت کو بزار نے اپنی مسند میں ابراہیم بن زیاد الصائغ وکیع سے اسی طرح نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ معلوم نہیں کہ عمرو بن مالک نے صرف یہی حدیث روایت کی ہے۔ کئی حضرات نے وکیع سے اسے اسی طرح نقل کیا ہے۔ سلیمان بن وکیع نے ان کے برخلاف یہ روایت اپنے والد سے بواسطہ اپنے دادا وہ طارق سے وہ عمرو بن مالک سے وہ اپنے

---

[1] مجمع الزوائد (۲۷۲/۱۰) جامع المسانید (۷۴۱۰) استیعاب (۲۷۷/۳)

والد سے نقل کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: سفیان بن وکیع اپنے والد اور دوسروں سے روایت کرنے میں ضعیف ہیں۔ ان سے سند میں خبط ہوا اور اس میں "عن جدہ" اور اس کے بعد عن ابیہ کا اضافہ کر دیا۔ عبدالرحیم جو ثقہ راوی ہیں ان کی روایت عثمان بن ابی شیبہ جو حفاظ حدیث میں سے ہیں کی روایت کی شاہد ہے۔

۵۹۵۲ (ز) عمرو بن مالك الاشجعی [1]

ابونعیم نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ولید بن مسلم عن ابن لہیعہ عن ابی النضر مولا ابن معمر عن عمرو بن مالک الاشجعی روایت کی ہے کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے، کیونکہ مجھے خدشہ ہے شاید میں آج کے بعد آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جبل الحمی چلے جاؤ۔ میں نے عرض کی: جبل الحمی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: حشر کی سرزمین۔ (شام) انعام کے غزوہ میں شریک ہونے سے بچنا کیونکہ وہ لوگ جب دشمن سے آمنا سامنا کرتے ہیں تو بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور اگر مالِ غنیمت حاصل کر لیں تو خیانت کرتے ہیں"۔ [1]

میں کہتا ہوں: سند میں ضعف ہے۔ ابن ماجہ نے یہ متن واقعہ کے بغیر بطریق ابن لہیعہ ایک اور سند سے نقل کیا ہے کہ ابن ابی شیبہ، زید بن الحباب، ابن لہیعہ، یزید بن ابی حبیب عن لہیعہ بن عقبہ ان کے سلسلۂ سند میں ہے میں نے ابوالورد کو فرماتے سنا: خبردار! انعامی سریے میں شرکت سے بچنا.... پھر اسے موقوف ذکر کیا۔

۵۹۵۳ عمرو بن مالك الاوسی [1]

ابن شاہین صحابہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر وہ اور ابویعلی بطریق موسیٰ بن عبیدہ عن محمد بن کعب بحوالہ عمرو بن مالک الاوسی روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی" یا فرمایا: دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ میں نہیں کہتا الم ایک حرف ہے.... (حدیث) [2] ابوموسیٰ فرماتے ہیں: اس میں تحریف واقع ہوئی ہے۔ جبکہ یہ حدیث تو عوف بن مالک کی ہے جسے ابن شاہین نے درج کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: یہ رؤاسی ہیں پھر ان کی حدیث بیان کی جو بروایت زرارہ بن اوفی بحوالہ ان کے مروی ہے۔ لکھتے ہیں: یہ وہی ہیں جنہیں غنم بن مالک اور ابی بن مالک کہا جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابی بن مالک قشیری کے حالات میں بیان ہو چکا ہے، لکھتے ہیں: حدیث طارق عن عمرو بن مالک نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: تینوں علیحدہ ہیں اور انہوں نے انہیں ایک قرار دیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ تیسرے وہی رؤاسی ہیں جن کا ذکر قریب ہی ہوا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٠١٠) [1] اسد الغابہ (٣٩٨/٣) [1] اسد الغابہ (٤٠١٢) استیعاب (١٩٧٣) تجرید (٤١٦/١)

[2] ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ما جاء فیمن قرأ حرفا من القرآن (٢٩١٠) المعجم الکبیر (١٤١/١٨) جامع المسانید (٧٣/١٠) اسد الغابہ (٣٩٩/٣)

۵۹۵۴ عمرو بن مالك العكّي [1]

بقول ابن سعد: [2] اشعریوں کے وفد میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے۔ ذہبی [3] نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن سعد نے وفود میں لکھا ہے: اشعریوں کا وفد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا ان میں عک کے دو آدمی تھے۔ انہوں نے دونوں کا نام نہیں لیا لہٰذا دوسرے شخص کے نام میں غور کر لیا جائے۔

۵۹۵۵ (ز) عمرو بن المحجوب العامری

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور سیف نے ''الفتوح'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تک کی دو سندوں سے لکھا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل تھے جن کی طرف زیاد بن حنظلہ کو مرتدوں سے جنگ میں مزید جانفشانی کا حکم دے کر بھیجا تھا۔ صفوان بن صفوان کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۹۵۶ (ز) عمرو بن محصن انصاری

بقول بعض ابوعمرو کا نام ہے۔

۵۹۵۷ عمرو بن محصن [4] بن حُرثان الاسدی

حضرت عکاشہ کے بھائی۔ نسب ان کے بھائی کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن اسحاق [5] ہجرت کے ذیل میں فرماتے ہیں: مہاجرین قافلوں کی شکل میں مدینہ آنے لگے۔ بنی غنم بن دودان میں سے جو لوگ مسلمان ہوئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سارے کے سارے ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے۔ ان میں عمرو بن محصن بھی تھے۔ ابن شاہین اور ابوعمر [6] کا قول ہے: اُحد میں شریک ہوئے۔

۵۹۵۸ عمرو بن محصن (بے نسبت)

ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کا نسب سابقہ شخصیت والا نقل کیا ہے، جس پر ابن الاثیر [7] مرحوم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: انہیں ابن مندہ کی کتاب پر استدراک میں ان کا ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی اس لئے کہ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ایسا ہی ان کا ذکر ابن شاہین نے سابقہ شخصیت کے حالات میں کیا ہے۔ البتہ انہوں نے بطریق ابن ابی

---

[1] تجرید (۴۱۷/۱) [2] الطبقات الکبریٰ (۱۴۸/۷) [3] تجرید (۱۱۵)
[4] اسد الغابہ (۴۰۱۵) استیعاب (۱۹۷۴) تجرید (۴۱۷/۱) [5] السیرۃ النبویۃ (۸۷/۲)
[6] استیعاب (۲۷۷/۳) [7] اسد الغابۃ (۴۰۰/۳)

مریم عبدالغفار انصاری عن ابی جعفر بواسطہ ابن ابی عمرہ بحوالہ عمرو بن محصن روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بارشوں کی کثرت اور نباتات کی کمی، قاریوں کی کثرت اور دین کی سمجھ رکھنے والوں کی کمی، امیروں گورنروں کی بہتات اور امانتدار عہدیداروں کا قحط قربِ قیامت کی ایک نشانی ہے''۔ [1]

میں کہتا ہوں: ابومریم ضعیف ہیں۔ ابن ابی عمرہ کا نام عبدالرحمٰن ہے جن کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: ثعلبہ اور ایک قول ہے بشیر بن عمرو بن محصن جو انصاری ہیں نہ کہ اسدی۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: ابوعمرہ کا نام عمرو بن محصن ہے۔ شاید سند میں یوں تھا عن ابن ابی عمرہ عمرو بن محصن لہٰذا یہ روایت مرسل ٹھہری۔ راوی نے ابوعمرہ کا نام لیا ہو اور اس کا ''عن'' اضافہ ہو یا اصل روایت کی سند یوں تھی: عن ابی عمرہ بن عمرو بن محصن، اور لفظ ابن بدل کر عن ہو گیا ہو، بہر حال کیف دونوں فرضی صورتوں میں یہ اسد نہیں۔

۵۹۵۹ عمرو بن محمد [2]

بن سلمہ انصاری۔ ان کا نسب ان کے والد کے تذکرہ میں بیان ہوگا۔ ابن ابی داؤد کا بیان ہے۔ صحبت نبوی سے فیض یاب ہوئے اور فتح مکہ اور بعد کے معرکوں میں شرکت کی ہے۔ ابن شاہین نے ان سے یہی قول نقل کیا ہے اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ز

۵۹۶۰ عمرو بن مرجوم العبدی

بقول ابن سعد: [3] وفد عبدالقیس میں ان کی آمد ہوئی تھی۔

میں کہتا ہوں: عمرو بن عبدقیس کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ خطیب نے المؤتلف میں لکھا ہے کہ انہوں نے دیوانِ (کلیات) المسیب بن عَلَس جسے ثعلب نعوی نے مرتب کیا ہے، نقل کرتے ہیں کہ مسیب نے مرجوم ابن عبدمُرّ بن قیس بن شہاب بن ریاح بن عبداللہ بن زیاد بن عصر کی مدح کی جو عبدالقیس کے معزز اور جاہلیت کے سرداروں میں سے تھے۔ اور ان کا بیٹا عمرو بن مرجوم مسلمانوں میں سردار اور معزز انسان تھا۔ وہی جنگ جمل میں چار ہزار (۴۰۰۰) کی نفری لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں شامل ہوئے تھے۔ ابن سعد نے ان کے متعلق آنے اور اسلام لانے کی جو بات نقل کی ہے اس سے خطیب واقف نہیں ہوئے۔

۵۹۶۱ عمرو بن مرداس السلمی [4]

ابن مندہ ان کا ذکر کرتے اور بطریق صالح ترمذی عن محمد بن مروان السدی عن الکلبی عن ابی صالح بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تالیف قلبی والے پندرہ مرد تھے، [5] پھر ان کے نام گنوائے اور ان میں یہ بھی ہیں۔

---

[1] مجمع الزوائد (۳۳٤/۷) الجامع الصغیر (۸۲۳٤) [2] اسد الغابہ (٤۰۱٦) تجرید (٤۱۷/۱)

[3] الطبقات الکبرٰی (٤۱۰/۵) [4] اسد الغابہ (٤۰۱۸) تجرید (٤۱۷/۱)

[5] جامع المسانید (۲۳۵/۷)

ابونعیم ان کا تعاقب کرتے ہیں اور مذکورہ حدیث بطریق ابی عمر المقریٔ عن محمد بن مروان بیان کرتے ہیں لیکن ان کا ذکر نہیں کیا بلکہ عباس بن مرداس کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: محمد بن مروان، ان کا شیخ اور ان کے شیخ کا شیخ متروک ہے۔ اور ہشام بن کلبی کے حوالہ سے نسب میں انہوں نے جزم واعتماد سے لکھا ہے کہ یہ عباس بن مرداس کے بھائی ہیں اور وہ دونوں تالیف قلبی والوں میں سے تھے۔

۵۹۶۲ عمرو بن مرّہ [1]

بن عَبَس بن مالک بن الحرث مازن بن سعد بن مالک بن رفاعہ بن نصر بن نصر بن غطفان بن قیس بن جہینہ۔ ابن سعد [2] اور ابن البرقی نے ان کا نسب بیان کیا ہے اور خلیفہ نے بھی ہو بہو وہی نقل کیا ہے۔ البتہ اس سے عبس ساقط ہو گیا ہے اور نصر اور غطفان کے درمیان مالک کا اضافہ نقل کیا ہے۔ ابن یونس نے پہلے کی طرح ان کا نسب لکھا ہے لیکن وہ نصر کی جگہ سعد تحریر کرتے ہیں۔ ابن سعد [3] فرماتے ہیں: عہد نبوی ﷺ میں بہت بزرگ ہو گئے تھے اور آپ کے ساتھ معرکوں میں شرکت کی۔ کنیت ابوطلحہ اور ابومریم تھی، بقول بعض: ابومریم ازدی دوسرے جو قدیم الاسلام اور بہت سے معرکوں میں شریک رہے ہیں وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے قضاعہ کو یمن کے ساتھ ملایا ہے، انہی کا یہ شعر ہے: ؏

"ہم اصلی از ہر بزرگ کی اولاد ہیں جس کا نام قضاعہ بن مالک بن حمیر ہے"۔

جس کا واقعہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا جب انہوں نے انہیں حکم دیا کہ وہ مصر میں نسب بیان کریں۔ اس واقعہ کو زبیر بن بکار نے نقل کیا ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: مصری تھے اور دمشق آئے۔ ابن سمیع لکھتے ہیں: خلافت عبدالملک بن مروان میں فوت ہوئے۔ یہی قول ابوزرعہ دمشقی نے اپنی تاریخ میں بحوالہ ابومیسرہ نقل کیا ہے۔ ابن حبان [4] اور ابوعمر [5] فرماتے ہیں: خلافت معاویہ میں فوت ہوئے۔ جامع ترمذی میں کتاب الاحکام میں ان کی ایک حدیث ہے جو امام احمد رحمہ اللہ کی کتاب میں بھی بروایت علی بن الحکم ہے۔ فرماتے ہیں مجھ سے ابوالحسن نے بیان کیا کہ عمرو بن مرہ امیر معاویہ سے فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

"جو حکمران بھی حاجتمندوں، محتاجوں اور مسکینوں کے لیے اپنا دروازہ بند کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت ضرورت اور مسکینی کے سامنے آسمانی دروازے بند کر دیتا ہے"۔ [6]

تو امیر معاویہ نے (جو پہلے سے ہی رعایا کے ساتھ کشادہ دستی اور فیاضی سے پیش آتے تھے تاکید کے لیے) لوگوں کی ضروریات سے آگاہی پانے کے لیے ایک شخص اس کام کے لیے مقرر کر دیا۔

مسند احمد میں ان کی دو اور حدیثیں بھی ہیں جن میں سے ایک والدین کی نافرمانی کی مذمت میں اور دوسری ہے میں نے

---

[1] اسد الغابہ (۴۰۱۹) استیعاب (۱۹۷۵) تجرید (۱/۴۱۷) [2] الطبقات الکبریٰ (۴/۶۸)

[3] ایضًا [4] الثقات (۳/۲۷۴) [5] استیعاب (۴۳/۲۷۸)

[6] ترمذی کتاب الاحکام باب ما جاء فی امام الرعیۃ (۱۳۳۲) مسند احمد (۴/۲۳۱)

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اس جگہ قبیلۂ سعد کا جو شخص بھی ہے وہ اٹھ کھڑا ہو''۔ چنانچہ میں اٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ''۔ اس طرح آپ ﷺ نے تین بار فرمایا.....(حدیث)

طبرانی کی کتاب میں ان کی کئی احادیث ہیں جن میں سے ایک ان کے اسلام لانے اپنی قوم کے پاس واپس جانے اور انہیں اسلام کی دعوت دینے پھر ان کے مسلمان ہونے اور وفد کی صورت میں آنے کے واقعے کے بارے میں ہے۔ جسے ابن سعد نے نقل کیا ہے۔ ایک حدیث وہ ہے جسے ابن مندہ نے بطریق عیسیٰ بن طلحہ بحوالہ عمرو بن مرّہ الجھنی نقل کیا ہے کہ قضاعہ کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا.... پھر اس کے اسلام لانے کا واقعہ نقل کیا اور طبرانی نے اسے اسی سند کے ذریعہ بحوالہ عمرو بن مرہ نقل کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے آپ نے پوچھا: تم کون ہوتے ہو؟ عرض کی: قضاعہ سے۔ ان میں سے ایک حدیث بطریق ابن لہیعہ عن الربیع بن سبرہ عن عمرو بن مرہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! ہم کس سے تعلق رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ آزاد ہاتھ اور لذیذ لقمے حمیر سے ہو''۔ [1] ان سے حجر بن مالک اور عبدالرحمٰن بن الغار بن ربیعہ وغیرہ بھی روایت کرتے ہیں۔

۵۹۶۳ عمرو بن المُسَبّح [2]

ابن درید نے ''الاشتقاق'' میں یہ نام مسبح بروزن عظیم قلمبند کیا ہے۔ ابن کعب بن عَصَر بن غنم بن حارثہ بن ثُوب ابن مَعْن بن عَتُود ابن عَنَش ابن سلامان بن ثُعَل ابن عمرو بن عوف بن علی الطائی مشہور لمبی عمر والے شہسوار، ابن کلبی اور طبری لکھتے ہیں: ایک سو پچاس (۱۵۰) سال عمر پائی۔ نبی ﷺ کے پاس آئے تو اسلام قبول کر لیا وہ پورے عرب میں سب سے زیادہ تیر انداز تھے۔ مشہور زمانہ شاعر امرؤالقیس اپنے شعر میں انہی کا ذکر کرتا ہے: ع

''بنی ثعل کے کئی تیرانداز ایسے ہیں جو اپنی ڈھال سے دونوں ہتھیلیاں نکال لیتے ہیں''۔

ایسا ہی ابن عبدالبر [3] اور ابن شاہین نے نقل کیا ہے۔ المعافی النہروانی نے اپنی کتاب الجلیس میں ابن درید عن السکن بن سعید عن العباس بن ہشام بن کلبی وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ابن مرشد الطائی نے جن کا تعلق بنی معن سے ہے بحوالہ اپنے شیوخ نقل کرتے ہیں پھر اس کا ذکر کیا۔ معارف میں ابن قتیبہ لکھتے ہیں: یہ معلوم نہیں آیا ان کا انتقال نبی ﷺ سے پہلے ہوا ہے یا بعد میں؟

میں کہتا ہوں: ابوحاتم بجستانی [4] نے ''المعمرین'' میں ان کا ذکر کیا ہے کہ خلافتِ عثمانی میں فوت ہوئے انہی کا یہ شعر ہے:

''میری اتنی لمبی عمر ہوئی کہ میری عمر عمرو بن عکوہ اور ابن وہب پر گراں گزرتی ہے۔ ان کا اشارہ اپنی قوم کے دو عمر رسیدہ آدمیوں کی طرف تھا''۔

---

[1] المعجم الکبیر (۳۰۴/۱۷) مجمع الزوائد (۱۹۴/۱) کنز العمال (۳٤۰۲٤)

[2] اسد الغابہ (٤۰۲۰) استیاب (۱۹۷۷) تجرید (٤۱۷/۱)

[3] اسد الغابہ (٤۰۱/۳) استیعاب (۲۷۸/۳) [4] استیعاب (۲۷۸/۳) اسد الغابہ (٤۰۱/۳)

[5] استیعاب (۲۷۸/۳) [6] المعمرین (۹۷)

ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۹۶۴ عمرو بن مسعود بن مُعَتّب الثقفی

عروہ بن مسعود مشہور صحابی کے بھائی ہوتے ہیں۔عروہ کے حالات میں نسب بیان ہو چکا ہے۔روایات میں آتا ہے جب یہ بہت عمر رسیدہ ہوگئے اور امیر معاویہ کی خلافت کا آغاز تھا تو یہ ان کے پاس آئے اور ان سے ذکر کیا کہ وہ ان کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے دوست تھے اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ اور طائف میں جو شخص بھی بچا وہ اسلام قبول کر کے اس خطبہ میں شریک ہوا تھا۔یہی بات مرزبانی نے معجم الشعراء میں لکھی ہے، وہ لکھتے ہیں: ابوسفیان جب طائف آتے تو ان کے ہاں ٹھہرتے۔ یہ عمرو اتنے زندہ رہے کہ بہت بوڑھے ہوگئے، خلافت معاویہ میں آئے تو یہ شعر سنایا: ع

''میں بوڑھا کھوسٹ ہو چکا ہوں، میری ٹانگیں قبر تک پہنچنے والی ہیں اور میری کھوپڑی کا پرندہ میری قبر کے پاس آج یا کل چیخنے والا ہے''۔

زبیر بن بکار نے الموفقیات میں ان کا واقعہ ذکر کیا لیکن انہوں نے ثقفی نہیں کہا۔اسی طرح خطابی نے اس واقعہ کو ''غریب الحدیث'' میں ایک اور سند سے عن ہشام بن کلبی عن ابیہ بحوالہ قریش کے ایک آدمی نقل کیا ہے۔یہی واقعہ عمرو بن مسعود السلمی کا بھی نقل کیا ہے جسے میں ان شاء اللہ تعالیٰ قسم ثالث میں ذکر کروں گا۔

۵۹۶۵ عمرو بن مُطَرِّف ✿

بن عمرو از بنی عمرو بن مبذول۔ بقول یونس بن بکیر بحوالہ ابن اسحاق ✿ اُحد میں شہادت پائی۔موسیٰ بن عقبہ نے ان کے دادا کا نام علقمہ بتایا ہے اور زیاد ابکائی سے بحوالہ ابن اسحاق ✿ دونوں سندیں نقل کی ہیں۔ابوعمر ✿ لکھتے ہیں: عمرو بن مطرف۔ بقول بعض: مطرف بن عمرو ابن علقمہ۔

۵۹۶۶ (ز) عمرو بن مطعم

قسم رابع میں ذکر ہونا ہے۔

۵۹۶۷ عمرو بن معاذ بن الجموح انصاری

ایک صحابی ہیں جن کا ذکر حدیثِ بریدہ میں آتا ہے۔ابن مندہ فرماتے ہیں: عمرو بن معاذ انصاری۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاؤں پر لعاب دہن لگایا تھا جب وہ کٹ گیا تھا تو پھر صحیح ہوگیا، جسے ایک جماعت نے عن حسین بن واقد عن عبداللہ بن بریدہ انہوں نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن معاذ کے پاؤں پر لعاب دہن لگایا۔ابونعیم لکھتے ہیں: عمرو بن معاذ انصاری کے پاؤں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن لگایا جب وہ کٹ گیا تو پھر صحیح ہوگیا۔ بقول بعض: سعد بن معاذ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان کے بھائی

✿ اسد الغابہ (۴۰۲۲) استیعاب (۱۹۷۸) تجرید (۴۱۸/۱) ✿ السیرۃ النبویۃ (۹۷/۲)

✿ ایضًا ✿ استیعاب (۲۷۸/۳)

ہیں۔ پھر وہ حدیث بیان کی جو مسند حسن بن سفیان سے عن ابی عمار عن علی بن الحسین بن واقد مروی ہے کہ ہم سے ہمارے والد نے بواسطہ عبداللہ بن بریدہ روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر لعاب دہن لگایا جب وہ کٹ گیا تھا تو پھر وہ صحیح ہوگیا۔ اسی روایت کو ابن حبان ✿ نے اپنی صحیح میں عن محمد بن احمد بن ابی عون عن حسین بن حریث (جو ابوعمار حسن بن سفیان کے شیخ ہیں) روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے عمرو بن معاذ بن الجموح کے زخم پر لعاب دہن لگایا.... پھر اس کا ذکر کیا۔ اور یہی روایت محمد بن ہارون رویانی نے اپنی مسند میں عن محمد بن اسحاق الصغانی عن محمد بن حمید الرازی عن زید بن الحباب عن الحسین بن واقد انہی الفاظ میں نقل کی ہے اور ضیاء ''المختارۃ'' میں لکھتے ہیں: میں نے محمد بن حمید کا طریق بطور شاہد نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: زید بن الحباب کا اسی مسند والا نسخہ امام احمد نے ان سے نقل کیا ہے اور ہمارے شیخ نے اپنی کتاب ''تقریب الاسانید'' میں حاکم کے قول کی وجہ سے ذکر کیا ہے کہ یہ بریدہ کی سب سے صحیح سند ہے۔ اس میں یہ حدیث نہیں لکھی ضیاء نے اس کی تخریج کے بعد یہ قول نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: مشہور یہ ہے کہ وہ معاذ بن عمرو بن حمید بن الجموح ہیں۔

۵۹۶۸ (ز) عمرو بن معاذ ✿

بن نعمان بن امرئ القیس سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شرکاءِ بدر اور شہداءِ اُحد میں اور اسی طرح ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ اوس کے سردار سعد بن معاذ کے بھائی ہیں۔ یہی قول ابن اسحاق کا شرکاءِ بدر کے بارے میں ہے۔ اسی طرح ابوعمر ✿ لکھتے ہیں: انہیں ضرار بن الخطاب نے شہید کیا۔ انہوں نے جب انہیں نیزہ گھونپا جو ان کے جسم میں آر پار ہوگیا تو ان سے بطور استہزاء کہا: دیکھنا! تم سے وہ شخص نہ چھوٹنے پائے جو حورعین سے تمہاری شادی کرائے، اور اس وقت تک ضرار مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان کی عمر بتیس (۳۲) سال تھی۔

ابن الاثیر ✿ نے انہیں سابقہ شخصیت کے ساتھ رلا ملا دیا ہے۔ اور ذہبی ✿ بھی ان کے پیچھے چل پڑے۔ باوجودیکہ ابونعیم نے دونوں میں فرق پر گفتگو کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی دلیل ذہن میں یہ ڈالی کہ دونوں کی حدیث اور نسب مختلف ہے۔ اس واسطے کہ ابن نعمان اوسی اور بنی عبدالاشہل سے تعلق رکھتے ہیں اور ابن الجموح خزرجی ہیں جن کا تعلق بنی سلمہ سے ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ ابوموسیٰ کو اس سے خبرداری نہ ہوئی کہ وہ ابن مندہ کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کرتے جیسا کہ ابونعیم کے اتباع میں ان کی عادت ہے۔

۵۹۶۹ عمرو بن معاویہ الغاضری

غاضرۂ قریش۔ ابوالقاسم عبدالصمد بن سعید نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ابن علقمہ کے نسخہ میں بحوالہ ابن عائذ منقول ہے کہ عمرو بن معاویہ نے فرمایا: میں اپنا گھٹنا رسول اللہ ﷺ کی ران کے ساتھ لگا کر بیٹھا ہوا تھا..... (حدیث)

✿ الصحیح لابن حبان (۶۵۰۹/۱۴) ✿ اسد الغابہ (۴۰۲۴) استیعاب (۱۹۷۹) تجرید (۴۱۸/۱)

✿ استیعاب (۲۷۹/۳) ✿ اسد الغابہ (۴۰۲/۳) ✿ تجرید (۱۱۵)

۵۹۷۰ عمرو بن مَعْبَد [1]

بن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ انصاری الاوسی۔ ابن اسحاق اور اسی طرح موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن موسیٰ نے ان کا نام عمیر تصغیر میں نقل کیا ہے۔

۵۹۷۱ عمرو بن معدیکرب [2]

بن عبداللہ بن عمرو بن عُصْم بن زبید الاصغر بن ربیعہ بن سلمہ بن مازن بن ربیعہ بن منبہ جو زبید الاکبر ہیں۔ ابن صعب بن سعد العشیرہ الزبیدی مشہور شاعر اور شہسوار۔ ابوثور کنیت ہے۔

بقول ابن مندہ: اہل حجاز میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن ماکولا فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور روایت بھی۔ ابونعیم فرماتے ہیں: جاہلیت کے ان کے بہت سے واقعات ہیں اور اسلام میں جنگ قادسیہ میں ان کا اچھا کارنامہ ہے۔ ابن اسحاق [3] عن عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن معدیکرب وفدِ زبید میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے۔ [4] قیس بن مکشوح مرادی کے ساتھ ان کا واقعہ ہے۔ ابن سعد [5] عن الواقدی عن عبداللہ بن عمرو بن زہیر عن محمد بن عمارہ بن خزیمہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ان لوگوں کو معلوم ہوا تو عمرو بن معدیکرب نے (قیس بن مکشوح سے کہا) ہم سے قریش کے محمد (ﷺ) نامی شخص کا ذکر کیا جاتا ہے، جو حجاز میں ظاہر ہوا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ میں نبی ہوں۔ ہمیں اس کے پاس لے چلو تاکہ ہم اس کے بارے معلوم کر سکیں۔ اگر وہ واقعی نبی ہے تو ہم سے ہرگز مخفی نہیں رہے گا۔ قیس آئے اور عمرو مدینہ گئے تو سعد بن عبادہ کے ہاں فروکش ہوئے۔ انہوں نے ان کا اعزاز و اکرام کیا، وہ انہیں نبی ﷺ کے پاس لے کر گئے۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر نبی ﷺ نے انہیں اجازت دے دی، یہ اپنی قوم کے پاس واپس ہو گئے جہاں حالت اسلام میں رہے اور لوگ ان کا کہا مانتے تھے۔ اس وقت فروہ بن مسیک ان لوگوں کے سردار تھے جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو عمرو ارتداد کی رو میں بہہ گئے۔

سیف نے کتاب الردۃ میں لکھا ہے مہاجر بن ابی امیہ نے عمرو بن معدیکرب کو گرفتار کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا تو ان کے کہنے سے یہ پھر اسلام کی طرف لوٹ آئے۔ خطیب "المتفق والمفترق" میں لکھتے ہیں، بقول بعض: انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ ایک قول ہے: رسول اللہ ﷺ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ آپ کی وفات کے بعد مدینہ آئے اور جنگ قادسیہ میں شرکت کی جس میں جوہر دکھائے۔ ہم نے محمد بن رمضان بن شاکر کی کتاب "مناقب شافعی" میں روایت کی ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم نے ہم سے بیان کیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سے حدیث بیان کی: رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی اور خالد بن سعید رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجا۔ انہیں اپنی قوم کی جماعت میں معلوم ہوا، وہ کہنے لگے: مجھے ان کے پاس جانے دو کیونکہ جو بھی میرا نام سنتا ہے مجھ سے ڈر

---

[1] اسد الغابہ (۴۰۲۵) استیعاب (۱۹۸۰) تجرید (۴۱۸/۱) [2] السیرۃ النبویۃ (۱۲۴/۲)

[3] اسد الغابہ (۴۰۲۶) استیعاب (۱۹۸۱) تجرید (۴۱۸/۱) [4] السیرۃ النبویۃ (۵۸۳/۲)

[5] ایضًا [6] الطبقات (۳۸۳/۵)

جاتا ہے تو جب ان دونوں حضرات کے قریب ہوئے زور سے کہا: میں ابوثور عمرو بن معدیکرب ہوں، تو وہ دونوں ایک دوسرے سے پہلے یہ کہتے ہوئے ان کی طرف بڑھے: مجھے اس سے نمٹنے دو۔ جس پر عمرو نے کہا: عرب تو مجھ سے ڈرتے ہیں جبکہ یہ دونوں مجھے جوشیلے نظر آتے ہیں۔ پھر واپس لوٹ گئے۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی تاریخ میں بطریق خلاد بن یحییٰ عن خالد بن سعید وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خالد بن سعید بن عاص کو یمن بھیجا اور ان سے فرمایا: ''جس بستی سے تمہیں اذان کی آواز نہ سنائی دے تو انہیں قیدی بنالینا''۔ [1] ان کا گزر بنی زبید پر سے ہوا جہاں سے اذان نہیں سنی تو انہیں گرفتار کرلیا عمرو بن معدیکرب ان لوگوں کے بارے ان سے بات کرنے آئے تو خالد نے انہیں وہ لوگ دے دیئے جس پر عمرو نے اپنی تلوار صمصامہ انہیں دے دی جسے خالد بن سعید نے لٹکایا تو عمرو نے کہا: ؎

''صمصامہ تلوار جو سلامتی والی ہے اس پر''۔

عمرو نے خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کی ایک قصیدہ میں مدح کی جس کی طرف میں نے خالد کے حالات میں اشارہ کیا ہے۔ عمرو فتوحات شام اور عراق میں شریک ہوئے۔ مغازی میں ابن عائذ لکھتے ہیں: میں نے ابومسہر کو عن محمد بن شعیب عن حبیب فرماتے سنا کہ مالک بن عبداللہ خثعمی نے فرمایا: میں نے جنگ یرموک میں مسلمانوں کا ایک معزز شخص دیکھا جو مبارزت کے لیے باہر آیا پھر ایک کافر سے اس کا سامنا ہوا جسے اس نے قتل کر ڈالا تو یہ لوگ شکست کھا گئے، اس نے ان کا پیچھا کیا وہ بھاگ نکلے۔ پھر ایک بڑے خیمے میں اترا اور بڑے پیالے منگوائے اس کے بعد اپنے آس پاس والوں کو بلایا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ کسی نے بتایا: یہ عمرو بن معدیکرب ہیں۔

ہیثم بن عدی کا قول ہے: جنگ یرموک میں ان کی آنکھ شہید ہوئی۔ ابوبکر بن ابی شیبہ، ابن عائذ، ابن السکن، سیف بن عمر اور طبرانی وغیرہ بسند صحیح قیس بن ابی حازم سے روایت کرتے ہیں کہ میں جنگ قادسیہ میں شریک تھا، سعد لوگوں کے امیر تھے۔ عمرو بن معدیکرب صفوں میں سے گزرتے ہوئے فرماتے: اے جماعت مہاجرین! سخت سردار بن جاؤ کیونکہ اہل فارس اپنا نیزہ پھینک دیتے ہیں تو مایوس ہو جاتے ہیں۔ اسی اثناء میں ایک فارسی افسر نے ان کی طرف تیر پھینکا جو ان کی کمان کے سرے پر لگا۔ حضرت عمرو نے اسے گھور کر دیکھا پھر باز کی طرح اس پر حملہ کیا اور اس زور سے وار کیا کہ اس کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ گھوڑے سے اتر کر اس کا سلب لے لیا۔ یہی واقعہ ابن عساکر نے دوسری سند سے اس سے طویل نقل کیا ہے۔ اس کے آخر میں ہے: اچانک ایک تیر ان کی زین کے اگلے بلند حصے پر آلگا تو انہوں نے تیرانداز پر حملہ کر دیا اور اسے ایسے پکڑ لیا جیسے چھوٹے بچے کو اٹھا لیا جاتا ہے۔ پھر اسے دونوں صفوں کے درمیان رکھ کر اس کا سر کاٹ دیا اور فرمایا: یوں کرو۔

واقدی کی بطریق عیسیٰ الخیاط روایت ہے کہ عمرو بن معدیکرب نے قادسیہ میں اکیلے حملہ کیا اور ان لوگوں کو تلوار سے مارنے لگے۔ پھر مسلمان بھی ان تک جا پہنچے۔ انہوں نے انہیں گھیرے میں لے رکھا تھا اور یہ تلوار سے چومکھی جنگ کر رہے تھے۔ تو مسلمانوں نے انہیں ان سے ہٹایا۔ میں نے ان کے دیوان میں دیکھا ہے جو بروایت ابی عمرو شیبانی ہے اور وہ نسخہ ابوالفتح بن جنی کے قلم سے لکھا

---

[1] کنز العمال (۱۱۴۴۱)

تھا، اس میں قصیدہ ہے، فرماتے ہیں: ع

''اور قادسیہ کے دِن جب رستم مزاحم ہوا تو ہم ہی وہ بہادر تھے جو انہیں رسیوں کی طرح ہلاتے تھے۔ ربیع کا موسم لشکروں کو لے کر روشن روشن گزر گیا، جس میں رحمٰن تعالیٰ کی فرمانبرداری میں جہاد کی نیت کرتا تھا''۔

طبرانی [1] نے محمد بن سلام جمحی کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو لکھا: میں نے تمہاری طرف دو شخص ایسے بھیجے ہیں جو دو ہزار کا درجہ رکھتے ہیں۔ عمرو بن معدیکرب اور طلیحہ بن خویلد۔ ابن سعد واقدی سے وہ ربیعہ سے بواسطہ عثمان روایت کرتے ہیں، جب نعمان بن مقرن والی مقرر ہوئے اور انہوں نے نہاوند کا رخ کیا تو ان کی طرف لکھا: تمہارے لشکر میں عمرو بن معدیکرب اور طلیحہ بن خویلد ہیں، انہیں پاس بلا کر جنگی مشاورت کر لیا کرو۔ اور محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی تاریخ میں بطریق مغیرہ بن مقسم روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد اور نعمان بن مقرن کی طرف خط لکھا پھر اس کا مفہوم نقل کیا۔ اور جریر بن عبداللہ البجلی اور علباء بن الہیثم کے ناموں کا اضافہ نقل کیا ہے۔ اور ابن ابی شیبہ نے صحیح سند سے عبدالملک سے پہلی حدیث کا مفہوم نقل کیا ہے اور سب نے یہ اضافہ نقل کیا ہے اور انہیں سپہ سالاری نہ دینا کیونکہ ہر کاریگر اپنی کاریگری سے خوب واقف ہوتا ہے۔

ابن عائذ لکھتے ہیں عبدالرحمٰن بن مغراء، جابر بن یحییٰ القاری سے روایت کرتے ہیں، جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عراق فتح کیا اور خراج وصولی کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ نے عمرو بن معدیکرب کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور خط میں ان کی بہادری اور صبر آزمائی کا ذکر کیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں: موسیٰ، حماد، ابو عمران، علقمہ نے ان کے سلسلہ سند میں ابن عبداللہ بن معقل بن یسار سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نعمان بن مقرن کو نہاوند بھیجا اور ان کے ساتھ عمرو بن معدیکرب کو روانہ کیا۔ ابن سعد، بغوی، ہیثم بن کلبی، موفقیات میں زبیر، طبرانی [2] اور ابن مندہ بطریق شرقی بن قطامی عن ابی طلق الغامدی عن شراحیل بن القعقاع بحوالہ عمرو بن معدی کرب روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مجھے یاد ہے کہ ہم قریب کے زمانہ میں حج کے موقعہ پر کہا کرتے تھے۔ تیری عظمت بیان کرنے اور اپنا عذر پیش کرنے کے لیے یہ زبید [3] مجبور ہو کر حاضر ہے وہ سخت زمین اور مضبوط پہاڑ طے کر کے آتے ہیں۔ [4] (حدیث) اسی میں ہے ہم لوگوں کو عرفہ میں قیام کرنے سے منع کرتے تھے اور بطن محسر کی دائیں جانب اس خوف سے ٹھہرتے تھے کہ کہیں ہمیں جن اچک نہ لے جائیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرفہ کے میدان سے گزرو کیونکہ جب جن اسلام قبول کر چکے ہیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔

فرماتے ہیں: آپ علیہ السلام نے ہمیں یہ تلبیہ سکھایا: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ..... یہ طبرانی [5] کے الفاظ ہیں۔ الاوسط [6] میں لکھتے ہیں: یہ روایت شرقی سے صرف محمد بن زیاد نے نقل کی ہے اور ابن مندہ نے اسے بطریق احمد بن محمد بن الصلت عن محمد بن زیاد پہلی سند کے مخالف نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: عن شرقی عن ابی زبیر عن جابر فرمایا: میں نے عمرو بن معدیکرب کو فرماتے سنا، اور ابن الصلت

---

[1] المعجم الكبير (٤٦/١٧) [3] مذحج سے حضرت عمرو کا قبیلہ [4] زمین کا مضبوط حصہ

[2] المعجم الكبير (٤٧/١٧) استيعاب (٢٧٩/٣) مجمع الزوائد (٢٢٢/٣)

[5] المعجم الكبير (٤٦/١٥) [6] المعجم الاوسط (١٤٩)

متروک راوی ہے۔ یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں: ہم سے اسماعیل بن ابی اویس اپنے والد سے وہ عمرو بن شمر وہ ابوطوق سے بحوالہ شرحبیل نقل کرتے ہیں، دونوں میں عمرو بن شمر نے ایسا ہی کہا۔ عبدالغنی بن سعید فرماتے ہیں: ابوطوق الغامدی کا نام عدی بن حنظلہ ہے۔ ان کی ایک اور حدیث بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی فضیلت کے بارے میں موقوف ہے، جسے خرائطی نے مکارم الاخلاق میں دینوری نے المجالسہ میں دوسندوں سے نقل کیا ہے اور دونوں بہت کمزور ہیں کہ عمرو بن معدیکرب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھے پھر اس کا ذکر کیا۔ دولابی نے ابوبکر الوجیہی سے انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ ابوصالح بن الوجیہ روایت کی ہے کہ ۲۱ھ میں جنگ نہاوند ہوئی نعمان بن مقرن نے جنگ کی پھر مسلمانوں کے پاؤں اکھڑنے لگے اور عمرو بن معدیکرب اس پامردی اور جرأت سے لڑے کہ مسلمانوں کو فتح مل گئی اور وہ زخموں سے چھلنی ہو کر بمقام روذہ شہید ہو گئے۔ [1] وجیہی فرماتے ہیں: ان کے علاوہ کسی نے مجھے دعبل بن علی الخزاعی کے یہ اشعار سنائے: ؏

> ''سوار اس وقت لوٹ آئے جب انہوں نے روذہ گاؤں میں ایسے آدمی کی نعش کو اٹھایا جو نہ بزدل تھا اور نہ ناتجربہ کار، تو زبید بلکہ سارے مذحج قبیلے سے کہہ دے تم لوگوں کو جنگ کے زخمی ابوثور عمرو کی وفات کی مصیبت پیش آئی''۔ [2]

اور بطریق خالد بن قطن مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو حضرت عمرو بن معدیکرب کی وفات کے وقت موجود تھا، وہ سو گئے تھے جب لوگوں نے کوچ کا ارادہ کیا اور انہیں بیدار کرنے لگے تو ان کا آدھا دھڑ ایک طرف جھک گیا تھا اور ان کی زبان خشک ہو چکی تھی اور تھوڑی دیر بعد چل بسے۔ تو ان کی اہلیہ الجعفر یہ نے کہا.... پھر دو اشعار ذکر کیے۔

مرزبانی لکھتے ہیں: خلافت عثمانی میں فالج سے فوت ہوئے۔ ایک سو بیس (۱۲۰) سے زیادہ عمر ہو چکی تھی۔ بقول بعض: ایک سو پچاس (۱۵۰) برس ہو گئی تھی۔ ابوعمر کا بیان ہے: قادسیہ میں شہید ہوئے یا پیاس سے فوت ہوئے۔ ایک قول ہے: جنگ نہاوند کے بعد ۲۱ھ میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: بقول بعض اس کے بعد زندہ رہے، چنانچہ ابن ابی الدنیا کی کتاب المعمرین میں بطریق جویریہ بن اسماء مروی ہے کہ جنگ صفین میں ایک سو پچاس (۱۵۰) والے کئی حضرات شریک ہوئے۔ ان میں عمرو بن معدیکرب تھے۔ احمد بن سیار اور عمر بن شبہ بطریق ربیع بن ہلال وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے خلافت معاویہ میں عمرو بن معدیکرب کو دیکھا وہ بہت بوڑھے بڑے ڈیل ڈول والے اور مضبوط اور بھرپور آواز والے مرد تھے۔ جب متوجہ ہوتے تو پورے جسم سے متوجہ ہوتے۔ ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ فرماتے ہیں: عمرو بن معدیکرب جنگ قادسیہ میں ایک سو چھ (۱۰۶) بقول بعض ایک سو دس (۱۱۰) سال کی عمر میں شریک ہوئے۔ ابوعمر [3] لکھتے ہیں: وہ بہت اچھے شاعر تھے، ان کا ایک اچھا شعر یہ ہے: ؏

> ''کیا بلانے والے سننے والے کی خوشبو سے یہ اثر ہے کہ میں اور میرے ساتھی بیدار ہیں''۔

---

[1] جامع المسانید (۸۱/۱۰) [2] جامع المسانید (۸۱/۱۰) استیعاب (۲۷۹/۳)

[3] الاستیعاب (۲۷۹/۳)

اسی قصیدے میں فرماتے ہیں:

اذا لم تستطع شیئا فدعه　　　وجاوزه الی ما تستطیع [1]

"جب تم سے کوئی کام نہ ہو سکے تو اسے چھوڑ کر وہ کرو جو تمہارے بس میں ہے"۔

وہ بہادری اور شعر گوئی کے مردِ میدان ہیں۔ عمرو بن العلاء کا قول ہے، کسی عربی شہسوار کو ان پر فضیلت حاصل نہیں۔ وہی قیس بن مکشوح المرادی کے بارے میں اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں: ؏

"اے ملامت گر! میرا ہتھیار تو میرا بدن اور میرا نیزہ ہے اور ہر لمبی ٹانگوں والا گھوڑا دھیرے دھیرے کھینچا جاتا ہے۔ اے ملامت گن! میری جوانی کو جنگوں میں جوابدہی نے فنا کر دیا ہے"۔

اسی میں کہتے ہیں: ؏

"میرا حال یہ ہے کہ لوگوں کا حلم ختم ہو جائے تو میری بردباری برقرار رہتی ہے اور لوگوں کے توشے سے پہلے (سخاوت کی وجہ سے) میرا توشہ ختم ہو جاتا ہے۔ قیسیس کی تمنا ہے کہ وہ میرا مقابلہ کرے میری بھی چاہت ہے لیکن میری پسند کب پوری ہو سکتی ہے۔ پھر بھلا مجھے بے وقوف سے کون معذور قرار دے گا اور مرادی سے خود طلب کرے۔ میں اس کی زندگی چاہتا ہوں جبکہ وہ میرے قتل کے درپے ہے۔ مراد میں سے تیرے دوست کی طرف سے معذرت کرنے والا ہے"۔ [2]

۵۹۷۲ (ز) عمرو بن معدیکرب الصدفی

بقول ابن السکن: انہیں صحابی کہا جاتا ہے۔ بروایت اہل مصران کی حدیث مروی ہے، مشہور نہیں۔ پھر بطریق جعفر بن ربیعہ روایت کی ہے کہ ابوسلمہ عبداللہ بن رافع الحضرمی مصری نے ان سے حدیث بیان کی کہ عمرو بن معدیکرب صدفی نے ان سے بیان کیا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھا کر فرمایا: تم میں سے جس سے ہو سکے وہ بوجھل ہو کر ہرگز نماز نہ پڑھے۔ ہم نے عرض کی: بوجھل ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: پیشاب و پاخانے کا تقاضا ہو۔ ابن السکن فرماتے ہیں: مجھے صرف اسی روایت میں ان کا ذکر ملا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کے راوی ثقہ ہیں۔ ہمیں اس حدیث کا ذکر اور ایک راوی بھی ملا ہے۔ ابن یونس: تاریخ مصر میں لکھتے ہیں، فتح مصر میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور ان سے حارث بن یزید حضرمی روایت کرتے ہیں۔

۵۹۷۳ (ز) عمرو بن ام مکتوم

عمرو ناموں کے آغاز میں ذکر ہوا ہے۔

---

[1] الاستیعاب (۲۷۹/۳) القصیدہ (۶۱) الاصمعیات (۱۷۲ - ۱۷۴) الشعر والشعراء (۳۷۲) مجمعم الشعراء للمرزبانی (۱۶)

[2] الاستیعاب (۲۷۹/۳) الاغانی (۳۲/۱۴) پہلا، دوسرا، چوتھا اور پانچواں شعر معجم الشعراء میں ہے (۱۶)(۱۷)۔

۵۹۷۴ عمرو بن النعمان ❶

بن مُقرّن المزنی۔حرف نون میں ان کا ذکر ہوگا۔ بقول ابوعمر: ❶ صحابی ہیں،ان کے والد بزرگ صحابہ میں سے ہیں۔لگتا ہے انہوں نے بکر بن خلف کے قول پر اعتماد کیا ہے جس کا ذکر ہونا ہے۔بغوی، باوردی اور طبرانی وغیرہ صحابہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں اور سب نے بطریق عبدالواحد بن زیاد بحوالہ عمرو بن نعمان بن مقرن روایت کی ہے،فرماتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ انصار کی ایک مجلس کے پاس پہنچے۔انصار میں سے ایک شخص بیہودہ گوئی اور لوگوں کو گالی گلوچ دینے میں مشہور تھا،تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق (کھلا گناہ) ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے''۔ ❷ تو وہ شخص کہنے لگا: اللہ کی قسم! میں کبھی کسی کو گالی نہیں دوں گا۔ ابن مندہ نے اسے بروایت بکر بن خلف ذکر کیا ہے، اس میں ہے: عن عمرو بن النّعمان بن مقرّن۔ بکر بن خلف کہتے ہیں: یہ صحابی ہیں۔ابن مندہ فرماتے ہیں: کسی نے ان کی متابعت نہیں کی۔ابوحاتم الرازی ❸ کا قول ہے: نبی ﷺ سے ان کی روایت مرسل ہے۔ ابن ابی شیبہ کی بطریق معاویہ بن قرہ روایت ہے، فرمایا: میں عمرو بن النعمان بن مقرّن کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا جب رمضان کا مہینہ آیا تو ان کے پاس ایک شخص دراہم کی تھیلی لے کر آیا اور کہنے لگا: امیر مصعب بن الزبیر آپ کو سلام کہہ رہے ہیں۔اور ان کا یہ پیام ہے کہ کوئی قاری ہمارے ہدیئے سے محروم نہ رہے۔لہٰذا آپ اس سے اپنی ضرورت پوری کر لیں۔تو انہوں نے قاصد سے کہا، ان سے کہنا: ہم نے دنیا طلبی کے لئے قرآن نہیں سیکھا اور وہ تھیلی واپس کر دی۔

۵۹۷۵ (ز) عمرو بن النعمان البیاضی الانصاری

ابوعبید القاسم بن سلام نے ''جمھرۃ النسب'' میں ان کا ذکر کیا ہے کہ احد کے روز مسلمانوں کے علمبردار تھے۔ جبکہ ابن اسحاق کا بیان ہے اُحد کے روز پرچم مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔لیکن لواء، رایہ کے علاوہ ہوتا ہے، ہر قبیلے کا ایک رایہ پرچم ہوتا تھا اور بنی بیاضہ انصار کا قبیلہ ہے۔

۵۹۷۶ عمرو بن نُعَیمان ❺ انصاری

ابن السکن نے ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں اور بطریق اعمش عن عبداللہ بن عبداللہ الرازی عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بحوالہ عمرو بن نعیمان روایت کی ہے جو صحابیٔ رسول تھے، ان کا کچھ لوگوں کے ہاں سے گزر ہوا وہ ان سے کہنے لگے: کیا آپ کے پاس اس عورت کا علاج ہے جو حاملہ نہیں ہوتی؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔لوگوں نے پوچھا: کیا؟ تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

''پائے وغیرہ لو اور کھجور کے رس میں شامل کر کے نافرمان رحم کا علاج کرو''۔

پھر حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا واقعہ ذکر کیا۔ابن الاثیر ❻ نے ان کے حالات میں اس سے زیادہ کچھ نہیں

---

❶ اسد الغابہ (۴۰۲۹) استیعاب (۱۹۸۳) تجرید (۴۱۹/۱) ❷ استیعاب (۲۸۲/۳)

❷ بخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ لا ترجعوا بعدی (۷۰۷۶) ابن ماجہ (۳۹۳۹) المعجم الکبیر (۸۰/۱۷)

❸ الجرح والتعدیل (۲۶۵/۶) ❺ اسد الغابہ (۴۰۳۰) استیعاب (۱۹۸۴) تجرید (۴۰۵/۱)

❻ اسد الغابہ (۴۰۵/۳)

لکھا: عمرو بن النعمان، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں۔ ابو عمر [1] نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے۔

۵۹۷۷ (ز) عمرو بن هبیره بن ابی وهب المخزومی

ان کا والد فتح مکہ کے موقعہ پر کافر مارا گیا۔ ان کی والدہ ام ہانی بنت ابی طالب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ ان کا تذکرہ ان کے بھائی ھانی کے حالات میں ہوگا کہ انہوں نے اور ان کے بھائیوں نے حیاتِ نبوی ﷺ کا زمانہ پایا ہے۔

۵۹۷۸ عمرو بن الهیثم

بن الصلت بن حبیب السلمی۔ سیف نے ''الفتوح'' میں لکھا ہے: جسر ابی عبید کے روز فوج کے ایک دستے کے امیر تھے۔

طبری نے بھی ان کا ذکر کیا ہے اور پہلے بیان ہوا ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۵۹۷۹ عمرو بن هرم [2]

بیان کیا جاتا ہے ان کے متعلق یہ آیت ''وہ اس حال میں واپس ہوئے کہ ان کی آنکھیں اشکبار تھیں'' [3] نازل ہوئی۔

ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کی تخریج تفسیر ابی بکر بن مردویہ کی تفسیر کے حوالہ سے سالم بن عمیر کے حالات میں ہو چکی ہے۔ لیکن وہاں عمرو بن حرم الواقفی ہے۔ واللہ اعلم

۵۹۸۰ (ز) عمرو بن هلال (رافع مزنی کے والد)

عمرو بن ابی عمرو میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۹۸۱ عمرو بن هلال المزنی [4]

میں نے حافظ صلاح الدین العلائی کی کتاب الوشی میں ان کے قلم سے لکھا دیکھا کہ یہ عبداللہ بن بکر المزنی کے دادا کا نام ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں ابن قانع کی پیروی کی ہے۔ میرا خیال ہے یہ رافع کے والد سے مشابہ ہو گئے۔ کیونکہ دونوں مزنی ہیں۔

۵۹۸۲ عمرو بن واثلہ [5]

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق مبارک بن فضالہ روایت کی ہے کہ مجھ سے ابو محمد نے جو کوفہ کے ایک شخص ہیں، بحوالہ عمرو بن واثلہ روایت کی ہے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ بہت زیادہ ہنستے ہنستے پھر فرمانے لگے: تم لوگ مجھ سے پوچھتے نہیں کہ میں کس وجہ سے ہنسا؟ لوگوں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوا جنہیں زنجیروں سے کھینچ کر جنت کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ وہ پھر بھی پیچھے پیچھے ہٹتے چل رہے ہیں۔ جنت انہیں ناپسند ہے؟ لوگوں نے عرض

[1] استیعاب (۲۸۲/۳) [2] اسد الغابہ (۴۰۳۲) تجرید (۴۱۹/۱)

[3] سورۃ التوبۃ (۹۲) [4] تجرید (۴۱۹/۱) [5] اسد الغابہ (۴۰۳۳) تجرید (۴۱۹/۱)

کی: اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: وہ عجم کی ایک قوم ہوگی جنہیں مہاجرین قیدی بنائیں گے، وہ ناپسندیدگی سے اسلام میں داخل ہوں گے۔ [1]

میں کہتا ہوں: ابوموسیٰ نے ''الذیل'' میں ان کا عنوان قائم کیا ہے کہ عمرو بن واثلہ ابوالطفیل۔

میں کہتا ہوں: ابوالطفیل کے نام کے بارے مشہور ہے کہ عامر ہے۔ بقول بعض: عمرو جیسا کہ حرف عین کے آغاز میں ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔

۵۹۸۳ عمرو [2]

بقول بعض: عمر بن وہب الثقفی سعد سلمی کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ نبی ﷺ نے ان کی بیٹی کا نکاح جو خوبصورت تھی سعد سے کیا تھا رہے عمرو بن وہب ثقفی جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ اور ہیں اور ثقہ تابعی ہیں۔ ترمذی میں ان کی حدیث تکرار کے ساتھ ہے۔

۵۹۸۴ عمرو بن یثربی الضمری [3]

بقول امام بخاری رحمہ اللہ: اہل حجاز میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے: صحابی ہیں اور فتح مکہ کے سال اسلام لائے۔ امام احمد رحمہ اللہ [4] اور طبرانی نے الاوسط میں بطریق عبدالملک بن الحسن عن عبدالرحمٰن بن ابی سعید بن عثمان روایت کی ہے۔ فرمایا: میں نے عمارہ بن حارثہ ضمری کو بحوالہ عمرو بن یثربی روایت کرتے سنا کہ میں منی میں نبی ﷺ کے خطبہ میں شریک تھا۔ آپ نے اپنے خطبے میں یہ ارشاد فرمایا: کسی آدمی کے لیے اس کے بھائی کا مال اس کی دلی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر مجھے اپنے چچا زاد کی بکریاں ملتی ہیں اور میں ان میں سے ایک بکری ذبح کر لیتا ہوں کیا اس کی وجہ سے مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا:

''اگر وہ بکریاں اس حالت میں تمہیں ملتی ہیں کہ تمہارے پاس چھری اور چقماق ہو تو پھر ان پر نہ کود پڑنا''۔

طبرانی فرماتے ہیں: ابن یثربی سے صرف اسی اسناد سے مروی ہے جس میں عبدالملک منفرد ہے۔ خطیب نے المؤتلف میں ایک حدیث بطریق محارب بن دثار عن عمرو بن یثربی عن العباس بن عبدالمطلب نقل کی ہے، فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ چاند سے ہمکلام اور انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے نظر آئے تھے۔ اسلام لانے کے بعد میں نے آپ سے اس کا سبب پوچھا، آپ نے فرمایا: وہ مجھے رونے سے غافل کر رہا تھا۔ جب وہ عرش تلے سجدہ کرتا تو میں اس کی آواز سنتا اور اسے جواب دیتا تھا۔ اس حدیث کی سند انتہائی کمزور ہے۔ علامہ ابن عبدالبر [5] فرماتے ہیں: عمرو بن یثربی ساحل سمندر کے ''خبت الجیش'' نامی مقام پر رہتے تھے۔ فتح مکہ کے سال اسلام لائے نبی ﷺ سے کسب فیض کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔

---

[1] جامع المسانید (۱۰/۸٦) اسد الغابہ (۳/٤۰٦) [2] اسد الغابہ (٤۰۳٤) تجرید (۱/٤۱۹)

[3] اسد الغابہ (٤۰۳۵) استیعاب (۱۹۸۵) تجرید (۱/٤۱۹) [4] مسند احمد (۳/٤۲۳) (۵/۱۱۳)

[5] استیعاب (۳/۲۸۳)

ابن الاثیر [1] مرحوم لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں قاضی بنایا تھا۔ بقول بعض: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا۔
میں کہتا ہوں: عمرو بن یثربی جو بصرہ کے قاضی ہیں وہ اور ہیں جس کا پتہ ان دونوں کے نسبی اختلاف سے ہوتا ہے اس واسطے کہ صحابی ضمری ہیں اور قاضی ضبّی ہیں۔ جس کی وضاحت میں ان شاء اللہ تعالیٰ قسم ثالث میں ان کے حالات کے دوران کروں گا۔

۵۹۸۵ عمرو بن یزن

بقول بعض: یہ ابو کبشہ انماری کا نام ہے ان کا یہ نام ابوبکر بن علی نے بتایا ہے جسے ابو موسیٰ نے نقل کیا ہے۔

۵۹۸۶ عمرو بن یزید بن السکن

حضرت اسماء بنت یزید جن کا تذکرہ ہونا ہے ان کے بھائی۔ دونوں کے والد غزوۂ اُحد میں ۳ھ میں شہید ہوئے۔ تو اس وقت جس کی عمر اتنی ہوگی اسے ساڑھے سات سال میں شامل کیا جائے گا۔

۵۹۸۷ عمرو بن یعلی الثقفی [2]

بقول ابو عمر: [2] صحابی ہیں۔ مطین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے جو صحیح ثابت نہیں۔ اور یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں حاضر تھے۔ ابو نعیم نے ان کی حدیث بطریق مطین پھر بروایت علی بن عبد الاعلیٰ عن ابی سہل الازدی عن عمرو بن دینار عن عمرو بن یعلی ثقفی نقل کی ہے کہ فرض نماز کا وقت ہو گیا اور ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی لیکن آپ ہمارے ساتھ ہی کھڑے رہے، آگے نہیں ہوئے۔ میں نے ابو سہل سے اس کے بارے میں پوچھا، وہ فرمانے لگے جگہ تنگ تھی۔ [2] ابو نعیم فرماتے ہیں: اسے ابن الرماح نے عن ابی سہل نقل کیا کہ عن عمرو بن عثمان بن یعلی یعنی ابن مرہ وہ اپنے سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں۔
میں کہتا ہوں: اسے امام احمد اور ترمذی نے بطریق ابن الرماح طویل نقل کیا ہے۔ لیکن ابو سہل اور عمرو بن عثمان بن یعلی کے درمیان کسی اور راوی کا ذکر نہیں کیا لہٰذا دونوں سندوں اور متنوں کے الفاظ کے اختلاف سے ظاہر ہوتا ہے دو واقعے ہیں۔ ادھر ترمذی نے کہا ہے اس میں عمرو بن الرماح متفرد ہے لیکن یہ اس کے سیاق پر محمول ہے ورنہ اصل حدیث مسعودی نے عن یونس بن خباب عن ابی یعلی عن ابیہ نقل کی ہے اور اسے عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے یونس سے نقل کیا تو ان کے اور ابو یعلی کے درمیان المنھال بن عمرو کا اضافہ نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۹۸۸ عمرو الاشعری

بقول بعض: ابو مالک کا نام ہے، تذکرہ ہونا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۰۶/۳) [1] اسد الغابہ (۴۰۳۷) استیعاب (۱۹۸۶) تجرید (۴۱۹/۱)

[2] استیعاب (۲۸۳/۳) [2] جامع المسانید (۸۹/۱۰) اسد الغابہ (۴۰۷/۳)

۵۹۸۹ عمرو الانصاری[1] (سعید کے والد)

ابوسعید نیشاپوری نے ''شرف المصطفیٰ'' نامی کتاب میں ان کے حوالہ سے تحریر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے صحابی ہیں۔ جو بطریق الفضل بن جعفر بن عبداللہ عن السری بن عثمان البجلی عن ابی بکر بن ابی مریم عن سعید بن عمرو الانصاری وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں کعب الاحبار کے ساتھ رہا۔ اس وقت وہ مسلمان ہونا چاہتے تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا نہیں تھا پھر بھی آپ کی علامات سے زیادہ واقف تھے۔ پھر بحوالہ کعب نبی ﷺ کا پشت ہا پشت منتقل ہونے کا ذکر کیا۔ کعب خلافت فاروقی میں اسلام لائے۔ ان انصاری کا اُن کے پاس رہنے کا تقاضا یہ ہے کہ اس وقت جواں مرد ہوں گے۔ لہٰذا اس شرط کے مطابق ہوئے۔ اس واسطے کہ نبی ﷺ کے آخری دور میں جو انصاری بھی تھا وہ اسلام کا اظہار کرتا تھا۔

۵۹۹۰ عمرو الانصاری

سعید کے والد، ان شاء اللہ تعالیٰ عمیر بن نیار کے حالات میں ذکر ہونا ہے۔

۵۹۹۱ (ز) عمرو البکالیؓ[2]

ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: سفیان/ سیف/ عبداللہ ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ یہی قول ابن ابی حاتم[2] نے بحوالہ اپنے والد لکھا ہے۔ خلیفہ اور ابن البرقی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوسعید بنؒ یونس لکھتے ہیں: ۶۵ھ میں مروان بن الحکم کے ساتھ مصر آئے۔ ابواحمد الحاکم ''الکنیٰ'' میں لکھتے ہیں: عمرو البکالی بقول بعض: صحابی ہیں شام میں رہتے تھے۔ ابن عساکر نے بطریق المفضل بن غسان موسیٰ کوفی تک ان کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: حمص میں مجھے عمرو البکالی کا گھر معلوم ہوا وہ ''نوف البکالی'' کے بھائی ہیں۔ ان کی حدیث بزار نے اپنی مسند میں بطریق مجاعہ بن الزبیر عن ابی تمیمہ الھجیمی بحوالہ عمرو البکالی نقل کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب تمہارے ایسے حکمران ہوں....''[2] پھر ایک حدیث ذکر کی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ''تاریخ صغیر'' میں اور محمد بن نصر ''قیام اللیل'' میں اور ابن مندہ بطریق الجریری عن ابی تمیمہ الھجیمی روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں شام آیا تو کیا دیکھتا ہوں ایک شخص کے پاس بڑا مجمع لگا ہے اور اس کی انگلیاں نہیں، وہ لوگوں کو درس دے رہا ہے، میں نے پوچھا: یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں زمین پر جو باقی رہ گئے ہیں ان میں سے یہ سب سے زیادہ فقیہ اور دین کی سمجھ رکھنے والے ہیں۔ یہ عمرو البکالی ہیں، میں نے کہا: ان کی انگلیوں کو کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا: جنگ یرموک میں شہید ہوگئی ہیں۔ میں نے انہیں فرماتے سنا: لوگو! عمل کرتے رہو اور بشارت پاؤ، کیونکہ تم لوگوں میں تین اعمال ایسے ہیں ان پر عمل کرنے والوں کے لیے جنت واجب کر دیتے ہیں۔ ایسا شخص جو ٹھنڈی رات میں اپنے بستر کو چھوڑ کر وضو کر کے پھر نماز پڑھنے لگ جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں: میرے بندے کو ایسا کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا؟ (حدیث)

---

[1] جامع المسانید (۹۴/۱۰) اسد الغابہ (۳۸۶۹) استیعاب (۱۹۸۷) تجرید (۴۰۱/۱)

[2] الجرح والتعدیل (۲۷۰/۶) [2] المعجم الکبیر (۹۰/۱۷) مجمع الزوائد (۲۲۱/۵)

اس کی سند صحیح ہے۔

اسے ابن السکن نے اسی سند سے نقل کیا ہے۔فرماتے ہیں: عمرو بن عبداللہ البکالی۔ بقول بعض: صحابی ہیں۔شام کے رہائشی تھے،ان کی حدیث موقوف ہے پھر اسے نقل کیا جیسا کہ پہلے بیان ہوئی ہے،لیکن اس میں ہے فرماتے ہیں: میں نے آپ کو فرماتے سنا: جب حکمران تمہیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور جہاد کا حکم دے تو اس کی اقتداء میں تمہاری نماز جائز اور اسے برا بھلا کہنا تمہارے لئے حرام ہے۔ابوسعید الاشج کہتے ہیں: ہم سے حفص بن غیاث عن خالد الحذاء عن ابی قلابہ عن عمرو البکالی جو صحابیٔ رسول ہیں اور دین کی سمجھ بوجھ کے حامل تھے، روایت کرتے ہیں۔ پھر ایک موقوف حدیث نقل کی۔ اس کی سند بھی صحیح ہے۔ان عمرو کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت حاصل ہے جو مسند احمد اور صحیح ابن خزیمہ میں ہے۔لیکن ان میں ان کی کنیت لکھی ہے کہ عن ابی عثان البکالی مروی ہے۔دوسری روایت عبداللہ بن عمرو سے موقوف ہے جسے ہم نے ''نشریات'' میں نقل کیا ہے اور عجلی نے انہیں ثقات التابعین میں ذکر کیا ہے۔یہی طرز ابوزرعہ دمشقی نے اختیار کیا ہے۔واللہ اعلم

۵۹۹۲ عمرو الثمالی [1]

طبرانی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ابو عمر فرماتے ہیں: [2] ان سے شہر بن حوشب نے روایت کی ہے۔فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ نفلی قربانی کے جانوروں کو بھیجا اور فرمایا:

''اگر ان میں سے کوئی جانور کمزور پڑ جائے تو اسے نحر (ذبح) کر لینا اور اس کے خون میں اس کے پاؤں رنگین کر کے اس کے چہرے پر مل دینا۔اس کے بعد اسے لوگوں کو کھانے کے لیے دے دینا''۔ [3]

یہی حدیث طبرانی وغیرہ نے بطریق شریک عن لیث بن ابی سلیم بواسطہ شہر مکمل نقل کی ہے۔ابن مندہ نے اس کی سند بیان کی اور متن بہت مختصر ذکر کیا اور حالات میں لکھتے ہیں، بقول بعض: عمرو الشامی ایک نسخے میں اسی طرح میم کے ساتھ ہے اور اسد الغابہ میں نون کے ساتھ ہے اسی سے یہ گمان ہوا جس نے عمر الیمانی کو جن کا ذکر عمر نامی حضرات کے آخر میں ہو چکا ہے انہی کو قرار دیا ہے۔ میں نے بھی اسی کی پیروی کی تھی اور عمر کو آخری قسم میں ذکر کر دیا تھا۔ پھر دونوں سندوں اور متنوں کے اختلاف کی وجہ سے رجوع کر لیا۔اگرچہ دونوں بروایت شہر بحوالہ صحابی مروی ہیں۔

۵۹۹۳ عمرو الجنّی [4]

رجاء کے ساتھ ان کا واقعہ ہے جو عمرو بن جابر کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔جس سے پتہ چلتا ہے یہ اور ہیں۔

۵۹۹۴ (ز) عمرو

انہیں جُعَیل کہا جاتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر دیا۔حرف جیم میں ذکر ہوا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۸۸۰) استیعاب (۱۹۸۸) تجرید (۴۰۲/۱) [2] استیعاب (۲۸۳/۳)

[3] مسند احمد (۱۸۷/۴) المعجم الکبیر (۸۸/۱۷) مجمع الزوائد (۲۲۸/۳)

[4] اسد الغابہ (۳۸۸۷) تجرید (۴۰۳/۱)

۵۹۹۵ عمرو مولی خبّاب

بقول ابوعمر: ان سے ایک حدیث مروی ہے جس کی سند مضبوط نہیں۔
میں کہتا ہوں: عنقریب میں، زرعہ کے والد عمرو کے حالات میں ان کا ذکر کروں گا۔

۵۹۹۶ (ز) عمرو الخزاعی

بقول بعض: ابوشریح کا نام ہے جبکہ درست خویلد بن عمرو۔ ابوموسیٰ نے یحییٰ بن یونس سے ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۹۹۷ (ز) عمرو راعی الرکاب

سواریوں کے چرواہے۔ باوردی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ان کی اولاد کے (جن کا کتب الرجال میں ذکر نہیں ملتا) بحوالہ ان کے ایک غریب حدیث نقل کی ہے کہ ہم سے اسحاق بن ابراہیم جو منجنیقی ہیں، نے موسیٰ بن سہل، حسن بن بشیر بن حسین بن ناقد ان کے سلسلۂ سند میں ہے کہ اُنہوں نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا وہ اپنے والد عمرو سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوے میں نکلا یہاں تک کہ ہم لوگ پہاڑ پر سے مشرکین کو جھانک کر دیکھنے لگے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے آنے تک ہماری سواریوں کی کون حفاظت کرے گا؟ میں نے عرض کی: میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے اس درے پر بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ میں وہاں بیٹھ گیا، اچانک مجھے مشرکین کی آہٹ محسوس ہوئی کہ وہ میری جانب آ رہے ہیں۔ لیکن وہ درے سے گزر کر ہی سواریوں کو پکڑ سکتے تھے۔ پھر ان میں کا ایک شخص ادھر آیا تو میں نے تیر چلا کر اسے ڈھیر کر دیا۔ پھر دوسرا آیا، اسے بھی تاک کر تیر مارا، یہاں تک کہ میں نے ان کے نو آدمی مار ڈالے۔ وہ لوگ (یہ سمجھ کر) واپس لوٹ گئے کہ یہاں زیادہ آدمی ہیں)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، مجھے بیٹھا ہوا دیکھ کر فرمایا: کوئی کارگزاری؟ میں نے واقعے سے آگاہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واہ رے، جاؤ تم عمرو راعی الرکاب ہو۔

۵۹۹۸ (ز) عمرو رافع مزنی کے والد

عمرو بن ابی رافع میں تذکرہ ہوا ہے۔

۵۹۹۹ عمرو[1]

زرعہ کے والد۔ بغوی اور مطین وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر بغوی نے منصور بن ابی مزاحم سے اور مطین نے سوید بن سعید سے وہ دونوں خالد الزیات سے بواسطہ زرعہ بن عمرو وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اپنے صحابہ سے فرمایا: ''میرے پاس مقام حرہ سے ایک پتھر لاؤ''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ان کے قبلے کا رخ متعین کیا۔ اسے اسود بن عامر نے عن خالد نقل کیا ہے کہ عن زرعہ بن عمرو مولا خباب سے مروی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حالات میں ان کا ذکر آیا ہے کہ حویلی کے واقعہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تدفین میں چوتھے شخص یہ تھے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۹۲۱) تجرید (۱/۴۰۷)

۶۰۰۰ (ز) **عمرو الخفاجی** ابن الخفاجی ہیں۔

۶۰۰۱ (ز) **عمرو** (سعید کے والد) یہاں سے عمرو بن سعید کے ہاں سے وہاں منتقل ہو گئے۔

۶۰۰۲ (ز) **عمرو الطائی** ✿

بقول حافظ ابن عساکر: ✿ ان کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کا ذکر ملتا ہے، دمشق فروکش ہوئے۔ ان کی حدیث ''تمام الرازی'' نے اپنے ''فوائد'' میں نقل کی ہے کہ ابوالحسن عمرو بن عقبہ بن عمارہ بن یحییٰ بن عبدالحمید بن یحییٰ بن عبدالحمید بن عمرو بن عبداللہ بن رافع بن عمرو الطائی نے ہم سے ۳۰۵ھ میں بیان کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کی ایک سو بیس (۱۲۰) سال عمر ہے کہ عمرو الطائی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ نے انہیں اپنے ساتھ بچھونے پر بٹھایا۔ وہ اسلام لے آئے اور ان کا اسلام لانا خوب سنورا۔ اپنی قوم کے پاس گئے تو وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

۶۰۰۳ **عمرو** (طفیل کے والد) طریف میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۰۰۴ (ز) **عمرو العجلانی** عمرو بن ابی عمرو میں ذکر ہوا ہے۔

۶۰۰۵ (ز) **عمرو الهذلی** عمرو بن سعید میں ذکر ہوا ہے۔

۶۰۰۶ **عمرو**

فراس لیثی ✿ کے والد ہیں۔ طبرانی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا اور بطریق ابن یحییٰ تمیمی عن سیف بن وہب عن ابی الطفیل روایت کی ہے کہ بنی لیث کے فراس بن عمرو نامی شخص کو اس کا والد رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر گیا جس کے سر میں سخت درد تھا آپ نے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان والی جلد پکڑ کر کھینچا تو اس کا درد سر جاتا رہا۔ بعد میں فراس نے اہل حروراء کے ساتھ مل کر بغاوت کا ارادہ کیا تو ان کے والد نے انہیں پکڑ کر باندھ دیا یہاں تک کہ وہ خود تائب ہو گئے۔

۶۰۰۷ **عمرو بن فلاں انصاری**

امام احمد اپنی مسند میں لکھتے ہیں: ہم سے ولید بن مسلم نے ولید بن سلیمان کے حوالہ سے بیان کیا کہ قاسم بن عبدالرحمن نے بحوالہ عمرو بن فلاں انصاری ان سے حدیث بیان کی۔ ایک دفعہ وہ اپنا تہبند لٹکائے جا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس پہنچ کر اپنی پیشانی پکڑ کر فرمانے لگے: اے اللہ! تیرا بندہ، تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہے، تو عمرو عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! میری پنڈلیاں باریک ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: عمرو! اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو احسن بنایا ہے..... ✿ اور اپنے دائیں ہاتھ کی چار

✿ اسد الغابہ (۳۷۱/۳) کنز العمال (۳۸۱۷۹) ✿ اسد الغابہ (٤٠٤١) تجرید (٤١١/١)

✿ مختصر تاریخ دمشق (۳۲۳/۱۹) ✿ اسد الغابہ (۳۹۹۹) تجرید (٤١٥/١)

✿ مسند احمد (۲۰۱/٤) المعجم الکبیر (۲۷۷/۸)

انگلیاں ماریں۔ حدیث جوازار کی جگہ کے بارے میں ہے اس کی سند حسن ہے۔

۶۰۰۸ (ز) عمرو (بے نسبت)

کردم بن قیس حرف کاف میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی حدیث بیان ہوگی۔

عمران نامی حضرات

۶۰۰۹ عمران بن بلال

بن احیحہ بن الجُلاح۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ جو مشہور تابعی ہیں، ان کے چچا۔ بقول العدوی: صحابی ہیں۔

۶۰۱۰ عمران بن الحجاج ✿

بقول ابن مندہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی کوئی حدیث نہیں ذکر کی۔

۶۰۱۱ عمران بن حصین ✿

بن عبد بن خلف بن عبدنُھم بن حذیفہ بن غاضرہ خزاعی۔ ابن کلبی اور ان کے پیروکاروں نے ان کا یہی نسب لکھا ہے۔ ابوعمر کے ہاں عبدنُھم بن سالم بن غاضرہ ہے۔ ابوُنجید کنیت تھی۔ بقول ابن البرقی: نبی ﷺ سے کئی احادیث کی روایت کی ہے۔ فتح خیبر کے موقعہ پر اسلام لائے اور بہت سے غزوات میں شرکت کی۔ فتح مکہ کے روز خزاعہ کے علمبردار تھے۔ طبرانی لکھتے ہیں: وہ، ان کے والد اور ان کی بہن قدیم الاسلام ہیں۔ اپنی قوم کے علاقوں میں فروکش ہوئے اور پھر بصرہ منتقل ہوگئے، وہیں وفات پائی۔ ان سے ان کا بیٹا نجید، ابوالاسود دؤلی، ابورجاء العطاردی، ربعی بن حراش، مطرّف، ابوالعلاء صاحبزادگانِ عبداللہ بن الشخیر، زہدم الجرمی، صفوان بن محرز اور زرارہ بن ابی اوفیٰ وغیرہ حضرات روایت کرتے ہیں۔

طبرانی صحیح سند کے ذریعہ عن سعید بن ابی ہلال عن ابی الاسود الدؤلی روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں بصرہ آیا تو وہاں عمران بن حصین تھے، جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہاں کے لوگوں کو دینی سمجھ بوجھ دینے کے لیے بھیجا تھا۔ خلیفہ لکھتے ہیں: عبداللہ بن عامر نے عمران بن حصین کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا تو وہ کچھ ایام اس عہدے پر فائز رہے پھر استعفیٰ دے دیا۔ ابن سعد لکھتے ہیں: زیاد نے انہیں قاضی بنایا، پھر ان سے استعفیٰ طلب کیا تو انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔ طبرانی اور ابن مندہ نے بسندِ صحیح ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ بصرہ آنے والے صحابہ میں سے کسی کو عمران بن حصین کے مقابلہ میں پیشوائی حاصل نہ تھی۔

ابوعمر ✿ لکھتے ہیں: فاضل اور فقیہ صحابہ میں سے تھے۔ اہل بصرہ ان کے متعلق کہتے ہیں: انہیں حفاظت کے فرشتے نظر آتے تھے، جن سے گفتگو کرتے یہاں تک کہ انہوں نے داغ لگوایا۔ (یہ سلسلہ موقوف ہوگا)۔ یہ حدیث ابن ابی اسامہ نے بطریق ہشام عن الحسن بحوالہ عمران نقل کی ہے: ان کے پیٹ میں (استسقاء کی وجہ سے) شگاف ہوگیا۔ پھر بھی وہ کافی عرصہ زندہ رہے۔ ان کے پاس

✿ تجرید (۴۲۰/۱) ✿ اسد الغابہ (۴۰۴۲) استیعاب (۱۹۹۸) تجرید (۴۲۰/۱) ✿ استیعاب (۲۸۴/۳)

ایک شخص آیا.... پھراس کا واقعہ نقل کیا۔ آپ نے فرمایا: مجھے وہ طریقہ علاج پسند ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی پسندیدہ ہے۔ پھر فرماتے ہیں: یہاں تک کہ انہوں نے وفات سے دو سال پہلے داغ لگوایا۔ انہیں فرشتوں کا سلام سنائی دیتا تھا جب داغ لگوایا تو یہ سلسلہ بند ہوگیا بعد میں جب داغ کا نشان جاتا رہا تو پھر شروع ہوگیا۔ [1]

ابن سیرین فرماتے ہیں: صحابہ میں افضل شخص جو بصرہ فروکش ہوئے عمران اور ابوبکر تھے۔ حسن بصری قسم کھا کر کہتے ہیں: بصرہ اور سَرو (بصرہ کے قریب ایک گاؤں) ان کے پاس عمران سے بہتر کوئی شخص نہیں آیا۔ اسے امام احمد نے "زہد" میں سفیان سے نقل کیا ہے کہ حسن فرمایا کرتے تھے پھر اس کا مفہوم نقل کیا۔ فتنہ سے کنارہ کش ہوگئے تھے کسی سے جنگ نہیں کی۔ ابونعیم لکھتے ہیں: مستجاب الدعاء تھے، دارمی کا قول ہے، سلیمان بن حرب ابوھلال سے بواسطہ قتادہ مُطرف سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین نے فرمایا: میں تم سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے سلام آتا تھا، پھر ابن زیاد نے مجھے حکم دیا کہ میں (اکتواء) داغ لگواؤں تو داغ لگوانے سے یہ سلسلہ سلام بند ہوگیا۔ پھر جب داغ کا اثر جاتا رہا تو پھر.... پھر وہ حدیث ذکر کی جو حج کے سال والی ہے۔ ۵۲ھ یا ۵۳ھ میں فوت ہوئے۔

۶۰۱۲ عمران بن عصام الضُّبَعیّ [2]

ابوجمرہ نصر بن عمران کے والد۔ [3] ابن عبدالبر نے ان کے والد کا یہی نام لیا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ ان کا نام نوح بن مجالد یا مخلد ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ حرف نون میں وضاحت ہوگی۔ ابن عبدالبر [4] فرماتے ہیں: مؤرخین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بعض نے ان کا "صحابی ہونا صحیح ثابت نہیں" لکھا ہے، وہ بصرہ کے قاضی تھے۔ ان سے ان کا بیٹا ابوجمرہ قتادہ اور ابوالشیاح وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ عمران بن حصین سے بھی روایت حاصل ہے۔

ابن مندہ فرماتے ہیں: عمران ابونصر، اگر محفوظ ہے تو ان سے ان کے بیٹے نے روایت کی ہے۔ پھر بطریق حجاج بن منہال عن حماد بن سلمہ عن ابی جمرہ عن ابیہ عمران الضبعی روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کا انتقال [5] تریسٹھ (۶۳) برس کی عمر میں ہوا۔ امام بخاری رحمہ اللہ [6] نے اپنی تاریخ میں حجاج سے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: حماد بن سلمہ نے اسی طرح بیان کیا ہے جس میں انہیں وہم ہوا۔ درست عن ابی جمرہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے مسلم نے بطریق بشر بن السری عن حماد بن سلمہ نقل کیا ہے۔ عین ممکن ہے حماد کو وہم ہوگیا ہو جب انہوں نے حجاج سے یہ حدیث بیان کی ہو یا حجاج کو وہم ہوگیا ہو۔

۶۰۱۳ عمران بن عمیر [7]

ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ علی بن سعید عسکری نے ان کی کسی حدیث کے بغیر "افراد الصحابہ" میں

---

[1] ترمذی کتاب الطب باب ماجاء فی کراھیۃ التداوی بالکی (۲۰۴۹) ابن ماجہ کتاب الطب (۳۴۹۰) مسند احمد (۴۴۲/۴) جامع المسانید (۴۱۰/۹)

[2] اسد الغابہ (۴۰۴۴) استیعاب (۱۹۹۳) تجرید (۴۲۰/۱) [3] الاستیعاب (۲۸۵/۳)

[4] ایضًا [5] المعجم الکبیر (۶۱۰/۱۸) [6] التاریخ الکبیر (۴۱۷/۳) [7] اسد الغابہ (۴۰۴۵) تجرید (۴۲۰/۱)

ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے خدشہ ہے یہ بعد والے ہوں۔

۶۰۱۴ (ز) عمران بن عویم *

بقول بعض: عویم الہذلی طبرانی بطریق عثمان بن سعید اور ابن مندہ بطریق عبید اللہ بن موسیٰ وہ دونوں منہال بن خلیفہ عن سلمہ بن تمام عن ابی الملیح بن اسامہ وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس دو عورتوں کو لایا گیا جو ہذیل کے ایک مرد کے عقد میں تھیں، جسے عمران بن عویم کہا جاتا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں دیت دینے کا فیصلہ کیا۔ وہ کہنے لگا: اللہ کے رسول! میں اس کی دیت کیسے دوں جس نے کھایا نہ پیا اور نہ چیخا چلایا؟ اس کا حمل رائیگاں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، کیا جاہلیت جیسی قافیہ بندی سناتے ہو۔ ہاں! اس میں غلام یا لونڈی کی آزادی واجب ہے۔ * الفاظ عبید اللہ کے ہیں۔ عثمان بن سعید کی روایت میں ہے ان میں سے ایک ہذلی اور دوسری عامریہ تھی۔ ہذلی نے عامریہ کو کھونٹا مارا تھا۔ اسی میں ہے، اس کا عمران بن عویمر نامی ایک بھائی تھا "یا لونڈی" کے بعد ان الفاظ کا اضافہ نقل کیا ہے "یا گھوڑا یا ایک سو بیس (۱۲۰) بکریاں یا پانچ سو"۔ عمران کہنے لگے: اللہ کے نبی ﷺ! اس کے دو بیٹے ہیں جو قبیلے کے سردار ہیں، وہ اس کے زیادہ اہل ہیں کہ اپنی ماں کی طرف سے دیت ادا کریں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"تم اپنی بہن کی طرف سے اس عورت کے بچے کی دیت ادا کرو"۔ *

وہ کہنے لگے: اللہ کے نبی! میرے پاس اس کی دیت ادا کرنے کے لیے کچھ نہیں۔ ان دنوں ہذیل کی زکوٰۃ وصولی پر حمل متعین تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حمل! اور وہی دونوں عورتوں کے میاں اور مقتول بچے کے والد تھے۔ ہذیل کی زکوٰۃ سے ایک سو بیس (۱۲۰) بکریاں وصول کر لینا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ابونعیم فرماتے ہیں: اسے سلمہ بن صالح نے عن ابی بکر بن عبد اللہ عن ابی الملیح معناً نقل کیا ہے جبکہ ابوایوب سختیانی نے ابوالملیح سے مختصر نقل کیا ہے جسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

ادھر طبرانی * نے "حمل بن مالک" کے حالات میں بطریق ابوبکر الحنفی عن عباد بن منصور عن ابی الملیح بحوالہ حمل بن مالک روایت کی ہے ان کی دو بیویاں تھیں۔ لحیانی اور معاویہ، دونوں اکٹھی ہوئیں تو آپس میں لڑ پڑیں تو معاویہ نے پتھر اٹھا کر لحیانیہ کے پیٹ پر دے مارا وہ امید سے تھی جس سے اس کا حمل ساقط ہو گیا، تو حمل نے عمران بن عویمر سے کہا: میری بیوی کی دیت مجھے ادا کرو۔ انہوں نے انکار کر دیا تو فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا آپ نے فرمایا: "دیت عصبہ کے ذمہ ہے"۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے نضر بن شمیل نے عباد بن منصور سے بواسطہ ابوالملیح نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمل بن مالک کو ہذیل کی زکوٰۃ وصولی پر مقرر کیا تھا.... اسی میں ہے تو عمران نامی ایک صاحب کہنے لگے: ان کا نسب نہیں بیان کیا۔ ان کی روایت اسی طرح مرسل ہے۔

---

* اسد الغابۃ (٤٠٤٦) تجرید (١/٤٢٠) * المعجم الكبير (١/٥١٤) (٤/٣٤٨٣) مجمع الزوائد (٦/٣٠٠)

* المعجم الكبير (١/١٦١) * المعجم الكبير (٤/٩)

۶۰۱۵ عمران بن الفصیل ✿

بروزن عظیم۔ ابن عائذ التیمی الترخمی، ابوخالد۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: حافظ ابوزکریا بن مندہ نے اپنے دادا کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حافظ یاسین نے ہراۃ آنے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر ابواسحاق بن یاسین تک اپنی سند سے لکھتے ہیں: مجھے میرے چچا نے انہیں ابوسعید نقاش نے انہیں اسحاق بن ابراہیم بن احمد بن علی جرجانی نے نیسابور میں بیان کیا کہ علی بن محمد بن سحونہ، ابوجعفر، محمد بن محمد بن سہل شعرانی، یزید بن محمد بن خالد حنظلی، ان کے سلسلۂ سند میں ہے کہ میں نے اپنے نانا کو بواسطہ ان کے والد بحوالہ اپنے والد اپنے دادا ہیاج بن عمران انہوں نے عمران بن فضیل کے حوالہ سے نقل کرتے سنا کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے ان کا اعزاز واکرام کیا۔ انہوں نے عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز کیا اور ہمیں آپ ﷺ کی وجہ سے عزت بخشی بندے کا اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا کیا وسیلہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہر کام میں اللہ کے حکم کو ترجیح اور فوقیت دو اور اس پر عمل کر کے اس کی اہمیت ظاہر کرو، جھوٹ چھوڑ دو اور حق پر مدد کرو..... (حدیث) اسی میں ہے: ''تم شک والی چیز چھوڑ کر اطمینان والی چیز اختیار کرو''۔ راوی کا بیان ہے: عمران رضی اللہ عنہ نے مرتے دم تک نبی ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ آپ ﷺ نے ہی ان کا جنازہ پڑھایا اور تدفین فرمائی۔ ✿

میں کہتا ہوں: الہیاج بن عمران مشہور تابعی ہیں۔ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابن الاثیر ✿ نے ابن یاسین کے کلام پر گرفت کرتے ہوئے لکھا ہے: اس آخری بات سے ابن یاسین کے اس قول کی کہ ''وہ ہرات آئے'' تردید ہوتی ہے۔ مغلطائی نے اس کا جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے ابن یاسین نے یہ تھوڑا کہا ہے کہ وہ ہرات آئے بلکہ ہیاج بن بسطام بن عمران بن الفصیل کا ذکر کیا ہے جو ہرات آنے والے حضرات میں شامل ہیں۔ پھر فرمایا: الھیاج، ان سلف و خلف کا ذکر کیا.... پھر وہ حدیث بیان کی۔

میں کہتا ہوں: ان سے پہلے نہ ہی ابوموسیٰ نے اور نہ ابن مندہ نے اس کی صراحت کی ہے کہ عمران ہرات آئے۔ یہ تو ابن الاثیر مرحوم نے ابوموسیٰ کی عبارت میں تبدیلی کی ہے۔ ان کا یہ کہنا تو صحیح ہے کہ ابن یاسین نے ہرات آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس واسطے کہ انہوں نے مذکورہ کتاب میں ذکر کیا ہے۔ لیکن اتفاقاً جب ان کے پوتے کا ذکر کیا تو اتنی بات سچ ہے کہ انہوں نے ذکر تو کیا ہے لیکن یہ صراحت نہیں کی کہ وہ ہرات آئے۔

عمیر نامی حضرات کا تذکرہ

۶۰۱۷ عمیر بن الاخرم العذری

اسید بن ایاس العذری کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں تھے۔

✿ اسد الغابہ (٤٠٤٧) تجرید (٤٢١/١) ✿ جامع المسانید (٥١٩/٩) اسد الغابہ (٤١٠/٣)

✿ اسد الغابہ (٧٧٩/٣)

۶۰۱۸ عمیر بن الاخنس

بن شریق الثقفی۔ بنی زہرہ کے حلیف۔ ہشام بن کلبی نے تالیف قلبی والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، جنہیں رسول اللہ ﷺ نے حنین کے موقعہ پر پچاس اونٹ دیئے تھے۔ حرف ہمزہ میں ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے (ت ۶۱ ج اوّل)۔

۶۰۱۹ عمیر بن اسد الحضرمی[1]

ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں: ''جھوٹ خیانت (کی ایک قسم) ہے''۔[2] ان سے جبیر بن نفیر روایت کرتے ہیں۔

۶۰۲۰ عمیر بن افصی الاسلمی[3]

ابن شاہین نے بطریق ابوالحسن المدائنی عن ابی معشر عن یزید بن رُومان و محمد بن کعب القرظی و عن سعید المقبری بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کا ذکر کیا ہے۔ ان سب کا کہنا ہے کہ عمیر بن افصی اسلمی بنی اسلم کی جماعت میں آئے، ان لوگوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہم ان عربوں میں سے ہیں جو اصلی ہیں.... پھر حدیث[3] ذکر کی۔ اس میں غریب الفاظ ہیں جن کی تشریح ابوموسیٰ نے کی ہے۔

۶۰۲۱ عمیر بن اوس[4]

بن عتیک بن عمرو بن عبدالاشہل انصاری اوسی۔ بقول واقدی: جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان کے ساتھ حاجب بن زید بن تیم اشہلی اور ثابت بن ہزال بھی شہید ہوئے۔ مستغفری نے ابن اسحاق تک کی سند سے نقل کیا ہے جنگ یمامہ میں یہ لوگ شہید ہوئے، عمیر بن اوس، ان کا نسب نہیں بیان کیا۔ ابوعمر[5] ان کا نسب لکھنے کے بعد کہتے ہیں: یہ مالک بن اوس کے بھائی ہیں۔ جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ اُحد اور بعد کے معرکوں میں شریک رہ چکے تھے۔ کچھ لوگوں کا گمان ہے یہ عمرو بن اوس کے بھائی ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے کہ وہ جسر ابی عبید میں شہید ہوئے تھے۔ بعض کا کہنا ہے یہ وہی ہیں۔ صرف ابن عبدالبر کے ہاں ان کی تکرار ہوئی اور یہ گمان صحیح بھی نہیں، اس واسطے کہ دونوں کا نسب ایک دوسرے سے مختلف اور دونوں کی شہادت کا مقام جدا ہے۔

۶۰۲۲ (ز) عمیر بن امیّہ الانصاری[6]

طبرانی، سعید بن اشکاب اور یحییٰ بن یونس شیرازی بطریق زید بن ابی حبیب روایت کرتے ہیں کہ مسلم بن زید اور یزید بن اسحاق دونوں نے بحوالہ عمیر بن امیہ ان سے روایت کی ہے کہ ان کی ایک بہن تھی جو مشرک تھی۔ چنانچہ یہ جب بھی نبی ﷺ کے پاس آنے لگتے وہ انہیں اذیت پہنچاتی اور برا بھلا کہتی۔ ایک دن انہوں نے تلوار اٹھائی اور اس کے پاس آئے اور اس کا سر قلم کر

---

[1] اسد الغابہ (۱۹۹٦) تجرید (٤٢١/١) [2] الدر المنثور (۲۹۱/۳) [3] اسد الغابہ (٤٠٥٠) تجرید (٤٢١/١)

[4] اسد الغابہ (٤١١/٣) [5] اسد الغابہ (٤٠٥٢) استیعاب (۱۹۹۷) تجرید (٤٢١/١) [6] استیعاب (٢٨٧/٣)

[6] اسد الغابہ (٤٠٥١) تجرید (٤٢١/١)

دیا، اس کے بیٹے چیخ اٹھے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر سارا ماجرا سنا چکے تو آپ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا۔[1] ان شاء اللہ تعالی۔ عمیر بن عدی کے حالات میں بیان ہوگا کہ ابن عبدالبر نے اس واقعہ کو ان کے واقعہ سے ملا دیا ہے، اور یہ بھی تشریح ہوگی کہ دو واقعے ہیں۔

۶۰۲۳ عمیر بن ثابت

بقول بعض: یہ ابوالضَّیاح انصاری کا نام ہے۔ بقول بعض: نعیمان۔ کنیتوں میں ذکر ہونا ہے۔

۶۰۲۴ (ز) عمیر بن ثابت بن کلفه

ایک قول ہے: ابوحبہ انصاری کا نام ہے۔

۶۰۲۵ عمیر بن جابر[2]

بن غاضرہ بن اشرس الکندی۔ ابن عبدالبر[3] نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: بقول بعض صحابی ہیں۔ پھر اسحاق مولیٰ ابن ہبار کی روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نے عمیر بن جابر بن اشرش بن غاضرہ الکندی (جو صحابی ہیں) کو مہندی کا خضاب لگاتے دیکھا۔ اسی طرح ابن ابی خیثمہ نے نقل کیا ہے اور بغوی نے ابن ابی خیثمہ کے علاوہ طریق سے نقل کی ہے اور مجھے متصل بالسماع عالی سند سے ''انساب الرازی'' میں لکھی ملی ہے جو میں نے اسماعیل بن ابراہیم بن موسیٰ کے سامنے عن اسماعیل بن ابراہیم التغلبی سماعاً اسماعیل بن عبدالقوی، اسماعیل بن صالح، ابوعبداللہ الرازی، محمد بن احمد السعدی ابوعبداللہ بن بطہ ان کے سلسلہ سند میں بحوالہ بغوی پڑھی۔ اور اسحاق ضعیف راوی ہے۔

۶۰۲۶ عمرو بن جودان[4]

بقول بعض: سعد بن فہد۔ پہلا راجح ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ[5] تاریخ میں لکھتے ہیں: عبدان نے فرمایا.... ہم سے ابوجمرہ عطاء بن السائب عن اشعث بن عمیر بن جودان بحوالہ اپنے والد بیان کیا: ابویعلی، ابن ابی عاصم اور طبرانی نے بطریق محمد بن فضیل عن عطاء عن اشعث انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیس کا وفد آیا، جب وہ لوگ واپس ہونے لگے، آپس میں کہنے لگے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نبیذ کے متعلق پوچھ لو۔ عرض کی: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم ایسی زمین میں رہتے ہیں جس کی آب و ہوا سے ہمیں بدہضمی کی شکایت رہتی ہے جس کی اصلاح مشروبات سے کی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہارے مشروبات کیا کیا ہیں؟ عرض کی: نبیذ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''نقیر (درخت کے چھید) میں نبیذ نہ بنانا ورنہ تمہارا کوئی شخص (نشے میں) اپنے چچا زاد کو ایسی ضرب لگائے گا جس سے وہ (بے چارہ) ہمیشہ کے لیے لنگڑا ہو جائے گا''۔

---

[1] المعجم الکبیر (۱۲۴/۱۷) مجمع الزوائد (۲۶۱/۶) [2] اسد الغابہ (۴۰۵۷) استیعاب (۱۹۹۹) تجرید (۴۲۲/۱)

[3] استیعاب (۲۸۸/۳) [4] اسد الغابہ (۴۰۵۹) استیعاب (۲۰۰۰) تجرید (۴۲۲/۱) [5] التاریخ (۵۳۶/۳)

تو وہ لوگ ہنس پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگوں کو کس بات پر ہنسی آئی؟" [1] عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے ہم نے نقیر میں مشروب جما کر پیا تھا تو ہم میں سے ایک نے دوسرے کو مارنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے وہ قیامت تک لنگڑا ہے۔ اس کی اسناد حسن ہے۔ اسے ابن ابی خیثمہ نے بروایت محمد بن فضیل نقل کیا ہے، لیکن اس میں ہے: عن اشعث بن عمیر بن فہد۔ اور ابن السکن و ابونعیم نے اسی سند سے روایت کی ہے۔ دونوں فرماتے ہیں: اشعث بن عمیر بن فہد، اور ابوعمر [2] لکھتے ہیں: عمیر بن جودان، پھر اس حدیث کا ذکر کیا، پھر عمیر بن فہد میں اس کا اعادہ کیا۔ لکھتے ہیں، بقول بعض: عمیر بن سعد بن فہم، اور بعینہ حدیث نقل کی اور اس سے خبردار نہیں کیا کہ دونوں ایک ہی شخص ہیں۔ یہی طرز ابن الاثیر [3] مرحوم نے اپنایا ہے انہوں نے پہلے مقام پر یہ حدیث بطریق ابن ابی عاصم اور دوسری جگہ بطریق ابویعلیٰ نقل کی اور وہ دونوں عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن محمد بن فضل روایت کرتے ہیں باوجودیکہ دونوں نے عمیر کے والد کا نام نہیں لیا۔ انہوں نے بھی اس سے خبردار نہیں کیا کہ دونوں ایک ہیں۔ صرف اتنا آگاہ کیا ہے کہ عمیر بن فہد اور عمیر بن سعد بن فہد ایک شخص ہے شاید جودان ان کے والد ہیں جن کی نسبت ان کے دادا کی طرف ہے یا جودان ان کے دادا ہیں جن کا نام دوسری روایت سے حذف ہوگیا۔ ادھر حرف جیم میں قسم رابع میں جودان کے حالات میں ابن حبان کا تبصرہ گزر چکا ہے اور جہم بن قثم العبدی کے حالات میں ہے انہی کو مارا گیا تھا یہاں تک کہ وہ لنگڑے ہوگئے۔

۶۰۲۷ عمیر بن حارث [4]

بن ثعلبہ بن حارث بن حرام.... انصاری خزرجی۔ ابن اسحاق [5] نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے حارث اور ثعلبہ کے درمیان لبدہ کا اضافہ نقل کیا ہے۔ دونوں فرماتے ہیں: بدر میں شریک ہوئے۔ ابوعمر [6] لکھتے ہیں: بیعت عقبہ، بدر اور اُحد میں بقول سب کے شریک ہوئے ہیں۔ ابن کلبی کا قول ہے: انہیں مقرّن اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جنگ بعاث کے بعد قیدیوں کو رسّی میں باندھا تھا۔

۶۰۲۸ عمیر بن الحارث الازدی

ان کا ذکر اور حدیث جندب بن زہیر کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔

۶۰۲۹ (ز) عمیر بن حارثہ السلمی

باوردی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور عبید بن ابی رافع تک کی اپنی منکر سند سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] بخاری فی التاریخ الکبیر (٥٣٦/٦) الجرح والتعدیل (٣٧٤/٦) اسد الغابہ (٤١٢/٣)

[2] استیعاب (٢٨٨/٣) [3] اسد الغابہ (٤١٢/٣)

[4] اسد الغابہ (٤٠٦١) استیعاب (٢٠٠١) تجرید (٤٢٢/١)

[5] السیرۃ النبویۃ (٨٠/٢) [6] استیعاب (٢٨٨/٣)

۶۰۳۰ عمیر بن حبیب ❶

بن خماشہ ابن جُویبر بن عبید بن عنان بن عامر بن خطمہ انصاری خطمی۔ بقول امام بخاری: ❷ درخت تلے بیعت کی۔ یہ ابوجعفر الخطمی کے دادا ہیں۔ہمیں کسی مضبوط سند سے ان کی نبی ﷺ سے مروی کوئی روایت نہیں ملی۔ بغوی لکھتے ہیں: ابونصر تمار، حماد بن سلمہ ابوجعفر خطمی ان کے سلسلہ سند میں ان کے والد سے بحوالہ ان کے دادا عمیر بن حبیب مروی ہے، فرمایا: ایمان گھٹتا بڑھتا ہے..... یہ حدیث موقوف ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اس میں حماد بن سلمہ منفرد ہیں۔ ابونعیم فرماتے ہیں: ابوجعفر کا نام عمیر بن یزید بن حبیب ہے۔ اسی روایت کو ابن شاہین نے دوسری سند سے حماد بن سلمہ سے نقل کیا ہے کہ ہم سے ابوجعفر الخطمی نے بیان کیا کہ میرے دادا عمیر بن حبیب جو صحابی ہیں، فرماتے: بیٹا! ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔

ابونعیم دوسری سند کے ذریعہ عن حماد بن سلمہ عن ابی جعفر الخطمی روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا عمیر بن حبیب (جنہوں نے نبی ﷺ سے بیعت کی تھی) اپنے بیٹوں کو وصیت کی: اے بیٹو! بے وقوفوں کی مجلس سے بچنا، کیونکہ یہ بیماری ہے ❸..... حدیث موقوف ہے۔ اسے امام احمد رحمہ اللہ نے کتاب الزہد میں عن یزید بن ہارون عن حماد اور طبرانی نے دوسری سند کے ذریعہ عن حماد عن ابی جعفر روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ صحابی تھے اور بلوغت کے وقت نبی ﷺ سے بیعت کی تھی۔

۶۰۳۱ عمیر بن الحُمام ❹

ابن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن سلمہ انصاری السلمی۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق ❺ کا قول ہے، رسول اللہ ﷺ نے (بدر کے روز) فرمایا:

> ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ آج جو شخص بھی ان کفار سے لڑے گا اور ثابت قدمی، صبر کی امید پر آگے بڑھتے ہوئے (نہ کہ پیچھے ہٹتے ہوئے) لڑ کر شہید ہوگا اسے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا''۔ ❻

تو عمیر بن الحمام نے (جو بنی سلمہ کے ایک فرد تھے اور ان کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں جنہیں وہ تناول فرما رہے تھے) کہا: واہ واہ! میرے اور جنت کے داخلے میں صرف یہ چیز حائل ہے کہ یہ لوگ مجھے شہید کریں تو کھجوریں جھٹک دیں اور تلوار لیے جتھے میں جا گھسے اور لڑتے لڑتے شہادت پائی ان کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے (خالد بن الاعلم نے انہیں شہید کیا تھا):

رکضا الی اللہ بغیر زاد　　الا التقی و عمل المعاد　　والصبر فی اللہ علی الجهاد

> ''اللہ کی طرف ایڑ لگاتے ہوئے دوڑ میرا توشہ سوائے تقویٰ، آخرت کے عمل، اللہ کی راہ میں جہاد پر ثابت قدمی کے کچھ نہیں''۔ ❼

---

❶ اسد الغابہ (۴۰۶۳) استیعاب (۲۰۰۲) تجرید (۴۲۲/۱) ❷ التاریخ الکبیر (۵۳۱/۳)
❸ المعجم الکبیر (۵۰/۱۷) ❹ اسد الغابہ (۴۰۶۶) استیعاب (۲۰۰۴) تجرید (۴۲۲/۱)
❺ السیرۃ النبویۃ (۲۰۳/۲) ❻ الدر المنثور (۶۱/۵) ❼ استیعاب (۲۰۰۴/۳)

یہ پہلے شہید تھے جو اللہ کی راہ میں ہونے والی جنگ میں قتل ہوئے۔ مجھے یہ واقعہ موصولاً عالی سند سے ملا ہے۔ میں نے ابو اسحاق التنوخی اور ابوبکر بن عمر الفرضی کے سامنے عن احمد بن ابی طالب سماعاً پڑھا کہ ہمیں ابن اللیثی نے ابوالوقت سے، انہیں ابن المظفر نے انہیں ابن حمویہ نے انہیں ابراہیم بن خزیمہ نے انہیں عبد بن حمید نے انہیں ہاشم بن قاسم نے انہیں سلیمان بن مغیرہ نے بواسطہ ثابت بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس جنت کی طرف اٹھو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین جتنی ہے۔ تو عمیر بن الحمام الانصاری نے عرض کی: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ایسی جنت جس کی چوڑائی آسمان و زمین جتنی ہے؟ آپ نے فرمایا: تو وہ بولے: واہ واہ! آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم نے واہ واہ کس وجہ سے کہا؟ [1] عرض کی: اس امید سے کہ میں بھی جنتی لوگوں میں شامل ہو جاؤں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم جنتی ہو۔ انہوں نے اپنے ترکش سے کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانے لگے، پھر فرمایا: اگر میں کھجوریں کھانے تک زندہ رہا تو یہ لمبی زندگی ہے۔ پھر وہ کھجوریں پھینک کر دشمنوں سے لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

مسلم نے یہ روایت عبد بن حمید سے نقل کی جو دونوں عالی درجوں میں ہمارے موافق ہے۔ سعید بن یعقوب نے ''الصحابہ'' میں بطریق حماد عن ثابت البنانی روایت کی ہے کہ عمیر بن الحمام کو خالد بن الاعلم نے بدر کے روز شہید کیا۔ حافظ عبدالغنی بن سعید کو ''المبہمات'' میں وہم ہوا ہے جو حدیث جابر میں پیش آیا۔ ایک آدمی کہنے لگا: اللہ کے رسول! میں شہادت کے بعد کہاں ہوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں۔ تو اس نے ہاتھ میں لی کھجوریں پھینکیں اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ عبدالغنی فرماتے ہیں: یہ آدمی عمیر بن الحمام تھے۔

عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ وہ بدر میں شہید ہوئے۔ پھر بھلا وہ اُحد میں کیسے شریک ہوئے؟ درست یہی ہے کہ یہ واقعہ کسی اور صاحب کا ہے۔ ادھر ابوموسیٰ نے یہ بات بڑی خوشی سے قبول کر کے اور اس بات کو بنیاد بنا کر کہ یہ اور ہیں ''عمیر بن الحمام'' کا عنوان قائم کر دیا جس سے مزید وہم پیدا ہو گیا۔

۶۰۳۲ عمیر بن حرشه القاری

غیبی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار، انہوں نے ایک یہودی عورت کو قتل کیا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ بکواس کرتی تھی۔ ابن کلبی نے ''الجمھرۃ'' میں ان کا اتنا ہی ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ اپنے دادا کے نسب سے مذکور ہیں یا انہوں نے نسخہ سے ساقط کر دیا۔ عمیر بن عدی کے حالات میں عنقریب تذکرہ ہونا ہے۔

۶۰۳۳ (ز) عمیر بن رئاب [2]

ابن حذیفہ بن مہشم بن سُعَید بن سہم القرشی السہمی۔ ابن اسحاق اور جمہور نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے۔ واقدی نے ان کے نسب سے مہشم کو ساقط کر دیا ہے اور حذیفہ کی جگہ حذافہ کہا ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: سابقین اولین اور مہاجرین حبشہ میں سے

---

[1] مسلم کتاب الامارة باب ثبوت الجنة للشهيد (٤٨٩٢) مسند احمد (١٣٧/٣) المستدرك (٤٢٦/٣) السنن الكبرىٰ (٤٣/٩)

[2] اسد الغابه (٤٠٦٧) استيعاب (٢٠٠٥) تجريد (٤٢٢/١)

ہیں، پھر مدینہ ہجرت کی، عین التمر میں خلافت صدیقی میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معیت میں شہادت پائی۔ یہی قول زبیر کا ہے، وہی یہ شعر کہتے ہیں: ع

"ہم روشن چہرے زید کی اولاد ہیں اور ہم جیسے لوگ ہی حقائق کے وقت حسب کی حفاظت کرتے ہیں"۔

زید سے ان کا جد اعلیٰ سہم مراد ہے۔ انہوں نے اپنے بھائی سے پہل کر لی تو ان کی والدہ نے ان کا نام سہم رکھا اور اسی سے شہرت پائی۔

۶۰۳۴ عمیر بن زید[1] بن احمر

ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ کا قول ہے: جعفر المستغفری نے انہیں صحابہ میں شامل کیا ہے اور ان کی کوئی روایت نہیں نقل کی۔

۶۰۳۵ (ز) عمیر بن ساعدہ

جنتی گھوڑوں کی علامات میں حدیث نقل کرنے والوں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ لہٰذا آخری قسم میں عبدالرحمٰن بن سابط کے حالات میں ان کا تذکرہ دیکھ لیا جائے۔

۶۰۳۶ عمیر بن سعد بن فهد

عمیر بن جودان میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۶۰۳۷ عمیر بن سعد[2]

بن عبید بن النعمان بن قیس بن عمرو بن عوف۔ واقدی اور ان کے اتباع میں ابن عبدالبر[2] نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے۔ ابن کلبی کا قول ہے: عمیر بن سعد بن شُهَید ابن عمرو بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس انصاری اوسی۔ "معجم الصحابہ" میں بغوی کا قول ہے: انہیں "نسیج وحدہ" (یکتا ویگانہ) کہا جاتا تھا۔ جسے انہوں نے ابوطلحہ خولانی تک اپنی سند سے بیان کیا ہے، اسی طرح ابویعلی نے اسے نقل کیا ہے۔ ابن عائذ نے محمد بن سیرین تک اپنی سند سے لکھا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا یہ نام رکھا تھا کیونکہ وہ آپ کو بڑے پیارے تھے۔ اور عمارہ بن عبداللہ بن محمد بن عمیر بن سعد کے حالات میں لکھا ہے اور پھر ابن کلبی کی طرح ان کا نسب بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں انہوں نے ہی جلاس بن سوید کی (یہ) بات (اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں تو ہم گدھوں سے بھی بدتر ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کر دی اور یہ ان کی زیر کفالت یتیم تھے (جلاس، جو آغاز میں طرزِ منافقت اپنائے ہوئے تھے بعد میں سچی توبہ کر لی، نے عمیر کی والدہ سے نکاح کر لیا تھا اور بڑے ناز ونعم سے پالا تھا۔ ت ۱۱۷۷ج اوّل) فتوحاتِ شام میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حمص کا گورنر بنایا جس پر وہ تاحیات برقرار رہے۔ زاہدین

---

[1] اسد الغابہ (٤٠٦٨) تجرید (٤٢٢/١) [2] اسد الغابہ (٤٠٧٠) استیعاب (٢٠٠٦) تجرید (٤٢٢/١)

[2] استیعاب (٢٨٩/٣)

میں سے تھے۔

ابن سعد ❶ کا قول ہے: خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ❷ اور ابن ابی حاتم ❸ بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابوحاتم نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور ان سے راشد بن سعد، حبیب بن عبید نے روایت کی ہے۔ ابن مندہ یہ اضافہ نقل کرتے ہیں: ان کا بیٹا عبدالرحمٰن بن عمیر بھی روایت کرتا ہے۔ ابن سمیع نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ کے پہلے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واقدی کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: کاش! میرے پاس عمیر جیسے لوگوں کی جماعت ہوتی تو میں ان کے ذریعہ مسلمانوں کے کاموں میں مدد لیتا۔ ❹

ابن مندہ نے حسن سند کے ذریعہ عن عبدالرحمٰن بن عمیر بن سعد روایت کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: شام میں تمہارے والد سے بہتر شخص کوئی نہ تھا۔ محمد بن سعد کا قول ہے: خلافتِ فاروقی میں فوت ہوئے (یہ سابقہ قول کے خلاف ہے۔ حاشیہ نمبر ۴ پر ابن سعد ہی کا قول ہے کہ خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے۔ پہلا قول صحیح ہے۔ [عامر تقی ندوی]) اوروں کا کہنا ہے خلافتِ عثمانی میں وفات پائی۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ خلافتِ فاروقی میں فوت ہوئے اور آپ نے جنازہ پڑھایا۔ جس کا ثبوت نہیں ملتا۔

۶۰۳۸ عمیر بن سعید

بن عبید انصاری، جلاس کی اہلیہ۔ گیلٹر (وہ بچہ جو عورت کا پہلے خاوند سے ہو اور دوسرے شخص سے شادی کے موقع پہ ساتھ لائی ہو)۔ کئی علماء نے ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق بیان کیا ہے۔ سابقہ عنوان میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ بقول بعض: یہ ابوزید جنہوں نے قرآن جمع کیا ہے، ان کے والد ہیں۔ (یہاں عبارت کی حد تک لفظی غلطی لگتی ہے کہ **ھذا ھو والد ابی زید** کی بجائے **ھذا ھو ولد ابی زید** صحیح عبارت بنتی ہے۔ کیونکہ ابوزید جامع القرآن یعنی حافظ قرآن کبیر سن صحابی ہیں یہ ان کے والد کیسے ہو سکتے ہیں۔ جو عمر میں ان سے بہت کم ہیں۔ نیز ان کے دو بیٹے تھے، عبدالرحمٰن اور محمد تیسرے کسی فرزند کا ذکر نہیں، لہٰذا کسی کا یہ قول ہے کہ یہ ابوزید کے فرزند ہیں۔ جس کا امکان تو ہے اگرچہ نسبی اور تاریخی لحاظ سے وہ بھی غلط ہے جیسا سیر الصحابہ ج سوم حصہ دوم میں ص ۱۰۷ مولانا سعید انصاری نے لکھا ہے (ع ت ن)۔

۶۰۳۹ عمیر بن سلمہ ❶

بن منتاب بن طلحہ بن جدی بن ضمرہ الضمری۔ ابن اسحاق نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ابوعمر ❷ کا قول ہے: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف نہیں جبکہ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن ابی حاتم نے ''وحدان'' میں بطریق دراوردی اور ابن ابی حازم عن یزید بن الہادی عن محمد بن ابراہیم التیمی عن عیسیٰ بن طلحہ بحوالہ عمیر بن سلمہ روایت کی ہے کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روحاء میں جا رہے تھے، اچانک ایک زخمی وحشی گدھا نظر آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے نہ چھیڑو، اس کا

---

❶ الطبقات (۸۸/٤) ❷ التاریخ الکبیر (۵۳۱/۳) ❸ الجرح والتعدیل (۲۷٦/٦)
❹ المعجم الکبیر (۱۰۰/۱۷) مختصر تاریخ دمشق (۳۳٤/۱۹) مجمع الزوائد (۳۸٤/۹)
❶ اسد الغابہ (٤۰۷٤) استیفاب (۲۰۰۸) تجرید (٤۲۳/۱) ❷ استیعاب (۲۹۰/۳)

شکاری آ جائے گا''۔ ❶ اتنے میں اس کا شکاری آ پہنچا، جس کا تعلق بہز سے تھا، وہ کہنے لگا: اللہ کے رسول! آپ حضرات اسے استعمال کرلیں۔ چنانچہ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے رفقاء میں اس کا گوشت تقسیم کر دیا۔ اسی طرح یحییٰ بن سعید نے بروایت حماد بن زید اور ہشیم اور لیث نے ان سے بحوالہ محمد بن ابراہیم اسے نقل کیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عن یحییٰ عن محمد بن عیسیٰ عن عمیر عن البھز ، اور ابو اویس، عبدالوہاب ثقفی اور حماد بن سلمہ وغیرہ نے یحییٰ سے نقل کرنے میں ان کی متابعت کی ہے۔ یحییٰ سے آگے ناقلین میں اختلاف ہے۔ یزید سے روایت کرنے والے مختلف نہیں۔ چنانچہ یحییٰ کے بھائی یزید بن عبدربہ بن سعید کی موافقت کی ہے اور اس روایت کو محمد بن ابراہیم سے نقل کیا۔ وہ اپنی روایت میں فرماتے ہیں: عن عیسیٰ عن عمیر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ ابوعمر ❷ لکھتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث عمیر بن سلمہ کی ہے اور البھزی گدھے کے شکاری تھے۔ یہ بھی احتمال ہے جو انہوں نے کہا: ''عن البھزی'' اس سے مراد البھزی کا واقعہ ہو، جس کی مثالیں ہیں۔ جنہیں ابوعمر نے التمہید میں ذکر کیا ہے۔ ان میں ضمرہ کی روایت عن ابی واقد اللیثی ہے۔ اسی بنا پر موسیٰ بن ہارون نے حدیث البھزی میں یقین کا اظہار کیا ہے جیسا کہ دارقطنی نے اسے ''العلل'' میں نقل کیا ہے۔ اس پر عباد بن عوام اور یونس بن راشد کی یحییٰ سے مروی روایت سے اعتراض ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں البھزی نے ان سے بیان کیا جس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے ''عن البھزی'' ''الی البھزی'' میں اس گمان سے تبدیل کر دیا کہ دونوں لفظ ایک ہیں۔ اس واسطے کہ راوی مدلس نہیں لہٰذا اس کے حق میں دونوں صیغے برابر ہیں۔

۶۰۴۰ عمیر بن عامر

بن مالک بن خنساء بن مبذول.... انصاری خزرجی۔ ابوداؤد المازنی کنیت سے مشہور ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابواسحاق وغیرہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: ان کا نام عمرو ہے، کنیتوں میں تذکرہ ہوتا ہے (ت ۹۸۵۳)۔

۶۰۴۱ (ز) عمیر بن عامر ❸

بن نابی بن یزید بن حرام انصاری خزرجی۔ بقول ابن کلبی: تمام غزوات میں شرکت کی اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ رشاطی نے ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: ابن عبدالبر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۶۰۴۲ (ز) عمیر بن عبد عمرو ❹

بن نضلہ بن عمرو بن الحارث بن عبد عمرو خزرجی۔ ابن کلبی اور ابن عبید نے ان کا یہی نسب لکھا ہے جبکہ ابوعمر نے نضلہ بن عمرو تک لکھا ہے، لکھتے ہیں: ابن غسان بن سلیمان بن مالک بن افصی۔ ابن اسحاق کا قول ہے: وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے کام کر سکتے تھے جس کی وجہ سے انہیں ذوالیدین کہا جاتا تھا۔ بدر میں شرکت کی اور اسی میں شہادت پائی۔ جبکہ ابوعمر کا قول ہے: اُحد میں شہید ہوئے۔ اور یہ گمان ظاہر کیا ہے: یہ ذوالیدین ہیں اور ذوالشمالین نہیں ہیں جو بدر میں شہید ہوئے۔ ابن حبان نے اعتماد سے لکھا ہے: یہ ذوالیدین ہیں اوروں کا کہنا ہے: یہی ذوالشمالین ہیں۔

---

❶ الاحاد والمثانی (۶۷/۳) ❷ استیعاب (۲۹۰/۳) ❸ اسد الغابہ (۴۰۷۸) ❹ تجرید (۴۲۴/۱)

۶۰۴۳ (ز) عمیر بن عبید

عمرو بن سعید میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۰۴۴ عمیر بن عدی [1]

بن خرشہ بن امیہ بن عامر بن خطمہ، ان کے والد عدی شاعر تھے اور ان کے بھائی حارث بن عدی احد میں شہید ہوئے (ت ۱۴۴۹) یہ انصاری ثم الخطمی ہیں۔ ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ نابینا ہیں جو بنی واقف میں رہتے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان سے ملنے جاتے تھے۔ نابینے پن کی وجہ سے بدر میں نہ شریک ہوسکے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: بنی خطمہ میں سے سب سے پہلے مسلمان ہونے والے ہیں، انہوں نے ہی عصماء بنت مروان کو قتل کیا تھا جو مسلمانوں اور اسلام کے عیوب بتاتی تھی۔ تو عمیر بن عدی نے اسے مار ڈالا۔ پس اس روز سے مدینہ میں اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ ہوگیا۔

واقدی اپنی سند سے بیان کرتے ہیں: عصماء مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو ابھارتی اور انہیں تکلیفیں دیتی، پھر جب عمیر نے اسے صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اب اس میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا''۔ آپ نے ہی سب سے پہلے یہ جملہ کہا جو ضرب الامثال میں شامل ہوگیا۔ اسی روایت کو ابن السکن نے بطریق واقدی عن عبداللہ بن حارث بن فضیل عن ابیہ اور اسی طرح ابواحمد العسکری نے ''الامثال'' میں نقل کیا ہے۔ جس حدیث کی طرف ابن السکن نے اشارہ کیا ہے ہم نے اسے مسند الہیثم بن کلب الشاشی میں روایت کیا ہے جو انہوں نے بطریق حسین بن علی الجعفی عن ابن عیینہ عن عمرو بن دینار عن جابر نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہمیں اس نابینے کے پاس لے چلو جو بنی واقف میں رہتا ہے، تاکہ ہم اس کی عیادت کریں''۔ [2] (حدیث)

ابن السکن فرماتے ہیں: یہ روایت ابن عیینہ سے صرف جعفی نے نقل کی ہے۔ شاید ان کی مراد مذکورہ سند ہے، ورنہ اسے ابوالعباس بن السراج نے اپنی تاریخ میں عن محمد بن یونس الجمال عن ابن عیینہ عن عمرو بن دینار دوسری سند کے ذریعہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عن نافع بن جبیر بن مطعم عن ابیہ۔ اور ابونعیم نے انہی کے طریق سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: اس میں عن ابیہ کے الفاظ صرف الجمال نے بیان کیے ہیں اور ابن عیینہ کے باقی شاگردوں نے اسے مرسل نقل کیا ہے۔ بغوی نے اسے سریج بن یونس اور محمد بن عبادہ وغیرہ سے عن ابن عیینہ عن عمرو عن محمد بن جبیر مرسلاً نقل کیا ہے۔ امام بخاری ''الصحابہ'' میں لکھتے ہیں: لیث عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن ابن لعمیر روایت کرتے ہیں کہ عمیر بن عدی نابینے بنی خطمہ کے قاری اور امام تھے۔ اور عبدہ بن سلیمان عن ہشام عن ابیہ عن ابن لعمیر عن ابیہ روایت کی ہے اور ابومعاویہ عن ہشام عن ابیہ عن عدی بن عمیر عن ابیہ مروی ہے۔ جریر فرماتے ہیں: عن ہشام عن ابیہ عن عبداللہ بن عمیر روایت کرتے ہیں کہ وہ بنی خطمہ کے امام تھے، وہ نبی ﷺ کے عہد میں نابینے تھے باوجود نابینا ہونے کے آپ کی معیت میں غزوات میں شرکت کی اسے بغوی اور حسن بن سفیان نے اسی سند سے نقل کیا ہے ابن مندہ فرماتے ہیں: جریر نے ان کی متابعت نہیں کی۔ درست ابومعاویہ والی ہشام سے مروی روایت ہے پھر سابقہ سند کا ذکر کیا۔ جس میں یہ اضافہ ہے: صحابی ہیں۔ پہلے عبداللہ

---

[1] استیعاب (۲۰۱۰) تجرید (۴۲۴/۱) [2] السنن الکبرٰی (۲۰۰/۱۰) کنز العمال (۲۵۶۸۸) فتح الباری (۲۸۶/۱۱)

بن عمیر کے حالات میں جریر کی روایت گزر چکی ہے۔ یہ اس احتمال پر نہیں کہ نبی ﷺ کے عہد میں فوت ہو گئے ہوں اور ان کا بیٹا ان کے قائم مقام ہو گیا ہو۔

۶۰۴۵ عمیر بن عقبہ [1]

بن عمرو بن عدی انصاری۔ ابن سعد اور عدوی کا قول ہے: اپنے والد کے ساتھ اُحد میں شرکت کی۔ واقدی کا کتاب الردّۃ میں قول ہے: جب یمامہ کی مہم سے فارغ ہوئے تو بنی اسد میں طلیحہ اور اس کے بھائی کی طرف عمیر بن عدی کے ساتھ چند فوجیوں کو روانہ کیا۔

۶۰۴۶ (ز) عمیر بن عقبہ

بن نیار، ابو بردہ بن نیار کے بھتیجے نبی ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت کے بارے میں نسائی میں ان کی ایک حدیث ہے ان سے ان کا بیٹا سعید روایت کرتا ہے۔ کبھی اپنے دادا کی نسبت سے عمیر بن نیار بھی لکھے جاتے ہیں۔ ان کی حدیث کا مدار ابو الصباح سعید بن سعید تغلبی پر ہے جسے انہوں نے سعید بن عمیر سے نقل کیا ہے۔ وکیع ان کے حوالہ سے کہتے ہیں: بن سعید بن عمیر بن عقبہ بن نیار عن ابیہ وہ اپنے چچا ابو بردہ سے روایت کرتے ہیں۔ اسے نسائی نے نقل کیا ہے۔ وکیع سے آگے اختلاف ہے۔ اکثریت اسی طرح ان سے روایت کرتی ہے۔ اور عمیر کے والد کا نام نہیں لیا۔ اور عمار بن ابی شیبہ اسی سند سے فرماتے ہیں: سعید بن عمرو انصاری انہوں نے بھی عمیر کے والد کا نام نہیں لیا۔

۶۰۴۷ (ز) عمیر بن عمرو بن عمیر انصاری

ابن حبان [2] نے انہیں پہلے طبقے میں ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں۔

۶۰۴۸ (ز) عمیر بن عمرو بن مالک [3] انصاری

بقول بعض: ازدی۔ بلاذری کا قول ہے: حنین میں شریک ہوئے اور اس دن ان کا پاؤں کٹ گیا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: وہ تم سے پہلے جنت میں پہنچ گیا۔

۶۰۴۹ (ز) عمیر بن عمرو اللیثی

عمرو میں تذکرہ ہوا، عمیر زیادہ مشہور ہے۔

۶۰۵۰ عمیر بن عوف [4]

مولیٰ سہیل بن عمرو قرشی عامری قریش کے خطیب۔ ابن حبان [5] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مکہ کے ناخالص عربی ہیں۔

---

[1] تجرید (۴۲۴/۱) [2] الثقات (۳۰۰/۳) [3] استیعاب (۲۰۱۱) تجرید (۴۲۴/۱)

[4] استیعاب (۲۰۱۲) تجرید (۴۲۴/۱) [5] الثقات (۳۰۱/۳)

ابن سعد[1] کا قول ہے: بدر میں شریک ہوئے۔ یہ اور عبداللہ بن سہیل مکہ سے بھاگ گئے تھے اور ان کی معیت میں جنگ بدر میں شرکت کی۔ سہیل بن عمرو مسلمان ہونے کے بعد فرمایا کرتے تھے: عمیر بن عوف بدر میں شریک ہوئے اور مجھے امید ہے کہ اسے میری شفاعت حاصل ہوگی۔

۶۰۵۱ (ز) عمیر بن فهد

عمیر بن جودان میں تذکرہ ہوا ہے (ت ۶۰۲۶)۔

۶۰۵۲ عمیر بن قتادہ[2]

بن سعد بن عامر بن جُندُع بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ الکنانی اللیثی الجندعی۔ عبید بن عمیر مشہور تابعی کے والد۔ بقول عسکری: فتح مکہ میں شریک ہوئے۔

۶۰۵۳ (ز) عمیر بن قرّہ اللیثی

باوردی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور عبیداللہ بن ابی رافع تک اپنی متکرر سند سے روایت کی ہے کہ انہوں نے جنگ صفین کے شرکاء صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام کے سخت مخالف تھے۔ ادھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ اگر مجھے اس پر دسترس ہوگئی تو اس کے کانوں میں سیسہ پگھلاؤں گا۔

۶۰۵۴ (ز) عمیر بن مساحق

بن قیس بن ھَرِم بن رواحہ بن حُجر بن معیص بن عامر بن لؤی قرشی عامری۔ درہ بنت ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سے شادی کی جن سے ان کا بیٹا حمید پیدا ہوا جو امیر معاویہ کے دور میں صاحب شرافت انسان تھا.... زبیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۰۵۵ (ز) عمیر بن معبد بن الازعر

عمرو میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۰۵۶ عمیر بن نیار[3]

عمیر بن عقبہ بن نیار اپنے دادا کی نسبت سے ذکر ہوئے ہیں پہلے (ت ۶۰۴۶) میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۰۵۷ عمیر بن وَذقہ[4]

بقول ابوعمر:[5] تالیف قلبی والوں میں سے ایک ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی غنیمتوں میں سے انہیں، قیس بن مخرمہ، ہشام بن

---

[1] الطبقات (۲۹۶/۳) [2] اسد الغابہ (۴۰۷۹) استیعاب (۲۰۱۴) تجرید (۴۲۴/۱)

[3] اسد الغابہ (۴۰۸۷) تجرید (۴۲۵/۱) [4] اسد الغابہ (۴۰۸۸) استیعاب (۲۰۱۸) تجرید (۴۲۵/۱)

[5] استیعاب (۲۹۴/۳)

عمرو، سعید بن یربوع اور عباس بن مرداس کو سو سے کم اور ان کے علاوہ تالیف قلبی والوں کو سو سو اونٹ دیئے تھے۔

میں کہتا ہوں: ابن اسحاق نے ان کا ذکر نہیں کیا اور ان کے بجائے عمیر بن وہب الجمحی اور قیس بن مخرمہ بن نوفل کا ذکر کیا ہے اور ابن عدی بن قیس السہمی کا اضافہ نقل کیا ہے۔

۶۰۵۸ عمیر بن ابی وقاص [1]

بن اُھَیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب قرشی زہری، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی، قدیم الاسلام ہیں اور بدر میں شرکت کی، سب کا یہی قول ہے کہ اسی میں شہید ہوئے۔ بقول بعض: انہیں عمرو بن عبدود عامری نے شہید کیا تھا جسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ خندق میں ڈھیر کیا تھا۔ ابن حبان [1] لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: مجھے ان کے قدیم الاسلام ہونے اور فوت ہونے کی روایت نہیں ملی۔ امام احمد اور ابن اسحاق [2] نے بسند حسن جو بطریق حماد بن سلمہ عن عاصم بن ابی النجود عن مصعب بن سعد بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن پیش کیا گیا آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور تھوڑا سا بچ گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابھی اس راستے جو شخص آ کر یہ بچی ہوئی چیز کھائے گا وہ جنتی ہے''۔ [2] فرماتے ہیں: میں اپنے بھائی عمیر کو وضو کرتا چھوڑ آیا تھا، میں نے دِل میں کہا: وہ عمیر ہوگا۔ اتنے میں عبداللہ بن سلام آ گئے اور انہوں نے وہ باقیماندہ شے کھائی۔ مجھے یہ روایت مسند عبد بن حمید میں عالی سند سے لکھی ملی ہے جسے حاکم نے صحیح کہا ہے اور ابو یعلی نے بروایت ابان العطار عن عاصم اور حاکم نے بطریق اسماعیل بن محمد بن سعد انہوں نے اپنے چچا عامر بن سعد انہوں نے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بدر کا لشکر تیار کھڑا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر بن ابی وقاص کو (کم سن ہونے کی وجہ سے) واپس کر دیا تو وہ رونے لگے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی اور ان کی ڈھارس بندھانے کے لیے ان پر ان کی تلوار کا نیام باندھا۔

یہ روایت بغوی میں اسی طرح ہے اور ابن سعد نے اسے واقدی سے بروایت ابی بکر بن اسمٰعیل بن محمد بن سعد بحوالہ ان کے والد نقل کی ہے کہ میں نے اپنے بھائی عمیر بن ابی وقاص کو بدر کے روز دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لشکر کی پیشگی سے پہلے چھپ رہے تھے، میں نے کہا: بھائی کیا بات ہے؟ کہنے لگے: مجھے خدشہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کم سن دیکھ کر واپس کر دیں گے اور میں جانا چاہتا ہوں۔ امید ہے اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب کرے۔ فرماتے ہیں: ایسا ہی ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لشکر کو دیکھا اور ان پر نظر پڑی تو انہیں صغرسنی کی وجہ سے واپس کر دیا تو وہ رونے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ اتنے کم سن تھے کہ میں نے ان پر ان کی تلوار کا نیام باندھا۔ جب ان کی شہادت ہوئی ان کی عمر سولہ (۱۶) سال تھی۔ بغوی نے بطریق محمد بن عبداللہ ثقفی، سعید سے روایت کی ہے، فرمایا: بدر کے روز میرا بھائی عمیر شہید ہو گیا۔ اور میں نے سعید بن عاص کو قتل کیا۔ اس میں ایسا ہی ہے۔ جبکہ درست عاص بن سعید بن عاص ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۰۸۹) استیعاب (۲۰۱۹) تجرید (۴۲۵/۱) [1] الثقات (۲۹۸/۳)

[2] السیرۃ النبویۃ (۲۰۴/۱) [2] مسند احمد (۱۴۵۸) المستدرک (۴۱۶/۳)

۶۰۵۹ عمیر بن وہب [1]

بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح قرشی جمحی۔ ابوامیہ کنیت تھی۔ موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں بحوالہ ابن شہاب روایت کی ہے (واقعۂ بدر کے بعد) جب تمام مشرک مکہ لوٹ آئے تو عمیر بن وہب صفوان بن امیہ کے پاس مقام حجر میں بیٹھ گئے، انہیں دیکھ کر صفوان غمگین ہو کر کہنے لگے: مقتولین بدر کے بعد اللہ زندگی کا ناس کرے۔ انہوں نے کہا: یہی بات ہے واللہ ان کے بعد زندگی پھیکی ہوگئی ہے۔ مجھ پر اگر یہ قرض نہ ہوتا جس کی ادائیگی کی کوئی صورت نہیں بن رہی اور اہل وعیال نہ ہوتے جن کے پاس چھوڑنے کے لیے کوئی چیز نہیں ہے تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف نکل جاتا اور اس کا کام تمام کر دیتا۔ اور مجھے اس سے یہ کام نکالنے کا موقعہ بھی ہے میں کہوں گا میں اپنے اس قیدی بیٹے کو چھڑانے کے لیے آیا ہوں، جس پر صفوان خوش ہو کر کہنے لگے: تمہارا قرض میرے ذمہ اور تمہارے اہل وعیال میرے اہل وعیال کے ساتھ خرچ میں برابر کے شریک ہیں۔ مجھے ان سے لاچار کرنے والی کوئی چیز نہیں۔ وہ دونوں اس پر متفق ہوگئے۔ پھر صفوان نے انہیں سواری کا جانور دیا اور ساز و سامان سے لیس کیا۔ پھر عمیر کی تلوار تیز کرا کر زہر میں بجھائی۔

نکلتے وقت عمیر نے صفوان سے کہا: میرے آنے تک کسی کو میرے متعلق نہ بتانا۔ عمیر مدینہ آ کر مسجد کے دروازے کے پاس اترے، اپنی سواری باندھی اور تلوار لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جانے لگے۔ حضرت عمر جو اس وقت انصار کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے تھے دیکھ لیا، وہ گھبرا گئے۔ سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ پہنچے، عرض کی: اللہ کے رسول! یہ جو آ رہا ہے اس کی کسی بات پر اطمینان نہ کیجئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے میرے پاس لے آؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باہر آ گئے اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچو اور عمیر سے آپ کی پیشگی حفاظت کرو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عمیر اکٹھے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ عمیر کے پاس ان کی تلوار تھی۔ جب عمیر اور عمر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ آتے دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: عمر! اس سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ عمیر قریب پہنچے تو جاہلیت کا روایتی سلام "انعموا صباحا" کہنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمیر! ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے سلام سے بہتر سلام سے نوازا ہے جو اہل جنت کا سلام "السلام (علیکم)" ہے۔ عمیر کہنے لگے: یہ سلام آپ کو کچھ ہی عرصہ ہوا ہے ملا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: عمیر! کیسے آنا ہوا؟ وہ کہنے لگے: آپ کے پاس اپنے قیدی کے سلسلے میں حاضر ہوا ہوں آپ لوگ ہمارے قیدیوں کا فدیہ لے لو کیونکہ آپ خاندان اور رشتہ دار ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تمہاری گردن میں جو تلوار لٹک رہی ہے کیسی ہے؟ وہ کہنے لگے: اللہ تلوار کا برا کرے تلواروں نے بھلا ہمیں کیا فائدہ پہنچایا ہے؟ میں تو سواری سے اترتے وقت اسے اپنی گردن میں بھول گیا تھا۔ عمیر! مجھ سے سچ بیان کرو کس مقصد سے آئے ہو؟ کہنے لگے: میں تو صرف اپنے قیدی کے لیے آیا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: مقام حجر میں صفوان سے تم نے کیا شرط طے کی ہے؟ عمیر کے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ سخت گھبرا گئے۔ کہنے لگے: میں نے کیا شرط طے کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس شرط پر کہ وہ تمہارے اہل وعیال کی کفالت کرے اور تمہارا قرض ادا کرے مجھے قتل کرنے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور اس کے درمیان حائل ہے۔ عمیر بے ساختہ بول اٹھے: اشھد انك

[1] اسد الغابہ (۴۰۹۲) استیعاب (۲۰۲۰) تجرید (۴۲۵/۱)

رسول اللہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ" یارسول اللہ! ہم وحی اور آسمان سے آنے والی باتوں کی وجہ سے آپ ﷺ کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ اور یہ بات تو میرے اور صفوان کے درمیان مقامِ حجر میں طے ہوئی ہے اور بالکل یہی بات ہے جو آپ ﷺ نے فرمائی۔ اس کا کسی کو پتہ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس سے خبردار کیا ہے۔ الحمدللہ جس نے مجھے اس طرف پہنچادیا، جس پر مسلمان بڑے شادمان ہوئے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: عمیر! بیٹھو، ہم تم سے اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اپنے بھائی کو قرآن سکھاؤ۔ اور ان کا قیدی بھی چھوڑ دیا۔ عمیر عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ! مجھے قریش کے پاس جانے کی اجازت دیجئے تاکہ میں ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دوں، اور اسلام کی طرف بلاؤں۔ امید ہے اللہ تعالیٰ انہیں بھی ہدایت سے نوازے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ وہ مکہ جا پہنچے۔ ادھر صفوان پیچ و تاب کھا کر قریش سے کہتا پھرتا تھا: میں تمہیں ایسی فتح کی خوشخبری سناتا ہوں جو تمہیں بدر کا غم بھلا دے گی۔ اور مدینہ سے آنے والے ہر سوار سے پوچھتے کیا کوئی واقعہ ہوا ہے؟ آخر کار ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: عمیر مسلمان ہوچکے ہیں۔ تو مشرکین انہیں لعن طعن کرنے لگے۔ صفوان نے کہا: میں اللہ سے عہد کرتا ہوں نہ اس سے کبھی بات کروں گا اور نہ کبھی کوئی نفع پہنچاؤں گا۔ [1] پھر عمیر آگئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی اور اپنی محنت اور کوشش سے نصیحت کی تو ان کی وجہ سے بہت سے لوگ دائرہ کفر سے خارج ہو کر مسلمان بن گئے۔ [2]

ابوالاسود نے اسی طرح بحوالہ عروہ مرسلاً نقل کیا ہے اور ابن اسحاق نے مغازی میں محمد بن جعفر بن الزبیر سے بھی مرسل روایت نقل کی ہے۔ ایک اور سند سے موصول روایت ہے جسے ابن مندہ نے بطریق ابی الازہر عن عبدالرزاق عن جعفر بن سلیمان عن ابی عمران الجونی عن انس وغیرہ نقل کیا ہے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: غریب روایت ہے، ہم اسے اسی سند سے پہچانتے ہیں۔ اور طبرانی نے یہی روایت بطریق محمد بن سہل بن عسکر عن عبدالرزاق ان کی سند نقل کی ہے۔ عمیر نے کہا: مجھے یہ روایت صرف انہیں بن مالک سے معلوم ہوئی ہے اور مغازی واقدی میں ہے حضرت عمر نے حضرت عمیر سے کہا: بدر کے دن تمہی نے ہمارا تخمینہ لگایا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں، اور میں نے ہی لوگوں کو آپس میں لڑایا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ظاہر کیا اور ہم لوگ پھر بھی شرک میں مبتلا تھے جو اس سے بڑا گناہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے سچ کہا۔

ابن شاہین نے منقطع سند سے ذکر کیا ہے کہ یہ عمیر مہاجر ہوئے، اُحد کا موقعہ تھا اس میں اور پھر اس کے بعد والے معرکوں اور فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ صفوان کے ساتھ ان کا واقعہ ہے پھر صفوان بھی اسلام لے آئے۔ عمیر خلافت فاروقی تک زندہ رہے غزوۂ تبوک میں ابوخیثمہ السالمی کے ساتھ ان کا واقعہ ہے جو ان لوگوں سے پیچھے رہ گئے تھے اور پھر آملے راستے میں کسی جگہ عمیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی جب نبی ﷺ کے قریب پہنچے تو انہوں نے عمیر سے کہا: تم جراتمند آدمی ہو اور مجھے ان لوگوں کی محبت رسول کا علم ہے اور میں گنہگار آدمی ہوں اس لیے تم مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ تاکہ میں تنہائی میں رسول اللہ ﷺ سے بات کرسکوں چنانچہ عمیر پیچھے ہوگئے۔ یہی روایت بغوی نے بروایت ابراہیم بن عبداللہ بن سعد بن خیثمہ نقل کی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بحوالہ

---

[1] المعجم الکبیر (۱۱۷/۱۷) دلائل النبوۃ (۱۴۸/۳) مجمع الزوائد (۲۸۶/۸)

[2] دلائل النبوۃ (۱۴۹/۳) المعجم الکبیر (۱۱۷/۱۷)

اپنے والد نقل کی ہے۔

۶۰۶۰ (ز) عمیر بن وہب الزہریؓ

ابن ابی حاتم[1] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ سعید بن سلام العطار نے محمد بن ابان سے بحوالہ عمیر بن وہب روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا آپ نے اپنی چادر بچھائی اور فرمانے لگے۔ ماموں باپ جیسا (درجہ رکھتا) ہے۔
میں کہتا ہوں: سعید کو امام احمد نے کذاب لکھا ہے اور یہ واقعہ اسود بن وہب کے ساتھ پیش آیا۔ ہوسکتا ہے ان کے اور ان کے بھائی ساتھ بھی پیش آیا ہو۔ واللہ اعلم

۶۰۶۱ (ز) عمیر بن ابی الیَسَر انصاری

ان کے والد کا تذکرہ قسم اوّل میں ہو چکا ہے ان کا نام کعب بن عمرو ہے۔ عدوی نے ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے، صحابی ہیں اور لکھا ہے وہ جسر ابی عبید میں شہید ہوئے موسیٰ بن عقبہ نے بھی ان کی وفات کا وقت یہی لکھا ہے۔

۶۰۶۲ (ز) عمیر[2] (بے نسبت)

ان سے ان کا بیٹا ابوبکر روایت کرتا ہے۔ بقول امام بخاری: صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی ان کے والد کا نام نہیں لیا۔ نہ ابوحاتم، ابن شاہین، طبرانی اور نہ ان کے بعد والوں نے بلکہ میں نے کسی کی کتاب میں ان کا نسب نہیں دیکھا۔ البتہ ابن ابی حاتم ان لوگوں میں ان کا ذکر کرتے ہیں جن کے والد کا نام مشہور نہیں۔ بقول بعض: یہ عمیر بن سعد ہیں جیسا کہ میں حرف میم میں قسم رابع کے دوران محمود بن عمیر کے حالات میں اس کی وضاحت کروں گا۔ بغوی، ابن ابی خیثمہ، ابن السکن اور طبرانی وغیرہ نے بطریق قتادہ عن ابی بکر بن ابی انس عن ابی بکر بن عمیر بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری اُمت کے تین لاکھ افراد بغیر حساب جنت میں داخل کرے گا۔ جس پر عمیر عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول اور اضافہ فرمائیے! تو آپ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اتنے، پھر عمیر نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! اور اضافہ فرمائیے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: عمیر! کافی ہے۔ جس پر عمیر حیران ہو کر بولے: عمر بن خطاب! تمہیں کیا ہوا، اگر اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت میں داخل کردے تو تم پر کوئی بوجھ نہیں!؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو (اپنی) ایک مٹھی سے لوگوں کو جنت میں داخل کردے گا۔ جس پر نبی ﷺ نے مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے فرمایا: عمر نے صحیح کہا۔

ابن السکن فرماتے ہیں: اس میں معاذ بن ہشام اپنے والد سے بحوالہ قتادہ نقل کرنے میں متفرد ہے اور معاذ سند میں کبھی ابوبکر بن انس کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی نہیں کرتے۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ معاذ بن ہشام پہلے پہل اسناد میں ابوبکر بن انس کا ذکر نہیں کرتے تھے اور آخری دور میں اسناد میں ان کا اضافہ کرتے تھے۔ ادھر معمر نے سند میں معاذ کے خلاف یوں سند بیان کی ہے: عن قتادہ عن النضر بن انس عن انس، جسے عبدالرزاق نے اپنے "مُصنّف" میں اور ابویعلی نے بطریق نقل کیا ہے اور

[1] الجرح والتعدیل (۳۷۸/۶) [2] اسد الغابہ (۴۰۹۱)

اسی طرح مجھے ابن ابی داؤد کے جزء البعث میں عالی سند سے ملی ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے سلیمان بن معبد نے بحوالہ عبدالرزاق اپنی اسی سند سے بیان کیا اس کے الفاظ ہیں: عن انس قال: قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ عزّوجلّ وعدنی ان یدخل من امتی الجنۃ اربعمائۃ الف۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری اُمت کے چار لاکھ افراد جنت میں داخل فرمائے گا۔ جس پر صدیق اکبر عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! ہمارے لیے اور اضافہ فرمائیے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اتنے اتنے، عرض کی اور اضافہ فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چلو اور اتنے۔ عرض کی: اللہ کے رسول! اور اضافہ فرمائیے۔ حضرت عمر (یہ اصرار و تکرار نامناسب سمجھ کر) بولے، ابوبکر رہنے دیجئے یا فرمایا: بہت ہے۔ جس پر (مصداقِ زبان نبوی ارحم امتی بامتی ابوبکر) حضرت ابوبکر جھلا کر بولے: عمر! تمہیں کیا ہے اگر اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت میں داخل فرمائے۔ حضرت عمر (پر رحمت الٰہی کا غلبہ تھا) بولے: ابوبکر! اگر اللہ تعالیٰ کی چاہت ہوئی تو اپنی (توحید پرست) مخلوق کو ایک مٹھی سے جنت میں داخل کر دے گا۔ جس پر نبی ﷺ نے آفرین فرماتے ہوئے، ارشاد فرمایا: "صَدَقَ عمر"۔ [1] یہ روایت ضیاء نے "الاحادیث المختارۃ" میں نقل کی ہے اور حاکم نے اسے بطریق ابوبکر بن عمیر عن ابیہ صحیح کہا ہے۔ لیکن مجھے معلوم نہیں ابوبکر بن عمیر کی کس نے توثیق کی ہے۔

۶۰۶۳ (ز) عمیر الفزاری

بُھَیَّہ (بھیسہ) کے والد۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا نام عمیر بتایا ہے۔ میں نے کسی اور کی کتاب میں ان کا ذکر نہیں پڑھا۔ کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے (۹۶۲۵)۔

۶۰۶۴ عمیر المزنی [2]

طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم نے انہی کا اتباع کرتے ہوئے بغیر کسی حدیث کے ان کا ذکر کیا ہے۔ [3]

۶۰۶۵ (ز) عمیر [4]

مولی آبی اللحم۔ اپنے مولی کے ساتھ خیبر میں شریک ہوئے ان کی حدیث امام احمد اور سنن اربعہ کے مصنفین نے بطریق محمد بن زید بن المہاجر بن قنفذ بحوالہ عمیر مولی آبی اللحم نقل کی ہے۔ فرمایا: میں اپنے آقاؤں کے ساتھ خیبر میں شریک ہوا، ان لوگوں نے میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی۔ تو آپ ﷺ نے مجھے نئے مال میں سے دیا اور میرا حصہ نہیں نکالا۔ [5] مسلم [6] نے بطریق محمد بن زید بحوالہ ان کے اسی طرح ان کی حدیث نقل کی ہے کہ میں مملوک تھا میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: کیا میں اپنے آقا کے مال سے کوئی چیز صدقہ کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، ثواب تم دونوں کو ہوگا۔ ابوداؤد نے بطریق الہادی عن محمد بن

---

[1] مسند احمد (۱۶۶/۳) المعجم الکبیر (۱۸۷/۸) [2] اسد الغابہ (۴۰۸۳) تجرید (۴۲۵/۱)
[3] المعجم الکبیر (۶۵/۱۷) مجمع الزوائد (۳۰/۱) اسد الغابہ (۴۱۹/۳)
[4] اسد الغابہ (۴۰۴۸) استیعاب (۱۹۹۵) تجرید (۴۲۱/۱)
[5] ابوداؤد کتاب الجهاد باب المرأة والعبد یجز بان من الغنیمة (۲۷۳۰) ابن ماجه (۲۸۵۵)
[6] مسلم کتاب الزکاة باب ما انفق العبد من مال مولاه (۸۲)

ابراہیم التیمی بحوالہ عمیران کی حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو احجار زیت کے پاس دیکھا کہ آپ بارش کی دعا کر رہے تھے....(حدیث)

۶۰۶۶ عمیر ❶

قیس کے والد۔ میں نے تجرید میں ذہبی کے قلم سے لکھا دیکھا کہ ابن قانع نے ان کی حدیث نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے معجم ابن قانع میں نہیں ملی وہاں تو عمیر السدوسی ہے جو شقیق کے والد ہیں نہ کہ قیس کے اور اس حدیث کے صحابی عبداللہ بن عمیر ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۶۰۶۷ (ز) عمیر ❷

بقول بعض: عمیرہ ابوسیبان۔ کنیت سے مشہور ہیں کنیتوں میں ہی تذکرہ ہونا ہے (لیکن ہمیں کنیتوں میں یہ نام نہیں ملا۔ ع ت ن)

۶۰۶۸ (ز) عمیر (بے نسبت)

اسماعیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں۔ اور بطریق ابوسعید نقاش عن ابن المرزبانی عن محمد بن المطلب عن علی بن قرین عن زید بن حفص روایت کی ہے کہ میں نے مالک بن عمیر کو بحوالہ اپنے والد روایت کرتے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے لقطہ (راہ میں پڑی گمشدہ شے) کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: ''اس کا اعلان کرو اگر اس کے مالک کو جانتے ہو تو اسے یہ چیز دے دو ورنہ اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اس پر گواہ کر لو پھر اگر اس کا مالک آ جائے تو بہتر ورنہ وہ اللہ کا مال تھا اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے دیتا ہے''۔ ❸ اس کی سند بہت ضعیف ہے۔

۶۰۶۹ (ز) عمیر (دوسرے ہیں)

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سلیمان الخبائری عن سعید بن موسیٰ عن رباح بن زید عن معمر عن الزہری بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت باہر نکلے اور آپ ﷺ کے پیٹ پر ایک پتھر بندھا تھا۔ کوئی نوجوان آپ ﷺ کے پاس ہدیہ لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں عمیر ہوں اور میری والدہ فلاں خاتون ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: کھاؤ، تو ان لوگوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے اور پھر دودھ پیا۔ ابن حبان الضعفاء میں لکھتے ہیں: سعید بن موسیٰ۔ ان کے حالات میں جو دو حدیثیں بطریق سلیمان الخبائری مروی ہیں دونوں موضوع (من گھڑت) حدیثیں ہیں۔ لکھتے ہیں: مجھے معلوم نہیں ہو سکا انہیں سلیمان نے گھڑا ہے یا سعید نے؟۔

---

❶ تجرید (۱/۴۲٤) ❷ تجرید (۱۱٦) ❸ المعجم الکبیر (۱۷/۳٦۰)

عمیرہ نامی حضرات کا تذکرہ

۶۰۷۰ (ز) عمیرہ بن سنان

بقول بعض: صہیب کا نام ہے جو ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔

۶۰۷۱ عمیرہ [1] ابن فروہ الکندی

عرس اور عدی صاحبزادگانِ عمیرہ کے والد خلیفہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان لکھتے ہیں: صحابی ہیں لیکن نام عمیر لکھا ہے ابن ابی عاصم نے الاحاد والمثانی میں بطریق سیف بن سلیمان روایت کی ہے کہ میں نے عدی بن عدی الکندی کو بواسطہ مجاہد روایت کرتے سنا کہ مجھ سے ہمارے ایک مولا نے بحوالہ میرے دادا بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس وقت تک عوام کے عمل سے خواص کو عذاب نہیں دیتا جب تک وہ کھلے بندوں برائی کو دیکھیں اور قدرت رکھنے کے باوجود نہ روکیں..... (حدیث) [2] اس کے باقی راوی تو ثقہ ہیں لیکن مولی کا نام نہیں بتایا۔ ابن عبدالبر نے زید بن اسلم کے حالات میں کتاب التمہید سے بطریق یحییٰ بن آدم عن عبید بن الاجلح عن ابیہ عن عدی بن عُمَیرہ بن فروہ عن ابیہ عن جدہ عمیرہ بن فروہ روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے ابی بن کعب سے اس وقت پوچھا جب وہ ان کے پاس بیٹھے تھے۔ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے یہ بات نہیں پڑھتے: اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہارے آباء واجداد سے قریب کرنے کے لیے چنا ہے۔ حضرت ابی نے جواب دیا: کیوں نہیں۔ پھر انہوں نے فرمایا، پس ہم یہ بات نہیں پڑھتے: بچہ بستر والے کا ہے اور زناکار کے لیے پتھر ہے۔ [3] جسے ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب سے گم پاتے ہیں؟ تو ابی نے کہا: کیوں نہیں۔

۶۰۷۲ عمیرہ [4] ابن مالك الخارقی

ابوعمر نے مالک بن نمط کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہاں ذکر نہیں کیا۔ اور ابن الاثیر [5] نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے ان سے صرفِ نظر کیا باوجودیکہ ان کی شرط کے مطابق ہیں۔ حرف میم میں اس کی وضاحت ہوگی۔

۶۰۷۳ عمیرہ

ابوسیارہ عمیر (بغیر ھا کے) میں تذکرہ ہوا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٠٩٣) تجرید (١/٤٢٦)

[2] مسند احمد (١٩٩/٤) المعجم الكبير (١٣٨/١٧) مجمع الزوائد (١٢١٤٣)

[3] بخاری کتاب الخصومات باب دعوی الوصی للمیت (٢٤٢١) مسلم کتاب الرضاع باب الولد للفراش (٣٦)

[4] اسد الغابہ (٤٠٩٤) تجرید (١/٤٢٦)

[5] اسد الغابہ (٤٢٣/٣)

باب عین کے بعد نون

۶۰۷۴ عَنْبس بن ثعلبہ*

بن ہلال بن عنبس البلوی۔ محمد بن ربیع الجیزی نے مصر رہائش پذیر صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ ابن یونس ان الفاظ میں ان کا ذکر کرتے ہیں: صحابیٔ رسول ہیں، فتح مصر میں شریک تھے۔ مؤرخین نے اپنی کتب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: ہمیں ان کی روایت معلوم نہیں۔

۶۰۷۵ عنبسہ بن امیّہ

بن خلف الجمحی۔ بقول بعض: ابوغلیظ کا نام ہے کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے (ت ۱۰۳۷۴)۔

۶۰۷۶ عنبسہ بن ربیعہ الجہنی*

بقول ابن حبان:* ایک قول ہے صحابی ہیں۔ جعفر مستغفری نے ان کا اتباع کیا ہے اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۰۷۷ (ز) عنبسہ بن عدی

از بنی جُعَل ثم بنی صخر۔ محمد بن ربیع الجیزی نے مصر کے رہائش پذیر صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور سعید بن عفیر سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ عنبسہ حدیبیہ میں شریک ہوئے۔ نبی ﷺ نے انہیں اور ان کی قوم کی جماعت سے فرمایا تھا جب انہوں نے اپنا نسب بیان کیا: تم نہ بنی جعل ہو اور نہ بنی صخر بلکہ تم بنوعبید اللہ ہو۔

۶۰۷۸ عنَبہ*

ابن سہیل بن عمرو القرشی العامری۔ نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ یہ ابوالجندل کے بھائی ہیں جن کا ذکر کنیتوں میں ہونا ہے (۹۶۸۴) زبیر بن بکار کا قول ہے ان کی والدہ فاختہ بنت عامر بن نوفل ہیں۔ اپنے والد کے ہمراہ مسلمان ہوئے اور انہی کے ساتھ شام کے جہاد میں شریک ہوئے۔ ساتھ ان کی بیٹی فاختہ بھی تھی۔ ان کے والد سہیل ان سے پہلے شہید ہو گئے اور یہ طاعون عمواس میں فوت ہوئے۔ ان کے ساتھ فاختہ اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو، جن کے والد حضرت سہیل بن عمرو کے ساتھ شہید ہو چکے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے سہارا کا بے سہارن کے ساتھ نکاح کر دو۔ چنانچہ نکاح کر دیا جس سے ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور ان کے بھائی پیدا ہوئے۔ ابن الاثیر مرحوم لکھتے ہیں: بعض نے یہ نام عتبہ لکھا ہے جو صحیح نہیں۔

---

* اسد الغابہ (٤٠٩٦) تجرید (٤٢٦/١) * اسد الغابہ (٤٠٩٨) تجرید (٤٢٦/١)

* الثقات (٣٢٠/٣) * اسد الغابہ (٤١٠١) استیعاب (٢٠٦٨)

میں کہتا ہوں: میں نے یہی نام تاریخ ابن عساکر میں برزانی کبیر کے قلم سے لکھا دیکھا ہے جو عتبہ کی جگہ عقبہ لکھا ہے۔ ابن عساکر فرماتے ہیں: یہ وہم ہے۔

۶۰۷۹ عنترہ [1]

انصاری، مولا ہونے کے ناتے۔ بقول ابن اسحاق یہ سلیم بن عمرو بن حدیدہ کے مولا ہیں۔ ابن ہشام لکھتے ہیں: [2] بنی تمیم بن کعب بن سلمہ کے حلیف ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق [3] کا قول ہے: بدر میں شریک ہوئے اور اُحد میں شہید ہوئے۔ نوفل بن معاویہ دؤلی (جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے، ت ۸۸۳۴) نے انہیں قتل کیا تھا۔

۶۰۸۰ عنترہ الشیبانی [4]

ہارون کے والد۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ طبرانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر بطریق ان کے مشمعل بن ملحان عن عبدالملک بن ہارون بن عنترہ کی سند سے بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا: تم لوگ شہید کسے سمجھتے ہو؟ [5] (حدیث) الدارقطنی کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ عنترہ تابعی ہیں۔ اس واسطے کہ برقانی فرماتے ہیں: میں نے عبدالملک بن ہارون بن عنترہ کے متعلق پوچھا، فرمانے لگے: جھوٹ بولتا ہے۔ ان کے والد قابل حجت اور ان کے دادا معتبر راوی ہیں۔ اسی طرح مسلم، ابن حبان وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور نسائی نے ان کی روایت سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک حدیث نقل کی ہے۔ واللہ اعلم

۶۰۸۱ عَنْتَر

بقول بعض عنیز، جس میں ذکر ہوا ہے (ت ۵۵۴۳)۔

۶۰۸۲ عَنَمَہ [6]

ابن عدی بن عبد مناف بن کنانہ بن جُھمہ بن عدی بن الربعہ بن رشدان الجہنی۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بدر اور باقی معرکوں میں شریک ہوئے۔ یہ نام الدارقطنی نے قلمبند کیا ہے۔ بقول بعض: غنمہ ابن الاثیر مرحوم نے اس بات کا امکان ظاہر کیا ہے کہ یہ بعد والے ہیں۔

۶۰۸۳ عَنمہ الجہنی [7]

بقول بعض: المزنی جو ابن یونس کا قول ہے جو انہوں نے ان کے والد ابراہیم بن عنمہ کے حالات میں تاریخ مصر میں لکھا ہے۔ لکھتے ہیں: ان کے والد صحابی ہیں۔ ابن ماکولا لکھتے ہیں: یہ نام نون اور دو زبروں سے عَنَمہ ہے۔ ابن الاثیر [8] نے ابونعیم کی غلطی

---

[1] اسد الغابہ (۴۱۰۳) استیعاب (۲۰۷۰) تجرید (۴۲۷/۱) [2] السیرۃ النبویۃ (۲۵۸/۲)

[3] ایضًا [4] اسد الغابہ (۴۱۰۴) تجرید (۴۲۷/۱) [5] المعجم الکبیر (۱۶۱/۱۸)

[6] اسد الغابہ (۴۱۰۷) تجرید (۴۲۷/۱) [7] اسد الغابہ (۴۲۵/۳) [8] اسد الغابہ (۴۱۰۸) تجرید (۴۲۷/۱)

بتائی ہے کہ انہوں نے یہ نام ثا سے عثمہ نقل کیا ہے۔ طبرانی [1] نے ان کی روایت نقل کی ہے کہ ایک دِن رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو ایک انصاری کی آپ سے ملاقات ہوئی۔ وہ عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے آپ کی حالت دیکھ کر پریشانی ہو رہی ہے، کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: بھوک کی وجہ سے ایسا ہے۔ چنانچہ وہ شخص دوڑتا ہوا گیا گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں ملی، بنی قریظہ میں آیا اور ایک ڈول کھینچنے کے عوض ایک کھجور پر مزدوری کی یہاں تک کہ اس نے مٹھی بھر کھجوریں جمع کر لیں اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ ﷺ کے سامنے کھجوریں لاکر رکھیں اور عرض کی: تناول فرمایئے۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا: کہاں سے لائے ہو؟ اس نے ساری بات بتائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے لگتا ہے تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہے۔ [2] عرض کی: جی ہاں۔ آپ ﷺ مجھے اپنی جان اولاد اور مال سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

> اگر واقعی یہی بات ہے تو فاقہ کے لیے ڈٹ جاؤ اور مصائب کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس ذات کی قسم! جس (کے دست قدرت میں میری جان ہے) نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے یہ دونوں چیزیں مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف پہاڑ سے اترائی کی طرف پانی کے بہنے سے زیادہ جلدی آتی ہیں''۔

میں کہتا ہوں: اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔

۶۰۸۴ عُنَیْز (تصغیر) عس (۵۵۴۳ ج دوم) میں تذکرہ ہوا ہے۔

باب العین جس کے بعد واو ہے

۶۰۸۵ العوّام بن جُهَیْل [3]

تصغیر ہے۔ یغوث کے مجاور ابو احمد العسکری نے بحوالہ ابن درید ''الاخبار المنثورہ'' میں بطریق ہشام بن کلبی ان کا ذکر کیا ہے کہ العوام اسلام لانے کے بعد بیان کرتے تھے۔ میں اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ جاگ رہا تھا پھر جب میرے ساتھی اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور میں اکیلا بت خانے میں رات گزارنے لگا۔ میں اٹھا تو رات بادو گرج اور چمک والی تھی جب رات اچھی طرح تاریک ہوگئی تو مجھے بت سے ایک آواز سنائی دی حالانکہ میں نے اس سے پہلے کبھی اس میں سے آواز نہیں سنی تھی۔ ابن جہیل! بتوں پر مصیبت ٹوٹ پڑی، یہ عزت والی زمین سے ایک نور پھوٹا ہے لہٰذا یغوث کو خیر باد کہو! فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے میرے دِل میں بتوں سے بیزاری ڈال دی، اور اپنی قوم سے یہ آواز کی بات چھپائے رکھی۔ پھر ایک غیبی آواز سنائی دی: ؏

> ''عوام! کیا تمہیں وہ بات سنائی دی ہے یا تم گفتگو سننے سے بہرے ہوگئے ہو تاریکیوں کے پردے چھٹ گئے اور لوگوں نے اسلام پر بیعت کر لی ہے''۔

تو میں نے کہا: ؏

> ''اے سونے والوں کو غیبی آواز دینے والے! میں بات سننے سے بہرے لوگوں میں سے نہیں ہوں، مجھے اسلام کا

[1] المعجم الكبير (۱۵۵/۱۸) [2] ایضًا [3] اسد الغابہ (۴۱۰۹) تجرید (۴۲۷/۱)

طریقہ بتا"۔ ❶

فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اس سے پہلے مجھے اسلام کے بارے میں کچھ پتہ نہ تھا تو اس نے مجھے جواب دیا: ؏

"اللہ کے نام اور توفیق سے ایسا سفر اختیار کرو جو نہ کسی سست کا سفر ہو اور نہ دبلے گھوڑے کا۔ ایک ایسے گروہ کی طرف جو بہترین ہے (یعنی) صادق ومصدوق نبی کی طرف"۔ ❷

میں نے بت کو پھینکا اور نبی ﷺ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ میں جب پہنچا تو اتفاق سے ہمدان کا وفد نبی ﷺ کے اردگرد بیٹھا تھا میں نے آپ علیہ السلام کو اپنی بات بتائی تو بہت خوش ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا: مسلمانوں کو بتا دو، اور مجھے رسول اللہ ﷺ نے بت توڑنے کا حکم دیا، میں یمن لوٹ آیا اللہ تعالیٰ نے اسلام سے میرا دل بھر دیا تھا۔ ❸ جس کے متعلق میں نے کہا: ؏

"میری طرف سے ہماری قوم کے سربرآوردہ لوگوں کو کوئی یہ پیام پہنچائے گا کہ اور جو لوگ پوشیدہ اور ظاہر جوف دار جگہوں میں اترے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس وقت ہدایت سے نوازا جب ہم سے کچھ لوگ حیران ہو کر یہودی اور کچھ نصرانی ہو گئے تھے اور ہم یغوث اور اس کے قریب میں یعوق سے بری ہیں۔ اور اے پوری مخلوق میں سے بہترین انسان ہم نے تیری پیروی کر لی ہے"۔

۶۰۸۶ (ز) العوام بن المنذر الطائی
قسم ثالث میں ان کا ذکر ہوگا۔

۶۰۸۷ عوذ بن عفراء
عوف ہیں۔ نام میں اختلاف ہے، عوف زیادہ صحیح ہے۔

۶۰۸۸ عوذ الغافقی
جلیحہ بن صحار کے ساتھ وفد غافق میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

۶۰۸۹ عوانہ بن الشماخ
عبادہ میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۰۹۰ عوسجہ بن حرملہ ❹

بن جذیمہ بن سبرہ بن خدیجہ بن مالک بن حارثہ بن مازن بن سعد بن مالک.... الجہنی۔ ابن کلبی نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے۔ بقول بعض: ان کا جد اعلیٰ مالک بن ذہل بن ثعلبہ بن رفاعہ ہے۔ باقی نسب اسی طرح ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے: امام بخاری رحمہ اللہ ❺ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور اسحاق بن سوید رملی نے شام کے جنگل میں رہنے والے ان دیہاتیوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحابہ ہیں۔ اور احمد بن محمد بن عروہ الجہنی سے بحوالہ عویسجہ بن حرملہ الجہنی روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ مروہ ٹھہرتے اور اس کی اصل مشرقی جگہ بیٹھتے۔ اور دوپہر کے وقت اس پہاڑی پر چلے جاتے جہاں مسجد بنی ہے۔ چنانچہ ان دونوں مقامات پر ان کی آمد ورفت رہتی۔ نبی ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو آپ کو ان کی یہ حالت پسند آئی اور جس قدر چستی ان کی دیکھی بطونِ عرب میں سے کسی میں نہیں دیکھی۔ فرمانے لگے: "عوسجہ! مجھ سے مانگو میں تمہیں کیا دوں؟" ❻ ابن کلبی فرماتے ہیں: فتح مکہ کے

---

❶ اسد الغابہ (۴۲۶/۳) ❷ جامع المسانید (۱۳۳/۱۰، ۱۳۴) ❸ اسد الغابہ (۴۲۶/۳)

❹ تجرید (۴۲۷/۱) ❺ التاریخ الکبیر (۷۵/۴) ❻ اسد الغابہ (۴۲۶/۳)

روز رسول اللہ ﷺ نے انہیں ہزار سپاہیوں کا امیر مقرر کیا اور بمقام ذومرّ بطور جاگیر عطا کیا۔

۶۰۹۱ عوف بن اثاثہ

بن عباد بن المطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی، وہی مسطح جوان کا لقب ہے نام عوف ہے، حرف میم میں تذکرہ ہونا ہے۔

۶۰۸۲ (ز) عوف بن البلاد

بن خالد الجُشَمی از بنی غَنْم۔ سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے گورنروں میں سے تھے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۰۹۳ عوف بن الحارث[1]

عوف بن عفراء، معاذ معوّذ کے بھائی۔ ابو عمر[2] لکھتے ہیں: کسی نے ان کا نام عوذ لکھا ہے جبکہ عوف زیادہ صحیح ہے۔ یہی قول ابن اسحاق کا شرکاءِ بدر کے بارے میں ہے کہ معاذ، معوذ اور عوف بنی حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد از بنی النجار بدر میں شریک ہوئے۔ نیز فرماتے ہیں: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ بدر کے روز جب دشمن سے آمنا سامنا ہوا تو عوف بن عفراء آ کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! رب تعالیٰ کو اپنے بندے کی کون سی حالت پسند ہوتی ہے۔ فرمایا: وہ ننگے سر ہو کر جہاد میں ہاتھ ڈال دے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زرہ[2] اتار پھینکی اور آگے بڑھ کر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

۶۰۹۴ عوف بن الحارث

بقول بعض: ابو واقد اللیثی کا نام ہے، کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۶۰۹۵ عوف بن حصیرہ[3]

اسماعیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کا دور پایا ہے۔ اور بطریق شعبی بحوالہ ان کے جمعہ کی گھڑی امام کے باہر آنے اور نماز[3] کے اختتام تک ہونے کے بارے میں روایت نقل کی ہے جو مرفوع نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ نے انہیں تابعین میں شامل کیا ہے۔

۶۰۹۶ عوف بن دُلْہم[4]

بقول ابن مندہ، صحابہ میں ان کا ذکر ہے پھر ان کی موقوف حدیث (اثر) نقل کی۔

---

[1] استیعاب (۲۰۲۳) تجرید (۴۲۸/۱) [2] استیعاب (۲۹۷/۳)

[2] السنن الکبریٰ (۱۰۰/۱) [3] اسد الغابہ (۴۱۱۵) تجرید (۴۲۸/۱)

[3] جامع المسانید (۱۳۹/۱۰) اسد الغابہ (۴۲۷/۳)

[4] اسد الغابہ (۴۱۱۷) تجرید (۴۲۸/۱)

۶۰۹۷ عوف بن ربیع ❶

بن حارثہ بن ساعدہ بن خزیمہ بن نصر.... الاسدی ذوالخیار نبی ﷺ کے پاس آئے پھر رقہ فروکش ہوئے وہیں ان کی اولاد ہے۔ ابن مندہ علی بن احمد الخزاعی عن محمود بن محمد الادیب نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول ابونعیم: ابوعروبہ وغیرہ نے ''تاریخ خزرجیین'' میں ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۶۰۹۸ عوف بن سراقہ ❷

الضمری، جعیل کے بھائی۔ بھائی کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابن مندہ کی روایت ہے جب سنان بن مسلمہ کو اپنی تلوار لگ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے نہ ان کی دیت نکالی اور نہ اس کا حکم دیا۔ اور جعیل بن سراقہ کے بھائی کو تلوار لگی اور ان کی آنکھ شہید ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی دیت نکالی اور نہ اس کا حکم دیا۔ ❸

۶۰۹۹ عوف بن سلمہ ❹

بن سلامہ بن وقش الانصاری۔ ان کے والد کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ بغوی، ابن السکن اور ابن مندہ نے بطریق ابن ابی فدیک عن ابن ابی حبیبہ عن عوف بن سلمہ بن عوف بن سلمہ الاشہلی انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''اے اللہ! انصار کی، انصار کے بیٹوں کی اور انصار کے پوتوں کی مغفرت فرما''۔ ❺

ابن السکن کا قول ہے: ابن ابی حبیبہ وہ ابراہیم بن اسماعیل لیّن الحدیث (روایت حدیث میں کمزور) راوی ہے۔ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: ان کی حدیث اہل مدینہ سے منقول ہے اور اس کا مدار ابن ابی حبیبہ عن عوف بن سلمہ عن ابیہ عوف فضائل انصار پر ہے۔ اس کی ساری سند ضعیف ہے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ بغوی نے ان کا نسب نہیں بیان کیا بلکہ صرف عوف انصاری لکھا ہے، لکھتے ہیں انہیں ابن العطاف کہا جاتا ہے۔

۶۱۰۰ (ز) عوف بن عبدالحارث

بن عوف بن حبیش بن حارث الاحمسی۔ ابوحازم قیس کے والد ہیں، کنیت سے شہرت رکھتے ہیں۔ کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۶۱۰۱ عوف بن القعقاع ❻

بن معبد بن زرارہ التمیمی الدارمی۔ ان کا تذکرہ اور نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہوگا۔ ابن السکن وغیرہ

---

❶ اسد الغابہ (۴۱۱۸) تجرید (۴۲۸/۱) ❷ اسد الغابہ (۴۱۱۹) تجرید (۴۲۸/۱)

❸ جامع المسانید (۱۴۰/۱۰) اسد الغابہ (۴۲۸/۳) ❹ اسد الغابہ (۴۱۲۰) تجرید (۴۲۸/۱)

❺ ترمذی کتاب المناقب (۳۹۰۹) المستدرک (۸۰/۴) المعجم الکبیر (۹۹/۴)

❻ اسد الغابہ (۴۱۲۳) تجرید (۴۲۸/۱)

نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔طبرانی نے ان کی روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ کم عمری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ نے ہر شخص کو دو چادریں عطا کیں اور مجھے ایک چادر دی۔ جب ہم واپس ہوئے تو ان میں سے ایک شخص نے اپنی ایک چادر میرے لیے فروخت کر دی تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو چادروں میں حاضر ہوا۔آپ نے فرمایا: یہ چادر تمہیں کہاں سے ملی؟ میں نے عرض کی: فلاں سے خریدی ہے۔آپ نے فرمایا: تم اس سے زیادہ اس کے مستحق ہو۔ [1] کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطیہ ضائع کر دیا۔ابن السکن لکھتے ہیں: یہ روایت ثابت نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس لئے کہ سن میں غیر معروف راوی ہیں۔ زبیر بن بکار نے ان عوف بن القعقاع کا ''الموفقیات'' میں ذکر کیا ہے اور ان کی ایک اچھی بات نقل کی ہے۔اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان سے ہماری مغفرت نہ کی تو ہم ضرور ہلاک ہوں گے کیونکہ ہم کسی عمل سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نہیں کریں گے۔

۶۱۰۲ عوف بن مالك بن ابی عوف [2] الاشجعی

کنیت میں اختلاف ہے۔ابو عبدالرحمٰن، ابو محمد وغیرہ اقوال منقول ہیں۔ واقدی کا قول ہے: خیبر کے سال مسلمان ہوئے اور حمص فروکش ہوئے۔اوروں کا کہنا ہے: فتح مکہ میں شریک ہوئے ''اشجع'' کا جھنڈا انہی کے ہاتھ تھا، دمشق کے رہائشی تھے۔ابن سعد لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور ابو درداء میں رشتہ اخوت قائم فرمایا۔ [3] نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عبداللہ بن سلام اور ایک دوسرے شیخ سے روایت کرتے ہیں جن کا نام نہیں بتایا۔ان سے ابو مسلم خولانی، ابو ادریس خولانی، جبیر بن نفیر، عبدالرحمٰن بن عائذ، کثیر بن مرّہ اور ابو الملیح بن اسامہ روایت کرتے ہیں۔ابو عبید نے کتاب الاموال میں بطریق مجالد، شعبی سے بحوالہ سوید بن غفلہ روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام تشریف لائے تو ایک کتابی شخص آپ کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا: میری جو حالت آپ دیکھ رہے ہیں (وہ زخمی اور پٹا ہوا تھا) یہ ایک مسلمان نے کی ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سخت غصہ آیا اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ دیکھو اس کے ساتھ یہ سلوک کرنے والا کون ہے؟ اسے میرے پاس لے آؤ۔ یہ گئے تو وہ عوف بن مالک تھے۔انہوں نے ان سے کہا: امیر المومنین کو تم پر سخت غصہ ہے، لہٰذا تم معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، وہ ان سے بات کریں، مجھے خدشہ ہے کہ وہ تمہیں جلدی کوئی سزا دے دیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھ چکے، فرمایا: اس آدمی کو لے آئے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اتنے میں معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: امیر المومنین! وہ عوف بن مالک ہے، آپ اس کی بات سن لیں، جلدی نہ کریں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: تمہیں اس کے معاملے سے کیا واسطہ ہے؟ وہ کہنے لگے: میں نے اسے دیکھا کہ وہ ایک مسلمان عورت کو گدھے پر بٹھائے لے جا رہا تھا۔اس نے اسے برانگیختہ کیا کہ نیچے گر جائے تو وہ نہ گری پھر اس نے اسے کوئی چیز دی تو وہ نیچے گر گئی تو اس نے اس سے بدکاری کر لی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ عورت بھی آئے تاکہ پتہ چل جائے جو کچھ تم نے کہا ہے سچ ہے۔عوف اس عورت کے پاس

[1] المعجم الكبير (۱۵۱/۱۸) جامع المسانيد (۱۴۲/۱۰) [2] اسد الغابه (٤١٢٤) استيعاب (۲۰۲٦) تجريد (۴۲۹/۱)

[3] المعجم الكبير (۳۷/۱۸)

آئے۔ اس کا باپ اور خاوند کہنے لگے: اس سے ہماری رسوائی کرنا چاہتے ہو۔ وہ عورت کہنے لگی: اللہ کی قسم! میں تو ضرور اس کے ساتھ جاؤں گی وہ دونوں بھی کہنے لگے۔ ہم دونوں تمہاری طرف سے جائیں گے چنانچہ وہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ کو سارا واقعہ بتایا جیسا عوف نے بتایا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہودی کو سولی دینے کا حکم دیا اور فرمانے لگے۔ ہم نے ایسی باتوں کی وجہ سے تم لوگوں سے صلح کی ہے؟ سوید فرماتے ہیں: میں نے دیکھا اسلام میں یہ پہلا یہودی شخص تھا جسے سولی چڑھایا گیا۔ واقدی اور عسکری وغیرہ کا قول ہے: خلافت عبدالملک میں ۷۳ھ میں فوت ہوئے۔

۶۱۰۳ (ز) عوف بن مالك النصري

خلیفہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عاملین میں ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: ھوازن، نصر اور ثقیف پر سعد بن مالک۔ عوف بن مالک نصری مقرر تھے۔ لگتا ہے ان کے سامنے یہ نام اُلٹ گیا ہے، مشہور مالک بن عوف ہے جیسا کہ اپنے مقام پر آئے گا۔

۶۱۰۴ (ز) عوف بن نجوه قسم ثالث میں تذکرہ ہونا ہے۔

۶۱۰۵ عوف الخثعميّ

حصین بن عوف کے والد، پہلے تذکرہ ہوا ہے۔ جہاں ان کے بیٹے حصین کا ذکر ہے۔

۶۱۰۶ عوف السلمي

فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ انہی پر عباس بن مرداس شرکاءِ فتح مکہ میں سے فخر کرتے ہیں جن کا تعلق ان کی قوم سے ہے: ؏

''خفاف، ذکوان اور عوف، تو انہیں ایسے مضبوط تر خیال کرے گا جن کی جفتی میں مادائوں کو مشقت اٹھانی پڑتی ہے جب ہم مکہ آئے تو ہمارا پرچم عقاب تھا جس نے آسمان پر چکر لگانے کے بعد حملہ کرنا تھا''۔

۶۱۰۷ عوف الوَرْكانيّ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم تھے۔ آپ نے ان کی طرف ضرار بن الازور کو مرتدوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا تھا۔ سیف بن عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ جس کی سند صلصل کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔

۶۱۰۸ عون بن جعفر [1]

بن ابی طالب الہاشمی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا (زاد بھائی) کے بیٹے۔ حبشہ پیدا ہوئے اور غزوۂ خیبر میں انہیں ان کے والد لے کر آئے۔ نسائی وغیرہ کی روایت ہے کہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے مروی ہے جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے بھتیجوں کو بلاؤ''۔ ہمیں بلایا گیا اس وقت ہم چوزوں کی طرح چھوٹے چھوٹے تھے۔ پھر فرمایا: میرے پاس نائی کو بلاؤ۔ وہ آ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہمارے سر مونڈنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد فرمانے لگے: رہا محمد تو وہ

---

[1] اسد الغابہ (٤١٢٨) استيعاب (٢٠٧٣) تجريد (٤٢٩/١)

ہمارے چچا ابوطالب کے مشابہ ہے۔ رہا عون تو وہ شکل و شباہت اور اخلاق میں میرے مشابہ ہے، پھر میرا ہاتھ پکڑ کر لہرایا اور فرمانے لگے: ''اللہ! جعفر کے گھرانے کا نائب بنا اور عبداللہ کے سودے میں برکت دے''۔ [1] یہ سند صحیح ہے۔ ابن مندہ نے اسے اسی سند سے مختصراً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر اکتفا کرتے ہوئے نقل کیا ہے، آپ نے عون سے فرمایا: ''تم اخلاق اور صورت میں میرے مشابہ ہو''۔ [2] ابن الاثیر [3] نے جب ان کے حالات میں یہ روایت نقل کی تو فرمایا: آپ علیہ السلام نے یہ بات ان کے والد سے فرمائی تھی۔ اور اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ یہ وہم ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں جیسا وہ سمجھتے ہیں۔ بلکہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹوں محمد اور جعفر میں سے بڑا کون تھا؟ تو عبداللہ عمر میں بڑے تھے۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ عبداللہ ۲ھ میں پیدا ہوئے۔ بعض نے کچھ اور سن لکھا ہے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابوعمر [4] لکھتے ہیں: عون بن جعفر جنگ تُستر میں جو خلافتِ فاروقی میں ہوئی، شہید ہوئے۔ ان کی اولاد نہیں۔

۶۱۰۹ (ز) عون بن قیس

بن معد بن حارث بن تیم بن کعب.... خثعمی۔ حضرت اسماء بنت عمیس اور سلمی کے بھائی۔ اور جعفر، ابوبکر، حمزہ اور علی رضی اللہ عنہم کی اولاد کے ماموں۔ بقول ابن کلبی: حرہ کے روز سو سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

۶۱۱۰ (ز) عَویج بن خویلد

بقول بعض: ابوعقرب کا نام، کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے (ت ۱۰۲۵۶)۔

۶۱۱۱ عویف بن الاضبط [5]

بن اُبَیر ابن جذیمہ بن عدی بن الدئل۔ الاضبط کا نام ربیعہ تھا۔ ابن کلبی کا قول ہے: حدیبیہ کے سال اسلام لائے، جبکہ اوروں کا کہنا ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۃ الحدیبیہ کے موقعہ پر انہیں مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اسے بلاذری نے نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں، بقول بعض: ابوذر تھے۔ ابن ماکولا [6] فرماتے ہیں: آپ نے جب عمرۃ القضاء کا سفر فرمایا تو انہیں نائب مقرر کیا تھا۔ فرماتے ہیں: بقول بعض ان کا نام عویث ہے، فاء کی جگہ ثاء ہے۔

۶۱۱۲ عویف بن الوَرْقانی [7]

سیف نے کتاب الردۃ میں لکھا ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب طلیحہ اسدی کی خبر ملی تو انہیں اس سے جنگ کے لیے بھیجا تھا۔

---

[1] جمع الجوامع (۹۷۷٦) [2] ترمذی کتاب المناقب باب مناقب جعفر بن ابی طالب (۳۷٦۵) اسد الغابہ (۴۳۰/۳)
[3] اسد الغابہ (۴۳۰/۳) [4] استیعاب (۳۱۵/۳) [5] اسد الغابہ (۴۱۳۰) استیعاب (۲۰۷۴) تجرید (۴۲۹/۱)
[6] الاکمال (۹/۱) [7] تجرید (۴۲۹/۱)

۶۱۱۳ عُوَیم [1]

تصغیر کا صیغہ ہے اس کے آخر میں راء نہیں۔ ابن ساعدہ بن عائش بن قیس بن نعمان.... انصاری اوسی۔ بعض نے اس سے مختلف نسب لکھا ہے۔ ابن اسحاق [2] فرماتے ہیں: اصلاً بلی سے تھے۔ بنی امیہ بن زید کے حلیف تھے۔ بیعتِ عقبہ کے شرکاء میں سے ہیں۔ بدر، اُحد اور دیگر غزوات میں شرکت کی۔ نبی ﷺ کی زندگی میں فوت ہوئے۔ یہ واقدی کا قول ہے۔ اوروں کا کہنا ہے: خلافتِ فاروقی میں وفات پائی جس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو صحیح میں بطریق زہری عبیداللہ بن عبداللہ عن ابن عباس بحوالہ حضرت عمر حدیث سقیفہ میں مروی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم سے انصار کے دو نیک آدمیوں نے ملاقات کی۔ اسماعیلی نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے، زہری نے کہا: مجھے عروہ بن زبیر نے بتلایا ان سے جو دو آدمی ملے تھے وہ عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی تھے۔ رہے عویم تو یہ وہی ہیں جن کے متعلق ہمیں معلوم ہوا کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: وہ کون لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''ایسے مرد ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں''۔ آپ نے فرمایا: ''ان میں سے بہترین مرد عویم بن ساعدہ ہے''۔ [3] یہی متن حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ سے علیحدہ مروی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں بطریق عاصم بن سوید روایت کی ہے کہ میں نے صفراء بنت عثمان بن عتبہ بن عویم بن ساعدہ کو فرماتے سنا، فرماتی ہیں: مجھ سے میری دادی نے بیان کیا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عویم بن ساعدہ کے جنازے کے لیے بلایا اور نبی ﷺ نے ان میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں رشتۂ اخوت قائم فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے لیے جو جھنڈا بھی نصب کیا گیا اس کے تلے عویم موجود تھے۔ [4] ابن اسحاق [5] فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے ان میں اور حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا تھا۔

۶۱۱۴ (ز) عویم الهذلیّ

بقول بعض: عویمر، تذکرہ ہونا ہے۔

۶۱۱۵ عُوَیمر [6]

ابن ابی ابیض العجلانی۔ طبرانی لکھتے ہیں: یہ عویمر بن الحارث بن زید بن جابر بن الجد بن العجلان ہیں۔ ابیض ان کے آباء و اجداد میں سے کسی کا لقب ہے جس کی تائید مؤطا اور شیخین وغیرہ کی اس روایت سے ہوتی ہے جو حدیث سہل بن سعد سے مروی ہے کہ العجلانی عاصم بن عدی کے پاس آ کر کہنے لگے: عاصم! تمہاری کیا رائے ہے؟ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو مشغول پائے آیا اسے قتل کر دے اور پھر لوگ اسے قتل کر دیں یا کیا کرے۔ [7] وہ حدیث جس میں آیت لعان کے نازل ہونے کا ذکر ہے۔ موطا میں قعنبی کی روایت ہے کہ یہ عویمر بن اشقر العجلانی ہیں۔ بقول بعض: یہ غلط ہے کیونکہ عویمر بن اشقر دوسرے مازنی ہیں جن کا ذکر ہوگا شاید عویمر العجلانی کے کسی باپ دادا کا لقب ابیض ہو اور راوی نے اس پر ابیض کا اطلاق کر دیا ہو۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۱۳۲) استیعاب (۲۰۷۵) تجرید (۴۲۹/۱) [2] السیرۃ النبویۃ (۲۵۰/۲)

[3] المعجم الکبیر (۱۳۹/۱۷) جامع المسانید (۱۸۷/۱۰) [4] جامع المسانید (۱۸۸/۱۰)

[5] الاحاد والمثانی (۳/۴) [6] السیرۃ النبویۃ (۲۵۰/۲)

[7] ابوداؤد کتاب الطلاق باب فی اللعان (۲۲۴۵) نسائی (۳۴۶۶) مسند احمد (۳۳۷/۵) مؤطا مالک (۱۲۳۰) المعجم الکبیر (۵۶۷۵/۶)

۶۱۱۶ (ز) عویمر بن الاخرم بقول بعض: عمیر تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۱۱۷ عویمر بن اشقر[1]

بن عدی بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن عثمان بن مازن انصاری مازنی۔ ابن البرقی نے ان کا نسب بیان کیا ہے اور خلیفہ نے انصار میں سے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جن کا نسب ثابت نہیں ہوا۔ اور عسکری نے بنی حارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن اوس میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان سے پہلے ابن ابی خیثمہ نے ان کا یہی نسب لکھا ہے۔ قربانی کے بارے میں ان کی ایک حدیث[2] ہے جو بروایت عباد بن نعیم بحوالہ ان کے ابن ماجہ وغیرہ میں ہے۔ اسے خطیب نے "المتفق" میں یحییٰ بن ابی کثیر انصاری از بنی النجار کے حالات میں عن عمرو بن یحییٰ المازنی بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ ان کی حدیث کے کسی طریق میں ہے وہ بدری ہیں، یحییٰ بن معین کا بیان ہے عباد بن تمیم نے ان سے سماع نہیں کیا ہے۔ واللہ اعلم

۶۱۱۸ عویمر ابودرداء

نام وکنیت دونوں سے شہرت رکھتے ہیں۔ البتہ نام میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: نام عامر ہے اور عویمر لقب ہے۔ جسے عمرو بن الفلاس ان کی اولاد میں سے کسی سے نقل کیا ہے۔ اسی پر اصمعی نے کدیمی کی ان سے مروی روایت میں اعتماد کیا ہے۔ ان کے والد کے نام میں بھی اختلاف ہے۔ عامر/ مالک/ ثعلبہ/ عبداللہ اور زید مختلف اقوال ہیں۔ وہ ابن قیس بن امیہ بن عامر بن عدی بن کعب بن الخزرج انصاری خزرجی ہیں۔ ابوشہر، سعید بن عبدالعزیز سے نقل کرتے ہیں: بدر کے روز اسلام لائے اور اُحد میں شریک ہوئے جس میں بڑی جانبازی سے لڑے۔ صفوان بن عمرو بحوالہ شریح بن عبید روایت کرتے ہیں کہ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عویمر بہترین شہسوار ہے۔[3] اور فرمایا: وہ میری اس امت کا حکیم ہے۔ اعمش، خیثمہ سے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں کہ بعثت سے پہلے میں تجارت کیا کرتا تھا اور اسلام لانے کے بعد بھی میں نے تجارت کا ارادہ کیا لیکن دونوں کا اتفاق نہ ہو سکا (اس لیے میں نے تجارت چھوڑ دی)۔ ابن حبان لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انھیں دمشق کا قاضی مقرر کیا۔

روایت حدیث:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم، زید بن ثابت، حضرت عائشہ، ابوامامہ اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے ان کا بیٹا بلال، اہلیہ ام درداء، ابوادریس خولانی، سوید بن غفلہ، جبیر بن نفیر، زید بن وہب اور علقمہ بن قیس وغیرہ حضرات روایت کرتے ہیں۔ ابوشہر بحوالہ سعید بن عبدالعزیز فرماتے ہیں: حضرت ابودرداء اور کعب احبار خلافت عثمانی کے اختتام سے دو سال پہلے فوت ہوئے۔ واقدی اور ایک جماعت کا کہنا ہے: ۳۲ھ میں فوت ہوئے۔ علامہ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: جنگ صفین کے بعد وفات پائی۔ محدثین کے نزدیک

---

[1] اسد الغابہ (۳۱۳٤) استیعاب (۲۰۲۸) تجرید (۱/۴۳۰)

[2] مؤطا کتاب الضحایا باب النهی عن ذبح الضحیحه قبل انصراف الامام (۱۰۷۰)

[3] المستدرك (۳/۳۳۷)

زیادہ صحیح یہی ہے کہ خلافتِ عثمانی میں فوت ہوئے۔

۶۱۱۹ (ز) عوَیمر بن حارث عویمر بن ابی الیبض میں ذکر ہوتا ہے۔

۶۱۲۰ عویمر قیس کے والد، ان کے بیٹے قیس کے حالات میں تذکرہ ہوگا۔

۶۱۲۱ عویمر الھذلی [1]

بقول بعض: عویم۔ ابن ابی خیثمہ، ہیثم بن کلیب اور طبرانی وغیرہ کی بطریق محمد بن سلیمان بن سمؤال (جو ایک ضعیف راوی ہے) عمرو بن تمیم بن عویم ہذلی سے بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا روایت ہے کہ میری بہن ملیکہ اور ہمارے خاندان کی ام عوف بنت مسروح نامی خاتون جس کا تعلق بنی سعد بن ہذیل سے تھا ہمارے خاندان کے حمل بن مالک نامی شخص جس کا تعلق بنی ہذیل سے تھا منسوب تھیں۔ تو اس عفیف نے خیمے کے کھونٹے [2] سے میری بہن کو مارا جس سے وہ اور اس کا پیٹ کا بچہ دونوں مر گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں دیت اور اس کے بچے کے بارے میں غلام آزاد کرنے کا فیصلہ کیا.....[3] (حدیث) فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ہم شکاری لوگ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جب تم شکار کی طرف تیر پھینکو تو جو تمہارے سامنے ہوا سے کھا لیا کرو اور جو آنکھوں سے اوجھل ہو جائے (بعد میں مل بھی جائے) اسے نہ کھاؤ''۔ [4]

عمران بن عویم کے حالات میں بعینہ پیٹ کے بچے کا واقعہ گزر چکا ہے جس میں اس سیاق سے مختلف عبارت ہے۔ علامہ ابن الاثیر [5] فرماتے ہیں: ابن مندہ نے یہ روایت اور ابونعیم نے عویم میں نقل کی ہے اور دونوں کا بیان ہے ان کی حدیث الصید ہے۔ پھر دونوں نے عویمر میں یہی روایت نقل کر دی اور عورتوں کا واقعہ بھی ان کے حوالے سے ذکر کیا، حالانکہ شخصیت ایک ہے۔

باب العین کے بعد یاء

۶۱۲۲ عَیَّاذ [1]

ابن عمرو یا ابن عبد عمرو ازدی یا سلمی حسن بن سفیان اور طبرانی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور سب نے بطریق بشر بن صحار العبدی بحوالہ عیاذ بن عمرو روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہتے تھے۔ فرماتے ہیں: ایک یہودی آپ سے بات کر رہا تھا کہ آپ کے کندھوں سے آپ کی چادر سرک گئی اور نبی ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی آپ کی مہر نبوت دیکھے، میں نے آپ کی چادر سیدھی کر دی۔ بعد میں مجھ سے فرمایا: کس نے ایسا کیا تھا؟ میں نے عرض کی: میں نے، فرمایا: ادھر آؤ۔ [2]

---

[1] اسد الغابہ (۴۱۳۵) استیعاب (۲۰۳) تجرید (۱/۴۳۰) [2] خیمے کی لکڑی۔

[3] المعجم الکبیر (۱۷/۳۵۲) اسد الغابہ (۳/۴۳۰) [4] اسد الغابہ (۳/۴۳۱)

[5] اسد الغابہ (۴/۱۸) [1] اسد الغابہ (۴۱۳۷) استیعاب (۲۰۷۶) تجرید (۱/۴۳۰)

[2] مجمع الزوائد (۲/۲۷۸) حلیۃ الاولیاء (۵/۱۰)

میں آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا آپ نے میرے سر پر اپنا دست مبارک رکھا اور اسے پھیرتے پھیرتے میرے سینے پر لے آئے۔ اور مہر نبوت آپ کے بائیں کندھے کی جانب تھی جیسے وہ بکری کی گردن ہے۔ یہ ابن مندہ، طبرانی اور ان کے متبعین کی روایت ہے۔ اور خطیب کی روایت کے یہ الفاظ ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ سے خدمت کے بارے میں گفتگو کی۔ فرماتے ہیں: آپ نے اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھا اور اسے اپنے ہاتھ سے چھوا یہاں تک کہ کمر تک لے آئے۔ اسی میں ہے، جیسے بکری کا گھٹنہ ہوتا ہے۔ اور اس میں یہ حدیث ہے: جب کوئی سواری آئے تو میرے پاس آنا۔ اسی روایت میں ہے: پھر آپ ﷺ نے مجھے دو سالہ یا پانچ سالہ اونٹنی عطا کی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک میرے پاس رہی۔ اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔ طبرانی اور ابن مندہ وغیرہ نے یہ نام عین اور باء سے نقل کیا ہے۔ اسی طرح ابن عبدالبر [1] نے عباد بن بشر کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے، جبکہ خطیب نے ان سب کے خلاف یاء سے جیسا یہاں ہے قلمبند کیا ہے۔ ابن ماکولا [2] نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔

۶۱۲۳ عیّاش بن ابی ثور [3]

بقول ابوعمر: [4] صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں قدامہ بن مظعون سے پہلے بحرین کا والی مقرر کیا تھا۔

۶۱۲۴ عیّاش بن ابی ربیعہ [5]

نام عمرو، لقب ذوالرمحین ہے۔ ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی۔ سابقین اولین سے تعلق رکھتے ہیں اور دو ہجرتیں کیں۔ پھر ابوجہل نے انہیں دھوکہ دیا تو یہ لوگ مدینہ سے مکہ آ گئے تو ان لوگوں نے انہیں گرفتار کر لیا۔ نبی ﷺ قنوت میں ان کے لیے دعا مانگا کرتے تھے جیسا کہ صحیحین میں حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ عسکری کا بیان ہے بدر میں شریک ہوئے، لیکن مورخین نے ان کی غلطی پکڑی ہے۔ ہشام بن عاص سہمی کے حالات میں بھی ان کا ذکر ہوگا۔ اِن سے ان کا بیٹا عبداللہ بحوالہ نبی ﷺ مکہ کی عظمت [6] والی روایت نقل کرتے ہیں۔ نیز انس بن مالک اور عبدالرحمٰن بن سابط نے ان سے روایت کی ہے اور عمر بن عبدالعزیز، نافع مولی ابن عمران سے مرسل روایت کرتا ہے۔ ابن قانع اور قراب وغیرہ کا کہنا ہے: خلافتِ فاروقی میں ۱۵ھ شام میں فوت ہوئے، بقول بعض: یمامہ میں اور ایک قول کے مطابق یرموک میں شہید ہوئے۔

۶۱۲۵ (ز) عیّاش بن علقمہ

بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئ۔ زبیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کا باپ فتح مکہ سے پہلے کافر مر گیا تھا۔ یہ عیاش مسلمانانِ فتح مکہ میں سے لگتے ہیں۔ چنانچہ زبیر نے ابن زبالہ سے ''اخبار مدینہ'' میں نقل کیا ہے کہ ان کے بیٹے عبداللہ بن عیاش کو مروان نے جب وہ مدینہ کے گورنر تھے ۴۱ھ میں بمقام عقیق قطعہ ارضی دیا تھا۔

[1-2] استیعاب (۳/۳۱۶) [3] الاکمال (۲/۱۱۲) [4] اسد الغابہ (۴۱۳۸) استیعاب (۲۰۳۱) تجرید (۱/۴۳۰)

[5] استیعاب (۳/۳۰۱) [6] اسد الغابہ (۴۱۳۹) استیعاب (۲۰۳۲) تجرید (۱/۴۳۰)

[7] ابن ماجہ کتاب المناسک باب فضل مکہ (۳۱۱۰)

۶۱۲۶ عیاض بن جمہور ❶

اسماعیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق حریث بن المعلی کندی جو کندہ فروکش ہوتے تھے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بحوالہ عیاض بن جمہور فرماتے سنا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ ایک شخص کہنے لگا: ایک شخص تلوار لیے میری جان مال کا طالب ہوتا ہے میں اس وقت کیا کروں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

”تم اسے اللہ کا واسطہ دو، اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے عذاب کی یاد دلاؤ، پھر بھی وہ باز نہ آئے تو تمہارے لیے اس کا خون حلال ہے اس سے ہرگز عاجز نہ ہونا“۔ ❷

اس کی سند میں علی بن قرین ہے جو بہت کمزور راوی ہے۔

۶۱۲۷ عیاض بن الحارث ❸

بن خالد بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ قرشی تیمی، محمد بن ابراہیم تیمی کے چچا۔ ابن مندہ وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے احد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ آئے اور حضرت حمزہ کا مثلہ ہوا تھا پھر ایک واقعہ نقل کیا۔

۶۱۲۸ (ز) عیاض بن حارث انصاری

عیاض بن عبداللہ میں ذکر ہوتا ہے۔

۶۱۲۹ عیاض بن حمار ❹

بن ابی حمار بن ناجیہ بن عقال بن محمد بن سفیان بن مجاشع تیمی مجاشعی۔ خلیفہ وغیرہ نے ان کا نسب لکھا ہے۔ صحیح مسلم ❺ میں ان کی حدیث ہے اور ابوداؤد و ترمذی میں بحوالہ ان کے ایک اور حدیث ہے کہ انہوں نے اسلام لانے سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا تو آپ نے اسے قبول نہیں فرمایا۔ بصرہ کے رہائشی تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے مطرف بن عبداللہ اور ان کے بھائی یزید بن عبداللہ بن الشخیر، علاء بن زیاد اور عقبہ بن صہبان وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ان کے والد کا نام مشہور جانور کے نام پر ہے جسے بعض غالی فقہاء نے غلط لکھ دیا ہے۔ ان کا گمان ہے یہ نام کوئی بھی نہیں رکھتا۔

۶۱۳۰ عیاض بن خویلد الہذلی ثم الضبعی

لقب بُریق۔ مرزبانی ❻ معجم الشعراء میں لکھتے ہیں: حجازی ہیں اور بنی لحیان کے متعلق ان کے اشعار نقل کیے: ع

---

❶ اسد الغابہ (٤١٤٢) تجريد (٤٣٠/١) ❷ اسد الغابہ (٤٣٥/٣)

❸ اسد الغابہ (٤١٤٣) استيعاب (٢٠٢٣) تجريد (٤٣٠/١)

❹ اسد الغابہ (٤١٤٤) استيعاب (٢٠٣٤) تجريد (٤٣٠/١)

❺ مسلم كتاب الجنة باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا (٦٣، ٦٤)

❻ معجم الشعراء (١١٢)

''ہمیں بنی دھمان نے اپنے لہو بہانے کا بدلہ دیا جسے سنمار (جس نے خلیفہ کے لئے اعجوبۂ روزگار محل تعمیر کیا تھا تو خلیفہ نے اس خطرے سے کہ کسی اور کے لئے نہ بنائے اسی کی چھت سے گرا کر مار دیا تھا) معمار کو اس کے کیے کا بدلہ دیا گیا تھا۔ اگر تم لوگ صبر کرو تو جنگ ہے جس کا نتیجہ تمہیں معلوم ہے اور اگر تم کوچ کرو گے تو وہ کوچ کرنے والوں کے لیے زیادہ برا ہے''۔

فرماتے ہیں: ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے خلاف استدعا کی اور یہ حجۃ الوداع کا موقعہ تھا۔ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! ہمیں اسلام میں ہجو کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مدد فرمائی۔ قریش کے چند افراد نے ان کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تو آپ نے انہیں ان کے سپرد کر دیا۔ لکھتے ہیں: ان کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک واقعہ ہے۔

میں کہتا ہوں: اس واقعہ کو ابن اسحاق نے مغازی میں اور ہم نے ابن ابی الدنیا کی کتاب ''مجابی الدعوۃ'' میں ان کے طریق سے نقل کیا ہے، لکھتے ہیں: مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سماع کیا تھا۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں بطریق ابن لہیعہ عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے اس شخص نے بتایا جس نے عکرمہ سے سماع کیا ہے، ایک دفعہ ہم لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ آپ لوگوں کی رجسٹریشن کا معائنہ کر رہے تھے۔ اتنے میں ان کے پاس سے ایک نابینا اور لنگڑا شخص گزرا جس کا ہاتھ تھامنے والا تھک چکا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر تعجب کرتے ہوئے فرمایا: اسے کون جانتا ہے؟ ایک شخص کہنے لگا: یہ بنی ضبعاء ابہلہ بن بریق سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا: بریق کون ہے؟ اس نے کہا: ایک یمنی شخص ہے جس کا نام عیاض ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا وہ یہاں ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: تمہارا اور بنی ضبعاء کا کیا معاملہ ہے؟ وہ کہنے لگا: بنی ضبعاء بارہ افراد تھے۔ جاہلیت میں وہ میرے پڑوسی تھے۔ وہ کھاتے میرے ساتھ لیکن میری آبروریزی کرتے۔ میں نے انہیں روکا، اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دیا لیکن وہ باز نہیں آئے۔ میں نے انہیں مہلت دی یہاں تک کہ جب حج کا موسم آیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے بددعا کی۔ میں نے کہا: ع

''اے اللہ! میں آپ کو ایسی دعا میں پکارتا ہوں جو بڑی مشقت والی ہے۔ بنی ضبعاء کے لوگوں میں سے سوائے ایک کے سب کو مار ڈال پھر اسے ایسی مصیبت میں مبتلا کر کہ وہ اندھا ہو کر بیٹھ جائے اور جب اس کا ہاتھ تھامنے والا چلے تو تھک جائے''۔

ابھی سال بھی نہیں گزرا تو سوائے ایک کے سب ہلاک ہو گئے۔ جیسا کہ آپ کو نظر آ رہا ہے۔ اس کا قائد (ہاتھ تھامنے والا) تھک چکا ہے۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس میں بڑی عبرت اور تعجب کی بات ہے، پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: اس میں نابینا آدمی کا نام ابہلہ ہے جن کا تذکرہ حرف الف میں گزر چکا ہے۔

۶۱۳۱ (ز) عیاض بن زِغب

بن حبیب المحاربی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان کے بیٹے مسلم بن عیاض کے حالات میں حرف میم میں ہوگا۔

۶۱۳۲ عیاض بن زہیر

بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن ضبہ بن حارث بن فہر قرشی فہری۔ موسیٰ بن عقبہ، اور محمد [1] بن اسحاق وغیرہ نے مہاجرین حبشہ اور شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ خلیفہ بن خیاط کا قول ہے: بقول بعض یہ عیاض بن غنم بن زہیر ہیں جن کا نام فتوحات شام میں معروف ومشہور ہے یعنی اپنے دادا کے نسب سے ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابن عساکر کا میلان اسی طرف ہے اور اسے اس بنا پر قوی لکھا ہے کہ زبیر اور ان کے چچا مصعب نے صرف ابن غنم کا ذکر کیا ہے، جسے ابن سعد نے واقدی کے اتباع میں ثابت کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: عیاض بن زہیر، عیاض بن غنم بن زہیر کے بھتیجے۔ اسی طرح عسکری نے اعتماد سے لکھا ہے کہ عیاض بن غنم عیاض بن زہیر کے علاوہ ہیں۔

۶۱۳۳ عیاض بن زید العبدی [2]

بغوی نے بحوالہ ابن سعد صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور شیخ الهنائی فرماتے ہیں: مجھ سے عبدالقیس کے عیاض نامی ایک شخص نے بیان کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

"اپنے رب کو ضرور اختیار کرو اور اپنی نماز پہلے وقت پڑھو اللہ تعالیٰ تمہیں دوہرا اجر دے گا"۔ [3]

اسے طبرانی وغیرہ نے نقل کیا ہے، سند میں غیر معروف راوی ہیں۔ اسی میں سلیمان بن داؤد المنقری ہے جو شاذ کوئی ہے اور وہ حافظے اور بہت ضعیف ہونے میں مشہور ہے۔

۶۱۳۴ عیاض بن سعید [4]

بن جبیر بن عوف ازدی ثم الحجری۔ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ فتح مصر میں شریک تھے۔ ان کا ذکر تو ملتا ہے لیکن ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ ابن یونس نے ان کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا کہ وہ فتح مصر میں شریک ہوئے تھے۔

۶۱۳۵ عیاض بن سلیمان [5]

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور حاکم نے مستدرک میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔ مکحول بحوالہ عیاض بن سلیمان، جو صحابی ہیں، روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری اُمت کے بہترین لوگ جیسا کہ مجھے ملأ اعلیٰ میں معلوم ہوا ہے وہ ہیں جو لوگوں میں تو ہنستے ہیں لیکن تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کی شدت کے خوف سے روتے ہیں....."۔ (حدیث) [6]

اسے ابوموسیٰ نے اسی سند سے نقل کیا ہے لیکن اس میں لکھا ہے عن حماد بن ابی حمید، اور ابونعیم نے اسی حدیث کا مفہوم ایک اور سند سے بحوالہ مکحول نقل کیا ہے لیکن انہوں نے عیاض بن غنم کہا۔

---

[1] السيرة النبوية (۲۶۱/۱) [2] اسد الغابہ (٤١٤٦) تجريد (٤٣١/١)

[3] المعجم الكبير (١٠١٣/١٧) اسد الغابہ (٤٣٧/٣) [4] اسد الغابہ (٤١٤٧) تجريد (٤٣١/١)

[5] اسد الغابہ (٤١٤٨) تجريد (٤٣١/١) [6] المستدرك (١٧/٣) جامع المسانيد (٢١٣/١٠) اسد الغابہ (٤٣٧/٣)

۶۱۳۶ عیاض بن عبداللہ الضمری ✿

عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور زہری کی یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے لکھا کہ عیاض بن عبداللہ نے انہیں بتایا وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس طاعون کا ذکر کر رہے تھے، آپ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس کے نقاب سے نہیں جھانکے گا۔ ✿

۶۱۳۷ عیاض بن عبداللہ الثقفی ✿

بقول بعض: عیاض بن حارث انصاری۔ ان کی حدیث ابن ابی عاصم نے ''وحدان'' میں بطریق ابی عاصم نقل کی ہے۔ ہم سے ابوعلی ثقفی (جو عبداللہ بن عبدالرحمٰن الطائفی ہیں) نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عیاض نے بحوالہ اپنے والد ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بارہ (۱۲) ہزار کی جمعیت میں ہوازن کی جانب روانہ ہوئے تو اہل طائف میں سے اتنے لوگ قتل ہوئے جتنے بدر کے روز قریش میں سے قتل ہوئے تھے۔ پھر آپ نے مٹھی بھر خاک اٹھائی اور ہماری طرف پھینک دی جس سے ہم شکست کھا گئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ مطین ابن مندہ نے بطریق ابوعاصم عبداللہ بن عیاض بحوالہ ان کے والد اسی سند سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ کے پاس بہز کا ایک شخص شہد لے کر آیا۔ آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: آپ کے لیے ہدیہ ہے۔ آپ ﷺ نے اسے قبول کر لیا۔ پھر اس نے کہا: میری جائیداد کو میرے لیے رکھ (مخصوص جنگلی علاقہ) قرار دے دیں۔ چنانچہ آپ نے اسے رکھ قرار دے دیا اور تحریر بھی لکھوا دی۔ ✿ پہلی حدیث حاکم نے بطریق ابوقلابہ الرقاشی عن ابی عاصم نقل کی ہے لیکن ان کے ہاں لکھا ہے مجھے عبداللہ بن عیاض بن حارث انصاری نے بتایا۔ واللہ اعلم

۶۱۳۸ عیاض بن عبداللہ ✿

بن سعید بن ابی ذباب۔ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے، میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ آپ مسجد میں نماز پڑھنے داخل ہوئے۔ تو ایک شخص آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگا.....۔ (حدیث) ✿

۶۱۳۹ عیاض بن عمرو

بن بلیل بن احیحہ بن الجلاح الانصاری الخزرجی۔ بقول عدوی: احد اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے صحابی ہیں اور ایوب بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عیاض صدیق العمری زاہد و عابد کے دادا ہوتے ہیں۔ ابن الدباغ و ابن فتحون نے اپنے اپنے

✿ اسد الغابہ (۴۱۵۱) تجرید (۴۳۱/۱)

✿ مسند احمد (۲۰۷/۵) جامع المسانید (۲۱۵/۱۰) اسد الغابہ (۴۳۷/۳)

✿ اسد الغابہ (۴۱۴۹) استیعاب (۲۰۳۹) تجرید (۴۳۱/۱)

✿ المعجم الکبیر (۱۰۱۱/۱۷) مجمع الزوائد (۱۴۹/۴) جامع المسانید (۲۱۴/۱۰) اسد الغابہ (۴۳۷/۳)

✿ اسد الغابہ (۴۱۵۰) تجرید (۴۳۱/۱)

✿ جامع المسانید (۲۱۵/۱۰) اسد الغابہ (۴۳۷/۳)

استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۱۴۰ عیاض بن عمرو الاشعری [1]

بقول ابن حبان: [2] صحابی ہیں۔ بغوی لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں شک ہے۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں: نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ اور ابوعبیدہ بن الجراح کو دیکھا ہے۔

میں کہتا ہوں: نبی ﷺ سے مروی ان کی حدیث ابن ماجہ [3] میں بطریق شعبی مروی ہے کہ عیاض انبار میں ایک عقد میں شریک تھے۔ فرمانے لگے: کیا بات ہے؟ تو لوگ اس طرح تلواروں سے خوشی کا اظہار کیوں نہیں کر رہے جیسا رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتا تھا۔ اس میں ان کے والد کا نام نہیں لیا۔ یہی روایت ابن مندہ نے اسی سند سے نقل کی ہے، انہوں نے ان کے والد کا نام عمرو بتایا ہے اس میں شریک سے آگے بحوالہ مغیرہ اختلاف ہے۔ بقول بعض: ان سے عن زیاد بن عیاض بن عوف بن عیاض بن عمرو۔ ان کی ابوموسیٰ اور ابوموسیٰ کی اہلیہ سے مروی روایت مسلم میں ہے۔ ان سے سماک بن حرب اور حصین بن عبدالرحمٰن نے بھی روایت کی ہے۔

۶۱۴۱ عیاض بن غنم

ابن زہیر بن ابی شداد الفہری عیاض بن زہیر کے حالات میں نسب بیان ہو چکا ہے۔ ابن سعد [4] لکھتے ہیں، الطبقۃ الاولی: عیاض بن زہیر پھر ان کا نسب بیان کیا۔ ابن اسحاق کی روایت میں حبشہ ہجرتِ ثانیہ کی، بدر، احد، خندق اور باقی غزوات میں شریک ہوئے۔ ۳۰ھ کو مدینہ میں فوت ہوئے ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ دوسرے طبقہ میں لکھتے ہیں: عیاض بن غنم بن زہیر، نسب بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: حدیبیہ سے پہلے اسلام لائے اور اس میں شریک ہوئے۔ اور شام میں ۲۰ھ ساٹھ (۶۰) سال کی عمر میں انتقال کیا۔ [5] اور شام صحابہ میں سے فروکش ہونے والوں میں باضافہ ان الفاظ کے ان کا ذکر کرتے ہیں: وہ نیک اور خوش اخلاق انسان تھے اور اپنے پھوپھی زاد بھائی ابوعبیدہ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے وفات کے وقت انہیں حمص کا نائب مقرر کیا تھا، بقول بعض: ابوعبیدہ ان کے ماموں تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ کہہ کر برقرار رکھا کہ جسے ابوعبیدہ نے گورنر بنایا ہے، میں اسے تبدیل نہیں کروں گا۔

ابوزرعہ دمشقی نے حفص بن عمر تک اپنی سند سے عن یونس عن الزہری اس کا کچھ حصہ نقل کیا ہے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۱۹ھ کو حضرت سعد کی طرف لکھا: ایک لشکر بھیجو اور اس کا امیر خالد بن عرفطہ یا ہاشم بن عتبہ یا عیاض بن غنم کو بنا کر بھیجو۔ چنانچہ انہوں نے عیاض کو بھیجا۔ زبیر کا قول ہے: انہوں نے بلادِ جزیرہ کو فتح کیا اور وہاں کے لوگوں سے صلح کی اور وہی پہلے شخص ہیں جو پھاٹک سے پار ہوئے۔ ابن ابی عاصم عن الحوطی عن اسماعیل بن عیاش روایت کرتے ہیں کہ "عیاض" کو "زاد الراکب" کہا جاتا تھا اس واسطے کہ ان کی عادت تھی وہ اپنے رفقاء سفر کو جو کچھ ہوتا کھلا دیتے اور جب زادِ راہ ختم ہو جاتا تو اپنے اونٹ ان

---

[1] اسد الغابہ (٤١٥٢) استیعاب (٢٠٣٦) تجرید (٤٣١/١) [2] الثقات (٣٠٩/٣)

[3] ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب ما جاء فی التقلیس یوم العید (١٣٠٣)

[4] الطبقات الکبریٰ (٢٦٩/٤) [5] المعجم الکبیر (٣٦٦/١٧) مجمع الزوائد (١٦١١٧)

کے لیے ذبح کر دیتے۔

۶۱۴۲ (ز) عیاض بن غنم الاشعری ❶

ابن قانع کی روایت ہے کہ جبیر بن نفیر نے بحوالہ عیاض بن غنم نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''عیاض! ہرگز کسی بڑھیا اور بانجھ سے شادی نہ کرنا، کیونکہ میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا''۔ ❷

اس کی سند عمرو بن الولید الاغضف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اسے ابونعیم نے الفہری کے حالات میں بطریق قواریری نقل کیا ہے۔ لیکن اس میں ''اشعری'' نہیں لکھا ہے۔ اسی طرح حاکم نے بطریق داہر بن نوح عن عمرو بن الولید روایت کی ہے۔ ابن مندہ نے بطریق زہری عن عروہ بحوالہ عیاض بن غنم روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک غیر مسلم کو جزیہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے دھوپ میں (سزا کے طور پر) کھڑے دیکھا تو ان کے جزیہ لینے والے سے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو سزا دیتے ہیں''۔ ❸

اس روایت میں بقول بعض سند یوں ہے: عن عروہ عن ہشام بن حکیم۔ ابن مندہ نے اسے عیاض بن غنم الفہری یا الاشہری کے حالات میں نقل کی ہے۔ اور عروہ نے فہری کو نہیں دیکھا۔ البتہ ابن مندہ نے بطریق ابن عائذ عن جبیر بن نفیر روایت کی ہے کہ جب داریا فتح ہوا تو عیاض بن غنم نے اس کے حاکم پر حملہ کر دیا تو ہشام بن حکیم نے انہیں سخت سست کہا.... پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ اسی میں ہے عیاض نے ہشام سے کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ جو کسی عہدیدار کو نصیحت کرنا چاہے تو بر سر عام نہ کرے ❹ (بلکہ علیحدہ کرے)۔ حاکم نے المستدرک میں اسی سند سے یہ روایت نقل کی ہے ان کی کتاب میں عیاض بن غنم الاشعری لکھا ہے، میرے خیال میں ''اشعری'' وہم ہے۔ واللہ اعلم

اس واسطے کہ جب ہشام شام میں تھے تو وہاں کے والی فہری تھے نہ کہ اشعری۔ لیکن اشعری کی ایک اور حدیث ہے جو ابویعلی نے ❺ بطریق ابی زبیر عن شہر بن حوشب بحوالہ عیاض بن غنم نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے شراب پی، چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی....''۔ (حدیث) یہ وہی اشعری ہیں کیونکہ شہر خود اشعری ہیں انہوں نے فہری کا دور نہیں پایا ہے۔ واللہ اعلم

۶۱۴۳ عیاض بن یزید ❻

یا یزید بن عیاض طبرانی نے شک کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے اور بروایت ابوالولید طیالسی عن شعبہ عن عاصم بن کلیب نقل کیا ہے کہ میں نے عیاض بن مرثد یا مرثد بن عیاض کو یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کسی ایسے عمل کے بارے میں پوچھا جو اسے جنت میں لے جائے۔ آپ نے فرمایا: تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ

---

❶ اسد الغابہ (٤١٥٥) استیعاب (٢٠٣٧) تجرید (٤٣١/١) ❷ المستدرک (٢٩٠/٣) المعجم الکبیر (٣٦٨/١٧)

❸ مسلم کتاب البر والصلۃ باب الصلۃ باب الوعید الشدید لمن عذاب الناس بغیر حق (١١٩) ابوداؤد کتاب الخراج (٣٠٤٥)

❹ مسند احمد (٤٠٣/٣) ❺ مسند ابی یعلی (٥٦٠٧/٩) ❻ اسد الغابہ (٤١٥٧) تجرید (٤٣٢/١)

نے فرمایا: پانی پلایا کرو (جب تمہارے ساتھی دور ہوں تو ان کے لیے اٹھا کر لے جایا کرو اور جب تمہارے پاس ہوں تو ان کی کفایت کیا کرو)..... (حدیث) اسی روایت کو الوحوضی نے شعبہ سے نقل کیا ہے اس میں عیاض کے بعد یہ اضافہ نقل کیا ہے: انہی کے ایک آدمی سے مروی ہے، انہوں نے پوچھا۔

۶۱۴۴ عیاض انصاری [1]

طبرانی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی حدیث محمد بن القاسم اسدی جو ایک ضعیف راوی ہے کی کتاب میں عن عبیدہ بن ابی رائطہ الحذاء عن عبدالملک بن عبدالرحمٰن الانصاری بحوالہ عیاض انصاری مروی ہے جو صحابی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ اور میرے دامادوں کے بارے میں میری پاسداری رکھنا..... [2] (حدیث) (پوری حدیث اس طرح ہے جس نے ان کے بارے میں میرا لحاظ رکھا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی حفاظت کرے گا اور جس نے اس کا خیال نہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ بری ہو جائے عنقریب اسے عذاب میں گرفتار کرے گا۔ ہیثمی مجمع الزوائد میں لکھتے ہیں اس کی سند میں اگرچہ بہت ضعیف راوی ہیں لیکن انہیں ثقہ بھی کہا گیا ہے)۔ اسے طبرانی اور ابن مندہ نے نقل کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ دونوں نے یہی بطریق یعقوب بن اسحاق الحضرمی عن عبیدہ عن عبدالملک عن عیاض انصاری یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لا الٰہ الا اللہ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا اعزاز و اکرام حاصل ہے''۔ [3] ابونعیم فرماتے ہیں: اسے ابوداؤد بن شبیب نے عبیدہ سے نقل کیا تو فرمایا: عن عبدالملک بن عمیر جبکہ محفوظ دونوں حدیثوں میں عبدالرحمٰن ہی ہے۔

۶۱۴۵ (ز) عیاض الکندی

ابن ابی عاصم نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سعید بن صالح بن عیاض الکندی بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کی ہے کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:

''جب کوئی آدمی شراب پیئے تو اسے کوڑے لگاؤ اور دوبارہ ایسا کرے تو پھر اسے کوڑے لگاؤ اور اگر پھر بھی باز نہ آئے تو اس کی گردن اڑا دو''۔ [4]

۶۱۴۶ (ز) عَیْدان بن اَشْوَع الحضرمی

مقاتل اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: انہوں نے امرأ القیس بن عابس کندی کا انہی کی زمین میں محاصرہ کیا تھا جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

''بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کے عوض تھوڑا مول لیتے ہیں''۔ [5]

---

[1] اسد الغابہ (٤١٤٠) استیعاب (٢٠٣٨) تجرید (١/٤٣٠)

[2] المعجم الکبیر (١٧/١٠١٢) مجمع الزوائد (١٠/١٦) اسد الغابہ (٣/٤٣٥)

[3] کنز العمال (٢٢٧)

[4] المستدرک (٤/٣٧٣) المعجم الکبیر (٤/٣٧٣) المعجم الکبیر (٧/٣٦٦) السنن الکبریٰ (٨/٣١٣)

[5] سورۃ آل عمران (٧٧)

جس کی تفصیل ربیعہ بن عیدان کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔ اور ماوردی کی تفسیر میں عیدان بن ربیعہ لکھا ہے۔

۶۱۴۷ (ز) عیسٰی بن عبداللہ الصباحی ✿

رشاطی بحوالہ ابوعبید بن المثنی ذکر کرتے ہیں کہ یہ اشج کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے، لکھتے ہیں: ابوعمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۶۱۴۸ عیسٰی بن عقیل الثقفی ✿

ابوعمر ✿ لکھتے ہیں: ان سے زیاد بن علاقہ روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس اپنے اس بیٹے کو لے کر آئے جسے آسیب کی شکایت تھی اس کا نام حارثہ تھا تو آپ نے اس کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث ابن السکن نے بغوی کی اتباع میں نقل کی ہے، لکھتے ہیں: صحابہ میں مشہور نہیں۔ کوفیوں میں شمار ہوتے ہیں پھر بطریق ابی حماد الحنفی۔ لکھتے ہیں: ان کا نام مفضل بن صدقہ ہے۔ کوفہ کے رہنے والے اور حدیث کے اچھے راوی ہیں۔ زیاد بن علاقہ سے روایت کرتے ہیں، لکھتے ہیں: ان کے علاوہ کسی نے زیاد سے یہ حدیث نہیں نقل کی۔ ایسا ہی ابن مندہ نے بطریق ابی حماد الحنفی عن زیاد نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اگر محفوظ ہے۔ لکھتے ہیں، بقول بعض: عیسٰی بن معقل ادھر ابن السکن کو لفظ عقیل لکھنے میں تردد ہے، آیا تصغیر ہے یا بروزنِ عظیم ہے۔ دوسرا قابل اعتماد ہے جس پر ابن ماکولا نے خطیب کی پیروی میں جزم کیا ہے۔ اور فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ اور عیسٰی بن معقل دوسرے ہیں جو تابعی ہیں ان کی حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور وہ اسدی ہیں نہ کہ ثقفی۔

۶۱۴۹ عیسٰی بن لُقَیْم العبسی ✿

مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق کی روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں خیبر سے دو سو وسق کھجوروں کے دیئے تھے۔ ✿ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۱۵۰ عیسٰی المسیح ✿

ابن مریم علیہما السلام الصدیقہ بنت عمران بن ماھان بن الغار، اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ جو انہوں نے مریم کی طرف بھیجا۔

ذہبی ✿ نے اپنے سے پہلے لوگوں پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عیسٰی ابن مریم رسول اللہ ﷺ نے اسراء کی رات نبی ﷺ کو دیکھا، صحابہ میں سے وہ آخری شخص ہیں جن کی وفات ابھی ہونی ہے۔ اور قاضی تاج الدین سبکی نے اپنے قصیدے کے آخری اشعار میں ان کا ذکر کیا ہے۔

✿ اسد الغابہ (٤١٥٦) تجرید (٤٣١/١) ✿ اسد الغابہ (٤١٥٨) استیعاب (٢٠٧٧) تجرید (٤٣٢/١)

✿ استیعاب (٣١٦/٣) ✿ اسد الغابہ (٤١٥٩) تجرید (٤٣٢/١) ✿ اسد الغابہ (٤٤٠/٣)

✿ تجرید (٤٣٢/١) ✿ تجرید (١١٨)

اور وہ شخصیت جو سب کے اتفاق سے بہترین، صحابہ ابوبکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے افضل ہے اور وہ امت محمد کا جوان ہے محمد مصطفیٰ (ﷺ) جن کا تعلق مضر سے ہے۔ ادھر مغلطائی نے ''خالد بن سنان'' کو صحابہ میں ذکر کرنے والوں پر نکیر کی ہے جیسے ابوموسیٰ وغیرہ۔ لکھتے ہیں: اگر ان کا ذکر صحابہ میں اس لیے کیا جا رہا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کا ذکر کیا ہے تو مناسب ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کا بھی ذکر کیا جائے اور یہ سب کو معلوم ہے صحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا جاتا۔

چند امور ایسے ہیں جن کی بنا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ضروری ہے۔

اوّل: آپ علیہ السلام زندہ اٹھائے گئے جو دو میں سے ایک قول ہے۔

دوم: اور ایک قول کے مطابق بیت المقدس میں نبی ﷺ سے آپ کی ملاقات ہوئی، آسمانی ملاقات کافی نہیں کیونکہ اس کا حکم ظاہر کا ہے۔

سوم: اور جیسا کہ بیان ہوگا آپ علیہ السلام زمین پر اتریں گے، دجال کو قتل کر کے شریعت محمدی کو نافذ العمل کریں گے۔

ان تین نکات کی بنا پر آپ علیہ السلام صحابی کی تعریف میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اسی پر ذہبی کا دارومدار ہے۔ اس لیے میں مناسب سمجھتا ہوں ان کے مختصر حالات ذکر کروں۔

ابن اسحاق نے ''کتاب المبتداء'' میں حضرت داؤد علیہ السلام تک مریم علیہا السلام کا نسب بیان کیا ہے۔ ان میں اور حضرت داؤد علیہ السلام میں چھبیس (۲۶) پشتیں ہیں۔ حضرت مریم کی والدہ حنہ کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ ایک دفعہ انہوں نے چڑیا کو اپنے بچے کو دانہ دنکا دیتے دیکھا تو انہیں بیٹے کی خواہش ہوئی، اتفاق سے ان کے پاؤں بھاری ہو گئے۔ انہوں نے نذر مان لی کہ اگر ان کا حمل مکمل ہو کر ولادت تک پہنچ گیا تو وہ اسے بیت المقدس کا خادم مقرر کریں گی اور وہ لوگ ایسا کیا کرتے تھے۔

ربیع بن انس عن ابی العالیہ بحوالہ ابی بن کعب اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ''اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا''[1] کی تفسیر نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انہیں جمع کر کے ارواح بنایا پھر انہیں صورتیں دیں پھر انہیں گویائی عطا کی تو وہ گفتگو کرنے لگے تو ان سے یہ عہد و پیمان لیا کہ اس کے سوا کوئی الٰہ و معبود اور اور عبادت و پکار کے لائق نہیں۔ ان ارواح میں عیسیٰ علیہ السلام کی روح بھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کی طرف وہی روح بھیجی۔ مقاتل بن حیان سے پوچھا گیا وہ روح کہاں سے داخل ہوئی؟ فرمایا: ابوالعالیہ بحوالہ ابی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں: ان کے منہ کے راستے۔ اسے ابوجعفر فریابی نے ''کتاب القدر'' اور عبداللہ بن احمد نے زیادات کتاب الزہد میں نقل کیا ہے۔ اس کی سند قوی ہے۔ صحیحین میں بطریق زہری عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہر نوزائیدہ بچے کو شیطان کچوکا لگاتا ہے جس کی وجہ سے وہ چیختا ہے، سوائے مریم اور ان کے بیٹے کے''۔

اسے مسلم نے بطریق ابویونس اور امام احمد نے بطریق عجلان، بطریق الاعرج اور بطریق عبدالرحمٰن بن یعقوب اور طبری نے بطریق ابوسلمہ اور بطریق ابوصالح سب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ سدی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ

---

[1] سورۃ الاعراف (۱۷۲)

تک اپنی سندوں سے لکھا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی بہن ان سے کہنے لگی: میں امید سے ہوں۔ تمہیں اس کا پتہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، میں بھی ماں بننے والی ہوں۔ وہ کہنے لگیں، میرے پیٹ کا بچہ تمہارے پیٹ کے بچے کی تعظیم کرتا ہے۔ اسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابن القاسم بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام آپس میں خالہ زاد بھائی تھے۔ اور دونوں کا حمل ایک ساتھ ہوا تھا، پھر اس کا مفہوم ذکر کیا۔ اسے ابن ابی حاتم نے ان کے طریق سے نقل کیا ہے۔ اسراء کی حدیث سے ثابت ہے عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں اور بطریق مجاہد مروی ہے، فرمایا: حضرت مریم علیہا السلام نے فرمایا: میں جب تنہا ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتا اور جب لوگوں کے سامنے ہوتی تو میرے پیٹ میں تسبیح کرتا۔

مدتِ حمل میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: گھڑی یا تین گھڑیاں یا نو گھڑیاں ایک قول ہے آٹھ ماہ، بقول بعض: سال اور ایک قول کے مطابق نو ماہ کا عرصہ حمل رہا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: جب ان کا حمل ظاہر ہوا تو کسی گھرانے پر ایسے مصائب نہیں آئے۔ جیسے آل زکریا پر آئے اور یہود نے حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں الزام تراشیاں کیں تو مریم ان لوگوں سے روپوش ہوگئیں اور ان سے کنارہ کرلیا۔ پھر ان کا جو واقعہ پیش آیا اسے اللہ تعالیٰ نے سورۂ مریم میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''وہ اس کے حمل کو ایک دور کی جگہ پرلے آئی پھر اسے زچگی کی تکلیف نے مجبور کیا.... تروتازہ کھجوریں''۔ [1] حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بحوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہے، فرمایا: اپنی خواتین خصوصاً حمل والیوں کو تازہ کھجوریں کھلایا کرو اگر تازہ نہ ہوں تو چھوہارے سہی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس درخت سے زیادہ کوئی درخت عزت مند نہیں جس کے نیچے حضرت مریم بنت عمران ٹھہری تھیں..... (حدیث) [2] اسی میں ہے اپنی پھوپھی کھجور (درخت) سے اچھا برتاؤ کیا کرو کیونکہ یہ اسی خاک سے پیدا ہوئی ہے جس سے آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ [3] اس کی سند میں ضعف وانقطاع ہے۔ مشہور یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے آپ کو بیت المقدس کے بیت لحم میں جنم دیا جسے النسائی نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ایسی سند کے ذریعہ نقل کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں، جس کا شاہد بیہقی کے ہاں حدیث شداد بن اوس سے ہے اور وہب بن منبہ سے منقول ہے: آپ کی ولادت مصر میں ہوئی اور اوروں کا اعتماد اس پر ہے کہ بیت لحم میں پیدا ہوئے۔ جب ان کے بارے یہودیوں سے خدشہ ہوا تو انہیں مصر لے گئیں، جہاں پل بڑھ کر بارہ (۱۲) سال کے ہوگئے۔ بقول بعض: حمل سے پہلے انہیں صرف ایک بار ماہواری آئی۔ وہب کا بیان ہے: جب ان کی ولادت ہوئی تو مشرق ومغرب کے بت ٹوٹ گئے۔ اور جب آپ نے پنگھوڑے میں بات کی تو آپ کا شہرہ چہار دانگ عالم میں ہوگیا۔ اور آپ کے ہاتھ سے کئی معجزات کا ظہور ہوا۔ اس میں اختلاف ہے کہ آپ نے پنگھوڑے کی بات کے بعد پھر کب بولنا شروع کیا تھا۔ چنانچہ تفسیر مقاتل میں بحوالہ ضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ پھر آپ نے اسی عمر میں بات کی جس میں بچے عموماً بولنا شروع کرتے ہیں، تو حکمت بھری گفتگو کرنے لگے۔

ابوحذیفہ البخاری (جو کمزور ترین راوی ہے) نے ''کتاب المبتداء'' میں بطریق ابی نضرہ عن ابی سعید اور بطریق مکحول بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے پنگھوڑے کی گفتگو کے بعد سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ایسی بزرگی اور تمجید بیان کی کہ اس جیسی کانوں نے کبھی نہیں سنی اور پنگھوڑے میں اس وقت بات کی جب آپ چالیس (۴۰) دن کے تھے۔ سدّی نے اپنے مشائخ سے کئی اسانید سے ایک حدیث ذکر کی ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک بادشاہ مرگیا اسے جنازے کی چارپائی پر اٹھا کر لے جایا جارہا

[1] سورة مريم (۲۲ ـ ۲۵) [2] فتح الباری (۵۶۶/۹) [3] الموضوعات (۱۸۴/۱)

تھا۔ اتنے میں عیسیٰ علیہ السلام آ گئے۔ آپ نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے اسے زندہ کر دیا۔

ابوداؤد نے کتاب القدر میں بطریق معمر عن الزہری عن ابن طاؤس انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ابلیس سے ملاقات ہوئی۔ ابلیس کہنے لگا: کیا تمہیں معلوم نہیں جو چیز تمہاری قسمت میں لکھ دی گئی ہے وہی تمہیں ملے گی؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ ابلیس بولا: تو پھر اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اپنے تئیں نیچے گرا دو۔ پھر دیکھو تم زندہ رہتے ہو یا نہیں!!؟ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا بندہ مجھے نہ آزمائے، میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ زہری کی ایک اور روایت میں ہے، عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: بندہ اپنے رب کو نہیں بلکہ اللہ اپنے بندے کو آزماتا ہے۔ اور بطریق خلید بن زید عن طاؤس نقل کیا ہے ابن ابی الدنیا نے یہی روایت ایک اور سند سے معناً نقل کی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا سے بے رغبتی کی زندگی بسر کی نہ گھر بنایا نہ گھر والی۔ آپ زمین میں چلتے اور نباتِ ارض کھا کر پیٹ پالتے۔ کوئی چیز ذخیرہ کر کے نہ رکھتے۔ اور آپ کا معجزہ تھا کہ لوگوں کو ان کی کھائی ہوئی اور ذخیرہ کی ہوئی چیزیں بتا دیتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مردوں کو زندہ کرتے، پرندے کی صورت بناتے۔ بقول بعض: وہ چمگادڑ تھی۔ بقول بعض: وہ ایک دن زندہ رہتی تھی۔ وہب فرماتے ہیں: چمگادڑ کو اس لیے مخصوص کیا کیونکہ وہ ایک حیثیت سے پرندہ اور ایک حیثیت سے چوپایہ ہے اس کے تھن اور دانت ہوتے ہیں اور اسے ماہواری آتی ہے اور یہ بچے جنتی ہے اور ساتھ ہوا میں اڑتی بھی ہے۔ اتفاق سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور نامور اطباء کا زمانہ تھا اور آپ کے معجزات ایسے افعال پر مشتمل تھے جن میں اطباء کو دستگاہ حاصل نہ تھی۔ آپ مادر زاد اندھے کو بینا اور برص والے کو ہاتھ پھیر کر شفا دیتے۔ آپ پر خوان نازل ہوا، آپ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے۔ آپ کو تورات سکھائی گئی اور آپ پر انجیل نازل ہوئی۔ آپ دونوں کی تلاوت کرتے اور لوگوں کو ان کی طرف بلاتے۔ یہودیوں نے آپ کی تکذیب کی اور حواریوں نے آپ کی تصدیق کی، یوں وہ آپ کے انصار و مددگار ٹھہرے۔ آپ نے انہیں ان لوگوں کی طرف اپنا قاصد بنا کر بھیجا جن کی طرف آپ مبعوث ہوئے تھے تاکہ انہیں توحید کی دعوت دیں۔ پھر یہودیوں نے آپ کے قتل کی سازشیں شروع کر دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے متبعین میں سے ایک کو آپ کا مشابہ بنا دیا اور آپ کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ یہودیوں نے اسے پکڑ لیا اور قتل کر کے اسے سولی پر لٹکا دیا اور اپنے زعم کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) قتل کر بیٹھے۔ جس کے جھوٹ کو اللہ تعالیٰ نے ان پر آشکارا کر دیا۔

صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ یوں بیان فرمایا ہے: میانہ قد گندمی رنگ، (بال ایسے چمکدار) جیسے ابھی غسلخانے سے باہر آئے ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے ایسا گندمی رنگ والے جیسے تم نے گندم گوں کوئی سب سے خوبصورت شخص دیکھا ہو۔ [1] اور ایک روایت میں ہے: سیدھے بالوں والے۔ بخاری میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے، میں نے معراج کی رات دیکھا.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے: میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو سرخ رنگ والا اور میانہ قد سیدھے بالوں والا دیکھا۔ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی الفاظ منقول ہے: مسند احمد میں بطریق عبدالرحمٰن بن آدم بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر صلیب (جو موجودہ کرسچین پولس کے پیروکاروں کا ✚ شکل کا نشان

---

[1] بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ و ھل اتاك حدیث موسیٰ.... حدیث (۳۳۹۴) مسلم کتاب الایمان (۴۲۳) ترمذی کتاب التفسیر باب و من سورۃ السرائیل (۳۱۳۰)

ہے اسے) توڑ دیں گے..... (حدیث) اسی میں ہے: تمام مذاہب ختم ہو جائیں گے، صرف دین اسلام باقی رہ جائے گا اور زمین میں ہر طرف امن و امان ہوگا۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بحوالہ نبی ﷺ مروی ہے:

''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام منصف حاکم بن کر تمہارے درمیان اتریں گے صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر (جسے اہل یورپ بڑے شوق سے پالتے اور اس کا گوشت کھاتے ہیں) قتل کر دیں گے اور جزیہ (ٹیکس) ختم کر دیں گے اور مال کو پانی کی طرح بہائیں گے''۔ [1] (حدیث)

صحیح مسلم میں انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام دمشق کے سفید مشرقی مینار پر اتریں گے''۔

اسی میں ان سے منقول ہے:

''عیسیٰ علیہ السلام اتر کر دجال [2] (جو یہودیوں میں سے ایک فتنہ انگیز شخص ہوگا) کو قتل کر دیں گے''۔

نووی ''تہذیب الاسماء'' میں ان کے حالات کے دوران لکھتے ہیں: عیسیٰ علیہ السلام جب اس امت میں نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ (علی صاحبھا الف الف سلام) کے تابع ہوں گے، اس امت کی طرف رسول بن کر نہیں آئیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو اپنے نبی ﷺ کی وجہ سے جو شرف و فضیلت بخشی ہے اس کا لحاظ کرتے ہوئے، اس امت کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

صحیح میں ہے: اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام اتریں گے اور تمہارا امام تمہی سے ہوگا؟ لکھتے ہیں: یہ روایت ہے کہ آپ نزول کے بعد شادی کریں گے آپ کی اولاد ہوگی اور آپ نبی ﷺ کے پاس دفن ہوں گے۔ اس میں اختلاف ہے کہ جب آپ آخری دور میں زمین پر اتریں گے تو کتنا عرصہ قیام کریں گے۔ ایک قول سات سال کا ایک چالیس وغیرہ کا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کی کتاب میں حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح مرفوع روایت ہے کہ آپ زمین پر چالیس سال کا عرصہ رہیں گے۔ آپ کی ولادت سے رفع آسمانی تک کی مدت میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: تراسی (۸۳) سال۔ یہی زیادہ مشہور ہے۔ ایک قول ہے: چوراسی (۸۴) سال۔ سعید بن المسیب کی مرسل روایت ہے کہ وہ اسی (۸۰) سال رہے۔ جس کا بروایت علی بن زید بحوالہ ان کے ذکر کیا ہے جو ضعیف ہے اور مستدرک حاکم میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بتایا: عیسیٰ علیہ السلام ایک سو بیس سال (۱۲۰) رہے۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بطریق اعمش، منہال سے بواسطہ سعید بن جبیر بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب عیسیٰ علیہ السلام کو اوپر اٹھانا چاہا، آپ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے، وہ لوگ ایک گھر میں تھے جن کی تعداد بارہ (۱۲) تھی (ان میں پولس کا نام نہیں، یہ یہودی تھا جس نے شریعت عیسوی کو بگاڑ کر پولسی بنا دیا) آپ نے فرمایا: تم میں کا ایک ایمان لانے کے بعد میرا انکار کرے گا..... پھر فرمایا: تم میں سے کسی کو میرا مشابہ بنا دیا جائے اور میری اسی جگہ پر قتل ہو پھر جنت

---

[1] بخاری كتاب البيوع باب قتل الخنزير (۲۲۲۲) مسلم كتاب الايمان (۳۸۷) ترمذی كتاب الفتن (۲۲۳۳)

[2] المعجم الكبير (۱۸٦/۱) كنز العمال (۳۸۸۵۲) (۳۸۸٦۱) تهذيب تاريخ دمشق (۴۸/۱) (۳۰۷/۵) الدر المنثور (۲۴۵/۲)

میں میرا رفیق بنے؟ ایک نوجوان اٹھا جوان سب میں کم سن تھا، کہنے لگا: میں۔ آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ آپ نے دوبارہ فرمایا: تو دوبارہ وہی کھڑا ہوا۔ سہ بار فرمایا: تو سہ بار بھی وہی کھڑا ہوا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ تم ہی ہو گے۔ چنانچہ اس پر آپ کی مشابہت ڈال دی گئی۔ وہی نوجوان گرفتار ہو کر سولی دیا گیا جبکہ عیسیٰ علیہ السلام اسی گھر سے آسمان پر اٹھا لیے گئے تھے۔ جب یہودی پولیس آئی تو انہوں نے اسی نوجوان کو گرفتار کیا تھا۔ یہ روایت اس سے کہیں زیادہ صحیح ہے جسے فرّاء نے نقل کیا ہے کہ یہودی سردار جو جالوت کا رئیس تھا، اس نے اس گھر پر حملہ کر دیا جس میں عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ بنا دیا اور عیسیٰ علیہ السلام اٹھا لیے گئے۔ وہ باہر یہودی کے پاس آیا، اس کے ہاتھ میں تلوار لہرا رہی تھی، کہنے لگا: عیسیٰ تو مجھے نہیں ملا۔ اسے ان کے مشابہ دیکھ یہودی کہنے لگے: تو ہی عیسیٰ ہے چنانچہ اسے پکڑا اور قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا (یہ حقیقت ہے صلیب کی جس کا جناب عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی واسطہ ہی نہیں)۔

۶۱۵۱ العیص بن ضمرہ

ضمرہ بن العیص میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۱۵۲ عیینہ بن حِصْن [1]

بن حذیفہ بن بدر بن عمرو بن جُوَیّہ۔ ابن لوذان بن ثعلبہ بن عدی بن فزارہ فزاری ابو مالک۔ بقول بعض: ان کا نام حذیفہ ہے عیینہ لقب۔ اس واسطے کہ انہیں سر میں زخم آیا تھا۔ (ابن قتیبہ نے اس کا سبب لقوہ لکھا ہے۔ ع ت ن) جس سے ان کی دونوں آنکھوں کے ڈھیلے ابھر آئے تھے۔ بقول ابن السکن: صحابی ہیں اور تالیف قلبی والوں میں سے ہیں۔ ان کی روایت صحیح نہیں۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے اور اس میں شرکت کی۔ حنین اور طائف میں شریک ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بنی تمیم کی طرف بھیجا تھا تو بنی عنبر کے چند افراد قید کر لائے۔ پھر عہد صدیقی میں مرتدوں کے ساتھ یہ بھی فتنۂ ارتداد کا شکار ہو گئے اور طلحہ کی جانب میلان کرنے لگے۔ اس سے معاہدہ کر لیا لیکن پھر اسلام کی جانب لوٹ آئے۔ ان میں دیہات کے باسیوں جیسی سختی پائی جاتی تھی۔

ابراہیم نخعی کا قول ہے: عیینہ بن حصن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں اور یہ واقعہ حکم حجاب سے پہلے کا ہے۔ کہنے لگے: یہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ عائشہ ہے۔ تو وہ بولے: کیا میں آپ کے لیے ام البنین کو نہ چھوڑ دوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو غصہ آ گیا۔ آپ نے کہا: یہ کون ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ ایسا احمق ہے جس کی بات مانی جاتی ہے [2] (یعنی اپنی قوم میں)۔ اسے سعید بن منصور نے عن ابی معاویہ عن الاعمش بحوالہ ان کے نقل کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اور طبرانی نے اسے موصولاً دوسری سند کے ذریعہ جریر سے نقل کیا ہے کہ عیینہ بن حصن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں، عیینہ کہنے لگے: یہ آپ کے پاس کون بیٹھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ۔ تو انہوں نے کہا: کیا میں آپ کے لیے اس سے بہتر عورت نہ چھوڑ دوں؟ یعنی اپنی بیوی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکلو یہاں سے۔ پھر

---

[1] اسد الغابہ (۴۱۶۰) استیعاب (۲۰۷۸) تجرید (۴۳۲/۱)

[2] سنن الدارقطنی (۲۱۸/۲) مجمع الزوائد (۹۳/۷) مسند البزار (۲۲۵۱) الدر المنثور (۲۱۲/۵)

اجازت مانگ کر آئے، اور کہنے لگے: مجھے قسم ہے کہ میں کسی مضری کے پاس اجازت لے کر نہیں جاؤں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تعجب سے پوچھنے لگیں: یہ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... پھر اس کا ذکر کیا۔ اور بطریق ابوبکر بن عیاش عن الاعمش عن ابووائل مروی ہے میں نے عیینہ بن حصن کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہتے سنا: میں بلند ہستیوں کی اولاد میں سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: وہ تو یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں۔

ابن السکن نے ان کے حالات میں بطریق عبداللہ بن المبارک عن سعید بن یزید عن الحارث بن یزید بحوالہ عیینہ بن حصن روایت کی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی پاکدامنی اور شکم سیری کے لیے اپنے آپ کو مزدور بنائے رکھا....''۔ (حدیث) [1]

قاسم بن ثابت نے ''دلائل'' میں اسی سند سے نقل کی ہے۔ ابوحاتم السجستانی [2] نے ''کتاب الوصایا'' میں ذکر کیا ہے کہ حصن بن حذیفہ نے مرتے وقت اپنی اولاد کو وصیت کی، وہ دس لڑکے تھے، اس کی موت کا سبب یہ تھا کہ کرز بن عامر عقیلی نے اسے نیزہ مارا تھا جس سے آئے دِن مرض بڑھتا گیا۔ تو حصن نے ان سب سے کہا: میں جس حالت میں ہوں مجھے اس سے زیادہ موت میں راحت محسوس ہوتی ہے، تو تم میں سے میری بات کون مانے گا؟ سب نے کہا: سب مانیں گے۔ چنانچہ اس نے سب سے بڑے سے آغاز کیا: بیٹا! میری تلوار لو اور اس کی نوک میرے سینے پر رکھ کر اس پہ جھول جاؤ یہاں تک کہ تلوار میری پیٹھ سے پار آ جائے۔ وہ کہنے لگا: اباجان! بھلا کوئی اپنے باپ کو قتل کرتا ہے؟ پھر اس نے یکے بعد دیگرے سب سے یہی بات کہی تو سب نے اس کام کی بجا آوری سے انکار کر دیا۔ صرف عیینہ نے کہا: اباجان! کیا جس بات کا آپ مجھے حکم دے رہے ہیں اس میں آپ کو راحت ہے؟ اور یہ آپ کی خواہش ہے؟ اور میری طرف سے فرمانبرداری نہیں؟ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ کہنے لگے: تو آپ جیسا چاہتے ہیں مجھے حکم دیجئے۔ اس نے کہا: بیٹا! تلوار رکھ دو۔ میں تم لوگوں کا امتحان لے رہا تھا تاکہ مجھے معلوم ہو جائے تم میں سے میری زندگی میں میرا زیادہ فرمانبردار کون ہے؟ وہ میری موت کے بعد بھی میرا زیادہ فرمانبردار ہوگا۔ جاؤ! میرے بعد میرے بیٹوں کے سردار تمہی ہو اور تمہیں سرداری حاصل ہے۔ پھر بنی بدر کو یکجا کر کے اس سے آگاہ کیا۔ چنانچہ عیینہ اپنے والد کے بعد سردار ہوئے اور کرز کو قتل کر دیا۔ اسی طرح زبیر نے ''الموفقیات'' میں ذکر کیا ہے اور صحیح بخاری میں ہے عیینہ نے اپنے بھتیجے الحرّ بن قیس سے کہا: مجھے اس شخص (مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کے پاس جانے کی اجازت لے دو، جب وہاں پہنچے تو کہنے لگے: آپ نہ زیادہ دیتے ہو نہ انصاف سے تقسیم کرتے ہو۔ حضرت عمر غضبناک ہو گئے تو حر بن قیس نے کہا: امیرالمومنین! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''جاہلوں سے اعراض کرو''۔ [3] چنانچہ آپ نے اس کی وجہ سے انہیں چھوڑ دیا۔

ابن عبدالبر [4] لکھتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی بیٹی سے شادی کی تھی، ایک دفعہ یہ آئے اور انہیں ڈانٹنے لگے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میری جگہ اگر عمر ہوتا تو آپ یہ جرأت نہ کر پاتے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ''التاریخ الصغیر'' میں لکھا ہے محمد بن العلاء نے ہم سے بیان کیا کہ محاملی نے اپنے امالی میں لکھا ہے ہم سے ہارون بن عبداللہ نے بیان کیا، الفاظ انہی کے ہیں۔ حجاج بن

---

[1] البدایۃ والنہایۃ (۲۴۵/۱) [2] المعمرین (۱۳۲) [3] سورۃ الاعراف (۱۹۹) [4] استیعاب (۳۱۶/۳)

دینار عن ابی عثمان عن محمد بن سیرین عن عبیدہ بن عمرو فرماتے ہیں: اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف ایک سیم والی زمین ہے جس میں گھاس اگتی ہے اور نہ کوئی اور فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ آپ اگر مناسب سمجھیں تو وہ ہمیں بطور جاگیر دے دیں؟ آپ نے ان کی یہ درخواست مان لی اور تحریر لکھ دی اور اپنے پاس موجود لوگوں کو گواہ بنا لیا۔ حضرت عمرؓ ان میں موجود نہ تھے، یہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گواہی لینے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ تحریر لے کر اس پر تھوک کر مٹا ڈالی۔ ان دونوں کو بڑا غصہ آیا اور آپ کو برا بھلا کہا۔ آپ نے ان دونوں سے کہا: اچھی طرح سن لو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری تالیفِ قلبی اس لیے کیا کرتے تھے کہ اس وقت اہل اسلام کی تعداد تھوڑی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا کر دیا ہے، جاؤ میرے خلاف جو کچھ تمہارا بس چلتا ہے چلاؤ، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت نہ کرے، اگر تم منتظم بن جاؤ۔

چنانچہ یہ دونوں غصے سے لال پیلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکا خلیفہ آپ ہیں یا عمر؟ آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہی ہے اگر وہ چاہے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی غصے سے بھرے ہوئے آ پہنچے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوئے: مجھے یہ بتائیں جو زمین آپ نے انہیں بطور جاگیر دی ہے وہ خصوصاً آپ کی ہے یا تمام مسلمانوں کی مشترکہ؟ آپ نے فرمایا: عام مسلمانوں کی مشترکہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر ان دونوں کو مخصوص کرنے کی وجہ؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے حاضرین نے مشورہ طلب کرنے کے بعد یہی مشورہ دیا تھا اس لیے، اور عمر میں تو تم سے پہلے ہی کہتا تھا کہ اس کے کام کے لیے تم مجھ سے زیادہ موزوں ہو، لیکن انکار میں تم ہی مجھ پر غالب رہے۔

میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الام" میں کتاب الزکاۃ کے باب میں پڑھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عیینہ بن حصن کو مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کیا تھا۔ لیکن مجھے کسی اور کے ہاں یہ بات نہیں ملی، اگر یہ بات محفوظ ہے تو عیینہ کو صحابہ میں نہیں ذکر کرنا چاہیے لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے کسی کو ان کے قتل کا حکم دیا ہو لیکن وہ اسلام کی طرف جلد لوٹ آئے اس لیے چھوڑ دیئے گئے۔ اور خلافتِ عثمانی تک زندہ رہے۔ واللہ اعلم

۶۱۵۳ عیینہ بن عائشہ المرّی [1]

ابن ماکولا [2] نے ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ ابن معدان ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں۔ غزوۂ موتہ اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ ابن الاثیر [3] نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے کعب بن عیینہ کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔ یہاں تک قسم اوّل کا حرف عین مکمل ہوا۔ جس سے انیس (۱۹) شوال ۸۴۴ھ میں فراغت ہوئی۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۱۶۱) تجرید (۴۳۲/۱) [2] الاکمال (۱۲۳/۲) [3] اسد الغابہ (۴۴۱/۳)

القسم الثانی | از حرف عین

ان حضرات کے بارے میں جنھوں نے آپ ﷺ کو نہ دیکھا ہے اور نہ کم سنی کی وجہ سے آپ سے سماع کیا ہے

باب العین جس کے بعد الف ہے

۶۱۵۴ (ز) عاصم بن عُروَه

بن مسعود ثقفی۔ ان کا نسب عروہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے اور یہ داؤد بن عاصم بن عروہ کے والد ہیں۔ عروہ کی وفات نبی ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری ادوار میں نو (۹ ھ) میں ان کی قوم کے جس کا تعلق ثقیف سے تھا مسلمان ہونے سے پہلے ہوئی۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔

۶۱۵۵ عاصم بن عمر [1]

بن الخطاب قرشی عدوی ان کی والدہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الافلح انصاری [2] ہیں۔ ابن البرقی کا قول ہے: حیات نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے اور آپ سے کسی روایت کو نقل نہیں کیا۔ جبکہ ان سے مروی ایک روایت ہے۔ عسکری فرماتے ہیں: ۶ ھ میں پیدا ہوئے۔ ابوعمر [3] لکھتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر دو سال تھی۔ زبیر بن بکار کا بیان ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی شادی اپنی زندگی میں کی اور مہینہ بھر ان پر خرچ کیا پھر فرمایا: بس کافی ہے پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ زبیر فرماتے ہیں: سب لوگوں میں سے اچھے اخلاق والے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے تھے: میں اور میرا بھائی عاصم ہم لوگوں کی غیبت نہیں کرتے۔ لوگوں کا کہنا ہے دراز قد، بھاری بھر کم جسامت والے تھے یہاں تک کہ ان کے بازو بالشت بھر زیادہ لمبے تھے اشعار کہتے تھے۔ یہی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے نانا ہیں۔ حضرت عمر نے ان کی والدہ کو طلاق دے دی تو ان سے یزید بن جاریہ نے شادی کر لی جن سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے جو عاصم کے ماں شریک بھائی ہوتے ہیں۔ (ان کے بچپن میں) حضرت عمر قباء گئے یہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے آپ نے انہیں اٹھا کر گھوڑے پر بٹھا لیا تو ان کی نانی شموس بنت ابی عامر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور بچے کو چھیننا چاہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: بچے کو اس کے حوالے کر دو۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ امام مالک نے موطا میں اس کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری نے التاریخ [4] میں بطریق عاصم بن عبیداللہ عاصم بن عمر روایت کی ہے: اس وقت وہ آٹھ سال کے تھے اور ابوعمر [5] کی کتاب میں ہے اس وقت وہ چار سال کے تھے۔ سری بن یحییٰ بواسطہ ابن سیرین بحوالہ ایک شخص جس نے ان سے بیان کیا نقل کرتے ہیں۔ میں نے سوائے عاصم بن عمر کے جس شخص کو دیکھا وہ کوئی نہ کوئی لایعنی بات کر جاتا تھا۔ ابن حبان [6] فرماتے ہیں:

ربذہ میں فوت ہوئے۔ واقدی اور ان کے متبعین نے ستر (۷۰ ھ) کی تاریخ لکھی ہے مطین لکھتے ہیں: تہتر (۷۳ ھ) میں

---

[1] اسد الغابة (۶۲۷۲) استیعاب (۱۳۱۹) تجرید (۲۸۲/۱) [2] جامع المسانید (۱۴/۸)

[3] استیعاب (۳۳۳/۲) [4] التاریخ الکبیر (۴۹۰/۳)

[5] استیعاب (۳۳۳/۲) [6] الثقات (۲۳۳/۵)

فوت ہوئے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے بھائی عبداللہ نے متمم بن نویرہ کا یہ شعر دہرایا۔

فليت المنايا كنّ خلّفن مالكا فعِشنا جميعا او ذهبن بنا معا ❶

''کاش! آرزوئیں مالک کو چھوڑ جاتیں یا تو ہم دونوں اکٹھے زندہ رہتے یا پھر ہم دونوں کو لے جاتیں''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: وہ آرزوئیں عاصم کو چھوڑ گئیں۔

٦١٥٦ (ز) عامر بن عبدالمطلب

ابن کلبی نے نسب میں ان کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں: بے اولاد فوت ہو گئے۔

٦١٥٧ عامر بن الطفیل ❷

بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف المطلبی۔ ان کے والد صحابی ہیں۔ اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ وہ دو ہجری میں فوت ہوئے۔ اور یہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے یہ بلاذری کا بیان ہے۔ البتہ ان کا ذکر اور کوئی روایت نہیں ملتی، شاید بچپن میں فوت ہو گئے ہوں۔

٦١٥٨ عائذ اللہ بن عبداللہ ❸

بن عمرو بقول بعض: عیذ اللہ الخولانی۔ ابوادریس۔ مکحول کا قول ہے حنین کے روز پیدا ہوئے۔ اسے ولید بن مسلم نے سعید بن عبدالعزیز سے بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ ابوادریس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب معاذ بن جبل، ابودرداء، عبادہ بن الصامت، بلال، ابوذر، عوف بن مالک، حذیفہ، ثوبان اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے زہری، ربیعہ بن یزید بشر بن عبداللہ، ابوحازم بن دینار اور مکحول وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

سعید بن عبدالعزیز کا قول ہے: ابودرداء رضی اللہ عنہ کے بعد وہ اہل شام کے عالم تھے۔ ابوزرعہ کا قول ہے: بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام سے ملاقات کرنے والے سب سے اچھے تھے۔ انہی کے قریب قریب جبیر بن نفیر اور کثیر بن مرہ ہیں اس میں اختلاف ہے آیا انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے یا نہیں؟ زہری اور ایک جماعت اس کی منکر ہے جبکہ دوسرے لوگوں نے اسے ثابت کیا ہے جن میں سے علامہ ابن عبدالبر بھی ہیں۔ مؤطا میں ابوحازم سے بحوالہ ابوادریس مروی ہے فرمایا: میں دمشق کی مسجد میں آیا تو وہاں مجھے چمکتے دانتوں والا ایک نوجوان ملا، میں نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ معاذ ہیں۔ پھر ان کا یہ واقعہ نقل کیا جس میں ہے کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ ❹ ابن حبان ❺ فرماتے ہیں: عبدالملک نے انہیں بلال بن ابی درداء کے بعد دمشق کا قاضی بنا دیا۔ ابن معین وغیرہ کا قول ہے: اسی ۸۰ھ میں فوت ہوئے۔

---

❶ اسد الغابۃ (۵۰۹/۲) ❷ اسد الغابۃ (۲۷۰۲) ❸ تجرید (۲۹۰/۱)

❹ مسند احمد (الحدیث: ۲۳۷/۵) ❺ الثقات (۲۷۷/۵)

باب العین کے بعد باء

۶۱۵۹ عباس بن عباس [1]

بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف، ازدی نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ''جن کا اور ان کے والد کا نام ایک ہے'' لگتا ہے حضرت عباس کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں۔ چنانچہ تمام بن عباس کے حالات میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان ہو چکا ہے۔ ع تمام کی وجہ سے پورے ہو کر دس ہو جاؤ

۶۱۶۰ (ز) عباس بن عتبہ

بن ابی لہب ان کے والد کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔

۶۱۶۱ عباس بن علقمۃ

بن عبداللہ بن ابی قیس قرشی عامری۔ والدہ کا نام زینب بنت عدی بن نوفل ہے ان کے والد فتح مکہ سے پہلے فوت ہو گئے۔ بقول زبیر بن بکار یہ مشہور محدث محمد بن عمرو بن عطاء کے جد اعلیٰ ہیں۔

۶۱۶۲ عبداللہ

بن سید البشر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب طاہر کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے ہشام بن کلبی نے جزم و اعتماد سے لکھا ہے عبداللہ، طیب اور طاہر ایک ہیں۔ نام عبداللہ ہے طیب اور طاہر دونوں لقب ہیں۔

۶۱۶۳ عبداللہ بن ابی احمد [2]

بن جحش بن رئاب الاسدی بقول ابن سعد انہیں [2] دیدار حاصل ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: انہیں ان کے والد پیدائش کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آپ نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ طبرانی نے ان کی ایک حدیث بحوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نقل کی ہے عسکری فرماتے ہیں: ان کا سماع صحیح ثابت نہیں۔ ابوداؤد نے اور طبرانی نے ''الاوسط'' بطریق سعید بن عبدالرحمٰن بن رقیش عن عبداللہ بن ابی بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ حدیث نقل کی ہے۔ ''بلوغت کے بعد یتیمی نہیں رہتی'' [3] طبرانی اس روایت کو درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں، ہمیں عبداللہ کی اس کے علاوہ کوئی مسند حدیث معلوم نہیں۔ لگتا ہے ان کا اشارہ اس طرف ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے ابن ابی عاصم نے ''وحدان'' میں بطریق حسین بن ابی لبابہ روایت کی ہے کہ ام کلثوم بنت عقبہ نے صلح کے زمانے میں ہجرت کی تو ان کے بھائی عمارہ اور ولید آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کے بارے میں بات کرنے لگے، تو اللہ تعالیٰ نے اس عہد و پیمان کو توڑ دیا جو صرف

---

[1] اسد الغابۃ (ت: ۲۷۹۷) الاستیعاب (ت: ۱۳۸۶) تجرید اسماء الصحابۃ (۲۹۵/۱) [2] الطبقات (۳۰۷/۵)

[3] ابوداؤد کتاب الوصایا باب ماجاء متی ینقطع الیتم (۲۸۷۳) السنن الکبری (۵۷/۷)

[4] السنن الکبریٰ (الحدیث: ۲۲۹/۹) مجمع الزوائد (الحدیث: ۱۲۳/۷)

عورتوں کے بارے میں تھا اور پھر وہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ امتحان میں ہے۔

۶۱۶۴ عبداللہ بن ابی امامۃ

بن ثعلبہ انصاری حارثی ان کے والد عہد نبوی میں فوت ہوئے۔ جیسا کہ ان کے حالات میں کنیتوں میں بیان ہوگا۔ یہ اس قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ انصار ولادت کے وقت اپنے بچوں کو گھٹی کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے تھے اور آپ ان کے لئے دعا فرماتے۔ یہ اپنے والد سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کرتے ہیں ان سے ان کا بیٹا منیب اور پوتا عبداللہ بن منیب، صالح بن کیسان وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان [1] نے ''ثقات التابعین'' میں ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں ان کی کنیت ابو رملہ ہے ان کے ایک اور شیخ ہیں جنہیں عبداللہ بن ابی امامہ بلوی کہا جاتا ہے جن میں امام بخاری [2] نے فرق کیا ہے اور اسماء الرجال کے بعض مصنفین نے انہیں ایک لکھا ہے حالانکہ یہ دو ہیں۔

۶۱۶۵ عبداللہ بن ابی اوفی اسلمی [3]

عبداللہ بن ابی اوفی کے بھتیجے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو اوفی کا نام علقمہ ہے انہیں اور ان کے بیٹے کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ مجھے ان کے والد اوفی کا کہیں تذکرہ نہیں ملا شاید وہ اسلام سے پہلے فوت ہوگئے ہوں اور اپنے اس بیٹے کو چھوڑ مرے ہوں اس سے یہ اس قسم سے ہوئے۔

۶۱۶۶ (ز) عبداللہ بن بقطر

طبری کا بیان ہے حضرت حسین کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے اور آپ دودھ شریک بھائی تھے۔

۶۱۶۷ (ز) عبداللہ بن ثابت [4]

بن قیس بن شماس انصاری، خلیفہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ اور ان کے دونوں بھائی محمد اور یحییٰ حرہ کے روز اور ان کے والد جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ان کی اولاد کو رویت حاصل ہے۔

۶۱۶۸ (ز) عبداللہ بن ثابت بن الجذع انصاری

ابن سعد [5] کا بیان ہے ان کے والد ثابت طائف میں شہید ہوئے۔ اور عبداللہ، حارث اور ام ایاس اولادیں چھوڑیں۔

۶۱۶۹ (ز) عبداللہ بن حرث بن عمرو [6]

بن المؤمل القرشی العدوی بقول ابو عمر [7] عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے۔ آپ نے انہیں گھٹی دی۔

میں کہتا ہوں: حرف حاء کے دوران قسم اوّل میں ان کے والد کا تذکرہ ہوا ہے۔

---

[1] الثقات (۳۴/۵) [2] التاریخ الکبیر (۴۵/۳) [3] اسد الغابۃ (ت: ۲۸۲۸) الاستیعاب (ت: ۱۴۸۶) تجرید اسماء الصحابۃ (۲۹۹/۱)

[4] تجرید (۳۰۰/۱) [5] الطبقات الکبریٰ (۱۱۰/۳) [6] اسد الغابۃ (۲۸۷) استیعاب (۱۵۱۵) تجرید (۳۰۳/۱)

[7] استیعاب (۲۰/۳)

۶۱۷۰ عبداللہ بن حارث بن نوفل ✿

بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم قرشی ہاشمی، ان کے والد اور دادا صحابی ہیں۔ ان کی والدہ ہند بنت ابی سفیان بن حرب ہیں۔ بغوی فرماتے ہیں: جب ان کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تو انہوں نے اسے اپنی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، انہوں نے بارگاہِ نبوت میں عرض کی! اللہ کے رسول! یہ میرا بھانجا ہے آپ نے انہیں گھٹی دی اور لعاب دہن چٹایا۔ یہی قول ابن سعد ✿ کا ہے: ان کا لقب بَبّة تھا۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کی ہے بقول بعض وفاتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت دو سال کے تھے اپنے والد اور اپنے دادا، چچا عباس، حضرت عمر، علی، ابن مسعود اور ام ہانی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کی اولاد میں سے عبداللہ، عبیداللہ اور اسحاق دیگر تابعین میں سے عبدالملک بن عمیر، ابواسحاق السبیعی اور زہری وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن عبدالبر محدثین ان کے ثقہ ہونے پر متفق ہیں۔

یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں: معتبر ہیں ان کا ظاہر نیکی سے مزین تھا اور عوام میں انہیں مقبولیت حاصل تھیں۔ جب یزید بن معاویہ کا انتقال ہوا اور کوفہ بصرہ سے اس کا گورنر عبداللہ بن زیاد بھاگ نکلا تو اہل بصرہ انہیں عبداللہ بن حارث پر متفق ہو گئے۔ بغوی نے ان کے حالات میں لکھا ہے: وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے بصرہ کے گورنر بنے بقول ابن سعد: چوراسی (۸۴ھ) میں عمارہ میں فوت ہوئے۔ ابن حبان ✿ الثقات میں لکھتے ہیں۔ ابواء میں فوت ہوئے۔ ستانوے (۹۷ھ) میں انہیں زہر دیا گیا تھا۔ اوروں کا کہنا ہے: زہر سے تو ان کا بیٹا عبداللہ فوت ہوا تھا۔

۶۱۷۱ عبداللہ بن حارث ✿

بن ھشام بن المغیرہ المخزومی۔ عبدالرحمٰن کے بھائی۔ ابوعمر ✿ لکھتے ہیں: عہدِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے اور آپ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ صحابی نہیں ہیں یہی قول امام بخاری ✿ اور ابن ابی حاتم ✿ کا ہے۔ الفتوح میں ابوحذیفہ بخاری لکھتے ہیں: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جو طاعون عمواس میں پھیلا اس سے آل مغیرہ بن عبداللہ بن مخزوم میں سے صرف مہاجرین، خالد بن الولید، عبداللہ بن حارث بن ہشام اور عبداللہ بن ابی عمرو بن ابی حفص بن المغیرہ بچے۔

۶۱۷۲ عبداللہ بن خالد

بن اسید بن ابی العیص العبشمی عتاب کے بھتیجے۔ ان کے والد صحابی نہیں۔ قسم اوّل میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۱۷۳ (ز) عبداللہ بن زید

بن سہل انصاری حضرت انس کے ماں شریک بھائی۔ یہی عبداللہ بن ابی طلحہ ہیں تذکرہ ہونا ہے۔

✿ اسد الغابۃ (۲۸۸۰) استیعاب (۱۵۱۸) تجرید (۳۰۴/۱) ✿ الطبقات (۵۶/٤)

✿ الثقات (۹/۵) ✿ اسد الغابۃ (۲۸۸۱) استیعاب (۱۵۱۹) تجرید (۳۰٤/۱)

✿ استیعاب (۲۲/۳) ✿ التاریخ الکبیر (۶۵/۳) ✿ الجرح والتعدیل (۳۲/۵)

۶۱۷۴ (ز) عبداللہ بن سبرہ الحرشی

صحابی ہیں اور آغازِ اسلام کی فتوحات میں شریک ہوئے۔ ابوعلی القالی [1] اپنی امالی میں لکھتے ہیں: پندرہ (۱۵ھ) میں ارطبون رومی سے عبداللہ بن سبرہ نے مبارزت کی تو عبداللہ نے اسے قتل کر دیا اور ارطبون نے ان کا ہاتھ کاٹ دیا تو عبداللہ اپنے ہاتھ کا مرثیہ کہتے ہیں۔ ع۔ جنگ کی صبح ام حارث کی خرابی جب وہ مجھ سے جدا ہو گیا۔ جب وہ کٹ کر الگ ہو گیا تو مجھے بہت ہلکا محسوس ہوا، میرا دایاں ہاتھ مجھ سے جدا ہو گیا۔ میں فلطاس کے روز اس کا پیچھا نہ کر سکا۔ بہت سے کہنے والے جو میری حالت سے غائب تھے اور کئی کہنے والیاں ہوں گی۔ تم اس وقت اللہ کے دشمن سے کیوں نہ بچے جب وہ زمین پر گر رہا تھا۔ اس کی ماں کا ناس ہو! کیسا شہسوار تھا؟ جس کا خاندان جلا وطن ہو گیا۔ اس نے حفاظت کی جبکہ انہوں نے حسب کو ضائع کیا جو ختم ہو گیا۔ وہ اپنے ایسے بہادر کی آواز پر چل نکلا۔ یہاں تک کہ جب دونوں کی تلواروں نے مضبوطی اختیار کر لی تو دونوں ٹوٹ گئیں۔ میں نے اسے موت چٹا دی یہاں تک کہ اس کی آخری سانس خشک ہو گئی پھر اس میں جس سے ملا اس کی جرأت ہوئی اور نہ اس نے جزع فزع کیا۔ اگر ارطبون روم نے اس ہاتھ کو کاٹ دیا ہے تو اللہ کا شکر ہے اس میں فائدہ ہے۔ انہی کے یہ اشعار ہیں۔ ع۔ میں اگر نیزے پلٹ دوں تو طاعون میری گھاس میں ہے۔ نیزوں اور طاعون میں زندگی کی بقاء کہاں ہے؟ اور یزید بن معاویہ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ ع

''اپنی بربادی سے مجھ سے درگزر کرو اور یہی آپ کے لیے بہتر ہے اس کے بعد دیکھو میں کیا کرتا ہوں۔''

۶۱۷۵ عبداللہ بن منذر الجذامی

قسم اوّل میں ان کے حالات میں اس پر تنبیہ ہو چکی ہے۔

۶۱۷۶ (ز) عبداللہ بن سهل بن قَرَظة انصاری

بن عمرو بن عوف کے فرد۔ الدارقطنی نے ''المؤتلف والمختلف'' میں ذکر کیا ہے۔ ان کی والدہ معاذہ بنت عبداللہ، عبداللہ بن ابی کی باندی تھی جس سے ان کے والد سہل بن قرظہ نے شادی کر لی تو یہ حیاتِ نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ ایسا ہی ابن عبدالبر نے معاذہ کے حالات میں لکھا ہے۔

۶۱۷۷ (ز) عبداللہ بن سهل بن حنیف [2] انصاری

ان کے والد مشہور صحابی ہیں۔ ابن مندہ کا قول ہے: عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ اور ان کی والدہ امیمہ ہیں جو حسان بن دحداح کی بیوی ہیں جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ ''اے نبی! جب آپ کے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے آئیں'' [3]

اسے ابن وہب عن ابن لہیعہ عن یزید بن حبیب روایت کرتے ہیں: انہیں یہ روایت پہنچی ہے۔ ابن الاثیر [4] فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے ان سے عبداللہ بن محمد بن عقیل روایت کرتے ہیں پھر مسند احمد سے مجاہد کی

---

[1] الامالی (٤٠٨) [2] اسد الغابة (٢٩٩٢) تجريد (٣١٦/١)

[3] سورة الممتحنه : ١٢ [4] اسد الغابة (٦١٦/٣)

اعانت کرنے والے کی فضیلت کے بارے میں ان کی حدیث نقل کی۔

میں کہتا ہوں: ان کی اور ابن مندہ کی بات میں کوئی تضاد نہیں۔

۶۱۷۸ عبداللہ بن شدّاد

بن الھادی اللیثی۔ ان کے والد کے حالات قسم اوّل میں بیان ہو چکے ہیں۔ وہیں نسب بیان ہوا ہے۔ یہ عہدِ نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ والدہ سلمی بنت عمیس ہیں۔ یہ حضرت حمزہ کی اولاد کے ماں شریک بھائی اور اولاد جعفر اسی طرح محمد بن ابی بکر اور حضرت علی کے فرزندوں محمد اور یحیٰی الاصغر جن سب کی والدہ حضرت اسماء بنت عمیس ہیں خالہ زاد بھائی ہیں۔ عبداللہ اپنے والدین، خالاؤں حضرت میمونہ ام المومنین اور ام الفضل اہلیہ حضرت عباس بن عبدالمطلب، اسماء بنت عمیس سے حضرت عمر، علی، ابن مسعود، معاذ، طلحہ اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اکابر تابعین کی جماعت جیسے ربعی بن حراش اور درمیانے جیسے طاؤس اور اصاغر تابعین جیسے سعد بن ابراہیم، ابواسحاق الشیبانی اور حکم بن عتبہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ میمونی فرماتے ہیں: امام احمد سے کسی نے پوچھا: کیا عبداللہ بن شداد نے نبی ﷺ سے سماع کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ عجلی فرماتے ہیں: اکابر اور ثقہ تابعی ہیں۔ صحیحین وغیرہ کی روایات میں ایک جماعت نے ان کی توثیق کی ہے۔ چند مرسل روایتیں بھی کی ہیں جو عبداللہ بن الھادی العتواری کے حالات میں آخری قسم میں بیان ہوں گی۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ واقعۂ جماجم میں لاپتہ ہو گئے۔ عجلی لکھتے ہیں: ان کا اور عبدالرحمٰن کا گھوڑا دریائے دجیل میں کود پڑے اور پانی دونوں کو بہالے گیا۔ ابن حبان [1] نے بھی اسی پر بھروسا کیا ہے کہ وہ دریائے دجیل میں ڈوب گئے تھے۔ جو اکاسی بیاسی (۸۱/۸۲ھ) کا واقعہ ہے۔

۶۱۷۹ عبداللہ بن صفوان [2]

بن امیہ بن خلف الجمحی المکی۔ سب ان کے والد کے حالات میں گزر چکا ہے۔ ان کی کنیت ابوصفوان تھی والدہ برزہ بنت مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی ہیں۔ بقول جعابی: عہدِ رسول اللہ ﷺ میں پیدا ہوئے عمرو بن عمر، حفصہ، عبداللہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا پوتا امیہ بن صفوان بن عبداللہ بن صفوان اور عمرو بن دینار اور محمد بن عباد بن جعفر وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں: قریش کے صاحب شرف لوگوں میں سے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کی خلافت میں ان کے خصوصی معاون تھے۔ اور شہادت تک ان کا ساتھ نبھایا۔ مجاہد فرماتے ہیں: صاحب شرافت اور بردبار تھے۔ ابن سعد [3] نے تابعین کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابن حبان [4] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ پھر ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عسکری نے ان کی دو مسند احادیث نقل کی ہیں۔ ان دونوں میں تامل ہے۔ علامہ ابن عبدالبر کا قول ہے: نبی ﷺ سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ ''اس بیت اللہ پر ضرور ایک لشکر چڑھائی کرے گا جنہیں دھنسا دیا جائے گا''۔ [5] بعض نے اسے مرسل کہا ہے۔ ان سے پہلے ابن ابی حاتم نے یہ بات بیان کر دی ہے حالانکہ عبداللہ بن صفوان نے یہ حدیث ام المومنین حضرت حفصہ سے نقل کی ہے جیسا

---

[1] الثقات (۲۰/۵) [2] تجرید (۳۱۸/۱) [3] الطبقات الکبریٰ (۸۶/۶) [4] الثقات (۲۳/۳)

[5] مسلم کتاب الفتن باب الخسف بالجیش الذی یؤم البیت (۷۱۷۱) نسائی کتاب المناسک باب

کہ مسلم، نسائی، تاریخ بخاری اور مسانید احمد، ابن ابی عمر اور ابویعلیٰ وغیرہ میں ہے۔

۶۱۸۰ عبداللہ بن ابی طلحۃ ❶

بن زید بن سہل انصاری۔ حضرت انس بن مالک کے ماں شریک بھائی۔ نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ حدیث انس جو صحیح میں ہے اس میں ان کا ذکر ثابت ہے کہ جب حضرت ام سلیم کے ہاں ان کی ولادت ہوئی، تو ام سلیم نے کہا: انس! اسے نبی ﷺ کے پاس لے جاؤ تا کہ آپ اسے گھٹی دیں۔ اس بچے کے پیٹ میں سب سے پہلی چیز نبی کریم ﷺ کا لعاب دہن پہنچا۔ آپ نے کھجور نرم کر کے اسے چبانے کے لیے دی۔ تو وہ اسے چبانے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھجور انصار کی محبوب غذا ہے۔'' ❷

ابن سعد لکھتے ہیں: غزوۂ حنین کے بعد پیدا ہوئے اور مدینہ میں مقیم رہے۔ بہت کم حدیث بیان کی ہے۔ اپنے والد اور اپنے ماں شریک بھائی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ان سے ان کے دونوں بیٹے اسحاق اور عبداللہ، پوتا یحییٰ بن اسحاق اور ابوطوالہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابونعیم اصبہانی لکھتے ہیں: فارس میں شہید ہوئے اور ان کا کہنا ہے: چوراسی (۸۴ھ) مدینہ میں فوت ہوئے۔

۶۱۸۱ عبداللہ بن عامر ❸

بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی عبشمی۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ماموں زاد بھائی۔ اس واسطے کہ حضرت عثمان کی والدہ اروی بنت کریز ہیں اور ان کی والدہ بیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم ہیں اور عبداللہ کی والدہ کا نام دجاجہ بنت اسماء بن الصلت السلمیہ ہے۔ عہدِ نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی خدمت میں لائے گئے تو آپ نے فرمایا: یہ ہمارے مشابہ ہے آپ پیار سے ان پر تھوتھو کرتے (تا کہ نظر نہ لگے) دم کرنے لگے تو وہ نبی ﷺ کا لعاب چوسنے لگے: آپ نے فرمایا: یہ تو سیراب کرنے والا ہے'' ❹ چنانچہ وہ جس زمین میں کام کرتے ان کے لیے پانی نکل آتا تھا۔ ابن عبدالبر ❺ نے اسے نقل کیا ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے میرا گمان نہیں کہ انہوں نے آپ کو دیکھا ہو یا آپ سے سماع کیا ہو'' ابن حبان نے ان کی رؤیت ثابت کی ہے، اور ہے بھی ایسا ہی۔ ابن مندہ ''الصحابہ'' میں لکھتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات کے وقت تیرہ برس کے تھے۔ جو بالکل غلط ہے۔ کیونکہ عمر بن شبہ نے ''اخبار البصرۃ'' میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر عمیر بن قتادہ لیثی کے ہاں پانچ بیویوں کی موجودگی کا سنا تو فرمایا: ان میں سے ایک کو طلاق دے دو'' تو انہوں نے دجاجہ بنت (اسماء بن) الصلت کو طلاق دے دی۔ جن سے عامر بن کریز نے شادی کر لی تو ان کے ہاں عبداللہ کی ولادت ہوئی۔ لہٰذا وفاتِ نبوی ﷺ کے وقت ان کی عمر دو سال سے کم ہوئی اور

❶ اسد الغابة (۳۰۲۵) استیعاب (۱٦۰۰) تجرید (۳۱۹/۱)

❷ مسلم كتاب الادب باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته .....(۲۲) مسند احمد (۱۸۰/۳)

❸ اسد الغابة (۳۰۳) استیعاب (۱٦۰٥) تجرید (۳۲۰/۱)

❹ المستدرك (٦۳۹/۳) ❺ استیعاب (٦٤/۳)

یہی معتبر اور قابل اعتماد ہے۔ اور مذکورہ حدیث ابن قانع اور ابن مندہ بطریق مصعب الزبیری نقل کی ہے فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے بواسطہ میرے دادا مصعب بن ثابت عن حنظلہ بن قیس عن عبداللہ بن زبیر و عبداللہ بن عامر روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے مال کے دفاع میں مارا گیا وہ شہید ہے۔" [1] سیاق میں ان کے سماع کی وضاحت نہیں۔ یہ حدیث ہے بھی مرسل۔

عبداللہ بڑے سخی، بہادر اور نیک بخت تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بعد انہیں ستائیس (۲۷ھ) میں بصرہ کا گورنر بنا دیا اور عثمان بن ابی عاص کے بعد فارس بھی ان کے زیر نگیں کر دیا تو انہوں نے سارا خراسان، فارس کے گرد و نواح کے علاقے، بجستان، کرمان وغیرہ فتح کرتے ہوئے غزہ کے صوبوں تک پہنچ گئے۔ انہی کی گورنری میں فارس کا آخری بادشاہ یزدجرد قتل ہوا۔ تو عبداللہ بن عامر نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کے لیے نیشاپور سے احرام باندھا۔ حضرت عثمان کے پاس آئے تو آپ نے انہیں احرام ضائع کرنے پر ملامت کی، وہ بہت سا مال لے کر آئے تھے جسے قریش و انصار میں تقسیم کیا۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عرفہ میں حوض بنوائے اور ان تک چشمے جاری کیے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو وہ بصرہ کے والی تھے تو اپنا سارا مال و متاع مکہ لے آئے یہاں ابوطلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی تو انہیں لے کر بصرہ لوٹ گئے اور ان کے ساتھ مل کر جنگ جمل میں شرکت کی۔ صفین میں شریک نہیں ہوئے۔ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ متفقہ طور پر خلافت پر براجمان ہوئے تو انہیں تین سال تک بصرہ کا دوبارہ گورنر بنا دیا۔ اور پھر انہیں معزول کر دیا تو وہ مدینہ مقیم ہو گئے۔ ستاون یا اٹھاون (۵۷ھ یا ۵۸ھ) میں وفات پائی۔ عبداللہ بن زبیر کے لیے وصیت کر گئے۔ ان کی سخاوت کے بڑے واقعات ہیں۔ کتب ستہ میں ان کی روایت نہیں۔ البتہ امام بخاری نے ان کے احرام باندھنے والے واقعے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ باب قولہ تعالیٰ "حج (گنتی) کے معلوم مہینے ہیں" [2] از کتاب الحج۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سنت طریقہ یہ ہے کہ حج کا احرام صرف حج کے مہینوں میں باندھے۔ حضرت عثمان اس بات کو ناپسند سمجھتے تھے کہ کوئی شخص خراسان یا کرمان سے احرام باندھے۔ اور میں نے "تعلیق التعلیق" میں ذکر کیا ہے کہ سعید بن منصور اور ابوبکر ابن ابی شیبہ دونوں نے بطریق یونس بن عبید، جس سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عامر نے خراسان سے احرام باندھا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں ایسا کرنے پر ڈانٹ پلائی اور یہ طریقہ ناپسند جانا۔ عبدالرزاق کی روایت میں ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: تم نے اپنا احرام (باندھنے کا ثواب) ضائع کر دیا۔ بیہقی کی روایت میں ہے عبداللہ بن عامر نے فتح خراسان کے بعد نذر مانی کہ میں اپنے اسی مقام سے احرام باندھوں گا چنانچہ وہ نیشاپور سے محرم ہوئے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو آپ نے انہیں اس فعل پر ملامت کی۔ بیہقی فرماتے ہیں: یہ روایت عثمان سے مشہور ہے۔

۶۱۸۲ (ز) عبدالله بن عبدالله بن سراقة [3]

بن المعتمر العدوی۔ نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ زبیر بن بکار حضرت عمر کی اولاد کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔ ان میں زینب بنت عمر، عبدالرحمٰن بن سلول سے منسوب تھیں۔ جب وہ فوت ہو گئے تو عبداللہ بن عبداللہ بن سراقہ نے ان

---

[1] المستدرك (٦٣٩/٣) جامع المسانيد (١٠٥/٨)

[2] سورة البقرة : ١٩٧ [3] اسد الغابة (٢٩٦٨) استيعاب (١٥٦٥) تجريد (٣١٣/١)

سے شادی کر لی جن سے ان کی اولاد ہوئی۔ پھر سراقہ کے دونوں بیٹے بھی فوت ہو گئے تو ان دونوں نے ''عبداللہ'' کی پرورش حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کرنے کی وصیت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی بیٹی زینب کی نگہداشت میں دے دیا جب وہ لڑکا بالغ ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں کون پسند ہے جس سے تمہاری شادی کر دوں؟ اس نے کہا: میری ماں زینب۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ تمہاری ماں نہیں، تمہاری چچا زاد ہے۔ چنانچہ ان سے اس کا نکاح کر دیا تو ان کے ہاں عثمان کی ولادت ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ان کی ولادت حیاتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی کیونکہ وہ بالغ ہوئے پھر ان کی شادی ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے بچے کی پیدائش ہوئی اور یہ سب کچھ وفاتِ نبویہ سے تیرہ (۱۳) سال بعد ہوا۔

۶۱۸۳ (ز) عبداللہ بن عبداللہ بن عامر[1]

بن ربیعہ العنزی۔ آل عمر بن الخطاب کے حلیف، قرشی اور عدوی مولا ہونے کی وجہ سے ہیں۔ ابو محمد کنیت تھی۔ ترمذی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور آپ سے کوئی بات سنی ہے۔ ابوزرعہ اور ابن مندہ فرماتے ہیں: دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کے بھائی عبداللہ بن عامر الاکبر کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ وہ طائف میں شہید ہوئے اور یہ ان کے بعد پیدا ہوئے تو ان کے والد نے ان کے نام پر ان کا نام رکھا اس بنا پر انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع نہیں کیا بلکہ مذکورہ واقعہ اپنی والدہ سے نقل کر کے مرسل روایت کیا ہے۔ اگرچہ ظاہری قصے سے پتہ چلتا ہے انہوں نے خود سنا ہے۔ اسی بنا پر واقدی فرماتے ہیں: جسے ابن سعد[2] نے نقل کیا ہے: مجھے وہ حدیث محفوظ نہیں لگتی جس میں ان کے سماع کا واقعہ ہے۔ انہیں اپنے والد، اور حضرت عمر، عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وعنہم سے روایت حاصل ہے۔ ان سے عاصم بن عبداللہ زہری، یحییٰ بن سعد عبداللہ بن ابی بکر بن حزم اور محمد بن یزید بن المہاجر وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ہیثم بن عدی فرماتے ہیں: اَسی (۸۰ھ) کی دہائی کے بعد فوت ہوئے۔ دیگر حضرات کا کہنا ہے: پچاسی (۸۵ھ) بقول بعض: نواسی (۸۹ھ) میں فوت ہوئے۔

۶۱۸۴ عبداللہ بن عبدالرحمٰن

بن العوام الاسدی۔ انہیں رؤیت حاصل ہے ان کے والد کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز شہید ہوئے۔ (جسے یوم الدار کہا جاتا ہے) ان کا بیٹا خارجہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوا۔

۶۱۸۵ عبداللہ بن عبد القاری

بنی زہرہ کے حلیف یہ عبدالرحمٰن بن عبد کے بھائی اور یعقوب بن عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ بن عبد کے دادا ہوتے ہیں۔ ابن حبان[3] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بغوی کی روایت ہے کہ یعقوب بن عبدالرحمٰن القاری فرماتے ہیں: میرے دادا عبدالرحمٰن اور عبداللہ صاحبزادگانِ عبد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آپ نے ان کے لیے برکت کی دعا کی اور ان کے سروں پر دستِ شفقت

---

[1] اسد الغابۃ (۳۰۲۹) استیعاب (۱۶۰۳) تجرید (۳۲۰/۱)

[2] الطبقات (۳۸۳/۲) [3] الثقات (۲۴۶/۳)

پھیرا۔ اور عبداللہ کے بارے میں فرمایا: یہ عبادت گزار ہوگا۔ یہ دونوں حضرات جب اپنے سر منڈاتے تو نبی ﷺ کے ہاتھ والی جگہ پر دوسرے مقام سے پہلے بال اُگ آتے۔

۶۱۸۶ (ز) عبداللہ بن عثمان ✿

بن عفان بن ابی العاص الاموی۔ نواسۂ رسول ﷺ، والدہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ مصعب زبیری کا قول ہے: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حبشہ ہجرت کی تو آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ حضرت رقیہ بھی تھیں۔ جہاں ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا اور یہی ان کی کنیت تھی۔ جبکہ اس سے پہلے ان کی کنیت ابوعمرو ✿ تھی۔ ابونعیم نے بطریق حجاج بن ابی یفع عن جدہ عن زہری اس کا مفہوم نقل کیا ہے اور ابن مندہ نے لکھا ہے کہ ام عباس حضرت رقیہ بنت النبی ﷺ کی باندی تھیں۔ فرماتی ہیں: حضرت رقیہ کے ہاں حضرت عثمان سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے عبداللہ رکھا اور یہی ان کی کنیت رکھی۔ ''شرف المصطفی'' کے مصنف لکھتے ہیں: عبداللہ بن عثمان اپنی والدہ سے ایک سال پہلے فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: اس بنا پر وہ ہجرتِ مدینہ کے پہلے سال فوت ہوئے۔

۶۱۸۷ (ز) عبداللہ بن عدیؓ بن الخیار النوفلی

ان کا نسب ان کے بھائی عبیداللہ کے حالات میں بیان ہوگا۔ ان کا والد کافر قتل ہوا۔ لہٰذا یہ اس قسم میں شمار ہوئے۔ جس کی مزید تفصیل ان کے بھائی کے سوانح میں ہوگی۔ ان عبداللہ کے ہاں عبدالعزیز پیدا ہوئے جن کا ذکر ملتا ہے۔ اور عبدالعزیز کے ہاں عبداللہ پیدا ہوا جو صدی کے آغاز میں مسلمہ بن عبدالملک کے ساتھ سرزمین روم میں شہید ہوئے۔

۶۱۸۸ عبداللہ بن عمرو ✿

بن الاحوص الازدی۔ والدہ کا نام ام جندب ہے وہ اور ان کے خاوند (عبداللہ کے والد) صحابی ہیں اور عبداللہ کو رؤیت حاصل ہے ان کی والدہ نے حجۃ الوداع کے موقع پر انہیں وہ پانی پلایا جس میں برکت کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنا منہ والا پانی ڈالا تھا۔ مجھے یہ روایت عالی سند سے پہنچی ہے۔

اخبرنا احمد بن ابی بکر المقدسی فی کتابه اخبرنا عیسی بن معالی و ابوبکر بن احمد بن عبد الدائم قالا انبأنا محمد بن ابراهیم الاربلی انبأتنا سهدة بنت الآبریّ.

میں نے الزین بن عمر بن محمد البالسی کے سامنے پڑھا:

عن زینب بنت احمد بن عبدالرحیم سماعا عن ابراهیم بن محمود قال قرئ علی ام عبدالله الرهبانیة و نحن نسمع قالت انبانا طرّاد بن محمد الزبیبی انبأنا هلال بن محمد بن جعفر، حدثنا الحسین بن یحیی بن عیاش، حدثنا الحسن بن محمد بن الزعفرانی، حدثنا عبیدة بن

✿ اسد الغابة (۳۰۶۵) تجرید (۳۲۳/۱) ✿ الطبقات الکبری (۵۰۹/۵)

✿ اسد الغابة (۳۰۸۱) تجرید (۳۲۵/۱)

حمید عن یزید بن ابی زیاد عن سلیمان بن عمرو بن الاحوص.
وہ اپنی والدہ سے نقل کرتی ہیں فرماتی ہیں: میں نے جمرہ العقبہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کو سوار دیکھا اور آپ کے پیچھے ایک شخص کپڑے کی اوڑھ کیے ہوئے تھا مبادا کوئی کنکری آپ کی طرف نہ آ جائے۔ آپ نے فرمایا: لوگو! تم میں سے کوئی کسی کو قتل نہ کرے۔ اور جو کنکری پھینکے وہ ٹھیکری کے ٹکڑے جتنی پھینکے" میں نے دیکھا آپ کی انگلیوں میں ایک باریک سا کنکر تھا جب آپ نے پھینکا تو لوگوں نے بھی کنکریاں پھینکنا شروع کیں۔ جب آپ واپس پلٹے تو ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی جسے آسیب کی شکایت تھی عرض کی: اللہ کے نبی ﷺ! میرے اس بیٹے کے لیے دعا فرمایئے! آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ کسی برتن میں پانی لائے۔ وہ کسی خیمے میں گئی اور پتھر سے بنا ہوا پانی پینے کا ایک [1] برتن لے آئی۔ آپ نے اسے ہاتھ میں تھاما اور اس میں کلی کی اور دو بار اس پر دم کیا اور اس عورت سے فرمایا: یہ پانی اسے پلا دو اور اسی پانی سے اسے نہلاؤ" فرماتی ہیں: میں اس عورت کے پیچھے ہوئی۔ اور اس سے کہا: مجھے بھی اس پانی میں سے کچھ دے دو! وہ کہنے لگی: لے لو۔ تو میں نے اس میں سے مٹھی بھر پانی لے کر اپنے بیٹے عبداللہ کو پلایا۔ پھر وہ جب تک زندہ رہا اس کی صحت جتنی ہونی چاہیے تھی وہ ماشاء اللہ رہی۔ فرماتی ہیں: بعد میں میری اسی عورت سے ملاقات ہوگئی وہ کہنے لگی: اس کا بیٹا شفایاب ہوگیا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی لڑکا بہتر نہیں۔ [2] اسے ابوموسیٰ نے "الذیل" میں طویل بطریق طرّ اد نقل کیا ہے اور ابوداؤد نے اس کا ایک گوشہ عن ابی ثور و وھب بن بیان وہ دونوں عبیدہ بن حمید سے نقل کیا ہے۔ یوں ہمیں یہ حدیث عالی سند سے ملی۔

۶۱۸۹ عبداللہ بن فضالہ اللیثی [3]

حیاتِ نبی ﷺ میں پیدا ہوئے تو ان کے والد نے ان کی طرف سے گھوڑے کا عقیقہ کیا۔ جس کا امام بخاری [4] نے اپنی تاریخ میں بروایت موسیٰ بن عمران اللیثی بن عاصم بن حدثان اللیثی عن عبداللہ بن فضالہ اللیثی ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم [5] بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: اس کی سند مضطرب اور مشائخ مجہول ہیں، عبداللہ کو اپنے والد سے روایت حاصل ہے جو سنن ابی داؤد میں ہے اور ابن حبان نے بطریق داؤد بن ابی ہند عن ابی حرب بن ابی الاسود عنہ عن ابیہ اسے صحیح کہا ہے۔ کہ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا۔ [6] ابوحاتم فرماتے ہیں: اس کی اسناد میں اختلاف ہے چنانچہ مسلم بن علقمہ عن داؤد عن ابی حرب عن عبداللہ بن فضالہ نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ جس نے اس میں عن ابیہ کہا وہ زیادہ صحیح ہے۔ ادھر عسکری نے اپنے والد سے روایت کرنے والے اور اس میں جس کی طرف سے اس کے والد نے عقیقہ کیا، فرق کیا ہے۔ جس کا احتمال ہے۔ ابن حبان [7] نے "ثقات التابعین" میں ان کا ذکر کیا ہے جن سے ابوحرب روایت کرتے ہیں۔

---

[1] تور: پینے کا برتن۔
[2] ابوداؤد كتاب المناسك ١٩٦٦، ١٩٦٧، مسند احمد (٣٧٥/٦) السنن الكبرىٰ (١٣٠/٥).
[3] اسد الغابة (٣١١٨) استيعاب (١٦٤٩) تجريد (٣٢٨/١)
[4] التاريخ الكبير (١٧٠/٣) [5] الجرح والتعديل (١٣٥/٥) [6] ايضًا
[7] الثقات (٤٠/٥)

٦١٩٠ (ز) عبداللہ بن قیس[1]

بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف۔ عسکری کا بیان ہے انہوں نے بچپن میں نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ ان کے والد صحابی ہیں۔ جن کا تذکرہ ہونا ہے۔ یہ اپنے والد، اور زید بن خالد، ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اُن کے دونوں بیٹے محمد المطلب، اسحاق بن یسار مغازی والے محمد بن اسحاق کے والد روایت کرتے ہیں۔ نسائی نے انہیں ثقہ لکھا ہے عبدالملک بن مروان کی طرف سے عراق کے گورنر رہے اور حجاج کے آغاز ولایت میں مدینہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ امام بخاری، ابو حاتم[2] اور ابن حبان[3] نے انہیں ثقات التابعین میں ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابن ابی خیثمہ، بغوی اور ابن شاہین صحابہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں اور ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جس کی وجہ وہ حدیث ہے کہ جس میں کسی راوی کو وہم ہوا ہے۔ ابن ابی خیثمہ فرماتے ہیں: حدثنا ابن ابی اویس: حدثنا ابی عن عبداللہ بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن عبداللہ بن قیس بن مخرمہ فرمایا: میں نے دل میں کہا: میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا" چنانچہ آپ نے دو دو کر کے تیرہ رکعتیں پڑھیں.... حدیث۔[4] اسے بغوی نے بحوالہ ابن ابی خیثمہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ان کے سماع میں شک کیا جاتا ہے۔ اور یہی روایت ابن شاہین نے بغوی سے نقل کی ہے ابو موسیٰ نے بطریق ابن شاہین اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: اسے امام مالک نے موطا میں عن عبداللہ بن ابی بکر عن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن عبداللہ بن قیس عن زید بن خالد الجہنی نقل کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے کہا: میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا" .....پھر وہ حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: یہی درست ہے۔ اسی طرح امام مسلم اور اصحاب السنن نے بطریق امام مالک نقل کیا ہے۔ ابو اویس کو بہت وہم ہوتا تھا جس کی بنا پر ان سے صحابی کا نام چھوٹ گیا ہے اور ابو اویس کا سماع امام مالک کے پاس ہے۔ لہٰذا امام مالک کی روایت پر اعتماد کیا جائے گا۔ اگر عسکری کا یہ قول نہ ہوتا کہ عبداللہ بن قیس کو رؤیت حاصل ہے تو میں ان کا ذکر قسم رابع میں ہی کرتا۔ اور اگر عسکری کا قول واقعی صحیح ہے تو پھر انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دیگر حضرات سے روایت کا شرف بھی حاصل ہوگا۔ لیکن ایسی کوئی روایت موجود نہیں۔ واللہ اعلم۔

ان کے بارے میں ابن مندہ کو خبط ہوا جس کا ذکر میں نے عبداللہ بن قیس بن عکرمہ کے حالات میں قسم رابع میں کیا ہے۔

٦١٩١ عبداللہ بن کعب[5]

بن مالک بن ابی القیس الانصاری المدنی۔ ابو فضالہ ان کے والد کے حالات میں ان کا نسب بیان ہوگا۔

بغوی بحوالہ واقدی لکھتے ہیں۔ عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ عسکری نے نبی ﷺ سے ملنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حضرت عمر، عثمان، علی، ابو امامہ بن ثعلبہ اور جابر رضی اللہ عنہم وغیرہ حضرات صحابہ کرام سے اور اپنے والد کعب جو مشہور شاعر ہو گزرے ہیں

---

[1] اسد الغابۃ (٣١٤١) تجرید (١/٣٣٠) [2] الجرح والتعدیل (٥/١٣٨)

[3] الثقات (٥/٤٤) [4] مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب الدعاء فی صلاۃ اللیل و قیامہ (١٨٠)

ابو داؤد (١٣٦٦)، ابن ماجہ (١٣٦٢) مسند احمد (٥/١٩٣)، موطا مالک (٢٧٢) الصحیح ابن حبان (٢٦٠٨)

[5] اسد الغابۃ (٣١٥٠)

روایت کرتے ہیں۔ ان کے نابینے پن میں ہی ان کے راہنما تھے۔ ان سے ان کے دونوں بیٹے عبدالرحمٰن اور خارجہ اور ان کے بھائی عبدالرحمٰن، معبد اور محمد صاحبزادگانِ کعب رضی اللہ عنہ، اعرج، زہری، سعد بن ابراہیم اور عبداللہ بن ابی یزید وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ عجلی، ابن سعد،✿ ابن حبان ✿ نے انہیں ثقہ کہا ہے لکھتے ہیں: ہجرت کے ستانوے (۹۷ھ) اٹھانوے (۹۸ھ) سال فوت ہوئے۔ ان کے والد کے حالات میں احمد بن ہارون بن اسماعیل کا نقل کردہ بیان آئے گا کہ جاہلیت میں حضرت کعب کی کنیت ابوبشیر تھی تو نبی ﷺ نے ان کی کنیت ابوعبداللہ رکھی۔ لگتا ہے ان کی کنیت اسی بیٹے کے نام پر تھی۔ اس واسطے کہ یہ ان کے سب سے بڑے بیٹے تھے جیسا کہ صحیح کی طویل حدیث میں اس کا ثبوت ہے۔ امام احمد بھی فرماتے ہیں: حدثنا ہارون بن اسماعیل فرمایا: عبداللہ بن کعب اپنے والد کے وصی تھے اور اولادِ کعب میں یہ سب سے آخر میں فوت ہوئے ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

۶۱۹۲ عبداللہ بن مسعود

بن معتب الثقفی والدہ کا نام عمرہ بنت العوام بن عبدالمطلب ہے ابن سعد✿ نے ان کے والد کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۱۹۳ عبداللہ بن مطیع✿

بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب قرشی عدوی مدنی۔ یہی ان کا درست نسب ہے۔ ابن حبان✿ نے اسود تک ان کا نسب بیان تو کیا ہے لیکن لکھا ہے: الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزی جوان کا وہم ہے۔ ابن حبان✿ اور ابن قانع وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی اور ابن مندہ وغیرہ کی روایت ہے۔ مطیع نے خواب دیکھا کہ کسی نے انہیں کھجوروں کا تھیلا بطور تحفہ بھیجا جس کا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا: تمہاری کوئی بیوی امید سے ہے؟ عرض کی: ہاں جی۔ جو بنی لیث میں سے ہے آپ نے فرمایا: اس کے ہاں تیرا لڑکا پیدا ہوگا۔ چنانچہ اس نے ایک لڑکے کو جنم دیا جسے نبی ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اسے کھجور نرم کر کے دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور اس کے لیے برکت✿ کی دعا کی۔ اس کی سند عمدہ ہے۔

ابن مندہ نے ان کے طریق سے نبی ﷺ سے ان کی ایک مرسل حدیث نقل کی ہے جسے اچھا مال پیش کیا جائے وہ خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس کے لینے سے انکار نہ کرے'' زبیر بن بکار کا قول ہے: واقعۂ حرہ میں قریش وغیرہ اہلِ مدینہ کا امیر عبداللہ بن مطیع اور انصار کا عبداللہ بن حنظلہ تھے۔

میں کہتا ہوں: اس بارے میں ابن مطیع کا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک واقعہ بھی ہے جو صحیح بخاری میں مروی ہے۔ امام مسلم اور امام بخاری نے الادب المفرد، بطریق شعبی بواسطہ ان کے بحوالہ ان کے والد ایک حدیث نقل کی ہے جو ان کے والد کے حالات میں بیان ہوگی۔ اور بغوی نے بطریق داؤد بن ابی ہند عن محمد بن ابی موسیٰ روایت کی ہے، فرمایا: میں عبداللہ بن مطیع بن الاسود کے ساتھ عرفات میں کھڑا تھا۔ پھر موقوف اثر نقل کیا۔

✿ الطبقات الکبریٰ (۴۵/۷) ✿ الثقات (۶/۵) ✿ الطبقات (۷/۶)

✿ تجرید (۳۳۵۴/۱) ✿ الثقات (۴۷/۵) ✿ ایضًا ✿ مجمع الزوائد (۱۸۴/۷)

زبیر بن بکار فرماتے ہیں: مجھ سے میرے چچا نے بیان کیا: عبداللہ بن مطیع بہادر، جرأت منداور مضبوط قریشیوں میں سے تھے۔ جب حرہ کے لوگوں کو ہزیمت اٹھانا پڑی اور عبیداللہ بن طلحہ شہید ہو گئے تو عبداللہ بن مطیع فرار ہو کر بچے بالآخر ایک ایسی عورت کے گھر روپوش ہو گئے جہاں انہیں کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا پھر جب شامی فوج نے اہل مدینہ پر دھاوا بولا اور لوگوں کے گھروں میں لوٹ مار شروع کر دی تو کوئی شامی اسی عورت کے گھر جا گھسا جس میں ابن مطیع روپوش تھے۔ شامی کو عورت بھلی لگی اس پر جھپٹ پڑا اس نے کافی بچاؤ کی کوشش کی بالآخر شامی نے اسے گرالیا۔ ابن مطیع یکدم برآمد ہوئے اور اس درندے سے عورت کو آزاد کرا کے اس وحشی کو قتل کر دیا۔ وہ عورت کہنے لگی: میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کون ہیں؟ پھر ابن مطیع مکہ میں رہنے لگے یزید کی موت کے بعد جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے خلافت کا دعویٰ کیا تو یہ ابن زبیر کے وزیر مملکت بن گئے۔ آپ نے انہیں کوفہ کا امیر بنا کر بھیجا۔ پھر اس پر مختار بن ابی عبید نے قبضہ جما کر انہیں وہاں سے نکال دیا۔ یہ ابن زبیر کے پاس آ گئے۔ پھر جب حجاج نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر کے انہیں شہید کیا تب بھی یہ ان کے ساتھ تھے۔ شامی فوجوں کا مقابلہ کرتے ہوئے وہ یہ رجزیہ اشعار دہرا رہے تھے۔ ع۔

میں حرّہ کے دن بھاگا تھا اور شریف آدمی ایک بار ہی بھاگتا ہے اور یہ جملہ اس دوڑ کے بعد ہے۔

اس دن عبداللہ بن مطیع شہید ہوئے۔ ان کا سر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ یحییٰ بن سعید انصاری فرماتے ہیں: مجھے یاد ہے میں نے تین سر دیکھے۔ ابن زبیر، ابن مطیع اور صفوان کا سر۔

امام بخاری [1] نے تاریخ میں اور علی بن المدینی نے ابن عیینہ سے بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ علی فرماتے ہیں: یہ سب حضرات ایک دن ہی شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: یہ واقعہ چوہتر (۷۴ھ) کے آغاز میں پیش آیا۔

۶۱۹۴ (ز) عبداللہ بن معبد

بن حارث ابن زہیر بن حارث بن اسد بن عبدالعزی اسدی قرشی۔ بلاذری کا بیان ہے یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں جنگ جمل کے روز چھتیس (۳۶ھ) میں شہید ہوئے اور ان کے والد فتح کے روز فوت ہوئے۔ لہٰذا ان کا تعلق اس قسم سے ہوا۔

۶۱۹۵ (ز) عبداللہ بن المقداد بن الاسود

والدہ کا نام ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب ہے۔ بقول ابن سعد: جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے اسی میں شہید ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی نعش کے پاس سے گزرے تو فرمایا تو کیا برا بھانجا ہے۔

۶۱۹۶ عبداللہ بن ھانی [2]

بن زید الحارثی۔ شریح بن ھانی کے بھائی۔ پہلے بیان ہو چکا ہے یہ اور ان کے بھائی اولادِ ھانی ان کے ساتھ تھے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس وقت یہ سب چھوٹے تھے۔

---

[1] التاریخ الکبیر (۱۹۹/۳) [2] اسد الغابۃ (۳۲۲۳) تجرید (۳۳۸/۱)

۶۱۹۷ (ز) عبداللہ بن ورقاء

بن جنادہ السلولی حبشی بن جنادہ کے بھتیجے ہیں جو صحابی ہیں ان کا ذکر ہو چکا ہے اور ان کا والد ورقاء اسلام لانے سے پہلے مر گیا۔ طبری [1] نے ان کے بیٹے عبداللہ بن ورقاء کا معرکۂ عین الوردہ میں سلیمان بن صرد کے ساتھ پینسٹھ (۶۵ھ) میں شریک لوگوں میں ذکر کیا ہے۔ لہٰذا یہ اس قسم سے ہوئے۔

۶۱۹۸ عبداللہ بن وهب [2]

بن زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزی القرشی الاسدی یہی عبداللہ الاصغر ہیں انہیں رؤیت حاصل ہے عبداللہ الاکبر ان کا تذکرہ قسم اوّل میں ہو چکا ہے۔

۶۱۹۹ عبداللہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے۔ قریب ہی عبداللہ بن ولید کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۶۲۰۰ (ز) عبدالرحمٰن بن جاریه

عبدالرحمٰن بن یزید بن جاریہ کے حالات میں دیکھیں۔

۶۲۰۱ عبدالرحمٰن بن الحارث [3]

بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی۔ ابو محمد کنیت تھی۔ ان کے والد کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے والدہ کا نام فاطمہ بنت الولید بن المطیرہ ہے جو حضرت خالد بن الولید کی بہن ہوتی ہیں۔ بقول بعض: حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں دس (۱۰) سال کے تھے۔ یہ قول مصعب سے منقول ہے۔ جو مبنی بر وہم ہے۔ بلکہ وہ کم سن تھے۔ ان کے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شام کے جہاد میں نکلے اور طاعون عمواس میں ۱۸ھ میں فوت ہوئے۔ تو ان کی والدہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شادی کر لی یوں یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تربیت میں آ گئے اس لیے آپ سے اور دیگر حضرات سے سماع حدیث کیا۔ ان کی شادی حضرت عثمان کی بیٹی (مریم) سے ہوئی۔ پھر یہ ان نوجوان قریشیوں میں سے ہوئے جنہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف کی کتابت (لکھائی) کے لیے طلب کیا تھا۔ بقول بعض: ان کے والد نے ان کا نام ابراہیم رکھا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا نام تبدیل کر دیا۔ یہ بات ابن سعد [4] نے نقل کی ہے۔ بقول ابن حسان: [5] زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے لیکن آپ سے سماع نہیں کیا۔ پھر ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے لیکن میرا گمان نہیں کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کیا ہو۔ بغوی اور طبرانی انہیں صحابہ میں شمار کرتے ہیں جبکہ امام بخاری [6] اور ابو حاتم [7] الرازی تابعین میں ذکر کرتے ہیں۔ یہ بات ان لوگوں میں زیادہ پھیلی ہوئی ہے۔ جنہوں نے ان

---

[1] تاریخ الطبری (۸۹/۹) [2] اسد الغابۃ (۳۲۲۳) تجرید (۳۳۸/۱)

[3] اسد الغابۃ (۳۲۷۷) استیعاب (۱٤٠۵) [4] الطبقات الکبریٰ (۱۲/۵)

[5] الثقات (۷۹/۵) [6] التاریخ الکبیر (۲۷۲/۲) [7] الجرح والتعدیل (۲۲٤/۵)

کا اس حدیث کی وجہ سے ذکر کیا ہے جسے ابن اسحاق [1] نے عن عبدالملک بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے شوال میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی...... حدیث۔ اصل میں نسب سے ایک آدمی کا نام رہ گیا ہے اس لیے کہ عبدالملک وہی ابن ابی بکر بن عبدالرحمٰن ہیں اور عبدالرحمٰن اہل مدینہ کے تابعین میں سے سات فقہاء میں سے ایک ہیں۔ ان کی یہ روایت اصل ہے۔ اور عبدالملک اس روایت میں اپنے دادا کے نسب سے ذکر کیے گئے ہیں۔ چنانچہ امام مالک نے بطریق عبدالملک یہ روایت کی ہے اور ان کا صحیح نسب بیان کیا۔ فرماتے ہیں: عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ پھر اس کا مرسل ہونا ذکر کیا۔ بعض نے اسے موصولاً ذکر کیا ہے جو بروایت عبدالملک عن ابیہ ابی بکر عن ام سلمہ ہے اور دیگر حضرات عن ابی بکر بن عبدالرحمٰن ان کی متابعت بھی کی ہے۔

عبدالرحمٰن اپنے والد اور حضرت عمر، عثمان، علی، ابو ہریرہ، عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے، ابوبکر، عکرمہ اور مغیرہ بن حاطب وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن سعد: قریش کے شرفاء میں سے تھے۔ ابن حبان [2] فرماتے ہیں: تینتالیس (۴۳ھ) میں فوت ہوئے۔

۶۲۰۲ عبدالرحمٰن بن حاطب [3]

بن ابی بلتعہ اللخمی سب ان کے والد کے سوانح میں بیان ہو چکا ہے۔ ابراہیم بن منذر ابن سعید، حاکم فرماتے ہیں انہیں دیدار نصیب ہوا۔ لیکن ان کے لیے شرف صحابیت صحیح ثابت نہیں۔ جبکہ ابن حبان [4] لکھتے ہیں: صحابی ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ طبرانی اور ابن قانع کی روایت ہے کہ یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو عید کے دن ایک راستے سے آتے اور واپسی پر دوسرے راستے سے جاتے ہوئے دیکھا۔ [5] یہ ضعیف سند ہے۔

امام بخاری [6] تاریخ میں لکھتے ہیں: حضرت عمر سے سماع کیا ہے۔ اور صحیح بخاری میں بحوالہ حضرت عمران کی ایک روایت تعلیقاً ذکر کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا ایک واقعہ ہے امام بخاری نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ جو حدیث اسحاق بن راشد نے زہری سے بواسطہ عروہ بحوالہ ان کے اپنے والد حاطب کے واقعہ میں ذکر کی ہے مرسل ہے، ابن سعد [7] نے اہل مدینہ کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں۔ ثقہ ہیں اور کم حدیث بیان کرنے والے ہیں۔ ہیثم بن عدی اپنے والد جریج سے بحوالہ ابن شہاب فقہاء مدینہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں خلیفہ وغیرہ کا قول ہے: اڑسٹھ (۶۸ھ) میں فوت ہوئے جبکہ یعقوب بن سفیان سب کی مخالفت میں لکھتے ہیں واقعہ حرّہ میں شہید ہوئے۔

۶۲۰۳ (ز) عبدالرحمٰن بن الحباب

بن عمرو انصاری۔ قسم اوّل کے دوران ان کے والد کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

---

[1] السیرة النبویہ (۲۷۰/۱) [2] الثقات (۷۹/۵)

[3] اسدالغابة (۳۲۹) استیعاب (۱٤٦) تجرید (۲٤٥/۱)

[4] الثقات (۷٦/۵) [5] جامع المسانید والسنن (۲۹۷/۸)

[6] التاریخ الکبیر (۲۷۱/۳) [7] الطبقات الکبریٰ (۳۸۳/۲)

۶۲۰۴ عبدالرحمٰن بن حزن

بن ابی وہب مخزومی۔ انہیں روایت حاصل ہے اور یہ اصغر ہیں ان کی والدہ فزاریہ ہیں اور ان کے بھائی عبیدالرحمٰن الاکبر کی والدہ عامریہ ہے جن کا ان کے حالات میں بیان گزر چکا ہے۔

۶۲۰۵ عبدالرحمٰن بن حسان

بن ثابت بن منذر بن عمرو بن حرام انصاری۔ خزرجی شاعر۔ کنیت ابوسعد اور ابومحمد تھی۔ ان کی والدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ عسکری اور رجابی کا بیان ہے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے۔ بقول ابن مندہ: دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے۔ ابن رشدین اور ابن مندہ وغیرہ اپنی کتابوں "الصحابہ" میں روایت نقل کی ہے کہ حسان بن ثابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے...... پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ ابن ماجہ کی روایت ہے کہ عبدالرحمٰن اپنے والد سے نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ ابن سعد کا قول ہے۔ عبدالرحمٰن شاعر اور کم گو محدث تھے۔ ابن معین نے اہل مدینہ کے تابعین اور محدثین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ خلیفہ اور ابن جریر وغیرہ کا قول ہے: ایک سو چار (۱۰۴ھ) میں فوت ہوئے۔ حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں: مجھے یہ روایت محفوظ نہیں لگتی کیونکہ ایک قول ہے کہ وہ اڑتالیس (۴۸) برس زندہ رہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ انہوں نے اپنے والد کا دور نہیں پایا۔ اس واسطے کہ وہ (۵۰ھ) کے بعد چار یا تقریباً اتنے سالوں میں فوت ہوئے۔ اور یہ ثابت ہے کہ انہوں نے اپنے والد کے دور میں وفات پائی۔ انہی کے والد کا یہ شعر ہے۔ ع

فمن للقوافی بعد حسان و ابنه   من للمعافی بعد زید بن ثابت

حسان اور اس کے بیٹے کے اشعار کی طرح کون ڈالے گا اور زید بن ثابت کے بعد تفسیری نکتے کون سمجھائے گا۔

میں کہتا ہوں: اگر اس کا ثبوت مل جائے کہ وہ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے اور ایک سو چار (۱۰۴ھ) تک زندہ رہے تو وہ اٹھانوے برس جیتے رہے ہوں گے۔ شاید لفظ اربعین (۹۰) سے بدل گیا ہو۔

۶۲۰۶ عبدالرحمٰن بن ام الحکم

ابن عبداللہ بن عثمان میں ذکر ہوا ہے۔

۶۲۰۷ عبدالرحمٰن بن حمید

بن عمرو بن عبداللہ بن ابی قیس العاوی قرشی اہل مکہ سے تعلق رکھتے ہیں یہ اور ان کا بھائی عمرو جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے شریک ہوئے۔ اور دونوں اسی معرکہ میں شہید ہوئے۔ قریش میں ان کے والد کا ذکر ملتا ہے کہ وہ اسلام لانے سے پہلے فتح مکہ سے قبل فوت ہو گئے۔ لہٰذا یہ دونوں اس قسم سے ہوئے۔

اسد الغابة (۳۲۸) استیعاب (۱٤٠٧) تجرید (۳٤٥/۱)

تجرید (۳٤٥/۱) ابن ماجه كتاب الجنائز باب ماجاء في ما نهي عن زيادة النساء القبور (۱٥٧٤)

الثقات (۸۹/٥)

۶۲۰۸ (ز) عبدالرحمٰن بن حویطب

بن عبدالعزیٰ العامری۔ ان کے والد مشہور صحابی ہیں۔ رہے یہ تو زبیر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۲۰۹ عبدالرحمٰن بن خالد[1]

بن الولید بن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی۔ بقول ابن مندہ انہیں رؤیت حاصل ہے۔ ابن السکن لکھتے ہیں: بقول بعض: صحابی ہیں نہ ان کے سماع کا ذکر ہے اور نہ حاضری کا۔ پھر وہ اور طبرانی بطریق عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان بواسطہ اپنے والد عن ابی ھزان عن عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے سر اور شانوں کے درمیان پچھنے لگواتے تھے کسی نے ان سے پوچھا تو فرمانے لگے: رسول اللہ ﷺ ان مقامات پر سینگی لگواتے تھے اور فرماتے تھے: جس نے ان جگہوں کا خون نکلوایا تو اگر کسی بھی چیز سے علاج نہ کرے اس کا کوئی نقصان نہیں'[2] سیف کا گمان ہے یہ اپنے والد کے ساتھ فتوحات شام میں شریک ہوئے تھے ابن سمیع اور ابن سعد نے اہل مدینہ کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے ابن المقری نے فوائد حرملہ میں عن ابن وھب بطریق عبید بن یعلی بحوالہ ابوایوب روایت کی ہے فرمایا: ہم نے عبدالرحمٰن بن خالد کی معیت میں ایک مہم میں شرکت کی چار دشمن کافر لائے گئے تو انہوں نے انہیں باندھ کر تیروں سے قتل کر دیا حضرت ابوایوب کو معلوم ہوا تو فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ آپ باندھ کر قتل کرنے سے منع فرماتے تھے۔ اگر مرغی بھی ہوتی تو میں اسے باندھ کر نہ قتل کرتا۔ عبدالرحمٰن کو معلوم ہوا تو انہوں نے چار غلام آزاد کرائے۔ اسے حاکم المستدرک میں روایت کرتے ہیں۔ حدیث ابی ایوب کی اصل مسند احمد اور سنن ابی داؤد میں ہے۔ ابن سمیع تابعین اہل شام کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ حاکم فرماتے ہیں: مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔ ابن عسا کر نے بہت سے طرق سے نقل کیا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں وہ روم کی جنگ کے امیر تھے اور آپ کے ساتھ ہی جنگ صفین میں شرکت کی۔ ان کا بھائی مہاجر بن خالد حضرت علی کے ساتھ ان کی جنگوں میں شریک تھا۔ عبداللہ بن سعدہ کے حالات میں امیر معاویہ کا عبدالرحمٰن بن خالد کے لیے عہد کا واقعہ بیان ہو چکا ہے پھر آپ نے ان سے وہ عہد واپس لے لیا۔ اور سفیان بن عوف کو دے دیا۔ واقعے کے آخر میں ہے جسے زبیر الموفقیات میں نقل کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن نے امیر معاویہ سے کہا: میری کسی فروگزاشت کے بغیر آپ نے مجھے عہدہ دینے کے بعد معزول کر دیا اللہ کی قسم! اگر میں مکہ کے درمیان ہوتا تو آپ سے انصاف دلواتا۔ امیر معاویہ نے کہا: ہم اگر مکہ میں ہوتے تو میں معاویہ بن ابی سفیان بن حرب ہوتا اور اور میری حویلی بطحاء میں ہوتی جہاں سے وادی شروع ہوتی ہے اور تم عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید ہی ہوتے۔ تمہاری حویلی اجیاد میں ہوتی جس کے نشیب میں پائخانہ اور بالائی حصے میں ڈھیلے ہیں۔ زبیر فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن کی اہل شام میں بڑی قدر و منزلت تھی۔ اور کعب بن جعیل شاعر ان کی بڑی مدح کیا کرتا تھا۔ جب عبدالرحمٰن کا انتقال ہوا تو امیر معاویہ نے کعب بن جعیل سے کہا: عبدالرحمٰن تمہارا دوست تھا جب وہ فوت ہو گیا ہے اسے بھول گئے ہو، اس نے کہا: ایسا ہرگز نہیں

---

[1] اسد الغابۃ (۳۲۸۷) استیعاب (۱٤۱۰) تجرید (۳٤٦/۱)

[2] ابوداؤد کتب الطب باب فی موضع الحجامۃ (۳۸۵۹)
ابن ماجہ (۳٤۸۳) السنن الکبری (۳٤۰/۹) مجمع الزوائد (۹٤/۵)
جامع المسانید (۳۰٤/۸) مختصر تاریخ دمشق (۲٤٤/۱٤)

ہوا میں نے ان اشعار میں ان کا مرثیہ کہا ہے پھر انہیں ذکر کیا ان میں سے چند اشعار یہ ہیں۔ ؏

کیا تو نہیں روتا اور قریش کا اپنے جوان کے لیے چیخ چیخ کر رونا کوئی ظلم نہیں ہے۔ تو اگر دمشق بعلبک اور حمص سے پوچھے تمہارے لیے اس کی چراگاہ کی اجازت کس نے دی ہے اللہ تعالیٰ کی تلوار سے جسے اس نے موتوں میں داخل کر دیا۔ اس کے قلعے گرا دیے اور اس کے گاؤں سمیٹ لیے وہاں معاویہ بن صخر کو اتارا حالانکہ اس کی زمین اس زمین کے علاوہ تھی۔ ❶

زبیر نے عبدالرحمٰن کے مرثیہ میں کعب بن جعیل کے بہت سے اشعار نقل کیے ہیں۔ مہاجر بن خالد کو معلوم ہوا کہ ابن اثال طبیب (حکیم) جو نصرانی تھا، نے ان کے بھائی کو دھوکے سے زہر دیا ہے وہ شام گئے۔ ابن اثال کو راہ میں روک کر قتل کر دیا اور پھر برابر بنی امیہ کے مخالف رہے مکہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی جنگ میں ان کا ساتھ دیا۔ خلیفہ، ابوعبید اور یعقوب بن سفیان وغیرہ فرماتے ہیں: چھیالیس ❷ (۴۶ھ) میں فوت ہوئے۔ ابوسلیمان بن زبیر نے یہ اضافہ نقل کیا ہے۔ ابن اثال نصرانی نے حمص میں انہیں زہر دے کر شہید کیا تھا۔

۶۲۱۰ (ز) عبدالرحمٰن بن خبّاب ❸

ابن الارت۔ بغوی نے عباس بن محمد اور ابن معین کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۲۱۱ عبدالرحمٰن بن الزجّاج ❹

انہیں رؤیت حاصل ہے۔ ابن مندہ کی بحوالہ حضرت ام حبیبہ ❺ روایت ہے کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو عبدالرحمٰن بن زجاج میرے سامنے تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں پانی کا ایک برتن تھاما ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ام حبیبہ یہ (بچہ) کون ہے؟ میں نے عرض کی: میرا غلام ہے یا رسول اللہ ﷺ! میں اسے آزاد کرنا چاہتی ہوں اجازت دیجیے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ امام بخاری تابعین میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ سمویہ نے اپنے فوائد میں مذکورہ عبدالرحمٰن کے طریق سے بحوالہ شیبہ بن عثمان روایت کی ہے کہ انہوں نے انہیں فرماتے سنا: نبی ﷺ نے کعبہ میں دو رکعتیں دونوں ستونوں کے درمیان ادا فرمائیں پھر اپنی پشت اور پیٹ کو ان سے لگایا۔

۶۲۱۲ عبدالرحمٰن بن زمعہ ❻

بن قیس العامری، عبد کے بھائی عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ انہی کے بارے میں عبد بن زمعہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

---

❶ جامع المسانید (۳۰۴/۸) ❷ ایضًا۔ استیعاب (۲۷۲/۲)

❸ اسد الغابۃ (۳۲۸۸) استیعاب (۱۴۱۱) تجرید (۳۴۶/۱)

❹ اسد الغابۃ (۳۳۰۴) تجرید (۳۴۷/۱)

❺ اسد الغابۃ (۱۱۷/۳) استیعاب (۱۴۲) تجرید (۳۴۷/۱)

❻ اسد الغابۃ (ت: ۳۳۰۵) الاستیعاب (ت: ۱۴۲۱) تجرید اسماء الصحابۃ (۳۴۷/۱)

کا مکہ میں فتح مکہ کے سال جھگڑا ہوا تھا۔ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں: کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی باندی کا ہونے والا بچہ میرا ہے اسے لے لینا۔ جب مکہ فتح ہوا تو حضرت سعد نے اسے لے لیا۔ عبد بن زمعہ کہنے لگے: میرا بھائی ہے اور میرے والد کی باندی کا بیٹا ہے اور میرے والد کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ دونوں کا مقدمہ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش ہوا۔ آپ نے عبد بن زمعہ کے حق میں فیصلہ کر دیا اور (شبہ کی وجہ سے) فرمایا: سودہ! اس سے پردہ کیا کرو.....حدیث۔ [1]

زبیر کتاب النسب میں لکھتے ہیں: زمعہ کا بیٹا عبد یا عبدالرحمٰن ہے ابن عبدالبر کا قول ہے: اہل نسب کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ابن ولیدہ کا نام جن کا یہ واقعہ ہے ''عبدالرحمٰن ہے''۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ کو خبط ہوا اور ابونعیم نے بھی ان کا اتباع کیا کہ انہیں بنی اسد بن عبدالعزی سے قرار دیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں اور ابن قانع کو وہم ہوا ہے انہوں نے انہیں حضرت سعد بن ابی وقاص سے جھگڑنے والا شخص قرار دیا۔ لگتا ہے انہیں مغالطہ ہو گیا کیونکہ ان کے متعلق جھگڑا ہوا تھا جھگڑے والے یہ نہیں بلکہ وہ بلا اختلاف ''عبد'' ہیں۔

۶۲۱۳ عبدالرحمٰن بن زید [2]

ابن الخطاب قرشی عدوی ان کے والد کا تذکرہ قسم اوّل میں ہو چکا ہے۔ ان کی والدہ لبابہ بنت ابی لبابہ انصاریہ ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے پانچ ۵ھ میں پیدا ہوئے۔ مصعب کا قول ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت چھ برس کے تھے۔ ابن حبان [2] کا قول ہے: ہجرت کے سال پیدا ہوئے، علماء نے ان کی یہ بات غلط ثابت کی ہے۔ زبیر فرماتے ہیں: مجھ سے ابراہیم بن محمد بن عبدالعزیز نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب پیدا ہوئے تو عام بچوں سے بہت نحیف لگتے تھے ان کے نانا ابولبابہ چیتھڑے میں لپیٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ فرماتے ہیں: میں نے ان سے چھوٹا بچہ نہیں دیکھا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجور چبا کر گھٹی دی ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی۔ فرماتے ہیں جہاں بھی عبدالرحمٰن لوگوں میں نظر آتے تو ان سے لمبے لگتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی فاطمہ کی شادی ان سے کر دی تھی جن سے عبداللہ پیدا ہوئے۔ پھر خلافت فاروقی میں ان کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے ''محمد'' رکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا کہ کوئی شخص انہیں برا بھلا کہہ رہا تھا کہ: محمد اللہ تمہارا یوں کرے۔ تو آپ نے ان کا نام محمد سے بدل کر عبدالحمید رکھ دیا۔ یزید بن معاویہ نے عبدالرحمٰن بن زید کو مکہ کا گورنر بنا دیا اور ان لوگوں کے مولا عبید بن حسین کو جو عقلمند اور ذہین تھے قاضی بنا دیا۔ عبدالرحمٰن اپنے والد اور اپنے چچا، اور ابن مسعود وغیرہ حضرات صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے اور سالم بن عبداللہ، عاصم بن عبیداللہ اور ابو جناب کلبی نے روایت لی ہے۔ امام بخاری [3] لکھتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے یعنی عبداللہ بن زبیر کے دورِ حکومت میں فوت ہوئے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا عبدالملک کے

---

[1] بخاری کتاب المغازی باب و هو ما یلی و مقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ ..... (۴۳۰۳)
مسلم کتاب الرضاع باب: الولد للفراش وتوقی الشبهات (۳۵۹۸)

[2] اسد الغابۃ (۳۳۰۷) استیعاب (۱۴۲۳) [2] الثقات (۲۴۹/۳)

[3] التاریخ الکبیر (۲۸۴/۳)

ہاں ایک واقعہ نقل کیا ہے جس کے بارے میں ان کے اشعار بھی ذکر کیے ہیں۔

۶۲۱۴ عبدالرحمٰن بن السائب

بن ابی السائب۔ انہیں رؤیت حاصل ہے اور بقول ابوعمر: جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: قسم اوّل میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۶۲۱۵ عبدالرحمن بن سعد [1]

بن زرارہ۔ ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے جس کا بیان عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ کے حالات میں ہو چکا ہے۔ احتمال ہے یہ اس قسم سے تعلق رکھتے ہوں یہ مشہور تابعیہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن جو حضرت عائشہ سے بکثرت روایت کرتی ہیں کے والد ہیں۔

۶۲۱۶ (ز) عبدالرحمن بن سہل [2]

بن حنیف انصاری۔ ان کے والد کے حالات میں ان کا نسب بیان ہو چکا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ابن ابی داؤد نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحیح ثابت نہیں۔ ان کے والد صحابی ہیں اور ان کے بھائی ابوامامہ اسعد کو رؤیت حاصل ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن قانع نے بھی صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے انہوں نے اور ابن مندہ نے بطریق ابی حازم عن عبدالرحمٰن بن سہل بن حنیف روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''اے نبی! اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں''۔ [3] پھر ایک واقعہ [4] ذکر کیا۔ عسکری فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ روایت مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: بعید نہیں انہیں رؤیت حاصل ہو اگرچہ یہ صحابی نہیں۔ قریب ہی ان کے بھائی عبداللہ کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۲۱۷ (ز) عبدالرحمن بن شداد بن الہادی

ابوعمر نے ان کی والدہ سلمٰی بنت عمیس کے بارہ میں لکھا ہے انہیں رؤیت حاصل ہے۔

۶۲۱۸ عبدالرحمٰن بن شرحبیل بن حسنہ [5]

ان کے والد کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ البتہ ان کا ذکر محمد بن الربیع الجیزی نے مصر داخل ہونے والے اور اس کی فتح میں شریک صحابہ میں کیا ہے انہوں نے دورِ نبوی پایا ہے۔ البتہ ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔ ان کا اور ان کے بھائی ربیعہ کا ذکر ابن حبان [6] نے ثقات التابعین میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں: یہ اپنے والد سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے روایت کرتے ہیں اور ان سے اہل مصر روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: وله صحبة کی ضمیر سے مراد ان کے والد ہیں۔

---

[1] اسد الغابۃ (۳۳۱٤) تجرید (۱/۳٤۸) [2] اسد الغابۃ (۳۳۲۱) استیعاب (۱٤۳۲) تجرید (۱/۳٤۹)

[3] سورۃ الکہف آیت ۲۸ [4] مجمع الزوائد (۷/۲۷۸) جامع المسانید (۸/۳۳۵)

[5] اسد الغابۃ (۳۳۲۵) تجرید (۱/۳٤۹) [6] الثقات (۵/۹۳)

۶۲۱۹ (ز) عبدالرحمٰن بن شُقران

مولا رسول اللہ ﷺ حضرت عمر نے انہیں حضرت ابوموسیٰ اشعری کے پاس یہ تحریر دے کر بھیجا۔ میں نے تمہاری جانب نیک شخص عبدالرحمٰن بن صالح شقران مولا رسول اللہ ﷺ کو بھیجا۔ نبی ﷺ کے ہاں ان کے والد کے مقام کا لحاظ کرنا'' تو جب ان کے والد رسول اللہ ﷺ کے مولا تھے اوران کی ولادت بھی اسی عرصہ میں ہوئی تو یقیناً رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہوگا۔

۶۲۲۰ عبدالرحمٰن بن شیبہ بن عثمان الحجبی

آخری قسم میں ان کا ذکر ہوگا وہاں میں نے تنبیہ کی ہے کیونکہ ابن مندہ نے لکھا ہے انہوں نے دورِ نبوی ﷺ پایا ہے۔

۶۲۲۱ عبدالرحمٰن بن صُبَیْحَۃ التیمیّ [1]

نسب ان کے والد کے سوانح میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن سعد [2] واقدی سے عن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث عن ابیہ عن عبدالرحمٰن بن صبیحہ عن ابیہ روایت کی ہے فرماتے ہیں: مجھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صبیحہ! کیا تم عمرہ کرنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں جی، فرمایا: اپنی اونٹنی نزدیک کرو، میں نے اونٹنی نزدیک کی پھر ہم عمرہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ واقدی فرماتے ہیں: بقول بعض: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفرِ عمرہ کرنے والے خود عبدالرحمٰن ہی ہیں۔ شاید دونوں نے ان کی حدیث کو معلول سمجھا ہو۔ شاید دونوں نے ایک ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا ہو اور دونوں نے ان سے نقل کیا ہو۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن قلیل الحدیث ثقہ راوی ہیں۔ میں کہتا ہوں: ابن حبان [3] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں: صحابہ کرام کی ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔

۶۲۲۲ عبدالرحمٰن بن صفوان [4]

بن امیہ الجمحی۔ ان کی والدہ ام حبیب بنت ابی سفیان حضرت ام حبیبہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی بہن ہے۔ ترمذی، باوردی، ابن البرقی، ابن حبان، [5] ابن قانع اور ابن عبدالبر [6] وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر ابن حبان [7] نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن البرقی فرماتے ہیں: میرے خیال میں ان کا سماع نہیں۔ عسکری کا قول ہے: انہیں شرفِ صحابیت حاصل نہیں۔ ان کی حدیث مرسل ہے۔ امام بخاری، مسلم، ابوزرعہ دمشقی اور ابوحاتم [8] وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری [9] نے تاریخ میں اور نسائی نے بطریق اسرائیل عن عبدالعزیز بن رفیع عن ابن ابی ملیکہ عن عبدالرحمٰن بن صفوان روایت کی ہے فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے چند زرہیں مانگے پر لیں۔ جن میں سے چند ضائع ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو ہم تمہیں اس کا عوض دے دیں۔۔۔۔ حدیث۔ [10]

---

[1] اسد الغابۃ (۳۳۲۷) استیعاب (۱۴۳۴) تجرید (۳۴۹/۱) [2] الطبقات الکبریٰ (۸/۵)

[3] الثقات (۵۶/۴) [4] اسد الغابۃ (۳۳۳۰) استیعاب (۱۴۳۵) تجرید (۳۴۹/۱)

[5] الثقات (۹۶/۵) [6] استیعاب (۲۷۹/۲) [7] الثقات (۹۶/۴) [8] الجرح والتعدیل (۲۴۵/۵)

[9] تاریخ الکبیر (۲۹۸/۳) [10] ابوداؤد کتاب البیوع باب من تضمین العاریۃ (۳۵۶۲)

اس روایت میں عبدالعزیز بن رفیع سے آگے ان کی سند میں اختلاف ہے۔ چنانچہ شریک بواسطہ ان کے عن امیہ بن صفوان عن ابیہ اور جریر بواسطہ ان کے عن ایاس از آلِ صفوان اور ابوالاحوص بواسطہ ان کے عن عطاء عن ایاس عن آلِ صفوان روایت کرتے ہیں اس میں اس کے علاوہ اور اختلاف بھی ہے۔

۶۲۲۳ عبدالرحمٰن بن العباس

بن عبدالمطلب بن ہاشم قرشی ہاشمی بھائیوں میں سے ایک۔ مصعب زبیری کا قول ہے: عہدِ نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے اور افریقا میں شہید ہوئے۔ قسم اوّل میں عبداللہ بن الغسیل کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۲۲۴ عبدالرحمٰن بن عبداللہ [1]

بن ابی عقیل بن عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ بن حارث بن حبیب بن حارث بن مالک ثقفی ثم المالکی۔ ابومطرف یا ابوسلیمان انہی کو ابن ام الحکم کہا جاتا تھا اپنی والدہ کی طرف نسب میں گنے جاتے ہیں جو ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں بغوی لکھتے ہیں: بقول بعض: عہدِ نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ امام بخاری [2]، ابن سعد [3]، خلیفہ، ابوزرعہ دمشقی اور ابن حبان [4] وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی نے ابونصر التمار کے نسخہ عن سعید بن عبدالعزیز عن اسماعیل بن عبیداللہ عن عبدالرحمٰن بن ام الحکم روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ پھر وہ سورۃ ذکر کی جس کی آپ جہری نماز میں قراءت کیا کرتے تھیں اور بغوی نے ان کی بطریق عیزار بن حریث بحوالہ ان کے یہودیوں کا روح کے بارے پوچھنے کی حدیث نقل کی ہے۔ امام بخاری اور ابوحاتم فرماتے ہیں: مرسل ہے۔ خلیفہ کا بیان ہے ان کے ماموں امیر معاویہ نے انہیں ستاون (۵۷ھ) میں زیاد کی وفات کے بعد کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ جہاں انہوں نے اچھا سلوک نہیں کیا تو انہیں معزول کر کے اپنے بھائی عتبہ بن ابی سفیان کے بعد مصر کا والی بنا دیا۔ طبری کی بطریق ہشام بن کلبی روایت ہے کہ ابن ام الحکم نے کوفہ والوں سے بدسلوکی کی تو انہوں نے انہیں نکال باہر کیا تو یہ اپنے ماموں کے پاس آ گئے۔ فرمانے لگے: میں تمہیں اس سے بہتر علاقے مصر کا گورنر بنا دوں گا۔ چنانچہ اس کا پروانہ انہیں دے کر رخصت کیا ابھی مصر سے دو میل کے فاصلے پر ہوں گے کہ معاویہ بن حدیج ان کے پاس پہنچ کر کہنے لگے انہی قدموں پر اپنے ماموں کے پاس لوٹ جاؤ۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! تم ہم سے کوفیوں والا برتاؤ نہیں کرنے پاؤ گے اور انہیں مصر میں داخل ہونے سے روک دیا چنانچہ یہ اپنا سامنہ لے کر آ گئے۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں جزیرہ کا والی بنا دیا۔ جہاں وہ امیر معاویہ کی وفات تک ثابت قدم رہے۔ انہوں نے ترپن (۵۳ھ) میں رومیوں سے جنگ کی تھی۔ پھر جب دمشق سے ضحاک بن قیس وہاں غلبہ پانے کے بعد نکل گئے تاکہ وہ "مرج راھط" میں مروان بن الحکم سے لڑائی کریں تو عبدالرحمٰن وہاں قابض ہو گئے۔ لوگوں کو مروان کی طرف بلایا اس کے لیے لوگوں سے بیعت لی۔ پھر خلافتِ عبدالملک کے آغاز میں فوت ہو گئے۔ امام شافعی نے اور تاریخ میں امام بخاری [5] نے بطریق سعید بن المسیب روایت کی ہے کہ عبدالملک نے ان کی عورتوں کے بارے میں فیصلہ کیا وہ اس طرح کہ انہوں نے مرض الوفات میں پہلی بیوی کے ہوتے تین عورتوں

---

[1] اسد الغابۃ (۳۳۳۹) [2] التاریخ الکبیر (۳۰۱/۳) [3] الطبقات الکبریٰ (۱۴۵/۵)
[4] الثقات (۲۵۷/۳) [5] التاریخ الکبیر (۳۰۱/۳)

سے شادی کر لی تو عبدالملک نے اس کی اجازت دے دی۔ مسلم اور نسائی کی بطریق ابی عبیدہ عن عبداللہ بن مسعود عن کعب عجرہ روایت کی ہے: کہ وہ کوفہ کی مسجد میں داخل ہوئے۔ اور عبدالرحمٰن بن ام الحکم بیٹھ کر خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اس خبیث کو دیکھو بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نبی! وہ تمہیں کھڑے کا کھڑا چھوڑ کر تجارت کی آواز پر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں''.....حدیث۔ [1]

ابن مندہ نے ان کے حالات عبدالرحمٰن بن ابی عقیل ثقفی سے ملا دیئے جس میں ابونعیم اور حافظ ابن عساکر بھی انہی کے ہمدوش ہیں۔ دونوں میں فرقِ ظاہر ہے اس واسطے کہ گزشتہ شخصیت کا صحابی ہونا صحیح ثابت ہے محدثین نے صراحت کی ہے وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اور ان کے لیے رؤیت بھی ثابت نہیں وہ بھی محض وہم کی وجہ سے۔ خلط ملط کی وجہ یہ بنی کہ امام بخاری نے بطریق وکیع ان کا نسب یوں لکھا ہے۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی عقیل۔ تو بعد کے لوگوں نے سمجھا عبدالرحمٰن اپنے دادا کی نسبت سے مذکور ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ ان کے دادا کے بارے میں صاف ظاہر ہے کہ ان کی کنیت ابوعقیل تھی اور اس سے بھی فرق کا پتہ چلتا ہے کہ دونوں کا نسب مختلف ہے جیسا کہ قسم اوّل میں بیان ہو چکا ہے اور وہیں میں نے ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۶۲۲۵ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری [2]

بنی زھرہ کے حلیف ان کے بھائی عبداللہ کے حالات میں معلوم ہو چکا ہے کہ دونوں کو بچپن میں نبی ﷺ کے پاس لایا گیا آپؐ نے دونوں کے سروں پر دستِ شفقت رکھا۔ ان کے متعلق واقدی کے قول میں اختلاف ہے ایک مقام پر فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ اہل مدینہ کے جلیل القدر تابعی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیت المال کے نگران مقرر تھے۔ عبدالرحمٰن نے حضرت عمر، ابوطلحہ، ابوایوب اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ان سے ان کا بیٹا محمود، زہری اور یحییٰ بن جعدہ بن ہبیرہ نے روایت کی ہے۔ عجلی کا قول ہے مدینہ کے معتبر تابعی ہیں۔ خلیفہ، ابن سعد اور امام مسلم نے اہل مدینہ کے پہلے طبقہ تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن سعد [2] کا قول ہے: خلافتِ عبدالملک میں (۸۰ھ) میں اٹھہتر (۷۸) برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ ابن حبان [2] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ اٹھاسی (۸۸ھ) میں فوت ہوئے یہی تاریخ وفات ابن قانع، ابن زبر اور الفرات نے بیان کی ہے۔ ان کی عمر پر سب کا اتفاق ہے لہٰذا ان سب کے قول کے مطابق حضرت نبی کریم ﷺ کی عمر کے آخری حصے میں پیدا ہوئے جس میں ابن سعد کا قول سب سے الگ ہے۔ البتہ ان سب کا قول درستی کے زیادہ قریب ہے۔

۶۲۲۶ عبدالرحمٰن بن عَتاب

بن اسید بن ابی العیص بن امیہ الاموی۔ ان کے والد کا تذکرہ ہو چکا ہے کہ وہ مکہ کے امیر تھے اور ان کے ہاں ان عبدالرحمٰن کی ولادت حیات نبوی کے آخری دور میں ہوئی۔ کیونکہ ان کی والدہ جویریہ بنت ابی جہل جن سے حضرت علی نے شادی کرنا چاہی تھی

---

[1] سورۃ الجمعۃ : ۱۱ [1] اسد الغابۃ (۳۳۴۳) استیعاب (۱۴۴۱) تجرید (۳۵۱/۱)

[2] الطبقات (۳۱۶/۳) (۱۷۹/۵) [2] الثقات (۷۹/۵)

پھر آپ نے (حضور ﷺ کی خوشنودی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دلجوئی کے لیے) یہ ارادہ ترک کر دیا تو عتاب نے ان سے شادی کر لی۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دیا۔ ان کا اور الاشتر کا مقابلہ ہوا تو اشتر نے انہیں قتل کر دیا۔ بقول بعض: جندب بن زہیر نے انہیں قتل کیا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں مقتول دیکھا تو فرمایا: یہ قریش کا بادشاہ ہے۔ جنگ میں پہلے ان کا ہاتھ کٹا جسے چیل یمامہ اچک کر لے گئی۔ لوگوں نے دیکھا اس میں انگوٹھی ہے جس کا نقش تھا۔ ''عبدالرحمٰن بن عتاب'' تو لوگوں نے پہچان لیا کہ جنگ شروع ہو چکی ہے اسی روز عبدالرحمٰن شہید ہوئے۔

۶۲۲۷ عبدالرحمٰن بن عدی ❶

الاصغر ابن الخیار بن عدی بن نوفل قرشی نوفلی۔ ان کا والد فتح مکہ سے پہلے کافر قتل ہو گیا۔ اور ان کا بیٹا عروہ بن عبدالرحمٰن ساٹھ (۶۰ھ) میں شہید ہوا۔ خوارج نے اسے قتل کیا تھا۔ یہ زبیر بن بکار کا قول ہے۔

۶۲۲۸ عبدالرحمٰن بن عمر ❷

بن الخطاب بن نفیل قرشی عدوی یہ عبدالرحمٰن الاوسط ہیں۔ کنیت ابوشحمہ تھی قسم اوّل میں ان کے بھائی الاکبر کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابن عبدالبر ❸ نے ان کے بھائی کے حالات میں ابوشحمہ کا ذکر کیا ہے۔ کہ یہ وہی ہیں جنہیں عمرو بن عاص نے مصر میں شراب نوشی کی بنا پر کوڑے لگائے تھے۔ پھر انہیں ان کے والد کے پاس سوار کر کے مدینہ بھیج دیا۔ تو ان کے والد نے انہیں ادب سکھانے کے لیے کوڑے لگائے۔ تو یہ بیمار پڑ گئے اور ایک ماہ بعد فوت ہو گئے۔ ایسا ہی معمر نے زہری سے عن سالم عن ابیہ نقل کیا ہے۔ البتہ اہل عراق کا کہنا ہے وہ کوڑے کھاتے کھاتے مر گئے تھے جو غلط ہے۔

حضرت عمر نبی کریم ﷺ کے بعد تیرہ (۱۳) برس زندہ رہے اور عبدالرحمٰن کا انتقال اپنے والد سے ایک مدت پہلے ہوا۔ حد اسی کو لگتی ہے جو بالغ ہو اور مصر کا سفر وہی اختیار کر سکتا ہے جو جواں مرد یا جوانی کے قریب ہوگا۔ لہٰذا ان کا اس قسم سے ہونا بہت ظاہر ہے۔

۶۲۲۹ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ ❹

ان کا نام بشیر/ ثعلبہ یا کچھ اور ہے انصاری خزرجی۔ ان کے والد مشہور صحابی ہیں۔ ان کے متعلق ابن سعد لکھتے ہیں عہدِ نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ ہند بنت المقوّم بن عبدالمطلب، نبی ﷺ کی چچا زاد ہیں۔ ابن مطین و ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور سب نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: آپ نے کیسے صبح کی؟ آپ نے فرمایا: جیسے کوئی بہترین قوم صبح کرتی ہے نہ کسی بیمار کی عیادت کی اور نہ ہم روزہ دار ہیں'' ❺ ابن ابی حاتم ❻ بحوالہ اپنے والد نقل

---

❶ اسد الغابۃ (۳۳۵۱) ❷ اسد الغابۃ (۱۳۵۹) استیعاب (۱۴۵۱) تجرید (۳۵۳/۱)

❸ استیعاب (۳۸۵/۲) ❹ اسد الغابۃ (۳۳۸۱) تجرید (۳۵۳/۱)

❺ ابن ماجہ کتاب الادب (۳۷۱۰) جامع المسانید (۳۶۹/۸) اسد الغابۃ (۱۴۰/۳)

❻ الجرح والتعدیل (۲۷۳/۵)

کرتے ہیں: یہ صحابی نہیں اور ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابن السکن نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ روایت کی ہے۔ اور ابو عمرہ نبی ﷺ کے رشتہ دار ہیں کیونکہ ان کے گھر ہند بنت المقوم نبی ﷺ کی چچا زاد تھیں۔ کہ آپ جب بھی دعا مانگتے یوں فرماتے: اے اللہ! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرما اور اس کا تزکیہ فرما بے شک تو سب سے بہترین تزکیہ فرمانے والا ہے تو اس کا نگہبان اور مولا ہے"[1] یہ حدیث بھی مرسل ہے۔ عبدالرحمٰن کی صحیحین وغیرہ میں بعض صحابہ کرام سے مروی روایت ہے اپنے والد اور حضرت عثمان، عبادہ، ابو ہریرہ اور زید بن خالد وغیرہ حضرات سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا عبداللہ اور خارجہ بن زید بن ثابت، مجاہد، ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور شریک بن ابی نمر وغیرہ حضرات روایت کرتے ہیں بقول ابن سعد ثقہ اور بکثرت حدیث روایت کرنے والے ہیں۔

۶۲۳۰ عبدالرحمٰن بن عویم[2]

بن ساعدہ انصاری۔ قسم اوّل میں ان کے والد کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابن مسعود اور ابن حبان[3] لکھتے ہیں: عبدالرحمٰن عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ امام بخاری نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی "شرح السنہ" میں لکھتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابن مندہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور بطریق ابن اسحاق یہ روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں: جب ہمیں نبی ﷺ کے نکلنے کا علم ہوا...... پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ یہ حدیث ابن اسحاق کی کتاب میں اسی اسناد کے ساتھ عبدالرحمٰن سے مروی ہے۔ میری قوم کے محدثین نے مجھ سے بیان کی ہے اسی پر امام بخاری نے ان کے حالات میں بھروسہ کیا ہے حسن بن سفیان اور ابو نعیم نے ان کی ایک مرسل حدیث نقل کی ہے جس کا متن یہ ہے: نبی ﷺ نے اپنے صحابہ[4] میں بھائی چارہ قائم فرمایا: مرزبانی نے "معجم الشعراء" میں ان کا ایک شعر نقل کیا ہے جس میں کسی گورنر کو مخاطب کرتے ہیں جب اس نے نصیب شاعر کو دوسروں پر فوقیت دی: ع

"کیا اسے معلوم نہیں اللہ اسے برابدلہ دے کہ بلندیٔ رتبہ کا معاملہ حام کی نسل میں ہے۔ اور نصیب سیاہ فام تھا۔"

۶۲۳۱ عبدالرحمٰن بن عیسیٰ

بن عقیل الثقفی۔ ان کا تذکرہ ان کے والد عیسیٰ کے حالات میں ہوا ہے۔

۶۲۳۲ (ز) عبدالرحمٰن بن کعب

بن مالک انصاری السلمی۔ مشہور شاعر کے صاحبزادے۔ ابو الخطاب کنیت تھی۔ جعابی اور عسکری کا قول ہے عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن سعد[5] کا قول ذکر کیا۔ عبدالرحمٰن اپنے والد، اپنے بھائی عبداللہ، جابر بن الاکوع، ابو قتادہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابو امامہ بن سھل جو ان کے ہمعصر اور عمر میں ان سے بڑے ہیں۔ زہری، سعد بن ابراہیم اور ابو عامر الخزار روایت لیتے ہیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ثقہ ہیں اور اپنے بھائی سے زیادہ احادیث کے حافظ تھے۔ ہیثم بن عدی، خلیفہ اور یعقوب بن سفیان کا قول ہے: سلیمان بن عبدالملک کی خلافت میں فوت ہوئے۔

---

[1] مصنف لابن ابی شیبہ (۲۸۶/۱۰) [2] اسد الغابۃ (۳۳۶۶) استیعاب (۱۴۵۶) تجرید (۳۵۳/۱)
[3] الثقات (۷۵/۵) [4] المصنف لابن ابی شیبہ (۲۸۶/۱۰) [5] الطبقات الکبریٰ (۱۹۷/۲)

۶۲۳۳ عبدالرحمٰن بن مُحیریز

آخری قسم میں تذکرہ ہونا ہے۔

۶۲۳۴ عبدالرحمٰن بن معاذ ❶

بن جبل انصاری۔ ابوعمر ان کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: صاحب فضیلت تھے اپنے والد کے ساتھ (طاعون عمواس میں) فوت ہوئے۔ ابن ابی حاتم ❷ تحریر کرتے ہیں: بقول بعض: دور نبوی ﷺ پایا ہے۔ الفتوح میں ابوحذیفہ البخاری لکھتے ہیں: عبدالرحمٰن اپنے والد کے ساتھ جنگ یرموک میں شریک ہوئے اور اپنے والد کے ساتھ طاعونِ عمواس میں فوت ہوئے۔ کئی طرق سے امام احمد وغیرہ کی کتب میں ابومنیب وغیرہ سے مروی ہے کہ جب شام میں طاعون پھیلا تو امیر معاویہ نے خطاب میں فرمایا: یہ تمہارے رب کی رحمت اور تمہارے نبی (ﷺ) کی دعا ہے اس نے تم سے پہلے نیک لوگوں کو اس جہان سے اٹھا لیا ہے۔ اے اللہ! آلِ معاویہ پر اپنی رحمت نازل فرما۔ پھر نیچے اتر آئے۔ تو ان کا بیٹا عبدالرحمٰن طاعون میں مبتلا ہو گیا۔ یہ اس کے پاس پہنچے اور فرمایا: ''حق تیرے رب کی طرف سے ہے شک کرنے والوں میں نہ ہونا'' ❸ تو معاذ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ان شاء اللہ تعالیٰ تم مجھے صابر پاؤ گے۔ ❹ ❺

ابن الاثیر ❻ مرحوم لکھتے ہیں: ابوعمر نے کسی سے نقل کیا ہے کہ حضرت معاذ کا کوئی بیٹا نہ تھا جبکہ زبیر فرماتے ہیں: بنی ادی بن سعد کے یہ آخری چراغ ہیں۔ شاید کہنے والے کی مراد یہ ہو کہ انہوں نے اپنے پیچھے کوئی نرینہ اولاد نہیں چھوڑی۔ اس واسطے کہ عبدالرحمٰن تو اپنے والد سے پہلے فوت ہوئے اور اس میں کوئی شک نہیں وہ صحابی تھے عہد نبی ﷺ میں وہ جوان تھے اور ہیں بھی اہل مدینہ سے۔

۶۲۳۵ (ز) عبدالرحمٰن بن الولید

بن عبد شمس بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم انہیں رؤیت حاصل ہے۔ ان کے والد جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ان عبدالرحمٰن بن ولید کو طائف کا گورنر بنایا تھا۔

۶۲۳۶ (ز) عبدالرحمٰن بن یزید ❽

بن جاریہ ابن عامر انصاری۔ ابومحمد کنیت تھی۔ والدہ کا نام جمیلہ بنت ثابت بن الافلح ہے۔ ابراہیم بن منذر، ابن حبان، عسکری اور کئی ایک کا قول ہے عہدِ نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ حدیث خنساء بنت خدام ان سے مروی ہے صحیح یہ ہے انہوں نے یہ

---

❶ اسدالغابة (٣٣٩٠) استيعاب (١٤٦٦) تجريد (٣٥٦/١)

❷ استيعاب (٣٩٣/٢) ❸ الجرح والتعديل (٢٨٠/٥)

❸ ❹ سورة آل عمران ٦٠ ❺ سورة الصافات : ١٠٢

❻ مسند احمد (١٩٦/١) ❼ اسدالغابة (١٥٢/٣)

❽ اسدالغابة (٣٤٠٤) استيعاب (١٤٧٠) تجريد (٣٥٧/١)

حدیث ان سے روایت کی ہے جو صحیح ❶ میں ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: یہ صحابی نہیں ہیں البتہ انہوں نے صدیق اکبر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کا دور پایا ہے اور ان کی اقتداء میں نمازیں پڑھی ہیں۔ اور خود اپنی قوم کے امام بھی تھے۔ طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں ان کی دو حدیثیں نقل کی ہیں۔ ایک بطریق زہری عن عبداللہ بن عبداللہ بن ثعلبہ عن عبدالرحمٰن بن یزید بن جاریہ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار انتہائی تاریکی میں اور دوسری بار اچھی بھلی روشنی میں فجر کی نماز پڑھائی اور فرمایا: (اصل) وقت ان دونوں (وقتوں) کے درمیان میں ہے۔'' ❷ دوسری حدیث کا ذکر عبدالرحمٰن بن جاریہ کے حالات میں قسم اوّل کے دوران ہو چکا ہے۔ ان کی والدہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الاقلح ہیں۔ جن سے ان کے والد نے شادی کی جب انہوں نے ثابت بن قیس بن شماس سے خلع لے لیا جیسا کہ جمیلہ کے حالات میں (ت ۹۸۰) میں بیان ہوگا۔

تنبیہ: یہاں مصنف سے ذہول ہوا یا سہوِ قلم سے یہ عبارت صفحۂ قرطاس پر آ گئی کہ ان کی والدہ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے خلع لینے کے بعد ان سے شادی کر لی تھی۔ جبکہ جلد چہارم میں خود لکھتے ہیں: جس خاتون نے ثابت بن قیس سے خلع لیا تھا وہ جمیلہ بنت ابی، عبداللہ بن ابی ابن سلول رئیس المنافقین کی ہمشیرہ تھی۔ خلع لینے والی کا عبدالرحمٰن نامی کوئی بیٹا نہیں، عبدالرحمٰن بن یزید بن جاریہ، عاصم بن عمر بن خطاب کے ماں شریک بھائی ہیں اور ان کی والدہ کا نام جمیلہ بنت ثابت بن ابی الاقلح ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دی تو یزید بن جاریہ نے ان سے شادی کر لی تو ان سے عبدالرحمٰن بن یزید پیدا ہوئے۔

۶۲۳۷ عبدالرحمٰن الانصاری

عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے۔ صحیح میں ان کا ذکر ثابت ہے حضرت جابر سے مروی ہے ہمارے ہاں ایک شخص کا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اس نے القاسم رکھا..... حدیث۔ جس پر انصار نے نکیر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لو!..... ❸

۶۲۳۸ عبدالرحمٰن بن سعید

بن سوید انصاری۔ پہلے بیان ہو چکا ہے ان کے والد احد میں شہید ہوئے۔ لہٰذا یہ اس قسم سے ہوئے۔ انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے گویا وہ مرسل روایت ہے اور ابو اُسید، ابوحمید، ابوسعید اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ان سے ربیعہ اور بکیر بن الاشج نے روایت کی ہے عجلی وغیرہ نے انہیں ثقہ لکھا ہے۔

۶۲۳۹ (ز) عبدالملک بن نبیط ❹

بن جابر انصاری۔ ان کے والد کے حالات میں ان کا نسب بیان ہوگا۔ دمیاطی نے ''انساب الخزرج'' میں لکھا ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فارعہ یا فریعہ بنت اسعد بن زرارہ کا ان کے والد کی وفات کے بعد نبیط بن جابر سے نکاح کر دیا تو ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور عرض کی: اس کا نام تجویز فرمایئے اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمایئے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی

---

❶ بخاری کتاب النکاح باب اذا زوج ابنته و هی کارهة فنکاحه مردود (۵۱۳۹)

❷ ابن ماجه (۱۸۷۳) ❸ التمهید (۳۳۲/٤) ❹ اتحاف السادة المتقین (۳۸۸/۵)

❹ الطبقات الکبریٰ (۵۰۷/۳)

کیا اور اس کا نام عبدالملک رکھا۔ یہ بات میں نے جوں کی توں ابن سعد کی کتاب ''طبقات النساء'' سے نقل کی ہے انہوں نے ایسا ہی فریعہ کے حالات میں تحریر کیا ہے۔

۶۲۴۰ عُبَیْدُاللہ ✿ (تصغیر ہے) ابن عدیّ بن الخیار

بن عدی بن نوفل بن عبد مناف قرشی نوفلی۔ بقول ابن حبان: ✿ انہیں رؤیت حاصل ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ یہ عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ بقول بعض: ان کے والد بدر میں قتل ہوئے۔ جسے ابن ماکولا نے نقل کیا ہے۔ ابن سعد ✿ لکھتے ہیں: ان کے والد فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے۔ مدائنی نے حضرت عثمان کے ساتھ عدی کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ دونوں باتیں یوں درست ہیں کہ یہ دو ہیں۔ عدی الاکبر اور عدی الاصغر جو فتح مکہ میں اسلام لائے وہ ان عبیداللہ کے والد ہیں اور دوسرے بدر میں قتل ہوئے۔ عبیداللہ کو حضرت عمر، عثمان، علی، مقداد، اور وحشی بن حرب رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت حاصل ہے ان سے عروہ، عطاء بن یزید، حمید بن عبدالرحمٰن اور عروہ بن عیاض وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: بھتیجے تم نے نبی ﷺ کا دور پایا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں۔ ان کی مراد ہے انہیں آپ ﷺ سے سماع حاصل نہیں۔ جس کی دلیل ان کا یہ قول ہے۔ البتہ آپ کا علم مجھ تک پہنچا ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھے زہری نے عن عطاء بن یزید عن عبیداللہ بن عدی کے حوالہ سے بیان کیا جو قریش کے فقیہ اور عالم تھے۔ ابن سعد ✿ نے تابعین کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: ان کی والدہ ام قتال بنت اسید بن ابی العیص، عتاب بن اسید کی بہن ہے۔ ان کی وفات مدینہ میں ولید بن عبدالملک کے دور حکومت میں ہوئی۔ عجلی لکھتے ہیں: اکابر تابعین میں سے ثقہ تابعی ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں۔ ان کی کتاب میں ایسا ہی لکھا ہے شاید درست عتاب کے بھانجے ہو۔ ابن حبان ✿ فرماتے ہیں: پچانوے (۹۵ھ) میں فوت ہوئے۔

تنبیہ: ابن فتحون نے باوردی کے اتباع میں انہی عبیداللہ بن عدی کے حالات میں حدیث ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عبیداللہ بن عدی درج کی ہے کہ وہ حزورہ میں نبی ﷺ کے پاس موجود تھے..... پھر مکہ کی فضیلت والی حدیث ذکر کی۔ جو غلط ہے جس کا سبب لفظی غلطی ہے اس واسطے کہ مذکورہ حدیث عبداللہ بن عدی الاکبر کے حوالہ سے ہے اور صاحب عنوان اصغر ہیں۔ دوم اس حدیث والے صحابی کے دادا کا نام حمراء اور صاحب سوانح کے دادا کا نام الخیار ہے۔ اور عبداللہ بن عدی بن الحمراء کا تذکرہ قسم اوّل میں ہو چکا ہے۔

۶۲۴۱ عبیداللہ بن عمر ✿

بن الخطاب قرشی عدوی، ان کی والدہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ ہیں اور یہ حارثہ بن وہب مشہور صحابی (ت ۱۵۳۵) کے ماں شریک بھائی ہیں۔ ان کی پیدائش عہد نبی ﷺ میں ہوئی۔ اور یہ روایت ثابت ہے انہوں نے اپنے والد کی خلافت میں غزوے میں شرکت کی۔

✿ اسد الغابة (٣٤٦٦) استيعاب (١٧٣٦) تجريد (٣٦٣/١) ✿ الثقات (٦٤/٥)

✿ الطبقات الكبرٰى (٥٧٧/٣) ✿ الطبقات (٣٥/٥) ✿ الثقات (٦٤/٥)

✿ اسد الغابة (٣٤٦٧) استيعاب (١٧٣٧) تجريد (٣٦٣/١)

موطا میں امام مالک زید بن اسلم سے بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں: حضرت عمر کے صاحبزادے عبداللہ اور عبیداللہ عراق کی طرف لشکر میں روانہ ہوئے۔ واپسی پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاں سے گزر ہوا اس وقت وہ بصرہ کے گورنر تھے۔ انہوں نے ان دونوں کو خوش آمدید کہا اور ان دونوں سے کہا: اگر مجھے تمہارے لئے کسی نفع بخش کام کی دسترس ہوتی تو میں وہ کر گزرتا۔ پھر فرمایا: ہاں کیوں نہیں، یہاں اللہ تعالیٰ کا کچھ مال ہے جسے میں امیر المومنین کی طرف بھیجنا چاہتا ہوں میں وہ تم دونوں کو قرض دیتا ہوں جس سے تم عراق کا کوئی سامان خرید کر مدینہ بیچ دینا اصل مال امیر المومنین کو ادا کر دینا اور نفع تم دونوں کا ہوگا، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور لکھ بھیجا کہ ان سے مال وصول کر لیجئے گا۔ جب وہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، فرمایا: کیا انہوں نے سارا لشکر تمہیں قرض دے دیا تھا؟ دونوں نے عرض کی: نہیں، آپ نے فرمایا: مال اور نفع دونوں ادا کرو۔ عبداللہ تو خاموش رہے۔ البتہ عبیداللہ کہنے لگے: امیر المومنین! آپ کے لیے ایسا کرنا مناسب نہیں، اگر یہ مال ضائع یا کم ہو جاتا تو ہم اس کے ضامن و ذمہ دار تھے۔ آپ نے فرمایا: مال ادا کرو! پھر بھی عبداللہ مہر بلب رہے اور عبیداللہ نے جواب دیا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہم مجلس لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: امیر المومنین! آپ اسے مضاربت بنالیں تو بہتر ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اسے مضاربت بنالیا۔ چنانچہ اصل مال اور آدھا نفع ان سے وصول کیا اور ان دونوں نے اس کا آدھا نفع [1] لے لیا۔ اس کی سند صحیح ہے۔ زبیر بن بکار کی بطریق ربیعہ بن عثمان عن زید بن اسلم بحوالہ اپنے والد روایت ہے کہ عبیداللہ بن عمر کی اہلیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگی: امیر المومنین! مجھے ابوعیسیٰ سے انصاف دلوایئے! آپ نے فرمایا: ابوعیسیٰ کون ہے؟ اس نے عرض کی: آپ کا بیٹا عبیداللہ، آپ نے فرمایا: اسلم! جاؤ اسے بلا لاؤ اور اسے کچھ نہ بتانا۔ پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔ (جس میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں درہ مارا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی والد نہیں تھا اور تم ابوعیسیٰ کنیت رکھتے ہو! ع ت ن) اس سب سے معلوم ہوتا ہے وہ اپنے والد کے دور میں پورے مرد تھے۔ اس لیے وہ عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت ان کی والدہ سے جدائی اختیار کر لی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی: ''اور تم بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں مت روکے رکھو''۔ [2]

میں کہتا ہوں: یہ آیت حدیبیہ میں ساتویں سال کے آخر میں نازل ہوئی تھی بخاری میں کتاب الاشربه باب نقیع التمر مالم یسکر میں ایک واقعہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے عبیداللہ سے شراب کی بو آتی ہے میں اس کے متعلق پوچھوں گا اگر یہ نشہ آور ہوئی تو میں اسے کوڑے لگاؤں گا'' اسے امام مالک نے زہری سے عن السائب بن یزید موصولاً ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر لوگوں کے پاس گئے اور پھر یہ ارشاد فرمایا: اور اس روایت کا ذکر کیا۔ لیکن ''عبیداللہ'' نہیں کہا بلکہ کہا: کسی نے، اور سعید بن منصور نے عن ابن عیینہ عن الزہری روایت کی ہے تو اس میں ان کا نام لیا اور یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے۔ ابن عیینہ نے فرمایا: مجھے معمر نے بواسطہ زہری بحوالہ سائب بتایا کہ میں نے دیکھا حضرت عمر ان لوگوں کو کوڑے لگا رہے تھے۔ ابوعمر [3] نے لکھا ہے: عبیداللہ قریش کے بہادروں اور شہسواروں میں شمار ہوتے تھے۔ جب ابولؤلؤہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہ قاتلانہ حملہ کیا (اور آپ شہید ہو گئے) تو عبیداللہ آپ کے بیٹے نے ہرمزان اور فارسی لوگوں کی ایک جماعت کے پاس جا کر انہیں قتل کر دیا۔ جس کا سبب وہ روایت ہے جسے ابن سعد [4] نے بطریق

---

[1] مختصر تهذيب دمشق (۳٤٦/۱٥) [2] سورة الممتحنة : ۱۰

[3] استیعاب (۱۳۲/۳) [4] للطبقات الكبرىٰ (۳۰۹/۳)

یعلی بن حکیم نافع سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق نے وہ خنجر دیکھا جس سے حضرت عمر شہید ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: مجھے کل وہ خنجر ہرمزان اور جفینہ (جو مدینہ میں کتابت سکھاتا تھا) کے پاس نظر آیا ہے۔ میں نے کہا: تم لوگ اس خنجر سے کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم اس سے گوشت کاٹتے ہیں۔ کیونکہ ہم گوشت کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ عبیداللہ بن عمر نے حضرت عبدالرحمٰن سے پوچھا کیا واقعی تم نے ان کے پاس وہ خنجر دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں چنانچہ انہوں نے اپنی تلوار (جو پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ہوا کرتی تھی) لی اور ان دونوں کو یکے بعد دیگرے قتل کر ڈالا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف آدمی بھیجا۔ جب آئے تو پوچھا: تمہیں ان کے قتل کرنے پر کس نے اکسایا تھا؟ پھر وہ واقعہ نقل کیا۔ (اسی میں ہے کہ ہرمزان کے بیٹے قماذیان نے انہیں معاف کر دیا تھا) ذہبی نے ''زھریات'' میں بطریق معمر عن الزھری عن سعید بن المسیب روایت کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے اس وقت فرمایا جب حضرت عمر شہید ہوئے تھے'' میں ہرمزان، جفینہ اور ابولؤلؤہ کے پاس گیا تو وہ سرگوشی کر رہے تھے، مجھے دیکھتے ہی یہ لوگ ادھر ادھر ہو گئے۔ اٹھتے وقت ان کے ہاتھوں سے دو دھاری خنجر گرا جس کا دستہ درمیان میں تھا۔ دیکھو انہیں کیسے ہتھیار سے شہید کیا گیا ہے۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ بالکل ویسا ہی تھا جیسا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں بتایا تھا۔ عبیداللہ تلوار لے کر ہرمزان کے پاس پہنچے اور اس سے کہنے لگے: مجھے اپنا گھوڑا دیکھنا ہے میرے ساتھ آؤ۔ ہرمزان، گھوڑوں کے ماہر تھے (اور مسلمان تھے) وہ ان کے آگے آگے چلنے لگے۔ عبیداللہ نے موقع پاتے ہی تلوار ہوا میں لہرائی جونہی ہرمزان نے تلوار کی حرارت محسوس کی تو لا الہ الا اللہ پڑھا۔ پھر یہ جفینہ کے پاس آئے وہ نصرانی تھا اسے بھی قتل کر دیا اس کے بعد ابولؤلؤہ کی بہن کے پاس آئے جوان دنوں کم سن بچی تھی اسے بھی قتل کر دیا۔ اس روز اہل مدینہ تین بار تاریکی میں مبتلا ہوئے۔ لوگ ان سے کہنے لگے: عبیداللہ تلوار پھینک دو وہ کسی کی بات سننے پر تیار نہ تھے (چونکہ وہ دراز قد تھے اس لیے) لوگ خوفزدہ ہو گئے یہاں تک کہ عمرو بن عاص آ گئے انہوں نے فرمایا: بھتیجے! تلوار مجھے دے دو! چنانچہ انہوں نے دے دی، پھر حضرت عثمان ان کے پاس آئے اور ان کی پیشانی کے بالوں سے پکڑا یہاں تک کہ لوگ درمیان میں پڑ گئے پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو فرمایا: اس شخص نے جو کچھ کیا ہے اس کے بارے میں مجھے مشورہ دو! تو پھر اختلاف ہو گیا۔ عمرو بن عاص فرمانے لگے: جب یہ معاملہ پیش آیا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو لوگوں کا سربراہ نہیں بنایا، چنانچہ آپ نے انہیں چھوڑ دیا اور دو مردوں اور لڑکی کی دیت ادا کی۔

حمیدی فرماتے ہیں: ہم سے سفیان نے بحوالہ عمرو بن دینار بیان کیا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: اگر مجھے عبیداللہ پر قابو مل گیا تو اسے ہرمزان کے عوض ضرور قتل کروں گا۔ ابن سعد نے بطریق عکرمہ روایت کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ اگر عبیداللہ پر دسترس ہو گئی تو وہ اسے ہرمزان کے بدلے (کیونکہ وہ مسلمان تھے) قتل کر دیں گے۔ ان عبیداللہ کا ذکر عبداللہ بن بدیل بن ورقاء خزاعی کے حالات میں ہو چکا ہے۔ بقول حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا: ہرمزان کا والی وارث کون ہے؟ لوگوں نے کہا: آپ، آپ نے فرمایا: تو پھر میں نے عبیداللہ کو معاف کر دیا ہے۔ بقول بعض: آپ نے انہیں قماذیان بن ہرمزان کے حوالے کر دیا تو انہوں نے ان سے بدلہ لینا چاہا۔ لوگوں نے ان سے گفتگو کی وہ کہنے لگا: بھلا مجھے کوئی ان کے قتل سے روک سکتا ہے لوگوں نے کہا: نہیں، اس نے کہا: تو میں نے انہیں معاف کیا۔ اس قول کے صحیح ہونے میں تامل ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں ہرمزان کے قصاص میں قتل کرنے کے ارادہ مند تھے۔ لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ اس وقت شام بھاگ گئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تھے۔ اور

امیر معاویہ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ صفین میں شہید ہوئے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ ان کے قاتل کے بارے میں اختلاف ہے۔ ان کی شہادت ربیع الاول چھتیس (۳۶ھ) میں ہوئی۔ (اسد میں ربیع الاوّل سینتیس (۳۷ھ) لکھا ہے شاید کاتب نے سبع کی جگہ ست لکھ دیا ہو۔ ع ت ن)۔

۶۲۴۲ عبیداللہ بن معمر [1]

بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب تیمی۔ انہیں رویت حاصل ہے جبکہ ان کے والد صحابی ہیں۔ جن کا تذکرہ حرف میم میں ہوگا۔ عبیداللہ کو حضرت عمر، عثمان اور طلحہ وغیرہ حضرات صحابہ سے روایت حاصل ہے۔ علامہ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: جس کا یہ گمان ہے کہ ''یہ صحابی ہیں'' اسے وہم ہوا ہے۔ حالانکہ انہیں صرف رویت حاصل ہے۔ نبی ﷺ کی وفات کے وقت کم سن تھے'' وہی لکھتے ہیں: نبی ﷺ کے صحابی ہیں اور آپ کے صحابہ میں سب سے کم سن تھے یہ کسی کا قول ہے جو غلط ہے ان جیسے حضرات پر صحابی ہونے کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا انہوں نے صرف آپ کو دیکھا ہے بغوی نے ''معجم الصحابہ'' میں ان کی ایک حدیث بطریق حماد بن سلمہ عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عبیداللہ بن معمر روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس گھرانے کو بھی نرمی عطا ہوئی تو انہیں فائدہ ہوا ہے اور جو اس سے محروم رہے ان کا نقصان ہوا ہے۔ [2]

ابن ابی عاصم نے اسی سند سے نقل کیا ہے بغوی لکھتے ہیں میرے علم میں ان کی نبی ﷺ سے مروی اس کے علاوہ کوئی حدیث نہیں جسے ہشام بن عروہ سے صرف حماد بن سلمہ نے نقل کیا ہے۔ ابوحاتم رازی [3] لکھتے ہیں: کچھ لوگوں نے اس حدیث کی علت جانے بغیر اسے ''مسانید وحدان'' میں شامل کر دیا ہے حالانکہ اسے حماد نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن معمر انصاری سے جو ابوطوالہ ہیں نقل کی ہے ان کا نام قلمبند نہیں کیا۔

یہی روایت ابومعاویہ نے ہشام بن عروہ سے درست سند کے ساتھ نقل کی ہے۔ خلیفہ فرماتے ہیں مجھ سے ولید بن ہشام نے اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا اور ابوالیقظان و ابوالحسن یعنی مدائنی نے روایت کی ہے ابن عامر اصطخر پہنچے مقدمۃ الجیش کی کمان عبیداللہ بن معمر کر رہے تھے انہوں نے دشمنوں کو تہ تیغ کر کے بہت سے قیدی بنائے اور ابن معمر اسی معرکے میں شہید بھی ہوئے۔ تو ابن عامر نے قسم کھائی کہ: اگر انہیں دشمنوں پر دسترس مل گئی تو خون کی ندیاں بہا دیں گے........ پھر وہ واقعہ نقل کیا۔ اسی طرح یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں بطریق محمد بن اسحاق نقل کیا ہے فرماتے ہیں: پھر غزوۂ حور پیش آیا جس کا امیر عبداللہ بن عامر تھا وہ اصطخر گیا وہاں مقدمۃ الجیش کے کمانڈر عبیداللہ بن معمر تھے اس جنگ میں عبیداللہ کام آ گئے اور باقی لوگ واپس آ گئے۔ علامہ ابن عبدالبر [4] لکھتے ہیں: شہادت کے وقت چالیس (۴۰) برس کے تھے'' ابن الاثیر [5] نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے ان کی یہ بات اس بات سے خلاف ہے جو انہوں نے شروع میں لکھی ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے وقت عبیداللہ بن معمر کمسن تھے۔ جو صحیح تعاقب ہے اس واسطے کہ ان کی شہادت ستائیس (۲۷ھ) میں ہوئی۔ زبیر بن بکار لکھتے ہیں: مجھے عثمان بن عبدالرحمٰن نے بتایا کہ عبداللہ بن عامر اور عبیداللہ

---

[1] اسد الغابة (٣٤٧٤) استيعاب (١٧٤١) تجريد (٣٦٤/١) [2] استيعاب (١٣٤/٣)
[3] جامع المسانيد (٤٩٧/٨) اسد الغابة (١٧٨/٣) [4] الجرح والتعديل (٣٣٢/٥)
[5] استيعاب (٣٤/٣) [6] اسد الغابة (١٧٨/٣)

بن معمر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قیدی غلام خریدا جس کے ثمن (قیمت) میں اسی ہزار درہم انہیں زائد دینے پڑ گئے۔ جنہیں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ادائیگی کے پابند تھے جو ان کی طرف سے طلحہ بن عبید اللہ نے ادا کر دیئے اس سے معلوم ہوتا ہے وہ عہد فاروقی میں جواں مرد تھے۔ چنانچہ امام بخاری نے تاریخ صغیر میں بطریق ابراہیم بن محمد بن اسحاق جو عبید اللہ بن معمر کی اولاد میں سے ایک ہیں روایت کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن معمر خلافت عثمانی میں اصطخر میں شہید ہوئے۔ حافظ ابن عساکر ❶ نے عبید اللہ بن معمر کے سوانح میں ایک حدیث بروایت ابوالنضر۔ عن عبید اللہ بن معمر عن عبد اللہ بن ابی اوفی درج کی ہے جس میں تامل ہے اس واسطے کہ ابوالنضر تو عمر بن عبید اللہ بن معمر سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے مروی ان کی حدیث صحیح میں ہے اور یہ ان کے کاتب تھے اور عبد اللہ بن ابی اوفی نے ان کی طرف بنی تمیم میں عبید اللہ بن عبد اللہ بن معمر ہیں جو صاحب سوانح کے بھتیجے ہوتے ہیں۔ بسا اوقات اپنے دادا کی نسبت سے یاد کیے جاتے ہیں۔ امام بخاری نے بطریق ایوب عن ابن سیرین عن عبید اللہ بن معمر روایت کی ہے اور وہ ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔ اور بطریق عبد اللہ بن عون عن محمد بن سیرین مروی ہے: سب سے پہلے جس نے جمعہ کے دن ہاتھ بلند کیے وہ عبید اللہ بن معمر ہیں۔ زبیر کا بیان ہے عبید اللہ بن معمر امیر معاویہ کے پاس آئے، تو یہ پہلے کے علاوہ ہیں، جنہیں رؤیت حاصل ہے اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنر تھے۔ اور خلافت عثمانی میں اصطخر کی جنگ میں حصہ لے کر شہید ہوئے وہ صاحب عنوان ہیں۔ انہی کی مرسل روایت ہے۔ رہے ان کے بھتیجے تو وہ امیر معاویہ کے پاس آئے تھے جیسا کہ زبیر بن بکار نے نقل کیا ہے۔ جن کا مرزبانی نے معجم الشعراء میں ذکر کیا ہے اور ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں امیر معاویہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ع

جب آپ بیہودہ بات پر کرم کرتے ہوئے ہر جانب سے تہبند نہیں لٹکائیں گے۔ تو پھر ہم خون بہانے اور مصائب اٹھانے کے لیے کس سے امید رکھیں گے۔ ❷

ان الفاظ سے خلیفہ کو ہی مخاطب کیا جا سکتا ہے اور جو خلافت عثمانی میں شہید ہو چکا ہو وہ خلافت معاویہ کا زمانہ نہیں پا سکتا لہٰذا معلوم ہوا یہ اور ہیں۔ شاید یہی چالیس برس زندہ رہے ہوں اور ابن عبدالبر نے انہیں پہلی شخصیت سمجھ لیا ہو۔

دوسرے شخص کے حالات کے بارے ایک روایت وہ ہے جو ہم نے فوائد دقیق میں بطریق طلحہ بن سماح نقل کی ہے فرماتے ہیں۔ عبید اللہ بن معمر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف لکھا جب وہ (یعنی عبید اللہ) فارس کے گورنر تھے۔ ہمارے پاؤں جم گئے ہیں ہمیں یہاں غداری کا خوف بھی نہیں اور ہمیں سات سال ہو گئے یہیں ہمارے ہاں اولاد بھی ہوئی ہے تو ہماری نمازوں کا کیا حکم ہے؟ آپ نے انہیں لکھا: تمہاری نمازیں دو رکعتیں ہیں..... حدیث۔ یہ وہ عبید اللہ ہیں جو فارس کے گورنر پھر بصرہ کے والی رہے اور ان کا بیٹا عمر بن عبید اللہ بن معمر بصرہ کا والی رہا۔ کتب تاریخ میں ان کے واقعات مشہور ہیں۔ اب صاحب سوانح اور مذکور عمر کے والد کے درمیان فرق واضح ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

ابن مندہ کو ان کے بارے میں خبط ہوا ہے وہ لکھتے ہیں: عبید اللہ بن معمر نے دور نبوی پایا ہے اہل مدینہ میں شمار ہوتے ہیں ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ان سے عروہ بن زبیر اور محمد بن سیرین روایت کرتے ہیں ان کی حدیث سنداً صحیح نہیں۔ مستغفری کا

---

❶ مختصر تاریخ دمشق (۳۶۸،۳۶۷/۱۵)

❷ جامع المسانید (۴۴۹۷/۸) اسد الغابۃ (۱۷۸/۳) استیعاب (۱۳۴/۳)

قول ہے: یحییٰ بن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں آیا یہ صحابی ہیں یا نہیں؟

۶۲۴۳ عبد ابن رفاعہ بن رافع الزرقی

ان کے والد کے حالات میں نسب بیان ہو چکا ہے۔ (ت ۲۶۶۶) عہدِ نبی ﷺ میں پیدا ہوئے اور آپ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے ان کا سماع صحیح ثابت نہیں ان کی دو مرسل حدیثیں نقل کی ہیں ایک بطریق سعید بن ابی ہلال عن ابی امیہ انصاری بحوالہ عبید بن رفاعہ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو وہاں ایک ہنڈیا اُبل رہی تھی مجھے چربی نظر آئی۔ پسند آئی تو میں نے لے لی جلدی سے منہ میں چبانے لگا۔ جس سے مجھے کھانے کی خرابی کی شکایت ہوئی۔

میں کہتا ہوں: یہ غلطی کچھ رہ جانے سے رونما ہوئی ہے۔ یہ روایت تو عبید بن رفاعہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ "میں آیا" جسے ابومسعود رازی نے سعید بن ابی ہلال تک کی اپنی سند سے نقل کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے عن ابیہ۔ جس طرف ابن ابی حاتم[1] نے اشارہ کیا ہے۔ ابوداؤد نے ان کی بطریق اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ عن امہ بنت عبید بن رفاعہ بواسطہ اپنے والد بحوالہ نبی ﷺ یہ حدیث نقل کی ہے۔ تین چھینکوں تک چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہا جائے گا (اس کے بعد) تمہاری مرضی اسے یہ کلمات کہو یا رک جاؤ"[2] یہ روایت مرسل ہے۔

عبید کو اپنے والد، رافع بن خدیج اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہم سے روایت حاصل ہے ان سے ان کے بیٹے ابراہیم، اسماعیل، حمید، عبیدہ، عمرہ بنت عبدالرحمٰن اور عروہ بن عامر وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ عجلی لکھتے ہیں: مدینہ کے ثقہ تابعی ہیں امام مسلم نے طبقہ تابعین کے پہلے درجہ میں ان کا ذکر ہے (امام) طحاوی نے بحوالہ ان کے جو روایت نقل کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے انہوں نے دورِ نبوی پایا ہے کہ خلافت فاروقی میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ پھر وہ روایت ذکر کی۔ پانی سے پانی (واجب) ہے۔[3] (یعنی اگر انزال ہو جائے تو غسل واجب ہوگا)۔

۶۲۴۴ عبید بن عمیر[4]

بن قتادہ اللیثی ابو عاصم کنیت تھی۔ ان کے والد صحابی ہیں۔ اپنی جگہ میں ان کا ذکر ہوگا۔ امام بخاری[5] کا بیان ہے۔ عبید بن عمیر نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ امام مسلم لکھتے ہیں: عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔

میں کہتا ہوں: انہیں حضرت عمر، علی، ابوذر، ابی بن کعب، ابوموسیٰ، عائشہ، ابن عمر وغیرہ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت حاصل ہے۔ اور ان سے عبداللہ بن ابی ملیکہ، عطاء، مجاہد، عبدالعزیز بن رفیع، عمرو بن دینار، ابوالزبیر اور معاویہ بن قرہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ عجلی لکھتے ہیں: مکہ کے ثقہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔ ابن جریج کا قول ہے: عبید بن عمیر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے فوت ہوئے۔ ابن حبان[6] لکھتے ہیں: اڑسٹھ (۶۸ ھ) میں فوت ہوئے۔

---

[1] الجرح والتعدیل (٦/٦) [2] ابوداؤد کتاب الادب باب: کم مرۃ یشمت العاطس (٥٠٣٦) کنز العمال ٢٥٤٧
[3] نسائی۔ کتاب الطھارۃ باب الذی لا یحتلم و لا یری الماء (١٩٩) ابن ماجہ (٦٠٧)
[4] اسد الغابۃ (٣٥٠٦) استیعاب (١٧٥٥) تجرید (٣٦٧/١)
[5] التاریخ الکبیر (٤٥٥/٥) [6] الثقات (١٣٢/٥)

باب عین کے بعد تاء

۶۲۴۵ عتبہ بن ابی سفیان ❶

بن حرب بن امیہ اموی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی۔ بقول ابن مندہ: عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں طائف کا گورنر بنایا۔

میں کہتا ہوں: مجھے بہت زیادہ تتبع و تلاش کے بعد بھی واقعۂ شہادت عثمان سے پہلے کہیں ان کا ذکر نہیں ملا۔ حافظ ابن عساکر ❷ نے ان کے حالات میں جو کچھ لکھا ہے اس سے بھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے ہوں۔ اس کا احتمال ہے۔ طائف کا گورنر تو انہیں ان کے بھائی امیر معاویہ نے بنایا تھا اور اکتالیس (۴۱ھ) کے بعد انہوں نے لوگوں کو حج کرایا۔ پھر مصری فوج کے عبداللہ بن عمرو بن عاص کی معزولی کے بعد سربراہ مقرر ہوئے۔ اور اسکندریہ میں وفات پائی۔

باب عین کے بعد ثاء

۶۲۴۶ (ز) عثمان بن بُدیل

بن ورقاء خزاعی۔ نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن مندہ ان کے والد کے حالات میں لکھتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن الحکم سے بدیل بن ورقاء کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: خزاعی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فوت ہو گئے۔ ان کے تین بیٹے تھے۔ عبداللہ، عبدالرحمٰن اور عثمان۔ ابن مندہ ان کے متعلق لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فوت ہو گئے ان کے بیٹوں نے آپ علیہ السلام کا دور پایا ہے فرماتے ہیں: بقول بعض: بدیل صفین میں قتل ہوئے۔ صفین میں قتل ہونے والے عبداللہ بن بدیل ہیں۔

۶۲۴۷ عثمان بن عاص

بن وابصہ بن خالد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی۔ ان کا والد عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کافر مارا گیا۔ لہٰذا عثمان اس قسم میں سے ہوئے یہ مشہور مدنی محدث عطاف بن خالد بن عبداللہ بن عثمان کے پردادا ہوتے ہیں۔

۶۲۴۸ (ز) عثمان بن ابی العاص

بن نوفل بن عبد شمس بن عبد مناف۔ بلاذری نے ''انساب'' میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کا باپ بدر میں کافر مارا گیا۔

۶۲۴۹ عثمان بن عبدالرحمٰن ❷

بن عثمان التیمی ان کے والد کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ رہے یہ تو انہیں رویت حاصل ہے۔ جبکہ حسن بن عثمان نے صحابہ میں ان کا

---

❶ اسد الغابة (۳۵٤۰) استیعاب (۱۷۸۱) تجرید (۳۷۰/۱) ❷ مختصر تاریخ دمشق (٦١/١٦)

❷ اسد الغابة (۳۵۷۷) استیعاب (۱۷۸۳) تجرید (۱۷٤/۱)

ذکر کیا ہے کہ چوہتر (۷۴ھ) میں فوت ہوئے۔

۶۲۵۰ عثمان بن عبیداللہ ❁

بن الھدیر بن عبدالعزیٰ بن عامر بن حارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن قرہ قرشی تیمی۔ ابن مندہ کا بیان ہے عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔

باب عین کے بعد دال

۶۲۵۱ (ز) عدیّ بن الخُمیر

بن عدی، ان کا تذکرہ ان کی والدہ معاذہ کے حالات میں ہوگا۔ (ت: ۱۱۷۵۲)۔

۶۲۵۲ (ز) عدی بن کعب

العدوی ابوحثمہ سلیمان کے والد۔ کنیت سے مشہور ہیں ازدی نے ان کا نام نقل کیا ہے کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

باب عین کے بعد راء

۶۲۵۳ (ز) عرّام بن المنذر

بن زید بن قیس بن حارثہ بن لأم الطائی۔ لمبی عمر والے شاعر جنہوں نے دورِ جاہلیت اور زمانۂ اسلام پایا ہے اور ہجرت کے سو سال تک زندہ رہے۔ بعض: عوّام نام بتاتے ہیں۔ ابوحاتم ❁ سجستانی کتاب المعمرین میں لکھتے ہیں: انہیں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس لایا گیا تاکہ ان کا نام اپاہج لوگوں میں لکھیں۔ لوگوں کا کہنا ہے: انہوں نے دور جاہلیت میں ایک زمانہ پایا ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز ان سے فرمانے لگے: آپ کی یہ پرانی بیماری کیا ہے؟ تو انہوں نے یہ اشعار کہے۔ ؎

اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں آیا میں نے ذوالقرنین کے دور کی ایک قوم دیکھی تھی یا میں اس سے بھی پرانا ہوں۔
جب میری قمیض اتاری جائے گی تو صاف معلوم ہوگا کہ میرے بازوؤں کا یہ حال ہے کہ نہ ان پر گوشت ہے اور نہ ان میں خون ہے۔ ابن کلبی نے بنی قیس بن حارثہ کے ایک کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

❁ اسد الغابۃ (۳۵۷۸) استیعاب (۱۷۹۵) تجرید (۱/۳۷٤)

❁ المعمرین (۹۰)

باب عین کے بعد طاء

۶۲۵۴ عطاء بن یعقوب المدنی ✿

مولا ابن سباع۔ مشہور تابعی ہیں جن کی حدیث مسلم ✿ میں بروایت ان کے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما مروی ہے ابن مندہ نے اپنی تاریخ میں بطریق اللیث بن سعد روایت کی ہے کہ عطاء مولا ابن سباع آسمان کی طرف ✿ سر نہ اٹھاتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔ ابو موسیٰ نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

باب عین کے بعد قاف

۶۲۵۵ (ز) عقرب بن ابی عقرب

نام خویلد بن خالد بن بجیر بن عمرو بن حماس بن یحییٰ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ ہے۔ بقول طبری: ان کے والد مسلمانانِ فتح مکہ میں سے ہیں۔ ان کا یہ بیٹا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوا۔

۶۲۵۶ (ز) عقبۃ بن اھبان

بن عمرو بن الاکوع۔ بقول بعض: عقبہ بن اھبان بن اوس۔ یہ ابن کلبی کا بیان ہے۔ طبری ذکر کرتے ہیں: حضرت عمر نے انہیں کلب وغیرہ کی زکوٰۃ وصولی پر مقرر کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے ہوں گے اور ان کے والد مشہور صحابی ہیں۔ ابن کلبی نے ان کے بارے میں کسی شاعر کا یہ شعر بھی نقل کیا ہے: ؏

''میں بھیڑیے سے گفتگو کرنے والے ابن اوس کے بیٹے کی طرف ٹھوکر نہ کھانے والے مضبوط اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوا۔''

۶۲۵۷ (ز) عقبہ بن نافع ✿

بن عبد القیس بن لقیط بن عامر۔ بن امیہ بن الظرب بن امیہ بن حارث بن فہر قرشی۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے۔ ان کا لوگوں میں نام تھا جنہوں نے حضرت زینب کی سواری کو بدکایا تھا جب وہ مدینہ کی جانب روانہ ہوئی تھیں۔ ان کا والد فتح مکہ سے پہلے فوت ہو گیا۔ یہ بات زبیر بن بکار نے لکھی ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ عقبہ کے ماموں تھے اور فتح مصر میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے۔ وہیں انہوں نے حویلی بنائی پھر یزید بن معاویہ نے انہیں مغرب کا گورنر بنا دیا۔ انہی نے قیروان آباد کیا۔ بقول ابن یونس: صحابی ہیں'' جو صحیح نہیں۔ ان کا والد ھبار بن اسود کے ساتھ جب اس نے حضرت زینب کی سواری کو چھیڑا تھا جیسا کہ روایات میں آتا

✿ اسد الغابۃ (۳۶۷۷) تجرید (۳۸۲/۱) ✿ مسلم کتاب الحج باب: استحباب ادامۃ الحجاج التلبیۃ (۳۰۷۶)

✿ جامع المسانید (۱۴۶/۹) اسد الغابۃ (۲۵۳/۳) ✿ اسد الغابۃ (۳۷۱۶) استیعاب (۱۸۴۹) تجرید (۳۸۵/۱)

ہے۔ روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے انہی دونوں کے بارے میں فرمایا: جب تم لوگ ان دونوں سے ملنا تو انہیں آگ میں جلا دینا'' [1] واقدی نے بطریق ابوالخیر الیزنی روایت کی ہے: جب مصر فتح ہوا تو عقبہ بن عامر کو گاؤں کی جانب بھیجا گیا۔ ان کے گھوڑے نوبہ تک پہنچ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مغرب پر حملے کی اجازت چاہی کہ اس کا نگران عقبہ بن نافع کو بنایا ہے آپ نے اجازت نہ دی پھر حضرت عثمان نے عبداللہ بن سعد کو اجازت دے دی تو انہوں نے عقبہ کو جنگ کے لیے روانہ کیا تو انہوں نے افریقا فتح کر کے قیروان کا نقشہ کھینچا۔ خلیفہ نے سند حسن سے نقل کیا ہے۔ جب عقبہ نے افریقا فتح کیا تو قیروان کے پہاڑوں پر تین بار کھڑے ہو کر کہا: اے اس وادی کے باشندو! ان شاء اللہ تعالیٰ ہم لوگ اس میں اترنے والے ہیں۔ لہٰذا تم لوگ کوچ کرو۔ ہم نے دیکھا کہ ہر درخت اور پتھر کے نیچے سے کوئی جانور نکل پڑا اور وادی کے میدان میں اتر گئے۔ پھر فوج سے فرمایا: اللہ کا نام لے کر اترو'' [2] یعقوب بن سفیان بطریق ابن وھب عن ابن لہیعہ روایت کرتے ہیں: کہ: عقبہ بن نافع حضرت عثمان کے پاس افریقا کی فتح کی خوشخبری لے کر آئے جنہیں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے بھیجا تھا۔ اور بطریق بجیر بن ذاخر مروی ہے فرماتے ہیں: میں عبداللہ بن عمرو کے پاس تھا اتنے میں ان کے پاس عقبہ بن نافع آئے۔ پوچھا کیسے آنا ہوا؟ میں نے سنا ہے کہ تم گورنر بننا چاہتے ہو؟ کہا: یزید بن معاویہ نے مجھے افریقا کے لشکر کا پرچم دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: خبردار! اہل مصر کے لیے کھلونا نہ بننا۔ اس لئے کہ میں سنتا رہا ہوں کہ اس جانب قریش کا ایک شخص ظاہر ہو کر ہلاک ہوگا۔ راوی کا بیان ہے پھر وہ آئے، تو وہ اور ان کے ساتھی شہید ہو گئے۔ برابرۃ (بربری وحشی قوم جس نے اپنے نبی کو قتل کر کے اس کی ہڈیوں کو پکا کر کھا لیا تھا۔ کنز العمال) نے انہیں شہید کیا۔ مصر شام اور افریقاء میں ان کی اولاد موجود ہے۔ بقول ابن یونس: ابن مندہ نے بطریق خالد بن یزید عن عمارہ بن سعد عن عقبہ بن نافع الفہری روایت کی ہے اور وہ افریقا میں شہید ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی اولاد کو وصیت کی: رسول اللہ ﷺ کی حدیث صرف معتبر شخص سے قبول کرنا، اگرچہ تم عباء پہنچو اور ایسی نہ لکھنا جو تمہیں قرآن سے غافل کر دے۔'' [3]

باب عین کے بعد لام

۶۲۵۸ العلاء بن عدیّ

بن ربیعہ بن عبدالعزی بن عبد شمس العبشمی۔ علی کے بھائی۔ بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے ان کے بھائی علی کا تذکرہ ہونا ہے۔ (ت ۶۲۶۳)

۶۲۵۹ العلاء بن یزید [4]

بن انیس بن عبداللہ بن عمر الفہری۔ ان کے والد صحابی ہیں۔ ابن یونس نے تاریخ مصر میں ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: بقول بعض: نبی ﷺ کو دیکھا ہے اور فتح کے بعد مصر آئے۔ یہ احمد بن سعید بن عمرو بن حارث بن العلاء الفہری کے سکڑ دادا ہیں۔ وہیں ان

---

[1] بخاری کتاب الجهاد والسیر باب التودیع (۲۹۵۴) [2] مختصر تاریخ دمشق (۱۱۰/۱٦)

[3] مختصر تاریخ دمشق (۱۱۱/۱٦) [4] اسد الغابة (۳۷٤۹) تجرید (۳۸۹/۱)

کی اولاد ہے۔

۶۲۶۰ علقمه بن وقاص الليثى قسم اوّل میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۲۶۱ (ز) علقمه بن سعد

بن معاذ انصاری، اوس کے سردار کے بیٹے۔ ابن فتحون نے اس دلیل کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت سعد حیات نبوی ﷺ میں فوت ہو گئے لہٰذا اُن کے اس بیٹے کو رؤیت حاصل ہے ابراہیم بن حبان بن حکیم بن علقمہ بن سعد بن معاذ انہی کی نسل سے ہیں۔ جن کے کامل ابن عدی' میں مکمل حالات ہیں۔

۶۲۶۲ (ز) علقمه بن وقاص ✿

بن محصن بن کلدہ بن عبد یالیل بن طریف..... اللیثی۔ بقول واقدی عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ ابن مندہ خیثمہ سے عن یحییٰ بن جعفر عن یزید بن ہارون عن محمد بن عمرو بن علقمہ انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کی ہے کہ میں غزوۂ خندق میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو یہ صحابی ہیں۔ لیکن ائمہ فن نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: جو بات ابن مندہ نے نقل کی ہے وہم ہے پھر ابن سعد اور ابن حبان ✿ فرما رہے ہیں ان کا انتقال خلافتِ عبدالملک بن مروان میں مدینہ میں ہوا۔ میں کہتا ہوں: ان کی حدیث حضرت عمر، عائشہ وغیرہ حضرات سے صحیح میں ہے۔

۶۲۶۳ علی بن عدیّ ✿ بن ربیعه

قریب ہی ان کے بھائی (علاء) کا تذکرہ ہوا ہے۔ ✿ ابوعمر فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح ثابت نہیں میں نے اس شرط پر ان کا ذکر کیا کہ مکہ یا مدینہ مسلمان والدین کے ہاں عہد نبوی میں پیدا ہونے والوں میں سے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آغاز خلافت میں ان علی کو مکہ کا گورنر بنایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جنگِ جمل میں شریک ہوئے۔ تو ان میں سے ایک عورت کہنے لگی۔ ع

"اے ہمارے رب! علی کے اونٹ کو چلنے سے روک اور اس اونٹ میں برکت نہ دے جو اس نے سواری کے لیے دیا ہے صرف علی بن عدی، اس کا نہیں"۔

۶۲۶۴ علی بن ابی رافع ✿ مولا النبی ﷺ

عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ اور ان کا نام علی رکھا محاملی اپنی امالی میں لکھتے ہیں احمد بن محمد بن سعید، زید بن حباب سے بواسطہ فائد ہم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھ سے میرے مولا عبیداللہ بن علی بن ابی رافع مولا رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا اور

✿ اسد الغابۃ (۳۷۷۷) استیعاب (۱۸۷۲) تجرید (۳۹۲/۱) ✿ الثقات (۲۰۹/۵)

✿ اسد الغابۃ (۳۷۸۷) استیعاب (۱۸۷۹) تجرید (۳۹۳/۱) ✿ استیعاب (۲۲۶/۳) ✿ تجرید (۳۹۲/۱)

رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام علی رکھا تھا۔ کہ مجھ سے میرے دادا ابو رافع نے بیان کیا...... پھر وہ حدیث ذکر کی۔

باب عین کے بعد میم

۶۲۶۵ عمار بن سعد القرظیؓ [1]

از اولاد صحابہ۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: انہیں رؤیت حاصل ہے پھر ان کی ایک مرسل حدیث نقل کی۔ اور دوسرے حضرات نے بروایت ان کے بحوالہ ان کے والد نقل کی ہے۔ انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام سے روایت حاصل ہے۔ ابو نعیم نے ان کی رؤیت کا انکار کیا ہے۔

۶۲۶۶ عمرو بن حُزابہ [2]

ابن نعیم۔ ابو معروف ابن مندہ نے بطریق اسحاق بن سوید رملی۔ بحوالہ عمرو بن حزابہ بن نعیم روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے جب نبی ﷺ تبوک سے تشریف لائے تو اس وقت وہ دودھ پیتے تھے۔

۶۲۶۷ (ز) عمرو بن حمزہ

بن عبدالمطلب۔ ہشام بن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ کوئی اولاد یا یادگار چھوڑے بغیر فوت ہو گئے۔

۶۲۶۸ عمرو بن سعد بن معاذ انصاری

قسم اوّل میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ محمد بن عمرو بن علقمہ کو ان کے متعلق وہم ہو جاتا تھا وہ "عمر بن سعد" کہتے تھے۔ جبکہ درست عمرو ہے۔

۶۲۶۹ (ز) عمرو بن سهل

بن عمرو العامری۔ سہیل بن عمرو کے بھتیجے۔ عہدِ نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے ان کی والدہ صفیہ بنت عمرو بن عبدودّ ہیں ان کا تذکرہ ہوتا ہے۔ (ت ۱۱۴۰۸)

۶۲۷۰ (ز) عمرو بن ابی طلحہ انصاری

عہد نبی ﷺ میں کمسنی کے عالم میں فوت ہوئے آپ علیہ السلام نے جنازہ پڑھایا حاکم کی روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ نے رسول اللہ ﷺ کو تشریف آوری کی دعوت دی جب ان کا صاحبزادہ عمرو بن ابی طلحہ فوت ہوا۔ چنانچہ آپ نے انہی کے گھر میں جنازہ پڑھا۔ اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۲۷۱ عمرو بن عتبہ [3]

بن نوفل القرشی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھانجے۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ حضرت عاتکہ بنت ابی وقاص حضرت

---

[1] اسد الغابۃ (۳۷۹۳) [2] اسد الغابۃ (۳۷۸) تجرید (۴۰۴/۱) [3] اسد الغابۃ (۳۹۸۰) تجرید (۴۱۳/۱)

سعد بن ابی وقاص کی ہمشیرہ فرماتی ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو میں آٹھ خواتین کے ساتھ آپ کے پاس آئی۔ میرے ساتھ میرے دو بیٹے تھے۔ میں نے عرض کی یہ دونوں آپ کے چچازاد اور خالہ زاد بھائی ہیں۔ (باپ کی طرف سے چچیرا اور ماں کی طرف سے خالہ زادگی کا رشتہ) آپ نے ان میں سے ایک عمرو بن عتبہ بن نوفل کو جو دونوں میں سے زیادہ چھوٹا تھا لے کر اپنی گود میں رکھ لیا.... حدیث۔

۶۲۷۲ عمرو بن هشام

بن عمرو بن ربیعہ قرشی عامری ان کے والد ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اس تحریر کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی جسے قریش نے بنی ہاشم کے خلاف لکھا تھا پھر فتح مکہ کے موقعہ پر اسلام لے آئے ان کا بیٹا عمرو نبی ﷺ کی زندگی میں پیدا ہوا۔ ان کی اولاد سے زبیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۲۷۳ (ز) عمران بن طلحه

بن عبید اللہ التیمی۔ ان کی والدہ حمنہ بنت جحش ام المومنین حضرت زینب کی بہن ہیں۔ ابن مندہ نے جو طلحہ کے متعلق لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمران حیات نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے سند ضعیف موسیٰ بن طلحہ بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے دونوں بیٹوں کے نام موسیٰ اور عمران رکھے۔ ابن سعد [1] نے پہلے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۲۷۴ (ز) عمیر بن ابی عزیز

بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار قرشی عبدری۔ ان کا والد احد میں کافر مارا گیا۔ اس کے بیٹے ان عمیر نے ایک بیٹا مصعب یادگار چھوڑا جو حرّہ میں شہید ہوا۔ بلاذری نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب عین کے بعد نون

۶۲۷۵ (ز) عنبسه بن ابی سفیان[2]

بن حرب بن امیہ بن عبد شمس قرشی اموی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ دورِ نبوی ﷺ پایا ہے۔ لکھتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں بلکہ انہیں رؤیت بھی حاصل نہیں۔

میں کہتا ہوں: جب انہوں نے دورِ نبوی ﷺ پایا ہے تو یقیناً رؤیت بھی حاصل ہوگی اگرچہ ایک جانب سے ہو۔ خصوصاً جبکہ نبی ﷺ کے سسرالی رشتہ دار ہیں کیونکہ ان کی ہمشیرہ حضرت ام حبیبہ ام المومنین ہیں۔ اور یہ سب لوگ مکہ میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر اکھٹے ہوئے تھے۔ عنبسہ کو بعض صحابہ سے روایت حاصل ہے جو صحیح مسلم اور سنن میں ہے۔ اپنی بہن ام حبیبہ اور شداد بن اوس سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے ابوامامہ باہلی، یعلی بن عبید جو اگرچہ عمر میں ان سے بڑے ہیں، روایت کرتے ہیں۔ اور یہ اضافہ نقل

---

[1] الطبقات (۲۲۴/۳) [2] اسد الغابة (۴۰۹۹) تجرید (۴۲۶/۱)

کیا ہے: عمرو بن اوس الثقفی، قاسم ابوعبدالرحمٰن، مکحول عطاء، حسان بن عطیہ وغیرہ۔ ابونعیم لکھتے ہیں: ہمارے متقدمین ائمہ اس پر متفق ہیں کہ یہ تابعی ہیں۔ اپنے بھائی امیر معاویہ کی طرف سے مکہ کے والی بنے اور چھیالیس یا سینتالیس (۴۶ یا ۴۷ھ) میں لوگوں کو حج کرایا۔ خلیفہ کا بیان ہے۔ امیر معاویہ نے انہیں مکہ کا والی بنایا جب وہ کہیں جاتے تو طارق بن المرقع کو اپنا نائب بنا جاتے۔ نسائی کی بطریق عطاعن یعلی بن امیہ روایت ہے کہ میں طائف آیا تو عنبسہ بن ابی سفیان کے پاس آیا اس وقت وہ جان کنی کے عالم میں تھے۔ فرمانے لگے: مجھ سے ام حبیبہ نے بیان کیا پھر یہ حدیث ذکر کی۔ جو شخص دن میں بارہ رکعتیں پڑھے گا'' ہم نے اسے ''کنجرودیات'' میں عمرو بن اوس نقل کیا ہے کہ میں عنبسہ کے پاس اس وقت گیا جب وہ موت کی کشمکش میں مبتلا تھے۔ پھر مجھ سے بحوالہ اپنی بہن ام حبیبہ نبی ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا ''جو دن میں بارہ رکعتیں (سنت مؤکدہ) پڑھے گا جنت میں داخل ہوگا'' [1] فرماتے ہیں: جب سے میں نے ام حبیبہ سے سنا انہیں کبھی نہیں چھوڑا۔ (علامہ نووی رحمہ اللہ ریاض الصالحین میں اس حدیث کے فائدے میں لکھتے ہیں۔ جو شخص ان کی پابندی کرے گا اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا جس کی دلیل خود حدیث میں موجود ہے کیونکہ جنت میں ایماندار ہی داخل ہوگا۔ ع ت ن)

باب عین کے بعد واؤ

۶۲۷۶ عون بن العباس [2]

بن عبدالمطلب ہاشمی۔ نبی ﷺ کے عم زاد اور بھائیوں میں کے ایک۔ ابن عبدالبر نے ان کے بھائی تمام کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۲۷۷ عون بن عبیدہ

بن حارث بن عبدالمطلب بن عبدمناف قرشی مطلبی ان کے والد غزوۂ بدر کے بعد فوت ہوئے اور غزوۂ بدر رمضان دو (۲ھ) میں پیش آیا۔ لگتا ہے یہ بچپن میں فوت ہو گئے تھے کیونکہ بلاذری نے لکھا ہے: عبیدہ بن حارث کی نسل ختم ہوگئی۔

باب عین کے بعد یاء

۶۲۷۸ عیاض بن عدیّ بن الخیار

قرشی نوفلی عبیداللہ کے بھائی۔ ان کے والد فتح مکہ سے پہلے فوت ہوئے لہٰذا یہ اس قسم میں سے ہوئے۔ ان کا عدی نامی ایک بیٹا تھا جس کا ذکر ملتا ہے جس کا حروریہ نے ساٹھ (۶۰ھ) کے بعد ایک بیٹا قتل کر دیا تھا زبیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] مسلم کتاب الصلاة باب فضل السنن قبل الفرائض (۱۰۳،۱۰۲،۱۰۱) نسائی کتاب قیام اللیل (۱۸۰۰) مسند احمد (۳۲۷/۶)

[2] اسد الغابة (٤١٢٩) تجرید (٤٢٩/١)

باب عین کے بعد الف

۶۲۷۹ عارض الجُشمیّ

زبیر بن بکار نے موفقیات میں ان کا ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے ان کا تعلق اس قسم سے ہے۔ چنانچہ وہ بطریق علقمہ بن حی السلمی روایت کرتے ہیں فرمایا: میں امیر معاویہ کے پاس آیا تو ان کے ہاں ابن وثیمہ النضری اور ابن عارض الجشمی کو دیکھا۔ پھر ایک واقعہ ذکر کیا جس میں ہے: ابن عارض نے کہا: اپنے والد کی وفات سے پہلے میں ان کے ساتھ تھا مجھے راستے میں ایک ہرن کا نوزائیدہ بچہ نظر آیا تو میں نے اسے اپنی بہن کے لیے پکڑ لیا جس سے میرے والد بڑی محبت کرتے تھے۔ میں نے اسے گود میں اٹھایا ہوا تھا تو ہم لوگ درید بن الصمہ کے پاس سے گزرے۔ اس وقت اس کی عقل جواب دے چکی تھی وہ ننگا بیٹھا ٹانگیں پھیلائے مٹی کے ڈھیر بنا رہا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر ہرن کے بچے کو دیکھا تو کہا۔ ع

گویا یہ ڈھیر گود کی چوٹی ہے جو تاریکی اور بادل کے دن میں ہے جیسے گود میں اٹھایا یہ ہرن کا بچہ جو کسی خوبصورت شے سے بڑھ کر ہے۔

پھر اٹھا اور لڑکھڑا کر گر گیا۔ پھر یہ اشعار کہے۔ ع

میں اپنے پہلے دور کی طرح نہیں کھڑا ہوسکتا ہوں میری پنڈلی ٹیڑھی اور نیچے سے سخت ہوگئی ہیں۔ ہائے واہ پہلا زمانہ، ہائے میرا پہلا دور، ہائے میرا پہلا وقت۔

میں کہتا ہوں: درید حنین میں قتل ہوا۔ بقول بعض: بلکہ اس سے پہلے قتل ہوا۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ عارض اور ان کی اولاد اس قسم سے ہوئے۔

۶۲۸۰ (ز) عاصم بن حمید السکونی الحمصی

دورِ جاہلیت پایا ہے اور خلافت صدیقی میں آئے۔ معاذ بن جبل کے ساتھ رہے جو ابن سعد اور دارقطنی کا قول ہے۔ بزار لکھتے ہیں: مجھے نہیں معلوم آیا ان سے سماع کیا ہے یا نہیں؟ امام احمد نے سند میں بطریق راشد بن سعد عن عاصم بن حمید، جو حضرت معاذ کے شاگردوں میں سے ہیں بحوالہ معاذ روایت کی ہے۔ ابوزرعہ دمشقی نے اہل شام کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جابیہ [1] میں ان کا خطبہ سنا ہے۔ اسی طرح عوف بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے عمرو بن قیس السکونی، ازہر بن سعید الحرازی اور راشد بن سعد وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن قطان فرماتے ہیں: ان کا حال معلوم نہیں۔ جبکہ الدارقطنی نے انہیں ثقہ کہا ہے لگتا ہے اس کا ابن القطان کو علم نہ تھا۔

---

[1] مختصر تاریخ دمشق (۲۳۶/۱۱)

۶۲۸۱ (ز) عاصم بن خلیفہ

بن معقل بن صباح بن طریف بن زید بن عمرو بن عامر بن کعب بن سعد بن ضبۃ الضبی ۔ جاہلیت کے مشہور شہسوار۔ مرزبانی معجم الشعراء میں لکھتے ہیں: مخضرمی اور بصرہ کے رہائشی ہیں۔ مبرد ''الکامل'' میں لکھتے ہیں۔ یہ بسطام بن قیس بن خالد بنی سفیان کے سردار کے قاتل ہیں۔ بسطام بکر بن وائل کا بہادر تھا۔ اس نے بنی ضبہ پر حملہ کر کے ان کے اونٹ آگے لگا لیے انہوں نے ایک دوسرے کو پکار اسب اس کے پیچھے لگ گئے۔ عاصم کی ماں نے دیکھا کہ وہ کوئی ہتھیار تیز کر رہا ہے کہنے لگی: اس کا کیا کرو گے؟ کہنے لگا: بسطام بن قیس کو قتل کروں گا۔ اس نے اسے ڈانٹا۔ اسی اثناء میں اسے اپنے چچا کا گھوڑا درخت کے ساتھ بندھا ہوا نظر آیا۔ اُچھل کر اس کی ننگی پشت پہ (زین کسے بغیر) سوار ہو گیا۔ بسطام نے جب اپنے پیچھے بنی ضبہ کا لشکر آتے دیکھا تو اس نے اونٹوں کو سرینوں پر نیزے مارنے شروع کر دیے۔ اتنے میں عاصم بن خلیفہ اس پر ٹوٹ پڑا اور نیزہ اس کے گھونپ دیا۔ اور اس کی لاش ایک چھوٹے سے درخت پہ ڈال دی۔ جسے الألاءۃ کہا جاتا ہے (یہ درخت ہمیشہ سرسبز رہتا ہے اور اس کا پھل کڑوا ہوتا ہے جیسے سرو ہوتا ہے) جس وقت بسطام کا قتل ہوا اس وقت نبی ﷺ مکہ میں تھے۔ بسطام نصرانی تھا۔ اس کے بھائی نے چاہا کہ وہ بنی ضبہ کی طرف لوٹ جائے تو وہ اس سے کہنے لگا: ابوحنیف! اگر تم لوٹ جاؤ۔ بسطام اسی زخم سے مر گیا۔ جس کے متعلق اس کی قوم کے کسی شخص نے مرثیہ کہا ہے۔ ؏

وہ الالاءۃ درخت پر ایسے گرا کہ اسے تکیہ بھی نہ بنایا لگتا ہے اس کی پیشانی تیز تلوار ہے۔

جب بسطام قتل ہو گیا تو بنی بکر بن وائل کا ہر گھر سوگ میں گرا دیا گیا۔ عاصم بن خلیفہ بصرہ رہنے لگے۔ حضرت عثمان کے پاس آتے اجازت چاہتے تو کہتے: عاصم بن خلیفہ بسطام کا قاتل دروازے پر ہے۔

۶۲۸۲ (ز) عاصم بن عبداللہ

بن رافع بن مالک بن جلہمہ بن یربوع بن سعد بن ثعلبہ بن سعد بن عوف بن حدان بن غنم بن یحییٰ ابن المصر الغنوی ابوعبید معمر بن المثنی نے ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: دور جاہلیت کے ہیں نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے پیدا ہوئے۔ پھر ان کی روایت نقل کی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے شاس بن زہیر کی جنگ کا زمانہ پایا ہے پھر وہ واقعہ نقل کیا۔

۶۲۸۳ (ز) عاصیہ السلمی

دور نبوی ﷺ پایا ہے۔ خلافت فاروقی میں جواں مرد تھے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہو۔ اخبار مدینہ میں زبیر بن بکار نے ایک حدیث نقل کی ہے اس میں ان کا ذکر آتا ہے۔ حضرت سعد نے عاصیہ السلمی کی باندی کو چراگاہ سے لکڑیاں کاٹتے دیکھا تو اسے مارا اور اس کے کپڑے چھین لیے۔ عاصیہ سلمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور حضرت سعد کے خلاف استدعا کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اس کا کلہاڑا اور کپڑے اسے واپس کر دو۔ البتہ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ آپ نے فرمایا: جو غنیمت رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا کی ہے میں اسے واپس نہیں کر سکتا۔ صحیح مسلم میں حضرت سعد کا واقعہ اس واقعے سے ملتا جلتا ہے لیکن اس میں عاصیہ کا ذکر ہے نہ حضرت عمر کا۔ بلکہ اتنا ہے انہوں نے ایک غلام کو لکڑیاں کاٹتے دیکھا اور سنن ابوداؤد میں حضرت سعد کا ایک اور واقعہ ہے۔ اس میں ہے انہوں نے ایک شخص کو شکار کرتے دیکھا۔ (صحیح یہی ہے کہ وہ چراگاہ میں داخل ہونے والا

انسان مرد تھا۔ ع ت ن)۔

۶۲۸۴ (ز) عامر بن الاضبط

میں نے قسم اوّل میں اس سے خبردار کیا ہے۔ محلم کے حالات میں ان کا واقعہ ذکر ہوگا۔

۶۲۸۵ عامر بن جحدم الحضرمیّ

ابن درید نے اپنی امالی میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق ہشام بن الکلبی یہ روایت کی ہے کہ ان کے والد محمد بن السائب الکلبی نے فرمایا: مجھ سے مکہ میں حضرموت کے ایک شیخ نے اپنے والد سے۔ جن کا نام عامر بن جحدم ہے۔ بحوالہ اپنے دادا بیان کیا جن کا دور جاہلیت سے تعلق تھا کہ حضرموت میں ایک شیخ تھا..... پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ اور اس میں شیخ کے بیٹے کا یہ شعر نقل کیا۔ جو مر جاتا ہے تو قبیلہ جلدی سے اسے دور کر دیتا ہے کیا یہی برا توشہ لینے والا ہے۔ کھیتی کو کاٹنے والے کی کٹائی کے وقت کے لیے جھکایا جاتا ہے۔ کتنے بیٹے ہیں جو والد کی موت کی وجہ سے زندہ رہتے ہیں۔ احتمال ہے کہ عامر کے والد جحدم نے دورِ نبوی ﷺ پایا ہو جس سے میں نے حرف جیم میں خبردار کیا ہے۔

۶۲۸۶ (ز) عامر بن عبد قیس [1]

بن قیس۔ بقول بعض: عامر بن عبد قیس بن ناشب بن اسامہ بن حذیفہ بن معاویہ التمیمی العنبری ابو عبداللہ یا ابو عمرو البصری مشہور تارک الدنیا۔ بقول بعض: دور جاہلیت پایا ہے۔ ابو موسیٰ نے ''الذیل'' میں یہ بات نقل کی ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں بطریق ابی کعب نقل کیا ہے کہ حسن بصری اور ابن سیرین: عامر بن عبد قیس کہنا ناپسند کرتے تھے وہ کہتے تھے: عامر بن عبداللہ'' سیف نے الفتوح میں بطریق ابو عبیدہ العصفری نقل کیا ہے کہ یہ فتح مدائن میں شریک تھے۔ عجلی لکھتے ہیں: عبادت گزار اکابر تابعین میں سے ثقہ ہیں۔ کعب الاحبار کا کہنا ہے: اس امت کے راہب ہیں۔ ابن سعد [2] نے بحوالہ مالک بن دینار نقل کیا ہے کہ جب کعب الاحبار نے شام میں عامر کو دیکھا..... پھر ان کا ذکر کیا۔ ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے کہ انہوں نے روزانہ اپنے اوپر ہزار رکعتیں لازم کی ہوئی تھیں۔ ابو نعیم ''الحلیۃ'' میں بطریق مالک بن دینار روایت کرتے ہیں۔ عامر بن عبد قیس کا گزر ایک قافلے کے پاس سے ہوا جنہیں شیر نے روک رکھا تھا۔ یہ ادھر پہنچے۔ پوچھا کیا بات ہے۔ لوگوں نے کہا: شیر ہے تو یہ گئے یہاں تک کہ ان کا کپڑا شیر کے منہ کے ساتھ لگا۔ ابن المبارک نے کتاب الزہد میں بطریق بلال بن سعد روایت کی ہے کہ کسی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عامر بن عبد قیس کی چغلی کھائی آپ نے انہیں شام کی طرف اونٹ پر بٹھا کر جلاوطن کر دیا۔ امیر معاویہ نے انہیں سرسبز جگہ پر اتارا اور ان کی طرف ایک لڑکی بھیجی جسے کہلا بھیجا کہ ان کی کیفیت سے خبردار کرتی رہے۔ وہ ساری رات قیام کرتے اور سحری کے وقت نکلتے اور عشاء کے بعد واپس آتے امیر معاویہ کے بھیجے ہوئے کھانے سے کچھ بھی نہ کھاتے البتہ اس کھانے کے ساتھ جو ریزے آتے وہ انہیں پانی میں بھگو کر کھاتے اور پانی پی لیتے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ان کی تو یہ حالت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

---

[1] اسد الغابۃ (۲۷/۲) [2] الطبقات (۴۷/۵)

نے انہیں حکم دیا ان سے مدارات رکھیں اور انہیں اپنے قریب رکھیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ بلال بن سعد فرماتے ہیں مجھے اس شخص نے بتایا جس نے انہیں رومی زمین میں اپنے اسی خچر پر سوار دیکھا ہے جس پر اب ان کی اولاد سوار ہوتی ہے اور اپنی اولاد کو سوار کرتی ہے۔ ابن ابی الدنیا کی کتاب میں ہے کہ عامر بن عبداللہ (یعنی عامر بن عبد قیس) نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی سردیوں میں ان کے لئے وضو کرنا آسان کر دے تو ان کے لئے بخارات کی شکل میں پانی آتا۔ انہوں نے اپنے رب سے دعا کی تھی ان کے دل سے عورتوں کی محبت نکال دے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر انہیں اس کی پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ ملنے والا مرد ہے یا عورت۔ اور جب جہاد میں شرکت کرتے تو فرماتے: مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور سے ڈروں۔ ابن المبارک نے کتاب الزہد میں بطریق العلاء بن الشخیر عامر بن عبد قیس سے روایت کی ہے کہ وہ اپنا وظیفہ لے کر اپنے کپڑے کے پلو میں باندھ لیتے۔ راستے میں جو مسکین ملتا اسے دے دیتے۔ اور جب اپنے گھر آتے تو ان کی طرف پھینک دیتے وہ لوگ گنتے تو اسے جوں کا توں پاتے۔ اور ضمرہ، ابن عطاء سے وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ عامر بن عبداللہ کی قبر بیت المقدس میں ہے۔ اوروں کا کہنا ہے: یہ خلافت معاویہ کا واقعہ ہے۔

۶۲۸۷ (ز) عامر بن عبدالاسد

دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے۔ طبری کا بیان ہے کہ العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ ان کی طرف پیام بھیجتے ہیں کہ مرتدوں سے جنگ میں بھرپور جدوجہد سے کام لو اور ان کے حال سے پوری واقفیت حاصل کرو۔ ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کا نسب نہیں لکھا۔ اگر یہ سلمہ بن عبدالاسد مخزومی حضرت ام سلمہ کے سابقہ شوہر کے بھائی ہیں تو پھر صحابی ہیں۔

۶۲۸۸ عامر بن عقبہ

بن حصن بن ربیعہ بن بدر الفزاری ان کے چچا عیینہ بن حصن صحابی ہیں اور انہیں دورِ نبوی حاصل ہے ان کا بیٹا نصر بن عقبہ دورِ بنی امیہ میں شاعر تھا۔ عویف القوافی کی ہجو کی تھی۔ اسے نصر بن طوعہ جو اس کی بہن تھی۔ کہا جاتا تھا مرزبانی نے اپنی معجم میں اس کا شعر نقل کیا ہے۔ ع

اگر لوگ موت سے بچ جائیں تو بچ کی آزمائش اور پرانا نسبی تفاخر آ گھیرتا ہے۔ مرادی بچ نکلے یہ قلعہ ہے۔ اور شکار میں نے انہیں نہیں شکار کیا۔

۶۲۸۹ (ز) عامر بن مالك

بن الاسلع بن شکل بن کعب بن الحریش بن کعب العامری ثم الحرشی۔ بقول ابن کلبی: اپنے دور میں بنی عامر کے سردار تھے۔ ان کا زفر بن حارث کے ساتھ عبدالملک بن مروان کے ہاں ایک واقعہ پیش آیا تھا۔ عامر کو ''ذوالغصۃ'' کہا جاتا تھا۔

۶۲۹۰ (ز) عامر حمل

مولا مراد۔ دورِ نبوی پایا ہے۔ ابو عمر الکندی نے مصری ''اشراف الموالی'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سعید بن نفیر سنداً نقل کیا ہے کہ وہ یمن سے اپنے موالی کے ساتھ آئے اور شام کی فتح میں شریک ہوئے۔ ایک قول ہے اہل ''ارسفیہ'' سے ہیں۔ دمشق

شراب کی مشکیں بیچنے آئے اور اسلام کی رغبت ہوئی تو مسلمان ہو گئے۔ عبداللہ بن زید الحملی کے موالی ہونے کی وجہ سے انہیں عامر حمل کہا جاتا ہے پھر عمرو بن عاص کے ساتھ گئے اور فتح مصر میں شرکت کی۔

۶۲۹۱ عائذ بن قیس الجُرمُزیّ

عبداللہ بن خلیفہ البولانی میں ان کا ذکر ہو گا۔

۶۲۹۲ (ز) عائذ بن اللّهَبَة

نام مالک بن عوف بن قریع بن بکر بن ثعلبہ ہے دور نبوی ﷺ پایا ہے۔ ابن کلبی کا بیان ہے ان کا بیٹا عبداللہ بن عائذ امیر معاویہ کے ساتھ تھا۔

۶۲۹۳ (ز) عائش بن الصامت

بن درید بن صبح بن عبید بن قمیر بن سلامہ بن زُوَی بن مالک بن نھد النھدی۔ انہیں "ناسک" کہا جاتا ہے ان کا بھی ابن کلبی نے ذکر کیا ہے۔

باب عین کے بعد باء

۶۲۹۴ عبّاد بن الجُلَنْدی

عبد میں تذکرہ ہونا ہے۔

۶۲۹۵ عبّاد بن رفاعه العَنَزیّ

انہیں دورِ نبوی ملا ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا ہے جس کا ابوالفرج اصبہانی نے ابوالعتاہیہ شاعر کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ ابوالعتاہیہ کا دادا کیسان عین التمر سے تعلق رکھتا تھا۔ حضرت خالد بن ولید کے حملے میں جہاں اور لوگ قید ہوئے یہ بھی قید ہو گئے۔ وہ یتیم تھے۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوئے آپ نے ایک ایک سے ان کا نسب پوچھا تو ہر ایک اپنی معلومات کے مطابق بتاتا جاتا یہاں تک کہ کیسان سے پوچھا: انہوں نے بتایا عنزہ سے ہوں اس وقت آپ کے پاس عباد بن رفاعہ بنی ھدم بن عنزہ بن اسد بن ربیعہ بن فزار موجود تھے انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے انہیں مانگا۔ وہ انہی کے مخلص ہو رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے انہیں دے دیا تو انہوں نے انہیں آزاد کر دیا۔

۶۲۹۶ (ز) عبّاد بن زُرعه بن النعمان الثعلبی

دور نبوی نصیب ہوا ہے۔ تاریخ بخاری [1] میں سفاح بن مطر کے حالات میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

---

[1] التاریخ الکبیر (۲/۲/۲۱۲)

۶۲۹۷ (ز) عباد العصری

دورِ نبوی پایا ہے۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی معیت میں حج کیا۔ امام بخاری [1] کی روایت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرفات میں کچھ خیموں کے پاس سے گزرے پوچھا: یہ کس کے ہیں ہم نے عرض کی عبدالقیس کے ہیں۔ آپ انہیں دعائیں دینے لگے۔

۶۲۹۸ (ز) عباد الناجی

دورِ نبوی میسر ہوا۔ سیف کا بیان ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں کسی فتح میں شریک تھے۔

۶۲۹۹ (ز) عبداللہ بن ارطاۃ

بن شراحیل بن شیطان بن حارث بن الاصہب الجعفر۔ دورِ نبوی پایا ہے۔ قسم اوّل میں ان کے چچازاد سلمان بن ثمامہ بن شراحیل کا تذکرہ ہوا ہے کہ انہیں بارگاہِ نبوت میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کے دوسرے چچازاد قیس بن سلمہ بن شراحیل کا تذکرہ ہوتا ہے۔ انہیں بھی آنے کی سعادت حاصل ہے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے ان عبداللہ کے لئے آنے کا لکھا ہو۔ ابن کلبی نے لکھا ہے کہ یہ اپنے چچازاد سلمان اور اپنی قوم کے ساتھ رقہ میں تھے جب یہ لوگ حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کا ساتھ دینے سے کنارہ کش رہے۔ راوی کا بیان ہے یہ اَسی مرد تھے۔ ان کا واقعہ بھی ذکر کیا جو بشر بن مروان کے ساتھ پیش آیا۔ جب وہ کوفہ کا گورنر تھا کہ ایک دن اس نے خطبہ میں کسی چیز کا ذکر کیا تو یہ کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے: اللہ سے ڈرو تم نے مرنا ہے اور حساب دینا ہے تو اس نے انہیں کوڑے لگوانے کا حکم دیا تو کوڑوں کی تاب نہ لا سکے اور فوت ہوگئے۔

۶۳۰۰ عبداللہ بن اسید الخولانی

ثم الجدادی بقول ابن یونس: دورِ نبوی پایا ہے اور حضرت عمرو کے ساتھ فتح مصر میں شریک ہوئے۔

۶۳۰۱ (ز) عبداللہ بن اصحمہ الحبشیّ

نجاشی کے بیٹے زبیر بن بکار کا بیان ہے حضرت اسماء بنت عمیس نے انہیں اپنے بیٹے عبداللہ بن جعفر کے ساتھ دودھ چھوڑنے کی مدت تک دودھ پلایا تھا جب یہ لوگ حبشہ میں تھے۔

۶۳۰۲ عبداللہ بن بکر [2]

بن حذلم الاسدی۔ بقول حافظ ابن عساکر: دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ دمشق آئے۔ جابیہ میں فروکش ہوئے۔ دمشق کے قاضیوں بنی حذلم کے دادا ہیں۔ ابوالحسن رازی تمام کے والد نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: ان کے والد صحابی ہیں۔

---

[1] التاریخ الکبیر (۳۴/۲) [2] تجرید (۳۰۰/۱)

٦٣٠٣ عبداللہ بن برید

بن عبداللہ بن اصرم الہلالی۔ ابویعلیٰ ذہبی نے تجرید[1] میں عبداللہ بن براء کے بعد ان کا ذکر کیا ہے کہ ابن الاثیر نے ان کا ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: مجھے اسد الغابہ کے کسی نسخہ میں ان کا نام نہیں ملا۔ البتہ کسی نے ابن الاثیر سے نقل کیا ہے کہ یہ مخضرمی ہیں یہ میں نے کسی کے قلم سے لکھا دیکھا ہے اور مرزبانی کی معجم الشعراء میں ان کا ذکر دیکھا ہے کہ یہ لبابہ بنت الحارث الہلالیہ اہلیہ عباس بن عبدالمطلب کے متعلق کہتے ہیں۔ ع

کسی شریف عورت نے اپنے خاوند سے ام الفضل کی نسل جیسی اولاد نہیں جنی۔ جو بڑھاپے میں بوڑھوں سے افضل ہیں فضیلت والے مصطفیٰ نبی ﷺ کے چچا ہیں۔

رضی شاطبی نے ان کے والد کا نام با اور را سے تصغیر کی صورت میں بُرید لکھا ہے۔

٦٣٠٤ عبداللہ بن ثُوب

ابوسلمہ الخولانی کنیت سے مشہور ہیں کنیتوں میں ذکر ہوگا۔

٦٣٠٥ عبداللہ بن جبیر الخزاعی[2]

سماک بن حرب کے شیخ ابوعلی بن السکن نے ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی نہیں۔

٦٣٠٦ عبداللہ بن حارث

بن ورقاء الاسدی۔ عبداللہ بن ورقاء کے حالات میں تذکرہ ہونا ہے۔

٦٣٠٧ (ز) عبداللہ بن حارث

بن عبدالعزیٰ بن رفاعہ بن السعدی نبی ﷺ کے (رضاعی) بھائی۔ واقدی نے ان کا نام بتایا ہے۔ ابن سعد[3] لکھتے ہیں۔ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کا ایک رضاعی بھائی تھا وہ کہنے لگا: آپ کی کیا رائے ہے کہ انسان مرنے کے بعد جی اٹھیں گے۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے قیامت کے دن میں ضرور تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہارے بتاؤں گا" فرماتے ہیں نبی ﷺ کی وفات کے بعد جب ایمان لے آئے تو یہ کہہ کر روتے تھے: مجھے امید ہے کہ قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ میرا ہاتھ تھامیں گے اور میں نجات پا جاؤں گا۔ یہ مرسل روایت ہے اس کی سند صحیح ہے۔

٦٣٠٨ (ز) عبداللہ بن حذق

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں اسلام پر قائم رہنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے اور اس بارے میں ان کا یہ قصیدہ بھی نقل کیا ہے۔ ع

ابوبکر اور مدینہ کے تمام نوجوانوں کو قاصد یہ پیام پہنچا دو! کیا تم لوگوں کو اس عزت مند قوم کا احساس ہے جو جُوائی

---

[1] تجرید (٨٤) [2] اسد الغابة (٢٨٣٤) استيعاب (١٥٠٠) تجريد (٣.١/١) [3] الطبقات الكبرىٰ (٤٠/٢)

میں نرغے میں گھری بیٹھی ہے۔ ہمارا رحمٰن تعالیٰ پر بھروسہ ہے کیونکہ ہم نے توکل کرنے والوں کے لیے مدد کو دیکھا ہے۔ ہم نے کہہ دیا ہے کہ ہم اللہ کو رب اور اسلام کو دین ماننے پر راضی ہیں۔

طبری نے کئی جگہ ان کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک مقام وہ ہے کہ انہوں نے العلاء بن الحضرمی کو اپنی قوم تک پہنچنے کا خفیہ رستہ بتایا جس سے وہ ان پر دسترس حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ جس کی وجہ یہ بنی کہ جارود کو بکر بن وائل کی ایک جماعت نے قید کر لیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو لکھا: کہ میں جن لوگوں کی قید میں ہوں یہ رات کو روشن اور دن میں تاریک ہوتے ہیں۔ العلاء کہنے لگے: ہمیں ان تک پہنچنے کا رستہ کون بتائے گا؟ تو عبداللہ بن حذق نے کہا: میں، یہ جب ان کے قریب پہنچے تو انہوں نے انہیں گرفتار کر لیا۔ ان کی والدہ عجلیہ تھیں چیخ کر کہنے لگیں: ابجرا، تو ابجر نے کہا: تو کون ہے؟ کہا: میں تمہاری باندی کا بیٹا عبداللہ بن حذق ہوں۔ اس نے کہا: اسے چھوڑ دو۔ پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ کہنے لگے: میں بھوک کی وجہ سے نکلا ہوں مجھے کچھ کھلاؤ! انہوں نے انہیں کوئی چیز دی۔ اس نے کہا: مجھے لگتا ہے آج کی رات تم اپنے ماموؤں کے لیے برے بھانجے ثابت ہو گے۔ پھر یہ لوگ شراب نوشی میں لگ کر ان سے غافل ہو گئے تو یہ بھاگ کر العلاء کے پاس آ پہنچے۔ العلاء نے شب خون مارا، یوں انہیں شکست ہوئی۔ ابن کلبی نے نسب بنی عامر میں عبداللہ بن حذق بن عبداللہ بن عوف بن شداد بن ربیعہ بن عبداللہ بن ابی بکر کلاب کا ذکر کیا ہے کہ وہ شاعر تھے شاید یہی ہیں۔

۶۳۰۹ عبداللہ بن الحرّ العنسی [1]

ابن [2] عساکر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ مغازی میں ابن عائذ نے بطریق ابن لہیعہ یزید بن ابی حبیب کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب کو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن الحر عنسی نے شام میں کوئی زمین کاشت کی ہے ان کی کھیتی کو کسی نے لوٹ لیا۔ انہوں نے کہا: میں ذلت و رسوائی کی طرف بڑوں کی گردنوں میں ڈال کے چلا اب اسے آپ کی گردن میں ڈال دیا۔ ابن عساکر لکھتے ہیں: بیاب کیسان میں ان کا قطعۂ ارض تھا۔

۶۳۱۰ (ز) عبداللہ بن حزن

انہوں نے حضرت عمر کا زمانہ پایا ہے ان سے ابوعلی الکاہلی۔ ابوموسیٰ اشعری کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔ جسے امام احمد نے بروایت عبدالملک العرزمی بحوالہ ابوعلی۔ جو کاہل کے ایک فرد ہیں۔ نقل کیا ہے کہ ابوموسیٰ نے ہمیں خطبہ دیا آپ نے کسی چیز کا ذکر کیا۔ تو عبداللہ بن حزن اور قیس بن مضارب ان کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگے: جو بات آپ نے کی ہے یا تو اس کے خلاف کریں گے یا ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں گے۔ پھر یہ حدیث ذکر کی: اے اللہ! ہم جان بوجھ کر کسی چیز کو آپ کا شریک بنانے سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں اور جو نہیں جانتے اس کی مغفرت طلب کرتے ہیں۔ یہ دونوں شخص مخضرمی ہیں۔ کیونکہ دور فاروقی میں جو شخص اتنی عمر کا ہو کہ اپنے گورنر کو اپنے ماموؤں کے بغیر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرائے یقیناً اس نے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہوگا۔

۶۳۱۱ عبداللہ بن الخرّیت البکری [3]

ابن اسحاق نے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی نجیح عن عبداللہ بن عبید اللہ بن عمیر بحوالہ عبداللہ بن الخریت روایت

---

[1] تجرید (۳۰۵/۱) [2] مختصر تاریخ دمشق (۱۰۷/۱) [3] اسد الغابۃ (۲۹۱۷) استیعاب (۱۵۳۹) تجرید (۳۰۷/۱)

کرتے ہیں۔ انہوں نے دور جاہلیت پایا ہے کہ قریش کے ہر فخذ (عرب کے ہاں نسب کے چھ درجات ہوتے ہیں۔ شعب، قبیلہ، عمارہ بطن، فخذ، فصیلہ۔ گویا فخذ نسب کی پانچویں شاخ ہوئی۔ تقی عامر ندوی) کی مسجد حرام میں معلوم مجلس ہوتی تھی۔ جس میں وہ بیٹھتے تھے بنی بکر کی بھی ایک مجلس لگتی تھی ایک دفعہ ہم لوگ مجلس لگائے مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک نو عمر لڑکا آ گیا۔ پھر جاہلیت میں حرمت کعبہ کا واقعہ نقل کیا۔

۶۳۱۲ عبداللہ بن خلف الخزاعی [1]

طلحہ الطلحات کے والد۔ ابن عبدالبر [2] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بصرہ میں آرمی رجسٹریشن کے منشی کاتب تھے۔ جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ مجھے ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دیوانِ بصرہ کے کاتب تھے۔ جس کا ذکر ابن درید نے اپنی امالی میں مجالد بن سعید تک اپنی سند سے کیا ہے۔

۶۳۱۳ عبداللہ بن خلیفہ البولانی الطائی

دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے اور جنگِ صفین میں حضرت علی کا ساتھ دیا۔ جب عائذ بن قیس جرمزی نے عدی بن حاتم سے جھنڈا لینا چاہا تو عبداللہ بن خلیفہ نے کھڑے ہو کر کہا: کیا عدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تمہارے نمائندے اور قادسیہ میں تمہارے سردار نہ تھے۔

۶۳۱۴ عبداللہ بن خنیس العامری [3]

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بحوالہ ابن اسحاق اسلام کا دامن تھامنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ان سے خطاب میں یہ اشعار کہے۔ ؏

مجھے اپنی زندگی کی قسم! اگر بنی عامر اسلام لانے کے بعد اپنے کفر پر یکجا ہو گئے ہیں اور باطل پرست قرہ نے انہیں آرزوئیں دلائیں۔ یقیناً ان کی بڑی عقل ماری گئی۔

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں۔ اس شعر میں قرہ سے مراد ابن صبیرہ یشکری ہے جو فتنۂ ارتداد میں ان لوگوں کا رئیس تھا۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کا فتنۂ ارتداد سے برسرِ پیکار رہنے کا ذکر نہیں کیا۔

۶۳۱۵ عبداللہ بن دارہ [4]

مولا عثمان۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ دورِ نبوی پایا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے وضو [5] کرنے کے بارے میں ایک حدیث مروی ہے جسے الدارقطنی نے نام لیے بغیر روایت کیا ہے۔ ان سے محمد بن کعب وغیرہ نے روایت کی ہے کسی نے ان کا نام زید بتایا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (۲۹۱۸) استیعاب (۱۵٤۰) تجرید (۳۰۸/۱) [2] استیعاب (۳۰/۳)

[3] اسد الغابة (۲۹۲۰) استیعاب (۱۵٤۱) تجرید (۳۰۸۸/۱)

[4] اسد الغابة (۲۹۲٤) تجرید (۳۰۸/۱) [5] کنز العمال (۱۸۹۹۰)

۶۳۱۶ عبد بن ذباب

بن حارث بن عمرو بن حارث بن ربیعہ بن بلال بن انس اللہ بن سعد العشیرہ المذحجی۔ دورِ نبوی پایا ہے اور جنگ صفین میں حیدر کرار کا ساتھ دیا۔ یہ ابن کلبی کا قول ہے۔ ان کی اولاد میں سے عبدالعزیز بن ثابت بن عبداللہ بن ذباب ہے جس کا ذکر ملتا ہے۔

۶۳۱۷ عبداللہ بن ابی رھم *

بن فراس الیمانی۔ مخضرمی ہیں سیف بن عمر نے فتوحات میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جو انہوں نے فتنۂ ارتداد کے بارے میں کہے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ شعر ہے۔ ع

میرا رب پاک ہے جس کے علاوہ کوئی عبادت و پکار کے لائق نہیں۔ جو تمام بندوں اور مرتدوں کا بھی رب ہے۔

اسلام سے پہلے ان کا نام عبدالعزیٰ تھا۔

۶۳۱۸ عبداللہ بن رؤبۃ

بن لبید بن صخر بن کنیف بن عمرو بن حیی بن ربیعہ بن سعد بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم التمیمی السعدی۔ کنیت ابوالشعثاء اور عجاج رجزیہ شاعر سے مشہور ہیں۔ انہیں عبداللہ لبو (الطویل) کہا جاتا ہے۔ مشہور رجزیہ شاعر رؤبۃ العجاج کے والد ہیں۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ دور جاہلیت میں پیدا ہوئے۔ ابوعبیدہ فرماتے ہیں: جاہلیت میں رجزیہ (جنگی) اشعار کہتے تھے۔ خلافت ولید بن عبدالملک تک زندہ رہے۔ جس کا ابن شبہ نے انکار کیا ہے۔ عجاج کو حضرت ابوہریرہ سے روایت حاصل ہے۔ مرزبانی فرماتے ہیں: یہ پہلے شاعر ہیں جنہوں نے رجز کو بلند کیا اور اس کے لئے اوائل مقرر کر کے اسے قصیدے کا مشابہ بنایا۔ ان کا ایک بہترین شعر ہے جس میں اونٹنی کے بھرے تھنوں کا نقشہ کھینچتے ہیں۔ ع دودھ دوہ لینے کے بعد

گویا اس کے دونوں تھن کاٹے ہوئے کتے کے دو پلّے ہیں جب انہیں بھڑکایا جائے۔ بھڑک جاتے ہیں۔"

۶۳۱۹ عبداللہ بن ابی رومان *

کاتب حافظ ابن عساکر کا قول * ہے: عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ فتح بعلبک میں شریک ہوئے اور وہاں کے باسیوں کے لیے صلح لکھی۔ ابن عائذ نے مغازی میں ولید بن مسلم سے بحوالہ اسماعیل بن عیاش ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۲۰ عبداللہ بن ابی زھیر

بن کیسان الدوسی ثم المحاربی از بنی محارب بن دھمان بن مُنھب بن دوس الغسانی۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اسلام کے آغاز میں تھے۔

۶۳۲۱ عبداللہ بن زید الکندی الدُّرَیکی

دریکہ بن وائل کی ایک عورت ہے اس کی طرف منسوب ہیں۔ ان کا بیٹا اسی کی نسبت سے مشہور ہے اس کا تذکرہ ہونا ہے۔

---

* تجرید (۳۱۰/۱) * تجرید (۳۱۰/۱) * مختصر تاریخ دمشق (۱۶۷/۱۲)

۶۳۲۲ عبداللہ بن زید الکندی

مخضرمی ہیں۔ وثیمہ نے کتاب الردّۃ میں بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے کہ جب کندہ نے مرتد ہونے کا پختہ ارادہ کرلیا تو رسول اللہ ﷺ کے عامل زیاد بن لبید جو یمن پر مقرر تھے سے ایک اونٹنی چھین لی جس پر انہوں نے زکوٰۃ کی نشانی لگائی تھی۔ ولید بن محصن نے کھڑے ہو کر انہیں وعظ و نصیحت کی تو انہوں نے انہیں اپنے درمیان سے نکال دیا۔ تو عبداللہ بن زید نے کھڑے ہو کر کہا: بھلا جو بھی حق بات کہے گا تم لوگ اسے اپنے خلاف سمجھو گے؟ اللہ کی قسم! میری رائے بھی میرے ساتھی جیسی ہے تو تم لوگ ہم سب کو نکال دو اور ان کے بارے میں سخت باتیں کیں انہوں نے انہیں دھکے دیئے اور اس موقع پر انہوں نے یہ اشعار کہے: قوم ثمود وادیٔ حج میں اپنی اونٹنی کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ اور آئندہ کا ایک قبیلہ بھی اونٹنی کی وجہ سے گھیرے میں ہے۔ کندہ کا قبیلہ اپنی اونٹنی کی وجہ سے ان لوگوں کی طرح ہو گیا جو اونٹنی کے بارے میں منحوس ہونے میں گزر چکا ہے۔ یہ دین جس کی نصرت اللہ نے لی ہے اس برے دین سے کتنا دور ہے جو پوشیدہ طور پر کمزور اور مٹ جانے والا ہے اس طرح کے اشعار عبداللہ بن یزید السکونی کے بھی ہیں جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوگا۔

۶۳۲۳ عبداللہ بن ساعدہ الھذلی [1]

ابو محمد۔ ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا نام درج کیا ہے لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور سو (۱۰۰ھ) میں فوت ہوئے۔

۶۳۲۴ عبداللہ بن سَبْرہ الحرشی

شاعر و شہسوار ابو علی الہجری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ فتوحات عراق میں سے غزوۂ جسر میں شریک ہوئے۔ جس میں ان کے دائیں ہاتھ کی انگلیاں شہید ہو گئی تھیں تو انہوں نے ان کے مرثیہ میں اشعار کہے۔ [2] مرزبانی نے ان کے حالات میں لکھا ہے: ان کا اس سے زیادہ حال معلوم نہیں کہ انہوں نے ایک سورما کو پچھاڑ لیا اور اس کا کام تمام کرنے کے لئے اس پر لپکے ہی تھے کہ اس نے بڑھ کر ان پر تلوار کا وار کیا جس سے ان کی چند انگلیاں کٹ گئیں۔ جن کا مرثیہ انہوں نے چند اشعار میں کہا۔ میرا دایاں ہاتھ کٹ کر مجھ سے جدا ہو گیا۔ (اشعار کا ترجمہ عنوان (۴۷۶۱ میں گزر چکا ہے) اس واقعہ کو دعبل بن علی نے طبقات الشعراء میں طویل درج کیا ہے اور ان کا ایک اور واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ ان کے پڑوس میں ایک عورت رہتی تھی جسے فیروز نامی عطار تنگ کرتا تھا۔ ایک دن اس نے اسے بڑا غصہ دلایا وہ عورت کہنے لگی: اگر عبداللہ بن سبرہ میرے پاس ہوتا تو تمہیں کبھی میری طمع نہ ہونے پاتی۔ کسی طریقہ سے عبداللہ تک اس کی بات پہنچ گئی اس وقت وہ ارمینیا کی جنگ میں تھے انہوں نے اس کا مرکز چھوڑا اور شام آ گئے اس عورت کے پاس گئے اس سے ساری بات پوچھی تو اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ کہا اس کی طرف پیام بھیجو اس نے پیام بھیج دیا وہ اتنی جلدی آیا گویا اس کے گھر کے پاس ہی تھا۔ جب وہ اندر آیا اور اس عورت کے نزدیک ہوا عبداللہ نے اچھل کر حملہ کر دیا اور یوں وہ قتل ہو گیا۔ اس کے بعد وہ اپنی

---

[1] اسد الغابۃ (۲۹۶۱) تجرید (۳۱۲/۱) [2] التاریخ الکبیر (۱۱۱/۳)

جنگ میں واپس آ گئے اس کا کسی کو پتہ نہ چلا۔

۶۳۲۵ عبداللہ بن سراقہ الازدی ❶

جابیہ میں حضرت سے ان کا خطبہ نقل کرتے ہیں اور ابوعبیدہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے عبداللہ بن شقیق نے روایت کی ہے۔ امام بخاری ❷ فرماتے ہیں۔ ابوعبیدہ سے ان کا سماع مشہور نہیں۔ یعنی ان کے سماع کی صراحت نہیں۔ مفضل غلابی کا قول ہے: دمشقی ہیں جنہیں شرافت اور روایت حاصل ہے اور ان کا ذکر مشہور ہے۔ ابن مندہ نے ان کے حالات عبداللہ بن سراقہ بن المعتمر العدوی جس کا ذکر قسم اوّل میں ہو چکا ہے سے رلا ملا دیا ہے۔ راجح ہے کہ دونوں میں فرق ہے۔

۶۳۲۶ عبداللہ بن سعد

بن ربیعہ بن خداش بن سعد بن عصبہ بن جشم بن نمیر..... انماری۔ دورِ نبوی پایا ہے۔ جب مسلمانوں کو کوفہ میں خلافت فاروقی میں جگہیں ملیں تو ان میں یہ بھی تھے۔ ان کی اولاد بصرہ منتقل ہو گئی اور وہاں سکونت اختیار کر لی۔ (ابن کلبی)۔

۶۳۲۷ عبداللہ بن سلمہ

بن ابی الخیر بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین الکندی۔ دورِ نبوی نصیب ہوا ہے ابن کلبی فرماتے ہیں: بصرہ کے معزز لوگوں میں سے تھے حضرت علی نے انہیں سواد کا والی مقرر کیا تھا۔ ان بیس افراد میں سے ایک ہیں جنہوں نے ربیعہ اور یمن کے معاہدہ کی تجدید کی تھی ان کے بھائی سعدان کو آنے کی سعادت حاصل ہے۔

۶۳۲۸ عبداللہ بن سلمہ المرادی ❶

کوفہ کے تابعی ہیں۔ ایک قول کے مطابق دورِ جاہلیت پایا ہے ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عبداللہ بن سلمہ حضرت عمر، علی، ابن مسعود وغیرہ صحابہ کرام سے روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ان سے عمرو بن مرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن نمیر اور ایک جماعت کے لوگ فرماتے ہیں: عمرو بن مرہ کے علاوہ ان سے کسی نے روایت نہیں کی۔ امام احمد کا قول ہے: ان سے ابواسحاق بھی روایت کرتے ہیں۔ جس کی حاکم نے تردید کی ہے وہ یہاں طویل بحث کرتے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ جن سے ابواسحاق روایت کرتے ہیں وہ اور ہیں وہ ہمدانی ہیں۔ رہے مرادی تو ان سے صرف عمرو بن مرہ نے ہی روایت کی ہے جیسا کہ یحییٰ بن معین وغیرہ نے فرمایا ہے۔

۶۳۲۹ عبداللہ بن سلمہ الھمدانی ❷

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: ہمدان کے لوگوں کو جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی تو ان کا وفد خلیفۂ رسول اللہ ﷺ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے جماعت قریش! باقی عربوں کے مقابلہ میں صرف تمہیں

---

❶ تجرید (۳۱۳/۱) ❷ التاریخ الکبیر (۹۷/۳)

❶ اسد الغابۃ (۲۹۸۷) تجرید (۳۱۶/۱) ❷ تجرید اسماء الصحابۃ (۳۱۵/۱)

نبی ﷺ کی وفات کا صدمہ نہیں پہنچا کیونکہ آپ کی ذات کسی ایک کے ساتھ مخصوص نہ تھی۔ البتہ ہم مہاجرین کی ہجرت اور انصار کی نصرت کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور یہ اشعار سنائے۔ ع

انّ فقد النبی جزّعنا الیوم　　فدته الاسماع و الابصار

آج نبی ﷺ کی عدم موجودگی نے ہمیں بے صبر کر دیا۔ آپ پر کان و آنکھیں قربان۔

ما اصیبت به الغداة قریش　　لا ولا افردت به الانصار

اس دن کی صبح صرف قریش ہی اس غم سے دوچار نہیں ہوئے۔ اور نہ انصار ہی اس غم میں تنہا ہیں۔

فعلیه السلام ما هبّت الریح　　و مدّت جنح الظلام نوار

جب تک ہوا کے جھونکے چلیں ان پر سلام ہو اور تاریکی کے پروں پر نور پھیلتا رہے گا۔

ہم نے سابقہ شخصیت میں انہیں رلانے ملانے والے کا قول نقل کیا ہے راجح دونوں میں فرق ہے۔

٦٣٣٠ عبداللہ بن سنان

بن عمرو بن وہب بن الاقیصر بن مالک بن قحافہ الخثعمیؓ۔ ان کا مکمل نسب عون بن عمیس کے حالات میں قسم اوّل کے دوران بیان ہو چکا ہے۔ دورِ نبوی پایا ہے۔ بعید نہیں کہ صحابی ہوں۔ ان کا مالک نامی بیٹا امیر معاویہ کی طرف سے صوائف کے گورنر پچاس (۵۰) سے زائد سال وفات تک رہے وفات سلیمان بن عبدالملک کی خلافت چالیس (۴۰ھ) میں ہوئی۔ بقول بعض: ان کی قبر پر چالیس جھنڈے ٹوٹے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

٦٣٣١ عبداللہ بن سوّار

بحرین میں نبی ﷺ کے عامل۔ وثیمہ نے کتاب الردۃ میں بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ابان بن سعید بن عاص کو پورا مال زکوۃ دیا۔

٦٣٣٢ عبداللہ بن سوید

بقول بعض: ابن شداد التمیمی ثم الشقری، مخضرمی۔ غزوۂ سند کے متعلق کہتے ہیں۔ ع

سنو! کیا سندھ کے نوجوانوں تک ایک بہادر کے پاس میرے آنے کی خبر پہنچی ہے جسے قوم نے حرکت دے کر آگے کیا ہے۔ میں نے اس کے لیے اپنا سب کچھ باندھ لیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اگر میں بہرا نہیں تو درے کے پاس ہوں۔

٦٣٣٣ عبداللہ بن شہاب الخولانی

دورِ نبوی پایا ہے ابن سعد [1] نے تابعین اہل کوفہ کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے خیثمہ [2] بن عبدالرحمٰن نے بحوالہ ان

---

[1] طبقات ابن سعد (۱۲۵/٤) [2] مسلم کتاب الطهارة باب غسل الثوب من المنی (۱۰۹)

کے صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث نقل کی ہے اسی میں ان (عبداللہ بن شہاب) سے ایک موقوف روایت نقل کی ہے۔ جسے سعید بن منصور نے بطریق خیثمہ عن عبداللہ بن شہاب عن عمر ایک واقعہ کی صورت میں اور ابن ابی شیبہ نے بطریق خیثمہ موصولاً نقل کیا ہے کہ بشر بن ودان کے پاس خلع کے بارے میں مسئلہ آیا تو آپ نے اس کی اجازت نہیں دی۔ تو عبداللہ بن شہاب کہنے لگے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا آپ کے سامنے خلع کا مسئلہ آیا جو ایک مرد اور عورت کے درمیان تھا تو آپ نے اس کی اجازت دے دی۔ امام بخاری نے اسے کتاب الطلاق میں تعلیقاً ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلع کو طلاق سے کم جائز قرار دیا ہے۔

۶۳۳۴ عبداللہ بن الطفیل

بن ثور بن معاویہ بن عبادہ بن البکاء العامری ثم البکائی۔ دور نبوی پایا ہے۔ جنگ جمل کے شرکاء میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگوں میں شرکت کی یہ زیاد بن عبداللہ، ابن اسحاق سے مغازی کے راوی کے دادا ہیں۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے ان کے چچا عبداللہ بن ثور کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ اور ان کے دوسرے چچا معاویہ بن ثور کا ذکر ہونا ہے۔

۶۳۳۵ عبداللہ بن عبدالعزیٰ

عمرو بن عبدالعزیٰ میں ذکر ہونا ہے۔

۶۳۳۶ عبداللہ بن عتبہ ✪

بنی نفیل کے فرد ہیں۔ وثیمہ نے الردۃ میں بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: جب ان کی قوم کو سانحۂ ارتحال نبوی کی خبر ملی تو یہ لوگ زکوٰۃ کی عدم ادائیگی اور جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ یہ ان میں کھڑے ہو کر خطاب کرنے لگے انہیں نعمتِ اسلام یاد دلائی۔ وہ اپنی قوم کے معزز شخص تھے۔ ان کور باطنوں نے انہیں برا بھلا کہا اور ان کی مخالفت کی۔ ان کی عمر بھی بہت ہو گئی تھی۔ فتنۂ ارتداد کی داغ بیل ڈالنے والا قرہ بن ہبیرہ تھا۔ اس کے متعلق عبداللہ بن عتبہ کے یہ اشعار ہیں۔ ع

بنی عامر! تم لوگوں میں غطفان سے زیادہ کانٹے اور انگارے سے ڈرنے والے نہیں ورنہ تمہارے لیے بحرین میں طاقت روکنے والا کوئی ہے اور نہ تمہارے پاس مسلمانوں کے مقابلے کے لئے دو ہاتھ ہیں۔

۶۳۳۷ عبداللہ بن عکیم الجہنی

قسم اوّل میں ذکر ہوا ہے۔

۶۳۳۸ عبداللہ بن عمرو یشکری

ابن الکواء حضرت علی کا ساتھ دینے میں مشہور ہیں۔ تذکرہ ہونا ہے۔

۶۳۳۹ عبداللہ بن عمیرہ ✪

بن حصن بن قیس بن ثعلبہ القیسی الکوفی۔ ابوالمہاجر کنیت تھی از بنی قیس بن ثعلبہ۔ دورِ جاہلیت پایا ہے۔ سماک بن حرب کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عمیرہ کو فرماتے سنا: اور جاہلیت میں وہ اعشی کا ہاتھ تھام کر چلا کرتے تھے پھر وہ حدیث ذکر کی جسے ابن مندہ نے بروایت روح بن عبادہ بواسطہ شعبہ بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ اور ہم نے اسے فوائد ابن اسماک میں دوسری سند سے عن سماک بن ابی المہاجر عبداللہ بن عمیرہ نقل کیا ہے کہ صنعاء کا ایک شخص حاجیوں سے آگے نکل جاتا تھا پھر حضرت عمر کا ایک آدمی کے بدلے جماعت کو قتل

✪ استیعاب (۱۶۲۲) تجرید (۳۲۳/۱) ✪ تجرید اسماء الصحابة (۳۲۷/۱)

کرنے کا واقعہ نقل کیا۔

۶۳۴۰ عبداللہ بن عنمۃ الضبیّ

قسم اوّل میں ان کے بارے میں تنبیہ ہو چکی ہے۔قادسیہ میں شریک ہوئے۔مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے اور ضبّہ تک ان کا نسب بیان کیا ہے کہ انہوں نے ان اشعار میں بسطام بن قیس شیبانی کا مرثیہ کہا۔ ؏

کیا بنوزید بن عمرو فتنہ میں مبتلا ہیں۔کوئی مقتول بسطام کے برابر نہیں۔وہ الالاءۃ درخت پر گرا جو اس کا تکیہ نہ تھا گویا اس کی پیشانی تیز تلوار ہے۔اگر اس کے بھائیوں کو اس کا صدمہ ہے تو یقیناً یہ صدمہ انہیں ملا ہے کہ ان کا دوست کھو گیا۔

۶۳۴۱ عبداللہ بن قیس

حلیف بنی فزارہ الحارثی۔انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا ہے۔امیر معاویہ انہیں بحری جنگ کے لیے روانہ کرتے تھے انہوں نے گرمی سردی کے زمانہ کی جگہوں میں پچاس (۵۰) حملے کیے جس میں نہ پسپائی ہوئی اور نہ ان کا کوئی ساتھی ڈوبا۔بالآخر یہ شہباز (۵۳/۵۴ھ) میں شہید ہوا۔طبری نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔انہوں نے پہلا حملہ ستائیس (۲۷ھ) میں کیا۔

۶۳۴۲ عبداللہ بن قیس الهمدانی [1]

الحمصی۔سیف نے ''الفتوح'' میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جنگ یرموک میں گھڑ سواروں کے امیر تھے اور ابن سمیع نے صحابہ کے قریب والے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابوزرعہ دمشقی نے شام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا واقعہ بھی نقل کیا ہے۔عجلی فرماتے ہیں: ثقہ تابعی ہیں۔حافظ ابن عساکر [2] کے کلام کا تقاضا ہے یہ عبداللہ بن ابی قیس ہیں جن کی حدیث مسلم اور سنن اربعہ میں ہے۔جبکہ درست یہ ہے کہ اور ہیں۔

۶۳۴۳ عبداللہ بن قیس الکندی

ابو بحریہ۔کنیت سے مشہور ہیں۔التراغمی۔بقول ابن سمیع: دور جاہلیت پایا ہے اور حضرت معاذ سے کسب فیض کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان سے، ابوعبیدہ اور ایک جماعت نے روایت کی ہے ان سے یزید بن قطیب، ضمرہ بن یحییٰ، خالد بن معدان اور ابوبکر بن ابی مریم روایت کرتے ہیں۔ابن ابی خیثمہ بحوالہ ابن معین روایت کرتے ہیں: شامی ثقہ ہیں یہی قول عجلی کا ہے۔خلافت ولید میں فوت ہوئے۔کنیتوں میں پھر تذکرہ ہونا ہے۔

۶۳۴۴ عبداللہ بن کامل [3]

بن حبیب بن عمرہ بن ثابت.....السلمی۔مخضرمی ہیں جنگ مرج الصفر میں شریک ہوئے۔مرزبانی نے اپنے معجم میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا یہ شعر نقل کیا ہے۔ ؏ مالک کے قبائل تو موجود تھے لیکن مرج الصفر کے روز عمیرہ میرے سامنے نہ آئی۔ابوعبیدہ

---

[1] تجرید (۳۳۰/۱) [2] مختصر تاریخ دمشق (۲۵۸/۱۳) [3] تجرید (۳۳۱/۱)

نے کتاب النسب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بعید نہیں کہ یہ صحابی ہوں کیونکہ فتح مکہ میں بنی سلیم کے بہت سے شہسوار شریک تھے۔

۶۳۴۵ عبداللہ بن کعب

بن حذیفہ بن شداد بن معاویہ بن کعب بن معاویہ..... لیلیٰ اخیلیہ بنی امیہ کی مشہور شاعرہ کے والد۔ مرزبانی کعب بن حذیفہ دور جاہلیت کے شاعر کے حالات میں ان کا ذکر کرتے ہیں اور ان کا ایک شعر بھی ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کے بیٹے عبداللہ بن کعب کو دور نبوی نصیب ہوا ہوگا اس لیے وہ اس قسم میں سے ہوئے۔ عبداللہ سے لیلیٰ اخیلیہ کی حضرت عثمان کے دور خلافت میں اولاد ہوئی۔

۶۳۴۶ عبداللہ بن کلیب ذؤیب بن کلیب میں ذکر ہوا ہے۔

۶۳۴۷ (ز) عبداللہ ابن کَیْسَبَة النهدی

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: کیسبہ ان کی والدہ ہے۔ بقول بعض: ان کا نام عمرو ہے وہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں جب انہوں نے آپ سے سواری کا جانور مانگا تو آپ نے انہیں سواری نہیں دی۔ ع

قسم باللّٰہ ابو حفص عمر ما مسّھا من نقب ولا دَبر

فاغفر له اللّٰھم ان کان فجر

ابو حفص عمر نے قسم کھا کر کہا: اس اونٹنی کو کوئی دکھ تکلیف نہیں پہنچی۔ اے اللہ! اگر (حقیقت حال سے ناواقفیت کی بنا پر) ان سے غلطی ہوئی ہے تو انہیں معاف فرما!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی سواری کی طرف دیکھا تھا جب انہوں نے کہا: یہ بیمار ہے، آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اسے کوئی دل کی بیماری نہیں اور اسے واپس کر دی۔ آپ درّہ لے کر ان کے پیچھے پڑے تو وہ یہ اشعار کہتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب آخری فقرہ سنا، تو سواری دینے کے ساتھ مزید عطا کیا۔ فتح تستر میں حضرت ابوموسیٰ کے ساتھ بھی ان کا ایک واقعہ ہے بقول بعض: ان کی کنیت ابو کبشہ ہے۔ حضرت عمر نے انہیں یہ اشعار کہتے سنا اور ان سے قسم لی کہ انہیں اس کی جگہ کا کچھ پتہ نہیں تو انہوں نے قسم کھالی تو آپ نے انہیں سواری کا جانور دے دیا۔

۶۳۴۸ (ز) عبداللہ بن لحیّ

ابو عامر الھوزنی کنیت سے شہرت رکھتے ہیں۔ بقول بعض: انہوں نے آپ علیہ السلام کو دیکھا ہے..... ایک قول ہے: ابن سمیع نے حمص کے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہوں نے دور[1] جاہلیت دیکھا ہے۔ ابوزرعہ دمشقی نے تابعین کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ابوعبیدہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ امام بخاری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: حضرت بلال سے سماع کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: معاذ بن جبل، مقدام بن معدیکرب، عبداللہ بن قرط، اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور جابیہ میں

---

[1] مختصر تاریخ دمشق (۲۶۲/۱۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں شریک تھے۔ان سے ان کا بیٹا ابوالیمان عامر، ازھر بن عبداللہ الحرازی۔ ابوسلام الاسود وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ابوزرعہ رازی اور الدارقطنی کا کہنا ہے: ابوعامر الھوزنی سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ابن حبان [1] ثقات التابعین میں ان کا ذکر کرتے ہیں عجلی لکھتے ہیں شام کے ثقہ اور اکابر تابعین میں سے ہیں۔

۶۳۴۹ عبداللہ بن مجیب المضَرَحیّ

از بنی ابی بکر بن کلاب ابوالمسیب شاعر قال کلابی سے مشہور ہیں۔ابوزید انصاری فرماتے ہیں: جاہلیت کے شعراء میں سے ہیں۔ابوعبیدہ کا بیان ہے: مروان بن الحکم نے انہیں قید کر دیا تھا۔ابوعبید البکری شرح امالی القالی" میں رقمطراز ہیں: اس بنا پر یہ مخضرمی ہوئے ان کا اپنی قوم کے متعلق یہ شعر ہے۔ ع

"کیا تمہارے علاوہ کوئی اور لوگ ہیں جنہیں میں بلاؤں آل کلاب اب میں بلانے سے اکتا گیا ہوں۔"

۶۳۵۰ (ز) عبداللہ بن مجمّع

بن مالک بن ایاس بن عبد مناۃ بن سعد، دور نبوی پایا ہے ان کا بیٹا مجمع حضرت حسین کے ساتھ طف میں تھا جہاں اسے قتل کر دیا گیا۔ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۵۱ عبداللہ بن مخمَر آخری قسم میں ان کا ذکر ہوتا ہے۔

۶۳۵۲ (ز) عبداللہ بن مرّہ العامری

وثیمہ نے کتاب الردّۃ میں لکھا ہے: انہوں نے اس وقت اپنی قوم کو جمع کر کے سمجھایا جب قرہ بن ہبیرہ نے انہیں بہکایا۔اور ان کے اشعار بھی نقل کیے۔

۶۳۵۳ عبداللہ بن المنذر

بن الجلاجل التیمی۔مرزبانی نے لکھا ہے جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید کی معیت میں شہید ہوئے تو نافع بن الاسود نے ان کا مرثیہ کہا۔ ع

"جاؤ تمہیں اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے ہرگز دور نہ کرے جو جنگوں کو بڑھکانے والا، معاف کرنے والوں اور مجلس کے لئے تھا۔لوگوں میں کوئی بھی اس کے پلے کا نہ تھا اور نہ کوئی نعمت اور گھات گری میں اس کے مساوی تھا۔
(اے مرحوم!) تو نے بنی عمرو اور اس کے بھائیوں کو اس حال میں چھوڑ دیا ہے کہ آنے جانے والے کو تیرا نام لے کر بلاتے ہیں"۔

۶۳۵۴ عبداللہ بن المنذر بن کعب

امام بخاری وغیرہ ائمہ حدیث کے شیخ احمد بن سعید بن صخر کے دادا ہیں۔ابوعلی الجبائی نے ابوداؤد کے شیوخ کے بارے میں

[1] الثقات (۱۹/۵)

لکھا ہے: المنذر بن کعب نبی ﷺ کے پاس آئے اور ان کا بیٹا عبداللہ بن المنذر رسیدنا ابوبکر الصدیق کے پاس آیا تھا۔

۶۳۵۵ (ز) عبداللہ بن نزار العَبَسیّ [1]

بقول حافظ ابن عساکر: [2] دورِ نبوی پایا ہے جب ابوعبیدہ جابیہ کے قریب پہنچے تو ان کی طرف ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے قاصد یہی تھے۔ ابوحذیفہ نے ''الفتوح'' میں عن ابی اسحاق عن من اخبرعن عطاء بحوالہ ابن عباس روایت کی ہے۔ ابوعبیدہ روانہ ہو کر جب جابیہ کے قریب پہنچے تو کسی نے انہیں بتایا کہ ہرقل انطاکیہ میں ہے آپ نے حضرت ابوبکر کی طرف لکھا تو آپ نے انہیں جواباً لکھا کہ میں تمہاری کمک کے لئے فوج پر فوج بھیج رہا ہوں۔ اور اپنا خط عبداللہ بن نزار العبسی کے ہاتھ دے کر روانہ کیا۔

۶۳۵۶ عبداللہ النجاشی

ابن اصحمہ میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۳۵۷ عبداللہ بن نضلہ

علقمہ بن نضلہ کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔

۶۳۵۸ عبداللہ بن ہانئ

الخولانی۔ شریح کے بھائی۔ شریح کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۳۵۹ (ز) عبداللہ بن ہدّاج الحنفی [3]

ہداج میں ذکر ہوتا ہے۔ ابراہیم بن المنذر ربواسطہ ہاشم بن غطفان بحوالہ عبداللہ بن ہداج۔ اور انہوں نے دورِ جاہلیت پایا ہے۔ روایت کرتے ہیں فرمایا: نبی [4] ﷺ کے پاس ایک شخص آیا پھر ایک روایت نقل کی جس کا ابونعیم نے حوالہ دیا ہے۔ اسی روایت کو ابوبکر بن ابی شیبہ عن ہاشم بن غطفان نقل کیا ہے جس میں یہ اضافہ ہے عن ابن عبداللہ بن ھداج عن ابیہ۔ فرمایا: ایک شخص آیا پھر اس روایت کا ذکر کیا۔ امام بخاری [5] تاریخ میں لکھتے ہیں: عبداللہ بن ھداج بنی عدی بن حنیف سے تعلق رکھتے ہیں ان سے ابوعمار ہاشم بن غطفان المزنی روایت کرتے ہیں۔

۶۳۶۰ عبداللہ بن ورقاء الاسدی

طبری کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوغسان کی طرف خط بھیجا جب انہیں اصبہان روانہ کیا تھا: کہ لشکر کے اگلے حصہ پر عبداللہ بن ورقاء الاسدی کو مقرر کریں اور دوسرے مقام پر ہے عبداللہ بن الحارث بن ورقاء الاسدی۔

۶۳۶۱ (ز) عبداللہ بن وہب الراسبی

از بنی راسب بن مالک بن میدعان بن مالک بن نصر بن الازد۔ دورِ نبوی ﷺ پایا ہے اور فتوحات عراق میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے ساتھ شریک ہوئے۔ طبری نے تاریخ میں لکھا ہے: حضرت سعد نے انہیں مضارب العجلی اور ایک جماعت کے ساتھ

---

[1] تجرید (۳۳۷/۱) [2] مختصر تاریخ دمشق (۸۷/۱۴) [3] تجرید (۳۳۹/۱)

[4] جامع المسانید (۲۳۰/۸) [5] التاریخ الکبیر (۲۲۲/۳)

جن کا امیر ضرار بن الخطاب کو مقرر کیا تھا بحکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کی طرف بھیجا تھا جو یکجا ہو کر ان سے جنگ کر رہے تھے۔ اس کے بعد یہ حضرت علی کی جنگوں میں آپ کے ساتھ رہے اور جب مسئلہ تحکیم سامنے آیا، جس کا خوارج نے انکار کر دیا تھا اور سارے نہروان میں جمع ہو گئے تھے تو عبداللہ بن وھب الراسبی کو اپنا امیر چن لیا یہ صاحب اپنی عبادت میں زیادہ مشغولی کی وجہ سے سب کے پسندیدہ تھے بلکہ ان کا لقب ہی ''ذوالثفنات'' جو بکثرت ان کے سجدہ ریز ہونے کی وجہ سے پڑ گیا تھا یوں ان کے ہاتھوں اور گھٹنوں پر اونٹ کی گرہ جیسے نشان بن گئے تھے۔ مذکورہ راسبی نہروان میں قتل ہونے والوں کے ساتھ قتل ہوئے ان کا یہ واقعہ مشہور ہے۔ ابن کلبی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۶۲ (ز) عبداللہ بن یزید

بن قیس الغاضری السکونی۔ وثیمہ نے ''الردۃ'' میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جب ان کی قوم نے ارتداد کا پختہ ارادہ کر لیا اور زیاد بن لبید نے وہ اونٹنی چھین لی جس پر زکوۃ کا نشان لگا تھا تو عبداللہ بن یزید نے ان میں کھڑے ہو کر کہا: اے بادشاہوں کی جماعت! نہ تو کہنے سے میرا رتبہ گھٹے گا اور نہ تم میں سے کسی کی شان سننے کی وجہ سے بڑھ جائے گی میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں کہ کہیں تمہاری داستان بھی اس اونٹنی کی طرح نہ ہو جائے جو کسی حق میں پکڑ لی گئی تھی اور اس کی واپسی باطل ہے۔ اور یہ اشعار نقل کیے: اس اونٹنی کی وجہ سے کیا ہوا جس سے تمہاری عقل جاتی رہی۔ کب تک تم لوگ اللہ تعالیٰ اور ذمہ داریوں سے خیانت کرتے رہو گے۔ زیاد نے اس پر اس کے نشان کے حق کو زبان ہتھیلی اور قدم کے بعد ڈالا تھا بکر اور ان کے بھائیوں پر حل وحرم کے رب کی قسم کوئی تشویش کی بات نہیں۔

راوی کا بیان ہے۔ اشعث بن قیس نے ان کی طرف پیام بھیجا۔ مجھے لگتا ہے کہ آپ کی بات سے ہمارے اور آپ کے حالات میں کشیدگی پیدا ہو سکتی ہے جس کی ہم میں برداشت نہیں۔ چنانچہ وہ انہیں چھوڑ کر مدینہ منورہ چلے گئے۔ اور پھر مسلمانوں کے ساتھ ان لوگوں سے جنگ کے لئے واپس آئے: زیادہ بن لبید کے ساتھ شہید ہوئے۔ مرباع الکندی نے ان الفاظ میں ان کا مرثیہ کہا:

ع عبداللہ تم نے ہم میں عذر کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی لیکن ہم خود ہی خیر خواہ سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔ آپ نے ہمیں بلندی اور صحیح کام کی طرف بلانے والے کی پکار سنائی۔

۶۳۶۳ (ز) عبداللہ التمیمی

انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ [1] میں بحوالہ عبداللہ التمیمی روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو ہماری طرف گورنر بنا کر بھیجا جب ہم مدائن میں تھے۔

۶۳۶۴ (ز) عبدالجُدّ بن عبدالعزیز

الازدی۔ الجلندی کے نام سے مشہور ہیں حرف جیم میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

---

[1] التاریخ الکبیر (۲۳۸/۳)

۶۳۶۵ (ز) عبدالحجر بن سراقہ

الاحوص بن جعفر بن کلاب العامری الکلابی کے بھائی۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تو ان کی اونٹنی کی ٹانگیں کٹ گئیں۔ جس پر انہوں نے کہا: ع

سیلحین (مقام پر) اور جسر (پل والی جنگ) میں میری سواری کی ٹانگیں اس لیے کاٹی گئیں کہ کہیں مجھے عار نہ دلائی جائے"

میں کہتا ہوں: میرا گمان نہیں کہ ان کا یہ نام اسلام میں اسی طرح رہنے دیا گیا ہو۔ (بلکہ تبدیل کر دیا گیا ہوگا۔

۶۳۶۶ عبد خیر بن یزید*

بقول بعض: ابن محمد بن خولی بن عبد عمرو بن عبد یغوث بن الصائد الہمدانی۔ ابوعمارہ الکوفی۔ دورِ جاہلیت دیکھا ہے بقول خطیب: بقول بعض: ان کا نام عبدالرحمٰن ہے۔

میں کہتا ہوں: شاید اسلام میں تبدیل ہو گیا ہو۔ ابوعمر* لکھتے ہیں: نبی ﷺ کا زمانہ مبارک پایا ہے لیکن آپ سے سماع نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں: ان کے اسلام لانے کا واقعہ جو نبی ﷺ کے دور میں پیش آیا ان کے والد یزید کے حالات میں بیان ہوگا جیسے ابویعلی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ عبد خیر حضرت ابوبکر الصدیق، ابن مسعود، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اکابر شاگردوں میں سے تھے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا المسیب شعبی، ابواسحاق السبیعی، عبدالملک بن سلع، علقمہ بن مرثد، حکم، اور عطاء بن السائب وغیرہ حضرات روایت کرتے ہیں۔ کوفہ فروکش ہوئے۔ عبدالملک بن سلع کہتے ہیں: میں نے ان سے پوچھا: آپ کی کتنی عمر ہوگئی ہے؟ انہوں نے فرمایا: ایک سو بیس سال۔ دولابی نے ابوعمارہ" کنیت والے حضرات میں "الکنیٰ" میں ان کا ذکر کیا ہے اور امام احمد نے حضرت علی سے روایت کرنے والے معتبر راویوں میں ان کا ذکر کیا ہے ابن معین، نسائی اور عجلی نے انہیں ثقہ لکھا ہے امام مسلم نے طبقۂ تابعین کے پہلے درجہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۶۷ (عبدالرحمٰن بن ارید الاسدی

وثیمہ نے بحوالہ ابن اسحاق بنی اسد کے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو طلیحہ بن خویلد اسدی سے اس وقت الگ ہو گئے تھے جب اس نے دعویٰ نبوت کیا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۶۸ عبدالرحمٰن بن الازور*

الاسدی۔ وثیمہ نے بحوالہ اسحاق لکھا ہے۔ ضرار بن الازور صحابی کے بھائی۔ جب طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس وقت اپنی قوم کے علاقہ میں تھے تو اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور اپنے بھائی ضرار کو مخاطب کر کے بطحاء میں مقیم انصار کو مرتدوں سے جنگ کی ترغیب دیتے ہیں۔ مطلع یہ ہے۔ ع

* اسد الغابۃ (۳۲۵۷) استیعاب (۱۷۱۷) تجرید (۳۴۲۱/۱) * استیعاب (۱۲۷/۳) * تجرید (۳۴۳/۱)

قد قلت للمرء الشفيق ضرارِ طال البكاء لفرقة الانصار

میں نے شفیق آدمی ضرار سے کہا انصار کی جدائی میں آنسو نہیں تھمتے۔

۶۳۶۹ (ز) عبدالرحمٰن بن تیم

بن مالک بن الصحبان الازدی سنان بن کعب بن مالک بن الصحبان جن کا ذکر ہو چکا ہے کے چچازاد ہیں۔ دورنبوی پایا ہے ان کا بیٹا مجاعہ ازد میں مہلب کے دور میں صاحب شرف انسان تھا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۷۰ عبدالرحمٰن بن حبیش الاسدی [1]

وثیمہ نے بحوالہ ابن اسحاق۔ اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں اور طلیحہ سے الگ ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے والد کا تذکرہ حبیش میں ہو چکا ہے جبکہ ان کے بھائی غسان کا تذکرہ غین میں ہونا ہے۔

۶۳۷۱ عبدالرحمٰن بن ذی الجرّۃ الحمیری

مدائنی کا بیان ہے، حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ قسم ثالث میں حرف باء میں ''باب'' کے تحت (ت ۷۵) بیان ہو چکا ہے یہ ان کا پہلا نام تھا فتح تُستر میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ میں نے ان کا ایک واقعہ بھی خطیب کی کتاب المؤتلف سے ان کے قلم سے نقل کیا ہے۔

۶۳۷۲ (ز) عبدالرحمٰن بن سلمہ

ابووائل شقیق کے بھائی۔ ان سے شقیق روایت کرتے ہیں۔ عبدالرحمٰن ان سے بڑے ہیں۔ اس قسم میں شقیق کا ذکر ہو چکا ہے تو عبدالرحمٰن اس کے زیادہ حق دار بنتے ہیں۔ ابن حبان [2] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان سے ان کا بھائی روایت کرتا ہے۔

۶۳۷۳ عبدالرحمٰن بن عائذ الحمصی

بغوی لکھتے ہیں: بقول بعض: دورنبوی [3] پایا ہے جس کی ابوحاتم [4] وغیرہ نے نفی کی ہے قسم چہارم میں، میں ان کا پھر تذکرہ کروں گا۔ (ت ۶۶۹۵)

۶۳۷۴ (ز) عبدالرحمٰن بن عبداللہ

بقول ابن عساکر: دورِنبوی پایا ہے اور بطریق خرائطی جعفر بن برقان عن ابی سکینہ الحمصی بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ تک کی اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب جابیہ آئے اور پھر ہمارے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ دیا..... پھر اس خطبے کا ذکر کیا۔

---

[1] تجرید (۳۴۵/۱) [2] الثقات (۸۴/۵)

[3] مختصر تاریخ دمشق (۲۷۰/۱۴)

[4] الجرح والتعدیل (۲۷۰/۵)

۶۳۷۵ عبدالرحمٰن بن عسیلہ [1]

ابن عسل ابن عسال المرادی ابوعبیداللہ الصنابحی الیمانی۔ شام فروکش ہونے والے۔ نبی ﷺ [2] سے ملاقات کے ارادے سے چلے۔ مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ وفات پا چکے تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں۔ ان سے حضرت عمر، علی، بلال، سعد بن عبادہ معاذ بن جبل اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسلم مولا عمر، عطاء بن یسار، عبداللہ بن محیریز، ابوالخیر الیزنی اور یونس بن میسرہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد [3] لکھتے ہیں: ثقہ اور قلیل الحدیث ہیں۔ ابن یونس نے لکھا ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے۔ عجلی نے تابعی ثقہ اور اسی طرح ابن حبان [4] نے لکھا ہے۔ ابن معین رقمطراز ہیں: عبدالملک کے دورِ حکومت تک زندہ رہے۔ امام بخاری نے ستر اور اَسی کے درمیان فوت ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یعقوب بن شیبہ کا قول ہے: صنابحی جن سے روایت کی جاتی ہے یہ لوگ تعداد میں چھ ہیں۔ حالانکہ ہیں صرف دو۔ الصنابح الاحمسی بقول بعض: الصنابحی الاحمسی یہ تو ایک ہیں۔ اور جس نے نسب کی صورت میں ان کا ذکر کیا اس سے غلطی ہوئی۔ یہ وہی ہیں جن سے اہل کوفہ روایت کرتے ہیں۔ دوسرے عبدالرحمٰن بن عسیلہ ہیں جن کی کنیت ابوعبداللہ [5] ہے۔ نبی ﷺ سے ان کی روایت مرسل ہے۔ حضرت ابوبکر الصدیق اور دیگر حضرات سے روایت کرتے ہیں۔ جس نے انہیں عبدالرحمٰن الصنابحی کہا اس نے ان کا نام صحیح لکھا اور جس نے یوں لکھا ''عن ابی عبداللہ الصنابحی'' تو اس نے ان کی کنیت درست لکھی اور جس نے عن ابی عبدالرحمٰن الصنابحی کہا تو اس سے غلطی ہوئی۔ کیونکہ اس نے کنیت پلٹ کر نام بنا دیا۔ یہ علی بن المدائنی اور ان کے پیروکاروں کا قول ہے۔ یعقوب فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہی درست ہے۔

میں کہتا ہوں: قسم اوّل میں عبداللہ الصنابحی کے حالات میں عبادلہ (جن لوگوں کا نام عبداللہ ہے) کے دوران اختلاف کی وضاحت ہو چکی ہے۔ جس نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ عبدالرحمٰن بن عسیلہ کے علاوہ ہیں۔ اور جس نے نسبت کی تو وہم کی وجہ سے یہ کہا۔ واللہ الحمد۔

۶۳۷۶ عبدالرحمٰن بن ابی عوف الجُرشیّ الحمصی

حمص کے قاضی۔ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابونعیم ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شام کے مشہور تابعی [6] ہیں۔ آدم بن ایاس نے کتاب الثواب میں بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی عوف۔ جنہوں نے دورِ نبوی پایا ہے۔ روایت کی ہے پھر ایک حدیث ذکر کی۔ جن حضرات نے اسماء الرجال پر کتابیں لکھی ہیں ان کی اکثریت نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ عجلی کا قول ہے شام کے ثقہ تابعی ہیں۔ ابن حبان [7] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۷۷ (ز) عبدالرحمٰن بن غنم [8]

بن کریز بقول بعض: ھانی بن ربیعہ بن عامر بن عدی بن وائل الاشعری۔ ان کا نسب بیان ہو چکا ہے۔ قسم اوّل میں ان کے

---

[1] اسد الغابۃ (ت: ۳۳۵٤) الاستیعاب (ت: ۱٤٤۷) تجرید اسماء الصحابۃ (۳۵۲/۱)

[2] مختصر تاریخ دمشق (۳۰۷/۱٤) [3] الطبقات الکبریٰ (۱۹۹/۷) [4] الثقات (۷٤/۵)

[5] جامع المسانید (۲٤۵/۸) [6] اسدالغابۃ (۳۳۶۵) تجرید (۳۵۳/۱) [7] جامع المسانید (٤۳۳/۸)

[8] الثقات (۱۰۵/۵) [9] اسدالغابۃ (۳۳۷۰) استیعاب (۱٤۵۷) تجرید (۳۵٤/۱)

بیٹے کا نام بیان ہوا ہے رہے یہ تو مشہور تابعی ہیں۔ دورِ نبوی پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہجرت کی۔ بقول بغوی: قدیم ہیں یہ مجھے معلوم نہیں آیا انہوں نے دور نبوی پایا ہے یا نہیں بقول بعض: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں پیدا ہوئے۔ حرب بحوالہ امام احمد نقل کرتے ہیں۔ دورِ نبوی تو پایا لیکن آپ سے سماع نہیں کیا۔ ترمذی لکھتے ہیں: بقول بعض: انہوں نے دورِ نبوی پایا ہے۔ ابونعیم کا قول ہے: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابوحاتم [1] لکھتے ہیں: دورِ جاہلیت کے ہیں۔ صحابی نہیں، ان کی روایت مرسل ہے۔ ابوعمر [2] فرماتے ہیں۔ عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان ہو گئے تھے لیکن آپ کو دیکھا نہیں۔ حضرت معاذ بن جبل سے سماع کیا ہے۔ یعقوب بن شیبہ لکھتے ہیں: حضرت عمر کا دور پایا ہے اور آپ سے سماع کیا ہے۔ ابن ابی خیثمہ فرماتے ہیں: ابومسہر کا قول ہے: تابعین کے سردار ہیں۔ عبدالرحمٰن بن غنم حضرت عمر، عثمان، معاذ، ابوعبیدہ، ابوذر، ابوالدرداء، ابومالک الاشعری، شداد بن اوس، ثوبان اور عبادہ وغیرہ حضرات صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا محمد، اور عطیہ بن قیس ابوسلام، الاسود، شھر بن حوشب، مکحول اور رجاء بن حیوہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابوزرعہ دمشقی بحوالہ دحیم فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن بن غنم میرے نزدیک صنابحی سے مقدم ہیں یہ شام کے رہنے والے ہیں۔ خلیفہ وغیرہ کا قول ہے: اٹھتر (۷۸ھ) میں فوت ہوئے۔ [3]

۶۳۷۸ عبدالرحمٰن بن قیس

بن سواء۔ ابوعطیہ المذبوح کنیت سے مشہور ہیں۔ دورِ نبوی پایا ہے اور جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ ابن المبارک کتاب الزھد میں فرماتے ہیں: ابوبکر بن ابی مریم نے ہمیں بحوالہ حماد بن سعید بن ابی عطیہ بیان کیا ہے جب ابوعطیہ کی وفات کا وقت ہوا تو وہ بے صبری کا اظہار کرنے لگے، لوگوں نے کہا: آپ بھی بے صبری کا مظاہرہ کر رہے ہیں؟ فرمایا: بے صبری نہ کروں تو کیا کروں، یہ تو ایسی گھڑی ہے مجھے معلوم نہیں مجھے کہاں لے جایا جائے گا۔ ابن ابی حاتم [4] نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز بن محمد بن ابی عطیہ المذبوح سے ان کے جدامجد کا نام پوچھا تو انہوں نے کہا: عبدالرحمٰن بن قیس انہیں "مذبوح" اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ جنگ یرموک میں جب ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے تو ان کے ایک تیر لگا جس سے ان کی جلد چھل گئی لیکن رگیں نہ کٹیں آپ جب پانی پیتے تو وہ گلے سے گزرتے ہوئے نظر آتا۔ [5] اس کے بعد بھی کافی عرصہ زندہ رہے اس لئے انہیں "مذبوح" کہا جاتا ہے۔

۶۳۷۹ (ز) عبدالرحمٰن بن مسلمہ شامی

ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔ ان سے ولید بن ابی مالک روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث (سنداً) صحیح نہیں۔ جبکہ ابوحاتم [6] لکھتے ہیں: صالح الحدیث ہیں۔

---

[1] الجرح والتعديل (٢٧٤/٥)
[2] استيعاب (٣٩٠/٢)
[3] جامع المسانيد (٤٣٥/٨)
[4] الجرح والتعديل (٢٧٧/٥)
[5] مختصر تاريخ دمشق (١٨/١٥)
[6] الجرح والتعديل (٢٨٥/٥)

۶۳۸۰ عبدالرحمٰن بن مُطرّح الحنفی ✿

دورِ جاہلیت پایا ہے۔ جب اہل یمامہ مرتد ہوئے تو انہوں نے مسیلمہ اور اپنی قوم کی مخالفت کی اور حضرت ابوبکر کو خط میں ان کے خفیہ ٹھکانے بتائے۔ وثیمہ نے ان کا ذکر کیا اور ان کا وہ شعر نقل کیا ہے جس میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی مدح کرتے ہیں:

لسنا نعزّك من حنيفة إنهم　　　والراقصاتِ الى مِنى كفّارُ

ہم بنی حنیفہ کے ان لوگوں میں سے نہیں کہ آپ کو دھوکا دیں منیٰ تک جانے والے رقص کرتے جانوروں کی قسم وہ تو کافر ہیں۔

۶۳۸۱ (ز) عبدالرحمٰن بن مُلّ ✿

ابن عمرو بن عدی بن وھب بن ربیعہ بن سعد بن خزیمہ بن کعب بن رفاعہ بن مالک بن نہد۔ ابوعثمان النہدی کنیت سے مشہور ہیں۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے اور ایک جماعت نے ان کی پیروی کی ہے ابوعمر کے حوالہ سے کچھ رہ گیا جس کا ذکر کرنا ضروری تھا۔ ابن سعد ✿ نے اسے ذکر کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے بطریق عاصم ان کا ذکر کیا ہے کہ ابوعثمان سے کسی نے پوچھا اور میں سن رہا تھا: کیا آپ نے دورِ نبوی پایا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ میں آپ کے دور میں مسلمان ہوا تھا اور آپ کی طرف تین بار زکوٰۃ بھیجی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں کئی جنگوں میں شرکت کی۔ ابن ابی خیثمہ نے بطریق حمید بن ابی عثمان روایت کی ہے فرمایا: جاہلیت میں جب ہم سفر کرتے تو اونٹ پر ایک پتھر (پوجا کے لئے) رکھ لیتے راہ میں اگر اس سے اچھا پتھر مل جاتا تو اسے پھینک کر اُسے اٹھا لیتے اور اگر وہ پڑے پڑے اونٹ سے گر جاتا تو ہم کہتے: تمہارا معبود گر گیا چنانچہ وہ اور تلاش کرنے لگتے۔ ابن مدینی کا قول ہے: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد مدینہ آئے۔ اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ نامزد ہوئے تو آپ سے سماع کیا۔ اس کے بعد کوفہ فروکش ہوئے۔ جب سانحۂ شہادت حسین رضی اللہ عنہ پیش آیا تو بصرہ منتقل ہو گئے۔ ابوعثمان نے اکابر صحابہ سے سماع کیا ہے چنانچہ حضرت عمر، علی، سعد، سعید، طلحہ، ابن مسعود، حذیفہ، بلال، ابوہریرہ، ابوموسیٰ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وعنہم وغیرہ سے روایت کی ہے ان سے قتادہ، سلیمان التیمی، ثابت، عاصم الاحول، عوف خالد الحذاء، ایوب اور حمید وغیرہ نے روایت کی ہے۔ عبدالقاہر بن السری بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں کہ ابوعثمان نے ساٹھ (۶۰) حج اور عمرے کیے وہ کہا کرتے تھے۔ میری عمر ایک سو تیس (۱۳۰) سال ہو گئی ہے۔ عمرو بن علی فرماتے ہیں ۹۵ھ میں ابن معین کہتے ہیں ۱۰۰ھ میں اور خلیفہ کا قول ہے ۱۰۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔

۶۳۸۲ عبدالرحمٰن بن مُلجَم المرادی ✿

(اس امت کا بدبخت ترین شخص)۔ دورِ ✿ جاہلیت دیکھا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہجرت کی، حضرت معاذ بن جبل سے قرآن پڑھا بعد میں خوارج کے سرغنوں میں شامل ہو گیا یہ ابوسعید بن یونس کا قول ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نص کی بنا پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی وجہ سے یہ اس امت کا بدبخت ترین شخص ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں نے اسے قتل کر دیا جو

✿ تجرید (۳۵۶/۱) ✿ اسد الغابۃ (۳۳۹۶) استیعاب (۱۴۶۹) تجرید (۳۵۶۱)

✿ الطبقات الکبریٰ (۹۷/۷) ✿ تجرید (۳۵۶/۱) ✿ الطبقات الکبریٰ (۳۰/۳)

رمضان چوالیس (۴۴ھ) کا واقعہ ہے۔ ذہبی نے تجرید میں اس کا ذکر کیا ہے کہ ان کی شرط کے مطابق ہے لیکن یہ اس کا اہل نہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ اس کا ذکر کیا جائے۔ ''لسان المیزان'' میں میں نے تفصیل سے اس کے حالات قلمبند کیے ہیں۔

۶۳۸۳ عبدالرحمٰن بن النعمان ✿

بن برزخ واقدی نے عہد نبی ﷺ میں اہل سبا کے مسلمانوں میں ان کا ذکر کیا ہے ایسا ہی سیف نے الفتوح میں لکھا ہے ان کے بھائی عبداللہ کا تذکرہ ہو چکا اور ان کے والد نعمان کے حالات میں ان کے اسلام لانے کا واقعہ بیان ہوگا۔ (ت ۸۸۷۱)

۶۳۸۴ (ز) عبدالرحمٰن بن یزید اللّخمی

ولاء کی وجہ سے موسیٰ بن نصیر فاتح مغرب اقصیٰ کے دادا، رشاطی لکھتے ہیں: میں نے الحکم المستنصر کے قلم سے لکھا دیکھا: موسیٰ کے والد نصیر بڑے بہادر تھے وہ اس سے پہلے اپنے والد کے ساتھ جنگِ یرموک میں شریک ہوئے اور اسی میں پندرہ (۱۵ھ) کو شہادت پائی۔

۶۳۸۵ عبد عمرو بن مُفرَّغ

عبدالرحمٰن میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۳۸۶ عبد عمرو بن یزید ✿

بن عامر الجرشی الفتوح میں سیف لکھتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ کے ساتھ مرج الصفر میں تھے اور جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔

۶۳۸۷ عبدالمنان بن المتلمّس

جریر بن عبدالمسیح۔ ان کے والد جاہلیت کے مشہور شاعر تھے عبدالمنان نے اسلام کا زمانہ پایا ہے ابوعبیدہ البکری نے شرح الامالی ✿ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۸۸ عبد بن الجُلَندی

ان کا تذکرہ ان کے بھائی جیفر کے حالات میں ہو چکا ہے۔

۶۳۸۹ (ز) عبد بن عبد ✿

بن عبداللہ بن ابی یعمر بن حبیب بن عائذ بن مالک...... الجدلی۔ ابوعبداللہ۔ کنیت سے مشہور ہیں بقول بعض: ان کا نام عبدالرحمٰن ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے: یہ پرانے ہیں۔ پھر صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحیح نہیں۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے کوئی روایت مرسل نقل کی ہے تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن سعد نے اہل کوفہ کے تابعین میں سے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حضرت سلمان فارسی، علی اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے شعبی، ابواسحاق السبیعی، سعید بن خالد الجدلی وغیرہ روایت کرتے ہیں امام احمد، ابن معین اور عجلی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

✿ اسد الغابۃ (۳۳۹۸) تجرید (۳۵۹/۱) ✿ تجرید (۳۵۹/۱)

✿ مختصر تاریخ دمشق (۲۸۹/۱۵) ✿ اسد الغابۃ (۳۴۳۹) تجرید (۳۶۱/۱)

۶۳۹۰ عبد بن غوث الحمیری

سیف کا بیان ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں عیاض بن غنم کے پاس اس وقت بھیجا جب انہوں نے عراق سے کمک طلب کی اور اپنے ساتھیوں کی کمی کی شکایت کی۔

۶۳۹۱ عبد بن قیس بن بجرہ

بقول بعض: قیس بن بجرہ فزاری قیس میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے حالات بیان ہوں گے۔

۶۳۹۲ (ز) عَبْدہ بن الطَّبیب

طبیب کا نام یزید بن عمرو بن وعلہ بن انس بن عبداللہ بن عبدنھم بن جشم بن عبدشمس بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم ہے مشہور شاعر ہیں۔ سیف نے الفتوح میں لکھا ہے یہ المثنیٰ بن حارثہ کے ساتھ ہرمز سے جنگ میں شریک ہوئے۔ جس میں انہوں نے شاندار کارنامے دکھائے۔ اور مدائن میں نعمان بن مقرن کے لشکر میں تھے جنہوں نے فارسیوں سے جنگ کی تھی۔ ابوالفرج لکھتے ہیں: مخضرمی، عمدہ شاعر ہیں بیہودہ گو نہیں۔ فارس سے جنگ کے دوران کہتے ہیں: ؏

کیا فراق کے بعد خولہ کی (تعلق والی) رسی جڑ سکتی ہے یا تو اس سے بہت دور اپنے کام میں مشغول ہے۔

اسی میں کہتے ہیں: ؏

دوپہر کے وقت وہ اہل فارس کے سروں کو تلواروں سے بجا رہے تھے ان میں ایسے شہسوار ہیں نہ تنہائی پسند ہیں اور نہ میلان رکھتے ہیں۔

ابن درید نے ''الاخبار المنثورۃ'' میں اور ابوالفرج [1] الاصبہانی نے ''الاغانی'' میں ان سے بواسطہ اصمعی کے بھتیجے انہوں نے بحوالہ اپنے چچا روایت کی ہے کہ زبرقان بن بدر، مخبل سعدی، عبدہ بن الطبیب، عمرو بن الاھتم اور علقمہ بن عبدہ اسلام لانے سے پہلے، جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہونے سے قبل مکہ میں مقیم تھے۔ سب ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ کئی اونٹ ذبح کیے، ایک اونٹ کے بدلے شراب خریدی اور پھر گوشت بھون بھون کر کھانے اور شراب پینے لگے۔ ان میں سے کسی نے کہا: اگر کوئی جماعت اپنے عمدہ اشعار سے اڑ سکتی تو تم لوگ اڑنے لگتے۔ انہوں نے باہمی طے کیا جو سب سے پہلے ان کی طرف آئے گا اس سے فیصلہ لیں گے۔ چنانچہ وہاں ربیعہ بن حذار یربوعی آ گیا جس سے یہ سب لوگ خوش ہوئے اور اسے اپنا حاکم مان لیا۔ وہ کہنے لگا: میں خدشہ محسوس کرتا ہوں کہ تم لوگ ناراض ہو جاؤ گے۔ انہوں نے اسے اطمینان دلایا تو وہ ان سے کہنے لگا: رہا عمرو تو اس کے اشعار گویا یمنی چادریں ہیں جو پھیلا کر لپیٹ دی جاتی ہیں اور رہا زبرقان تو اس کی مثال ایسے آدمی کی سی ہے جو اونٹوں کے پاس آئے اور ان میں سے عمدہ چھانٹ کر پھر انہیں رلا ملا دے۔ اور مخبل تو اس کے اشعار گویا آگ کے اڑتے انگارے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے گراتا ہے۔ رہا علقمہ تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی مشک مضبوطی سے سی دی جائے جس میں سے کچھ بھی نہ گرے۔

مرزبانی لکھتے ہیں: عبدہ سیاہ فام اور رباب کے چوروں میں سے تھے۔ مخضرمی ہیں انہوں نے ہی قیس بن عاصم منقری کی

---

[1] الاغانی (۲۱/۳۰)

وفات پر ان الفاظ میں مرثیہ کہا: ع

علیك سلام الله قیس بن عاصم　　و رحمته ما شاء ان یترحما

قیس بن عاصم تم پر اللہ کا سلام اور رحمت ہو جب تک رحمت کا سوال کیا جائے۔ ایسے شخص کا سلام جسے تم نے نعمت سے نوازا جو تمہارے شہروں سے ہٹ کر کنارے کنارے گزرتے ہوئے سلام کرے۔

اسی قصیدہ میں کہتے ہیں: ع

قیس کی موت ایک آدمی کی موت نہیں، بلکہ پوری قوم کی بنیاد منہدم ہو کر رہ گئی ہے۔

ابو عمرو بن العلاء فرماتے ہیں: مرثیہ میں یہ سب سے عمدہ شعر ہے۔ ابن الاعرابی کا قول ہے: عبدہ کی شخصیت ایسی ہے کہ جاہلیت و اسلام میں اس کی نظیر نہیں۔ لکھتے ہیں: جب عبدہ کی عمر زیادہ ہو گئی تو اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور اپنا قصیدہ سنانا شروع کیا جس میں انہیں وصیت کرتے ہیں۔ اور یہ بہترین قصائد میں شمار ہوتا ہے۔

''مجھے خوب معلوم ہے کہ میری انتہا ایک قبر کا گڑھا ہے۔ جو گرد آلود ہوگا اور مجھے وہاں تک چارپائی پر اٹھا کر لے جایا جائے گا تو اس وقت میری بیٹیاں اور میری بیوی اور رشتہ دار میرے پاس آ کر رو رو کر پھر جدا ہو جائیں گے۔ پھر مجھے ایسے غبار آلود گڑھے میں چھوڑ دیا جائے گا جس میں جانا ناپسند سمجھا جاتا ہے اور جب مجھے الوداع کہا جائے گا تو ہوائیں مجھ پر مٹی اڑا رہی ہوں گی۔''

روایات میں آتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عبدہ کے اشعار پسند تھے، خالد بن صفوان سے کسی نے کہا: عبدہ کسی کی ہجو اچھے انداز سے نہیں کر پاتے، اس نے کہا: کیوں نہیں۔ لیکن ہجو سے ان کی شان بلند ہے۔

۶۳۹۳ (ز) عبیداللہ بن الحرّ

بن عمرو بن خالد بن المجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن عویم بن جعفی بن سعد العشیرۃ الجھنی۔ دورِ نبوی پایا ہے۔ بقول ابن کلبی: بہادر [1] شاعر تھے اور مرثد بن قیس کے حالات میں بیان ہوگا کہ عبداللہ بن الحر قادسیہ میں شریک ہوئے۔

۶۳۹۴ (ز) عبیداللہ بن صبرہ

بقول بعض: ضمرہ بن ھوذہ۔ ایک قول ہے: ھوذ الحنفی الیمامی۔ نبی ﷺ کا زمانہ مبارک تو پایا ہے لیکن آپ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ قسم اوّل میں اقعس یا اقیصر الیمامی کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۳۹۵ عُبَید ابن سراقہ حجازی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ ع

فانك مسترعی و انا رعیة　　و انك مدعو بسیماك یا عمر

آپ سے نگہبانی کی عرض کی جاتی ہے جبکہ ہم زیر نگیں ہیں اور آپ کو اپنے نشان کے ساتھ اے عمر بلایا جاتا ہے۔

[1] مختصر تاریخ دمشق (۳۰۷/۱۵)

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے عمرو میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۶۳۹۶ (ز) عبید بن جحش

قادسیہ میں شریک ہوئے اور کوفہ فروکش ہوئے۔ ابن حبان ✿ نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۳۹۷ عبید بن شریّہ ✿

لمبی عمر پانے والوں میں سے ایک ہیں۔ ابوموسیٰ بحوالہ محمد بن سائب کلبی روایت کرتے ہیں کہ عبید بن شریہ الجرہمی دوسو چالیس (۲۴۰) سال بقول تین سو (۳۰۰) سال زندہ ✿ رہے اور اسلام قبول کیا۔ امیر معاویہ کے پاس آئے۔ انہوں نے فرمایا: اپنے دور کی عجیب ترین بات سناؤ! انہوں نے کہا: میں کچھ لوگوں کے پاس پہنچا جو ایک میت کو دفن کر رہے تھے۔ پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ اس میں مشہور شعر ہے:

یبکی الغریب علیه لیس یعرفه　　و ذو قرابته فی الحیّ مسرور

مرنے والے پر اجنبی روتا ہے جو اسے نہیں جانتا اور قبیلہ میں اس کے رشتہ دار خوش ہوتے ہیں۔

یہی واقعہ ابوموسیٰ نے بطریق عمران بن سعید قرشی انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ امیر معاویہ کے پاس عمیر بن شریہ کو لایا گیا۔ جن کی عمر دوسو بیس (۲۲۰) سال ہوگئی تھی...... پھر اسی کا مفہوم نقل کیا۔ اس میں شعر بھی ہے۔ شاید ان کا اس روایت میں عمیر کہنا سمعی غلطی ہے کیونکہ مشہور عبید ہے۔ رشاطی نے بحوالہ ہمدانی بیان کیا ہے۔ امیر معاویہ حمیر کے حالات سننے کے بڑے خواہشمند رہتے تو عمرو بن عاص نے ان سے کہا: عبید بن شریہ سے آپ نے ابھی تک ملاقات نہیں کی۔ انہیں ان کے باقیماندہ لوگوں کے حالات اور ان کے نسب کا زیادہ علم ہے۔ آپ نے ان کی طرف خط بھیجا کہ ان سے یہ حالات سن کر کتاب کی صورت میں قلمبند کر لیے جائیں۔ پھر اس کتاب میں کمی زیادتی ہوئی اس کے دو نسخے بھی باہمی درست نہیں ملتے۔ محمد بن اسحاق الندیم نے کتاب الفہرست میں لکھا ہے: انہوں نے زید بن الکیس اور ان کے والد الکیس سے روایت کی ہے۔ عبید عبدالملک بن مروان کی خلافت تک زندہ رہے۔

۶۳۹۸ (ز) عبید بن غاضرہ

بن سمرہ بن عمرو بن قرط التمیمی ثم العنبری۔ ان کے والد صحابی ہیں۔ نبی ﷺ نے انہیں زکوٰۃ وصولی کے لیے بھیجا تھا۔ اور ان کے بیٹے عبید نے دور نبوی ﷺ پایا ہے ان کا صحابی ہونا مشہور نہیں۔ والی یمامہ ابراہیم بن عربی اور جریر بن الخطفی شاعر کے ساتھ خلافت عبدالملک بن مروان میں ایک واقعہ پیش آیا تھا۔

۶۳۹۹ (ز) عبید ابن ام کلاب

دورِ نبوی پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ امام احمد نے کتاب الزہد میں روایت کی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں کسی آدمی کی چکنی چپڑی باتیں تعجب میں نہ ڈال دیں بلکہ جو امانت کو ادا کرے اور لوگوں کی ہتک و بے عزتی سے بچے

✿ الثقات (۱۳۵/۵) ✿ اسد الغابة (۳۴۹۶) تجرید (۳۶۶/۱) ✿ مختصر تاریخ دمشق (۳۶/۱۶)

اصل میں مردو ہی ہے۔

۶۴۰۰ (ز) عبید بن مُنْقِذ

حیرہ میں اہل فارس کی جنگ میں شریک ہوئے۔ جب روزبہ نہرین کے پل پر اتر آیا تو عبید بن منقذ اس کے مقابلے کے لئے نکلے پھر وہ واقعہ نقل کیا۔

۶۴۰۱ عبید بن نضله الخزاعی [1]

مشہور تابعی ہیں کنیت ابو معاویہ ہے۔ حضرت ابن مسعود، مغیرہ بن شعبہ، سلیمان بن صرد صحابہ کرام سے اور تابعین میں سے علقمہ، مسروق اور سلمانی [2] سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابراہیم نخعی، اشعث بن سلیم، حمران بن اعین نے روایت کی ہے عجلی لکھتے ہیں: کوفہ کے ثقہ تابعی ہیں۔ اہل کوفہ کو قرآن پڑھاتے تھے۔ ابن حزم کا بیان ہے انہوں نے دور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے لیکن آپ سے ملاقات نہیں کی۔ ابن شیبہ نے اپنی مسند میں بطریق قاسم خیمرہ بحوالہ عبید اللہ بن نضلہ روایت کی ہے کہ لوگوں نے قحط کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی ہمارے لئے نرخ مقرر کر دیں..... حدیث۔ [3] عسکری لکھتے ہیں۔ ان کا سماع صحیح ثابت نہیں۔ میرا زیادہ گمان یہی ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔ ابن ابی حاتم نے بھی یہی ذکر کیا ہے کہ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے قطع نظر اس کے کہ حدیث مرسل ہے۔ رہا ان کا دور نبوی میں ہونا تو یہ صحیح ہے ابن مدینی نے انہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فقہاء شاگردوں میں شمار کیا ہے۔

۶۴۰۲ (ز) عُبید

مولا انصار۔ دور نبوی نصیب ہوا ہے۔ حضرت خالد بن الولید کے قیدیوں میں سے ہیں یسار صاحب مغازی محمد بن اسحاق کے دادا کے حالات میں ان کی حدیث آئے گی۔

۶۴۰۳ (ز) عبید انصاری

قسم اوّل میں ان کے ہمنام کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ امام بخاری [5] اور ابن حبان [6] نے تابعین میں انہیں شمار کیا ہے۔

۶۴۰۴ (ز) عبید الثقفی

جن کی طرف زیاد ابن سمیہ کی نسبت امیر معاویہ کے انہیں خلیفہ بنانے سے پہلے کی جاتی تھی۔ ابن الاعرابی کا بیان ہے: ان کا والد یونس بن عبید اس بارے میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جھگڑا پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا۔ مذکورہ عبید حارث بن کلدہ کے مولا تھے تو ان کے مولا نے ان سے سمیہ کی شادی کی تو ان کے ہاں زیاد وغیرہ کی ولادت ہوئی۔ غلابی نے ''اخبار زیاد'' نامی کتاب میں اپنی اسناد سے

---

[1] اسد الغابة (۳۵۷۷) تجرید (۳۶۸/۱) [2] جامع المسانید (۵۲۸/۸)

[3] ابوداؤد کتاب الاجارة باب فی الشعیر (۳۴۵۱) ترمذی (۱۳۱۴) ابن ماجه (۲۲۰۰) جامع المسانید (۵۲۸/۸)

[4] الجرح والتعدیل (۳/۶) [5] التاریخ الکبیر (۴۴۲/۳) [6] الثقات (۱۳۴/۵)

ذکر کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زیاد کو کسی مہم پر روانہ کیا تو وہ ان کے پاس اپنا مشن مکمل کر کے آئے، پھر ایک بلیغ تقریر کی اور ابوموسیٰ کا دفاع کرتے۔ ابوموسیٰ جب حضرت عمر کی طرف سے بصرہ کے گورنر مقرر ہوئے تو انہیں اپنا کاتب مقرر کر لیا۔ یہ ابوموسیٰ کی طرف سے لوگوں کے اعتراضات کا جواب دیتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: پہلے پہل جب تمہیں مرتبہ ملا تو تم نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد عبید کو غلامی میں مبتلا پایا تو انہیں ہزار میں خرید کر آزاد کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا ہی بہترین ہزار تھے۔

۶۴۰۵ عبید المحاربی

بنی طریف کے فرد۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا وہ شعر نقل کیا ہے جس میں مزرد بن ضرار اسدی کو مخاطب کرتے ہیں۔ وہ شماخ کے بھائی ہیں حرف میم میں ان کا ذکر ہونا ہے۔ اشعار یہ ہیں: ؏

میں نے کہا: عبید نے انہیں جلدی چبالیا۔ کیونکہ میں اشعار کو کئی سال چبانے والا ہوں۔

اس بنا پر انہیں مُزَرِّد کہا جانے لگا۔ عبید انہیں جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: ؏

میں نے دوپہر میں ضرار کو کمزور اونٹ کی طرح چھوڑا تو ضرار ابو یزید مزرد کیوں نہ ہوا۔

۶۴۰۶ (ز) عبید

ابوحرہ کے والد۔ ان کی حدیث وہب بن خالد کے حالات میں بیان ہوگی۔

۶۴۰۷ عبیدہ [1]

ابن عمرو بقول بعض ابن قیس بن عمرو السلمانی بقول ابن کلبی: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو سال پہلے مسلمان ہوئے۔ لیکن آپ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ یہی قول عجلی کا ہے کہ ثقہ تابعی ہیں۔ واقدی فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں یمن سے ہجرت کی اور کوفہ فروکش ہوئے۔ حضرت ابن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ان سے محمد بن سیرین، ابواسحاق سبیعی، ابراہیم نخعی، شعبی، ابوحسان الاعرج وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سیرین سب لوگوں سے زیادہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ علی بن المدینی اور الفلاس نے ذکر کیا ہے کہ سب سے صحیح سند ابن سیرین عن عبیدہ عن علی ہے۔ ابن نمیر کا قول ہے کہ: قاضی شریح کو جب کوئی اشکال ہوتا تو عبیدہ کو لکھتے۔ بہتر (۷۲ھ) میں فوت ہوئے۔ ترمذی نے تہتر (۷۳ھ) جبکہ ابن ابی شیبہ نے چوہتر (۷۴ھ) کی تاریخ وفات قلمبند کی ہے ان سب میں تامل ہے جس کی توجیہ میں نے ''مختصر التہذیب'' میں بیان کی ہے۔

۶۴۰۸ عبیس

مولا ابی بکر الصدیق۔ آخری قسم میں ان کا ذکر ہونا ہے۔

---

[1] تجرید (۳۶۹/۱)

باب عین کے بعد تاء

۶۴۰۹ (ز) عتّاب بن سلمہ

دورِ نبوی ﷺ پایا ہے۔ کیونکہ جب قدامہ بن مظعون پر شراب نوشی کا الزام عائد ہوا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے قدامہ کے خلاف گواہی قبول کی تھی۔ اسے ابن ابی شیبہ نے دو سندوں سے نقل کیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی والدہ کے حالات میں واقعہ تفصیل سے بیان ہوگا۔

۶۴۱۰ عتبہ بن ربیعہ[1]

بن بھز حلیف بنی عصمہ یرموک میں امیر کی حیثیت سے شرکت کی یہ سیف کا الفتوح میں قول ہے۔ وہ مزید لکھتے ہیں: حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے انہیں چند گھڑ سواروں کا امیر بنایا تھا۔ حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں: دور نبی ﷺ پایا ہے۔ لیکن مجھے ان کی کسی روایت کا علم نہیں۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۴۱۱ عتبہ بن الوَغل التغلبیّ

دورِ نبوی ﷺ نصیب ہوا ہے۔ ان کا حضرت عثمان کے ساتھ سعید بن عاص کو معزول اور اشعری کو مقرر کرنے کے بارے میں ایک واقعہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ان کے کئی واقعات پیش آئے ہیں۔ بقول بعض: جنگ صفین میں انہوں نے ہی کہا تھا۔ ؏

یہ سیاہ جھنڈا کس کا ہے جس کا سایہ پھڑ پھڑا رہا ہے جب کہا جاتا ہے: حصین! اسے آگے کر تو وہ آگے قدم بھر لیتا ہے۔

۶۴۱۲ (ز) عتریس بن عُرقوب[2]

بقول ابن مندہ: دورِ نبوی پانے والوں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ان سے طارق بن شہاب نے روایت کی ہے ان کا صحابی ہونا صحیح ثابت نہیں ہے۔

۶۴۱۳ عُتیبہ ابن عتیبہ بن مرداس التمیمی

بن حارث بن مدرک الدھمانی۔ ابوالقاسم الحسن بن بشر الآمدی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ حنین میں مشرکین کا ساتھ دیا۔ اور ان کا وہ شعر بھی نقل کیا ہے جس میں، اس جنگ میں قوم کے سردار مالک بن عوف کی مدح سرائی کرتے ہیں۔ دوران اشعار یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ اس کے بعد اسلام لے آئے تھے۔ مجھے کوئی صحیح روایت معلوم نہ ہو سکی کہ یہ صحابی ہیں۔ اس لیے میں نے اس قسم میں ان کا ذکر کر دیا ہے اور قسم اوّل میں اس سے خبردار کر دیا ہے ان کا مذکورہ قصیدہ میں حافظ ابوبکر الخطیب کے قلم سے نقل کر رہا ہوں۔

؏ : وہ وقت یاد کرو جب لوگوں کے لیے یہ چلے جب وہ جمع ہوئے تھے اور مالک کے آس پاس جھنڈے پھڑ

---

[1] اسد الغابة (۳۵۳۸) استیعاب (۱۷۸۰) تجرید (۱/۳۷۰) [2] اسد الغابة (۳۵۳۸) تجرید (۱/۳۷۲)

پھڑا رہے تھے۔ مالک ایسا بادشاہ ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ جب وہ حنین پہنچا تو اس کا تاج چمک دمک رہا تھا۔ ہر سرخ سیاہی مائل رنگ میں کئی نشان زدہ گھوڑے ہیں شام کے وقت جب گھوڑے چلتے ہیں تو ایک آنکھ میں ہوتے ہیں۔ سارے قیس عیلان اس کے جھنڈوں تلے ہیں۔ جب وہ چلتا ہے تو وہ چلتے ہیں اور جب وہ میدانِ کارزار میں اترے گا تو یہ بھی اپنا وعدہ سچ کر دکھائیں گے۔

پھر انہوں نے اس زور سے حملہ کیا کہ کوئی بھی نبی ﷺ کے پاس دکھائی نہ دیا یہاں تک کہ رات چھا گئی۔ وہاں جبرائیل ان کی مدد کے لیے اترے پھر شکست خوردہ کو جو ہم میں سے تھے سختی سے گلے سے پکڑا گیا۔ اگر جبرائیل کے علاوہ کوئی ہم سے لڑتا تو ہماری تلواریں جو تیز ہیں ہمیں بچا لیتیں۔ عمر فاروق جب ان لوگوں کو شکست ہوئی ہم سے بچ گئے۔ ایسا نیزہ لگتا جس سے ان کے گھوڑے کا زین خون سے تر بتر ہو جاتا۔

ابوالفرج اصبہانی لکھتے ہیں: کم گو شاعر مخضرمی ہیں دور جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ جو بڑی کرتے تھے ان کا وہ شعر نقل کیا جس میں اپنی قوم کا مرثیہ کہتے ہیں۔

۶۴۱۴ (ز) عتیبہ بن النّهاس العجلی

النھاس کا نام عبدل بن حنظلہ بن یام ابن الحارث ہے قبیلۂ عجل کے بڑے لوگوں میں سے ہیں۔ دور نبوی پایا ہے اور خلافت صدیقی کے معرکوں میں شریک ہوئے ہیں۔ ابن ماکولا لکھتے ہیں: [1] صاحب شرافت ہیں۔ یمامہ میں حضرت خالد بن الولید کے ساتھ تھے آپ جب فاطمہ کی طرف روانہ ہوئے تو الھازم پر انہیں امیر مقرر کیا۔ ایسا ہی سیف نے الفتوح میں لکھا ہے لکھتے ہیں۔ بہادر فوجیوں میں سے تھے۔ طبری بھی ان کا تذکرہ کرتے ہیں کہ العلاء بن حضرمی نے فتنۂ ارتداد کے بارے میں ان کی طرف پیام بھیجا۔ ان کے بھائی عتاب بھی شریف انسان تھے ان کا بیٹا مغیرہ بن عتبہ کوفہ کا قاضی تھا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن انہیں تردد ہے کہ آیا یہ نام اسی طرح ہے یا، یا اور نون سے ہے بہر کیف پہلا قول زیادہ درست ہے۔

۶۴۱۵ عثعث بن عمرو الکندی [2]

فتنۂ ارتداد میں اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں میں سے ہیں۔ وثیمہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور اس بارے میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں جن میں اشعث کو مخاطب کرتے ہیں: ع

اگر کندہ نے اپنے عہد و پیان توڑ دیے ہیں تو اللہ جانتا ہے میں نے کوئی عہد نہیں توڑا، صرف ایک دین کو تلاش کر، یہ بات مان لے اور عثعث کی نصیحت نہ ٹھکرا۔

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] الاکمال (۲/۱۲۳) [2] تجرید (۱/۳۷۳)

باب عین کے بعد جیم

۶۴۱۶ (ز) عجّاج رجزیہ شاعر

بقول بعض: دور نبوی پایا ہے۔ عبداللہ نامی حضرات میں تذکرہ ہوا ہے۔

باب عین کے بعد دال

۶۴۱۷ عدی بن عمرو[1]

بن سوید بن زبان..... الطائی المعنی شاعر۔ اعرج سے مشہور ہیں۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: دور جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ وہی کہتے ہیں۔ ع

ترکت الشعر و استبدلت منه — اذا داعی صلاة الصبح قاما

كتاب الله ليس له شريك — وودّعت المدامة والندامی[2]

جب سے صبح کی نماز کا مؤذن کھڑا ہوا ہے میں نے شعر گوئی ترک کر دی ہے۔ اس کے بدلے اللہ کی کتاب کو اختیار کر لیا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور شراب نوشی اور رندوں کی محفلوں کو میں نے خیر باد کہہ دیا ہے۔

سوید بن عدی بن عمرو کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ مرزبانی نے دونوں قول نقل کیے ہیں۔ اور یہ دونوں شعر دونوں سوانح میں درج کیے ہیں۔ ابن کلبی نے صرف اسی پر اکتفا کیا ہے۔ واللہ اعلم

۶۴۱۸ (ز) عدی بن کعب

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں شاہِ روم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا تھا۔ قسم اوّل میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

باب عین کے بعد راء

۶۴۱۹ (ز) عرّام بن المنذر

بن حارثہ بن لأم الطائی۔ عمر رسیدہ شاعروں میں سے ایک ہیں۔ انہی کا قول ہے: ع

واللّٰہ ما ادری أ أدرکت امّة — علی عهد ذی القرنین ام کنت اقدما

اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں آیا میں نے ذوالقرنین کے دور کی ایک قوم کا زمانہ پایا ہے یا میں اس سے بھی پہلے کا ہوں۔

متی تنزعا عنّی القمیص تبیّنا — جَآجِیَ لم یکسین لحما و لا دما

---

[1] اسد الغابة (۳۶۱۲) [2] امالی القالی (۲۰۳/۱) اسد الغابة (۲۳۷/۳)

جب تم میرے بدن سے قمیص ہٹاؤ گے تو پسلیاں گوشت اور خون کے بغیر ہوں گی۔

عسکری نے "التصحیف" میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ نام عین، را سے قلمبند کیا ہے ابو حاتم سجستانی ① "المعمرین" میں لکھتے ہیں: عوام یا عرام، اتنا عرصہ زندہ رہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے کہ ان کا نام معذوروں میں لکھیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے پوچھا آپ کی اتنے عرصے سے کیا بیماری ہے؟ تو انہوں نے یہ دو اشعار سنائے۔ انہوں نے یہ روایت ابن کلبی سے بواسطہ بنی قیس بن حارثہ کے ایک شخص بحوالہ ان کے نقل کی ہے۔ اپنی روایت میں کہتے ہیں: حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان سے کہا: میاں آپ نے کن لوگوں کا زمانہ پایا ہے؟ جس پر انہوں نے اشعار سنائے۔ مرزبانی نے ان کا عرام نام لے کر ذکر کیا ہے جیسا کہ عسکری نے لکھا ہے کہ مخضرمی ہیں اور کوفہ فروکش ہوئے۔ ابو مخنف نے جزم سے لکھا ہے کہ یہ نام واو سے عوام ہے پھر پہلے جیسا واقعہ نقل کیا۔

۶۴۲۰ (ز) عَرْفَجَۃُ السلمی

ابو عون ثقفی بواسطہ عرفجہ السلمی بحوالہ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔ شاید یہ عرفجہ بن شریح الکندی ہوں۔ بظاہر یہ اور لگتے ہیں۔

۶۴۲۱ عرفجہ بن خزیمہ قسم اوّل میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۴۲۲ (ز) عروہ بن افاف

بن شریح بن سعد بن حارثہ بن لأم الطائی۔ دور نبوی پایا ہے اور خوارج کی جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شرکت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان میں سے ایک بھی بچنے نہ پائے اور ہمارے دس افراد بھی شہید نہ ہونے پائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور عروہ ان دس میں سے تھے جو شہید ہوئے۔

۶۴۲۳ (ز) عروہ بن زید الخیل الطائی قسم اوّل میں ذکر ہوا ہے۔

۶۴۲۴ عروہ بن عیاض ②

بن ابی الجعد البارقی۔ ابن عبدالبر ② نے ان کا ذکر کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کو مقرر کرنے سے پہلے انہیں کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا اور ان کے ساتھ سلیمان بن ربیعہ کو شریک کار کر دیا۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ روایت محفوظ ہے تو یہ عروہ بن ابی الجعد کے بھتیجے ہوئے جن کا قسم اوّل میں ذکر ہوا ہے۔ بعض نے اس پر اعتماد کیا ہے کہ یہ وہی ہیں۔ پھر اختلاف ہے ایک قول ہے: عروہ بن ابی الجعد کے بارے یہی درست ہے کہ وہ عروہ بن عیاض ہیں اپنے دادا کے نسب سے ذکر کیے گئے ہیں۔ یہ رشاطر کا قول ہے۔ بعض کا کہنا ہے نہیں بلکہ یہ عیاض ابو الجعد کا نام ہے۔ لہٰذا عیاض کو عروہ کے اعراب میں پڑھا جائے گا۔

---

① المعمرین (۶۰ ② اسد الغابۃ (۳۶۴۵) استیعاب (۱۸۲۱) تجرید (۳۷۹/۱)

② استیعاب (۱۷۵/۳)

۶۴۲۵ (ز) عروہ بن نمران

بن عمرو بن قعاس بن عبد یغوث ..... المرادی ثم الغطیفی۔ دور نبوی پایا ہے۔ ان کا بیٹا ھانی بن عروہ کوفہ کے سرداروں سے تھا۔ مسلم بن عقیل کو جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کوفیوں سے بیعت لینے کے لیے بھیجا تھا تو آپ انہی کے گھر ٹھہرے تھے۔ عبید اللہ بن زیاد نے دونوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ جس کے بارے میں شاعر کہتا ہے: ع

فان کنت لا تدرینّ ما الموت فانظری　　　الی ھانی فی السوق و ابن عقیل

تو اگر موت سے ناواقف ہے تو بازار میں ھانی اور ابن عقیل کو جا کر دیکھ لے۔

۶۴۲۵ عروس بن المقترس

بن مقاتل الاسدی الفقعسی۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں یہی کہتے ہیں: ع

ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے سب لوگوں سے مال غصب کیا بالآخر فرمانبردار ہدایت یافتہ ہوئے اور دوسروں سے ٹیکس لیا جانے لگا۔ یہاں تک کہ انہوں نے دین کا نیزہ کھڑا کر دیا اور سیدھے ہو گئے۔ سو تلوار غلام ہے اور قوم دلوں پر تلوار سونتی گئی ہے۔

۶۴۲۷ عریب بن عبد کلال [1]

بن عریب بن یشرح الحمیری ابن کلبی کا بیان ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اور ان کے بھائی حارث کی طرف خط بھیجا یہ دونوں حمیر کے سردار تھے۔ ان کے بھائی حارث اور شرحبیل دونوں کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: خط ان کے بھائی کی طرف [2] تھا۔ ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

باب عین کے بعد زاء

۶۴۲۸ عزرہ بن قیس

بن غزیہ الاحمسی البجلی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں حلوان رہتے تھے ان سے ابووائل نے روایت کی ہے۔ اعمش فرماتے ہیں: عن ابی وائل عن عزرہ بن قیس، خالد بن ولید نے ہم سے خطاب میں فرمایا: مجھے حضرت عمر نے شام کی جانب بھیجا ہے.... حدیث۔ جو فتن کے بارے میں ہے اسی میں حضرت خالد کا یہ قول ہے: کہ عمر کے جیتے جی وہ نہیں ہو سکتی" علی بن المدینی کا قول ہے: ابووائل کے علاوہ ان سے کسی نے نہیں روایت کی۔ اور ابن ابی خیثمہ بحوالہ ابن معین روایت کرتے ہیں جہاں تک مجھے معلوم ہوا یہ امیر معاویہ کے دور تک زندہ رہے۔ ابن سعد [2] نے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابۃ (۳۶۵۷) تجرید (۱/۳۸۰) [2] جامع المسانید (۹/۱۳۲)

[2] الطبقات الکبریٰ (۶/۱۰۲)

باب عین کے بعد سین

(۶۴۲۹) (ز) عشكلان بن عواكن الحميری

عمر رسیدہ لوگوں میں سے ایک۔ انہوں نے بھی نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے رسالت کی خوشخبری دی تھی۔ پھر بعثت کا زمانہ پایا اور آپ کی طرف مدحیہ اشعار بھیجے جن میں اپنے اسلام لانے کا ذکر کرتے ہیں۔ ہمیں یہ معلوم نہیں ہوا کہ انہوں نے ہجرت کی تھی۔ ان کی حدیث البلوی نے عن عمارہ بن زید عن عبداللہ بن العلاء عن عبدالرحمٰن بن حمید بن عبدالرحمٰن کی سند سے روایت کی ہے۔ حمید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: میں نے بعثت سے ایک سال پہلے یمن کا سفر کیا اور عسکلان بن عواکن حمیری کے ہاں فروکش ہوا وہ بوڑھے کھوسٹ شخص تھے انہیں بڑی لمبی عمر ملی تھی یہاں تک کہ وہ سوکھ کر چوزے کی طرح ہو گئے تھے۔ وہی کہتے ہیں۔ ؎

بوڑھا شخص جب بہرا ہو جائے اور بات نہ کر سکتا ہو اور سوائے ہاتھوں کے اس کے کان مصیبت زدہ ہو جائیں تو یہ ایسی بیماری ہے جس کا سوائے موت کے جو مصیبتوں سے لبریز ہو کوئی علاج نہیں۔ میں اپنے بادشاہوں کے ساتھ حاضر ہوا اور دور کے مقامات کو دیکھا۔ وہ سب تو چل بسے میں ٹاٹ بن کر رہ گیا جو گرا دیا گیا ہو تنہائی کے مقامات کی طرف نہیں جاتا۔

عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: میں جب بھی آتا ان کے پاس فروکش ہوتا تو وہ مجھ سے مکہ اور اس کے حالات کے بارے میں پوچھتے رہتے، کیا ان میں کوئی ایسا شخص نمودار ہوا ہے جو ان کے مذہب کا مخالف ہو؟ یہاں تک کہ میرا وہ چکر لگا جس میں نبی ﷺ مبعوث ہوئے اور میں مکہ سے باہر تھا۔ حسب دستور میں ان کے پاس ٹھہرا وہ اٹھ بیٹھے، انہوں نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ مجھ سے کہنے لگے: اپنا نسب بیان کرو! اے قریشی جوان! میں نے کہا: میں عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبدالحارث بن زھرہ ہوں۔ انہوں نے کہا: بس فرمانے لگے: کیا میں تمہیں ایک خوشخبری نہ سناؤں جو تمہارے لئے تجارت سے زیادہ بہترین ہے **الا اُبشّرك بشارة و هی خیرلك من التجارة**، میں نے کہا ضرور! فرمایا: میں تمہیں عجیب بات بتاتا ہوں اور رغبت کی چیز کی بشارت دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے مہینے تمہاری قوم سے ایک نبی چن کر مبعوث کیا ہے اور اس پر پوری کتاب نازل کی ہے (یعنی صاحب شریعت رسول ہو کر نبی ہوگا) وہ بتوں کی پرستش سے روکے گا اور اسلام کی دعوت دے گا۔ حق کا حکم دے کر خود اس پر عمل پیرا ہوگا۔ باطل سے منع کر کے خود اسے باطل کر کے دکھائے گا۔ بنی ہاشم سے ہوگا۔ عبدالرحمٰن تمہاری قوم اس کے (ننھیالی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے) ماموں ہوں گے جاؤ اس سے ملاقات کر کے اس کی تصدیق کرو اور میرے یہ اشعار اس کی خدمت میں پیش کرنا۔ ؎

اللہ تعالیٰ جو عظمت و شان والا، رات اور صبح کو نکالنے والا ہے میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اصلی قریشی اور ذبیحہ میں فدیہ دیے گئے شخص (عبداللہ) کے بیٹے ہو آپ یقین کی طرف بلانے کے لیے مبعوث ہوئے، حق اور فلاح کی رہنمائی کرتے ہو۔ سالوں کی آمد و رفت نے میری بنیاد ہلا کر رکھ دی۔ جس کی وجہ سے میں آنے جانے

سے قاصر ہوں۔ میں موسیٰ کے رب اللہ تعالیٰ کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ بطحا میں رسول بنا کر بھیجے گئے ہو بادشاہِ برحق کی جناب میں میرے شفیع بنیے گا۔ جو مخلوقات کو نیکی کی طرف بلاتا ہے۔

عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا۔ چونکہ وہ میرے تجارتی شریک تھے اس لئے سارا واقعہ انہیں کہہ سنایا وہ کہنے لگے: یہ محمد بن عبداللہ ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے تم ان سے ملو، چنانچہ میں آپ کے پاس آیا۔ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ میں نے آپ کو یہ بات سنائی تو آپ نے فرمایا: حمیر کا بھائی خاص مومنین میں سے ہے۔ کتنے لوگ مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور کتنے لوگ میرے پاس حاضر ہوئے بغیر میری تصدیق کرتے ہیں۔ یہ یقیناً میرے بھائی ہیں۔ یہ روایت حافظ ابن عساکر نے اپنی ''تاریخ کبیر'' میں اسی سند سے نقل کی ہے۔ بلوی ضعیف ہے اور ان سے روایت کرنے والے عمر بن مدرک کو یحییٰ بن معین نے متہم بالکذب کیا ہے۔

باب عین کے بعد طاء

۶۴۳۰ عطاء بن ابی جلید الخزاعی

ثم الحمیری۔ آغاز اسلام کے ایک واقعہ میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ خلافت عثمانی تک حیات رہے۔ ان سے ان کا بیٹا عبداللہ بن عطاء روایت کرتا ہے۔ عمر بن شبہ ''کتاب مکہ'' میں لکھتے ہیں: عطاء بن ابی جلید سے مروی ہے کہ بنی عرابہ جو بھز میں سے بنی سلیم کا بطن ہیں، نے ایک انوکھا کام کیا کہ ایک شخص کو قتل کر کے نکل گئے ابن ابی جلید کے پاس ٹھہرے اور ان کے حلیف بن گئے۔ وہ (مکہ سے دولھف نامی وادی میں) ستارہ (نامی گاؤں) میں ٹھہرا کرتے تھے۔ ان کی قوم نے ان سے ان لوگوں کو طلب کیا انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرے حلیف ہیں۔ میں ان کی طرف سے دیت دیتا ہوں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور ہوا تو انہوں نے پھر ان سے جھگڑا کیا اور کہنے لگے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ موجودگی کے زمانہ میں معاہدہ کیا ہے لہٰذا یہ اسلامی معاہدہ ہوا۔ حضرت عثمان نے یہ فیصلہ کیا کہ جو معاہدہ حلف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ موجودگی میں ہوا وہ دور جاہلیت کا معاہدہ شمار کیا جائے گا اور جو ہجرت کے بعد ہوا وہ اسلامی ہے اس واسطے کہ اسلام میں معاہدہ حلف کی کوئی گنجائش نہیں۔ (اس واسطے کہ ہر مسلمان دوسرے کے خون و مال کا محافظ ہے)۔

۶۴۳۱ (ز) عطارد بن برزا لعطاردی

عطارد بن عوف بن کعب بن سعد کی اولاد سے ہیں۔ میں نے ''التاریخ المظفری'' میں لکھا دیکھا ہے یہ ابورجاء العطاردی کا نام ہے اور یہ بات ابن قتیبہ کے حوالہ سے لکھی مشہور ہے ان کا نام عمران ہے جیسا کہ بیان ہوگا۔

۶۴۳۲ عطارد العقیلی

دور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے۔ مرتدوں سے جنگ میں ان کا ذکر ملتا ہے ان کے بھائی سلیک کے حالات میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

۶۴۳۳ (ز) عطارد بن برز

بقول بعض: ابورجاء عطاردی کا نام ہے تاریخ مظفری میں بحوالہ ابن قتیبہ ان کا ذکر ملتا ہے ان کے نام میں کنیتوں کے دوران

اختلاف کی وضاحت ہوگی۔

باب عین کے بعد ظاء

۶۴۳۴ عظیم بن علاثه بن وهب الغنوی ان کا تذکرہ ان کے والد کے حالات میں ہوگا۔

باب عین کے بعد فاء

۶۴۳۵ (ز) عفیف بن سعد

بن ذی یزن الحمیری مخضرمی ہیں۔اس واسطے کہ ان کے والد بعثت سے پہلے فوت ہو گئے اور انہوں نے خلافت فاروقی میں ہجرت کی۔اور صفین میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ان کا ان کے ساتھ ایک واقعہ بھی پیش آیا جو ولید بن جابر کے حالات میں بیان ہوگا۔حافظ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں ان کا ذکر نہیں کیا باوجودیکہ ان کی شرط کے مطابق ہیں۔

۶۴۳۶ (ز) عفیف بن عبداللہ

بن کعب بن غزیہ بن مالک...... خثعمی۔دور نبوی پایا ہے۔ابن کلبی کا بیان ہے کہ ان کا بیٹا کریم ان لوگوں میں سے ایک ہے جو مرج عذراء میں حجر بن عدی کے ساتھ قتل ہوئے۔

۶۴۳۷ عفیف بن المنذر التمیمی

بنی عمرو بن تمیم کے فرد۔سیف نے الفتوح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ العلاء بن الحضرمی کے ساتھ حطیم کی جنگ میں شریک ہوئے اور اس میں اچھے جوہر دکھائے۔وہی سمندر میں علاء کے ساتھ اپنے داخل ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔ع

کیا تو نے دیکھا نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا سمندر رام کر دیا اور کفار پر ایک بڑی مصیبت نازل کی۔ہم نے اس ذات کو پکارا جس نے سمندروں کو شق کر دیا تو ہمارے سامنے سمندروں کے چرنے سے بھی بڑی فال لے کر آیا۔

۶۴۳۸ (ز) عقال بن خویلد

بن عامر بن عقیل...... العامری العقیلی مخضرمی شاعر ہیں۔نابغہ الجعدی سے ہجو کا مقابلہ کرتے۔بنی عقیل کے سردار تھے مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا اس بارے میں شعر نقل کیا ہے۔

باب عین کے بعد قاف

۶۴۳۹ (ز) عقبہ بن بُجرہ الکندی

ثم التجیبی المصری،یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں بطریق ابن لہیعہ عن یزید بن ابی حبیب و جعفر بن ربیعہ روایت

کی ہے کہ انہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کسب فیض کا موقعہ ملا ہے اور جنگ یرموک میں کندہ کا جھنڈا ان کے ہاتھ تھا۔ ابن یونس لکھتے ہیں: نبی ﷺ کی حیات میں اسلام لائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ساتھ نصیب ہوا اور فتح مصر میں شرکت کی۔ یہ مقسم بن بجرہ کے بھائی ہیں۔ پھر بطریق معاویہ بن خدیج روایت کی ہے کہ ہم لوگوں نے دورِ صدیقی میں ہجرت کی۔ ایک دفعہ ہم ان کے پاس تھے آپ منبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے: ہمارے پاس رومی جرنیل بکری کا سر لے کر آیا ہے، جس کی ہمیں ضرورت نہیں۔ یہ تو عجم کا طریقہ ہے۔ پھر فرمایا: عقبہ اٹھو! تو ہمارا عقبہ بن بجرہ نامی شخص اٹھ کھڑا ہوا آپ نے فرمایا: میری مراد آپ نہیں، میں عقبہ بن عامر سے کہہ رہا ہوں۔ اس کی اسناد میں بھی ابن لہیعہ ہے۔

۶۴۴۰ (ز) عقبہ بن عامر

بن سعد بن ذھل بن الاخنس الرعینی۔ دورِ نبوی ﷺ پایا ہے۔ بقول ابن یونس فتح مصر میں شریک ہوئے۔

۶۴۴۱ (ز) عقبہ بن عمرو

بن سعید بن سلمۃ الخیر بن جبیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ۔ دورِ نبوی پایا ہے۔ ان کا بیٹا زرارہ بن عقبہ خراسان کا گورنر تھا۔ اور یہی عہدہ ان کے پوتے عمرو بن زرارہ کے پاس تھا اور وہ وہیں قتل ہوا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ نیشاپور کے سرداروں میں سے تھے وہاں انہیں بڑی قدر و منزلت حاصل تھی۔

۶۴۴۲ عقبہ بن النعمان العتکی ❶

ابوالنعمان۔ از اہل عمان۔ ❷ وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ اسلام پر ثابت قدم رہے اور اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت عمرو بن العاص کو الوداع کہا یہاں تک کہ یہ لوگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو آپ نے ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا۔ وہی کہتے ہیں۔ ؎

ہم وفا کر آئے اور وفاء کا دھارا ہم میں بہتا ہے اور ہم میں ہی وفا پھلتی پھولتی ہے۔ وفا لوگوں کو ایسے آراستہ کرتی ہے جیسے سچائی اپنی چوٹی کو مزین کرتی ہے ہم نے عمرو سے وفا کی اور اس سے کہا: رائے نے خوب پھونک دیا ہے۔

انہی کے یہ اشعار ہیں۔ ؎

ہم نے عمرو سے اس دن وفا کی جب عمرو گویا دھکیلا ہوا تھا مذحج اور سکاسک نے اسے ملک بدر کر دیا رسول اللہ (ﷺ) کا قاصد اپنے حق کی وجہ سے ہم سے زیادہ حق رکھتا ہے اور جو حق کا لحاظ نہ کرے وہ ہلاک ہونے والا ہے۔ ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہمارے درمیان پڑوس مطمئن رہتا ہے جب سورج گرہن کا سیاہ دن ہو۔

۶۴۴۳ (ز) عُقفان بن قیس

بن عاصم التمیمی المنقری۔ ان کے والد مشہور صحابی ہیں ان کا تذکرہ ہونا ہے۔ رہے یہ تو مرزبانی نے معجم الشعراء میں

---

❶ اسد الغابۃ (۳۷۱۸) تجرید (۳۸۵/۱) ❷ اسد الغابۃ (۲۶۴/۳)

ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: دور جاہلیت میں مکہ آئے تو اروی بنت کریز والدہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں فروکش ہوئے۔ جب چلنے لگے تو اُن کی مدح کی۔ ع

اروی کے لیے سلام کا نذرانہ چھوڑ کیونکہ مہمان کا بدلہ یہ ہے کہ وہ پاکدامن اور قابل تعریف ہوایسا سلام جو محبت کرنے والے کی طرف سے ہونہ کہ عاشق کی طرف سے جو کوچ کا ارادہ رکھتا کس قدر وہ باعفت اور باعزت تھا۔

۶۴۴۴ عقيل بن مالك الحميرى*

بادشاہوں کی اولاد میں سے ہیں۔ بنی حنیفہ کے پڑوسی تھے۔ فتنۂ ارتداد میں انہیں اسلام پر ثابت قدم رہنے کو کہا تو انہوں نے ان کی مخالفت کی۔ تو چونکہ وہ صاحب زبان اور بیان تھے اس لئے ان کے بارے میں اشعار کہے انہیں وعظ کیا اور مرتد ہونے سے روکا۔ جس کے بارے میں وہ اشعار کہتے ہیں: ع

کچھ لوگوں نے کہا جب کہ قوم اپنے مرتبے سے تجاوز کر گئی عقیل میں آ کر انصاف سے کام لیتا تو اپنے مرتبے سے آگے نہ بڑھتا تو تم الصدیق سے مامون نہ رہو اللہ تعالیٰ تو غالب ہے آزاد ابوبکر ہی ہے۔ پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے جا ملے اور ان کی جنگی مہمات میں شرکت کی۔

۶۴۴۵ (ز) عقيل بن ابى عقيل

تابعی ہیں جنہوں نے ایک مرسل حدیث بیان کی ہے جس کی بنا پر کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابوجعفر نحاس نے محمد بن عبدالرحمن القرشی۔ جو ایک متروک راوی ہے۔ عن عمرو بن سعید المؤدب عن العباس بن الفضل عن ابی کرز الموصلی عن عقیل روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ بی بی نے خواب میں دیکھا کوئی ان سے کہتا ہے: کہ تمہارے پیٹ میں مخلوق کا سردار ہے اس کا نام محمد رکھنا اور یہ تحریر ہے جو لوہے کی ڈبیا میں ہے جس کی عبارت یوں ہے: میں تمہیں تمہارے رب کی حفاظت میں سونپتی ہوں''..... پھر لمبی عبارت ذکر کی۔ اس کے آخر میں ہے: جس کے پاس یہ تحریر ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کی جس زمین (کے حصے) پر رات بسر کرے گا اسے کسی کی پروا کرنے کی ضرورت نہیں۔

۶۴۴۶ (ز) عقيم بن زياد

بن ذھل بن عوف بن الجرہم..... دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے۔ زبیر کا بیان ہے جنگِ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دیا۔

باب عین کے بعد کاف

۶۴۴۷ (ز) عكرمة بن سباع

بن خالد بن حارث بن زید بن ابی نصر بن عائذہ..... الفقعی۔ مرزبانی کا بیان ہے مخضرمی ہیں۔

---

* اسد الغابة (۳۷۲۷) تجريد (۱/۳۸۶)

۶۴۴۸ (ز) **عکرمہ بن سباع** بن خالد بن حارث.....سابقہ شخصیت ہے مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب عین کے بعد لام

۶۴۴۹ (ز) علاثہ بن وہب

بن خلیفہ الغنوی۔ ابوعمرو الشیبانی نے انساب غنی میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جاہلیت میں انہوں نے اپنی دو بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا چاہا تو ان کے بیٹے ربیع نے ان سے کہا: آپ اگر زندہ دفن کرنے کی رسم چھوڑ دیں تو آپ پر کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو چھوڑ دیا۔ ان دونوں لڑکیوں نے اسلام کا زمانہ پایا۔ پھر علاثہ اور ان کی اولاد مسلمان ہوگئی۔ ان میں سے ایک بیٹی کا نام دریہ تھا پھر علاثہ نے پوچھا: سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو انہیں بتایا گیا: جہاد، چنانچہ یہ جزیرہ آئے ساتھ میں ان کے گھرانے کے لوگ بھی تھے۔ جہاد میں شرکت کی یہاں تک کہ خود بھی شہید ہوئے اور ان کے بیٹے ربیع، عبداللہ، ابی اور عظیم بھی شہید ہو گئے۔ علاثہ اپنے جہاد کے بارے کہتے ہیں: ع

اے عیسیٰ کے رب دعا ہے کہ محمد اور عیسیٰ میں سے جو میرے جیتے جی ہو اس سے میری ملاقات کرا دے۔ اور یہ دعا قبول فرما......چند اشعار ہیں۔

۶۴۵۰ (ز) **علّاق بن وہبیل النخعی** ابن یزید نخعی کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۶۴۵۱ علباء ابن الہیثم بن جریر

ان کے والد ان سرداروں میں سے تھے جو واقعہ ذی قار میں کسریٰ سے نبرد آزما ہوئے تھے۔ علباء نے دور جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا ہے۔ اور دور فاروقی کی فتوحات میں شریک ہوئے۔ پھر جنگ جمل میں شریک ہوئے اور اسی میں شہادت پائی۔ عمرو بن معدیکرب کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابن قتیبہ نے ''غریب'' نامی اپنی کتاب میں بطریق اصمعی روایت کی ہے کہ مجھ سے ابوعمرو بن العلاء کی مجلس میں ایک شیخ نے بیان کیا کہ اہل کوفہ نے علباء بن الہیثم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی خستہ حالی دیکھی اور جب انہوں نے اپنی ضرورت کی بات کی تو احسن انداز میں کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام لوگوں کے لیے ان کے اونٹوں کے بارے میں ایک خبر ہے۔

۶۴۵۲ (ز) علقمہ بن الارت العبسیّ

مخضرمی ہیں۔ فتح شام کے سب سے پہلے معرکے جنگ فحل میں شریک ہوئے۔ عبداللہ بن محمد بن ربیعہ قدامی نے ''الفتوح'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت بسند عمرو بن مالک عن ادھم بن محرز بن اسد الباھلی عن ابیہ روایت کی ہے کہ رومیوں کو معلوم ہوا کہ ابوعبیدہ ان کی جانب بڑھ رہے ہیں تو وہ لوگ فحل منتقل ہو کر وہاں آ اترے۔ جواردن کی سرزمین ہے۔ علقمہ بن الارت نکلے اور بلقین سے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے کہا۔ ع

ہم روم کے معروف النجار راستے نہ سماتے ہوئے پٹکا باندھے ہوئے لوٹے۔ ہم نے تیروں سے ان کی عورتوں کو دھر لیا اور جب اپنی عورتوں کے پاس واپس پہنچے تو انہیں طلاقیں نہیں دیں۔

ابو مخنف لوط بن یحییٰ ازدی نے ''کتاب الاخبار'' میں یہ دونوں شعر علقمہ کے حوالے سے اضافہ الفاظ کے ساتھ نقل کیے ہیں۔

کتنے مقتولوں کو ہماری تلواروں نے سرد کر دیا اور کتنی ہتھیلیاں اور پنڈلیاں جدا کیں۔

خطابی نے یہ مذکورہ شعر اپنی کتاب ''غریب الحدیث'' میں مذکورہ علقمہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

۶۴۵۳ (ز) علقمہ بن اسلم

بن مرثد بن زید بن اعلس بن علقمہ بن ذی جدن الاکبر۔ انہیں مطموس کہا جاتا ہے اور ان کا لقب ''النواحہ'' ہے اس واسطے کہ ان کے زیادہ تر اشعار حمیر کے مرثیوں پر مشتمل ہیں۔ انہیں ''ذوجدن'' کہا جاتا ہے۔ جو ان کے نابینا پن کے باوجود اچھی تنبیہ زمانے کے عجائبات میں سے ہے۔ ہمدانی نے الانساب میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں۔ رشاطی نے بحوالہ اُن کے اِن کا ذکر کیا ہے۔

۶۴۵۴ علقمہ بن حکیم الفراسی ✿

دورِ نبوی پایا ہے اور جنگِ یرموک میں شریک ہوئے۔ اور ابوعبیدہ کو مرج الصفر سے اسلحہ دے کر دمشق اور فلسطین کے درمیانی راستے سے تیار کیا۔ یہ بات سیف نے اپنی سند سے لکھی ہے لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں رملہ پر مقرر کیا تھا۔ اور عمرو بن العاص نے انہیں ایلیا کی جنگ پر برقرار رکھا تھا۔ ابن فتحون اپنے استدراک میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

۶۴۵۵ (ز) علقمہ بن رَید

دورِ نبوی پایا ہے جس کی طرف ابن حبان نے ''ثقات'' میں اشارہ کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف خط بھیجا تھا۔ ان سے زید بن رفیع روایت کرتے ہیں۔

۶۴۵۶ علقمہ بن قیس ✿

بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلامان النخعی۔ ابوشبل الکوفی۔ فقیہ، مخضرمی۔ حضرات شیخین اور ان کے بعد والے حضرات سے روایت کرتے ہیں۔ اور ابن مسعود سے زیادہ فیض اٹھایا۔ ہارون بن حاتم بحوالہ عبدالرحمٰن بن ہانی روایت کرتے ہیں۔ علقمہ بہتر (۷۲ھ) میں نوے (۹۰) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ یوں انہوں نے دورِ نبوی کے تیس (۳۰) برس پائے۔ مشہور یہ ہے کہ باسٹھ (۶۲ھ) میں ان کا انتقال ہوا۔ ابن معین لکھتے ہیں: علقمہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ عالم تھے یعنی عبیدہ السلمانی سے۔

اعمش فرماتے ہیں: عمارہ بن عمیر بحوالہ ابومعمر روایت کرتے ہیں: وہ سب سے زیادہ حضرت عبداللہ کے طور طریقے اور وضع قطع کے مشابہ تھے۔ ابوموسیٰ، مرّہ الھمدانی کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔ علقمہ ربانیین میں سے تھے۔ ابواسحاق یزید سے بحوالہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: جو آیت میں پڑھتا اور جانتا ہوں۔ علقمہ بھی اسے پڑھتے جانتے ہیں۔ قابوس

✿ تجرید (۱/۳۹۰) ✿ تجرید (۱/۳۹۱)

بن ابی ظبیان بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں: میں نے چند صحابہ کو دیکھا وہ علقمہ سے مسائل پوچھتے اور ان سے فتویٰ لیتے تھے۔ مغیرہ بن ابراہیم کا قول ہے: علقمہ بے اولاد تھے۔ [1]

۶۴۵۷ (ز) علقمه بن هوذه

بن شماس بن بابا التمیمی الیربوعی۔ مخضرمی ہیں۔ حطیہ کے حالات میں ان کا ذکر آیا ہے اسی طرح سنان بن المخبل السعدی، بغیض بن عامر بن شماس بن ظہیر اور زیاد بن ہوذہ ان کے بھائی کے حالات میں ان کا ذکر آتا ہے۔

۶۴۵۸ علقمه بن يزيد العقبيّ

دورِ نبوی دیکھا ہے اور غزوۂ ذات الصواری میں شریک ہوئے۔ امیر مصر ابن ابی سرح کی کشتی دشمنوں کے ہتھے لگنے والی تھی کہ علقمہ بن یزید نے اپنی تلوار سے زنجیر کاٹ ڈالی جو دشمن کی شکست کا باعث بنا۔ قسم اوّل میں علقمہ بن یزید القطیعی کا ذکر ہوا ہے وہ اگر یہی ہیں تو فبہا ورنہ یہ اس قسم میں سے ہوئے۔

۶۴۵۹ (ز) عليم بن سلمه الفهمی

دورِ نبوی پایا ہے۔ ابوعمر الکندی اپنی اسناد سے ''کتاب الخندق'' میں لکھتے ہیں: علیم ان لوگوں میں سے تھے جو مصر سے نکل کر حضرت علی کے پاس گئے اور ان کی جنگوں میں شرکت کی۔ پھر معاویہ بن خدیج نے ان کے بارے سفارش کی تو امیر معاویہ نے انہیں اپنی خلافت میں معاف کر دیا۔ جب خندق کا واقعہ ہوا تو یہ اس لشکر کے افسر تھے جنہوں نے مروان سے جنگ کی تو اس کا خون ہدر قرار دے دیا۔ اور جب مصریوں نے مروان سے صلح کر لی تو علیم برقہ بھاگ گئے۔ وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ اڑسٹھ (۶۸ ھ) میں اسی (۸۰) سال کی عمر میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں: انہیں عہد نبوی کے بیس (۲۰) سے زائد سال میسر ہوئے تھے۔

۶۴۶۰ على بن علقمه بن عبده التميمی

مشہور شاعر علقمہ کے بیٹے۔ جنہیں ''علقمہ الفحل'' کہا جاتا ہے وہ دور جاہلیت کے شاعر امرئ القیس کے معاصر تھے۔ ان علی کا عبدالرحمٰن نامی ایک بیٹا تھا۔ جس کا مرزبانی نے ذکر کیا ہے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ اس کا والد اس قسم سے ہے کیونکہ عبدالرحمٰن نے دورِ نبوی نہیں پایا ہے۔ عبدالرحمٰن کا یہ شعر ہے۔ ؏

میری مصیبت پر خوش ہونے والے بہت سے لوگوں کی عداوت پوشیدہ نہیں۔ جب میری موت کو تقدیریں ہانک لائیں گی۔ نقاب اوڑھے کپڑے کے گھسیٹنے سے دھوکا نہ کھانا۔ میں ایسا شخص ہوں کہ کوشش کے وقت آستینیں چڑھا لیتا ہوں۔''

---

[1] مختصر تاريخ دمشق (١٧/١٦٦)

۶۴۶۱ علی ابن ماجدہ السہمی[1]

ابو ماجدہ۔ دور نبوی پایا ہے حضرات شیخین سے روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ کی بحوالہ علی بن ماجدہ روایت ہے کہ میری ایک لڑکے سے لڑائی ہوگئی جس کی میں نے ناک کاٹ دی اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ دیکھا کہ نابالغ ہوں تو آپ نے میرے عاقلہ پر دیت لازم کردی۔ سنن ابی داؤد میں بطریق العلاء بن عبدالرحمٰن عن ابن ماجدہ عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت ہے: میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام بطور ہبہ دیا.... حدیث۔[2] امام بخاری[3] نے اسے اپنی تاریخ میں اور ابوالعلاء نے عن رجل من بنی سہم عن علی بن ماجدہ جس نے عمرہ سے سنا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے ابوحاتم کے قول "ابن ماجدہ حضرت عمر سے مرسل روایت کرتے ہیں" کی تردید ہوتی ہے۔

باب عین کے بعد میم

۶۴۶۲ (ز) عمار بن سعد التجیبی

فتح مصر میں شریک ہوئے۔ عمرو بن عاص اور ابودرداء وغیرہ حضرات سے روایت کرتے ہیں۔ ایک سو پانچ (۱۰۵ھ) میں بقول ابن یونس فوت ہوئے اور عن الحسن بن علی العداس مروی ہے فرمایا: ان سے ضحاک بن شرحبیل روایت کرتے ہیں۔

۶۴۶۳ (ز) عمار بن ابی سلامہ

بن عبداللہ بن عمران بن رأس بن دالان الھمد انی ثم الدالانی۔ دور نبوی پایا ہے حضرت علی کی جنگوں میں ان کا ساتھ دیا اور بقول ابن کلبی حضرت حسین بن علی کا ساتھ دیتے ہوئے الطف میں شہید ہوئے۔

۶۴۶۴ عمارہ بن الصّعق

بن کعب۔ سیف نے الفتوح میں ان کا ذکر کیا ہے اور اپنی اسناد سے روایت کی ہے کہ ابوعبیدہ نے انہیں جنگ یرموک کے بعد مرج الصفر سے جنگ فحل کی طرف روانہ کیا۔

۶۴۶۵ (ز) عمارہ بن عوف العدوانی

ابوحاتم[4] سجستانی نے "معمرین" میں ان کا ذکر کیا ہے کہ کاہن تھے اور ڈھائی سو (۲۵۰) سال خلافت فاروقی تک زندہ رہے ان کا تکیہ کلام تھا: اپنے مہمان کی ضیافت کرو۔ انہی کا شعر ہے۔ ع

مجھے ایک عرصہ دراز پھر ایک عرصہ دراز عمر ملی۔ اب میں اکتا گیا ہوں کہ میرا زمانہ پھر مجھے ملے۔ اب جبکہ میں اپنی عمر کی دو صدیاں بتا چکا ہوں اس کے بعد پچاس سال اور مکمل کر بیٹھا ہوں۔

---

[1] تجرید (۳۹۳/۱) [2] ابوداؤد کتاب البیوع باب الصائغ (۳۴۳۱)
[3] التاریخ الکبیر (۲۹۸/۳) [4] المعمرین (۳۸)

۶۴۶۶ (ز) **عمر بن جرهم** عمرو بن جرہم میں تذکرہ ہوگا۔

۶۴۶۷ (ز) **عمر بن قريط العامری**

بقول بعض: عمرو۔ وثیمہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اسلام پر ثابت قدم رہے اور اپنی قوم کو ایک بلیغ خطاب کے ذریعہ ڈرایا۔ اس میں ہے: رہی نماز تو یہ تمہارا نور ہے اور جہاں تک زکوٰۃ کی بات ہے تو یہ تمہاری پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔ لیکن وہ سب ان کی نافرمانی پر متفق ہوگئے۔ تو انہوں نے دلبرداشتہ ہو کر کہا۔ ع

تم پر مسلمانوں جیسی نماز گراں ہے بنی عامر! حق بہت گراں ہوتا ہے اس کے بعد تم نے زکوٰۃ کے بارے کہا کہ ان دونوں کے ادا کرنے سے مقتول کے بدل بھاگ نکلو۔ سو اللہ جو غالب ہے تمہارے علاوہ لوگوں کو دُور نہ کرے تمہاری راہ سب سے بری راہ ہے۔

۶۴۶۸ (ز) **عمرو بن الاحمر**

بن العمرد بن تمیم بن ربعہ بن حرام الباہلی۔ ابوالخطاب بقول مرزبانی مخضرمی ہیں۔ دور جاہلیت اور اسلام پایا ہے مسلمان ہوئے۔ اور رومیوں سے جنگ میں شرکت کی۔ وہیں ان کی ایک آنکھ شہید ہوئی۔ شام فروکش ہوئے۔ اور خلافت عثمانی میں وفات پائی۔ عمر بہت ہوگئی تھی لیکن پھر بھی صحیح گفتگو کرتے اکثر غریب (عام استعمال سے ہٹ کر) الفاظ استعمال کرتے۔ انہی کا کہنا ہے: ع

متی تطلب المعروف فی غیر اهله تجد مطلب المعروف غیر یسیر

جب تم نا اہل سے نیکی تلاش کرو گے تو تمہیں مشکل سے نیکی ملے گی۔

و ان انت لم تجعل لعرضك جنّة من الذم سار الذمّ کل مسیر

جب تم نے مذمت سے اپنی عزت کی کوئی ڈھال نہ بنائی، مذمت ہر راستے سے آجائے گی۔

ابوالفرج کا قول ہے: دور جاہلیت کے شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ مسلمان ہوگئے تو اپنے دور کے خلفاء کی مدح سرائی کی۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی مدح کی۔ شام انہی کے لشکر میں تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہ ہوسکی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لے کر عبدالملک بن مروان تک کے خلفاء کی مدح بیان کی'' جس سے مرزبانی کے قول کی مخالفت ہوتی ہے کہ وہ عہد عثمانی میں فوت ہوئے۔ واللہ اعلم

۶۴۶۹ (ز) **عمرو بن الاسود العبسی** عمیر میں تذکرہ ہوگا۔

۶۴۷۰ (ز) **عمرو بن الاسود** ✿

بن عامر الطائی۔ وثیمہ نے کتاب الردّۃ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جنگ یمامہ میں مسلمانوں کے ساتھ خوب حوصلہ مندی سے جوہر دکھانے کے بعد شہید ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

✿ اسد الغابۃ (۳۸۵۱) تجرید (۱/۴۰۰)

۶۴۷۱ (ز) عمرو بن برّاقہ

ابن منبہ یہی ہیں۔عمرو بن حارث میں ان کا تذکرہ ہوگا۔ براقہ ان کی والدہ کا نام اور منبہ ان کے پردادا ہیں۔

۶۴۷۲ (ز) عمرو بن البدّاح القیسی

مشمرخ بن خالد السعدی کے حالات میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

۶۴۷۳ (ز) عمرو بن ثبی [1]

بروزن سمی۔ابن عبدالبر [2] سیف کی الفتوح سے بحوالہ اپنے رجال روایت کرتے ہیں: کہ سب سے پہلے نعمان بن مقرن کو جس نے اہل نہاوند کا مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا وہ عمرو بن ثبی تھے۔وہ اس وقت سب سے زیادہ عمر والے تھے۔

میں کہتا ہوں: سیف کی کتاب میں اس طرح کے بہت سے افراد ہیں جس کا ابو عمر نے نہیں ذکر کیا۔ابن فتحون وغیرہ نے اپنے استدراک میں ان لوگوں کا ذکر کیا ہے۔لگتا ہے ابو عمر نے سیف کی کتاب نہیں دیکھی۔

۶۴۷۴ عمرو بن ثعلبہ الخشنی [1]

ابوثعلبہ کے بھائی۔ بقول ابن کلبی: عہد نبی ﷺ میں اسلام لائے۔ایسا ہی ابن الدباغ نے اپنے استدراک میں لکھا ہے۔ اور ابن کلبی کی کتاب میں ہے۔جب انہوں نے ابوثعلبہ کا ذکر کیا اور ان کا نام الامیر بن جرہم لیا۔لکھا ہے: ان کا بھائی عمرو بن جرہم اور ایک معتبر نسخہ میں ہے عمر۔عہد نبی ﷺ میں مسلمان ہوا۔ [2]

۶۴۷۵ عمرو بن جرھم

سابقہ شخصیت کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۶۴۷۶ عمرو بن جندب

بن عمرو العنبری۔سیف نے الفتوح میں لکھا ہے۔ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں جنگ فحل کی جانب روانہ کیا۔طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: خلافت صدیقی کے آغاز میں عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جب وہ یمن کی جانب مرتدوں سے جنگ کرنے گئے۔ میں کہتا ہوں: ابن فتحون نے ان کے والد کا نام جیم نون دال سے لکھا ہے جبکہ ابن ماکولا نے جنیدب تصغیر کی صورت میں قلمبند کیا ہے۔تاریخ ابن عساکر میں بھی ایسا ہے اور یہی درست ہے۔

۶۴۷۷ (ز) عمرو بن حارث بن عمرو

ابن منبہ بن زید بن عمرو بن منبہ بن سہم بن نہم النہمی از ہمدان عمرو بن براقہ۔جو ان کی والدہ ہیں۔سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔رشاطی نے بحوالہ ہمدانی ان کا ذکر کیا ہے کہ ہمدان کے شاعر تھے۔جاہلیت میں ان کے کئی واقعات ہیں۔اتنی عمر پائی کہ حضرت

---

[1] اسد الغابة (۳۸۷٦) استیعاب (۱۹۲۲) تجرید (٤٠٢/١) [2] استیعاب (٢٥٣/٣)

[1] اسد الغابة (۳۸۷۸) تجرید (٤٠٢/١) [2] اسد الغابة (٣٥٨/٣)

حسن بن علی کا زمانہ پایا تو ان سے سوال کیا۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عمرو بن منبہ جنہیں ابن براقہ کہا جاتا ہے مخضرمی ہیں۔ جاہلیت میں اتنا تیز دوڑتے تھے کہ کوئی انہیں نہ مل سکتا۔ انتہائی عمر رسیدہ اور کمزور ہو چکنے کے بعد حضرت عمر کے پاس آئے اور انہیں اشعار سنائے جس میں کہتے ہیں: ع

آپ سے نگرانی کی درخواست کی جاتی ہے اور ہم رعیت نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں نوازا۔ زبیر "موفقیات میں لکھتے ہیں۔ ابن کلبی کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو آنے کی اجازت دی تو عمرو بن براقہ آپ کے پاس آئے۔ وہ بوڑھے کھوسٹ تھے اور لنگڑا کر چلتے تھے۔ انہوں نے چند اشعار سنائے۔ جس میں کہتے ہیں: ع

ما رایت مثلك الخطابی ابرّ بالدین و بالکتاب بعد النبی صاحب الکتاب

میں نے صاحب کتاب نبی ﷺ کے بعد تم جیسا خطابی (خطاب کی نسل سے) دین اور کتاب اللہ سے اچھا برتاؤ کرنے والا نہیں دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوڑے سے کچوکا لگاتے ہوئے فرمایا: تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے ان کا علم نہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تمہیں ان کے بارے میں علم ہوتا (اور پھر تم ایسی بات کرتے) تو میں تمہاری پیٹھ کھٹکا دیتا۔

۶۴۷۸ (ز) عمرو بن الاشرف العتکی

بقول ابن کلبی: دور نبوی پایا ہے۔ جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دیا۔ اور حارث بن زہیر حضرت علی کے ساتھ تھے جب دونوں کا آمنا سامنا ہوا تو دونوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا۔

۶۴۷۹ عمرو بن الجَسرُ

بن عمرو بن شرحبیل الکندی۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں اور ان کا یہ شعر نقل کیا ہے جس میں کسی گورنر کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: ع

تو مجھے ایسے ڈانٹتا ہے جیسے تو کوئی خوش عیش بے وقوف ہے یا ذونواس ہے۔ تم جیسے کتنے صاحب نعمت اور تم جیسے کتنے قوم کے سردار ہو گزرے ہیں۔

لکھتے ہیں: بقول بعض: یہ عمرو بن معدیکرب کے اشعار ہیں:

۶۴۸۰ عمرو بن الحجّاج الزبیدی[1]

وثیمہ نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے کہ عہد نبی ﷺ میں مسلمان ہو گئے تھے۔ جب زبید قبیلے نے مرتد ہونے کا ارادہ کیا جس کی دعوت انہیں عمرو بن معدیکرب نے دی تو اس موقعہ پہ ان کا اچھا اقدام ہے انہوں نے ان لوگوں کو روکا اور اسلام[2] کا دامن مضبوطی سے تھامنے کی ترغیب دی۔ جس کی وضاحت عمرو بن عُجَیل الزبیدی کے حالات میں ہو چکی ہے۔ ابن الدباغ و ابن فتحون نے اپنے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (٣٨٩٥) تجريد (١/٤٠٤) [2] اسد الغابة (٣/٣٦٤)

۶۴۸۱ (ز) عمرو بن حسان

بن معاویہ ابن وھب بن قیس بن حجر بن وھب بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین الکندی۔ دوری نبوی پایا ہے۔ بقول ابن کلبی: جنگ قادسیہ اور ساباط میں شریک ہوئے۔

۶۴۸۲ عمرو بن الحضرمی [1]

ان کے والد کا نام مذکور نہیں۔ ابوبکر احمد بن محمد بن عیسیٰ نے "تاریخ حمص" میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابوعمرو احمد بن نصر بن سفیان بن حرب بن عمرو الحضرمی سے روایت کی ہے کہ ان کے دادا حرب کی کنیت ابو مالک تھی۔ اور ان کے والد ان لوگوں میں سے تھے جو ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام آئے تھے۔ خلیفہ بن خیاط کا بیان ہے کہ یہ امیر معاویہ کا ساتھ دیتے ہوئے صفین میں شہید ہوئے۔ [2]

۶۴۸۳ (ز) عمرو بن ابی حمزه الهذلی

بنی غُریم کے بھائی۔ مرزبانی نے اپنی معجم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں۔

۶۴۸۴ (ز) عمرو بن خفاجی العامری

سیف کا بیان ہے۔ نبی ﷺ نے انہیں اور عمرو بن المحجوب العامری کی طرف خط بھیجا جس میں مسیلمہ کے خلاف ان دونوں سے مدد کرنے کو کہا تھا۔ طبری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۴۸۵ (ز) عمرو بن ابی الخیر

بن عمرو بن شرحبیل الکندی مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں۔

۶۴۸۶ عمرو بن ربیعه

بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم۔ لبی عمر والے۔ یہی المستوغر ہیں تذکرہ ہوتا ہے۔

۶۴۸۷ (ر) عمرو بن سلمه

بن کعب بن وائل بن کعب بن جمل المرادی الجملی۔ دور نبوی پایا ہے۔ ان کے والد کا لقب الاسلع تھا حجیر عدی کے ساتھیوں میں سے جن کے ساتھ خلافت امیر معاویہ میں مرج عذراء میں قتل ہوئے۔

۶۴۸۸ (ز) عمرو بن ابی سلمی الهجیمی

بقول سیف: عراق میں تیرہ (۱۳ھ) کو مثنیٰ بن حارثہ کے ساتھ تھے انہوں نے انہیں صفین میں مقیم تغلب و نمر کے قبیلوں پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا تھا۔

---

[1] تجرید (٤٠٥/١) [2] الطبقات الکبریٰ (١٦/٢)

۶۴۸۹ (ز) عمرو بن شاس

بن ابی علی۔ ان کا نام عبیدہ بن ثعلبہ ہے بقول بعض ابن رویبہ بن مالک بن حارث بن سعد بن ثعلبہ اسدی۔ ابوعرار۔ عمرو بن شاس اسلمی کے حالات میں قسم اوّل کے دوران ان کا ذکر ہوا ہے بقول مرزبانی یہ انہی کے اشعار ہیں۔

اذا نحن ادلجنا و انت امامنا کفی لمطایانا برؤیاك هادیا

جب ہم رات کے وقت چلے اور تو ہمارے آگے تھا۔ ہماری سواریوں کے لیے تیرا نظر آنا ہی رہنمائی کے لیے کافی ہے۔

الیس تزید العیس خفّة اذرع و ان کن حسری ان تکون امامیا[1]

کیا بھورے اونٹ کئی گز تک ہلکے نہیں ہو جاتے۔ اگرچہ وہ تھکے ماندے ہوں۔ جب تو ان کے آگے ہو۔

۶۴۹۰ (ز) عمرو بن شُرَحبیل الهمدانی[2]

الکوفی ابومیسرہ ابوموسیٰ کا بیان ہے۔ دورِ جاہلیت دیکھا ہے۔ ابووائل انہیں مسروق پر فوقیت دیتے ہیں۔ حضرت عمر، علی، ابن مسعود، حذیفہ، سلمان اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابووائل، ابواسحاق سبیعی، محمد بن المنتشر اور قاسم سے خیمرہ وغیرہ روایت لیتے ہیں۔ امام بخاری[3] وغیرہ نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے اور ابن معین اور دیگر حضرات نے انہیں ثقہ لکھا ہے۔ ابونعیم بحوالہ اسرائیل روایت کرتے ہیں کہ ابومیسرہ جب اپنا وظیفہ لیتے تو اسے صدقہ کر دیتے اور جب اپنے گھر والوں کے پاس آتے وہ لوگ شمار کرتے تو وہ جوں کا توں ہوتا۔ عمرو بن مرہ بحوالہ ابووائل روایت کرتے ہیں۔ ابومیسرہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے افضل شاگردوں میں سے تھے محمد بن سعد کا قول ہے: ابن زیاد کے دورِ گورنری میں فوت ہوئے۔ ابن حبان الثقات میں لکھتے ہیں: عبادت گزاروں میں سے تھے طاعون کی وجہ سے ان کا گھٹنا بکری کے گھٹنے جیسا ہو گیا تھا۔ تریسٹھ (۶۳ ھ) ابوجحیفہ کی وفات سے پہلے فوت ہوئے۔

۶۴۹۱ عمرو بن شمر[4] بن غزیه الیمانی

سیف نے الفتوح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ایک جو خلافت صدیقی کے آغاز میں یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام کی جانب روانہ ہوئے تھے۔ الدارقطنی کا قول ہے: دمشق[5] میں یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کے قائدین میں سے ایک یہ رہ گئے تھے۔ ابن ماکولا[6] نے ان کے دادا کا نام غَزِیّہ قلمبند کیا ہے۔

۶۴۹۲ (ز) عمرو بن طریف

بن عمرو ابن ثمامہ بن مالک بن جدعاء الطائی۔ دورِ نبوی نصیب ہوا ہے بقول ابن کلبی: عبیداللہ بن الحر کے ساتھیوں میں

---

[1] جامع المسانید والسنن (۵۹۳/۹) [2] اسد الغابة (۳۹۵۶) استیعاب (۱۹۴۸) تجرید (۴۱۰/۱)

[3] التاریخ الکبیر (۳۴۱/۳) [4] تجرید (۴۱/۱) [5] مختصر تاریخ دمشق (۲۲۵/۱۹)

[6] الاکمال (۱۷۰/۲)

سے ہیں۔ان کا لقب سخاوت کی وجہ سے ''مُجیر'' پڑ گیا تھا۔ان کا اور عامر بن جوین الطائی کا مقابلۂ فخر ہوا تو مجیر اس سے جیت گئے۔یہ لوگ احمر طئی کے خاندان سے ہیں۔کبھی ان عمرو بن طریف کا، اوس بن حارثہ بن لأم بن عمرو بن طریف کے دادا سے التباس ہو جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ابن عمرو بن طریف، لأم کے والد ہیں جو عمرہ بن ثمامہ کے چچا زاد ہیں اور وہ عمرو بن طریف صاحب سوانح کے دادا ہیں۔اس سے خبردار ہونا چاہیے کہیں یہ گمان نہ ہو کہ غلط ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ بلکہ یہ دو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں جن کا اور ان کے والد کا نام الگ الگ ہے۔واللہ اعلم

۶۴۹۳ (ز) عمرو بن ظالم

بن سفیان بقول بعض: ابوالاسود الدئلی کا نام ہے مشہور یہ ہے کہ ظالم بن عمرو ہے پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

۶۴۹۴ عمرو بن عامر السلمی

حیاتِ نبوی کے تقریباً تیس (۳۰) سال پائے اور اتنی لمبی عمر پائی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔حافظ ابن عساکر [1] نے بطریق شاذان روایت کی ہے کہ عمرو بن عامر السلمی امیر معاویہ کے پاس آئے۔جب آپ کے پاس پہنچے تو بڑھاپے کی وجہ سے کانپ رہے تھے امیر معاویہ نے ان سے پوچھا: کیسی کیفیت ہے؟ وہ کہنے لگے: میں نے عورتوں سے اجتناب کیا حالانکہ وہ شفاء تھیں میں نے کھانے کی چیزیں کم کیں حالانکہ وہ نعمتیں تھیں اب زمین مجھ پر گراں ہے اور میرا عضو عضو قریب ہے اب میری نیند تھکان دور کرنے کا باعث، میری سمجھ، ہیبت ناک اور میری سماعت جوشیلی ہے اور یہ اشعار سنائے۔

اذا ذهب القرن الذى انت فيهم	و خلّفت فى قرن فانت غريب
و ما للعظام الباليات من البلى	شفاء و لا للركبتين طبيب
وان امرأ عاش ستّا وتسعين حجّة	الى منهل من ورده لقريب

جب وہ صدی گزر جائے جس میں تو تھا اور تجھے دوسری صدی میں چھوڑ دیا جائے تو، تو مسافر ہے۔بوسیدہ ہڈیوں کا بوسیدگی سے کوئی علاج نہیں اور نہ گھٹنوں کا کوئی طبیب و معالج ہے۔اگر کوئی شخص چھیانوے (۹۶) برس جیتا رہے تو (موت کے) گھاٹ پر اس کا اترنا قریب ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ کہا: دس ہزار جس سے میں اپنا قرض چکاؤں اور دس جسے اپنے اہل و عیال میں خرچ کر کے تقسیم کروں اور دس ہزار جنہیں اپنی بقیہ عمر میں کام میں لاسکوں، چنانچہ آپ نے انہیں یہ رقم دی اور وہ رخصت ہو گئے۔

۶۴۹۵ (ز) عمرو بن عبدودّ

بن حارث بن کعب بن الذکاء کلبی۔''ابن شعاس'' کے نام سے مشہور ہیں جو ان کی والدہ ہیں۔مرزبانی لکھتے ہیں: مخضرمی ہیں خلافت معاویہ تک زندہ رہے۔وہی سعید بن عاص بن امیہ کی مدح اور عبداللہ بن خالد بن اسید کی مذمت میں کہتے ہیں: ع

[1] مختصر تاريخ دمشق (۲۵۴/۱۹)

ابوعبدالالہ تو نے بلندی سے کوتاہی کی۔ جو کوتاہی تم نے کی سعید اس میں تمہارے لیے کافی ہے۔ وہ ایسا نوجوان ہے جس کی والدہ آلِ حسل سے عزت والی ہے۔ اور تمہاری والدہ وہ ہے کہ وادیٔ وج میں عبید (غلام) اس سے نسبت رکھتے ہیں۔

سعید کی والدہ عامریہ قریشیہ تھی جبکہ عبداللہ کی والدہ ثقفیہ تھی اور یہ اس عمرو بن عبدودّ شاہسوار کے علاوہ ہیں جسے حضرت علی نے غزوۂ خندق میں قتل کیا تھا۔ یہ شہسوار قرشی ہو کر بنی عامر بن لوئی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ❶

۶۴۹۶ (ز) عمرو بن عبداللہ ❁

بن الاصم تابعی ہیں بقول بعض: دورِ جاہلیت پایا ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے۔ ❁

۶۴۹۷ (ز) عمرو بن عبداللہ

بن نخار بن سعد بن مرّ بن حسل الحملی۔ دورِ نبوت پایا ہے۔ فتح نہاوند میں شریک ہوئے۔ جنگ میں ان کی ناک کٹ گئی۔ جس کی بنا پر انہیں ''اجدع'' (نکٹا) کہا جاتا تھا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے بھائی سُمیر کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۴۹۸ (ز) عمرو بن عدی

بن محارب بن صنیم بن ملیح ابن شرطان ابن معن بن اسلم بن مالک بن فہر الازدی۔ دورِ نبوی پایا ہے۔ ان کے والد مسعود بصرہ میں ازدیوں کے سردار تھے۔ ان کا قصہ یزید بن معاویہ کی وفات کے وقت عبیداللہ بن زیاد کے ساتھ جو پیش آیا وہ تاریخ طبری وغیرہ میں مذکور ہے مسعود اسی میں قتل ہوئے۔

۶۴۹۹ (ز) عمرو بن عریب

بن حنظلہ بن دارم بن عبداللہ ..... ہمدانی۔ ثم الصائد۔ دورِ نبوی پایا ہے۔ ان کے بیٹے زیاد کی کنیت ابوعامر تھی جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی معیت میں الطف میں شہید ہوا۔

۶۵۰۰ (ز) عمرو بن عطیہ

عاصم الاحول کے شیخ۔ مسدّد نے اپنی سند میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے بارے بتایا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی۔

۶۵۰۱ (ز) عمرو بن ابی عقرب ❁

بڑے تابعی ہیں۔ والی مکہ عتاب بن اسید سے سماع کیا۔ اور عتاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسال بعد فوت ہوئے لہٰذا عمرو نے دورِ نبوی پایا ہے۔ ایک موہوم روایت آتی ہے جس کا تقاضا ہے کہ عمرو صحابی ہیں۔ چنانچہ سعید طالقانی اور جعفر المستغفری بطریق شبابہ

---

❶ الطبقات الکبریٰ (۲/۶۸) ❁ اسد الغابۃ (۳۹۶۹) تجرید (۱/۴۱۲)

❁ التاریخ الکبیر (۳/۳۴۶) ❁ اسد الغابۃ (۳۶۸۶) تجرید (۱/۴۱۳)

عن خالد بن ابی عثمان عن سلیط و ایوب صاحبزادگان عبداللہ بن یسار اور عمرو بن ابی عقرب روایت کرتے ہیں فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے رسول اللہ ﷺ نے جس کام کے لیے بھیجا اس میں سے مجھے صرف دو گرہ دار کپڑے ملے۔ حدیث۔ [1]

شبابہ نے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ ابو حاتم [2] فرماتے ہیں: ان سے غلطی ہوئی اور ایک شخص کو سند سے ساقط کر دیا ہے۔ یہی روایت ابوداؤد طیالسی وغیرہ نے مجالد سے عمرو کے بعد باضافہ ان الفاظ کے نقل کی ہے "میں نے عتاب بن اسید کو فرماتے سنا" اور یہی درست ہے۔

٦٥٠٢ (ز) عمرو بن علقمه

بن علاثہ العامری ان کے والد کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ اور عمرو کو دور نبوی نصیب ہوا ہے خلافت معاویہ تک زندہ رہے۔

٦٥٠٣ (ز) عمرو بن قبيصه

بن علقمہ الدارمی ابن الطیفانہ عرف تھا۔ اور الطیفانہ کے بھتیجے سے بھی شہرت رکھتے تھے۔ مرزبانی لکھتے ہیں: مخضرمی ہیں بنی عبداللہ بن دارم بن حنظلہ بن تمیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہی کا شعر ہے۔ ع

میں ایسی قوم سے تعلق رکھتا ہوں جس میں سے زرارہ، عمرو بن قعقاع اور غطارف ہے اور ہمارے حاجب گھوڑے والے کو تم جانتے ہو سرخ مضر کے لیے اتنا ہی کافی ہے جب وہ کھڑا ہو۔

٦٥٠٤ (ز) عمرو بن قريط

عمر میں تذکرہ ہوا ہے۔

٦٥٠٥ (ز) عمرو بن كريب

بن المعلی بن تمیم بن ثعلبہ بن جدعاء الطائی۔ دور نبوی پایا ہے ان کا بیٹا مشہور شاعر ہے جس نے قافلوں پر حملہ کیا تھا یہ ایسے اونٹ تھے جن پر تجارتی سامان عنبر، پارہ وغیرہ حجاج کے دور میں کوفہ لایا جاتا تھا۔ ابن کلبی نے اس بات کا ذکر کیا ہے۔

٦٥٠٦ (ز) عمرو بن كلاب

دور نبوت نصیب ہوا ہے۔ انہی نے اشعار کے ذریعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے گورنر کے بارے برانگیختہ کیا تھا۔

اذا التاجر النهدی جاء بفارة   من المسك راحت فی مفارقهم تجری

جب ہندوستانی تاجر نافۂ مشک لے کر آتے ہیں تو ان گورنروں کی مانگوں میں سے بہہ رہی ہوتی ہے۔

ابراہیم حربی نے "غریب" میں بطریق ابن اسحاق عن یعقوب بن عتبہ عن الکویر بن زفران کا ذکر کیا ہے کہ مجھ سے ابوالمختار نے بحوالہ عمرو اس کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] المعجم الكبير (١٦١/١٧) [2] الجرح والتعديل (٢٥٢/٦)

۶۵۰۷ عمرو بن کلیب یحصبی [1]

بقول حافظ ابن عساکر [2] یرموک میں شریک ہوئے۔

۶۵۰۸ (ز) عمرو بن کیسبه النهدی

بقول بعض: ان کا نام عبداللہ ہے۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے عبادلہ میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۵۰۹ (ز) عمرو بن مالك

بن عمیرہ بن لوسی بن سلمان بن عمیرہ بن سعطان الاکبر الارجبی۔ دور نبوی پایا ہے یہ وہی ہیں جن کے بارے میں قیس بن نمط نے نبی ﷺ کو بتایا تھا میں نے قبیلے میں ایسا شہسوار اپنا نائب چھوڑا ہے جس کی بات مانی جاتی ہے اور اس کی کنیت ابو یزید ہے۔

۶۵۱۰ (ز) عمرو بن مالك الجهنی

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں۔ اور ان کا شعر ہے۔

۶۵۱۱ (ز) عمرو بن مخزوم الغاضری [3]

ابن مندہ نے اور ابونعیم نے ان کے اتباع میں ان کا ذکر کیا ہے دونوں فرماتے ہیں: ان کا ذکر ملتا ہے لیکن کوئی روایت نہیں۔ دورِ نبوی پایا ہے اور خلافتِ فاروقی میں اصبہان اور ارجان گئے۔ بقول بعض: مارت کی گرھی پار کرنے کے لئے انہوں نے رہبر لیا جس پر چڑھنا گراں ثابت ہوا تو یہ اپنے رہبر سے کہنے لگے: تمہارا کیا ارادہ ہے۔ یوں اس جگہ کا نام "عقبہ مارت" پڑ گیا۔

میں کہتا ہوں: اگر ابن مندہ ان کی طرح کے اور تمام افراد کا ذکر کرتے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جواں مرد تھے تو ان کی کتاب کافی بڑھ جاتی۔ جبکہ ان سے اس طرح کے کئی حضرات کا تذکرہ رہ گیا ہے جس کا ہم نے جہاں تک اطلاع ملی استدراک کیا ہے۔ غالب گمان ہے ایسے افراد صحابی ہوں گے۔ عین ممکن ہے انہوں نے حجۃ الوداع والا حج کیا ہو۔ اس حیثیت سے جن کا استیعاب و احاطہ ممکن ہو کر لینا چاہیے۔

۶۵۱۲ (ز) عمرو بن مرداس

بلال رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ان سے ابوالورد بن ثمامہ روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری [4] نے تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور امام احمد نے مسند بلال میں ان کی حدیث نقل کی ہے کہ اسماعیل بن علیہ نے ہم سے بواسطہ الجریری ابی الوقت عن ابی عروبہ روایت کی ہے۔ مسند کا ایک نسخہ جو مجھے ملا ہے اس میں لکھا ہے عن عمرو بن مرہ۔ ابن عساکر [5] نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: یہ غلط ہے پھر اسے بطریق علی بن المدینی اور خلف بن سالم عن ابن علیہ نقل کیا ہے۔ دونوں نے کہا: عمرو بن مروان۔

---

[1] تجريد (٤١٦/١) [2] مختصر تاريخ دمشق (٢٨١/١٩)

[3] اسدالغابة (٤٠١٧) تجريد (٤١٧/١) [4] التاريخ الكبير (٣٧٠/٣)

[5] مختصر تاريخ دمشق (٢٨٨/١٩)

۶۵۱۳ (ز) عمرو بن مرّہ

بن عبدیغوث بن مالک بن حارث بن بھجنہ.....النہدی۔ دورِ نبوی پایا ہے بقول ابن کلبی: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اس وقت روانہ کیا جب البیاغ کلبی نے بکر بن وائل پر حملہ کر کے انہیں قیدی بنا لیا تھا۔ یہ اس کے پاس آئے۔ اس سے قیدی لے کر انہیں واپس دیے۔ جس کے بارے میں کہتے ہیں۔ ؏

مجھے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں سارے خزاعہ کا خوف تھا پھر میں ان میں قابل تعریف ہو کر بغیر کسی بات کے واپس ہوا۔

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک واقعہ ہے۔

۶۵۱۴ عمرو بن معاویہ[1]

بن المنتفق بن عامر بن عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ العامری ثم العقیلی۔ دورِ نبوی پایا ہے۔ بقول ابن کلبی: حکومت بنی امیہ میں صوائف والے۔ امیر معاویہ نے انہیں ارمینیا، آذربائیجان پھر اھواز کا والی مقرر کیا تھا۔ ان کی والدہ امامہ یا امیمہ بنت یزید بن عبدالمدان ہے۔ یزید نے ان کے والد کو گرفتار کیا تھا پھر چھوڑ دیا اور اپنی بیٹی کی ان سے شادی کر دی۔ انہوں نے ہی اسلام میں گھوڑوں کو دوسری غنیموں پر فوقیت دی۔ اس کے متعلق وہ کہتے ہیں۔ ؏

انی امرؤ للخیل عندی مزیّة   علی فارس البرذون او فارس البغل[2]

میں ایسا شخص ہوں جس کے نزدیک گھوڑوں کو ترکی گھوڑوں اور خچر سواروں پر فضیلت حاصل ہے۔

ان کا بیٹا زیاد بن عمرو جو صاحب شرافت تھا چونسٹھ (۶۴ھ) میں مَرج راھط میں شہید ہوا۔ منذر بن ابی خمیصہ کے حالات میں بیان ہوگا۔ کہ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عربی گھوڑے کو ترکی گھوڑے پر ترجیح دی۔ ابن قتیبہ نے ''المعارف'' میں لکھا ہے: سب سے پہلے یہ ترجیح گھوڑوں کو سلار بن ربیعہ نے دی۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ دونوں نے اپنے اپنے شہر کے اعتبار سے پہلے ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم کیونکہ دونوں کا زمانہ نزدیک ہے۔

۶۵۱۵ (ز) عمرو بن منبّہ

عمرو بن حارث میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۵۱۶ (ز) عمرو بن المنذر

بن عصر بن اصبح السامی از بنی سامہ بن لوی۔ دورِ نبوت پایا ہے۔ ان کا بیٹا خلاس بن عمرو فقیہ تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہے۔ ان کا زیاد حوارین نامی ایک بیٹا ہے جس نے بحرین کا حوارین نامی گاؤں فتح کیا تھا۔ فریاد بن عمرو کے دس لڑکے تھے اور ایک دوسرا بھائی تھا جس کا نام نافع تھا۔

---

[1] تجرید (۴۱۸/۱) [2] مختصر تاریخ دمشق (۳۰۰/۱۹)

۶۵۱۷ عمرو بن میمون الاودیؓ ✿

ابوعبداللہ یا ابویحییٰ کنیت تھی دور نبوی پایا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے اور ان کے ساتھ رہے پھر مدینہ آئے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے اور ان کے ساتھ رہے پھر مدینہ آئے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسب فیض کیا۔ ان دونوں سے اور حضرت عمر، ابوذر، سعد، ابوہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وعنہم سے روایت کی ہے۔ ان سے سعید بن جبیر، عبدالملک بن عمیر شعبی، عمرو بن مرہ اور حصین بن عبدالرحمٰن وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ عجلی لکھتے ہیں: کوفہ کے دور جاہلیت کے ثقہ تابعی ہیں۔ ابوبکر بن عیاش بحوالہ ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ صحابہ انہیں وصیت کر جاتے تھے۔ عبدالملک بن سابط بحوالہ ان کے نقل کرتے ہیں ہمارے پاس حضرت معاذ بن جبل سحر سے بلند آواز میں تکبیر کہتے ہوئے آئے۔ مجھے ان سے قلبی لگاؤ ہوگیا تو میں ان سے جدا نہ ہوتا تھا۔ امام بخاری نے بطریق حصین عن عمرو بن میمون روایت کی ہے فرمایا: میں نے جاہلیت میں بندریا کو دیکھا جس نے زنا کیا تھا اس کے پاس بہت سے بندر جمع ہیں پھر انہوں نے اسے سنگسار کیا تو میں نے بھی ان کے ساتھ اس پر پتھر پھینکے۔ ✿ اسی طرح انہوں نے یہ روایت باب القسامہ فی الجاهلیة کے آخر میں نقل کی ہے اور اس کے قریب باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور اسماعیلی نے دوسری سند کے ذریعہ عن عیسیٰ بن حطان عن عمرو طویل نقل کی ہے اس کی ابتداء میں ہے۔ میں اپنے گھر والوں کی بکریاں چرا رہا تھا اتنے میں ایک بندر آیا جس کے ساتھ ایک بندریا تھی اور اس کے ہاتھ پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ اتنے میں ایک چھوٹا بندر آیا اس نے بندریا کو آنکھ ماری بندریا نے ساتھ سوئے بندر کے سر کے نیچے سے آہستگی سے اپنا ہاتھ سرکایا اور اس کے پیچھے چل پڑی تو یہ اس کے اوپر لیٹ گیا پھر وہ واپس آ گئی۔ اتنے میں پہلے والا بندر بیدار ہو چکا تھا اس نے اسے سونگھا تو چیخنا شروع کر دیا۔ تو سارے بندر جمع ہونے لگے۔ وہ چیخ چیخ کر اس بندریا کی طرف اشارہ کرتا اور وہ بندریا کبھی دائیں بھاگتی تو کبھی بائیں۔ پھر یہ اس بندر کو لائے جسے میں جانتا تھا اس کے بعد اس کے لئے گڑھا کھود کر اسے سنگسار کر دیا تو یوں میں نے انسانوں کے علاوہ جانوروں میں سنگساری دیکھی۔ مختصراً ابن عبدالبر نے اس واقعہ کو عجیب سمجھا ہے وہ لکھتے ہیں اگر ثابت بھی ہو جائے تو شاید وہ جنات تھے۔ ادھر حمیدی نے اپنی کتاب "الجمع بین الصحیحین" میں بخاری میں اس کے وجود سے انکار کیا ہے جو تعجب کی بات ہے کیونکہ یہ روایت تمام نسخوں میں بروایت العزیزی موجود ہے صرف سبیعی کی روایت سے رہ گیا ہے۔ ابوعمر لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں آپ کی خدمت میں زکوٰۃ بھیجی۔ ابن معین اور نسائی وغیرہ نے انہیں ثقہ لکھا ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: چوہتر (۷۴ھ) میں فوت ہوئے یہی تاریخ کئی اور حضرات نے لکھی ہے۔ بقول بعض: پچہتر (۷۵ھ) میں فوت ہوئے۔

۶۵۱۸ (ز) عمرو بن النعمان ✿

بن البراء بن اسعد بن عبداللہ بن سعد از بنی ذهل بن شیبان، مرزبانی لکھتے ہیں: مخضرمی ہیں اور "رحال" سے مشہور تھے پھر

✿ اسد الغابة (٤٠٢٧) استيعاب (١٩٨٢) تجريد (٤١٨/١)

✿ بخاری كتاب مناقب الانصار باب القسامة فی الجاهلية (٣٨٤٩)

التاريخ الكبير (٣٦٧/٦) جامع المسانيد و السنن (٨٤/١٠) اسد الغابة (٤٠٥/٣)

✿ اسد الغابة (٤٠٢٩) تجريد (٤٠٩/١)

ان کا شعر نقل کیا جس میں سے ایک یہ ہے۔ ع

ان کے نیزہ مارنے سے سیدھے نیزے گردنوں میں تیروں کی دونوں شرقی جانب خون سے بہہ پڑے۔ میں نے ان لوگوں میں سے اڑتے غبار میں بھوکے درندوں اور بوڑھے گدھوں کے لیے اونٹوں جیسے لوگ چھوڑے۔

۶۵۱۹ (ز) عمرو بن الهذيل العبدي الربعي

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں۔ وہی مالک بن مسمع کو مخاطب کر کے کہتے ہیں جب وہ "ایام القفیہ" یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بھاگ کر بنی سعد کے ایک چشمے پر جا ٹھہرے جسے ثاج کہا جاتا تھا۔ ع

ہم بکر بن وائل نے یہیں قیام کیا جبکہ تم کڑوا میٹھا چکھے بغیر ثاج میں مقیم ہو۔ کسی قوم کے وہ حسب جن کی وہ پہلے زمانے سے وارث ہوں۔ ان احساب کے برابر نہیں ہو سکتے جو سبزیوں کے ساتھ پیدا ہوئے ہوں۔

وہی کہتے ہیں: ع

مجھے بچپن کا صرف ایک قصیدہ بھولا ہے۔ اور نہ میں نے انابت اور سجدہ ریزی کو ترک کیا ہے۔

۶۵۲۰ (ز) عمرو بن وبره

سیف اور طبری کا بیان ہے کہ چودہ ۱۴ھ کے آغاز میں قضاعہ کے سردار تھے۔

۶۵۲۱ (ز) عمرو بن یثربی*

بن دشر بن زحف بن امیہ بن عبد غنم ..... الضبی۔ ضبہ کے شہسوار۔ حضرت عثمان نے اس سے پہلے انہیں بصرہ کا قاضی مقرر کیا تھا مرزبانی لکھتے ہیں: جاہلیت میں سردارانِ ضبہ سے تھے پھر مسلمان ہو گئے۔ ابو رجاء العطاردی کی روایت ہے انہوں نے جنگ جمل میں انہیں یہ اشعار کہتے سنا: ع

ہم بنی ضبہ اونٹ والے ہیں (جس پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سوار ہیں)۔

جس کے چند اشعار ہیں وہی کہتے ہیں: ع

اگر تو میرا انکار کرتا ہے تو سن میں ابن یثربی ہوں۔ جس نے علباء، ہند الجملی اور ابن صوحان کو قتل کیا جو حضرت علی کے دین (رائے) پر تھا۔ پھر عمرو بھی اسی روز شہید ہو گئے۔

قسم اوّل میں عمرو بن یثربی ضمری کا تذکرہ ہوا ہے وہ ان کے علاوہ ہیں۔ دعبل نے طبقات الشعراء میں لکھا ہے جب انہوں نے ان تین افراد کو قتل کر دیا جو حضرت علی کے لشکر سے تعلق رکھتے تھے تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے مبارز طلب کیا تو ان کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ خود تشریف لے آئے۔ (حیدرِ کرار کی آمد سے دونوں صف آرا لشکر ایسے دم بخود تھے جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا تھا) اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ آپ نے کہا: میں علی بن ابی طالب ہوں، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ کو قتل کرنا پسند نہیں کرتا، اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ آپ جیسی شخصیت کے ہاتھوں قتل ہوں۔ تو آپ ان پر حملہ کیے بغیر لوٹ آئے۔ حضرت عمار نے آپ رضی اللہ عنہ سے واپسی کا

---

* اسد الغابة (٤٠٣٥) استيعاب (١٩٨٥) تجريد (٤١٩/١)

سبب پوچھا تو آپ نے انہیں اس سے آگاہ کیا۔ حضرت عمار کہنے لگے: میں اس کے مقابلہ میں جاتا ہوں تو حضرت علی نے ان سے فرمایا: (سر پر) میرا خود رکھ لو۔ اپنے سر پر وار کرا کے قابو پالینے دینا جب وہ ایسا کر چکے تو تم فوراً اس کی ٹانگ کی طرف بڑھنا اس لئے کہ مجھے وہ زرہ سے کھلی ہوئی نظر آئی۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا جب وہ گرے تو حضرت عمار نے انہیں ٹانگ سے پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے۔ عرض کرنے لگے: امیر المومنین! مجھے اپنے دشمن کے لئے باقی رہنے دیجئے، آپ نے فرمایا: اگر تم نے ان تینوں کو قتل نہ کیا ہوتا تو میں ایسا کرنے پر راضی ہو جاتا" عمار اس کی گردن کو اڑا دو تو آپ نے حکم کی تعمیل کی۔

۶۵۲۲ عمرو بن یزید بن حارث الذهلی

اموی نے مغازی میں بحوالہ ابن کلبی ان کا ذکر کیا ہے کہ کندہ کے مرتد ہونے کے عرصہ میں اسلام پر ثابت رہے۔ حضرت عکرمہ نے جب قلعہ فتح کیا تو انہیں اور وہاں مقیم تمام مسلمانوں کو آزاد کرا دیا۔ اور انہیں اختیار دیا تو عمرو نے اپنی بیوی کو اختیار کیا اور والدہ کو چھوڑ دیا۔ جس پر کسی نے انہیں ملامت کی وہ کہنے لگے۔ میری بیوی خوبصورت ہے جس کے بغیر میں رہ نہیں سکتا اور میری ماں بوڑھی ہے جسے کل پانچ اونٹنیوں کے بدلے خرید کر آزاد کرا لوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۶۵۲۳ عمرو بن یزید

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے سماع کیا اور ان سے ربیعہ بن مرداس نے روایت کی۔ لہٰذا تاریخ خطیب میں دیکھ لیا جائے۔

۶۵۲۴ (ز) عمرو بن فلان

بن طریف الدوسی۔ الطفیل بن عمرو جن کا تذکرہ ہو چکا ہے ان کے چچازاد بھائی ابن کلبی نے "الجمهرة" میں ان کا ذکر کیا ہے چنانچہ وہ طفیل کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ان کا چچا عمرو جنگ یرموک میں شہید ہوا۔

۶۵۲۵ (ز) عمران بن تیم[1]

بقول بعض: ابن ملحان کا ایک قول ہے: ابن عبداللہ۔ ابو رجاء العطاردی، کنیت سے مشہور ہیں کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۶۵۲۶ عمران بن سَوَادہ

دورِ نبوی پایا ہے۔ امام بخاری[2] نے اپنی تاریخ میں بطریق عبدالرحمٰن بن یزید بحوالہ ان کے بیان کیا ہے فرمایا: میں نے حضرت عمر کی اقتداء میں فجر کی نماز پڑھی تو آپ نے سبحان والی سورۃ (سورۃ بنی اسرائیل) پڑھی۔

۶۵۲۷ (ز) عمران بن مرّہ الشیبانی

اَعشٰی ہمدان مشہور شاعر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ دور جاہلیت اور اسلام میں سردار رہے جسے میں نے ایک قصے سے نقل کیا جس کا ابن سعد بن السمعانی نے کتاب الانساب کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے کہ مضارب العجلی کا قول ہے بکر بن وائل کے دو آدمی آپس میں

---

[1] اسد الغابة (٤٠٤٠) تجريد (٤٢٠/١) [2] التاريخ الكبير (٤١١/٣)

ملے جن میں سے ایک بنی شیبان سے اور دوسرا بنی ذھل بن ثعلبہ سے تعلق رکھتا تھا ان میں سے ہر ایک دوسرے سے کہنے لگا: میں تم سے افضل ہوں۔ یہ دونوں ہمدان کے ایک آدمی سے فیصلہ کرانے چلے گئے۔ وہ کہنے لگا: میں تم میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں دے سکتا۔ البتہ دونوں میری بات سنو! تم دونوں میں سے عمران بن مرہ کس کے خاندان سے ہیں جو جاہلیت اور اسلام میں سردار رہے؟ شیبانی کہنے لگا: ہمارے خاندان سے۔ پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے اس نے عوف بن النعمان المثنی بن حارثہ، معقلہ بن ہبیرہ، یزید بن رویم کے بارے میں پوچھا۔ جن سب کا تعلق بنی شیبان سے ہے اور اس نے بشیر بن الخصاصیہ، عبداللہ بن الاسود، یزید بن طلیان، قطبہ بن قتادہ، مجزأۃ بن ثور، علباء بن الہیثم، حسان بن مجدوع، خالد بن معمر، حصین بن المنذر رابوساسان، شقیق بن ثور، سوید بن منجوف کے بارے میں پوچھا جن سب کا تعلق بنی ذھل سے تھا۔ اس کے بعد یہ روایت دوسری سند سے بیان کی۔ اس میں فیصلہ طلب کرنے والے دو آدمیوں نے اس کا نام بتایا ہے۔ جس سے فیصلہ کرایا گیا۔ اور وہ أعشی ہمدان تھا۔ پھر اس مفہوم کا واقعہ نقل کیا دوسرے سوال میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: القعقاع بن شوران سب حضرات کا تذکرہ اپنے اپنے مقام پر ہوا ہے۔ ان میں سے میں نے ہر آدمی کے بارے میں اس کے حالات میں وہ بات ذکر کی ہے جس سے أعشی کی توصیف کی ہے۔

۶۵۲۸ (ز) عمیر بن الاسود العنسی

بقول بعض: الھمدانی۔ ایک قول کے مطابق عمرو۔ تصغیر زیادہ مشہور ہے۔ یہ حکیم بن عمیر کے والد ہیں۔ کنیت ابوعیاض اور ابوعبدالرحمٰن تھی۔ دمشق کے شہر داریا اور اسی طرح حمص کے رہائشی تھے امام احمد [1] نے ایک کمزور سند سے جو حضرت عمر سے مروی ہے نقل کیا ہے" آپ نے فرمایا: جو شخص نبی ﷺ کے انداز کو دیکھنا چاہے وہ عمرو بن الاسود کو دیکھ لے۔ یہ روایت ابن عاصم نے وحدان میں نقل کی ہے لیکن اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے معلوم ہو کہ وہ صحابی تھے۔ البتہ ان کا دور نبوی میں ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ طبرانی نے مسند شاہین میں دوسری سند سے نقل کیا ہے کہ عمرو بن الاسود مدینہ آئے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں نماز پڑھتے دیکھ کر فرمایا: جو رسول اللہ ﷺ کی نماز جیسی نماز دیکھنا چاہے وہ اسے دیکھ لے۔ [2] انہیں حضرت عمر، معاذ، ابن مسعود، عبادہ بن الصامت، ام حرام بنت ملحان، ابوہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و عنہم وغیرہ سے روایات حاصل ہیں۔ امام بخاری نے عن اسحاق بن یزید عن یحییٰ بن حمزہ عن یزید بن یزید بن جابر عن خالد بن معدان عن عمیر بن الاسود عن ام حرام بنت ملحان، ان کے سمندری سفر کا واقعہ نقل کیا ہے۔ طبرانی نے بطریق ہشام بن عمار عن یحییٰ بن حمزہ اسی سند سے نقل کیا ہے کہ عمرو بن الاسود۔ ابن حبان لکھتے ہیں: عمیر بن الاسود۔ شام کے عبادت گزار تھے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا لیتے تو اللہ تعالیٰ ان کی لاج رکھتے۔ محمد بن عوف فرماتے ہیں: عمرو بن الاسود کی کنیت "ابوعیاض" ہے۔ یہ حکیم بن عمیر کے والد ہیں جن سے زیاد بن عیاض روایت کرتے ہیں۔ بقول بعض وہ ابوعیاض اور ہیں۔

ابوحاتم الرازی [3] لکھتے ہیں: ان کا نام مسلم بن یزید ہے، نسائی نے "الکنی" میں لکھا ہے: ابوعیاض کا نام قیس بن ثعلبہ ہے۔ یہی حاکم کا قول ہے اور بطریق مجاہد مسنداً بیان کیا ہے کہ ہم سے خلافت معاویہ میں ابوعیاض نے حدیث بیان کی۔ ابن ابی خیثمہ نے

[1] مسند احمد (۱۹/۱) [2] الآحاد والمثانی (۳۰۵/۵) [3] الجرح والتعدیل (۳۷۵/۶)

اپنی تاریخ میں اور حسن بن علی الحلوانی نے "المعرفۃ" میں دونوں فرماتے ہیں: مجاہد کے طریق سے مروی ہے۔ فرمایا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بعد ابو عیاض سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔

میں کہتا ہوں: اس میں کیا ممانعت ہے کہ عمرو بن الاسود کی کنیت ابو عیاض ہو۔ علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: اس پر محدثین کا اجماع ہے کہ عمرو بن الاسود معتبر علماء میں سے تھے، اور ان کا انتقال خلافت معاویہ میں ہوا۔

۶۵۲۹ عمیر بن الحصین النجرانی ✿

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ ابن اسحاق نقل کیا ہے: جب نبی ﷺ کا انتقال ہوا تو لوگ یکا یک فتنۂ ارتداد کی زد میں آنے لگے، جن میں اہل نجران بھی تھے۔ یہ کھڑے ہو کر ان سے کہنے لگے:

"اس فتنے میں تمہیں بڑھنے کی بجائے گھٹنا چاہیے کیونکہ انکار میں یقین کے بعد شک ہوتا ہے۔ آج تمہارا دین وہی ہے جو کل تھا لہٰذا اسی پر کاربند رہو، یہاں تک کہ اسے لے کر رب تعالیٰ کے حضور حاضر ہو اور اس کے نور اور اس کی رضا مندی تک پہنچو۔ اہل نجران! اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو مضبوطی سے تھام لو، اور کفار کے خلاف طاقت بن جاؤ۔ اور یقین کے بعد شک کی جانب نہ جاؤ اور رضا کے بعد انکار کی طرف مت آؤ۔ اور سیدھے طریقے پر ایسی ہیئت سے رہو کہ انصار کی طرح بن جاؤ"۔

۶۵۳۰ (ز) عمیر بن بنان

بن عرفطہ بن وہب بن انمار بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم التمیمی المازنی۔ ابن عفراء سے مشہور ہیں۔ دورِ نبوی پایا ہے، شہسوار شاعر ہیں۔ بعض صحابہ کے ساتھ فتوحات میں شریک ہوئے۔ اس بارے میں ان کے اشعار بھی ہیں۔

۶۵۳۱ عمیر بن شُبْرُمَہ ✿

عبید بن شبرمہ میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۵۳۲ (ز) عمیر بن ابی شمر

بن نمران بن قیس بن الاسود بن عبداللہ بن حارث کندی، دورِ نبوی پایا ہے۔ ان کا محمد نامی ایک بیٹا تھا جو عبدالملک بن مروان کی حکومت میں شاعر تھا۔

۶۵۳۳ عمیر بن ضابئ الیشکری ✿ (دوسرے ہیں)

وثیمہ نے کتاب الردّۃ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: یمامہ کے سرداروں میں سے تھے۔ جب یہ لوگ مرتد ہو گئے تو انہوں نے اپنا اسلام پوشیدہ رکھا اور یہ رجال بن عنفوۃ کے دوست تھے۔ اور ان لوگوں کو معلوم ہوا تھا کہ اس نے ان کی مذمت کی ہے جو

✿ اسد الغابہ (٤٠٦٥) تجرید (٤٢٢/١) ✿ اسد الغابہ (٤٠٧٦) تجرید (٤٢٣/١)

✿ اسد الغابہ (٤٠٧٧) تجرید (٤٢٣/١)

کچھ انہوں نے کیا: ؏

"اے بنت اثال دل کی محبوبہ! رجال کے فتنے کی وجہ سے میری رات لمبی ہوگئی۔ قوم کی شہادت کی وجہ سے آزمائش میں پڑنا پڑا۔ اور اللہ غالب، طاقت وقوت والا ہے۔ میرا دین نبی ﷺ والا دین ہے اور قوم میں میری طرح چند لوگ ہدایت پر قائم ہیں۔ اگر میری موت اللہ تعالیٰ کی فطرت پر یکسو ہو کر آ جائے تو مجھے کوئی پروا نہیں"۔

راوی کا بیان ہے: ان لوگوں نے انہیں تلاش کرنا شروع کر دیا تو وہ مدینہ نکل گئے پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ حملہ آور ہو کر آئے۔ وہ بڑے مرتبوں والے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان سے کہنے لگے: اگر تم قریشی ہوتے تو تمہیں خلافت کی طمع ہونے لگتی۔

۶۵۳۴ عمیر ذو مرّان [1]

بن افلح بن شراحیل بن ربیعہ یہ ناعط بن مرثد الہمدانی الناعطی۔ مشہور محدث مجالد بن سعید کے دادا عہد نبی ﷺ میں اسلام کی دولت سے مشرف تھے۔ اور آپ ﷺ کی طرف خط بھیجا۔ چنانچہ طبرانی نے بطریق مجالد بن سعید بن عمیر ذی مرّان بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کی ہے کہ ہمارے پاس نبی ﷺ کا خط آیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے عمیر ذی مرّان اور ہمدان کے مسلمانوں کی جانب۔
امابعد! سلام علیکم۔ میں تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی دعا وعبادت کے لائق نہیں۔
صورت حال یہ ہے کہ ہمیں رومی زمین سے آنے کے بعد تمہارے اسلام لانے کی اطلاع ملی ہے، تمہیں مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت سے نوازا ہے......۔ (حدیث) [2]

اس کی تفصیل مالک بن فزارہ الرہاوی کے حالات میں بیان ہوگی۔

۶۵۳۵ (ز) عُمَیرَہ ابن بجرہ

مرزبانی نے اپنی معجم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں، کوفہ فروکش ہوئے اور مرتدوں سے جنگ میں ان کے اشعار نقل کیے: ؏

"تم نے دیکھا نہیں! اللہ تعالیٰ نے بزاخہ کے روز کفار پہ اپنا عذاب والا کوڑا ڈال دیا؟ کاش ابوبکر ہماری تلواروں اور جو بازو اور گردنیں ہم کاٹ رہے ہیں دیکھتے"۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٠٨٢) استیعاب (٢٠١٥) تجرید (٣٢٥/١)

[2] المعجم الكبير (٥٠/١٧) مجمع الزوائد (٣٠/١) اسد الغابہ (٤١٩/٣)

باب العین کے بعد نون

۶۵۳۶ عَنْبره بن الاحرش

بن ثعلبہ بن صبح بن عدی بن افلت الطائی۔ ابن کلبی نے "الجمہرہ" میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا واقعہ ابوبکر بن درید نے "الاخبار المنثورہ" میں ان کے طریق سے نقل کیا ہے کہ مجھ سے ابو یاسر الطائی نے عنبرہ بن الاحرش کے حوالہ سے بتایا۔ ان کے والد احرش کے دس بیٹے ہوئے اور سارے شاعر تھے۔ عنبرہ طے کے دین کے بارے میں جانتے تھے۔ پھر ان کے بت کا واقعہ ذکر کیا۔ اسی کی وجہ سے عدی بن حاتم نصرانی ہوئے تھے۔ مرزبانی لکھتے ہیں: مخضرمی، بکثرت شعر کہنے والے جزری ہیں۔ انہی کا یہ شعر ہے: ع

"جب تو مجھے دیکھ لے گا تو مجھ سے اعراض کر کے منہ پھیر لے گا جیسے کہ میرے اردگرد سورج گھومتا ہے۔ تیرے ہاتھ کوئی ایسا نفع نہیں جس کی میں اُمید رکھوں۔ اور تیرے رکنے کے پاس بڑے مصائب ہیں۔ تو نے دیکھا نہیں کہ میرے اشعار مشہور ہوئے اور تیرے اشعار کا شہرہ تیرے گھر کے آس پاس بھی نہیں"۔

وہی کہتے ہیں: ع

"میرا رب وہ ہے جس نے اپنی فوج کی صفوں کو چنا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ وہ ایسی ذات ہے کہ اس کے بعد کسی کی چاہت نہیں رہتی اور اس کے فیصلے پر کسی کا فیصلہ نہیں ہو سکتا"۔

۶۵۳۷ عنبس بن ثعلبه البلوی [1]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ سعید بن یونس نے کہا ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے اور ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔

باب العین کے بعد واو

۶۵۳۸ (ز) عوّام بن المنذر

عرام میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۵۳۹ (ز) عوف بن حاجر الازدی

دورِ نبوی پایا ہے اور فتح شام میں شریک ہوئے۔ ابن وہب نے بطریق شُیَیم بن بیتان القتبانی نے ازد کے ایک عوف نامی شیخ سے روایت کی ہے، فرمایا: ہمارے پاس شام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اور ہم لوگ اپنی مسجد میں تھے۔ آپ نے فرمایا: کسی گورنر اور حد لگانے والے کے لئے حد لگاتے اس کی اجازت نہیں کہ وہ اتنا ہاتھ بلند کرے جس سے اس کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٠٩٦) تجرید (٤٢٦/١)

۶۵۴۰ (ز) عوف بن الحصین

بن المنتفق بن عامر بن عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ العامری ثم العقیلی۔ دورِ نبوی پایا ہے اور ان کے چچا زاد لقیط بن عامر بن المنتفق صحابی ہیں، جن کا ذکر ہوتا ہے اِن کا جہم بن عوف نامی ایک بیٹا تھا جو بنی امیہ کے دور میں صائفہ کی جنگ کرتا تھا، جہاں کافی عرصہ بیت گیا تو اس نے اشعار کہے: ؏

"کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ کیا میں اللہ کے نام سے اور برکات سے دور کوئی رات بسر کرسکوں گا، اس کی مراد ہے کہ جب یہ لوگ حملہ کرتے تو کہتے: یاخیل اللہ ارکبی علی اسم اللہ والبرکۃ"۔

ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۵۴۱ عوف بن ابی حیّہ البجلی

شبیل کے والد۔ بقول ابن مندہ: دورِ نبوی ﷺ پایا ہے اور ان سے ان کا بیٹا شبیل روایت کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں: شبیل کا اس قسم میں تذکرہ ہو چکا ہے جبکہ عوف فارس سے جنگ میں نہاوند میں شہید ہوئے۔ ابن ابی شیبہ [1] نے "المصنّف" میں صحیح سند کے ذریعہ قیس بن ابی حازم سے بحوالہ مدرک بن عوف الاحمسی روایت کی ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جہاں نعمان بن مقرن کا قاصد آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے لوگوں کے متعلق پوچھا، تو اس نے شہید ہونے والے مسلمانوں کا ذکر کیا کہ فلاں فلاں شہید ہوا ہے اور چند دوسرے افراد بھی شہید ہوئے ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تو انہیں جانتا ہے۔ لوگ کہنے لگے: ایک شخص نے اپنے آپ کو خرید لیا تھا یعنی عوف ابن ابی حیہ الاحمسی اباشبیل۔ مدرک بن عوف کہنے لگے: امیر المومنین! اللہ کی قسم! لوگوں کا میرے ماموں کے بارے میں گمان ہے کہ انہوں نے خود کو ہلاکت میں ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ غلط کہتے ہیں، البتہ انہوں نے دنیا کے بدلے آخرت خریدی ہے۔ فرماتے ہیں: ان کی شہادت روزے کی حالت میں ہوئی۔ انہیں اٹھا کر لایا گیا اور ابھی جان باقی تھی، انہوں نے فوت ہونے تک پانی پینے سے انکار کر دیا۔

۶۵۴۲ (ز) عوف بن عبداللہ الاسدی

ان لوگوں میں سے ہیں جو بزاخہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے۔ وہی کہتے ہیں: ؏

"جس دن ہم نے نیزوں سے کنواری عورتیں اچکیں، جن کے چہرے سفید تھے اور وہ ننگے سرنیل گایوں کے گلے کی طرح تھیں۔ طلیحہ، غبار کے درمیان میں سے جو گرم اور ختم ہونے والا تھا۔ اپنی بیوی کو اپنے پیچھے سوار کر کے بچ نکلا"۔

وثیمہ نے "کتاب الردّہ" میں اور مرزبانی [2] نے "معجم الشعراء" میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] المصنف لابن ابی شیبہ (۲۱/۸)

[2] معجم الشعراء (۱۲۶)

۶۵۴۳ عوف بن عبداللہ

بن الاحمر الازدی۔ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا وہ مرثیہ کہا جس میں ان کے خون کا بدلہ لینے والوں کو جوش دلاتے ہیں۔ اگر یہ وہی ہیں جن کا وثیمہ نے سین کے سکون سے ذکر کیا ہے احتمال ہے کہ وہی ہیں ورنہ وہ اور ہیں۔

۶۵۴۴ (ز) عوف بن مالك الخثعمي

بقول بعض: دورِ جاہلیت پایا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث عوف کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے پوچھا گیا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''جس کے پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے ہوں گے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم کو حرام قرار دے دے گا''۔ [1] تو آپ نے فرمایا: عوف بن مالک صحابی نہیں۔ اس حدیث کو ابویعلی وغیرہ نے بطریق ابی المصبح عن مالک بن عبداللہ خثعمی نقل کیا ہے جیسا کہ حرف میم میں بیان ہوگی۔

۶۵۴۵ عوف بن مراره السكوني

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں میں سے تھے، جنہوں نے کندہ رہ کران لوگوں کو نصیحت کی، انہیں ڈرایا اوران سے پہلے لوگوں پر آئے عذابوں سے ان میں خوف پیدا کیا۔ جن میں سے چند قومیں مسخ بھی ہوئی ہیں۔ تو یہ لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اورانہیں قتل کرنا چاہا۔ تو اشعث بن قیس نے انہیں ان کے ہاتھ سے چھڑایا۔

۶۵۴۶ عوف بن نَجْوَه

ابن الاثیر [2] نے یہ نام قلمبند کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا ذکر ملتا ہے۔ بقول ابوسعید بن یونس: فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ان کی کوئی روایت مشہور نہیں، جبکہ ابن یونس نے ان کے متعلق اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا: فتح مصر میں شریک ہوئے۔ شاید ابن مندہ نے ان کے دورِ نبوی پانے پہ اکتفا کیا ہے۔

۶۵۴۷ عوف بن نعمان الشيباني [3]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عوام بن حوشب عن لہب بن الخندق روایت کی ہے کہ عوف بن نعمان شیبانی (جو جاہلیت میں تھے) نے فرمایا: ''مجھے وعدہ خلافی کرنے سے پیاسا مرجانا زیادہ پسند ہے''۔ [4] اَعشی ہمدان نے اپنے فیصلے میں ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جو شیبانی اور ذہلی کے دو فخر کرنے والوں کے درمیان تھا۔ ان کے متعلق بتایا ہے کہ ان کا وظیفہ اسلام میں دو ہزار پانچ سو (۲۵۰۰) ہو گیا تھا۔ میں نے اَعشی کے قصے کی سند عمران بن مرہ کے حالات میں ذکر کی ہے۔

---

[1] كنز العمال (١١٤١١) مسند ابی يعلىٰ (٢٠٧٥) [2] اسد الغابه (٤٢٩/٣)

[3] اسد الغابه (٤١٢٧) تجريد (٤٢٩/١) [4] اسد الغابة (٤٣٠/٣)

باب عین کے بعد یا

۶۵۴۸ (ز) عیاذ

ابن الجلندی۔ بقول بعض: ان کا نام عبیداللہ، جیفر حرف جیم میں تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے اور انہوں نے ہی اسے قلمبند کیا ہے۔

۶۵۴۹ عیاض بن سُفیان

بن جبیر بن عوف ازدی حجری۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے کہ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ابن مندہ نے ان کے حوالے سے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔

۶۵۵۰ عیاض بن غطیف السَکونی

انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا اور ابوعبیدہ بن الجراح سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے والد غطیف بن حارث صحابی ہیں جن کا تذکرہ ہونا ہے۔

۶۵۵۱ (ز) عیاض الثمالیّ

میرے خیال میں مشہور تابعی سعد بن عیاض کے والد ہیں۔ دِعبل نے "طبقات الشعراء" میں ان کا ذکر کیا ہے اور شرحبیل بن السمط کے ساتھ ان کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ جب انہوں نے صفین میں امیر معاویہ کا ساتھ دیا اور چند اشعار بھی اس بارے میں ہیں، جن میں وہ کہتے ہیں: ؏

"انہیں کیا تکلیف ہے ہم ان کے آگے گندم گوں سیدھے نیزے علی رضی اللہ عنہ کی طرف پھینک رہے ہیں۔ لؤی بن غالب کی اونچی اولاد کے سامنے بنی قحطان کے خون جوان کے ملک میں بہہ رہے ہیں بے قیمت ہیں"۔

علامہ ابن عبدالبر نے ان کے بیٹے سعد بن عیاض کا صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ لیکن اس بات سے خبردار کیا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے۔ ان کی ابن مسعود اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ ان کے والد کو دورِ نبوی نصیب ہوا، لہٰذا توقف وتردد کی بات نہیں۔ واللہ اعلم

باب عین کے بعد الف

۶۵۵۲ العاصی بن ہشام ❁

بن خالد مخزومی۔ عکرمہ بن خالد کے دادا۔ طبرانی ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مکہ کے رہائشی ہیں اور ان کی یہ مرفوع روایت بسند عکرمہ بن خالد بواسطہ ان کے والد یا چچا بحوالہ ان کے دادا نقل کی ہے: ''جس زمین میں تم ہو اور وہاں طاعون پھیل جائے تو وہاں سے نہ نکلنا اور اگر تم کسی اور جگہ ہو تو طاعون زدہ زمین میں نہ آنا''۔ ❁

ابو نعیم وابو موسیٰ نے ان کی پیروی کی ہے جبکہ ان سے پہلے بغوی لکھ چکے ہیں: مجھے معلوم ہوا کہ عکرمہ بن خالد کے دادا کا نام عاص بن ہشام ہے جو اس حدیث میں آئے گا جیسا کہ وہ ایک اور سند کے ذریعہ عن حماد عن عکرمہ عن عمہ عن جدہ بیان ہو چکی ہے، اس میں عن ابیہ او عمہ کے الفاظ نہیں۔ بلکہ انہوں نے عن عمہ کے الفاظ یقین سے کہے ہیں۔ جس میں ان سے اور ان کے متبعین سے غلطی سرزد ہوئی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: عاص بن ہشام بدر میں کافر مارا گیا، جس کا موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب ذکر کیا ہے اور جس میں تمام اہل سیر ان سے متفق ہیں۔ ابو الحسن بن قانع نے مذکورہ حدیث حارث بن ہشام کے حالات میں درج کی ہے، شاید ان کا گمان ہے کہ حارث عکرمہ کے نانا ہیں۔ یہ ساری بحث اس بنیاد پر ہے کہ عکرمہ بن خالد ہی عاص بن ہشام مذکورہ کے بیٹے ہیں۔ لیکن اس روایت میں عکرمہ بن خالد دوسرے ہیں۔ ان کے دادا کا نام سلمہ بن ہشام اور یہ سابقہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ مذکورہ حدیث امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں بطریق حماد بن سلمہ نقل کی ہے۔ ذہبی ❁ نے بغوی اور ان کے پیروکاروں کی تقلید کر کے عاص بن ہشام پر تجرید میں مسند کی علامت درج کی ہے جو غلطی پر غلطی ہے۔

اور طبرانی نے عجیب کام کیا کہ مذکورہ حدیث بعینہٖ خالد بن عاص بن ہشام کے حالات میں نقل کر دی۔ لگتا ہے انہوں نے اس بات کو مدِ نظر رکھ کر ایسا کیا ہے کہ عکرمہ بن خالد اپنے دادا کی نسبت سے مشہور ہیں ان کے والد یا چچا کا نام رہ گیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں جیسا ان کا خیال ہے۔ ابن ابی حاتم ❁ نے جہاں عکرمہ بن خالد کے سوانح لکھتے ہیں وہاں ان کے دادا کا نام سعید بن عاص بن ہشام لکھا ہے جو صحیح بات کے زیادہ قریب ہے، اس حدیث کے صحابی سعید بن عاص ہوئے۔ جس کا باپ بدر میں کافر مارا گیا ہو بعید نہیں اسی کا بیٹا صحابی ہو۔ اس بارے میں وہ روایات کافی ہیں جو ان سب نے ذکر کی ہیں جن میں عکرمہ کے دادا کے نام کا ذکر نہیں۔ مجھے بیہقی کی ''شعب الایمان'' میں بطریق عمر بن یونس بن القاسم الیمامی عن ابیہ عن عکرمہ بن خالد بن سعید بن عاص المخزومی ایک روایت مل گئی ہے جس سے ابن ابی حاتم کی بات کو تقویت ملتی ہے کہ ان کے عبداللہ بن عمر سے ملاقات ہوئی تو جلاوطنی کی مذمت میں ایک حدیث ذکر کی۔ اس سب سے یہ ثابت ہوا کہ یہ حدیث مسند سعید بن عاص بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے تعلق

❁ اسد الغابہ (۲۶۶۱) تجرید (۲۸۱/۱) ❁ مسند احمد (۱۷۷/٤) المعجم الکبیر (۲۱/۱۸)

❁ التجرید (۷۹) ❁ الجرح والتعدیل (٤۲/۷)

رکھتی ہے۔ اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔ عاص بن ہشام کا ذکر ایک دوسری مرسل حدیث میں بھی آتا ہے جو غلط ہے جس پر تنبیہ وہاں بیان ہوگی۔ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ''المصنف'' میں لکھا ہے ہم سے ہیثم بن یحییٰ بن سعید نے عن محمد بن یحییٰ بن حیان روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز صبح کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت پڑھا۔ آپ اپنے قنوت میں پڑھا کرتے تھے۔ اے اللہ! ولید بن ولید، عیاش بن ابی ربیعہ اور عاص بن ہشام کو نجات عطا کر...... (حدیث) [1] ''عاص بن ہشام'' کہنا کسی راوی کی غلطی ہے، اس واسطے کہ یہ حدیث صحیحین میں موصول سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک ثابت ہے۔ اس میں ہے سلمہ بن ہشام بن عاص بن ہشام۔ فاللہ اعلم

۶۵۵۳ عاصم بن عاصم [2] ابو بشر

ان کی حدیث وحدان میں ابن طرخان نے نقل کی ہے اور ذہبی نے بھی تجرید [3] میں اسی طرح لکھا ہے، جو ایک نام رہ جانے کی وجہ سے غلط ہے اصل یوں ہے: عاصم بن ابی عاصم اور ابو عاصم کا نام سفیان ہے ان سے ان کا بیٹا بشر روایت کرتا ہے۔ پہلے درست نام گزر چکا ہے (ابیہ) ان کے والد سے حرف کنیت رہ گیا تھا اس لیے وہم پیدا ہوا۔ واللہ اعلم

۶۵۵۴ عاصم بن عدیؓ [4]

بغوی نے ان میں اور ابوالبدّاح کے والد کے درمیان میں فرق کیا ہے جس پر میں نے قسم اوّل میں تنبیہ کی ہے۔

۶۵۵۵ (ز) عاصم المازنی

مسند ابی عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن الدارمی میں (جو ابواب پر مشتمل مشہور سند ہے) ان کا ذکر ہے کہ عاصم مازنی سے مروی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جحفہ میں وضو کرتے دیکھا، آپ نے کلی کی اور استنشاق کیا (ناک میں پانی ڈالا) پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا..... (حدیث) [5] میں نے دونوں نسخوں میں اسی طرح لکھا دیکھا ہے اس میں مجھے وہم کی وجہ معلوم نہ ہوسکی۔ اسی روایت کو امام احمد رحمہ اللہ نے درست نقل کیا ہے۔ حدثنا موسیٰ بن داؤد حدثنا ابن لہیعہ عبداللہ بن زید بن عاصم تک اسی سند سے نقل کیا۔ فرماتے ہیں: عبداللہ بن زید ابن عاصم المازنی فرمایا: میں نے دیکھا.... اسی طرح مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے یہ روایت بطریق حبان بن واسع نقل کی ہے۔ عبداللہ بن زید کا عاصم نامی کوئی چچا نہیں۔ بلکہ عاصم تو ان کے دادا کا نام ہے جو صحابی نہیں ہیں۔

۶۵۵۶ عامر بن جعفر [6] بن کلاب

الدارقطنی نے ان کا اسی طرح اور ذہبی [7] نے تجرید میں اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے جو کچھ رہ جانے کی وجہ سے غلط ہے

---

[1] بخاری کتاب الاذان باب یھوی بالتکبیر حین یسجد (۸۰۴) مسلم (۲۹۵) ابوداؤد (۱۴۴۲) نسائی (۱۰۷۳) ابن ماجہ (۱۲۴۴) مسند احمد (۲۳۴/۲)

[2] تجرید (۲۸۲/۱) [3] تجرید (۷۹) [4] اسد الغابہ (۲۶۷۰) استیعاب (۱۳۱۷) تجرید (۲۸۲/۱)

[5] مسلم کتاب الطہارۃ باب صفۃ الوضوء وکمالہ (۵۳۷) ابوداؤد کتاب الشھارۃ باب صفۃ وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۱۱۹، ۱۲۰) ترمذی (۳۵) مسند احمد (۳۶/۴)

[6] تجرید (۲۸۳/۱) [7] تجرید (۷۹)

حالانکہ یہ نام دارقطنی کی کتاب میں عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب ہے اور یہ "ملاعب الاسنہ" سے مشہور ہیں۔ قسم اوّل میں درست نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۵۵۷ عامر بن حدیدہ انصاری

ابن عبدالبر نے ابوزید کنیت والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو تھوڑی فکر نہ کرنے کی وجہ سے غلطی بن گئی۔ وہ اس طرح کہ ابواحمد کی کتاب "الکنیٰ" میں جو شخصیت ہے وہ ابوزید قطبہ بن عمرو یا عامر بن حدیدہ ہے لہٰذا صحابی قطبہ ہیں اور ان کے والد کے نام میں تردّد ہے، آیا وہ عمرو ہے یا عامر؟ ان شاء اللہ تعالیٰ حرف قاف میں بیان ہوگا۔

۶۵۵۸ عامر بن الطفیل ✿

بن مالک بن جعفر بن کلاب العامری، مشہور شہسوار۔ جعفر المستغفری نے صحابہ میں اس کا ذکر کر دیا ہے جو غلط ہے۔ مذکورہ شخص کی موت کفر پر ہونا اہل سیر کے ہاں بلا کسی تردّد کے مشہور ہے۔ جعفر کو تو اس روایت سے دھوکا ہو گیا ہے جو بغوی نے عامر بن الطفیل تک اپنی سند سے نقل کی ہے کہ عامر بن الطفیل نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گھوڑا ہدیۃً بھیجا اور یہ خط بھی لکھا کہ مجھے خشکیٔ لب کی بیماری ہو گئی ہے جس کی کوئی دوا بھیجئے۔ آپ نے اس کا ہدیہ مسلمان نہ ہونے کی وجہ سے ردّ کر دیا اور شہد کی ایک کپی روانہ کر دی۔ یہ غلطی، تبدیلی سے پیدا ہوئی حالانکہ وہ عامر بن مالک ملاعب الاسنہ ہیں۔ ان کے حالات میں بغوی نے یہ روایت نقل کی ہے۔ اس بارے میں کئی روایات ہیں، جیسا کہ میں ان کے حالات میں ذکر کر چکا ہوں۔ اسی طرح جعفر نے اس حدیث کو دلیل بنایا ہے جو میں نے قسم اوّل میں عامر بن الطفیل کے حالات میں درج کی ہے اور میں نے وضاحت کر دی ہے کہ یہ عامری کے علاوہ ہیں۔ طبرانی نے عامر بن الطفیل کی موت کفر پہ ہونے کا واقعہ حدیث سہل بن سعد سے نقل کیا ہے۔

۶۵۵۹ عامر بن عبداللہ ✿

ابوعبداللہ۔ ابن شاہین نے ایک سمعی غلطی کی بنا پر صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے، چنانچہ انہوں نے بطریق ابوامیہ الطرسوسی عن ابی داؤد طیالسی انہوں نے ابو مصبح تک اپنی سند سے روایت کی ہے کہ ہم گرمی کی لڑائی میں رومی زمین پر چل رہے تھے اور ہمارے امیر مالک بن عبداللہ خثعمی تھے کہ ان کا گزر عامر بن عبداللہ کے پاس سے ہوا جو اپنے خچر کی رسّی پکڑے چلے جا رہے تھے۔ انہوں نے کہا: ابوعبداللہ! آپ اس پر سوار کیوں نہیں ہو جاتے؟..... پھر یہ حدیث ذکر کی:

"جس کے قدم راہ خدا میں غبار آلود ہوں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم کو حرام قرار دے دیتا ہے"۔ ✿

ابوداؤد طیالسی نے یہی حدیث اپنی مسند میں اسی سند سے نقل کی ہے۔ اس میں فرماتے ہیں: اچانک عامر بن عبداللہ کا گزر ہوا۔ اسی طرح ابن مالک نے کتاب الجہاد میں عن عتبہ بن حکیم (جو اس روایت میں طیالسی کے شیخ ہیں) روایت کی ہے اور یہی حدیث

✿ اسد الغابہ (۲۷۰۳) استیعاب (۱۳۳۹) تجرید (۲۸۵/۱)

✿ اسد الغابہ (۲۷۰۹) استیعاب (۱۳٤۰) تجرید (۲۸٦/۱)

✿ مسند احمد (۲۲۵/۵) المعجم الکبیر (٦٦۱/۱۹) مجمع الزوائد (۲۸۷/۵)

مسند احمد اور صحیح ابن حبان میں بطریق ابن المبارک ہے۔

۶۵۶۰ عامر بن عبداللہ [1]

بن ابی ربیعہ۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق بشر عن عمر عن اسماعیل بن ابراہیم بن عامر بن عبداللہ بن ابی ربیعہ عن ابیہ عن جدہ مرفوع روایت کی ہے: ''سلف (قرض) کا بدلہ پوری ادائیگی اور تعریف ہے''۔ [2] یہ غلطی نسب میں اضافے کی وجہ سے نمایاں ہوئی۔ یہی روایت اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں عن بشر بن عمر عن اسماعیل نقل کی ہے۔ ان کے نسب میں عامر نہیں۔ اسی طرح اسے اسحاق، ابن ابی شیبہ، اور امام احمد سب نے وکیع سے اور نسائی نے بطریق سفیان ثوری اور طبرانی نے بطریق حاتم بن اسماعیل سارے کے سارے اسماعیل بن ابراہیم بن عبداللہ بن ابی ربیعہ عن ابیہ عن جدہ کی سند سے نقل کرتے ہیں۔ اور مسانید کے مصنفین نے یہ روایت مسند عبداللہ بن ابی ربیعہ میں درج کی ہے۔

۶۵۶۱ عامر بن عَبْدہ [3]

نبی ﷺ سے یہ روایت کرتے ہیں:

''شیطان کچھ لوگوں کے پاس ایسے شخص کی شکل وصورت میں آتا ہے جس کا چہرہ تو یہ لوگ پہچانتے ہیں لیکن اس کے نسب سے ناواقف ہوتے ہیں، پھر ان سے حدیث بیان کرتا ہے تو وہ لوگ کہتے پھرتے ہیں: ہم سے فلاں نے حدیث بیان کی''۔ [4]

ان کی حدیث اعمش کی کتاب میں عن المسیب بن رافع بحوالہ ان کے مروی ہے۔ اسی طرح یہ روایت ابن عبدالبر [5] نے نقل کی ہے جبکہ یہ حدیث عن عامر بن عبدہ عن عبداللہ بن مسعود موقوفاً منقول ہے۔ اس میں نبی ﷺ کا ذکر نہیں۔ اسی طرح یہ روایت امام مسلم نے مقدمہ مسلم میں بطریق اعمش نقل کی ہے۔ علامہ ابن عبدالبر نے ان عامر بن عبداللہ کا تذکرہ ''کتاب الکنیٰ'' میں کرتے ہوئے لکھا ہے: ابوایاس عامر بن عبدہ ثقہ تابعی ہیں۔ ابن معین نے بھی انہیں ثقہ لکھا ہے۔ ابن ماکولا [6] کا بیان ہے: انہوں نے اُن سے مسیب بن رافع اور ابواسحاق سبیعی کے ساتھ روایت کی ہے۔ ''عبدہ'' میں اختلاف ہے آیا سکون سے ہے یا حرکت سے۔

۶۵۶۲ عامر بن لُدَین الاشعری [7]

ابوسہل۔ بقول بعض: ابوبشر۔ ایک قول ہے: ان کا نام عمرو ہے۔ ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا نام ذکر کیا ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ اہل شام کے تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ متاخرین میں سے کسی نے ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: میں نے ابن مندہ کی کتاب میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ لگتا ہے ان کی مراد بعض متاخرین سے ان کے علاوہ

---

[1] اسد الغابہ (۲۶۹۲) تجرید (۲۸٦/۱)

[2] نسائی کتاب البیوع باب الاستقراض (٤٦٩٧) ابن ماجہ (۲٤۲٤) مسند احمد (۳٦/٤)

[3] اسد الغابہ (۲۷۱٤) استیعاب (۱۳٤۳) تجرید (۲۸٦/۱) [4] مسلم المقدمۃ (۳)

[5] استیعاب (۳٤٤/۲) [6] الاکمال (۱۰٦/۲) [7] تجرید (۲۸۷/۱)

ہے۔ ابوموسیٰ نے ''ذیل'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس بن موسیٰ نے عن معاویہ بن صالح عن ابی بشر مؤذن مسجد دمشق عن عامر بن لدین الاشعری روایت کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جمعہ (ایک قسم) تمہاری عید کا دن ہے، لہٰذا تم اپنے عید والے دن روزہ (نفلی) نہ رکھو..... (حدیث) [1]

یہ روایت ابن شاہین نے اوران کے متبعین نے ان کے طریق سے نقل کی ہے جو کچھ رہ جانے کی وجہ سے غلط ہے۔ یہ روایت تو معاویہ بن صالح نے اسی سند کے ذریعہ عن عامر عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کی ہے، فرمایا: میں نے سنا۔ اوراسی طرح یہ روایت ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بطریق عبدالرحمٰن بن مہدی اور بطریق زید بن الحباب نقل کی ہے اور ہم بھی حرملہ کے نسخہ میں اور زیادات نیشاپوری میں بطریق یونس بن عبدالاعلیٰ وہ دونوں ابن وہب سے پھر تینوں معاویہ بن صالح سے یہی الفاظ نقل کرتے ہیں۔

اوراسے عبداللہ بن صالح (جو لیث کے کاتب تھے) عن معاویہ بن صالح عن ابی بشر عن عامر بن لدین روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جمعہ کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: تم خبردار کے پاس پہنچ گئے ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تاریخ میں لکھتے ہیں: عامر بن لُدین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے اور معاویہ بن صالح عن ابی بشر بحوالہ ان کے روایت کی ہے۔ یہی ابن ابی حاتم کا قول ہے جو وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ ابن سمیع فرماتے ہیں: عامر بن لُدین الاشعری عبدالملک کے قاضی تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔ عجلی لکھتے ہیں: شام کے ثقہ تابعی ہیں اور حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ کا قول ہے: عبدالملک کی طرف سے قاضی مقرر ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ اور ابو لیلیٰ الاشعری رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ان سے ابو بشر المؤذن، عروہ بن رویم اور حارث بن معاویہ روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابو لیلیٰ سے مروی ان کی روایت ان کے حالات میں بیان ہوگی۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ان کی روایت کو دولابی نے ''الکنی'' میں نقل کیا ہے۔ اور کا کہنا ہے: حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔

۶۵۶۴ عامر بن مالك الكعبي [*]

یہ القشیری ہیں: ابوموسیٰ نے اس گمان سے کہ یہ اور ہیں، اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحیح نہیں۔

۶۵۶۵ عامر بن مالك [*]

بن صفوان۔ ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اوران کی یہ مرفوع روایت نقل کی ہے: طاعون اور غرقابی کی موت شہادت (کا درجہ رکھتی) ہے۔ [*] یہ غلطی، لفظی غلطی سے پیدا ہوئی ہے۔ وہ اس طرح کہ حدیث تو اسی سند سے مشہور ہے۔ لیکن عن عامر بن مالک عن صفوان (جو ابن امیہ الجمحی ہیں)، تو لفظ ''عن'' بدل کر ''ابن'' بن گیا۔ یہی روایت امام بخاری نے اپنی تاریخ میں صحیح نقل کی ہے۔ اسی طرح امام احمد اورنسائی کی کتاب میں ہے۔ ابن الدباغ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لہٰذا ان سے یہ علت مخفی رہی

---

[1] المستدرك (۴۳۷/۱) [*] اسد الغابہ (۲۷۳۴) تجريد (۲۸۸/۱)

[*] اسد الغابہ (۲۷۳۲) تجريد (۲۸۸/۱) [*] مسند احمد (۴۰۱/۳)

سے ابن فتحون بھانپ گئے، وہ لکھتے ہیں: مجھے لگتا ہے ابن قانع کو اس میں وہم ہوا ہے۔ بلکہ مجھے پورا یقین ہے۔ ابن حبان [1] نے ثقات میں عامر بن مالک کا ذکر کیا ہے۔

۶۵۶۵ عامر المزنی [2] ابوھلال

یہ عامر بن عمرو ہیں جن کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابن مندہ نے وہم کی بنا پر دونوں میں فرق کیا ہے اور حدیث بھی ایک ہے جو روایت ہلال بن عامر بحوالہ ان کے والد مروی ہے اس میں ہلال سے آگے اختلاف ہے جس کی وضاحت میں رافع بن عمرو کے حالات میں کر چکا ہوں۔

۶۵۶۶ عامر [3] ابوھشام

یہ عامر بن امیہ ہیں۔ سعد بن ہشام جن کا تذکرہ گزر چکا ہے ان کے دادا ہوتے ہیں۔ ان کے درمیان بھی ابن مندہ نے فرق کیا ہے جو ان کا وہم ہے۔ اور حدیث ایک ہے جو بروایت سعد بن ہشام عن عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے۔ آپ نے فرمایا: سعد بن ہشام! اللہ ہشام پر رحم کرے وہ اُحد میں شہید ہوئے۔

باب عین کے بعد باء

۶۵۶۷ عباد بن عمرو

قسم اوّل عائذ بن قرط کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۵۶۸ (ز) عباد بن احمر المازنیؓ

ابو محمد بن قتیبہ نے ''غریب الحدیث'' میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اسی سے عباد بن احمر المازنی کا قول ہے کہ میں اپنے اونٹ چرا رہا تھا کہ ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر نے حملہ کر دیا، میں ایک نر اونٹ پر سوار ہو کر تبوک کی صبح آ گیا۔ حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں: اس میں ابن قتیبہ کو وہم ہو گیا ہے۔ درست عمارہ بن احمر ہے جیسا کہ تذکرہ ہوا ہے۔

۶۵۶۹ عباد بن الحسحاس [4]

ابو عمر [5] نے ان کا ایسا ہی ذکر کیا ہے جو ان کی لفظی غلطی ہے، درست عبادہ ہے۔

۶۵۷۰ عباد بن المطلب

مہاجرین میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ کوئی روایت مشہور نہیں، یہ ابن مندہ کا قول ہے۔ اور بطریق یونس بن بکیر عن ابن اسحاق مہاجرین کے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عبیدہ بن حارث اور عباد بن المطلب اور ایک جماعت کا نام لیا کہ یہ فروکش

---

[1] الثقات (۱۹۱/۵) [2] اسد الغابہ (۲۷۳۸) تجرید (۲۸۸/۱) [3] اسد الغابہ (۲۷۴۳)

[4] استیعاب (۱۳۷۹) تجرید (۲۹۱/۱) [5] استیعاب (۳۵۵/۲)

ہوئے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: یہ بہت بڑا وہم اور انتہائی قبیح غلطی ہے۔ یہ تو مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب ہیں پھر مہاجرین کی مدینہ آمد والی روایت بطریق ابراہیم عن سعد بن اسحاق نقل کی کہ عبیدہ بن حارث اور ان کے دونوں بھائی طفیل اور حصین اور مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب سویبط بن سعد بن حرملہ، طلیب بن عمرو، علی بن عبداللہ بن سلمہ العجلانی (مدینہ) فروکش ہوئے۔ بات ایسی ہے جیسی ابونعیم نے کہی۔ وہم کا سبب یہ ہوا کہ لفظ ابن بدل کر واو بن گیا۔ یوں ایک شخص سے دو آدمی بن گئے۔ مسطح بن اثاثہ اور عباد بن المطلب۔ عباد تو مسطح کے دادا ہیں۔ ابن مندہ کی روایت کے علاوہ والی روایت میں ایسا ہی لکھا ہے جیسا ان کے پاس ہے۔ ان کی طرف سے لفظی غلطی نہیں۔ البتہ ان کے وسیع الحفظ اور زیادہ معرفت کا تقاضا تھا کہ وہ اس پر نہ چلتے۔ اس سے تعجب انگیز بات وہ ہے جو ذہبی [1] نے تجرید میں لکھی ہے، وہ لکھتے ہیں: عباد نے ہجرت کی، اور روایت کرتے ہیں: البتہ ہیں نامعلوم۔ یوں وہ وہم پر چل پڑے۔ اور اس سے اور زیادہ وہم میں اضافہ ہوا کہ ان کے والد کا نام چھوڑ دیا۔

۶۵۷۱ عباد بن تمیم [2]

شارح بخاری کرمانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بخاری کے کسی نسخہ میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباد کی آواز سنی وہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ عباد پر رحم کرے"۔ [3] لکھتے ہیں: بعض نسخوں میں عباد بن تمیم ہے۔ مشہور تو یہ ہے کہ وہ عباد بن بشر ہیں، جیسا کہ مسند ابی یعلی میں ہے۔

۶۵۷۲ عبادہ بن سلیمان

مولا العباس۔ بقول ابن سعد: نکاح کے بارے میں ان کی حدیث ہے، جبکہ درست عباد ہے جیسا کہ قسم اوّل میں بیان ہوا۔

۶۵۷۳ عباس بن جَمْهَان

یا جہمان۔ عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے۔ ان کا صحابی ہونا صحیح سند سے ثابت نہیں۔ ان سے اسماعیل بن رافع نقل کرتے ہیں۔ ایسا ہی امام بخاری [4] نے تاریخ میں لکھا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے۔

۶۵۷۴ عبدالاعلی بن عدی البهرانی [5]

تابعی ہیں جنہوں نے ایک مرسل حدیث روایت کی ہے جس کی بنا پر محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا۔ ابونعیم یہ بات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں، ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں۔ ان کی حدیث مرسل ہونے پر امام بخاری اور ابوداؤد نے یقین کیا ہے۔ انہوں نے ثوبان، عتبہ بن عبدالسلمی، عبداللہ بن عمرو وغیرہ سے روایت کی ہے اور ان سے حریز بن عثمان، احوص بن حکیم، صفوان بن عمرو وغیرہ نے روایت کی ہے۔ ان کی حدیث مراسیل ابی داؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ہے۔ ابن حبان [6] ثقات التابعین میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ یزید بن عبدربہ کا قول ہے: ۱۰۴ھ میں فوت ہوئے۔

---

[1] تجرید (۸۲) [2] تجرید (۲۹۱/۱)

[3] بخاری کتاب الشهادات باب شهادة الاعمى و امره و نكاحه ... (۲۶۵۵) مسند ابی یعلی (۶۵۳۹/۱۱)

[4] اسد الغابه (۲۸۰٤) تجرید (۲۹٦/۱) [5] الثقات (۱۲۹/۵) [6] الثقات (۱۲۹/۵)

۶۵۷۵ (ز) عبداللہ بن ابراہیم الانصاری

کوئی مرسل روایت نقل کی ہے جس کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابن ابی حاتم [1] فرماتے ہیں: نامعلوم شخص ہیں۔ نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ فضالہ بن حصن عن الخطاب بن سعید عن سلیمان بن محمد بن ابراہیم بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں۔ ابن فتحون نے ابن ابی حاتم [2] کی نسبت سے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۵۷۶ عبداللہ بن ابی الاسد

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر اس حدیث کی وجہ سے کر دیا ہے جو خطیب نے بطریق محمد بن العباس ''صاحب السامہ'' عن محمد بن بشر عن عبیداللہ العمری عن الزہری عن عبیداللہ بن ابی الاسد نقل کی ہے، فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ نے اس کے اطراف مخالف سمت اپنے کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے''۔ [3] یہ غلطی کچھ رہ جانے اور تحریف کی بنا پر ہوئی ہے درست روایت وہ ہے جو ابواسامہ نے عن العمری عن الزہری عن سعید بن المسیب عن عمر بن ابی سلمہ بن عبدالاسد نقل کی ہے۔ عمر بن ابی الاسد کے حالات میں اس میں دوسری غلطی کا بیان بھی ہوگا۔

۶۵۷۷ (ز) عبداللہ بن الاسود المزنی [4]

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے زجوان کا وہم ہے اس واسطے کہ یہ سدوسی ہیں اور جس روایت میں ان کا نسب مزنی بیان کیا گیا وہ ضعیف ہے جس کی وضاحت میں حجاج کے حالات میں بیان کر چکا ہوں۔

۶۵۷۸ عبداللہ بن انیسہ الاسلمی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے حالات میں حدیث جابر بحوالہ ان کے قصاص کے بارے میں نقل کی ہے۔ ان کی روایت میں ان کا نسب بیان نہیں ہوا۔ اس میں تو بس عبداللہ بن انیس ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ابن ابی حاتم [5] نے ان میں اور الجھنی میں فرق کیا ہے، میں دونوں کو ایک سمجھتا ہوں۔

میں کہتا ہوں: حدیث جھنی کے حوالہ سے مشہور ہے، جس کی طرف میں نے ان کے حالات میں اشارہ کر دیا ہے۔ ابونعیم نے ان کے حالات میں دونوں کو یکجا کر کے ابن مندہ پر کیچڑ اچھالی ہے کہ انہوں نے انہیں الگ الگ قرار دیا ہے۔ اس میں ابن مندہ کا کوئی قصور نہیں۔ قسم اوّل میں عبداللہ بن انس یا ابن انیس الاسلمی کا ذکر ہوا ہے، وہاں یہ بھی ذکر ہوا ہے کہ کسی نے ان کے جھنی ہونے کا جواز پیش کیا ہے۔

---

[1] الجرح والتعدیل (۲/۵) [2] ایضًا

[3] مسلم کتاب الصلاۃ (۱۹۰۹) ابوداؤد (۶۲۸) نسائی (۷۶۳) ابن ماجہ (۱۰۴۹) مسند احمد (۳۶/۴)

[4] اسد الغابہ (۲۸۱۴) استیعاب (۱۴۷۸) تجرید (۲۹۷/۱)

[5] الجرح والتعدیل (۸/۵)

۶۵۷۹ عبداللہ بن ابی انیسہ ❶

الجیزی نے مصر فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ جابر یہ روایت کی ہے کہ میں نے قصاص کے متعلق ایک حدیث سنی جو صرف مصر کے ایک شخص کو یاد تھی۔ جس کا نام عبداللہ بن ابی انیسہ تھا۔ پھر ان کی طرف اپنے سفر کا ذکر کیا۔ وہ روایت خطیب نے "کتاب الرحلة" میں نقل کی ہے۔ یہ عبداللہ بن انیس الجھنی ہیں، میں نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ کس نے اسے نقل کیا ہے اس کا مدار عبداللہ بن محمد بن عقیل پر ہے جو جابر سے روایت کرتے ہیں۔ ذہبی نے تجرید ❷ میں اپنے سے پہلے لوگوں پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، جو غلط ہے جس کا سبب ان کے والد کے نام میں غلطی ہے۔

۶۵۸۰ عبداللہ بن بشر الحمصی

بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ قسم اوّل میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۶۵۸۱ عبداللہ بن بُغَیل

تصغیر ہے، عبداللہ بن نفیل میں ان کے بارے میں تنبیہ ہو چکی ہے۔

۶۵۸۲ عبداللہ بن جَبر ❸

بن عتیک الانصاری۔ ایک مرسل حدیث بیان کی ہے جس کی وجہ سے ابوموسیٰ نے "ذیل الصحابہ" میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔

وہ حدیث نسائی میں بروایت جعفر بن عون عن ابی العمیس عن عبداللہ بن عبداللہ بن جبر بن عتیک عن ابیہ کی سند سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جبر بن عتیک کی عیادت کی..... (حدیث) ❹ اسے ابن ماجہ نے بطریق وکیع عن ابی العمیس عن ابیہ کے بعد باضافہ عن جدہ کے الفاظ سے نقل کیا ہے جو درست ہے۔ عبداللہ بن عبداللہ امام مالک کے شیوخ میں سے ہیں۔ ان کے حوالے سے المؤطا میں یہ حدیث نقل کی ہے، لیکن فرمایا: عن عبد بن جابر ابن عتیک عن عتیک بن الحارث کہ جابر بن عتیک نے ان سے بیان کیا۔ جابر بن عتیک کے حالات میں تفصیل بیان ہو چکی ہے۔ مذکورہ عبداللہ بن جابر کے حالات میں نے کسی کی کتاب میں نہیں دیکھے، جنہوں نے اسماء الرجال پر کتابیں لکھی ہیں۔

۶۵۸۳ عبداللہ بن جبیر الخزاعی ❺

تابعی ہیں۔ ایک مرسل حدیث بیان کی ہے جس کی بنا پر ابونعیم اور ابوعمر نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابوعمر ❻ کا قول ہے، بقول بعض: ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابوحاتم ❼ الرازی لکھتے

---

❶ تجرید (۲۹۸/۱) ❷ تجرید (۸۳) ❸ اسد الغابہ (۲۸۵۳) تجرید (۳۰۱/۱)

❹ ابوداؤد کتاب الجنائز باب فضل من مات بالطاعون (۳۱۱۱) نسائی (۱۸۴۵) ابن ماجہ (۲۸۰۳) مؤطا مالک (۵۵۲)

❺ اسد الغابہ (۲۸۵۲) استیعاب (۱۵۰۰) تجرید (۳۰۱/۱) ❻ استیعاب (۱۳/۳)

❼ الجرح والتعدیل (۲۷/۵)

ہیں: مجہول شیخ ہیں ابوالفیل سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے رجم [1] کیا۔ ابن حبان [2] نے ''ثقات التابعین'' میں ان کا ذکر کیا ہے، ان سے صرف سماک بن حرب نے روایت کی ہے۔

۶۵۸۴ (ز) عبداللہ بن جزء الزبیدی [3]

ابن ابی علی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں یہ عبداللہ بن حارث بن جزء ہیں اپنے دادا کے نسب سے لکھے جاتے ہیں لہٰذا استدراک کی ضرورت نہیں۔

۶۵۸۵ عبداللہ بن الحارث ابواسحاق [4]

ان سے قتادہ نے روایت کی ہے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب ہیں۔ لقب ''ببّۃ'' ہے، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اس لئے استدراک کی ضرورت نہیں رہی۔ قسم ثانی میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۵۸۶ عبداللہ بن حارث بن اوس الثقفی [5]

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عارم عن ابن المبارک عن الحجاج بن ارطاۃ عن عبدالملک بن المغیرہ عن عبدالرحمٰن السلمانی عن اوس بحوالہ ان کے طواف الوداع کی روایت نقل کی ہے۔

اس سند میں کئی جگہ خبط واقع ہوا ہے۔ اوروں نے یہ روایت عن ابن المبارک عن حجاج عن ابن السلمانی عن عمرو بن اوس عن الحارث بن عبداللہ بن اوس نقل کی ہے، جو درست ہے۔ اسی طرح ترمذی میں بطریق عبدالرحمٰن المحاربی عن حجاج بن ارطاۃ مروی ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے دوسری سند کے ذریعے عن الحارث بن عبداللہ بن اوس نقل کی ہے۔ پہلے صحیح سند بیان ہو چکی ہے۔

۶۵۸۷ عبداللہ بن الحارث بن ابی ربیعہ المخزومی [6]

ابن عبدالبر [7] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ابن خدیج نے عن عبداللہ بن ابی امیہ عن عبداللہ بن حارث بن ابی ربیعہ عن النبی ﷺ چور کا ہاتھ کاٹنے کے بارے میں روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ عبداللہ بن حارث بن عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ ہیں جو عبدالرحمٰن بن حارث کے بھائی ہیں۔ اگر یہ وہی ہیں تو ان کی حدیث بلاشبہ مرسل ہے۔ رہے عبدالرحمٰن بن حارث تو ابن ابی حاتم کا بیان ہے کہ یہ اپنے بھائی عبداللہ بن حارث سے روایت کرتے ہیں۔ عبدالرحمٰن کی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الادب المفرد اور السنن الاربعہ میں ہے۔ عجلی ان کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ثقہ تابعی ہیں۔ ابن سعد نے ان کی توثیق کی ہے۔ خلافتِ منصور میں فوت ہوئے۔ بقول بعض: ان کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی۔ البتہ ان کے بھائی عبداللہ ان سے بڑے ہیں۔ نسائی لکھتے

---

[1] جامع المسانید (۳۷۰/۷) [2] الثقات (۲۱/۵) [3] اسد الغابہ (۲۸۶۱)

[4] اسد الغابہ (۲۸۶۶) تجرید (۳۰۲/۱) [5] اسد الغابہ (۲۸۶۹) تجرید (۳۰۳/۱)

[6] اسد الغابہ (۲۸۷۲) استیعاب (۱۵۱۰) تجرید (۳۰۳/۱)

[7] استیعاب (۱۹/۳)

ہیں: قوی نہیں۔

۶۵۸۸ عبداللہ بن حارث بن زید [1]

بن صفوان الضمی ۔قسم اوّل میں تذکرہ ہوا ہے جہاں عبداللہ بن زید بن صفوان کے حالات ہیں۔ابوعمر [2] نے ان کا ذکر کیا تو ان کے نسب میں حارث کا اضافہ کیا اور حوالہ ابن کلبی اور ابن حبیب کا دیا ہے جبکہ ان کی کتابوں میں حارث نہیں ہے۔

۶۵۸۹ عبداللہ بن حارث [3]

بن زید بن صفوان الضمی ۔ ابوعمر [4] نے ان کا اسی طرح ذکر کیا ہے۔قسم اوّل میں بیان ہوا ہے وہم ہے یہ کہ حارث، عبداللہ اور زید کے درمیان زائد نام ہے۔اس کا سبب وہ ہے جو عبداللہ بن زید کے حالات میں بیان ہوا کہ ان کا نام حارث بن زید تھا۔ نبی ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا۔تو ابوعمر انہیں عبدالحارث بن زید دیکھ کر عبداللہ بن حارث بن زید سمجھ بیٹھے۔

۶۵۹۰ (ز) عبداللہ بن الحارث العبدی

قسم اوّل میں ان کی طرف اشارہ ہو چکا ہے۔

۶۵۹۱ (ز) عبداللہ بن الحجاج الثمالی [5]

ذہبی [6] نے ان کا نام درج کیا ہے کہ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔عبداللہ کے بعد فرماتے ہیں: ابوالحجاج۔

میں کہتا ہوں: اسد الغابہ میں مجھے اس قسم کی کوئی بات نہیں ملی بلکہ انہوں نے کہا ہے: عبداللہ ابوالحجاج الثمالی ۔ بقول بعض: ان کا نام عبداللہ بن عبد ہے، تینوں نے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ ہاں ''ذیل ابی موسیٰ'' میں مجھے ان کا نام نظر آیا ہے جیسا کہ ذہبی [7] نے کہا ہے۔ابن مندہ نے تین مقامات پر ان کا نام عبداللہ ثمالی لیا ہے۔

۶۵۹۲ عبداللہ بن حَرام [8]

ابوموسیٰ اور ابوبکر بن علی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابراہیم بن ابی عبلہ روایت کی ہے کہ میں نے عبداللہ بن حرام کے سر پر ایک چادر دیکھی انہوں نے فرمایا: میں نے دونوں قبلوں کی جانب رخ کر کے نماز پڑھی ہے۔ [9] ابن مندہ نے ان کا صحیح تذکرہ عبداللہ بن ام حرام میں کیا ہے۔ان کے والد کا نام عمرو بن قیس ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۸۷۴) استیعاب (۱۵۱۲) تجرید (۳۰۳/۱) [2] استیعاب (۲۰/۳)

[3] اسد الغابہ (۲۸۷۴) استیعاب (۱۵۱۲) تجرید (۳۰۳/۱) [4] استیعاب (۲۰/۳)

[5] اسد الغابہ (۲۸۸۷) تجرید (۳۰۴/۱) [6] تجرید (۸۵) [7] ایضًا

[8] اسد الغابہ (۲۸۹۰) استیعاب (۱۵۲۷) تجرید (۳۰۵/۱)

[9] جامع المسانید (۴۴۳/۷) میزان الاعتدال (۶۵۸/۲) کنز العمال (۴۰۷۷۷) اسد الغابہ (۵۷۸/۲)

۶۵۹۳ (ز) عبداللہ بن ابی حرام[1]

بقول ابن الاثیر:[2] میں نے اپنے قلم سے ان کے نام پر تینوں کی لکھی علامت دیکھی ہے لیکن مجھے ان کی کتابوں میں ان کا نام نہیں ملا۔

میں کہتا ہوں: یہ پہلے والے عبداللہ بن ام حرام ہیں۔ حرف کنیت ''ام'' سے ''ابو'' میں تبدیل ہوگیا۔

۶۵۹۴ عبداللہ بن حُزابہ[3]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: عبداللہ بن حزابہ اور عبداللہ بن حکل دونوں کا صحابہ میں ذکر ملتا ہے جبکہ دونوں شام کے تابعی ہیں۔ ان سے خالد بن معدان نے روایت لی ہے۔

۶۵۹۵ عبداللہ بن الحسن[4]

عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابوموسیٰ نے انہی کے طریق سے اپنے استدراک میں پھر بروایت داؤد بن عبدالرحمٰن العطار روایت کی ہے کہ ہم سے عبداللہ بن الحسن نے مرفوع حدیث بیان کی: ''اگر میرے گھر تیسری بیٹی ہوتی تو اس کا نکاح بھی میں عثمان سے کردیتا''۔[5] ابوموسیٰ فرماتے ہیں: مرسل ہے۔ یا معضل اور یہ عبداللہ بن الحسن بن علی چھوٹے تابعی ہیں۔

میں کہتا ہوں: اپنے والد اور اپنی والدہ فاطمہ بنت الحسین اور اپنے دادا کے چچا زاد بھائی عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور اپنی والدہ کے چچا ابراہیم بن محمد بن طلحہ اور اعرج اور عکرمہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کے دونوں بیٹے موسیٰ و یحییٰ اور امام مالک، ثوری، ابن ابی الموالی اور ابن علیہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن معین اور دونوں رازی، نسائی، عجلی وغیرہ ثقہ قرار دیتے ہیں۔ ابن حبان نے ثقات کے تیسرے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے لگتا ہے ان کے نزدیک ان کی عبداللہ بن جعفر سے مروی روایت صحیح نہیں۔ وہ اپنے زمانے میں اولادِ حسن کے ترجمان تھے۔ مصعب زبیری کا قول ہے، میں نے اپنے علماء کو ان سے زیادہ کسی کا اکرام کرتے نہیں دیکھا۔ عمر بن عبدالعزیز کے ہاں انہیں بڑا مرتبہ حاصل تھا۔ منصور کی قید میں ایک ۱۴۵ھ میں پچھتر (۷۵) برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

۶۵۹۶ عبداللہ بن حکل الازدی[6]

بقول ابوعمر:[7] شامی ہیں۔ نبی ﷺ سے یہ حدیث ''شام دارالاسلام کی ریڑھ کی ہڈی ہے''۔ روایت کرتے ہیں، ان سے خالد بن معدان نے روایت کی ہے۔[8] ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے یہ مرسل حدیث ہے۔ اس کے متعلق ابن مندہ کی گفتگو بیان ہو چکی ہے۔ جو عبد بن حرام میں ہے۔ ابن حبان[9] لکھتے ہیں: عبداللہ بن حکل کسی صحابیِ رسول

---

[1] اسد الغابہ (۲۸۹۱) [2] اسد الغابہ (۵۷۸/۲) [3] اسد الغابہ (۲۸۹۴) تجرید (۵۷۸/۱)

[4] اسد الغابہ (۲۸۹۵) تجرید (۵۷۸/۱) [5] کنز العمال (۳۲۸۲۸)

[6] اسد الغابہ (۲۸۹۷) استیعاب (۱۵۲۹) تجرید (۳۰۵/۱) [7] استیعاب (۲۷/۳)

[8] مسند احمد (۱۰۴/۴) [9] الثقات (۶۲/۵)

سے روایت کرتے ہیں اور ان سے خالد بن معدان روایت کرتے ہیں۔

۶۵۹۷ عبداللہ بن حکیم الجہنی [1]

بقول ابن الاثیر: [2] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ دور نبوی پایا ہے۔ ابوحاتم الرازی [3] فرماتے ہیں: یہ ابن علیم ہیں۔ بات بھی یہی ہے۔

۶۵۹۸ عبداللہ بن حُکیم [4]

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرماتے سنا: ''اے اللہ! اسے ایسا حج بنا جس میں ریا کاری اور نمود ونمائش نہ ہو''۔ [5] یہ وہم کچھ رہ جانے سے پیدا ہوا کیونکہ اس سے صحابی کا نام چھوٹ گیا۔ جو بشر بن قدامہ ہیں جیسا کہ حرف باء کی قسم اوّل میں صحیح بیان ہوا ہے۔ یہ ایسی حدیث ہے جس کی روایت میں سعید بن بشیر عن عبداللہ بن حکیم عن بشر نقل کرنے میں اکیلے ہیں۔ اور سعید سے صرف محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے نقل کی ہے۔ عبداللہ بن حکیم اور ان کے شیخ کا حال صرف اسی حدیث کی سند میں معلوم ہوا۔

۶۵۹۹ (ز) عبداللہ بن خلیفہ

ذیل میں ابن فتحون کہتے ہیں: طبری نے ان کا ذکر کیا اور عرش کی کیفیت کے بارے میں ان کی حدیث نقل کی۔

میں کہتا ہوں: یہ غلطی کچھ رہ جانے سے پیدا ہوئی۔ مذکورہ حدیث تو بطریق عبداللہ بن خلیفہ روایت کی جاتی ہے جیسا کہ ابن خزیمہ نے کتاب التوحید میں، ابویعلی، ابن ابی عاصم اور طبرانی نے کتاب السنّۃ میں نقل کی ہے۔ سب بطریق ابواسحاق السبیعی روایت کرتے ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۶۰۰ عبداللہ بن رئاب [6]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ میرے نزدیک ان کی حدیث مرسل ہے جسے معمر نے کثیر بن یزید سے بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ ابی ابن عبدالبر [7] کا قول ہے۔ ابن ابی حاتم [8] فرماتے ہیں: عبداللہ بن رئاب بحوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسل روایت کرتے ہیں۔ انہیں ابن زبیب بھی کہا جاتا ہے۔ کثیر بن یزید سے بحوالہ ان کے روایت کی جاتی ہے۔ ابوعمر نے ان کی بات لی اور مرسل ہونے کا حکم اپنی طرف منسوب کر دیا اور اس فائدے کو حذف کر دیا جو ان کے والد کے نام کے بارے اختلاف میں ہے۔ جو بعد والی شخصیت میں بیان ہوگا۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۸۹۸) تجرید (۳۰۶/۱) [2] اسد الغابہ (۵۷۹/۳)

[3] الجرح والتعدیل (۳۸/۵) [4] اسد الغابہ (۲۹۰۱) استیعاب (۱۵۳۱)

[5] السنن الکبریٰ (۳۳۳/۴) کنز العمال (۱۲۵۵۹)

[6] اسد الغابہ (۲۹۴۲) استیعاب (۱۵۴۹) تجرید (۳۱۰/۱) [7] استیعاب (۳۶/۳)

[8] الجرح والتعدیل (۵۵/۵)

۶۶۰۱ عبداللہ بن زبیب الجندی ❶

بقول ابن مندہ: صحابہ میں ان کا تذکرہ ملتا ہے لیکن ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں۔ ان کی حدیث عبداللہ بن المبارک نے بحوالہ کثیر بن عطاء الجندی نقل کی ہے کہ عبداللہ بن زبیب الجندی نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبادہ بن الصامت، ابوالولید! جب تم دیکھو کہ زکوٰۃ کو چھپایا جا رہا ہے اور جہاد کرائے پر کیا جا رہا ہے۔ اور دیکھو کہ آدمی امانت کو ایسے استعمال کر رہا ہے جیسے اونٹ درخت کو چباتا ہے۔ آباد جگہیں ویران اور ویران مقامات آباد ہونے لگیں تو پھر تم میں اور قیامت میں ان دو انگلیوں جتنی نزدیکی رہ گئی۔ ❷ اور آپ نے اپنی انگلیاں پکڑ کر اشارہ فرمایا، ابونعیم! ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے پھر یہ حدیث دوسری سند سے بواسطہ عبدالرزاق نقل کی۔

میں کہتا ہوں: اگر ابن ابی حاتم پورے اعتماد سے یہ نہ کہتے کہ یہ اور سابقہ شخصیت ایک ہے اور حدیث مرسل ہے تو میں ان کا تذکرہ قسم اوّل میں کرتا۔

۶۶۰۲ عبداللہ بن زہیر ❸

عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں ابوموسیٰ نے ان کا اتباع کیا ہے اور ان کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بن زہیر روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حج میں خرچ کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا''۔ ❹

میں کہتا ہوں: اس غلطی کی وجہ کچھ رہ جانا، تبدیلی اور لفظی غلطی ہے۔ درست سند یوں ہے۔ عن عطاء بن ابی زهير الصبعیّ عن عبدالله بن بريده عن ابيه۔ اسی طرح منصور نے ابوالاسود سے اور ابوعوانہ نے عطاء بن السائب سے نقل کیا ہے۔ اور علی بن عاصم نے عطاء سے روایت کر کے اس میں خبط کیا وہ کہتے ہیں: عن عطاء بن السائب عن زهير بن عبدالله عن ابيه۔ ابن مندہ نے یہ روایت نقل کر کے تنبیہ کی ہے کہ انہیں اس میں وہم ہوا ہے۔ یہی بات ہے، البتہ انہوں نے وہم کی وجہ بیان نہیں کی جو میں نے واضح کر دی ہے۔ الحمدللہ

۶۶۰۳ عبداللہ بن زید الجہنی ❺

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: ان کی حدیث کی اسناد میں تامل ہے پھر بطریق محمد بن یحییٰ المار بی عن حرام بن عثمان، جو ایک متروک راوی ہے۔ عن معاذ عن عبداللہ بن زید الجہنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے آپ نے فرمایا: جب یہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دو..... (حدیث) اس کے آخر میں ہے: ''اب کی بار اگر یہ چوری کرے تو اس کی گردن اڑا دو''۔ ❻ ابن مندہ فرماتے ہیں: حرام نے ایسا ہی کہا ہے جبکہ اوروں نے ان کے خلاف کہا ہے۔ ابونعیم فرماتے ہیں: درست روایت یوں ہے: عن معاذ بن عبدالله بن حبيب عن عبدالله بن زيد الجهنی۔ اور اسے عبداللہ بن بدر کے حالات میں بطریق حفص بن میسرہ عن حرام بن عثمان

---

❶ اسد الغابه (۲۹۴۵) تجريد (۳۱۱/۱) ❷ جامع المسانيد (۴۹۳/۷)

❸ اسد الغابه (۲۹۵۱) تجريد (۳۱۱/۱) ❹ مسند احمد (۳۵۴/۵) مجمع الزوائد (۲۰۸/۳) جامع المسانيد (۵۴۳/۷)

❺ اسد الغابه (۲۹۵۴) استيعاب (۱۵۵۸) تجريد (۳۱۲/۱) ❻ الدارقطنی فی سننه (۱۸۱/۳)

عن معاذ نقل کیا ہے..... جس سے ظاہر ہوا کہ حرام سے روایت کرنے والے راوی کو وہم ہوا ہے بخلاف ابن مندہ کی گفتگو سے جو بات سمجھ آتی ہے۔

۶۶۰۴ عبداللہ بن زید [1]

بن عمرو بن مازن الانصاری۔ بغوی اور ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے جو وہم پر مبنی ہے۔ البتہ بغوی لکھتے ہیں: مدینہ کے رہائشی تھے نبی ﷺ سے اذان کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ پھر وہ حدیث ذکر کی کہ میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو آسمان سے اترا اس نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھی تھیں..... (حدیث) [2] یہ وہی عبداللہ بن زید بن عبدربہ ہیں جن کا تذکرہ قسم اول میں ہو چکا ہے۔ ان کے نسب میں غلطی کی وجہ سے انہیں دو آدمی بنا دیا۔ حدیث اذان بطریق اعمش اسی سند سے ابن خزیمہ وغیرہ مسند عبداللہ بن عبدربہ نقل کی ہے اور ترمذی نے اسی سند سے اس کا ایک حصہ روایت کیا ہے اسی طرح بروایت محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن عمرو بن مرہ مروی ہے۔

رہے ابن مندہ تو وہ فرماتے ہیں: ابن اسحاق [3] نے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بدر کے روز وہ غنیموں پر مقرر تھے۔ پھر وہ روایت ذکر کی۔ یہ بھی غلط ہے۔ ابن اسحاق کی کتاب میں جو شخص ہے وہ تو عبداللہ بن کعب بن زید ہے جن کا تعلق بنی عمرو بن مازن بن النجار سے ہے۔ عمرو بن مازن ان کے جد امجد ہیں۔ ان کے دادا نہیں عبداللہ اور زید کے بیچ سے کعب کا نام رہ گیا، جس کے سبب یہ وہم پیدا ہوا۔ ابونعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے انہیں وہم ہوا ہے اور ان سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔ وہم تو کعب کا نام چھوڑنے پر اور تصحیف لفظی غلطی لفظ نفل کو انہوں نے ثقل بنا دیا جس کا معنی سامان ہے۔ آپ نے بدر سے مدینہ واپسی پر انہیں غنائم کا نگران مقرر کیا تھا۔ ابن مندہ نے عبداللہ بن کعب کے حالات میں ان کا صحیح تذکرہ کیا ہے۔

۶۶۰۵ عبداللہ بن ابی سدید

بن عبداللہ بن ربیعہ ثقفی۔ بیری کاٹنے کے بارے میں ان کی ایک حدیث ہے جسے ابن قانع نے نقل کیا ہے۔ ذہبی نے اپنے استدراک میں ان کا ایسا ہی ذکر کیا ہے لیکن ان کے والد کا نام غلط لکھ دیا۔ حرف شین میں نسبوں میں صحیح نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۶۰۶ عبداللہ بن سعد الازدی السامی [1]

ابن عبدالبر [2] نے ان میں اور عبداللہ بن سعد جو حرام بن حکیم کے چچا ہیں، میں فرق کیا ہے جبکہ دونوں ایک ہیں۔ ان کی حدیث کئی طرق سے مروی ہے کسی میں ان کا نسب ازدی نہیں بیان ہوا۔ واللہ اعلم

۶۶۰۷ عبداللہ بن سعد بن مری

قسم اوّل میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ [3] ذہبی نے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے شاید انہیں وہم ہوا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۹۵۷) تجرید (۳۱۲/۱) [2] مسند احمد (۲۳۲/۵) [3] السیرۃ النبویۃ (۲۱۵/۲)

[1] اسد الغابہ (۲۹۷۰) استیعاب (۱۵۶۷) تجرید (۳۱۴/۱) [2] استیعاب (۴۹/۳) [3] تجرید (۸۸)

۶۶۰۸ (ز) عبداللہ بن سعد بن الاطول

بغوی ان کا ذکر کرتے ہیں کہ بصرہ کے رہائشی تھے پھر ان کی وہ حدیث نقل کی جو ان کے والد کے سوانح میں درج کی ہے۔ اس میں ان کے صحابی ہونے کی بالکل کوئی دلیل نہیں۔ البتہ اس میں ہے کہ تستر میں مقیم اپنے دوستوں سے ملنے جاتے جس دِن جاتے دوسرے دِن قیام کرتے اور تیسرے دِن رخصت ہو جاتے۔ لوگ جب ان سے اس کے بارے میں پوچھتے تو وہ کہتے: ''میں نے اپنے والد کو نبی ﷺ کی یہ حدیث بیان کرتے سنا ہے، جس نے خراجی زمین (وہ زمین جس کا غیر مسلم، مسلم حکومت کو ٹیکس ادا کرتے ہیں) میں قیام کیا تو اس نے کھیتی باڑی کر لی''۔

۶۶۰۹ (ز) عبداللہ بن ابی سلمہ

ان کی حدیث عبدالمجید بن سلیمان نے ابن شہاب سے بحوالہ ان کے کپڑا پہننے کے بارے میں نقل کی ہے۔ عبداللہ بن ابی الاسد کے حالات میں درستی کی وضاحت ہو چکی ہے۔

۶۶۱۰ عبداللہ بن سہیل ✽

بن عمرو، ابوجندل کے بھائی۔ بدر میں شریک ہوئے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، پھر فرماتے ہیں: عبداللہ بن سہیل مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔ اسی طرح ان کے درمیان فرق کیا ہے۔ ابوجندل وہ ابن سہیل بن عمرو بن عبد شمس ہیں، مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ بات ان پر کیسے مخفی رہ گئی ہے؟ ابونعیم ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: انہوں نے ان کے دو سوانح بنا دیئے جبکہ شخصیت ایک ہے۔ ابن الاثیر ✽ فرماتے ہیں: نہیں بلکہ انہوں نے تین سوانح بنائے ہیں جبکہ سب ایک ہی شخصیت ہے، بات بھی یہی ہے۔

میں کہتا ہوں: لیکن ابن مندہ تیسرے سوانح میں لکھتے ہیں، بقول بعض: یہ پہلے کے علاوہ ہیں، جس کا احتمال ہے، اور ابونعیم تو معذور ہیں (کہ لٹھ لیے ابن مندہ کے پیچھے پڑے رہتے ہیں)۔

۶۶۱۱ عبداللہ بن صائد ✽

یہ وہی ابن صیاد ہے۔ ابن شاہین، باوردی، ابن السکن اور ابوموسیٰ نے ذیل میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین کا قول ہے: اس کا باپ یہودی تھا، لیکن یہ معلوم نہیں کہ کس قبیلے سے تھا۔ اسی کو دجال کہا جاتا تھا۔ عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوا۔ پیدائشی طور پر مختون (ختنہ ہوئے) اور کانا تھا۔ عمارہ بن عبداللہ بن صیاد اس کا بیٹا ہے جو بہترین مسلمانوں میں سے اور سعید بن المسیب کا شاگرد تھا۔ ان سے امام مالک وغیرہ نے روایت کی ہے ابوموسیٰ نے اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا۔ ابن السکن عبادلہ کے آخر میں لکھتے ہیں: ''دجال کا ذکر'' میں نے اپنے ساتھیوں (ہم مسلک) میں سے کسی یعنی باوردی کی کتاب میں دیکھا ہے۔ لگتا ہے عہد نبی ﷺ میں پیدا ہونے والوں میں اس کا نام ہے۔ ان میں عبداللہ بن صیاد ہے۔

✽ اسد الغابہ (۲۹۹۵) استیعاب (۱۵۸۶) تجرید (۳۱۶/۱)

✽ اسد الغابہ (۶۱۸/۲) ✽ اسد الغابہ (۳۰۲۱) تجرید (۳۱۹/۱)

ابن الاثیر نے اس کے حالات میں وہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ نقل کی ہے جو صحیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیاد کے پاس سے گزرے وہ بنی مغالہ کے ٹیلوں پر بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، وہ اس وقت نابالغ تھا.....(حدیث) اسی میں آپ کا اس سے دھویں کے بارے میں سوال ہے۔ اور حدیث ابن عمر ہی ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نخلستان میں جانا ثابت ہے جس میں ابن صیاد سویا ہوا تھا۔ اس کی ماں اسے کہتی ہے: صاف! یہ محمد آئے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو اسے ایسے ہی چھوڑے رکھتی تو وہ خود بیان کر دیتا۔ اس میں آپ کا یہ ارشاد ہے: ''کیا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں''۔ تو اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں آپ امیین (ان پڑھوں) کے رسول ہیں..... (حدیث) [1] اسی میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے قتل کی اجازت طلب کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ وہی ہے تو تم اس پر مسلط نہیں ہو سکتے اور اگر یہ کوئی اور ہے تو تمہیں اس کے قتل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔ بقول بعض علماء: کیونکہ وہ ذمی تھا۔ صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ قسم کھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے۔ اور یہ ذکر کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قسم کھا کر کہتے تھے یہ دجال ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، فرمایا: مکہ جاتے ہوئے مجھے ابن صیاد مل گیا، کہنے لگا: لوگوں کی باتیں سن کر میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ میں ایک رسی کسی چیز سے باندھ کر پھانسی پر جھول جاؤں، کیا آپ نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا علم نہ ہو۔ تو جماعت انصار تم سے کیسے مخفی رہ سکتی ہے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ اس کی اولاد نہیں ہوگی جبکہ میری اولاد ہے۔ کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ مکہ و مدینہ نہیں جا سکے گا۔ اب آپ ہی بتائیں! میں مدینے کا رہنے والا ہوں اور مکہ جا رہا ہوں۔ فرماتے ہیں: پھر وہ اپنی باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ کہیں اِدھر اُدھر ہو گیا۔

میں کہتا ہوں: شاید وہ اپنی بات میں جھوٹا ہو۔ پھر اس نے کہا: ابوسعید! میں تمہیں سچی بات بتاؤں گا۔ مجھے دجال کا، اس کے باپ کا اور اس وقت وہ زمین میں کہاں ہے سب پتہ ہے۔ میں نے کہا: بقیہ دِن تیرے لیے تباہی ہو۔ پھر مجھے حدیث ابی سعید کا کچھ اضافہ مل گیا، چنانچہ ہم نے امالی المحاملی کے جزء ثانی میں ان سے اصبہانیوں کی روایت نقل کی ہے کہ ابوسعید نے فرمایا: میں ایک لشکر کے ساتھ مدینہ سے مشرق کی جانب روانہ ہوا۔ اس لشکر میں عبداللہ بن صائد بھی تھا (اس بے چارے سے) نہ کوئی بولتا، نہ ساتھ چلتا نہ کوئی کھاتا اور نہ کوئی راز کی بات کرتا۔ ان لوگوں نے اس کا نام دجال رکھا تھا۔ فرماتے ہیں: ایک دِن میں کسی جگہ فروکش ہوا تو اتنے میں عبداللہ بن صیاد آ گیا، اور میرے پاس بیٹھ کر کہنے لگا: ابوسعید! یہ لوگ جو میرے ساتھ سلوک کر رہے ہیں اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ نہ میرے ساتھ چلتے ہیں..... پھر سابقہ بات ذکر کی۔ اور کہنے لگا: ''ابوسعید! آپ کو تو پتہ ہے دجال مدینہ میں داخل نہیں ہوگا جبکہ میں تو مدینہ میں پیدا ہوا ہوں۔ اور اب تبدیل ہو گیا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: دجال کی اولاد نہیں ہوگی۔ [2] جبکہ میں صاحب اولاد ہوں۔ اللہ کی قسم! ان لوگوں کا برتاؤ دیکھ کر میرا جی چاہتا ہے کہ کسی رسّی سے گلا گھونٹ کر چین حاصل کر لوں۔ اللہ کی قسم! میں دجال نہیں ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اگر چاہتا تو آپ کو اس کا نام، اس کے ماں باپ اور اس بستی کا نام بتا

---

[1] بخاری كتاب الجهاد باب كيف يعرض الاسلام على الصبي (٣٠٥٥)
مسلم كتاب الفتن باب ذكر ابن الصياد (٩٥) مسند احمد (٨٢/٢)

[2] مسند احمد (٤٣/٣)

دیتا جس میں سے وہ نکلے گا''۔ اس سند کے رجال ثقہ ہیں لیکن محاضر کے حافظے میں تھوڑی کمزوری ہے۔ اگر اس کی بات میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے پیش سے ہے اور یہ ثابت نہیں کہ وہ نبی ﷺ کے دور میں مسلمان ہوا ہے تو یہ صحابی کی تعریف میں داخل نہیں ہوگا، میں نے اس بارے میں فتح الباری شرح البخاری میں کتاب الفتن میں بڑی دقت نظر سے کام لیا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس پر غصہ آیا اور لاٹھی سے اسے مارا۔ پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، وہ فرمانے لگیں: بھیا! تمہارا اس سے کیا واسطہ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال اس غصے کی وجہ سے نکلے گا جو اسے آئے گا۔ [1]

خلاصہ یہ ہے کہ ابن صیاد کو صحابہ میں ذکر کرنے کا کوئی مطلب نہیں۔ اس واسطے کہ وہ دجال ہے تو وہ یقیناً صحابی نہیں کیونکہ وہ کافر مرے گا۔ اور اگر کوئی اور ہے تو نبی ﷺ سے ملاقات کے وقت مسلمان نہ تھا۔ البتہ اگر وہ اسلام کی حالت میں فوت ہوا ہے تو ویسا ہی ہوگا جیسا ابن فتحون نے کہا ہے، کتاب الاستیعاب کی شرط کے مطابق۔

٦٦١٢ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی مالک [2]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔ یونس بن بکیر نے بحوالہ ابن اسحاق [3] ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے طریق سے منداً بیان کیا ہے۔ ابونعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کے نسخے سے لفظ ابی اور مالک کے درمیان سے ابن رہ گیا ہے، درست ابن ابی بن مالک ہے۔ لہٰذا ابی اور مالک دو نام ہیں۔ کسی شخص کی کنیت نہیں۔ عبداللہ یہ عبداللہ بن ابی ابن سلول رئیس المنافقین کے بیٹے ہیں۔ اس کے حالات ان کے حالات میں قسم اوّل میں بیان ہو چکے ہیں۔ سلمہ بن الفضل اور زیاد البکائی وغیرہ کی روایت میں عن ابن اسحاق درست لکھا ہے۔

٦٦١٣ عبداللہ بن عبداللہ بن عمر [4]

بن خطاب قرشی عدوی۔ ابن ابی ہاشم نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور عمر بن ابی عمرو مولا المطلب تک صحیح سند کے ذریعہ نقل کیا ہے کہ مجھ سے سعید بن جبیر نے عبداللہ بن عبداللہ بن عمر کے حوالے سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام روانگی اختیار فرمائی، تو اپنے پیچھے آنے والے لوگوں میں سخت مار پیٹ اور شور کی آواز سنی۔ آپ ﷺ ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: ''لوگو! وقار سکون سے، کیونکہ ضائع کرنا نیکی نہیں''۔ [5] پھر یزید بن ہارون سے نقل کیا، انہوں نے فرمایا: عبداللہ بن عبداللہ بن عمر، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔

میں کہتا ہوں: ہاں! زبیر کا بیان ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں وصیت کی تھی۔ زبیر فرماتے ہیں: وہ قریش کے سربرآوردہ اور معزز شخص تھے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صحابی تھے یا انہیں رؤیت و دیدار حاصل تھا۔ زبیر ہی کا قول ہے: ان کی والدہ صفیہ بنت ابی عبید جنہوں نے انہیں دودھ پلایا وہ نبی ﷺ کی حیات میں کمسن تھیں۔ تو ان کی پیدائش نبی ﷺ کی وفات کے بعد

---

[1] مسلم کتاب الفتن باب ذکر ابن صیاد (٧٢٨٦) مسند احمد (٢٢٦٤٨٧)

[2] اسد الغابہ (٣٠٤٤) تجرید (٣٢١/١) [3] السیرۃ النبویۃ (٢٥٣/٢) [4] اسد الغابہ (٣٠٤٣) تجرید (٣٢١/١)

[5] بخاری کتاب الحجّ باب الرکوب والارتداف فی الحج (١٥٤٣) مسلم (٣٠٩٣) ابوداؤد (١٩٢) نسائی (٣٠١٨) ترمذی (٨٨٥)

ہی ہوئی۔ اس لئے یہ صحابی ہیں اور نہ انہیں رؤیت نصیب ہوئی۔ اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے ان کی روایت بھی مجھے نہیں ملی جیسے ان کے دادا حضرت عمر اور ان کے بعد والے لوگوں سے بھی نہیں۔ ہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان سے نیچے درجہ کے لوگوں سے روایت کرتے ہیں ان سے ان کا بیٹا عبدالعزیز اور مولا نافع، زہری، محمد بن عباد بن جعفر، عبدالرحمٰن بن قاسم، محمد بن ابی بکر اور اہل مدینہ کے دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔ وکیع، عجلی، ابن سعد، ابوزرعہ، اور نسائی انہیں ثقہ لکھتے ہیں۔ ابن حبان ''الثقات'' میں لکھتے ہیں: ۱۰۵ھ میں فوت ہوئے۔ [1]

۶۶۱۴ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الاشہلی [2]

ابن حبان [3] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن عبدالبر [4] فرماتے ہیں: صحابیت اور روایت سے مشرف ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبدالاشہل کے مقام پر نماز پڑھی۔ [5] ان سے اسماعیل بن ابی حبیبہ نے روایت کی ہے۔ ان کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ ان عبداللہ کی کئی احادیث ہیں۔ حدیث بھی انہی میں سے ہے۔ ابن ابی حاتم [6] فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسماعیل بن ابی حبیبہ نے روایت کی ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی مذکورہ حدیث ابن ماجہ ابن ابی عاصم کی کتابوں میں ہے۔ شاید وہ یہ روایت ہے: ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبدالاشہل کی مسجد میں تشریف لائے۔ لیکن عبداللہ صحابی نہیں۔ ان لوگوں کی روایت سے سند میں سے عن ابیہ عن جدہ کے الفاظ رہ گئے ہیں۔ حرف ثاء میں بیان ہوا ہے کہ ان کے دادا کا نام ثابت بن الصامت بن عدی ہے۔ بقول بعض: ثابت جاہلیت میں فوت ہو گئے۔ اور صحابی ان کے بیٹے عبدالرحمٰن ہیں جس کی وضاحت میں نے قسم اوّل میں ثابت کے حالات میں کر دی ہے۔

۶۶۱۵ (ز) عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سابط

بن ابی حمیضہ الجمحی۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے کہ ابن سابط اپنے والد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: ''جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ میری وفات کی مصیبت کو یاد کر لے''۔ [7] انہوں نے یہ روایت یحییٰ سے دو طریقوں سے نقل کی ہے، اور دونوں میں ان کا نام نہیں لیا۔ اور نہ ان سے روایت کرنے والے کا۔ اوروں کے ہاں یوں ہے: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سابط، تو صحابی ان کے دادا سابط ہیں اور عبداللہ بن سابط کے بارے میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ قسم اوّل میں بیان ہوا ہے۔

۶۶۱۶ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق [8]

ابن مندہ نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے کہ طائف میں شہید ہوئے۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے حالات میں یہ

---

[1] الثقات (۶/۵) [2] اسد الغابہ (۳۰۴۵) استیعاب (۱۶۱۲) تجرید (۳۲۱/۱) [3] الثقات (۶/۵)
[4] استیعاب (۷۳/۳) [5] ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ (۱۰۳۱) جامع المسانید (۱۱۱/۸)
[6] الجرح والتعدیل (۹۴/۵) [7] جامع المسانید (۱۱۱/۸) [8] اسد الغابہ (۳۰۴۷) تجرید (۳۲۲/۱)

روایت نقل کی ہے: ''مالدار اور صحیح حالت والے کے لیے زکوۃ لینا جائز نہیں''۔ [1]

رہا ابن مندہ کا دعویٰ تو وہ غلط ہے جس سے ابن الاثیر [2] نے خبردار کیا ہے۔ فرماتے ہیں: طائف میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے عبداللہ بن ابی بکر، عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے بھائی شہید ہوئے نہ کہ ان کے بیٹے۔ قسم اوّل میں تذکرہ ہوا ہے اور ابن شاہین کا دعویٰ اس سے زیادہ کمزور ہے۔ وہ اس طرح کہ وہ ابوبکر بن ابی داؤد سے روایت کرتے ہیں کہ ابوثور فہمی صحابی ہیں۔ ان کا گمان ہے کہ وہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ انہوں نے اپنے جیسے دو صحابیوں سے روایت کی ہے۔ ابن شاہین کا گمان ہے: عبدالرحمٰن بن ابی بکر ہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن جن کا ان کے ساتھ ذکر ہوا ہے ان کے بیٹے ہیں۔ اس بنا پر انہوں نے یہاں ان کے سوانح لکھ دیئے۔ جو غلط خیال ہے۔ اس واسطے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر وہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر عبداللہ بن ابی عتیق محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن ان کے بیٹے ہیں۔ اور یہ حدیث ان دونوں کی روایت سے مرسل ہے۔ اس سے بڑی غفلت یہ ہے کہ ابن شاہین نے اس سوانح میں موسیٰ بن عقبہ کا قول نقل کیا ہے: ہمیں معلوم نہیں کہ کسی خاندان کے چار افراد نے مسلسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہو۔ وہ صرف محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن ابی قحافہ ہیں۔ اس حصہ سے اِن کے عبداللہ بن عبدالرحمٰن کو صحابہ میں شامل کرنے کی تردید ہوتی ہے۔ اگر ان کے نزدیک یہ ابوعتیق اور محمد بن عبدالرحمٰن کے بھائی ہیں تو مناسب تھا وہ ان کا نام شامل کر کے موسیٰ بن عقبہ کی بات واضح کر دیتے۔ ورنہ یہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن تو محمد بن عبدالرحمٰن کے پوتے ہیں، جن کا موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے اور وہ صحابی نہیں بلکہ مشہور تابعی ہیں۔ ان کی والدہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ان کی حدیث صحیحین میں ہے۔

۶۶۱۷ عبداللہ بن عَبَس [3]

بدر میں شریک ہوئے، اہل نسب نے ان کا نسب نہیں بتایا۔ صرف اتنا کہا ہے: بنی حارث بن خزرج کے حلیف تھے۔ ابن عبدالبر [4] نے ان کا ایسا ہی تذکرہ کیا ہے۔ ابن الاثیر [5] فرماتے ہیں: ابوعمر نے ان کا علیحدہ عنوان سوانح قائم کیا ہے۔ یہ وہی پہلے والے یعنی عبداللہ بن عبس ہیں۔ بقول بعض: ابن عُبیس۔ قسم اوّل میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابوعمر کو ان کے بارے میں اس لیے اشتباہ ہو گیا کہ جب انہوں نے دیکھا یہ حلیف ہیں اور پہلے عنوان میں حلیف کا ذکر نہیں کیا ہے لیکن یہ لوگ ایک شخصیت کے بارے بہت ہی اختلاف کرتے ہیں، کبھی قبیلے سے اور کبھی اس کے حلیفوں میں اسے شمار کرتے ہیں۔

۶۶۱۸ عبداللہ بن عبیداللہ

بن عتیق۔ ذیل میں بقول ابوموسیٰ: عسکری نے ''الافراد'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی یہ حدیث بطریق ان کے ابوبکر بن ابی علی نے عن العطاردی عن یونس بن بکیر عن ابن اسحاق [6] نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] ابوداؤد کتاب الزکاۃ باب من یعطی من الصدقۃ و حد الغنی (۱۶۳۴) ترمذی (۶۵۲) نسائی (۲۵۹۶) ابن ماجہ (۱۸۳۹) مسند احمد (۲/۱۹۲) [2] اسد الغابہ (۳/۱۵)

[3] اسد الغابہ (۳۰۵٤) استیعاب (۱٦۱۸) تجرید (۱/۳۲۲) [4] استیعاب (۳/۲۷۵)

[5] اُسد الغلبہ (۳/۱۷) [6] السیرۃ النبویۃ (۳/۲۱٦)

''جو شخص اپنے گھر سے اللہ اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے نکلا اور اپنی سواری سے گر کر مر گیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے''۔ (الحدیث)[1] (یعنی اللہ تعالیٰ کے ذمے کوئی چیز واجب نہیں محض اپنے فضل و کرم سے اسے عطا کریں گے۔ ع ت ن)

یہ غلطی ایک نام کے اضافے اور دوسرے کے بدلنے سے پیدا ہوئی۔ اس واسطے کہ یہ روایت مغازی ابن اسحاق[2] میں تمام راویوں کے ہاں ابن اسحاق عن التیمی عن محمد بن عبداللّٰہ بن عقیل عن ابیہ ہے۔ یہی روایت ابن الاثیر[3] نے عبداللہ بن عتیک کے سوانح میں بطریق عطاردی اسی سند سے درست نقل کی ہے۔

۶۶۱۹ عبداللّٰہ بن عثمان التمیمی

ذیل میں ابوموسیٰ لکھتے ہیں: ابواحمد عسکری نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور بطریق عمر بن حفص الشیبانی عن ابن وہب عن عمرو بن حارث عن بکیر بن الاشج عن یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب عن عبداللہ بن عثمان یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے حاجیوں کی گری پڑی چیز اٹھانے سے منع کیا ہے۔[4] یہ غلطی ایک نام کے بگاڑنے سے پیدا ہوئی۔ یہ تو عبدالرحمٰن بن عثمان ہیں اور حدیث بروایت ابن وہب اسی سند سے مشہور ہے جسے مسلم نے عن ابی الطاہر بن السرح اور ابوداؤد نے عن احمد بن صالح و یزید بن خالد اور نسائی نے عن حارث بن مسکین، تینوں ابن وہب سے نقل کرتے ہیں۔ عبدالرحمٰن نامی حضرات کے سوانح میں صحیح نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۶۲۰ عبداللّٰہ بن عثمان الثقفی[5]

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابوعمر الحوضی عن ہمام عن قتادہ عن الحسن بحوالہ ثقیف کے معروف نامی شخص سے روایت کی ہے۔ اگر اس کا نام عبدالرحمٰن بن عثمان نہ ہو، تو میں نہیں جانتا، کہ نبی ﷺ نے فرمایا: الولیمۃ حق ''ولیمہ ثابت ہے''۔ (حدیث)[6] ابوموسیٰ ذیل میں لکھتے ہیں، انہوں نے یہ حدیث اسی طرح درج کی ہے جبکہ یہ غلط ہے پھر بطریق عفان بن ہمام بیان کرتے ہوئے عبداللہ بن عثمان کی جگہ زہیر بن عثمان کا نام لیتے ہیں، پھر فرماتے ہیں: اسی طرح اوروں نے حوضی سے اور کئی حضرات نے ہمام سے نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: حرف زاء میں صحیح سند گزر چکی ہے۔

۶۶۲۱ (ز) عبداللّٰہ بن عدی بن الخیار[7]

قسم ثانی میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ بلاذری صحابہ میں ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ اور بنیاد وہ حدیث بنائی ہے جو انہوں نے بطریق ابراہیم بن سعد عن صالح بن کیسان عن ابن شہاب عن ابی سلمہ عن عبداللہ بن عدی بن الخیار نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مقام حزورہ[8]

---

[1] مسند احمد (۳۶/۴) [2] السیرۃ النبویۃ (۲۱۶/۳) [3] اسد الغابہ (۱۷/۳) (۱۸/۳)

[4] مسند احمد (۴۹۹/۴) [5] اسد الغابہ (۳۰۶۳) تجرید (۳۲۳/۱)

[6] ابوداؤد کتاب الاطعمۃ باب کم تستحب الولیمۃ (۳۷۴۵) مسند احمد (۲۸/۵) السنن الکبریٰ (۲۶۰/۷) جامع المسانید (۱۲۰/۸)

[7] اسد الغابہ (۳۰۶۸) استیعاب (۱۶۲۶) (۹۸/۳) [8] حزورہ مکہ کا نام ہے۔

میں کھڑے فرماتے دیکھا: ''(مکہ!) تو اللہ تعالیٰ کی مجھے سب سے پسندیدہ جگہ ہے....''۔ (حدیث) [1] ابواحمد العسکری نے ''کتاب التصحیف'' میں اس کا ذکر کر کے لکھا ہے درست عبداللہ بن عدی بن الحمراء ہے۔ لکھتے ہیں، بقول بعض: اس میں ابراہیم بن سعد سے غلطی ہوئی ہے۔

میں کہتا ہوں: میں ابن حمراء کے حالات میں اس کی وضاحت کر چکا ہوں۔

۶۶۲۲ عبداللہ بن عمّار [2]

نبی ﷺ سے اور ان سے عبداللہ بن یربوع روایت کرتے ہیں۔ ابن عبدالبر [3] ان کا تذکرہ کر کے لکھتے ہیں: محدثین کے نزدیک اس کی حدیث مرسل ہے۔

۶۶۲۳ عبداللہ بن عمر الجرمی [4]

ابن الامین نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کر کے لکھا ہے: صحابی ہیں۔ اور ان کی حدیث کا ایک گوشہ یہ ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس سے پانی کا ایک برتن لائے.....(حدیث) [5] اسی میں ہے کہ انہوں نے پانی کا ایک گرجے پر چھڑکاؤ کر کے اسے مسجد میں تبدیل کر دیا تھا۔ ابن الاثیر [6] بھی ان کے ہمنوا ہوئے۔ جبکہ اس میں ان کے والد کے نام میں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ ابوعمر نے درست نام ذکر کیا ہے جیسا قسم اوّل میں عبداللہ بن عمیر کے حالات میں بیان ہوا ہے۔

۶۶۲۴ (ز) عبداللہ بن عمرو

ان کے نسب کا ذکر نہیں۔ عسکری اور ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کے طریق سے پھر بروایت ابن جریج عن محمد بن عباد بن جعفر عن ابی سلمہ بن سفیان و عبداللہ بن عمرو و عبداللہ بن المسیّب مروی ہے، سب حضرات کہتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی تو قراءت میں) سورۃ المومنون پڑھی۔ ابوموسیٰ لکھتے ہیں: یہ حدیث ان تینوں حضرات کی روایت سے عن عبداللہ بن السائب محفوظ ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی.....(حدیث) یہی بات ہے۔ مسلم نے اسی طرح یہ روایت نقل کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے عبداللہ بن السائب جو مخزومی ہیں کی تعلیقاً روایت نقل کی ہے۔ یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ دونوں کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ سب ابوسلمہ بن سفیان سے ہیں اور جن تابعین کا ان کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔ رہے ابوسلمہ تو ان کا نام عبداللہ بن سفیان ہے جو مخزومی تابعی ہیں۔ ان سے بھی یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی روایت کرتے ہیں۔ امام احمد وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ رہے عبداللہ بن المسیب تو وہ مخزومی ہیں اور عبداللہ بن السائب کے چچا زاد بھائی ہیں جو ان کے شیخ ہیں۔ ان کے والد صحابی ہیں اور خود تابعی ہیں۔ بقول بعض: صحابی ہیں۔ جس کی وضاحت قسم اوّل میں ہو چکی ہے۔ ان سے بھی ابن ابی ملیکہ روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان ثقات التابعین میں

---

[1] ترمذی کتاب المناقب باب فضل مکۃ (۳۹۲۵) ابن ماجہ (۳۱۰۸) مسند احمد (۳۰۴/۴) المستدرک (۷/۳) (۲۷۸/۳) (۳۴۷۰۶) کنز العمال (۳۴۷۰۶) اتحاف السادۃ المتقین (۲۸۳/۴)

[2] استیعاب (۱۶۲۱) تجرید (۳۲۵/۱) [3] استیعاب (۸۰/۳) [4] اسد الغابہ (۳۰۷۹) تجرید (۳۲۵/۱)

[5] جامع المسانید (۱۳۳/۸) [6] اسد الغابہ (۴۲/۳)

ان کا ذکر کرتے ہیں۔ رہے عبداللہ بن عمرو تو وہ عائذی مخزومی ہیں۔ اوران مذکورہ حضرات کے رشتہ داروں میں سے ہیں۔ اس حدیث کے کسی طریق میں لکھا ہے جو مسلم میں ہے "عبداللہ بن عمرو بن العاصی"۔ محدثین نے اس کے راوی کی غلطی بیان کی ہے۔ درست عائذی ہے۔

۶۶۲۵ عبداللہ بن عمیر [1]

بن قتادہ اللیثی۔ ابن شاہین نے ان کی حدیث درج کی ہے۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں ایسا ہی لکھا ہے۔ ابن شاہین نے ان کے حالات میں "قتادہ" نہیں کہا، اور نہ لیثی لکھا ہے۔ ان کا مہمل سا مختصر تذکرہ کیا ہے۔ صرف ان کا اوران کے والد کا اوران کے والد کا نام ذکر کیا ہے۔ یہ بھی انہوں نے اس روایت کی پیروی کی ہے جسے بطریق ابن ابی خیثمہ اپنی سند سے نقل کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کے طریق سے اسے بیان کیا، اس میں قتادہ اور لیثی کا اضافہ نہیں۔ یہ بروایت ہشام بن عروہ عن عبداللہ بن عمیر مروی ہے کہ وہ نابینے تھے اور بنی خطمہ کی امامت کرتے تھے..... (حدیث) [2] یہ انصاری خطمی ہیں یا خدری، لیثی نہیں، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن الاثیر [3] نے ابوموسیٰ کی ان کا اپنے استدراک میں ذکر کرنے پر گرفت کی ہے۔ لکھتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ کہاں سے آ گئے۔ اگر "قتادہ" کا اضافہ اس کا باعث ہے تو اسے اس استدراک میں ذکر کرنا ضروری نہیں۔ اور اگر اس بنا پر کہ انہیں لیثی کہا گیا ہے تو یہ کہنے والے کی غلطی ہے، پھر اس میں بے فائدہ طویل بحث کی۔

۶۶۲۶ عبداللہ بن عوف [4]

ایک مرسل حدیث کی وجہ سے جسے ابن مندہ نے ذکر کیا ہے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا۔ حدیث یہ ہے: ((الایمان یمان)) "ایمان تو یمن کا ہے"۔ جسے یحییٰ بن یونس اور شیرازی نے اپنی کتاب میں حدیث جبلہ بن عطیہ عن عبداللہ بن عوف نقل کیا ہے جو شام کے تیسرے طبقے کے تابعی ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز کے گورنر تھے۔ یہ محمود بن ابراہیم بن سمیع کا قول ہے۔ ابن مندہ کی بات ختم ہوئی۔

ابونعیم ان کی گفتگو کا خلاصہ لکھ کر اس حدیث کو بطریق طبرانی عن عقیل بن غنام عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن یزید بن ہارون عن حماد مسنداً نقل کرتے ہیں اور متن میں یہ اضافہ نقل کرتے ہیں: "خندف اور حرام (قبائل) میں"۔ [5] ابوبکر بن عاصم نے وحدان میں عن ابی بکر بن ابی شیبہ نقل کی ہے۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں نقل کی ہے، لکھتے ہیں: عبداللہ بن عوف الکنانی القاری۔ ابوالقاسم کنیت تھی۔ حضرت عثمان، معاویہ، بشر بن عقربہ، ابوجمعہ اور کعب الاحبار سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے زہری، رجاء بن ابی سلمہ، حجر بن حارث وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے انہیں فلسطین کے خراج پر مقرر کیا، ان کا تعلق دمشق سے ہے۔

میں کہتا ہوں: اور جبلہ بن عطیہ فلسطینی پھر بطریق یعقوب بن سفیان، یحییٰ بن بکیر، ابوصالح، لیث، عقیل، ابن شہاب، عبداللہ بن عوف القاری کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جو فلسطین کے دیوان کے صیغہ پر حضرت عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے مقرر تھے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۱۰۳) [2] اسد الغابہ (۵۵/۳) [3] ایضاً

[4] اسد الغابہ (۳۱۰۸) تجرید (۳۲۸/۱) [5] المصنف لابن ابی شیبہ (۱۸۴/۱۲)

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث عن بشر بن عقربہ حرف باء میں بیان ہو چکی ہے۔ امام بخاری، ابن ابی حاتم اور حاکم نے ''الکنی'' میں ان کی وہی تعریف کی ہے جو ابن سمیع نے کی ہے۔ محدثین نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

۶۶۲۷ (ز) عبداللہ بن عیاش الانصاری

ان کے بارے جانکاری ان کے ہم نام کے حالات میں قسم اوّل میں ہو چکی ہے۔

۶۶۲۸ عبداللہ بن فیروز الدیلمی ✿

ابوبسر، یہی راجح ہے۔ ان سے ایک مرسل حدیث مروی ہے جس کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا۔ ان کے والد مشہور صحابی ہیں۔ عجلی کا قول ہے: ابن دیلمی سے مروی ہے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے خادموں سے تیسرا شخص تھا۔ جب آپ فوت ہونے لگے، ہم نے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے، ہم آپ کے ساتھ رہے اور سب سے منقطع ہو کر آپ کی خدمت میں رہے۔ پھر اسی طرح کا ایک واقعہ نقل کیا۔ ایسا ہی نقل کیا، ان کی روایت کے سیاق میں نام بیان نہیں ہوا۔ اس کے باوجود اس میں اختلاف ہے۔ مسدد نے اپنی مسند میں روایت کی ہے۔ ابن علیہ، ایوب سے عن ابن سیرین بحوالہ ابن دیلمی روایت کرتے ہیں جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے تین خادمین میں سے ایک ہیں۔ پھر ان کا ذکر کیا۔ باوردی بطریق صدقة عن عروہ بن رویم عن ابی دیلمی روایت کرتے ہیں، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے۔ اور یہ نجاشی کے بھانجے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ نماز میں یا نماز سے باہر پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم سے براءت لکھ دے گا''۔ ✿

اسی طرح انہوں نے یہ روایت عبداللہ بن فیروز دیلمی کے سوانح میں نقل کی ہے ان کی روایت کے سیاق میں بھی نام نہیں لیا گیا۔ فیروز دیلمی کا ضحاک نامی ایک اور بیٹا تھا، دونوں اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ عبداللہ حضرت ابن مسعود، حذیفہ، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ان سے عروہ بن رویم، وہب بن خالد، یحییٰ بن ابی عمرو وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن معین وغیرہ نے انہیں ثقہ لکھا ہے۔ ابوزرعہ دمشقی تابعین اہل شام میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

۶۶۲۹ عبداللہ بن قرّہ الازدی ✿

ان کے نام میں تبدیلی کی وجہ سے ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کر دیا ہے اور بطریق مہران بن ابی عمر بحوالہ عبداللہ بن قرہ یہ روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے عرض کی: شیطان بن قرہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم عبداللہ بن قرہ ہو۔ ابوموسیٰ لکھتے ہیں: ابوالیمان نے ان کے خلاف عن اسماعیل بن عیاش عن عبداللہ بن مرہ روایت کی ہے۔ طبرانی نے ان کے طریق سے اور ابونعیم نے ان سے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ یہی روایت ابوالیمان سے نقل کرتے ہیں۔ دونوں مسند میں فرماتے ہیں: بکر بن زرعہ، یہی روایت ہے ابوموسیٰ فرماتے ہیں: اسی طرح عبدالرحمن بن عائذ وغیرہ نے عیاش بن قرہ سے نقل کیا ہے۔

✿ تجرید (۱/۳۲۸) ✿ المعجم الکبیر (۱۸/۳۳۱) مجمع الزوائد (۷/۱۴۵) ✿ اسد الغابہ (۳۱۲۵)

میں کہتا ہوں: قسم اوّل میں تذکرہ ہوا ہے۔

۶۶۳۰ عبداللہ بن قُنَیع [1]

ابوعلی جیانی وغیرہ نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عبداللہ بن رفیع کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۶۶۳۱ (ز) عبداللہ بن قیس [2]

بن عکرمہ بن المطلب بن عبدمناف تابعی ہیں۔ ان سے ایک حدیث مروی ہے جس سے کسی راوی نے ان کے شیخ کا نام ساقط کر دیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: روایت یہ ہے، انہوں نے فرمایا: میں رات میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز کی کیفیت دیکھوں گا..... (حدیث) [3] بغوی اس سے پہلے اس کا ذکر کر چکے ہیں، ان کی روایت میں عبداللہ بن قیس بن مخرمہ لکھا ہے اور یہی صحیح ہے جو ابن مندہ کے ہاں ہے۔ اس میں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ جو سمعی (سننے کی) غلطی ہے مخرمہ کو عکرمہ سے بدل دیا۔ یہی حدیث امام مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں عن عبداللہ بن ابی بکر نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: **عن ابیه عن عبدالله بن قیس عن زید بن خالد الجهنی** اور یہی مشہور ہے۔

میں کہتا ہوں: قسم ثالث میں عبداللہ بن قیس کے حالات میں اس کی طرف اشارہ ہو چکا ہے۔

۶۶۳۲ عبداللہ بن کُریز

عسکری نے صحابہ میں اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ عبداللہ بن عامر بن کریز ہیں اس روایت میں اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوئے۔ ہم نے یہ حدیث ان کے حالات میں قسم ثانی میں ذکر کی ہے۔

۶۶۳۳ عبداللہ بن مالک العَبْسی [4]

یہ عبداللہ بن مالک بن المُتَّم ہیں۔ قسم اوّل میں ان کا ذکر ہوا ہے، تجرید [5] میں بلاوجہ ان کی تکرار ہوئی ہے۔

۶۶۳۴ عبداللہ بن محمد [6]

ایک یمنی صاحب ہیں۔ نبی ﷺ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ حدیث نقل کرتے ہیں: ''جہنم سے بچو خواہ کھجور کے ٹکڑے سے''۔ [7] ان سے عبداللہ بن قرط جو خود بھی صحابی ہیں روایت کرتے ہیں۔ ابن عبدالبر [8] نے ان کا یہی عنوان قائم کیا ہے یہ غلطی ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی کے باعث پیدا ہوئی۔ درست عبداللہ بن تحمر ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے ''وحدان'' میں بروایت یحییٰ بن ایوب الغافقی عن عبداللہ بن قرط نقل کیا ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن تحمر کو فرماتے سنا (جو یمنی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

[1] اسد الغابہ (۳۱۲۹) [2] اسد الغابہ (۳۱۴۰)

[3] مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب الدعا فی صلاۃ اللیل و قامہ (۱۸۰۱) ابوداؤد (۱۳۶۶) ابن ماجہ (۱۳۶۲) مسند احمد (۱۹۳/۵) مؤطا مالک کتاب صلاۃ اللیل باب صلاۃ النبی فی الوتر (۲۶۰۸)

[4] تجرید (۳۳۳/۱) [5] تجرید (۹۳) [6] اسد الغابہ (۳۱۶۸) استیعاب (۱۶۶۹) تجرید (۹۳)

[7] مسند احمد (۷۹/۶) جامع المسانید (۱۷۰/۸) [8] استیعاب (۱۰۷/۳)

فرمایا)..... پھر اس کا ذکر کیا۔ اسی طرح ابن مندہ، ابونعیم وغیرہ نے بروایت یحییٰ بن ایوب نقل کیا ہے۔ ابن الاثیر نے عجیب بات کی، وہ لکھتے ہیں: ابن مندہ اور ابونعیم کا قول لفظی غلطی پر مشتمل ہے۔ باوجود یکہ انہوں نے یہ حدیث بطریق ابن ابی عاصم نقل کی ہے اور یہ نام خاساکن اور راء سے ہے۔ اسی طرح "المؤتلف و المختلف" کے مصنفین نے یہ نام قلمبند کیا ہے، جیسے ابن ماکولا اور ان سے متقدم حضرات ہیں۔ جن سے لفظی غلطی ہوئی وہ ابن عبدالبر ہیں، انہیں دوسری جگہ بھی وہم ہوا ہے وہ یہ کہ ان کا کہنا: "عبداللہ بن قرۃ" جو یہ حدیث عبداللہ سے روایت کرتے ہیں، صحابی ہیں، کیونکہ یحییٰ بن ایوب نے کسی صحابی کا دیدار نہیں کیا۔ اور یہ صراحت کر دی ہے۔ عبداللہ بن قرط نے یہ حدیث ان سے بیان کی۔ جو صحابی کے علاوہ دوسرے راوی ہیں جن کے والد کے نام میں اختلاف ہے، قرط، قریط، قریطہ مختلف اقوال ہیں۔ رہے صحابی تو ان کے والد کے نام میں کوئی اختلاف نہیں۔ ابن ابی حاتم نے سب سے سبقت کی اور ان کا نام اپنی کتاب میں درست نقل کیا۔ عبداللہ بن تحمر الشرعبی شامی حمصی ہیں۔ نبی ﷺ کے حوالے سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ یحییٰ بن ایوب عن عبداللہ بن قریط بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں۔

۶۶۳۵ عبداللہ بن محیریز الجمحی [1]

مشہور تابعی ہیں۔ عقیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر کے وہم کا ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ وہ بطریق فہد بن حیان عن شعبہ عن خالد عن ابی قلابہ عن ابی محیریز (جو صحابی ہیں) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم لوگ اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو اپنی ہتھیلیوں کے ذریعے کرو..... (حدیث) [2] ان کی کتاب میں اسی طرح بے نام لکھا ہے تو عقیلی نے ان کا نام عبداللہ بتا کر غلطی کی۔ اب اگر انہیں یاد تھا تو یہ صحابی ہیں۔ جنہیں ابن محیریز بن نام پکار جائے گا، رہے عبداللہ تو ان کے تابعی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ابن عبدالبر بحوالہ عقیلی ان کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں یہ حدیث اسماعیل بن علیہ اور عبدالوہاب ثقفی نے عن ایوب عن ابی قلابہ نقل کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن محیریز نے فرمایا: جب تم سوال کرو..... پھر مقطوع روایت کی۔ خالد الحذاء سے بحوالہ ابوقلابہ اسی طرح کی روایت مروی ہے۔ فرماتے ہیں: عبداللہ بن محیریز شام کے قریشی بنی جمح کے سربرآوردہ شخص ہیں۔ علم و دین داری میں اپنا مقام رکھتے ہیں۔ حضرت ابوسعید وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ رہا ان کا صحابی ہونا تو یہ ثابت نہیں۔ علماء میں سے کسی کو ان کے بارے میں اشکال بھی نہیں۔ چنانچہ ابونصر کلاباذی "رجال البخاری" میں فرماتے ہیں: عبداللہ بن محیریز عبدالرحمٰن کے بھائی ہیں۔ حضرت ابوسعید سے سماع کیا ہے۔ پھر ان کے حالات ذکر کیے۔ میرے نزدیک عقیلی پر مذکورہ حدیث کے راوی کا نام عبداللہ بتانے پر کوئی ملامت نہیں جس نے یہ وہم پیدا ہوا کہ وہ مشہور تابعی ہیں۔ اور فہد بن حبان ضعیف راوی ہے۔ شاید انہیں "صحابی نہیں" اور حدیث کے مرفوع ہونے کی بات سے وہم ہو گیا ہو۔ محفوظ وہ بات ہے جو اوروں نے کہی: یہ حدیث عن عبدالرحمٰن بن محیریز ان کے قول سے ہے اور مذکورہ متن مرفوعاً بھی ثابت ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند ضعیف ابوداؤد وغیرہ کی کتاب میں ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۱۷۰) استیعاب (۱۶۷۰)

[2] ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب الدعاء (۱۴۸۶) المستدرک (۵۳۶/۱) مسند احمد (۲۰۳/۵)

۶۶۳۶ عبداللہ بن مخمر شامی [1]

ان سے عبداللہ بن قرط روایت کرتے ہیں۔ تجرید میں ان کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں: عبداللہ بن مخمر شرعبی مخضرمی ہیں۔ انہوں نے حضرت امیر معاویہ کو حجر بن عدی کو معاف کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ دونوں نام ایک شخص ہیں۔ ابن الاثیر نے ان کا دوبارہ تذکرہ نہیں کیا۔ قریب ہی اس کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔

۶۶۳۷ عبداللہ بن مسلم [2]

ابوموسیٰ نے ''ذیل'' میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ابوالقاسم الرفاعی نے عبادلہ میں ان کی ایک حدیث نقل کی ہے جو سعید بن سلیمان نے عن عباد بن عوام عن حصن روایت کی ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسلم (جو صحابی ہیں) کو فرماتے سنا: ''پھر اس غلام کی فضیلت والی حدیث ذکر کی جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا اور اپنے مالک کا حکم مانتا ہو۔'' [3] ان کا تذکرہ قسم اول میں ہو چکا ہے۔ ابن مندہ نے یہ حدیث عُبید بن مسلم کے حالات میں اسی سند سے نقل کی ہے۔ بعض انہیں عبیداللہ بھی کہتے ہیں۔

۶۶۳۸ (ز) عبداللہ بن المسیب

عسکری نے ان کا ذکر کیا اور ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا نام درج کیا ہے، پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔ اسی قسم میں عبداللہ بن عمرو کے حالات میں ان کے متعلق وہم ہوا ہے۔

۶۶۳۹ (ز) عبداللہ بن المسوَر

چھوٹے تابعی ہیں، ایک مرسل روایت کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، جو غلط ہے، چنانچہ عقیلی کی روایت ہے عبداللہ بن مسور فرماتے ہیں: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول! میرے پاس تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا نہیں، میں شکایت کرنے کا حق دار ہوں..... (حدیث) یہ عبداللہ بن مسور، عون بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ہاشمی کے بیٹے ہیں، مدائنی ہیں۔ ابوجعفر کنیت تھی۔ محدثین نے ان کی تکذیب کی ہے۔ صحیح مسلم کے مقدمہ میں ان کا ذکر ملتا ہے، علی بن المدینی عن جریر عن رقبہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن المسور حدیث وضع کرتے تھے۔ ابن ابی حاتم نے بطریق آحر عن جریر عن مغیرہ روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مسور حدیثیں گھڑتا تھا۔ عبداللہ بن احمد کا قول ہے: مجھ سے امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کی روایت کردہ احادیث پر نشان لگا لینا اس کی احادیث موضوع (من گھڑت) ہیں۔

۶۶۴۰ عبداللہ بن مَطر ابوریحانہ

ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا یہی نام نقل کیا ہے۔ جس کے غلط ہونے کی طرف ابن الاثیر [4] نے اشارہ کیا ہے۔ ابوریحانہ صحابی کا نام شمعون ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ رہے وہ جن کا نام عبداللہ بن مطر ہے تو وہ مشہور تابعی ہیں سفینہ مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] اسد الغابہ (۳۱۷۲) تجرید (۳۳٤/۱) [2] اسد الغابہ (۳۱۷۹) [3] اسد الغابہ (۷۸/۳)

[4] اسد الغابہ (۷۹/۳)

ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ بقول بعض: ان کا نام زیاد ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [1] لکھتے ہیں: عبداللہ زیادہ صحیح ہے۔

۶۶۴۱ عبداللہ بن ابی مُطرّف

قسم اوّل میں ان کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے دیکھ لیا جائے۔

۶۶۴۲ عبداللہ بن المطّلب [2]

بن حنطب بن حارث بن عبید بن عمر بن مخزوم مخزومی۔ ابوموسیٰ ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں، ہمارے مشائخ میں سے کسی کا بیان ہے یہ صحابی ہیں۔ اور نبی ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: ''ابوبکر وعمر کا درجہ میرے ہاں وہی ہے جو چہرے میں کان اور آنکھوں کا ہے''۔ [3] یہ تو ان کے بارے میں ابوموسیٰ کا قول ہے۔ ابن الاثیر [4] اضافہ کرتے ہیں کہ: ابن ابی حاتم [5] کا قول ہے: صحابی ہیں۔

میں کہتا ہوں: مجھے ابن ابی حاتم کی کتاب میں یہ بات نہیں ملی۔ اس میں صرف عبداللہ بن عبدالمطلب ہے۔ حسن بن ذکوان سے روایت کرتے ہیں اور ان سے عبداللہ بن صالح العتکی روایت کرتے ہیں۔ رہی وہ مرفوع حدیث تو وہ ترمذی میں بطریق عبدالعزیز بن المطلب بن عبداللہ بن حنطب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے موجود ہے اور ابن الاثیر [6] نے بطریق ترمذی نقل کی ہے اور ترمذی کا قول بھی نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن حنطب نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا ہے۔

۶۶۴۳ عبداللہ بن مُظفّر

قسم اوّل میں ان کے بارے غلطی کا بیان ہو چکا ہے۔

۶۶۴۴ (ز) عبداللہ بن معاویہ الباھلی

قسم اوّل عبداللہ بن معرّض کے سوانح میں ان کا ذکر ہوا ہے اور ابن قانع نے ان کے والد کا نام تبدیل کر کے غلطی کی ہے۔

۶۶۴۵ عبداللہ بن معقل [7]

بن مقرن المزنی۔ ابن فتحون نے ''ذیل استیعاب'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور صحابہ میں ان کے ذکر کی کوئی مستند روایت نہیں نقل کی۔ ابن قتیبہ لکھتے ہیں: نہ یہ صحابی ہیں اور نہ دورِ نبوی پایا ہے۔ ابن سعد، عجلی، امام بخاری اور ابن حبان [8] وغیرہ نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔ مراسیل ابی داؤد میں ان کی روایت ہے۔ جو انہوں نے بطریق جریر بن حازم عن عبدالملک بن عمیر بحوالہ ان کے نقل کی ہے کہ ایک اعرابی دیہاتی مسجد کے کونے میں ازار اٹھا کر پیشاب کرنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں اس نے پیشاب کیا ہے

---

[1] التاریخ الکبیر (۱۹۸/۳) [2] اسد الغابہ (۳۱۸۴) [3] المستدرک (۶۹/۳)
[4] اسد الغابہ (۸۰/۳) [5] الجرح والتعدیل (۱۷۶/۵) [6] اسد الغابہ (۸۰/۳)
[7] اسد الغابہ (۳۱۹۷) استیعاب (۱۶۸۵) [8] الثقات (۱۳۵/۵)

اسے اکھیڑ کر پھینک دو اور وہاں پانی بہا دو۔'' [1] اگر ابن فتحون کی دلیل یہی ہے تو احتمال ہے انہوں نے دورِ نبوی پایا ہے۔ یوں مرسل صحابی ہوئی۔ کیونکہ اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ ابوداؤد نے یہ حدیث کتاب الطہارۃ میں حدیث ابوہریرہ کے بعد سنن میں نقل کی ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: یہ مرسل ہے، ابن معقل نے دورِ نبوی نہیں پایا۔ ان کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت بخاری میں ہے۔ اسی طرح ابن مسعود، کعب بن عجرہ، عدی بن حاتم رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے ابواسحاق سبیعی، نسائی، زیاد بن ابی مریم وغیرہ نے روایت کی ہے۔ عجلی لکھتے ہیں: ثقہ بہترین تابعین میں سے ہیں۔ ابن حبان [2] کا قول ہے: ۸۰ھ سے چند اوپر سالوں میں فوت ہوئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۸ھ کی تاریخ لکھی ہے۔

٦٦٤٦ عبداللہ بن المعمّر العبسی [3]

ابوعمر [4] کا بیان ہے: صحابی ہیں۔ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اہل بصرہ سے جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہیں دیا تھا۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد کا نام غلط لیا ہے جبکہ وہ معتمر ہے۔ قسم اوّل میں درست نام بیان ہو چکا ہے۔

٦٦٤٧ عبداللہ بن مُغفّل

ابن فتحون نے ''ذیل استیعاب'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ طبری لکھا ہے: زیادہ رونے والوں میں سے تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ مشہور صحابی مغفّل کے بیٹے ہیں۔ استیعاب میں ان کا ذکر ہوا ہے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ غزوۂ تبوک میں بکثرت رونے والوں میں سے تھے۔

٦٦٤٨ (ز) عبداللہ بن المغیرہ [5]

بن ابی بردہ الکنانی حجازی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت پر ڈانٹ کے بارے میں روایت کرتے ہیں اور ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے روایت کی ہے۔ ابن ابی حاتم [6] بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں: ''مرسل ہے''۔

میں کہتا ہوں: ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی وہ روایت جو بطریق یحییٰ بن سعید بواسطہ ان کے بحوالہ بنی مدلج کے ایک شخص مروی ہے مبہمات میں بیان ہوگی۔

٦٦٤٩ (ز) عبداللہ بن ملاذ الاشعریّ

تبع تابعین میں سے ایک شیخ ہیں جنہوں نے مرسل حدیث بیان کی ہے جس کی وجہ سے احمد بن شیبان العطار نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا۔ ابوحاتم نے ان کی اس غلطی پر گرفت کی ہے۔ لکھتے ہیں: یہ صحابی نہیں بلکہ ان میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین چار واسطے

---

[1] ابوداود كتاب الطهارة باب الارض يصيبها البول (٣٨١) سنن الدارقطني (١٣٢/١)

[2] الثقات (٣٥/٥) [3] استيعاب (١٦٨٣) [4] استيعاب (١١٧/٣) [5] تجريد (٣٣٦/١)

[6] الجرح والتعديل (١٧٥/٥)

ہیں۔ اور وہ حدیث ذکر کی جو جریر بن حازم نے ان سے عن نمیر بن اوس، عن مالک بن مسروح عن عامر بن ابی عامر الاشعری انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے۔ ازد اور اشعری بہترین قبائل ہیں۔ ابن معین فرماتے ہیں: اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت نہیں۔ علی بن المدینی کا قول ہے: عبداللہ بن ملاذ کے حالات نامعلوم ہیں۔ ابوزرعہ دمشقی اور ابن سمیع نے چوتھے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔

٦٦٥٠ عبداللہ بن النضر السلمی [1]

ابن عبدالبر [2] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں: جس مسلمان کے تین بچے فوت ہوں گے وہ جنت میں داخل ہوگا...... (حدیث) [3] ان سے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے روایت کی ہے۔ بقول ابوعمر: [4] نامعلوم ہیں، ان کے بارے معلومات نہیں۔ مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔ محدثین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بعض ان کے بارے کہتے ہیں: محمد بن النضر اور بعض: ابوالنضر کہتے ہیں۔ یہ سب امام مالک کے تلامذہ کے اقوال ہیں۔ البتہ ابن وہب اس حدیث کو ابوبکر بن محمد کی بحوالہ عبداللہ بن عامر الاسلمی مروی قرار دیتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن عبدالبر ''التمہید'' میں لکھتے ہیں: مالك عن محمد بن ابی بكر عن ابی النضر السلمی..... پھر اس حدیث کا ذکر کیا۔ اس میں مؤطا کے راویوں کا اختلاف ہے۔ یحییٰ بن معین وغیرہ کہتے ہیں: عن ابی النضر (نام کے بغیر) بعض کہتے ہیں: عبداللہ بن النضر، بعض: محمد بن النضر، کہتے ہیں: یحییٰ بن بکیر اور قعنبی کا قول ہے: عن ابی النضر (جن کے حالات نامعلوم ہیں)۔ بعض کا گمان ہے: ان کا نام انس بن مالک بن النضر، ابوالنضر ہے۔ کبھی اپنے دادا کے نسب سے تو کبھی کنیت سے ذکر کیے جاتے ہیں۔ (ابن عبدالبر) لکھتے ہیں: یہ غلط ہے، اس واسطے کہ انس بن مالک نجاری ہیں۔ بنی سلمہ کا کوئی شخص ایسا نہیں جس کی کنیت ابوحمزہ یا ابوالنضر ہو۔

میں کہتا ہوں: ابن وہب کی روایت انہیں صحابہ سے دور کر دیتی ہے۔ اس واسطے کہ عبداللہ بن عامر تبع تابعین میں سے ہیں جن کے بارے میں کلام ہے۔ الدانی اطراف المؤطا میں ابوعمر کی بات کا خلاصہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اس میں ابن وہب منفرد ہے اور یہ شخص مجہول ہے۔ ابوعمر [5] فرماتے ہیں: مجھے مؤطا میں ان کے علاوہ کوئی مجہول شخص نہیں ملا۔ الدانی فرماتے ہیں: اس حدیث کا مفہوم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے نسائی نے نقل کیا ہے۔ جس کی وجہ سے کچھ لوگوں نے سمجھا وہ یہ ہیں حالانکہ ایسا نہیں۔ ابوعمر کا کلام نقل کر کے لکھتے ہیں: اگر حضرت انس رضی اللہ عنہ کا کوئی النضر نامی بیٹا تھا بھی تو یہ نہیں۔ واللہ اعلم

٦٦٥١ (ز) عبداللہ بن النوّاحہ

صحابہ پر کتابیں لکھنے والوں میں سے کسی نے اس کا ذکر کیا ہے، چنانچہ میں نے ان کے الفاظ پڑھے ہیں جو یہ ہیں: پہلے

---

[1] استیعاب (١٦٩١) [2] استیعاب (١٢٠/٣)

[3] بخاری کتاب الجنائز باب فضل من مات له ولد فاحتسب (١٢٥٠) مسلم کتاب الادب (٦٦٤٠)
ترمذی (١٠٦٠) نسائی (١٨٧٥) ابن ماجه (١٦٠٣)

[4] استیعاب (١٢٠/٣) [5] استیعاب (١٢٠/٣)

اسلام لائے پھر ارتداد کی نذر ہو گئے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں توبہ کرنے کا کہا تو توبہ نہ کی تو حالت کفر اور ارتداد میں قتل کر دیا گیا، نواحہ بہت زیادہ نوحہ کرنے والا۔ نووی نے ''تہذیب'' میں اس کا ذکر کیا ہے لیکن اس کے صحابی ہونے یا نہ ہونے سے بحث نہیں کی۔

میں کہتا ہوں: نووی کے تذکرہ میں اس کا ذکر نہیں۔ کیونکہ جن کتب میں سوانح بیان کیے جاتے ہیں۔ ان میں اس کا ذکر ہوا ہے تو کسی نے اس کا صحابی ہونا ذکر کر دیا۔ نووی نے اس کے حال سے پوری وضاحت کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے نہ یہ صحابی ہے اور نہ صحابی کے مشابہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا واقعہ کتاب الحدود میں تعلیقاً ذکر کیا ہے اور اس کی تفصیل تعلیق التعلیق میں ہے۔

۶۶۵۲ عبداللہ بن الهادی

حسن بن سفیان نے ''وحدان الصحابہ'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم نے ان کے طریق سے روایت کی ہے پھر بروایت عبداللہ بن سعید بن ابی ہند عن عبداللہ بن عمرو الجمحی بحوالہ عبداللہ بن الہادی روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں یہ الفاظ پڑھا کرتے تھے: اللّٰهمّ ثبّتني ان ازلّ واهدني ان اضلّ اللّٰهُمَّ كما حُلْتَ بيني و بين قلبي فحل بيني و بين الشيطان و عمله. ✿ اے اللہ! لغزش سے مجھے ثابت قدم رکھ! اور بے راہ ہونے سے میری رہنمائی فرما، اے اللہ جیسے آپ میرے اور میرے دِل کے درمیان حائل ہیں اسی طرح شیطان اور اس کے عمل کے اور میرے درمیان حائل ہو جائیے۔ ابونعیم فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تامل ہے۔

میں کہتا ہوں: بغوی، ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی یہ حدیث درج کی۔ شاید ان لوگوں کا گمان ہے یہ اور ہیں جو عبداللہ بن شداد بن الہادی کے علاوہ ہیں، جن کا تذکرہ قسم دوم میں ہوا ہے اور انہیں رؤیت نصیب ہوئی۔ لیکن سماع نہ کر سکے۔ باوجودیکہ بغوی کی روایت میں عن عبداللہ بن الہادی العتواری مروی ہے اور وہ یہی ہیں۔ عتوارہ بنی لیث کا بطن ہے۔ صرف عبداللہ اس روایت میں اپنے دادا کے نسب سے مذکور ہوئے جیسا کہ ابوشداد اپنے پردادا الہادی کی جانب نسبت کر کے ذکر ہوئے جس کا بیان ان کے حالات میں ہو چکا ہے۔ ابن فتحون نے ''ذیل علی الاستیعاب'' میں عجیب قول اختیار کیا ہے، وہ اعتماد سے لکھتے ہیں: یہ شداد بن الہادی کے بھائی ہیں، لگتا ہے انہوں نے اس سند میں جو لکھا ہے اس کے ظاہر پر چل پڑے تھے۔ واللہ اعلم

۶۶۵۳ عبداللہ بن ھشام ✿

بن زہرہ التیمی ذہبی نے ان کا عبداللہ بن ہشام بن عثمان سے الگ ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابن الاثیر ✿ کی کتاب میں ایک ہی سوانح میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ اور ان کی نسبت میں اختلاف کو بیان کیا ہے۔ بعض نے ہشام اور عثمان میں زہرہ کو شامل کیا ہے اور بعض نے حذف کیا ہے، ذہبی نے دوسرے سوانح یوں کہہ کر ختم کیے ہیں، یہ وہی ہیں۔ شاید ابتداء میں ان کے نزدیک ممکن تھا کہ یہ اور ہیں پھر واضح ہوا کہ ایک ہی ہیں۔

✿ جامع المسانید والسنن (۲۲۹/۸) ✿ اسد الغابہ (۳۲۷۸) استیعاب (۱۶۹۷) تجرید (۳۳۹/۱)

✿ اسد الغابہ (۳۰۵/۳)

۶۶۵۴ (ز) عبداللہ بن وھب

بن زمعہ۔ بقول ابوموسیٰ: ہمارے کسی ساتھی نے ان کا ذکر کیا ہے جو بروایت یحییٰ بن عبداللہ بن حارث بحوالہ ان کے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ہمیں قریش کی خواتین میں وہ حسن و جمال نظر نہیں آیا جس کا ہم نے شہرہ سن رکھا تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے بنی امیہ بن مغیرہ کی بیٹیوں کو دیکھا ہے، قریبہ کو دیکھا ہے؟ کیا تم نے ہند کو دیکھا؟ ان خواتین کو اپنے باپوں اور بیٹوں کا غم کھا گیا۔ [1] لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں، کیونکہ ان کے والد ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور یہ عبداللہ بن زمعہ کے بھتیجے ہیں۔ یہ حدیث اگر (اس سند سے) صحیح ثابت ہو جائے تو شاید پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی ہے ورنہ منکر ہے جس کا ثبوت نہیں ملتا۔

میں کہتا ہوں: ان کی اس بات میں کئی وجوہات سے تردد ہے۔

اوّل: ان کا کہنا کہ ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں، اس واسطے کہ ان کا والد ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے، تو علت بیان کرنا ٹھیک نہ رہی۔ بہت سے بڑے چھوٹوں سے روایت کرتے ہیں۔ چہ جائیکہ ہم عصر اور ہم عمر سے روایت۔

دوم: وہب بن زمعہ مشہور صحابی ہیں جن کا تذکرہ ہونا ہے۔ مجھے ان کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت نہیں ملی۔

سوم: ان کا یہ کہنا ہے کہ عبداللہ کے بھتیجے ہیں، درست عبد بغیر اضافت ہے۔ عبد وہی ہیں جو حضرت سعد بن ابی وقاص سے زمعہ کی باندی کے بیٹے کے بارے میں جھگڑے تھے۔

چہارم: ان کا یہ کہنا کہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے، کھلی غلطی ہے۔ کیونکہ واقعے میں اس کی صراحت ہے کہ فتح مکہ کا موقعہ تھا اور پردے کا حکم فتح مکہ سے تین یا چار سال پہلے نازل ہو چکا تھا۔ اگر وہ اس کی سند دیکھتے تو اس کی علت سے واقف ہو جاتے۔ اس فرض کے ثابت ہو جانے پر بھی یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت سعد نے قریش کی عورتوں کو بے پردہ دیکھا ہو۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ انہوں نے جس خاتون سے شادی کی ہو اسے دیکھا ہو۔ اور اس کی ماں اور بیٹیاں وغیرہ ہوں، جس کی بنا پر انہوں نے یوں کہا ہو۔ خلاصہ یہ کہ یہ روایت مرسل ہے۔ اس واسطے کہ یہ عبداللہ بن وہب وہ کمسن ہیں۔ ان کے بھائی عبداللہ الاکبر کا تذکرہ قسم اوّل میں بیان ہو چکا ہے کہ وہ "یوم الدار" (شہادت عثمان) کے موقع پر شہید ہوئے۔ رہے اصغر تو وہ ام سلمہ، امیر معاویہ اور ان کی اہلیہ کریمہ بنت المقداد وغیرھا سے روایت کرتے ہیں۔ بقول بعض: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ ان سے زہری اور ان کے دونوں پوتے یعقوب و موسیٰ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: بنی اسد کے ناظم تھے۔ ابن حبان [2] ثقات میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

۶۶۵۵ عبداللہ بن یزید النخعی [3]

موسیٰ کے والد۔ ابوبکر بن علی، اور علی بن سعید عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں ابوموسیٰ لکھتے ہیں: علی بن سعید، جعفر بن محمد بن الفضل، ابونعیم، محمد بن موسیٰ، موسیٰ بن عبداللہ بن یزید نخعی ان کے سلسلۂ سند میں ان کے والد سے مروی ہے کہ وہ لوگوں کو نماز

---

[1] اسد الغابہ (۹۴/۳) [2] الثقات (۴۸/۵) [3] اسد الغابہ (۳۲۴۸) تجرید (۳۴۱/۱)

پڑھاتے تھے، کچھ لوگ ان سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتے، جس پر وہ کہنے لگے: ''لوگو! تم گنہگار ہوتے ہو، اگر تم سیدھے رہو تو میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھاتا، اس میں سے کچھ بھی کم نہ کرتا''۔ [1] ابوموسیٰ لکھتے ہیں: اسے طبرانی نے عن احمد بن خلید عن ابی نعیم اسی سند سے نقل تو کیا ہے لیکن ''نخعی'' نہیں کہا اور یہ روایت عبداللہ بن یزید الخطمی کے حالات میں درج کی ہے۔

میں کہتا ہوں: موسیٰ مشہور یزید خطمی کے بیٹے ہیں۔ اور حدیث بھی خطمی کی ہے۔ وہی جب ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے بصرہ کے گورنر بنے تو لوگوں کی امامت کیا کرتے تھے۔ ابن الاثیر [2] لکھتے ہیں: یہ بلاشبہ خطمی ہیں۔ شاید کاتب نے غلطی سے خطمی کو نخعی کر دیا ہو۔

۶۶۵۶ عبداللہ بن یزید [3] (بے نسبت)

مروی ہے کہ حجۃ الوداع میں شریک تھے۔ جس کی وجہ سے ابوموسیٰ نے ذیل میں اور یعقوب بن سفیان نے ذکر کیا ہے۔ ابن المبارک نے عن ابن عیینہ عن عمرو بن دینار عن عمرو بن عبداللہ بن صفوان عن عبداللہ بن یزید کی سند سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ فرمایا: ہم عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے اتنے میں ہمارے پاس ابن مربع آ کر کہنے لگے: ''اپنے ان مقامات [4] پر رہو جہاں تم حج کی رسومات ادا کرتے ہو''۔ یعقوب کہتے ہیں: میں نے صدقہ بن الفضل سے اس کا ذکر کیا تو وہ فرمانے لگے: یہ غلطی ابن المبارک سے ہوئی۔ میں نے ان سے کہا کہ علی بن حسن بن شقیق نے کہا: میں نے سفیان سے ایسا ہی سنا ہے، جس پر صدقہ نے کہا: انہوں نے دوسرے کے سماع پر اعتماد کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ حدیث سنن میں کئی طرق سے مروی ہے جن سب میں یہ الفاظ ہیں: عن یزید بن شیبان، جس کی تفصیل یزید بن شیبان میں ہوگی۔

۶۶۵۷ (ز) عبداللہ بن یسار المزنی

چھوٹے تابعی ہیں۔ ایک مرسل حدیث بیان کی جس کی وجہ سے بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا، جو بروایت اسماعیل بن عیاش عن ابان عن ابی الجلید بحوالہ عبداللہ بن یسار المزنی نبی ﷺ سے مروی ہے: ''رات دن کی گردش جاری رہے گی یہاں تک لوگوں کے دلوں سے جو میری امت کے ہوں قرآن کی عظمت محو ہوتی جائے گی جیسے کپڑے پرانے ہو جاتے ہیں۔ اور لوگوں کو قرآن کے علاوہ کی باتیں زیادہ اچھی لگیں گی''۔ یہ سند ثابت نہیں۔

۶۶۵۸ (ز) عبداللہ

یزید مزنی کے والد، درست عبد بغیر اضافت ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۶۶۵۹ (ز) عبداللہ البکری

ان سے ان کی بیٹی بھیہ ''افضل الاعمال'' والی حدیث روایت کرتی ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ایسا ہی ذکر کیا۔ اور ابونعیم نے

---

[1] مجمع الزوائد (۷۹/۲)، جامع المسانید (۲۴۴/۸) [2] اسد الغابہ (۹۶/۳) [3] اسد الغابہ (۳۲۴۹)

[4] ابوداؤد کتاب المناسک بباب موضع الوقوف بعرفة (۱۹۱۹) ترمذی (۸۸۳) نسائی (۳۰۱۴)

ان کی پیروی کر لی۔جس پر ابن الاثیر اور ذہبی نے تنبیہ نہیں کی۔جبکہ یہ عبداللہ بن حریث ہیں۔جن کا تذکرہ قسم اوّل میں ہوا ہے۔

۶۶۶۰ عبداللہ الثقفی

سفیان مدنی کے والد۔ابن الاثیر ❶ نے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے۔یہ وہی ابن ابی ربیعہ ثقفی ہیں جنہیں ابن الاثیر دوسری شخصیت سمجھ بیٹھے۔اس لئے وہم کی بنا پر ان کا الگ عنوان قائم کر دیا۔

۶۶۶۱ عبداللہ الثمالی

اور عبداللہ ابوالحجاج الثمالی ہی عبداللہ بن عبد ہیں جن کا تذکرہ قسم اوّل میں ہوا ہے۔

۶۶۶۲ عبداللہ السدوسی ❷

یہ ابن عمیر ہیں۔ابن عبدالبر ❸ نے دونوں دونوں میں فرق کیا ہے،جبکہ ہیں ایک۔

۶۶۶۳ (ز) عبداللہ السلمی

خالد کے والد۔صرف ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔درست عبیداللہ ہے۔

۶۶۶۴ (ز) عبداللہ العدوی

یہ عبداللہ الغفاری ہیں۔قسم اوّل میں ان کے بارے تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

۶۶۶۵ عبداللہ المزنی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی مرفوع حدیث ابو معمر نے عن عبدالوارث عن حسین المعلم عن ابن بریدہ عن عبداللہ المزنی نقل کی ہے۔''دیہاتی ہرگز تمہاری نماز کے نام (کو عتمہ کہنے میں تم) پر غالب نہ ہوں''۔ ❹ یہ ابن مندہ فرماتے ہیں،بقول بعض: یہ ابن مغفل ہیں۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث اسی طرح عن ابی معمر نقل کی ہے جو اکثر رواۃ کے نزدیک فربری سے اور اسی طرح مستملی کی روایت میں والد کا نام ذکر نہیں۔البتہ الکشمیہنی سے کریمہ کی روایت میں عبداللہ بن مغفل مزنی لکھا ہے۔اور اسی طرح طبرانی نے عن عبدالعزیز عن ابی معمر اور یہی قول عبدالصمد بن عبدالوارث کا بحوالہ اپنے والد منقول ہے جسے اسماعیلی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔لہٰذا ابن مندہ کا یہ قول ہے،بقول بعض: اس پر محمول نہیں کیا جائے گا کہ یہ ضعیف قول ہے،بلکہ یہی درست ہے (کہ ضعیف ہے)۔

۶۶۶۶ عبداللہ الیشکری ❺

المغیرہ کے والد۔ابن الاثیر ❻ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور معافی بن عمران کی ''تاریخ موصل'' سے یونس

---

❶ اسد الغابہ (۵۹۰/۲) ❷ استیعاب (۱۷۰۷) ❸ استیعاب (۱۲۴/۳) ❹ مسند احمد (۱۰/۲)

❺ اسد الغابہ (۳۲۵۰) تجرید (۳۴۱/۱) ❻ اسد الغابہ (۹۶/۳)

بن ابی اسحاق عن المغیرہ بن عبداللہ یشکری بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے: میں کسی کام سے مسجد حرام کی طرف گیا تو بازار میں کچھ لوگ جمع تھے میں ان کی طرف چل پڑا، مجھے کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بتایا تھا تو منی اور عرفات کے درمیان راستے میں میری آپ سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے بتائی گئی علامت سے آپ کو پہچان لیا اور آپ کی ناقہ کی مہار تھام کر عرض کی: ''اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے بعید کر دے....''۔ (حدیث)[1] ابن الاثیر[2] لکھتے ہیں: عبداللہ والد مغیرہ اور عبداللہ بن المنتفق میں تذکرہ ہو چکا ہے۔ سارے ایک آدمی کے نام ہیں، یہی بات ہے۔ ان کے لیے یہ مناسب نہ تھا کہ وہ ان کا عنوان مغیرہ کے والد اور یشکری سے کرتے، بلکہ کسی ایک سوانح میں ان کا ذکر کر کے اس پر تنبیہ کر دیتے۔ انہیں یاد نہیں رہا جبکہ ان کا ذکر عبداللہ بن الاخرم اور عبداللہ بن ربیعہ میں ہوا ہے۔ اور مغیرہ بن سعد بن الاخرم سے مروی اکثر طرق میں عن ابیہ یا عمہ کے الفاظ ہیں۔ میں نے سعد بن الاخرم اور عبداللہ بن الاخرم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اخرم لقب اور ربیعہ نام ہے۔

٦٦٦٧ عبداللہ

زہیر کے والد، عبداللہ بن زہیر کے حالات میں اسی قسم میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

٦٦٦٨ (ز) عبداللہ (سفیان ثقفی کے والد)

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ قسم اوّل میں ''عبداللہ بن ابی ربیعہ'' میں ان کا صحیح نام گزر چکا ہے۔

٦٦٦٩ (ز) عبداللہ (عصام المزنی کے والد)

ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بحوالہ عصام بن عبداللہ المزنی، انہوں نے اپنے والد سے یہ روایت نقل کی ہے: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم پر بھیجا تو ہم ''بطن نخلہ'' میں آئے، پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ اسی میں اس شخص کا واقعہ ہے جسے ان لوگوں نے قتل کیا تھا۔ تو کجاوے میں سے ایک عورت نے اپنے آپ کو اس پر گرا دیا۔ پھر اسے چوستی رہی یہاں تک کہ مرگئی۔ اس سند کے راوی ثقہ ہیں۔ صرف اس کے راوی سے نام تبدیل ہوگیا ہے۔ درست عن ابن عصام عن ابیہ ہے۔ بقول بعض: ان کا نام عبداللہ ہے، یہی نام ابن سعد کی کتاب میں لکھا ہے۔ قسم اوّل میں ''عصام'' کے حالات میں درست نام بیان ہو چکا ہے۔

٦٦٧٠ عبداللہ، معبد بن قیس

بن صخر کے بھائی۔ ابن الاثیر[3] نے ان کا اور ذہبی نے ان کے اتباع میں ان کا ذکر کیا ہے جو واضح وہم ہے۔ کیونکہ وہ لکھتے ہیں: ابوعمر نے ان کے بھائی معبد کے حالات میں ان کا نام درج کیا ہے۔ ان کے بھائی اُحد میں شریک ہوئے۔

میں کہتا ہوں: انہیں اپنے اس گمان میں وہم ہوا ہے کہ ابوعمر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ جبکہ انہوں نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن قیس جیسا کہ اپنے مقام پر ان کا ذکر ہو چکا ہے، شاید ابن الاثیر انہیں عبداللہ میں جو معبد کے بھائی ہیں تلاش

---

[1] مسند احمد (٣٨٣/٦) (٤٧٢/٣) المعجم الكبير (٥٤٧٨/٦) مجمع الزوائد (٤٣/١)

[2] اسد الغابہ (٩٧/٣) [3] اسد الغابہ (٨١/٣)
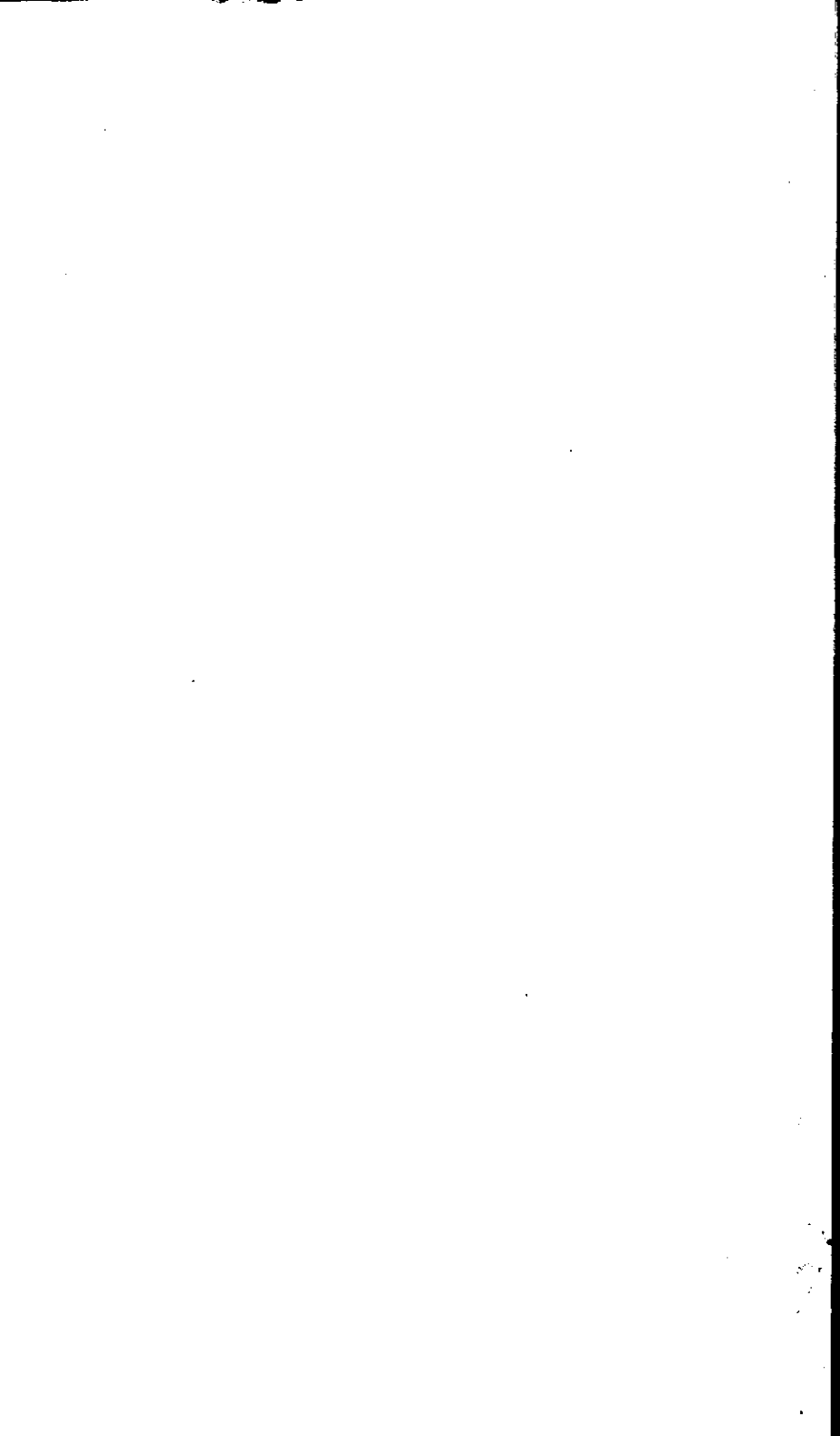
سے بہتر دیکھی.....(حدیث)[1] ابونعیم لکھتے ہیں: درست عن عبدالرحمٰن عن ابیہ ہے۔

میں کہتا ہوں: طبرانی نے اسی طرح بروایت سعید بن منصور وابی بکر بن ابی شیبہ ومسدد وغیرہ عن ابی الاحوص ذکر کیا ہے۔

امام بخاری، ابن ابی حاتم،[2] ابن حبان[3] وغیرہ نے تابعین میں ان کا شمار کیا ہے۔ ابن ماجہ نے ان کی ایک حدیث بروایت عیسیٰ بن ابی اسحاق بواسطہ ان کے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کی ہے۔ ابوداؤد وغیرہ نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ حجاج نے انہیں ۸۳ھ میں بصرہ کا قاضی مقرر کیا جس پہ وہ تادمِ مرگ، نوے (۹۰) کے بعد تک برقرار رہے۔

۶۶۷۵ عبدالرحمٰن بن الارقم الزھری

ان کے متعلق قسم اوّل میں گفتگو ہو چکی ہے۔

۶۶۷۶ (ز) عبدالرحمٰن بن ابی امیہ المکّی

تابعی ہیں۔ ایک مرسل حدیث بیان کی ہے جس کی وجہ سے بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ اور بطریق سعید بن ابی ایوب عن عبدالرحمن بن الولید عن عبدالرحمن بن ابی امیہ روایت کی ہے۔ فرمایا: ایک سریہ روانہ ہوا اور بہت جلد غنیمت سے مالا مال ہو کر لوٹا۔ لوگ کہنے لگے: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے اس سے زیادہ جلد لوٹنے اور غنیمت حاصل کرنے والا سریہ نہیں دیکھا.....(حدیث) بقول بعض: یہ حدیث عن عبدالرحمٰن بن ابی امیہ عن رجل عن عمرو بن العاص مروی ہے۔

۶۶۷۷ عبدالرحمٰن بن اُنَیس[4]

کتاب المنهج فی القرأت فی شیوخ نافع بن ابی نعیم میں سبط الخیاط نے ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں۔ جس میں ان سے خلط ملط ہو گیا۔ اس واسطے کہ نافع کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ذہبی[5] تجرید میں رقمطراز ہیں: یہ شخص مجہول ہیں۔

۶۶۷۸ عبدالرحمٰن بن بشیر[6]

بن مسعود۔ ان کے متعلق جو کچھ بیان ہوا قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان سے سعید بن خالد نے منقطع روایت کی ہے۔ بقول الدارقطنی: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: ازرق سے مشہور تھے اور ابوبشر کنیت تھی، ابن مسعود اور ابوسعید سے جبکہ اوروں میں حضرت ابوہریرہ، خباب بن الارت وغیرہ سے روایت کرتے ان سے ابراہیم نخعی، ابوحصین، محمد بن سیرین، موسیٰ بن عبداللہ بن یزید الخطمی روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے: بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔ امام بخاری، ابن ابی حاتم[7] اور ابن حبان[8] نے تابعین میں ان کا شمار کیا ہے۔

---

[1] المعجم الکبیر (۸۷۳/۱) مجمع الزوائد (۱۸۳/۴) [2] الجرح والتعدیل (۲۱۰/۵) [3] الثقات (۸۵/۵)

[4] تجرید (۳۴/۱) [5] تجرید (۹۶) [6] اسد الغابہ (۳۲۷۱) استیعاب (۱۴۰۱)

[7] الجرح والتعدیل (۲۱۵/۸) [8] الجرح والتعدیل (۲۱۵/۵)

۶۶۷۹ (ز) عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ الثقفی

بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اس سے ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں ہوتا، یہ غلط ہے۔ وہ لکھتے ہیں: جب زیاد بصرہ کے والی مقرر ہوئے تو کسی کام پر عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کو مقرر کر دیا۔ یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے رسول اللہ ﷺ سے سماع کیا ہے: ''عہدے کو طلب نہ کرنا، کیونکہ اگر بن مانگے تمہیں کوئی عہدہ مل گیا تو تمہاری مدد کی جائے گی''۔ [1] یہ عبدالرحمٰن تابعی ہیں، نبی ﷺ کے بعد پیدا ہوئے۔ بصرہ کو شہر بنانے کے بعد بصرہ میں پیدا ہونے والے یہ پہلے مولود ہیں۔ تو ان کے والد نے ایک اونٹ ذبح کر کے بانٹا تو سب کے لیے پورا ہو گیا۔ یعنی اس وقت لوگوں کی تعداد کم تھی۔ یہ ۱۴ھ کا واقعہ ہے۔ حالانکہ یہ حدیث تو عبدالرحمٰن بن سمرہ سے مروی ہے اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کی کنیت ابو بحر ہے۔ بقول بعض ابو حاتم، انہیں اپنے والد، حضرت علی، عبداللہ بن عمرو اور الاشج العصری وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بھتیجا ثابت بن عبداللہ بن ابی بکرہ، ابن سیرین قتادہ اور اسحاق بن سوید عدوی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ عجلی لکھتے ہیں: بصری ثقہ تابعی ہیں، جن کا انتقال ۹۶ھ میں ہوا۔

۶۶۸۰ (ز) عبدالرحمٰن بن ثابت الانصاری [2]

تابعی ہیں جنھوں نے ایک مرسل حدیث بیان کی ہے جس کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھ سے حصین نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ثابت انصاری بیان کیا (اور وہ ان کے عالم تھے) کہ رسول اللہ ﷺ نے عباد بن بشر کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا..... (الحدیث) [3] اسی طرح ایک جماعت نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے اسے ابوداؤد نے فضائل الانصار میں طبرانی نے ''الکبیر'' میں بطریق ابن اسحاق نقل کیا ہے۔ عن حصین بن عبدالرحمٰن عن عبدالرحمٰن بن ثابت عن عباد بن بشر، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پہلی روایت باوجود مرسل ہونے کے زیادہ صحیح ہے۔ ابن مدینی کا بیان ہے یہ حصین، ابن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مصعب ہیں اور عبدالرحمٰن بن ثابت وہ ابن الصامت ہیں جس کا احتمال ہے۔ لیکن امام بخاری، ابن ابی حاتم [4] اور ابن حبان [5] نے دونوں میں فرق کیا ہے۔

۶۶۸۱ (ز) عبدالرحمٰن بن ابی جبل

صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے جو صحیح نہیں۔ احمد بن یحییٰ حلوانی فرماتے ہیں: یحییٰ بن معین مروان (جو فزاری ہیں) عبداللہ الطائفی، خالد بن عبدالرحمٰن بن ابی جبل انہوں نے اپنے والد کی سند سے بیان کیا کہ انہوں نے طائف میں نبی ﷺ کو دیکھا تھا۔ (الحدیث) یہ روایت الٹ گئی ہے، اسے ان کے علاوہ لوگوں نے عن یحییٰ بن معین اسی سند سے نقل کیا ہے کہ عن عبدالرحمٰن بن خالد بن ابی جبل عن ابیہ انہوں نے دیکھا، اسی طرح یہ روایت ہشام بن عمار ایک جماعت نے مروان سے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بروایت یوسف بن علی عن مروان نقل کی ہے، جو درست ہے۔

---

[1] مجمع الزوائد (۸/۵۵) [2] اسد الغابۃ (ت: ۳۲۷۲) الاستیعاب (ت: ۱٤۰۳) تجرید اسماء الصحابۃ (۱/۳٤٤)

[4] الجرح والتعدیل (۵/۲۱۸) [5] الثقات (۷/۷۰)

۶۶۸۲ (ز) عبدالرحمٰن بن جَسّاس

تابعی ہیں۔ "نہی عن القضا" کی حدیث مرسل نقل کی ہے۔ ان سے نافع بن یزید نے روایت کی ہے جس کی بنا پر کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ❶ فرماتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے۔

۶۶۸۳ (ز) عبدالرحمٰن بن حِمْیَر

یہ یمنی ہیں۔ تاریخ مقری میں لکھا ہے: نبی ﷺ نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ محفوظ روایت وہ ہے جو ابن اسحاق نے نقل کی ہے کہ ان کا اور ان کے والد کا نام تبدیل ہوا تو ان کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن رکھا۔

۶۶۸۴ (ز) عبدالرحمٰن بن خالد

بن العاص۔ تابعی ہیں۔ مسح علی الخفین کے بارے میں ایک مرسل حدیث روایت کی ہے جس کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابو حاتم ❷ فرماتے ہیں: عسکری نے اسے مرفوعاً بیان کیا ہے، جبکہ وہ مرسل ہے۔

۶۶۸۵ عبدالرحمٰن بن خلّاد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں جبکہ اوروں نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ذہبی ❸ نے لکھا ہے جو ان کا وہم ہے۔ یہ تو عبدالرحمٰن، خلاد کے والد ہیں۔ عبدالرحمٰن نامی حضرات کے آخر میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۶۸۶ عبدالرحمٰن بن ابی درهم الکندی

ان کے متعلق قسم اوّل میں بیان ہو چکا ہے۔

۶۶۸۷ عبدالرحمٰن بن سابط ❹

روایات میں اسی طرح آتا ہے اور کسی نے ان کا یہی عنوان لکھا ہے۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: یہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سابط ہیں، اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوئے۔ اسی طرح امام بخاری، ❺ ابن ابی حاتم، ❻ ابن حبان ❼ اور ایک جماعت نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: یہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سابط ہیں۔ ان کے دادا سابط بن ابی حمیضہ کے اور ان کے والد عبداللہ بن سابط کے حالات قسم اوّل میں بیان ہو چکے ہیں۔ رہے یہ تو ایسے تابعی ہیں جو بکثرت مرسل روایت کرتے ہیں، بلکہ یہاں تک کسی نے کہا ہے ان کا کسی صحابی سے بھی سماع ثابت نہیں۔ نبی ﷺ کے حوالہ سے بکثرت مرسل روایتیں کرتے ہیں۔ حضرت معاذ، عمر، عباس بن ابی ربیعہ، سعد بن ابی وقاص، عباس بن عبدالمطلب، اور ابوثعلبہ سے روایت کرتے ہیں۔ بقول بعض: ان میں سے کسی سے ان کی ملاقات نہیں ہوئی۔ دوری لکھتے ہیں: ابن معین سے کسی نے پوچھا: کیا انہوں نے حضرت

---

❶ التاریخ الکبیر (۲۶۹/۱) ❷ الجرح والتعدیل (۲۲۹/۵) ❸ تجرید (۹۶)

❹ اسد الغابہ (۳۳۰۸) ❺ التاریخ الکبیر (۲۹۴/۳) ❻ الجرح والتعدیل (۲۴۰/۵)

❼ الثقات (۶۹/۷)

سعد سے سماع کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ کسی نے پوچھا: ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ پھر کسی نے پوچھا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے؟ فرمایا: نہیں۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے ان دونوں کا زمانہ پایا ہے، اور انہیں ابن عباس، حضرت عائشہ اور بعض تابعین سے روایت حاصل ہے۔ ابوموسیٰ نے ذیل الصحابہ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: ترمذی نے ان کا ذکر کیا ہے پھر ترمذی [1] کی روایت بروایت ثوری عن علقمہ بن مرثد عن عبدالرحمٰن بن سابط عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی تعریف کے بارے میں نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: ترمذی نے یہ روایت مسعودی کی عن علقمہ عن سلیمان بن بریدہ عن ابیہ کی روایت کے بعد نقل کی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ''کیا جنت میں کوئی گھوڑا ہوگا؟'' ..... (حدیث) پھر عبدالرحمٰن بن سابط کی روایت نقل کی۔ اس میں فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.... پھر اس کا مفہوم نقل کیا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ مسعودی کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ ان کی مراد محدثین کا قاعدہ ہے کہ جب مرسل کا طریق متصل کے طریق سے زیادہ قوی ہو تو مرسل کو موصول پر ترجیح ہوگی۔ ترمذی کے سیاق میں کوئی ایسی بات نہیں جس کا تقاضا ہو کہ عبدالرحمٰن صحابی ہوں بلکہ اس سے تو ارسال کا پتہ چلتا ہے۔ ابوموسیٰ لکھتے ہیں: ابوعبداللہ بن مندہ کا قول ہے: عبدالرحمٰن بن سابط کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت مرسل ہے۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: اس حدیث میں علقمہ سے آگے اختلاف ہے، بعض نے کہا: ان سے اسی طرح مروی ہے، بعض نے کہا: عنہ عن عبدالرحمٰن بن ساعدہ، بعض کا کہنا ہے: عنہ عن عمیر بن ساعدہ تیمی۔ قسم اوّل میں عبدالرحمٰن بن ساعدہ کا طریق بیان ہو چکا ہے۔

ابن الاثیر [2] نے عبدالرحمٰن بن سابط کی ایک اور حدیث نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ قربانی کے جانوروں کا بایاں پاؤں باندھ کر نحر کرتے تھے.... یہ حدیث اسد الغابہ میں ہے۔ اور جو سنن میں ہے وہ عن الزبیر عن جابر مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نحر کرتے تھے.... (حدیث) فرماتے ہیں: مجھے عبدالرحمٰن بن سابط نے انہی الفاظ میں سنائی۔ ''مجھے سنائی'' کے قائل ابوزبیر ہیں، انہوں نے ہی یہ وضاحت کی ہے۔ ابوداؤد نے مراسیل میں روایت کی ہے۔ ہر بندے پر طیش طاری ہوتا ہے..... (حدیث) اور بطریق ابوالسوداء بحوالہ ان کے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی تو ساٹھ آیات پڑھیں۔ اتنے میں ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو رکوع کر لیا۔ پھر کھڑے ہوئے اور دو آیات پڑھ کر رکوع کر لیا۔ قدماء میں سے عبدالرحمٰن بن سابط سے روایت کرنے والے فطر بن خلیفہ، یزید بن ابی زیاد، عبدالملک بن میسرہ، ابن جریج، لیث بن ابی سلیم وغیرہ حضرات ہیں۔ ابن معین، عجلی، ابوزرعہ اور نسائی وغیرہ نے انہیں ثقہ لکھا ہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: فقیہ تھے۔ ابن سعد کا قول ہے: معتبر، بکثرت احادیث روایت کرنے والے ہیں۔ اس پر مؤرخین کا اتفاق ہے کہ ۱۱۸ھ میں فوت ہوئے۔

۶۶۸۸ عبدالرحمٰن بن ابی سارہ [3]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث عبداللہ بن رشید نے عن عبید بن عبداللہ عن اسری بن اسماعیل

---

[1] ترمذی کتاب صفۃ الجنۃ باب ما جاء فی صفۃ خیل الجنۃ (۲۵۴۳)

[2] اسد الغابہ (۱۲۰/۳) [3] اسد الغابہ (۳۳۰۹) تجرید (۳۴۸/۱)

عن الشعبی عن عبدالرحمٰن بن ابی سارہ کی سند سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا.....(حدیث)[1] ابن مندہ فرماتے ہیں: مجھے یہ وہم معلوم ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں: یعنی ان کے والد کا نام۔ چنانچہ حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں عن الحسین بن حریث عن الفضل بن موسیٰ عن السری مسند سے روایت کی ہے۔فرمایا: عبدالرحمٰن بن ابی سبرہ الجعفی، فرمایا: میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے رات میں اپنی نماز کے بارے میں بتائیے! آپ ﷺ نے فرمایا: آٹھ رکعات پڑھا کرو اور تین رکعتیں وتر پڑھ لیا کرو۔[2] میں نے عرض کی: ان رکعات میں کیا پڑھا جائے؟ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ایسا ہی امام بخاری رحمہ اللہ نے بطریق اسماعیل بن زربی عن السری نقل کیا ہے۔ وہ شعبی سے اپنی روایت میں فرماتے ہیں: مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابی سبرہ نے بیان کیا۔ فرمایا: میں اپنے والد کے ساتھ تھا جب وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، انہوں نے بیعت کی تو میں نے بھی بیعت کی..... پھر اس حدیث کا اور وتر کا ذکر کیا۔ اسی طرح مطیّن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو بطریق اسماعیل بن زربی ہے۔

۶۶۸۹ عبدالرحمٰن بن سبرہ الاسدی[3]

ان سے شعبی روایت کرتے ہیں۔ یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ ان کے اور عبدالرحمٰن بن سبرہ الجعفی کے بارے میں تامّل ہے۔ یہ ابن عبدالبر کا کلام ہے۔ مطیّن اور ان کے شاگرد باوردی اور ابن مندہ نے ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ لیکن کسی نے ان کا اسدی نسب بیان نہیں کیا۔ درست یہ ہے کہ ایک ہی ہیں۔ اور اسے وہم ہوا ہے جس نے ان کے والد کی کنیت کو نام بنایا ہے یا جس نے ان کا نسب اسدی بتایا ہے۔ ابن الاثیر[4] ابن عبدالبر کے بتائے ہوئے نسب کو بیان کر گئے۔ اور یہ راجح قرار دیا کہ دو شخص ہیں۔ کیونکہ دونوں کی نسبتیں مختلف ہیں۔ اور اس حدیث کی علت سے بے خبر رہے جس سے صحابی ہونے کا ثبوت ملتا ہے، کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک تھے۔ اسی پر ابن ابی حاتم[5] نے یقین ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ وہ ان کے حالات میں بیان کرتے ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں ان کا بیٹا خیثمہ اور شعبی ہیں۔ رہی خیثمہ کی ان سے مروی روایت تو وہ مسند احمد وغیرہ میں ہے اور شعبی کی ان سے مروی روایت تو وہ یہی ہے۔ اس کی کچھ تفصیل قسم اوّل میں بیان ہو چکی ہے۔

۶۶۹۰ (ز) عبدالرحمٰن بن سراقہ

تہذیب الطبری میں ان کے متعلق جو روایت ہے اس سے ان کا صحابی ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسی بات نہیں۔ چنانچہ بطریق یحییٰ بن ایوب الغافقی عن الولید بن ابی الولید روایت کی ہے کہ میں مکہ میں تھا جہاں کے گورنر عثمان بن عبدالرحمٰن بن سراقہ تھے، میں نے انہیں خطاب کرتے ہوئے سنا: اہل مکہ تم لوگ بیعت اللہ کی تعمیر میں لگ گئے ہو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ترک کر دیا ہے۔ یہ بات برابر نہیں، مجاہدین کو مضبوط کرو، اس واسطے کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: جو کسی غازی کو سایہ دے گا اللہ اسے سایہ عطا کرے گا اور جس نے غازی کو سامان جہاد سے لیس کیا یہاں تک کہ وہ خود مختار ہو گیا تو اس کے لیے اس کے اجر جیسا اجر

---

[1] اسد الغابہ (۱۲۰/۳) [2] جامع المسانید (۳۲۱/۸) [3] اسد الغابہ (۳۳۱۲) استیعاب (۱۴۲۶) تجرید (۳۴۸/۱)

[4] استیعاب (۳۷۷/۲) [5] اسد الغابہ (۱۲۰/۳) [6] الجرح والتعدیل (۲۳۸/۵)

ہے..... (حدیث) فرماتے ہیں: میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا یہ عمر بن خطاب کے نواسے ہیں۔ یعنی عثمان اپنے قول "میں نے اپنے والد" سے مراد حضرت عمر بن خطاب لے رہے ہیں نہ کہ ان کے والد عبدالرحمٰن بن سراقہ، اس لیے کہ یہ حدیث لیث، یزید بن الہادی اور ابن لہیعہ نے ولید بن ولید سے نقل کی ہے۔ سب فرماتے ہیں: عن عثمان بن عبداللہ بن سراقہ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مروی ہے جسے امام احمد، ابویعلی اور ابن ماجہ نے بطریق لیث و ابن ابی عمر، اسی طرح ابن ماجہ بطریق الدراوردی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بطریق ابن لہیعہ روایت کرتے ہیں۔

۶۶۹۱ (ز) عبدالرحمٰن بن سعد [1]

کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ عسکری لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں۔ ان کی حدیث مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: میرے خیال میں یہ عبدالرحمٰن بن زرارہ ہیں جن کا تذکرہ قسم دوم میں ہوا ہے۔

۶۶۹۲ عبدالرحمٰن بن سعید [2]

بن یربوع مخزومی۔ ان کا نام الصرم تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ ابن عبدالبر نے ایسا ہی لکھا ہے۔ پھر لکھتے ہیں، بقول بعض: ان کے والد سعید ہی کا نام الصرم تھا۔ تو آپ نے ان کا نام سعید رکھا۔ یہی بہتر ہے۔ ابن عبدالبر نے اس میں ابن شاہین کی پیروی کی ہے کیونکہ انہوں نے ان کا دو مقام پر ذکر کیا ہے۔ چنانچہ بطریق زید بن الحباب عن عمر بن عثمان بن عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع عن ابیہ کہ مجھ سے میرے دادا نے حدیث بیان کی ان کا نام صرم تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام سعید رکھ دیا۔ انہوں نے سعید نامی حضرات میں اسی طرح نقل کیا ہے۔ پھر عبدالرحمٰن نامی حضرات میں بعینہٖ یہ سند دوہراتے ہیں، لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا جن میں سے ایک مقام یقیناً وہم پر مبنی ہے۔ بظاہر سعید راجح ہے اس واسطے کہ یہ عثمان کے حقیقی دادا ہیں۔ اور انہوں نے کہا: مجھ سے میرے دادا نے بیان کیا۔ قسم اوّل کے دوران سعید کے حالات میں ذکر ہو چکا ہے کہ ابوداؤد نے یہ روایت حدیث سعید سے نقل کی ہے اور یہی درست ہے۔ عبدالرحمٰن بن سعید تابعی ہیں۔ عثمان ابن عفان بن مالک الدارمی سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابوحازم بن دینار، عبداللہ بن موسیٰ مدنی روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد فرماتے ہیں: ۱۰۹ھ میں اسی (۸۰) سال کی عمر میں وفات پائی۔ لکھتے ہیں: حدیث میں ثقہ ہیں۔ یہی تاریخ علی بن المدینی اور ابن حبان [2] نے ثقات التابعین میں نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: اس بنا پر ان کی پیدائش خلافت فاروقی میں ہوئی۔

۶۶۹۳ عبدالرحمٰن بن سمیرہ [3]

یا سمیر یا ابن ابی سمیر یا ابن سمرہ یا ابن سبرہ یا ابن سمیہ۔ تابعی ہیں جو ایک مرسل حدیث بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے صحابہ میں ان کا ذکر آ گیا۔ چنانچہ ابن مندہ بطریق اسری بن یحییٰ بحوالہ عبدالرحمٰن بن سمیرہ یا سمیر بحوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے، آپ نے

---

[1] استیعاب (۱۴۲۸) [2] اسد الغابہ (۳۳۱۶) استیعاب (۲۴۲۹) تجرید (۳۴۸/۱)

[3] الثقات (۷۸/۵) [4] اسد الغابہ (۳۳۸۴) استیعاب (۱۴۳۰) تجرید (۳۴۸/۱)

فرمایا کیا تم میں سے کوئی اتنا کرنے سے بھی لاچار ہے کہ جب اس کے پاس اسے قتل کرنے والا شخص آئے تو یہ حضرت آدم کے دو بیٹوں (میں سے ایک) کی طرح اپنی گردن (قتل ہونے کے لیے) دراز کردے، قاتل جہنمی [1] اور مقتول جنتی ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں۔ یہی قول ابونعیم کا باضافہ ان الفاظ کے ہے، یہ حدیث تو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بحوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہے۔ پھر اسے بطریق حفص بن عمیر عن قبیصہ اس سند میں باضافہ ابن عمر نقل کیا۔ اور ابوداؤد نے بطریق عون بن ابی جحیفہ عن عبدالرحمٰن بن ابی سمیرہ عن ابن عمر اسی اسناد سے ایک اور حدیث نقل کی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی روایت کردنی کو امام بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن حبان وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ ابن ابی حاتم [2] کا قول ہے: ابن ابی سمیرہ زیادہ صحیح ہے۔

۶۶۹۴ عبدالرحمٰن بن شیبہ [3]

بن عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ الحجبی العبدری المکی۔ ان کے والد اور دادا کا تذکرہ ہو چکا ہے یہ تابعی ہیں جن کی ایک مرسل حدیث ہے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: دورِ نبوی پایا ہے۔ ان کے سماع والی بات صحیح نہیں۔ ابونعیم لکھتے ہیں: بلا اختلاف تابعی ہیں۔ ابن مندہ نے بروایت احمد بن عصام بحوالہ ابوقلابہ روایت کی ہے کہ بیت اللہ کے خازن عبدالرحمٰن بن شیبہ نے انہیں بتایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو اپنے بستر پر پہلو بدلنے لگے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کی: اگر ہم میں سے کوئی اس طرح کی بے قراری ظاہر کرتا تو آپ اس سے ناراض ہو جاتے، آپ نے فرمایا: بے شک مومن پر سختی کی جاتی ہے۔ [4] اس سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطہ رہ گیا ہے۔ چنانچہ یہ حدیث امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عقدی سے اسی سند سے عبدالرحمٰن بن شیبہ تک کے حوالے سے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [5] سے مروی ہے پھر اسے ذکر کیا۔ اسی طرح طبرانی نے دوسری سند سے عن ابی عامر نقل کیا ہے جبکہ یہ عبدالرحمٰن کی بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے مشہور ہے۔ اسے سمویہ نے اپنے فوائد میں اور طبرانی نے کئی طرق سے عن یحییٰ بن ابی کثیر نقل کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن بن شیبہ خازن الکعبہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا یہی قول ابن ابی حاتم [6] کا باضافہ ان الفاظ کے: عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔

میں کہتا ہوں: ان کی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث نسائی کی کتاب التفسیر میں ہے۔

۶۶۹۵ عبدالرحمٰن بن عائذ الازدی الثمالی

بقول بعض: الکندی یا الحمصی۔ ابوعبداللہ مشہور تابعی ہیں جن کی کئی مرسل روایات ہیں۔ بغوی کتاب الصحابہ میں لکھتے ہیں: امام بخاری رضی اللہ عنہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی دو حدیثیں ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحیح نہیں۔ طبرانی کا قول ہے: عبدالرحمٰن بن عائذ ازدی کے متعلق کہا جاتا ہے: دورِ نبوی پایا ہے۔ پھر بطریق وضین بن عطاء عن محفوظ بن علقمہ عن عبدالرحمٰن بن عائذ یہ روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] ابوداؤد کتاب الفتن باب فی النہی عن السعی فی الفتنۃ (۴۲۶۰) کنز العمال (۳۹۹۰۵۶) جامع المسانید (۳۳۴/۸)

[2] الجرح والتعدیل (۲۴۱/۵) [3] اسد الغابہ (۳۳۲۶) تجرید (۳۴۹/۱) [4] مسند احمد (۲۱۵/۶)

[5] مسند احمد (۱۶۰/۶) [6] الجرح والتعدیل (۲۷۰/۵)

''تین افراد کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا، ایک وہ شخص جو کسی ویران گھر میں آ ٹھہرا، دوسرا وہ شخص جو گزرگاہ پہ خیمہ زن ہو گیا، تیسرا وہ شخص جس نے اپنی سواری خود چھوڑی اور پھر اللہ سے دعائیں کرتا پھرے کہ اسے روکیے''۔ [1]

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ صحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری رحمہ اللہ کی تاریخ صحابہ کتاب ہم نے نہیں دیکھی، اگرچہ بغوی ان سے بہت زیادہ نقل کرتے ہیں۔ ابن اسحاق کا قول ہے: مجھ سے ثور بن یزید نے عن یحییٰ بن جابر عن عبدالرحمٰن بن عائذ کی سند سے بیان کیا ہے کہ وہ علم حامل اور اس کے طلبگار تھے۔ جسے وہ صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین سے حاصل کرتے تھے۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں یہ روایت نقل کی ہے۔ ابوحاتم الرازی [2] کا قول ہے: انہوں نے دورِ نبوی نہیں پایا۔ ابن حبان [3] فرماتے ہیں: بقول بعض: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی حدیث مرسل ہے۔ انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا زمانہ بھی نہیں پایا۔ ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں۔ ابوزرعہ دمشقی تابعین اہل شام میں ان کا ذکر کرتے ہیں اور ابن سمیع تیسرے طبقے میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ صحابہ کی ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں جن میں ابوذر، عمرو بن عبسہ، عبداللہ بن عمرو، عقبہ بن عامر، عیاض بن عامر، عرباض، مقداد بن معدیکرب اور ابوامامہ شامل ہیں۔ ان سے بعض تابعین جیسے کثیر بن مرہ، ناشرہ بن سمی اور تبع تابعین جیسے اسماعیل بن ابی خالد، سماک بن حرب، یحییٰ بن جابر، شریح بن عبید، محفوظ اور نصر صاحبزادگان علقمہ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ بقیہ بحوالہ ثور فرماتے ہیں: اہل حمص ان کی کتابیں لیتے جو بات احکام کی پاتے تو اس پر اعتماد کر لیتے۔ وہ کوفہ رہے اور اشعث کے ساتھ خروج کیا، حجاج کے پاس انہیں قید کر کے لایا گیا، جس کے بعد فوت ہو گئے۔

۶۶۹۶ (ز) عبدالرحمٰن بن عائذ (دوسرے)

ابن شاہین نے ثمالی سے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے اور بطریق ثور عن خالد بن معدان بحوالہ ان کے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی مہم بھیجتے تو خصوصی ہدایت فرماتے: ''لوگوں سے میل ملاپ کر کے انہیں مہلت دینا.....''۔ (حدیث) [5] یہی حدیث بغوی نے ثمالی کے حالات میں ذکر کی ہے۔

۶۶۹۷ (ز) عبدالرحمٰن بن عائش البلوی

ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق بکر بن عمر روایت کی ہے کہ میں نے ابوثور فہمی کو فرماتے سنا: ہمارے پاس عبدالرحمٰن بن عائش بلوی آئے وہ بیعت رضوان کے شرکاء میں سے تھے۔ وہ منبر پر چڑھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا..... (حدیث) یہ غلطی، لفظی غلطی کا خمیازہ ہے۔ درست عن عبدالرحمٰن بن عدیس ہے جو صحابی ہونے میں مشہور ہیں۔ جیسا کہ قسم اوّل میں ذکر ہوا ہے۔

---

[1] الطبقات الکبریٰ (۱۱/۲) [2] التاریخ الکبیر (۳۲۴/۳) [3] الجرح والتعدیل (۲۷۰/۵)

[4] الثقات (۱۰۷/۵) [5] اسد الغابہ (۱۲۹/۳)

۶۶۹۸ (ز) عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن

بن ثابت بن الصامت الاشہلی ، ان کے بارے میں غلط فہمی پر تنبیہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن کے حالات میں ہو چکی ہے۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ ازدی نے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے جن کا نام ان کے والد کے نام جیسا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن الاشہلی ، پہلے بیان ہو چکا ہے کہ روایت سے عن ابیہ عن جدہ کے الفاظ رہ گئے ہیں۔ واللہ اعلم

۶۶۹۹ عبدالرحمٰن بن عتبہ

بن عویم بن ساعدہ بغوی، ابن قانع اور ابوعمر نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے اور روایت کرنے کی بات صحیح نہیں۔ بقی بن مخلد نے ان کی ایک حدیث نقل کی ہے، سب نے اس مرفوع روایت کو دلیل بنایا ہے جو بطریق محمد بن طلحہ عن عبدالرحمٰن بن سالم بن عبدالرحمٰن بن عتبہ عن ابیہ عن جدہ نقل کی ہے:

"مجھے اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث فرمایا، مجھے تاجر بنایا اور نہ کسان، اور میری روزی میرے نیزے میں رکھی....."۔ (حدیث) [1]

یہ حدیث عتبہ بن عویم بن ساعدہ کی ہے، اس کی سند میں ہے اسے حمیدی امام بخاری کے شیخ (استاذ) نے نقل کیا ہے اور ہم نے اسے الآجری کی "الاربعین" میں ان کے طریق سے روایت کی ہے، جس کی زیادہ وضاحت میں نے عبید بن عویم کے حالات میں قسم اوّل میں کر دی ہے۔

۶۷۰۰ (ز) عبدالرحمٰن بن عثمان

بن الارقم۔ ابن ابی حاتم [2] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں ان کی حدیث مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کا حال عبدالرحمٰن بن الارقم کے سوانح میں بیان ہو چکا ہے۔

۶۷۰۱ عبدالرحمٰن بن عَجلان البصریؒ

نبی ﷺ سے ابوضمضم کا واقعہ نقل کیا ہے۔ ان سے ثابت البنانی نے روایت کی ہے جسے ابوداؤد نے بطریق حماد بن سلمہ عن ثابت بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں: اسے محمد بن عبداللہ العمی عن ثابت عن انس نقل کیا ہے۔ ابوداؤد کا قول ہے: حدیث حماد زیادہ صحیح ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [3] نے "الادب المفرد" میں بطریق حماد بن سلمہ عن کثیر ابی محمد بحوالہ ان کے ایک اثر (حدیث، قولِ صحابی) نقل کیا ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ پھر تاریخ میں ان کا ذکر کر کے فرماتے ہیں: نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ جبکہ اوروں نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۷۰۲ (ز) عبدالرحمٰن بن عُدَس

ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے حالات میں یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

---

[1] کنز العمال (۳۲۰۹۱) [2] الجرح والتعدیل (۲۶۳/۵) [3] التاریخ الکبیر (۳۳۲/۳)

سنا: میری اُمت کے کچھ لوگ ہوں گے جو دین سے (تیر کی طرح) نکل جائیں گے.....(حدیث) [1] ان کے والد کے نام میں تبدیلی واقع ہوئی ہے، جبکہ وہ عُدَیس میں (تصغیر کی صورت میں) ہے۔ قسم اوّل میں تذکرہ ہوا ہے۔ یہ حدیث ان کے سوانح میں ذکر ہوئی ہے۔

۶۷۰۳ عبدالرحمٰن بن عطاء [*]

ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سعید بن ابی ہلال عن زید بن اسلم عن عبدالرحمٰن بن عطاء جو بنی سلمہ میں سے صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں، روایت کی ہے۔ فرمایا: ایک دفعہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک آپ ﷺ کی قمیص پھٹی اور آپ سے علیحدہ ہوگئی۔ ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! یہ کیا بات ہے؟ فرمایا: میں نے ہوا کا سامنا کیا مجھے معلوم نہ ہوا۔ انہوں نے اسی طرح سند بیان کی ہے جو ایک راوی کے چھوٹ جانے کی وجہ سے غلط ہے۔ یہ روایت تو عبدالرحمٰن بن عطاء نے ایک صحابی سے نقل کی ہے۔ اسی طرح ابن قانع کی روایت سے ''عن رجل'' کے الفاظ رہ گئے۔ ابن ملحان نے اپنی سند میں اور امام احمد نے بطریق ہشام بن سعد عن زید عن عبدالرحمٰن بن عطاء عن نفر بن بنی سلمہ اور طحاوی نے معانی الآثار میں بطریق حاتم بن اسماعیل عن زید بن اسلم عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن عبدالمالک بن جابر عن ابیہ.... پھر اس کا ذکر کیا۔ اس اسناد میں یہی معتبر ہے۔ عبدالرحمٰن مشہور تابعی ہیں۔

۶۷۰۴ (ز) عبدالرحمٰن بن علی الحنفی [*]

ابن عبدالبر [*] فرماتے ہیں: نبی ﷺ سے حدیث ابن مسعود کی طرح، اس شخص کے بارے میں حدیث نقل کرتے ہیں جو نماز میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ رکھے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن بن علی الیمانی صحابی ہیں۔ پھر انہوں نے اور ابن قانع نے تین سندوں سے بطریق عبدالوارث بن سعید بحوالہ عبدالرحمٰن بن علی روایت کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

> ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو (نظر رحمت سے) نہیں دیکھتا جو نماز کی حالت میں اپنے رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں رکھتا''۔

حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں، بغوی نے اپنے معجم اور شیبان بن روح نے عبدالوارث سے اسی طرح نقل کیا۔ جبکہ عکرمہ بن عمار نے ان کے خلاف عن عبداللہ بن بدر عن طلق بن علی روایت کی ہے جو درست ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: یہی روایت عبدالصمد بن عبدالوارث نے عن ابیہ سند میں ایک آدمی کے اضافے سے نقل کی ہے۔ پھر اپنے مذکورہ طریق سے اس کا نام بھی لیتے ہوئے کہتے ہیں: عن عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان عن ابیہ۔ بغوی فرماتے ہیں: یہی درست ہے۔ ان کی روایت میں عن عمر بن جابر ہے۔ فرماتے ہیں: درست عمرو بن جابر، بات یہی ہے جیسا کہ انہوں نے دونوں مقامات پر کہا۔ یہ حدیث علی بن شیبان کے حوالے سے مشہور ہے جسے ابن ماجہ نے بطریق ملازم بن عمرو عن عبداللہ بن بدر عن عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان عن ابیہ کی سند سے نقل کیا ہے۔

---

[1] بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام (۳۶۱۱) مسلم کتاب الزکاۃ باب التحریض علی قتل الخوارج (۲۴۵۹) ابوداؤد کتاب السنۃ باب قتال الخوارج (۴۷۶۷)

[*] تجرید (۱/۳۵۲) [*] اسد الغابہ (۳۳۵۸) استیعاب (۱۴۵۰) [*] استیعاب (۲/۳۸۴)

امام بخاری رحمہ اللہ نے جب عبدالرحمٰن بن علی کا تابعین میں تذکرہ کیا تو اسی سند پر اعتماد کیا ہے۔ عجلی لکھتے ہیں: ثقہ تابعی ہیں۔ ابن حبان [1] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

٦٧٠٥ (ز) عبدالرحمٰن بن عمرو السلمیؒ

مشہور تابعی ہیں جنہوں نے ایک حدیث مرسل بیان کی ہے، جس کی بنا پر طبری اور ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا۔
ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کر کے بطریق بقیہ بحوالہ عبدالرحمٰن بن عمرو السلمی روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں ان بے زبان چوپایوں کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ جب تم ان پر سواری کر چکو تو انہیں ان کے (چرنے کے) مقامات پر چھوڑ دیا کرو..... (حدیث) یہ عبدالرحمٰن تابعی ہیں۔ بقول بعض: یہ عمرو بن عبسہ کے بیٹے ہیں۔ حضرت عرباض بن ساریہ اور عتبہ بن عبد وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں محمد بن زیاد الالہانی، ضمرہ بن حبیب، خالد بن معدان وغیرہ شامل ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے: ۱۱۰ھ میں اسی (۸۰) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے تابعین کے پہلے طبقہ میں اور ابن حبان [2] نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

٦٧٠٦ (ز) عبدالرحمٰن بن الفضل

بن العباس ہاشمی۔ تابعی ہیں۔ ایک مرسل حدیث کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابوحاتم [3] فرماتے ہیں: یہ تابعی ہیں ان سے یزید بن ابی زیاد روایت کرتے ہیں۔
میں کہتا ہوں: ان کے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اس کے باوجود حجۃ الوداع کے موقع پر نوجوان تھے۔ جس کا ثبوت صحیح حدیث میں ان کا خشعمیہ کو دیکھنے کے واقعہ میں ہے اور آپ علیہ السلام نے حضرت عباس (اپنے عم محترم) سے کہا: ''میں نے ایک جوان لڑکے اور لڑکی کو دیکھا''۔ [4] (مجھے کتاب المناسك باب الصلاۃ بجمع میں یہ حدیث نہیں ملی۔ ع ت ن)

٦٧٠٧ (ز) عبدالرحمٰن بن قارب

بن الاسود الثقفی۔ تابعی ہیں، جنہوں نے ایک مرسل حدیث بیان کی تو کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ چنانچہ بطریق ابی اویس بحوالہ عبدالرحمٰن بن قارب، وفد ثقیف کا واقعہ نقل کیا۔ بقول امام بخاری اور ابوحاتم: [5] یہ مرسل ہے۔
میں کہتا ہوں: حرف راء میں الربیع بن قارب کے حالات میں بیان ہوا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سواری کے لیے اونٹنی دی اور پہننے کے لیے چادریں دیں۔ اور ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ اگر وہ یہی ہیں تو ان کی حدیث پہ مرسل ہونے کا حکم لگانا اور انہیں تابعی کہنا قابل رد ہے۔ اور اگر اور ہیں تو پھر کوئی اشکال نہیں۔ اس سے بھی فرق زیادہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ ثقفی ہیں۔ اور یہ عبسی۔ واللہ اعلم

---

[1] الثقات (۱۰۵/۵) [2] الثقات (۱۱۱/۵) [3] الجرح والتعدیل (۲۷۵/۵)
[4] ابوداود کتاب المناسك باب الصلاۃ بجمع (۱۹۳۵) ابن ماجہ (۳۰۱۰)
[5] الجرح والتعدیل (۲۷٦/۵)

۶۷۰۸ عبدالرحمٰن بن ماعز ❶

عبداللہ بن ماعز کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے کہ درست عبداللہ ہے عبدالرحمٰن غلط ہے۔

۶۷۰۹ عبدالرحمٰن بن محیریز الجمحی ❷

تابعی ہیں، جنہوں نے ایک مرسل حدیث بیان کی تو عقیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ بقول ابوعمر: دعا میں ہاتھ اٹھانے کی کیفیت و ہیئت میں ان کی حدیث ہے۔ جو میرے نزدیک مرسل ہے۔ صحابہ میں ان کا ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔ ہاں اس شرط پر ہم نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے کہ یہ آپ علیہ السلام کے عہد میں پیدا ہوئے تھے۔

میں کہتا ہوں: میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے عہد نبوی میں پیدا ہونے والوں میں ان کا نام ذکر کیا ہو۔ ان کی صرف ان صحابہ سے روایت نقل کی ہے جن کی وفات تاخیر سے ہوئی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تابعین میں ان کا ذکر کرنے کے بعد عن عیسیٰ عن سنان عن ابی بکر بن بشر سے ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے انہیں حضرت ابن عمر، ابوامامہ اور واثلہ کے ساتھ دیکھا جبکہ اوروں نے ان کی فضالہ بن عبید، زید بن ارقم سے روایت نقل کی ہے۔ ان سے ابوقلابہ (جو ان کے ہم عمر ہیں) مکحول، اور ابراہیم بن محمد بن حاطب روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان ❸ ''ثقات التابعین'' میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

۶۷۱۰ (ز) عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ

ان کے بڑے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے حالات میں قسم اوّل میں ابن البرقی کی گفتگو بیان ہو چکی ہے۔

۶۷۱۱ عبدالرحمٰن بن مطیع ❹

بن نوفل بن معاویہ۔ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی وہ حدیث نقل کی ہے جس میں لفظی غلطی پیدا ہو گئی ہے۔ چنانچہ بطریق عبدالرحمٰن بن اسحاق بحوالہ عبدالرحمٰن بن مطیع بن نوفل بن معاویہ نبی ﷺ سے اس شخص کے بارے میں روایت کرتے ہیں جس کی عصر کی نماز فوت ہو جائے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: یہ وہم ہے۔ درست عن عبدالرحمٰن بن مطیع عن نوفل ہے، لفظ ''عن'' غلطی سے ابن بن گیا پھر دوسری سند کے ذریعے عن عبدالرحمٰن بن اسحاق یہ روایت بیان کی۔ اسی کو امام بخاری رحمہ اللہ بطریق صالح بن کیسان عن الزہری درست نقل کرتے ہیں۔ امام مالک وغیرہ حضرات نے عن الزہری عن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن نوفل بن معاویہ نقل کی ہے جن دونوں کے درمیان عبدالرحمٰن بن مطیع کا واسطہ نہیں۔ عبدالرحمٰن بن مطیع کے حالات قسم اوّل میں بیان ہوئے ہیں۔ میں نے اس لیے ان کا تذکرہ کر دیا تاکہ ان کے نسب میں فرق ہو جائے۔ اور اگر غلط ہے تو غلطی واضح ہو جانے کے لیے میں نے ان کا ذکر کیا۔

۶۷۱۲ (ز) عبدالرحمٰن بن معاویہ ❺

بغوی، باوردی، اسماعیلی اور ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی: مجھے معلوم نہیں انہوں نے نبی ﷺ سے سماع

---

❶ اسد الغابہ (۳۳۷۸) ❷ اسد الغابہ (۲۳۸۱) تجرید (۳۵۵/۱) ❸ الثقات (۱۰٤/۵)

❹ اسد الغابہ (۳۳۸۹) تجرید (۳۵٦/۱) ❺ اسد الغابہ (۳۳۹۲) تجرید (۳۵٦/۱)

کیا ہے یا نہیں؟ ابن مندہ: صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے جو صحیح ثابت نہیں۔ پھر سب بطریق عبدالرحمٰن بن عقبہ (جو ابن لہیعہ ہیں) عن یزید بن ابی حبیب عن سوید بن قیس کہ انہیں عبدالرحمٰن بن معاویہ کے حوالے سے بتایا گیا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے لگا: ''اللہ کے رسول! میرے لیے کیا حلال (جائز) اور کیا حرام (ناجائز) ہے...''۔ (حدیث) اس کے آخر میں ہے ''جس بات کو تیرا دِل ناپسند سمجھے اسے چھوڑ دے''۔ [1]

میں کہتا ہوں: یہ عبدالرحمٰن صحابی نہیں، جس کی وضاحت عبداللہ بن المبارک نے کتاب الزھد میں کی ہے اور یہ حدیث ابن لہیعہ سے نقل کی ہے اور عبدالرحمٰن کا نسب یوں بیان کیا ہے: ابن معاویہ بن حدیج۔

میں کہتا ہوں: ان عبدالرحمٰن کا ذکر امام بخاری، ابن ابی حاتم، [2] ابن حبان [3] اور ابن یونس نے تابعین میں کیا ہے۔ بقول ابن یونس: ۷۵ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے والد معاویہ بن حدیج کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ جس کی وضاحت قسم اوّل میں ہوگی۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اسی سند سے ایک اور حدیث نقل کی ہے اور اس اسناد میں عبدالرحمٰن اور نبی ﷺ کے درمیان دو اور آدمیوں کا واسطہ بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: حدثنا یحییٰ بن اسحاق، ابن لہیعہ پھر اس حدیث کا مذکورہ سند کو عبدالرحمٰن بن معاویہ حدیج تک پہنچا کر ذکر کیا ہے، فرمایا: میں نے کندہ کے ایک شخص سے سنا کہ مجھ سے ایک صحابیٔ رسول نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس کی نماز میں کسی قسم کی کمی ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کی تسبیح میں پورا کر دیتا ہے۔ [4]

۶۷۱۳ (ز) عبدالرحمٰن بن مُغفّل [5]

بن مقرن المزنی ابن الاثیر نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ طبری نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''بعض دیہاتی وہ ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں''۔ [6]

میں کہتا ہوں: طبری کے ظاہری سیاق سے معلوم ہوتا ہے یہ صحابی ہیں۔ چنانچہ وہ بطریق البختری بن المختار عن عبدالرحمٰن بن مغفل بن مقرّن روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: ہم مقرن المزنی کے دس لڑکے تھے ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ''بعض دیہاتی ایسے ہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں'' اور بطریق مجاہد مروی ہے: بنی مقرن کے بارے میں نازل ہوئی۔ بنی مقرن کے بارے نازل ہونے کی یہ صحیح روایت ہے۔ رہے عبدالرحمٰن تو وہ صحابی نہیں۔ اور نہ انہیں رؤیت و دیدار حاصل ہے۔ بلکہ تابعی ہیں ان کی کنیت ابو عاصم ہے۔ حضرت علی، ابن عباس، غالب، ابجر سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے بختری سمیت عبداللہ بن خالد العبسی اور ابوالحسن السوائی روایت کرتے ہیں۔ ابو زرعہ فرماتے ہیں: ثقہ ہیں۔ جبکہ ابن حبان: [7] ثقات التابعین میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ ابن حبان تابعین اہل کوفہ کے حالات میں فرماتے ہیں: انہوں نے ان کی اپنے والد سے مروی روایت پر کلام کیا ہے، کیونکہ یہ اس وقت کمسن تھے۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد کی وفات تاخیر سے ہوئی۔ اُن سے ابوالضحیٰ جو صغار تابعین سے ہیں روایت کرتے ہیں، جب

---

[1] جامع المسانید (۴۵۲/۸) [2] الجرح والتعدیل (۲۸۴/۵) [3] الثقات (۱۰۴/۵)
[4] مسند احمد (۲۳۶۹۸) [5] تجرید (۳۵۶/۱) [6] سورۃ التوبہ (۹۹) [7] الثقات (۱۱۱/۵)

عبدالرحمٰن اپنے والد کی حیات میں چھوٹے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے سب سے بڑے شیخ حضرت علی بن ابی طالب ہوئے، لیکن اس سے ان کے لئے رؤیت ثابت نہیں ہوتی، چہ جائیکہ صحابی ہونا۔

۶۷۱۴ (ز) عبدالرحمٰن بن نافع

بن عبدالحارث الخزاعی۔ ان کے والد صحابی ہیں، جن کا ذکر انہوں نے اور ابن شاہین نے کیا ہے کہ ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن سعد نے تو تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا ذکر بھی تابعین میں ہی کیا ہے۔ یہ عبدالرحمٰن حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی اُن سے مروی حدیث صحیح بخاری میں ہے۔

۶۷۱۵ (ز) عبدالرحمٰن بن هشام

بغوی اور ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بغوی: میرا خیال ہے یہ مدنی ہیں۔ پھر دونوں نے ان کی یہ روایت نقل کی ہے۔ ابن الحمامہ السلمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ اس وقت مسجد میں تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''میں نے اپنے ربّ کی ثناء بیان کی....''۔ (حدیث) بغوی اس حدیث کو بروایت جریر عن ابن اسحاق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ عبدالرحمٰن بن ہشام نے سماع کیا ہے یا نہیں۔

میں کہتا ہوں: میرے خیال میں یہ سلسلہ سند پلٹ گیا ہے اور یہ بروایت عبدالرحمٰن بن ہشام عن ابیہ کی سند سے مروی ہے۔ طبرانی نے اسی عنوان میں اس کے علاوہ ایک حدیث نقل کی ہے پھر وہ حدیث مجھے ابن مندہ کی کتاب میں بطریق موسٰی بن محمد عن ابن اسحاق عن یعقوب بن عتبہ عن الحارث بن ابی بکر عن ابیہ عن ابن حمامہ مل گئی۔ فرمایا.... پھر اس کا ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: اس بنا پر یہ حدیث مرسل ہوئی۔ جریر کی روایت میں حارث اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوئے اور عبدالرحمٰن اپنے دادا حارث کے نسب سے، نسب یوں ہے۔ حارث بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام۔ ابونعیم نے یہ روایت بطریق حماد بن سلمہ عن ابن اسحاق نقل کی تو فرما.....

۶۷۱۶ عبدالرحمٰن الفارسی [1]

الازرق ابوعقبہ، ابن قانع وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، بعض نے ان کا عنوان عبدالرحمٰن الازرق والد عقبہ قائم کیا ہے، سب نے بروایت یحییٰ بن العلاء (جو ضعیف راوی ہے اور اس کی روایت الٹ ہے) عن داؤد بن الحصین عن عقبہ بن عبدالرحمٰن عن ابیہ فرمایا: میں احد میں شریک تھا۔ میں نے ایک شخص پر وار کر کے (جوش میں) کہا: لے میں فارسی جوان ہوں..... (حدیث) قسم اوّل کے دوران عقبہ والد عبدالرحمٰن کے حالات میں بیان ہو چکا ہے جو بطریق ابن اسحاق عن داؤد (نام لے کر ہے) عن عبدالرحمٰن بن عقبہ عن ابیہ درست سند کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

---

[1] تجرید (۳۵۷/۱)

۶۴۱۷ (ز) عبدالعزیز بن ابی امیّہ.

باوردی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اسد بن موسیٰ بحوالہ عبدالرحمٰن بن امیہ روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر چادر کو دونوں کندھوں [1] پر مخالف سمت ڈال کر نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اسے طبری اور بغوی وغیرہ نے اسی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عن عبداللہ بن ابی امیہ اسی طرح ابوداؤد نے بطریق عروہ درست نقل کیا ہے۔

۶۴۱۸ (ز) عبدالعزیز بن سعید

ابونعیم نے صحابہ میں اُن کا ذکر کیا اور بطریق مروان بن جعفر بحوالہ عبدالعزیز بن سعید یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رجب عظیم الشان مہینہ ہے''۔ [2] ابوموسیٰ فرماتے ہیں: اس میں دو وہم ہیں: اوّل یہ تابعی ہیں، دوم یہ ان کی اپنے والد سے مروی روایت سے ہے۔ پھر بروایت معلّی بن مہدی عن عثمان بن مطر عن عبدالغفور بن عبدالعزیز بن سعید عن ابیہ عن جدہ کی سند سے نقل کیا، لہٰذا صحابی سعید ہوئے۔ حرف سین میں تذکرہ ہوا ہے اور یہ دونوں سندیں ضعیف ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ''کتاب الضعفاء'' میں بطریق عثمان بن عطاء الخراسانی عن سعید بن عبدالعزیز عن ابیہ عن جدہ ایک حدیث نقل کی ہے۔ اوران کے دادا کا نام نہیں لیا۔ عثمان بن عطاء ضعیف راوی ہے۔

۶۴۱۹ عبدالعزیز بن عبداللہ [3]

بن اسید۔ ابن ابوداؤد اور ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عوام بن حوشب عن السفاح بن مطر عن عبدالعزیز بن عبداللہ بن اسید روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عرفہ کا دن ایسا ہے جس میں لوگ عرفات میں جاتے ہیں''۔ [4] اسے ابن مندہ نے اسی سند سے نقل کر کے فرمایا: عن عبدالعزیز بن عبداللہ عن ابیہ، یہ عبداللہ وہی ابن خالد بن اسید بن ابی العیص اموی ہیں۔ جو عتاب بن اسید کے بھتیجے ہیں۔ ان کے والد خالد جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جیسا کہ قسم اوّل میں بیان ہوا، اسی طرح ان کے والد عبداللہ بن خالد کا تذکرہ بھی ہو چکا ہے۔

۶۴۲۰ (ز) عبدالعزیز بن عبداللہ

بن عامر۔ تابعی ہیں، جنہوں نے ایک مرسل حدیث بیان کی جس کی بنا پر بلاذری نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا اور بطریق ابی الاحوص عن سماک بحوالہ ان کے یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک شخص آ کر زنا کا اعتراف کرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے رجم کیے جانے کا حکم دیا۔ آپ کو جب اس کی بے صبری اور جزع وفزع کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا: تم لوگوں نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا....؟ امام بخاری اور ابوحاتم [5] نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے۔

---

[1] مسلم كتاب الصلاة باب الصلاة فى ثوب واحد و صفة لبسه (١٩٠٩) ابوداود (٦٢٨) نسائى (٧٦٣)

[2] كنز العمال (٣٥١٦٦) [3] اسد الغابه (٣٤١٥) تجريد (٣٥٨/١)

[4] السنن الكبرىٰ (١٧٦/٥) كنز العمال (١٢٠٧١)

[5] الجرح والتعديل (٣٨٥/٥)

۶۶۲۱ عبدالعزیز ابن اخی حذیفہ ✿

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے۔ بلاذری اور ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو تابعی ہیں۔ ابن مندہ نے بطریق ابن جریج بحوالہ عبدالعزیز بن یمان حضرت حذیفہ کے بھائی روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی اہم کام پیش آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوتے۔ یہی حدیث امام احمد اور ابوداؤد کی کتابوں میں بروایت عکرمہ بن عمار عن محمد بن عبداللہ الدکلی عن عبدالعزیز ابن اخی حذیفہ اسی سند سے مذکور ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: یہی درست ہے۔ ابن فتحون، باوردی کی کتاب میں جو روایت لکھی ہے اسی کے ظاہر پر چل پڑے لکھتے ہیں: عبدالعزیز کے صحابی ہونے کا انکار نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ ان کے والد احد میں شہید ہوئے۔ عبدالعزیز حضرت یمان کے بیٹے نہیں، بلکہ صرف اس روایت میں ان کی طرف نسبت کئے گئے ہیں کیونکہ وہ ان کے دادا ہوتے ہیں۔ رہی وہ حدیث جس میں عبدالعزیز ابن اخی حذیفہ ہے اس میں ان کے والد کا نام نہیں لیا گیا، یہی معتبر ہے۔

۶۶۲۲ عبدالغفور بن عبدالعزیز

وہی جن کے سوانح ایک عنوان پہلے بیان ہوئے ہیں۔ نام پلٹ گیا ہے۔ طبرانی نے اپنی تاریخ میں نوح علیہ السلام کے حالات میں بطریق عثمان بن مطر عن عبدالعزیز بن عبدالغفور عن ابیہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رجب کے پہلے دِن حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے...... (حدیث) ✿ یہ روایت مقلوب ہے اور اس میں انقطاع ہے۔ درست عبدالغفور کی اپنے والد سعید سے مروی روایت ہے، یہ تو سند کے لحاظ سے بات ہوئی ورنہ اس کے رجال ضعیف اور مجہول ہیں۔

۶۶۲۳ (ز) عبدالقیس الیمامی الحنفی

جو روایت مسند طلق بن علی میں ''مسند احمد'' میں بطریق سراج بن عقبہ بواسطہ ان کی پھوپھی خلدہ بنت طلق مروی ہے، اس کو دلیل بنا کر کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے، وہ روایت یوں ہے کہ مجھ سے میرے والد طلق نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں عبدالقیس آ کر کہنے لگے: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مشروب کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ہم اپنے علاقے میں پھلوں کا رس نچوڑ کر بناتے ہیں؟ تو آپ نے ان سے منہ پھیر لیا..... (حدیث) اسی طرح لکھا ہوا ہے اور یہ ایک مخصوص شخص کا نام بھی ہے۔ جس کا احتمال مشہور یہ ہے کہ یہ بات آپ سے پورے وفد نے پوچھی تھی۔

۶۶۲۴ (ز) عبدالمطلب بن ہاشم ✿

بن عبدمناف۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدّ امجد ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ ان سے مروی ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا تھا: ''یہ مبعوث ہوں گے''۔ جیسا کہ انہوں نے بحیرا راہب، سیف بن ذی یزن قیس بن ساعدہ اور ان جیسے دوسرے حضرات کا ذکر کیا ہے جو بعثت سے پہلے فوت ہوگئے۔ ابن السکن لکھتے ہیں: ان سے ایک روایت مروی ہے جس میں دلائل النبوۃ کی علامت ہے، پھر بطریق مسور بن مخرمہ عن عبداللہ بن عباس عن ابیہ العباس بن عبدالمطلب عن ابیہ

✿ تجرید (۳۵۹/۱) ✿ تفسیر الطبری (۲۹/۱۲) اللآلی المصنوعہ (۶۶۱۲) ✿ استیعاب (۱۷۲۳)

عبدالمطلب بن ھاشم روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں سردی کے سفر میں یمن سے آیا تو زبور کے پیروکاروں میں سے مجھے ایک شخص ملا، وہ مجھے غور سے دیکھنے لگا۔ پھر میں نے اس کے سامنے اپنا نسب بیان کیا تو اس نے ان سے کہا: بنی زہرہ میں شادی کرنا، پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔

۶۴۲۵ عبدالملك بن سعید [1]

بن حریث۔ ذہبی نے تجرید میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں دورِ نبوی ﷺ نصیب ہوا اور یہ عمرو بن حریث کے بھتیجے ہیں، جن کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

میں کہتا ہوں: باوردی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ اس مرسل حدیث کی وجہ سے کیا ہے جو ان کی روایت سے ہے جسے بطریق حصین بن عبدالرحمٰن عن عبدالملک بن سعید بن حریث نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نماز میں کبھی کبھار اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیر لیتے تھے۔ ابن ابی حاتم [2] کا قول ہے: مرسل ہے۔

۶۴۲۶ (ز) عبدالملك بن محمد انصاری

تابعی ہیں، ایک مرسل حدیث بیان کی جس کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابن ابی حاتم [3] کا قول ہے: ان کی حدیث مرسل ہے، ابن فتحون نے ''ذیل الاستیعاب'' میں ان کا ذکر کیا ہے، اسے بطریق ابن ابی فدیک عن سلیمان التیمی بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔

۶۴۲۷ عبدیالیل بن عمرو [4]

بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف الثقفی۔ ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں اور وفد میں تھے ان کی والدہ خالدہ بنت سلمہ ہیں۔ اوروں کا کہنا ہے: وہ تو مسعود کے بیٹے کے لئے ہے۔ ان کے بارے میں ابن اسحاق [5] کے مختلف اقوال ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ مغازی میں فرماتے ہیں: واقعہ مسعود کا ہے، ابن اسحاق کا بیان ہے مسعود کا بھائی بعثتِ نبوی ﷺ کے آغاز میں ثقیف کا سردار تھا، لوگ اس کی رائے پر عمل کرتے تھے۔ جس کا تذکرہ ابن اسحاق نے تاروں کے گرنے والے واقعہ میں کیا ہے کہ محمد بن فضیل کتاب الزہد میں فرماتے ہیں ہم سے حصین (جو ابن عبدالرحمٰن ہیں) نے عن عامر (شعبی) روایت کی ہے کہ جب تک نبی ﷺ کی ولادت نہیں ہوئی ستاروں میں کوئی نئی بات نمودار نہیں ہوئی۔ لیکن جب یہ گرنے لگے تو لوگ اپنے چوپایوں کو آزاد چھوڑ کر اپنے غلام آزاد کرنے لگے کہ قیامت شروع ہو چکی ہے یہ سب لوگ عبدیالیل کے پاس آئے جو نابینا ہو چکے تھے۔ ان سے پوچھا، وہ کہنے لگے: دیکھو! اگر وہی ستارے ہیں جن کی تمہیں پہچان ہے تو پھر قیامت کی علامت ہے اور اگر غیر معروف ستارے ہیں تو پھر کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہے۔ چنانچہ غور کرنے پر پتہ چلا کہ غیر معروف ستارے ہیں (جو کسی نئے واقعے کی اطلاع تھی)۔

---

[1] تجرید (۳۵۹/۱) [2] الجرح والتعدیل (۱۵۲/۵) [3] الجرح والتعدیل (۳۶۹/۵)

[4] تجرید (۳۶۰/۱) [5] السیرة النبویة (۴۷/۲)

۶۷۲۸ عبدیالیل ❀ (دوسرے)

ابن ناشب بن غیرة اللیثی۔ بقول ابن عبدالبر: ❀ بدر میں شریک ہوئے اور خلافتِ عثمانی میں فوت ہوئے، جو وہم ہے کیونکہ ان کے پوتے مثلاً خالد، عاقل اور ایاس بکیر کی اولاد تو بدر میں شریک ہوئے۔ ان میں سے خلافتِ عثمانی میں فوت ہونے والے ایاس بن عبدیالیل ہیں۔ ان کا اپنے اپنے مقام پر تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۷۲۹ عُبَیْد السَّلمی یا السلامی۔ عبد بن عبد میں ذکر ہوگا۔

۶۷۳۰ (ز) عبیدہ بن الحسحاس درست عبادہ ہے جیسا کہ قسم اوّل میں بیان ہوا ہے۔

۶۷۳۱ عبیدہ ❀ (مولا رسول اللہ ﷺ)

ابن شاہین نے ان کا اور ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے جبکہ یہ عُبید ہیں، آخر میں ''ہا'' نہیں۔

۶۷۳۲ عُبَیْدُاللہ

ابن ثعلبہ العذری۔ ابن قانع نے ان کا نام غلط لیا ہے، حالانکہ یہ عبداللہ ہیں۔

۶۷۳۳ عبیداللہ بن سفیان

بن عبدالاسد بن ہلال المخزومی۔ یرموک میں شہید ہوئے۔ ابن عبدالبر نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کے والد کا نام غلط لکھ دیا ہے۔ حالانکہ عبداللہ بن سفیان میں یہ نام درست لکھا ہے لگتا ہے انہوں نے انہیں دوسرا شخص سمجھ لیا ہے۔

۶۷۳۴ عبیداللہ بن کعب ❀

بن مالک الانصاری تابعی ہیں۔ اپنے والد، اور حضرت عثمان سے بقول ابن حبان ❀ روایت کرتے ہیں، ان سے ان کے بھائی معبد، بھتیجے عبدالرحمٰن بن عبداللہ اور زہری روایت کرتے ہیں ابوفضالہ کنیت تھی۔ حاکم فرماتے ہیں: اپنی قوم کے سب سے بڑے عالم تھے ابن سعد کا قول ہے: ثقہ اور کم حدیث بیان کرنے والے تھے۔ ابوزرعہ فرماتے ہیں: ثقہ ہیں۔ بہرکیف سب نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے ان سے ایک مرسل حدیث مروی ہے جس کی بنیاد پر ابویعلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ اور ذہبی نے اپنے استدراک میں، جو وہم ہے۔ ابن حبان ❀ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے سماع کا ثبوت پیش کیا ہے۔

۶۷۳۵ (ز) عبداللہ بن اقرم الخزاعی

باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے جو کچھ رہ جانے کی وجہ سے غلط ہے۔ چنانچہ وہ بطریق داؤد بن قیس عن عبیداللہ بن اقرم روایت کرتے ہیں۔ میں اپنے والد کے ساتھ نمرہ کے میدان میں تھا جہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا..... (حدیث)

❀ اسد الغابہ (۳٤۳۱) استیعاب (۱۲۹/۳) تجرید (۳٦۰/۱) ❀ استیعاب (۱۲۷/۳) ❀ اسد الغابہ (۱۷٦٦)

❀ اسد الغابہ (۳٤٦۰) تجرید (۳٦۳/۱) ❀ الثقات (٦٥/٥) ❀ الثقات (٦٥/٥)

یہ روایت تو داؤد نے عن عبید اللہ بن عبداللہ بن اقرم نقل کی ہے جسے ترمذی نے عن ابی کریب شیخ باوردی عن وکیع وغیرہ عن داؤد نقل کیا ہے، اسی طرح نسائی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ درست سند قسم اوّل میں بیان ہو چکی ہے۔

۶۴۳۶ عُبید (بغیر اضافت) ابن عبد

مستغفری نے لفظی غلطی کی بنا پر ان کا تذکرہ کیا ہے، درست عتبہ ہے۔ چنانچہ مستغفری بطریق منصور بن ابی مزاحم عن یحییٰ بن حمزہ عن ثور بن زید بواسطہ اپنی قوم کے شیخ عتبہ بن عبید بن عبد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: گھوڑوں کی پیشانی کے بال اور ایال مت کاٹو..... (حدیث)[1] ان کا عن عتبہ کہنا اضافہ ہے جس کی ضرورت نہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ابو یعلی نے دونوں سندوں کے ذریعہ عن ثور عن شیخ عن سلیم عن عتبہ بن عبد نقل کی ہے۔ سلیم عتبہ کی قوم ہے کیونکہ وہ سلمی ہیں۔

۶۴۳۷ عبید بن قشیر[2] مصری

ان کی حدیث ہے: ''اس سریے (میں شامل ہونے) سے بچو جس کا اگر مقابلہ ہو تو بھاگ کھڑے ہوں اور اگر غلبہ ہو خیانت کریں''۔[3] ان سے یہ روایت لہیعہ بن عقبہ نے نقل کی ہے، اسی طرح ابن عبدالبر[4] نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن ان کے والد کا نام غلط لیا ہے۔ حالانکہ یہ عبید بن قیس ہیں، جن کی کنیت ابوالورد ہے۔ اسی طرح باوردی اور ابن قانع نے بطریق لہیعہ بن عقبہ ان کا ذکر کیا ہے اور یہی نام و کنیت بیان کی ہے، بغوی نے بھی یہی بات نقل کی ہے لیکن صرف کنیت بتائی نام نہیں لیا۔ قسم اوّل میں عبید بن قیس کے حالات میں درست نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۴۳۸ عبید بن نَضْلہ

طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے میں نے ان کے حالات میں درست بات قسم اوّل میں طلحہ بن نضلہ کے حالات میں لکھ دی ہے۔

۶۴۳۹ عبید بن نضلہ الخزاعی[5]

ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ کے حوالے سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں لیکن آپ سے ان کا سماع صحیح نہیں۔ ادھر ابن قتیبہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ابو برزہ اسلمی ہی عبید بن نضلہ ہیں جو محض غلط ہے وہ تو نضلہ بن عبید ہیں۔

۶۴۴۰ عبید الذھلی

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے جو ان کا وہم ہے، چنانچہ بطریق ابراھیم بن المنذر عن عبدالرحمٰن بن سعد المؤدّب عن مالك بن فلان بن عبیدہ الذھلی عن ابیه عن جدہ مرفوع روایت کی ہے کہ ''اگر اللہ کے بہت سے رکوع کرنے والے بندے، دودھ پیتے بچے، اور چارا کھاتے چوپائے نہ ہوتے تو موسلا دھار بارش کی طرح تم پر عذاب ڈال دیا جاتا''۔ ابن مندہ

---

[1] ابوداؤد كتاب الجهاد باب في كراهية جزّ نواحي الخيل و اذنابها (٢٥٤٢) كنز العمال (١٠٨٢٥) الدر المنثور (١٩٧/٣)

[2] اسد الغابه (٣٥٠٨) استيعاب (١٧٥٦) تجريد (٣٦٧/١) [3] كنز العمال (١٠٩٠٠)

[4] استيعاب (١٣٩/٣) [5] تجريد (٣٦٨/١)

نے اسے اسی سند کے ذریعے عن ابراہیم عن عبدالرحمٰن نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عن مالك بن عبيده الديلمى عن ابيه عن جده پھر یہ حدیث نقل کی۔ اوران کے دادا کا نام شافع بتایا۔ امام بخاری، ابن ابی حاتم، ابن حبان اورابن ماکولا نے مالک بن عبید کا ذکر کیا اور یہ نام عبیدہ بروزن عظیمہ قلمبند کیا ہے اور بتایا ہے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے اور عبدالرحمٰن بن سعد کی بحوالہ ان کے، لہٰذا ظاہر ہوا کہ ابن قانع نے ان کا نام اورنسب غلط لکھا ہے۔

۶۷۴۱ (ز) عبید مولا السائب

عبداللہ بن السائب کے حالات میں کچھ اس طرح ان کا ذکر ہوا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے صحابی ہیں۔ اور یہ غلطی ایک نام رہ جانے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ میں پہلے سمجھتا تھا کسی کاتب نے ایسا لکھ دیا ہے یہاں تک کہ مجھے ایک اور نسخے میں لکھا ہوا ملا۔ بغوی کا قول ہے: ہارون بن عبداللہ، محمد بن بکیر، زیاد بن ایوب، ابن ھانی، عاصم، ابن جریج، یحییٰ بن عبید مولی السائب کی سند سے مروی ہے کہ ان کے والد نے انہیں بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو رکن بنی جمح اور رکن الاسود کے درمیان یہ دعا پڑھتے سنا: رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. [۱] یہ ہارون کے الفاظ ہیں۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابی عبید، یحییٰ کے والد ہیں، جبکہ ایسا نہیں بلکہ عبداللہ بن السائب صحابی ہیں۔ جن کا نام معجم کے نسخے سے رہ گیا ہے۔ اسی روایت کو امام احمد، ابوداؤد اور نسائی نے کئی طرق سے عن ابن جريج عن يحيى بن عبيد عن ابيه عن عبدالله بن السائب مذکورہ حدیث کے ساتھ نقل کیا ہے جو درست ہے۔ عبید تابعی ہیں جن سے صرف ان کے بیٹے یحییٰ نے روایت کی ہے۔ واللہ اعلم

۶۷۴۲ عبید القاری [۲]

بنی خطمہ کے ایک آدمی ہیں نبی ﷺ سے روایت کی ہے اور ان سے زید بن اسحاق نے روایت لی ہے۔ ابن عبدالبر [۳] نے ان کا ایسا ہی تذکرہ کیا ہے، جو ان کے نام وہم پر مبنی ہے۔ یہ تو عمیر ہیں شاید ان سے سمعی غلطی ہوئی ہے۔ عمیر بن امیہ کے حالات میں درست نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۷۴۳ عبید [۴]

ایک صحابی ہیں، جنہیں روایت کرنے کا بھی شرف حاصل ہے۔ یہ ذہبی [۵] کا قول ہے اس سے زیادہ انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ میں نے ابن الاثیر کی کتاب میں سوائے سابقہ دو عبید جن کا نسب بیان نہیں ہوا، کوئی نہیں دیکھا۔ ایک سے ان کا بیٹا عبدالرحمٰن روایت کرتا ہے ان کے حالات انہوں نے عبید بن عازب کے حالات کے بعد ذکر کیے ہیں۔ دوسرے سے عبدالرحمٰن السلمی روایت کرتے ہیں جن کا تذکرہ عبید نامی حضرات کے آخر میں ہے بظاہر ذہبی نے جن کا ذکر کیا ہے وہ ان دونوں میں سے ایک ہیں۔

---

[۱] ابوداؤد كتاب المناسك باب الدعاء فى الطواف (۱۸۹۲) مسند احمد (۱۵۳۹۹) المستدرك (۴۵۵/۱)

[۲] استیعاب (۱۷۶۴) [۳] استیعاب (۱۴۰/۳) [۴] اسد الغابہ (۳۵۱۹) [۵] تجرید (۱۰۲)

۶۷۴۴ عبیدہ (بروزنِ عظیمہ)

ابن حزن نے اسی طرح قلمبند کیا ہے جبکہ درست عبدہ ہے قسم اوّل میں ذکر ہو چکا ہے۔

۶۷۴۵ عبیدہ بن ھمّام

بن مالک۔ انہیں آنے کی سعادت نصیب ہے، ذہبی [۱] نے تجرید میں بحوالہ ابن کلبی ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر [۲] ان کا ذکر کر کے لکھتے ہیں: عبیدہ بن ہمام، جبکہ پہلا درست ہے۔

باب عین کے بعد تا

۶۷۴۶ عتبہ بن حارث [۳]

بن عامر۔ ذہبی [۴] نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بقی بن مخلد کا حوالہ دیا ہے کہ انہوں نے ان کی ایک حدیث درج کی ہے ان سے لفظی غلطی ہوئی جبکہ یہ عقبہ بن حارث بن عامر بن نوفل مشہور صحابی ہیں۔

۶۷۴۷ عتبہ بن ساعدہ [۵]

استیعاب پر ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور حوالہ دارقطنی کا دیا ہے، جبکہ ذہبی نے تجرید [۶] میں بحوالہ ابن قانع ان کا ذکر کیا ہے اور جس حدیث کا دارقطنی اور ابن قانع نے ذکر کیا ہے اسے بطریق حبیب بن ابی ثابت عن عویم بن عتبہ بن ساعدہ عن ابیہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم لوگ مسجد قبا تعمیر کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ شخص کامیاب ہوا جس نے مساجد کی تعمیر کی اور کھڑے اور بیٹھ کر (نماز کی حالت میں) قرآن پڑھا''۔

۶۷۴۸ عتبہ بن عبداللہ [۷]

ابوموسیٰ نے ذیل میں بحوالہ اسماعیلی ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبداللہ بن ناشح بحوالہ ان کے روایت کی ہے نبی ﷺ دو آدمیوں کے پاس سے گزرے جو ایک بکری کا سودا کر رہے تھے اور دونوں قسمیں کھا رہے تھے، آپ نے فرمایا: ''قسمیں کھانے سے برکت ختم ہو جاتی ہے''۔ [۸]

میں کہتا ہوں: استدراک میں ان کے ذکر کرنے کا کیا مطلب؟ کیونکہ یہ عتبہ بن عبد السلمی ہیں جن سے ابن ناشح روایت کرنے میں مشہور ہیں، پہلے بیان ہوا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے: انہیں عتبہ بن عبداللہ بھی کہا جاتا ہے۔

---

[۱] تجرید (۱۰۳) [۲] اسد الغابہ (۱۹٤/۳) [۳] تجرید (۳۷۰/۱) [۴] تجرید (۱۰۳) [۵] اسد الغابہ (۳۷۰/۱)

[۶] اسد الغابہ (۱۰۳) [۷] اسد الغابہ (۳۵٤٤) استیعاب (۱۷۸۲) تجرید (۳۷۱/۱) [۸] جامع المسانید (۵٤۸/۸)

۶۷۴۹ عتبہ بن عبید الثمالی [1]

ابو موسیٰ تاریخ یعقوب بن سفیان سے بطریق صفوان بن عمرو اسی طرح ان کا ذکر کرتے ہیں اور عن عبدالرحمٰن بن ابی عوف عن عتبہ بن عبید الثمالی مرفوع روایت کرتے ہیں: ''میری بقیہ امت سے پہلے صرف ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام جنت میں داخل ہوں گے....''۔ (حدیث) [2] بقول ابو موسیٰ: میں نے ایسا ہی لکھا پایا ہے جبکہ درست عبداللہ بن عبد ہے۔

میں کہتا ہوں: واقعی یہی بات ہے درست نام پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۶۷۵۰ عتبہ بن عمرو [3]

بن صالح الرعینی صحابی ہیں فتح مصر میں شریک ہوئے۔ جو ابن ماکولا [4] کا بحوالہ ابن یونس قول ہے۔ اسی طرح ابن الاثیر [5] نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ درست عُبید ابن عمرابن صبح ہے بقول بعض: ابن صُبیح۔ باب العین مع الباء میں درست نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۷۵۱ عتبہ بن ابی وقاص [6]

بن اہیب بن زہرہ قرشی زہری۔ سعد کے بھائی۔ میں نے سوائے ابن مندہ کے کسی کی کتاب میں نہیں دیکھا کہ اس نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہو۔ ابن الاثیر نے بھی موسیٰ بن سعد کے قول کو دلیل بنایا ہے جو ان کے ماں شریک زمعہ کے بارے میں ہے کہ میرے بھائی عتبہ نے مجھے وصیت کی یہ ان کا بیٹا ہے..... (حدیث) یہ حدیث صحیح ہے، لیکن اس میں ان کے اسلام لانے کی کوئی دلیل نہیں۔ اسی شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ رباعی شہید کیے تھے۔ مجھے اس کے اسلام لانے کا علم نہیں، بلکہ عبدالرزاق **عن معمر عن الزهری عن عثمان الجزری عن مقسم** روایت کرتے ہیں کہ جب عتبہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید کیے تو آپ نے اس کے خلاف بددعا کی کہ سال گزرنے سے پہلے کافر مرے، چنانچہ اس کی موت کفر پر ہوئی۔ [7] اور وہ جہنم رسید ہوا۔ پھر دوسری سند کے ذریعہ عن سعید بن المسیب اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: تفسیر عبدالرزاق میں ایسا ہی ہے جیسا انہوں نے ذکر کیا۔ زبیر بن بکار نے اور ان کی پیروی میں ابواحمد عسکری نے ذکر کیا ہے کہ ہجرت سے پہلے دورِ جاہلیت میں عتبہ سے ایک خون ہو گیا تو وہ مدینہ منتقل ہو گیا اور جب مرنے لگا تو حضرت سعد کو بیٹے کی وصیت کر گیا۔

میں کہتا ہوں: یہ بعید ہے کہ وہ وہیں مقیم رہا ہو جبکہ اس نے کفار سے مل کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دشمنی کی سو کی۔ حضرت سعد کو وصیت کرنے سے یہ لازم نہیں آتا وہ مدینہ ہی مرا ہو۔ حاکم نے المستدرک میں ایک روایت سے جس میں کئی مجہول راوی ہیں، نقل کیا ہے، عن صفوان عن انس کہ آپ نے حاطب بن بلتعہ کو فرماتے سنا کہ انہوں نے اُحد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنے چہرۂ انور سے لہو

---

[1] اسد الغابہ (۳۵۴۵) تجرید (۳۷۱/۱) [2] مجمع الزوائد (۶۹/۱۰) جامع المسانید (۵۶۱/۸) اسد الغابہ (۱۹۹/۳)

[3] اسد الغابہ (۳۵۴۸) تجرید (۳۷۱/۱) [4] الاکمال (۲۳۴/۴) [5] اسد الغابہ (۲۰۰/۳)

[6] اسد الغابہ (۳۵۵۶) تجرید (۳۷۱/۱) [7] المصنف لعبدالرزاق (۹۶۴۹.۵) اسد الغابہ (۲۰۶/۳)

صاف کر رہے تھے، انہوں نے پوچھا: یہ کس کی کارستانی ہے؟ آپ نے فرمایا: عتبہ بن ابی وقاص کی، اس نے میرے چہرے پر حملہ کر کے میرے دانت شہید کر دیئے۔ میں نے پوچھا: وہ کس طرف گیا ہے، آپ ﷺ نے اس طرف اشارہ کیا تو میں اس جانب روانہ ہو گیا یہاں تک کہ مجھے اس پر دسترس حاصل ہو گئی، میں نے تلوار کا وار کر کے اس کا سر جدا کر دیا اور نبی ﷺ کے پاس واپس آیا، آپ ﷺ نے مجھے دعا دی اور دو بار فرمایا: "رضی اللّٰہ عنك"۔ [1]

میں کہتا ہوں: یہ واقعہ صحیح نہیں کیونکہ وہ اگر اس وقت قتل ہوا تو حضرت سعد کو وصیت کیسے کر سکتا ہے؟ جبکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے احتیاطاً جنگ سے پہلے انہیں کہہ دیا تھا۔ بہرکیف ان تمام روایات میں سے کسی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ اسلام لایا ہو بلکہ ان میں تو اس کی حالت کفر پر موت کی صراحت ہے۔ جیسا کہ آپ نے ابھی خود دیکھا ہے، اس لیے صحابہ میں اس کا نام شامل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

۶۷۵۲ (ز) عتبہ [2] (بے نسبت)

ابوموسیٰ نے ان کا تذکرہ شامل کیا ہے کہ ابن شاہین نے ان کا سابقہ شخصیت سے الگ تذکرہ کیا ہے۔ اور ان کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ کسی نے نبی ﷺ سے آپ کے ابتدائی حالات پوچھے، آپ نے فرمایا: مجھے گود لینے والی خاتون بنی سعد بن بکر سے تعلق رکھتی تھی، ایک دفعہ میں اور اس کا (حقیقی) بیٹا اپنی بھیڑیں لیے جا رہے تھے..... (حدیث) [3]

میں کہتا ہوں: اس بارے میں ابوحاتم نے درست نام سے خبردار نہیں کیا ہے۔ یہ تو عتبہ بن عبدالسلمی ہیں اور یہ حدیث انہی کے حوالے سے مشہور ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں بطریق یحییٰ بن سعد عن خالد بن معدان اسی سند سے نقل کیا ہے۔

۶۷۵۳ عتبہ (دوسرے۔ بے نسبت)

باوردی نے ان کا سابقہ حضرات سے الگ ذکر کیا ہے اور یہ مرفوع روایت نقل کی ہے: تم لوگ جزیرۃ العرب پر حملہ کرو گے، اللہ تعالیٰ اسے تمہارے ہاتھ پر فتح کرے گا..... (حدیث) [4] ابن فتحون "ذیل" میں لکھتے ہیں: اس روایت میں عن ابیہ کہنے میں کسی راوی کو غلط فہمی ہوئی ہے، حدیث تو نافع کی ہے جو ابن عتبہ بن ابی وقاص ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسے مسلم، امام احمد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے بطریق عبدالملک عن جابر عن نافع نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، اس سند میں عن ابیہ کے الفاظ نہیں۔

۶۷۵۴ (ز) عتیق بن قیس الانصاری [5]

یہ اور ان کا بیٹا حارث احد میں شریک ہوئے۔ ابوموسیٰ نے ابن مندہ کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ

---

[1] مسند احمد (٣٧/٦) (٢٣٧/٦) [2] اسد الغابہ (٣٥٥٧) تجرید (٣٧١/١)

[3] مسند احمد (١٨٤/٤) سنن الدارمی (٨/١) المستدرك (٦١٦/٢) دلائل النبوۃ (٧/٢)

[4] مسلم كتاب الفتن باب ما يكون من فتوحات المسلمين قبل الدجال (٧٢١٣)

ابن ماجہ (٤٠٩١) الصحیح لابن حبان (٦٦٧٢)

[5] مسند احمد (٣٥٢٦) تجرید (٣٧٢/١)

یہ وہی ہیں، درست نام عتیک ہے، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب عین کے بعد ثاء

۶۷۵۵ عثم بن الرَّبْعَه الجهنی [1]

نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان کا نام عبدالعزی تھا آپ نے تبدیل کر دیا۔ ابن عبدالبر نے ان کا ایسا ہی تذکرہ کیا ہے۔ انہیں بہت بری طرح وہم ہوا ہے، جس پر رشاطی نے ''الانساب'' میں خبردار کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: انہوں نے ان کا نام غلط لکھا ہے جبکہ یہ غنم ہیں اور جن کا نام رسول اللہ ﷺ نے تبدیل کیا تھا وہ تو ان کے پوتے ہیں وہ عبدالعزیز بن بدر بن یزید بن معاویہ بن خشان ابن اسعد بن ودیعہ بن مبذول بن غنم ابن الربعہ۔ ابن کلبی انساب قضاعہ میں لکھتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس آئے ان کا نام عبدالعزی تھا آپ نے اس کی جگہ عبدالعزیز نام رکھ دیا۔ اپنے مقام پر درست نام بیان ہو چکا ہے۔ لہٰذا عثم بن ربعہ ان کے والد کے دادا کے دادا کے دادا ہیں۔ ان کے درمیان میں اور اس صحابی کے درمیان نو پشتوں کا فاصلہ (Gap) ہے۔ یوں قریش کے جامع مالک کے طبقہ میں ہوئے۔ یہ وہم ابن الاثیر [2] اور ان کے خوشہ چین جیسے ذہبی [3] پر مکمل ہوا۔ انہوں نے اپنے سے سابقہ لوگوں کے مقابلہ میں ایک اور وہم کا اضافہ کر دیا ہے۔ انہوں نے ان کا نام عَثمہ لکھا ہے۔ ان میں اور عَثم الجھنی میں فرق کیا ہے جن کے نام کے عین سے بعد والے حرف میں اختلاف ہے آیا وہ ثاء ہے یا نون؟

۶۷۵۶ عثمان بن الارقم [4]

بن ابی الارقم المخزومی۔ ابن ابی عاصم نے ''الوحدان'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابوصالح بحوالہ عبداللہ بن عثمان بن الارقم روایت کی ہے، فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کی: بیت المقدس نماز پڑھنے کا..... (الحدیث) [5] انہوں نے اسی طرح ان کا تذکرہ کیا ہے، جو ابوصالح یا کسی اور کی غلطی ہے۔ درست وہ ہے جو ابوالیمان نے عن عطاف عن عبداللہ بن عثمان بن الارقم عن ابیہ عن جدہ نقل کی ہے جسے ابن مندہ وغیرہ نے درج کیا ہے۔ وہی درست ہے۔

۶۷۵۷ عثمان بن الازرق [6]

ابونعیم نے طبرانی کی اتباع میں ان کا ذکر کیا اور دونوں نے بطریق ہشام بن زیاد بحوالہ عمار بن سعد روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: عثمان بن الازرق جمعہ کے روز ہمارے پاس مسجد میں آئے۔ اس وقت امام خطبہ دے رہا تھا.... (حدیث) اسی میں ہے میں نے

---

[1] اسد الغابہ (۳۵۶۸) تجرید (۳۷۵/۱) [2] اسد الغابہ (۴۷۰/۳)

[3] تجرید (۱۰۴) [4] اسد الغابہ (۳۵۶۹) تجرید (۳۷۳/۱)

[5] مجمع الزوائد (۵/۴) المستدرك (۵۰۴/۳) المعجم الكبير (۹۰۷/۱) الاحاد والمثانی (۱۹/۲)

[6] اسد الغابہ (۳۵۷۰) تجرید (۳۷۳/۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

''جس نے امام کے باہر آ جانے کے بعد (آگے پہنچنے کے لیے) گردنیں پھلانگیں یا دو بیٹھے ہوؤں کے درمیان گھسا تو وہ ایسا ہے جیسا جہنم میں اپنی انتڑیاں (آنتیں) گھسیٹنے والا''۔ [1]

انہوں نے اسی طرح درج کیا ہے۔ کسی راوی نے ان کے والد کا نام غلط لیا ہے اور سند سے کچھ ساقط کر دیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم سے عباد بن ہشام بن زیاد، عمار، عثمان بن الارقم بن ابی الارقم کی سند سے وہ بحوالہ اپنے والد بیان کرتے ہیں۔ یہی درست ہے یہ حدیث الارقم بن ابی الارقم کی روایت کردہ ہے نہ کہ ان کے بیٹے عثمان کی۔

۶۷۵۸ عثمان بن شمّاس [2]

بن لبید۔ ابن مندہ نے ان کے دادا کا یہی نام لیا، کیونکہ بحوالہ ابن اسحاق مذکور ہے کہ وہ اُحد میں شہید ہوئے۔ لیکن عنوانِ سوانح میں ان کا صحیح نام لیا ہے۔ عثمان بن شماس بن الشرید، جس سے ابن الاثیر [3] مرحوم نے متنبہ کیا ہے اور ذہبی نے تجرید میں دو عنوان قائم کر دیے ہیں۔ درست ابن الاثیر کا طرز ہے۔

۶۷۵۹ (ز) عثمان بن شیبه الحجبی

ان کا ذکر ایک ایسی حدیث میں آیا ہے جس میں راوی نے ان کا نام غلط لیا ہے۔ ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں بطریق الاوزاعی، حسان بن عطیہ، نافع کے سلسلۂ سند سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقعہ پر کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ کے ساتھ حضرت بلال اور عثمان بن شیبہ تھے پھر لوگوں نے باہر سے دروازہ بند کر دیا (تاکہ کوئی اور اندر نہ جائے)..... (حدیث) اس میں ایسا ہی لکھا ہے، جبکہ درست عثمان بن طلحہ ہے پہلے اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

۶۷۶۰ عثمان بن محمد [4]

بن طلحہ بن عبیداللہ قرشی تیمی۔ ابوبکر بن ابی علی نے اور ان کی پیروی میں ابوموسیٰ نے ''ذیل'' میں صحابہ میں ان کا نام شامل کیا ہے۔ اور بطریق مسند امام ابی حنیفہ جسے ابومحمد حارثی نے جمع کیا ہے **عن ابی حنیفه عن محمد بن المنکدر عن عثمان بن محمد بن طلحه بن عبیدالله** روایت کی ہے، فرمایا: ہم نے اس گوشت کے بارے میں مذاکرہ کیا جسے کوئی حلال شکار کرے اور محرم اسے کھائے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محو خواب تھے یہاں تک اسی بحث و مباحثہ میں ہماری آوازیں بلند ہونے لگیں..... (حدیث) [5] عبداللہ فرماتے ہیں، یہ روایت امام ابوحنیفہ سے ان کے پندرہ شاگردوں نے نقل کی ہے۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: یہ مرسل ہے غلطی کی وجہ سے، ابن الاثیر [6] کا قول ہے: یہ عثمان بالاتفاق صحابی نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے والد محمد جنگ جمل میں اس وقت شہید ہوئے جب وہ

---

[1] المعجم الکبیر (۸۳۹۹/۹) مجمع الزوائد (۱۷۹/۲) جامع المسانید (۶/۹)

[2] اسد الغابه (۳۵۷۳) تجرید (۳۷۳/۱) [3] اسد الغابه (۴۷۲/۳) [4] اسد الغابه (۳۵۸۷) تجرید (۳۷۵/۱)

[5] مسلم کتاب الحج باب تحریم لاصید للمحرم (۲۸۵۲) نسائی کتاب المناسک (۲۸۱۶) مسند احمد (۱۶۰/۱) جامع المسانید (۳۷/۹) اسد الغابه (۲۲۵/۳) [6] اسد الغابه (۴۹۲/۳)

جوان تھے۔ تو ان کا بیٹا حجۃ الوداع کے موقعہ پر احکام کے بارے میں بحث و مناظرہ کیسے کر سکتا ہے۔ اس سند سے کچھ رہ گیا ہے۔
میں کہتا ہوں: اگر وہ مسند الحارثی کی مراجعت کرتے تو انہیں اس استدلال کی چنداں ضرورت نہ رہتی بلکہ غلطی کی جگہ کی نشاندہی ہو جاتی، کیونکہ مسند کے صحیح نسخوں میں ہے: **عثمان بن محمد عن طلحه بن عبیداللّٰه**۔ ہوا یوں کہ لفظ "عن"، غلطی سے "ابن" بن گیا۔ جس سے یہ غلطی نمودار ہوئی۔ اور یہ حدیث، حدیث طلحہ سے مشہور ہے جسے مسلم، نسائی، امام احمد، دارمی، ابن خزیمہ وغیرہ نے بطریق ابن جریج عن ابن المنکدر عن معاذ بن عبدالرحمٰن بن عثمان عن طلحہ نقل کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ نے ابن المنکدر کے شیخ کے بارے میں ان سے مخالف نام ذکر کیا، اگر یہ ان کے حافظے کی بدولت ہے شاید اس حدیث میں ابن المنکدر کے دو شیخ ہیں۔ اس مسئلہ میں مناظرہ کرنے والے طلحہ ہیں نہ کہ عثمان، کیونکہ وہی ان سے اس طرح روایت کرنے والے ہیں۔ واللہ اعلم

۶۷۶۱ عثمان الداری

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے جو تحریف ہے چنانچہ وہ بطریق ابوالیمان عن صفوان بن عمرو عن سلیم عن عامر عن عثمان الداری روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

"جب تک گردشِ شب و روز جاری ہے یہ دین بھی ضرور بالضرور جاری و ساری رہے گا...."۔ (حدیث)[1]

درست عن تمیم الداری ہے۔ اسی طرح امام احمد نے عن ابی المغیرہ عن صفوان نقل کیا ہے اور طبرانی نے ایک اور سند سے عن سلیم بن عامر عن تمیم روایت کی ہے۔

۶۷۶۲ عثمہ الجهنی[2]

بقول ابوموسیٰ: ابن شاہین، ابونعیم نے ان کا نام ثاء سے درج کیا ہے اور ابن مندہ اور ابوعمر نے نون اور اسی طرح ابن ماکولا[2] نے قلمبند کیا ہے۔ یہی درست ہے۔
میں کہتا ہوں: اس بارے میں عثم الجهنی کے حالات میں ذہبی کو جو خصوصی وہم ہوا ہے اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۷۶۳ (ز) عثور

بردعی نے اکیلے نام کے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر لکھتے ہیں: میں نے اس سے خبردار کیا ہے کہ کسی کو دھوکا نہ ہو، یہ صحابی نہیں۔

۶۷۶۴ عثیم بن کثیر[3]

بن کلیب۔ تبع تابعین سے ہیں۔ کسی راوی سے ان کے متعلق غلطی ہوئی۔ ابن شاہین اور ان کے خوشہ چینوں نے یہیں ان کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ بطریق واقدی عن محمد بن مسلم بن عثیم بن کثیر بن کلیب عن ابیه عن جده روایت کرتے

---

[1] مسند احمد (۱۰۴/۴) السنن الکبریٰ (۱۸۱/۹) کنز العمال (۱۳۴۵) [2] اسد الغابہ (۳۵۹۰) تجرید (۳۷۵/۱)

[3] الاکمال (۱۲۸/۲) [4] اسد الغابہ (۳۵۹۱) تجرید (۳۷۵/۱)

ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو عرفہ سے سورج غروب ہونے کے بعد آتے دیکھا۔[1]

میں کہتا ہوں: یہ غلطی، لفظی غلطی کا نتیجہ ہے یہ تو عن محمد بن مسلم عن عثیم مروی ہے۔ لہٰذا صحابی کلیب عثیم کے دادا ہوئے۔ عثیم، محمد کے دادا نہیں وہ تو ان کے شیخ ہیں جس کی وضاحت ان شاء اللہ تعالیٰ حرف کاف میں بیان ہوگی۔

باب عین کے بعد جیم

۶۷۶۵ عجوز بن نمیر[2]

ابونعیم نے صحابہ میں ان کا شمار کیا ہے جو لفظی غلطی کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ بطریق نصر بن حماد عن شعبہ عن الجریری عن ابی السلیل عن عجوز بن نمیر روایت کی ہے، فرمایا: ''میں نے کعبہ میں نبی ﷺ کو دیکھا'' یہ تو یوں ہے کہ عجوز بنی نمیر[3] سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی طرح امام احمد نے عن محمد بن جعفر بحوالہ ان کے عن شعبہ نقل کیا ہے۔ اس بارے میں ابونعیم کے وہم سے ابوموسیٰ نے آگاہ کیا ہے۔

باب عین کے بعد دال

۶۷۶۶ عدی انصاری[4]

ابوالبدّاح کے والد ابوموسیٰ نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور بطریق ترمذی، ابن ابی عمر، ابن عیینہ عن عبداللہ بن ابی بکر عن ابیہ عن ابی البدّاح بن عدی عن ابیہ کی سند سے روایت کی ہے: ''چرواہوں کو ایک دن رمی کرنے اور ایک دن چھوڑنے کی رخصت ہے''۔[5] یہ غلطی کچھ رہ جانے سے پیدا ہوئی۔ کیونکہ ابوالبداح ہی ابن عاصم بن عدی ہیں سفیان کی روایت میں اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوئے۔ صحابی تو ان کے بیٹے عاصم ہیں۔ یہی روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے عن عبداللہ بن ابی بکر درست نقل کی ہے۔

۶۷۶۷ عدی بن جوس[6]

بن سعد بن نصر الجذامی، صحابی ہیں۔ شاید یہ پہلے والے ہیں۔ ذہبی[7] نے تجرید میں اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ جوس ہیں اور سابقہ شخصیت سے عدی بن زید کی طرف اشارہ کیا ہے، جو ان کا وہم ہے کیونکہ یہ عدی بن حوش نہیں لفظی غلطی کر بیٹھے۔ پہلے درست بیان ہو چکا ہے، تعجب ہے انہوں نے دوبارہ ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۷۶۸ (ز) عدی بن حاتم الحمصیّ[8]

عدی بن حاتم میں ذکر ہوا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۲۸/۸) [2] اسد الغابہ (۳۵۹۳) تجرید (۳۷۵/۱) [3] مجمع الزوائد (۱۷۷/۱۰) اسد الغابہ (۲۲۹/۳)

[4] اسد الغابہ (۳۶۰۳) تجرید (۳۷۶/۱) [5] ترمذی کتاب الحج باب ما جاء فی الرخصۃ للرعاء (۹۵۴)

[6] اسد الغابہ (۳۶۰۳) تجرید (۳۷۶/۱) [7] تجرید (۱۰٤) [8] اسد الغابہ (۳۶۰٤)

۶۷۶۹ عدی بن حرام بن الهيثم انصاری ظفری

فضالہ کے والد۔ ان کے بیٹے کا تذکرہ فاء کے دوران قسم اوّل میں ہو چکا ہے۔ بغوی، ابن ابی داؤد اور ابن شاہین وغیرہ کے طرز سے پتہ چلتا ہے یہ صحابی ہیں۔ چنانچہ بطریق فضیل بن سلیمان عن یونس بن محمد بن فضالہ عن ابیہ (اور ان کے والد اور دادا صحابی ہیں) روایت کی ہے۔ ابیہ کی ضمیر یونس کی طرف اور ابوہ کی ضمیر محمد کی طرف راجع ہے۔ ان کے دادا محمد کا نام عدی ہے۔ لہٰذا وہی صحابی ہوئے۔ ظاہری ضمیر مراد نہیں۔ بلکہ محمد کے دادا فضالہ ہیں اس واسطے کہ صحیح بات یہ ہے کہ محمد بن فضالہ اپنے دادا کے مشہور ہونے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب ہیں جس کے بارے میں، میں نے محمد بن فضالہ کے حالات میں خبردار کیا ہے۔

۶۷۷۰ (ز) عدی بن خالد الجهنی

ان کا ذکر اس حدیث میں آیا ہے جسے ابن القطان نے "الوھم" میں بطریق ابن عبدالبر نقل کیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ، احمد بن جعفر بن حمدان، عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد نے بواسطہ عبداللہ بن یزید ان سے سعید اور حیوہ نے ان سے ابوالاسود نے عن بکیر بن الاشج عن بُسر بن سعید بحوالہ عدی بن خالد الجہنی مرفوع روایت کی ہے: "جس کسی کو اپنے بھائی کی طرف سے بغیر دلی خواہش اور سوال کے کوئی بھلائی پہنچے وہ اسے قبول کر لے"۔ (الحدیث)[1] ابن القطان فرماتے ہیں: یہ سند الٹ گئی ہے، درست خالد بن عدی ہے۔

میں کہتا ہوں: مسند میں بھی عن عبداللہ بن یزید (جو المقری ہیں) اسی سند سے موجود ہے۔ اور ابن ابی شیبہ نے عن المقری اور ابو یعلی نے عن احمد الدورقی عن المقری اور الطبرانی وغیرہ نے بطریق المقری نقل کیا ہے۔

۶۷۷۱ عدی بن ربیعه التمیمی السعدی[2]

دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے۔ ان سے صرف ان کا بیٹا محمد روایت کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں: ذہبی[3] نے تجرید میں اسی طرح درج کیا ہے جو ان کی غلطی ہے۔ یہ تو عدی بن ربیعہ الجشمی ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ان کے بارے میں شک ہے غالب گمان یہی ہے کہ انہوں نے زمانہ بعثت نہیں پایا ہے۔ واللہ اعلم

۶۷۷۲ عدی بن زید انصاری[4]

ابن الامین نے بحوالہ تخریج البزار ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے، پہلے بیان ہو چکا ہے یہ جذامی ہیں۔ حدیث بھی انہی کی ہے شاید جذامی ہو کر انصار کے حلیف ہوں۔

۶۷۷۳ عدی بن عدی[5]

بن عمیرہ بن مروہ الکندی۔ اہل جزیرہ کے سردار بقول طبری صحابی ہیں۔

---

[1] مسند احمد (۱۰۴/۴) [2] اسد الغابہ (۳۶۰۶) استیعاب (۱۶۹/۳) تجرید (۳۷۶/۱) [3] تجرید (۱۰۴)

[4] اسد الغابہ (۳۶۰۸) استیعاب (۱۸۰۳) تجرید (۳۷۷/۱) [5] اسد الغابہ (۳۶۱۳) تجرید (۳۷۷/۱)

میں کہتا ہوں: یہ مشہور تابعی ہیں جنہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے گورنر بنایا تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صحیح میں ''حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن عدی کی جانب لکھا'' یہی مراد ہیں۔ ابن سعد [1] فرماتے ہیں: بڑے عبادت گزار تھے۔ مسلمہ بن عبدالملک کا قول ہے: کندہ میں تین آدمی ایسے تھے جن کی بدولت اللہ تعالیٰ بارش نازل فرماتے۔ تو اُن میں ان کا بھی ذکر کیا۔ ان سے ایک مرسل حدیث مروی ہے۔ طبرانی اور عسکری نے صحابہ میں ان کا نسب بطریق یحییٰ بن سعید انصاری عن ابی الزبیر عن عدی بن عدی الکندی عن النبی ﷺ روایت کی ہے:

''جس نے مسلمان کا مال بٹورنے کے لیے قسم کھائی وہ اس حال میں اللہ کے حضور پیش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا''۔ [1]

میں کہتا ہوں: یہ حدیث اسی سند سے نسائی میں ہے، لیکن عن عدی بن عدی عن ابیہ اور دوسروں کے ہاں بطریق عدی بن عدی عن عمہ العرس بن عمیرہ عن اخیہ عدی بن عمیرہ ہے۔ اور ابوداؤد [2] کی کتاب میں بطریق مغیرہ بن زیاد عن عدی بن عدی عن العرس بن عمیرہ ایک اور حدیث ہے۔ ایک اور سند سے مغیرہ سے مروی ہے جس میں عرس کا ذکر نہیں۔ یہ دونوں حدیثیں مرسل ہیں۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ والے عدی بن عدی کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ابن عدی بن فروہ ہیں اوروں کا کہنا ہے: ابن عدی بن عمیرہ ہیں۔ اور ابن ابی خیثمہ کا قول ہے یہ نہ اس کے بیٹے ہیں نہ اُس کے انہوں نے ان کا ایک تیسرا نسب ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن ابی خیثمہ کے بارے میں اسی طرح کا دعویٰ نقل کیا گیا ہے لیکن مجھے ابن ابی خیثمہ کی کتاب سے اس کی صراحت نہیں ملی۔ اشتباہ کی وجہ یہ بنی کہ پہلے کا نسب بیان نہیں ہوا اور دوسرے اپنے دادا کی طرف منسوب ہوئے۔ ورنہ تمام اہل نسب نے ان کا نسب بتایا ہے۔ جیسے ابن کلبی، ابن حبیب، خلیفہ بن سعد اور ابن البرقی وغیرہ۔ اسی طرح انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز والے عدی بن عدی کا نسب ثابت کیا ہے وہ کہتے ہیں، ابن عدی بن عمیرہ بن فروہ اور آخر تک ان کا وہی نسب بتایا جو ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ نسائی نے ان کی حدیث کے دوران جو بطریق جریر بن حازم عن عدی بن عدی عن رجاء بن حیوہ والعرس بن عمرہ مروی ہے اس کا ذکر کیا ہے ان دونوں نے تو یہ حدیث ان کے والد عدی بن عمیرہ سے نقل کی ہے، پھر وہ حدیث [3] ذکر کی۔ یہ عدی بن عمیرہ صحابی ہیں بلکہ ۱۲۰ھ میں فوت ہوئے۔

۶۶۷۴ (ز) عدی بن عدی بن حاتم [4] الطائی

یحییٰ بن مندہ نے اپنے ذیل میں بحوالہ طبرانی ان کا ذکر کیا ہے جو ان کا وہم ہے۔ طبرانی نے تو عدی بن عدی الکندی کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] الطبقات الکبریٰ (۳٤۱/۵) [1] المعجم الکبیر (۱۰۹/۱۷)

[2] ابوداؤد کتاب الملاحم باب الامر والنهی (٤۳٤٦)

[3] مسند احمد (۱۹۱/٤) المعجم الکبیر (۱۳۷/۱۷)

[4] استیعاب (۱۸۰۰)

۶۷۷۵ (ز) عدی بن عمیرہ الحضرمی ❶

عرس بن عمیرہ کے بھائی۔ ابن مندہ نے اسی طرح ان میں اور عدی بن عمیرہ الکندی میں فرق کیا ہے جو ان کا وہم ہے حالانکہ یہ وہی ہیں اور عرس بن عمیرہ کے بھائی ہیں۔

۶۷۷۶ عدی بن فروہ ❷

ابن ابی خیثمہ نے ان میں اور عدی بن عمیرہ میں فرق کیا ہے۔ ابن عبدالبر ❸ نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: عدی بن عمیرہ الحضرمی بقول بعض کندی کوفی ہیں۔ جن سے قیس بن ابی حازم روایت کرتے ہیں۔ پھر اس حدیث کا ذکر کیا۔ ان سے ان کا بھائی عرس روایت کرتا ہے۔ پھر لکھتے ہیں: عدی بن فروہ، بقول بعض یہ عدی بن عمیرہ بن فروہ ہیں۔ اصلاً کوفہ کے باشندے ہیں پھر وہاں سے حران منتقل ہوگئے۔ بقول بعض: یہ پہلے والے ہیں۔ اور اکثریت کے نزدیک یہ اور ہیں۔ یہی قول انہوں نے اکثریت سے نقل کیا ہے، اکثر اس بات پہ متفق ہیں یہ ایک ہی ہیں۔

باب عین کے بعد راء

۶۷۷۷ عرفجہ بن خزیمہ ❹

بقول ابوعمر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب انہیں عتبہ بن غزوان کی مدد و کمک کے لئے روانہ فرمایا تو ان کے متعلق عتبہ سے کہا: اس سے مشورہ لیتے رہنا کیونکہ یہ مجاہدے والا آدمی ہے۔ ابن الاثیر ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: درست عرفجہ بن ہُزیمہ ہے۔ اپنے مقام پہ ذکر ہو چکا ہے، بات یہی ہے۔

۶۷۷۸ (ز) عرفۃ بن حارث الکندی ❺

ابن قانع اور ابن حبان ❻ نے ان کا ذکر کیا ہے پھر ابن حبان حرف غین میں ان کا ذکر کرتے ہیں، وہی درست ہے۔

۶۷۷۹ عَرَکِیّ

ابن ابی حاتم ❽ نے حرف عین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آپ سے سمندر کے پانی کے بارے میں پوچھا۔ ابن السمعانی نے الانساب میں ان کی پیروی کرتے ہوئے لکھا ہے: یہ ایسا نام ہے جو نسب کے مشابہ ہے۔ ابن ماکولا ❾ اور ابن الاثیر نے ان کی حدیث ذکر کی ہے۔ نووی ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ناموں میں ان کا ذکر کرنا مبنی بَر وہم

---

❶ اسد الغابہ (۳۶۱۴) استیعاب (۱۸۰۴) ❷ اسد الغابہ (۳۶۱۵) استیعاب (۱۸۰۵) تجرید (۳۷۷/۱)
❸ استیعاب (۱۷۰/۳) ❹ اسد الغابہ (۳۶۳۰) استیعاب (۱۸۱۵) تجرید (۳۷۸/۱)
❺ استیعاب (۱۷۳/۳) ❻ اسد الغابہ (۵۱۸/۳) ❼ الثقات (۳۱۱/۳)
❽ الجرح والتعدیل (۱۹/۷) ❾ الاکمال (۱۳۴/۲)

ہے اس واسطے کہ عرکی ایک صفت ہے جو کشتی کا ملاح ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں: جہاں تک میں جانتا ہوں اہل یمن کے ہاں مچھیرے کو کہتے ہیں۔ بعض دفعہ عروکی بھی کہتے ہیں۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ طبرانی نے عبدنامی حضرات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۷۸۰ عروہ بن رفاعہ الانصاری

اسماعیلی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق المثنی بن الصباح عن عمرو بن دینار عن عروہ بن رفاعہ الانصاری روایت کی ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں..... (حدیث) جو جھاڑ پھونک کے بارے میں ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ لفظی غلطی کا نتیجہ ہے۔ درست عروہ بن رفاعہ عن ابن رفاعہ تو عروہ عامر کے بیٹے اور رفاعہ عبید کے بیٹے ہوئے۔ بعد والے حضرات میں ان کا ذکر ہے۔

۶۷۸۱ عروہ بن عامر ❶

بن عبید بن رفاعہ۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ اسماعیلی ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: بطریق ابن جریج **عن عمرو بن دینار عن عروہ بن عامر بن عبید بن رفاعۃ** مروی ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے تین بیٹوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور ان کے بارے میں جھاڑ پھونک کی اجازت مانگی، آپ نے اجازت دے دی۔

میں کہتا ہوں: اس میں بھی لفظی غلطی واقع ہوئی ہے۔ درست **عن عروہ بن عامر عن عبید بن رفاعۃ** ہے تو عروہ وہی جہنی ہیں جن کا پہلے قسم اوّل میں ذکر ہو چکا ہے۔ ابن ابی حاتم نے جزم سے لکھا ہے کہ وہ عن عبید بن رفاعہ مروی ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ نقل کی ہے، جو بطریق ابن عیینہ **عن عمرو عن عروہ بن عامر عن عبید بن رفاعہ** مروی ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس ❷..... ترمذی اور نسائی نے بطریق ایوب عن عمرو عن عروہ بن عبید بن رفاعۃ عن اسماء یہی حدیث بحوالہ حضرت اسماء نقل کی ہے۔ اور یہ طریق موصول ہے اس واسطے کہ عبید بن رفاعہ کو رؤیت تو حاصل ہے البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا سماع صحیح نہیں۔

۶۷۸۲ عروہ السعدی ❸

بغوی اور باوردی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہیں اور بطریق اوزاعی **عن محمد بن حزابہ عن محمد بن عروۃ اسعد** بحوالہ ان کے والد مرفوع روایت کی ہے: ''قیامت کی یہ نشانی ہے کہ آباد جگہیں ویران اور ویران مقامات آباد ہو جائیں گے....''۔ (حدیث) ❹ یہ غلطی ہے جو تبدیلی اور ساقط کرنے سے پیدا ہوئی۔ تبدیلی تو یہ کیونکہ درست عن الاوزاعی عن عروہ بن محمد ہے۔ رہا اسقاط تو اصل سند یوں ہے: **عن عروۃ بن محمد عن ابیہ عن جدّہ عطیّۃ**۔ قسم اوّل میں عطیہ نامی حضرات کے حالات میں

---

❶ اسد الغابہ (۳۶۴۳) تجرید (۳۷۹/۱) ❷ الجرح والتعدیل (۳۹۶/۶)

❷ ترمذی کتاب الطب باب ما جاء فی الرقیۃ من العین (۲۰۵۹) ابن ماجہ (۳۵۱۰)

❸ اسد الغابہ (۳۶۴۱) تجرید (۳۷۹/۱) ❹ کنز العمال (۳۸۵۳۴) اسد الغابہ (۲۴۴/۳)

درست نام گزر چکا ہے۔ ان عروہ کے والد کے بارے میں اختلاف ہے، آیا انہوں نے دورِ نبوی پایا ہے جیسا کہ میں قسم ثانی میں محمد بن عطیہ کے حالات میں بیان کروں گا۔ ابن فتحون نے جزم سے لکھا ہے کہ جس نے "عروہ بن محمد" کہا اس کا قول صحیح ہے جبکہ محمد بن عروہ مقلوب ہے۔ اس کی مزید تفصیل میں ان شاء اللہ تعالیٰ حرفِ میم کی قسم رابع کے دوران محمد بن حبیب کے حالات میں بیان کروں گا۔

۶۷۸۳ (ز) عریف

قریش عرفاء (ناظموں) میں سے بغوی نے حرفِ عین میں اس نام کا ذکر کیا ہے، جو ناموں میں وہم ہے۔ یہ تو وصف ہے اس کا مقام مبہمات میں ہے۔

باب عین کے بعد سین

۶۷۸۴ عسجدی بن مانع السلسکی

بقول ابن یونس: معافر میں شمار ہوتے ہیں۔ فتح مصر میں شریک ہوئے۔

میں کہتا ہوں: درست عجسری ہے اور یہ (عسجدی) لفظی غلطی ہے۔ اپنے مقام پہ درست نام بیان ہو چکا ہے۔

باب عین کے بعد صاد

۶۷۸۵ عصمہ

صحابیٔ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ان سے ازھر روایت کرتے ہیں۔ ذہبی [1] تجرید میں ان میں اور عصمہ بن قیس میں فرق کرتے ہیں جبکہ شخصیت ایک ہے۔

۶۷۸۶ عصیمہ الاسدی [2]

ابوموسیٰ نے ابن مندہ کی کتاب پہ اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابن مندہ نے عصمہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اس لیے استدراک کا کیا مطلب!؟

۶۷۸۷ عصیمہ الاشجعی

بنی النجار کے حلیف۔ ابن عبدالبر نے ان کا دو بار ذکر کیا ہے جبکہ "عصمہ" میں ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ ابن الاثیر [3] نے اس پہ متنبہ کیا ہے۔

---

[1] تجرید (۱۰۶) [2] اسد الغابہ (۳۶۷۱) استیعاب (۱۸۳۳) تجرید (۱/۳۸۱)

[3] اسد الغابہ (۳/۲۵۱)

باب عین کے بعد طاء

۶۷۸۸ عطاء الشیبیّ العبدری ❶

ان سے ان کا بیٹا ابراہیم اور فطر بن خلیفہ روایت کرتا ہے، ان کی حدیث ہے: ''جوتوں کے تسمے لگا لیا کرو''۔ ❷ اسی طرح ذہبی ❸ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کا یہ دعویٰ کہ ''فطر بن خلیفہ نے ان سے روایت کی ہے'' غلط ہے۔ اور انہیں شیبی عبدری کہنا بھی غلط ہے بلکہ یہ تو ثقفی طائفی ہیں۔ ان کی حدیث میں "قابلوا النعال" اختلاف ہے آیا اس کے صحابی یہ ہیں یا ابراہیم؟ جس کی مکمل وضاحت ابراہیم کے حالات میں بیان ہو چکی ہے، رہے شیبی عبدری تو ان سے فطر بن خلیفہ روایت کرتے ہیں ان کی حدیث ہے: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو نعلین پہنے نماز پڑھتے دیکھا''۔ ❹ قسم اوّل میں ان کے والد کے نام میں اختلاف کے ساتھ تفصیل ہو چکی ہے۔

۶۷۸۹ عطاء المزنی ❺

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اسماعیل بن زید عن ابن قتیبہ عن عبدالملک بن نوفل عن ابن عطاء المزنی بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ غلط ہے، درست عن ابن عصام ہے، اسی طرح حفاظ نے ابن عیینہ کے شاگردوں سے روایت کی ہے۔ قسم اوّل میں عصام کے حالات میں درست نام گزر چکا ہے۔

۶۷۹۰ (ز) عطاء (مولا ابی احمد بن جحش)

ایک مرسل حدیث روایت کرنے کی بنا پر کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابن ابی حاتم ❻ کا بحوالہ والد قول ہے اور عسکری نے انہی کا قول لیا ہے کہ نبی ﷺ سے ان کی حدیث مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ان کی حدیث سنن النسائی میں ہے۔

۶۷۹۱ (ز) عطاء بن سعد

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، جو ان کا وہم ہے، کیونکہ یہ عطیہ السعدی ہیں۔ ان کے والد کے بارے میں ایک قول یہ بیان ہو چکا ہے کہ وہ سعد ہیں۔

۶۷۹۲ عطیہ بن سفیان

بن عبداللہ بن ربیعہ الثقفی، مشہور تابعی ہیں، ابن اسحاق سے آگے ان کی حدیث میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ ان سب میں ابراہیم بن سعد کی ان سے مروی روایت زیادہ صحیح ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے عیسیٰ بن عبداللہ بن مالك عن عطية بن

---

❶ تجرید (۳۸۱/۱) ❷ الاحاد والمثانی (۲۴۳/۳) جامع المسانید (۱۴۰/۹) ❸ تجرید (۱۰۶)
❹ الکامل فی الضعفاء (۱۶۹۰/۵) ❺ اسد الغابہ (۳۶۷۶) تجرید (۳۸۲/۱) ❻ الجرح والتعدیل (۳۳۸/۶)

سفیان فرماتے ہیں: مجھ سے اس وفد نے بیان کیا جو ثقیف کا اسلام قبول کرنا نبی ﷺ کو پہنچانے گئے تھے اور رمضان میں آپ کے پاس آئے تھے.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ [1] اسے ابن ماجہ نے نقل کیا ہے، علقمہ الثقفی کے حالات میں اس بارے میں اختلاف بیان ہو چکا ہے۔

٦٦٩٣ عطیہ بن عمرو [2] بن جُشم

بغوی ان کا ذکر کرتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں انہوں نے نبی ﷺ سے سماع کیا ہے یا نہیں۔ جعفر المستغفری اور ابوموسیٰ نے ان کی پیروی میں یہی قول اختیار کیا ہے۔ اور ان سب نے ان میں اور عطیہ السعدی میں فرق کیا ہے اور ان کی ایک حدیث نقل کی ہے جو بعینہٖ عطیہ السعدی کی حدیث ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایک قول ہے ان کے والد کا نام عمرو ہے، رہا جشم تو یہ ان کے جد اعلیٰ ہیں۔

٦٦٩٤ (ز) عطیّہ الساعدی

کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے جو غلط ہے۔ بیہقی نے ''الشعب'' میں بطریق ربیعہ بن یزید وغیرہ عن عطیہ الساعدی (جو صحابی ہیں) یہ مرفوع حدیث نقل کی ہے:

''بندہ اس وقت تک متقین کا درجہ نہیں حاصل کر سکتا جب تک وہ چیزیں نہ ترک کر دے جن میں کوئی حرج نہیں مبادا کسی حرج والی چیز میں مبتلا ہو جائے''۔ [3]

یہ بعینہٖ حدیث عطیہ السعدی ہے جسے ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

باب عین کے بعد فاء

٦٦٩٥ عفیف بن الحارث الیمانی [4]

طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ابونعیم نے بھی ان کی پیروی کی، پھر بطریق المعافی بن عمران عن ابی بکر الشیبانی عن حبیب بن عبید عن عفیف بن الحارث الیمانی روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو امت اپنے نبی کے بعد کوئی بدعت کرتی ہے تو اسی طرح کی ایک سنت ضائع کر دیتی ہے''۔ [5]

ابوموسیٰ ذیل میں لکھتے ہیں: ان سے کئی مقامات پر لفظی غلطی ہوئی ہے: (۱) اوّل نام میں یہ نام تو غضیف ہے۔ (۲) دوم ان کے نسب میں، یہ تو ثمالی ہیں۔ (۳) سوم سند میں، یہ تو ابوبکر الغسانی ہیں جو ابن ابی مریم ہیں۔ لکھتے ہیں: کتاب السنۃ میں طبرانی نے درست لکھا ہے۔

---

[1] المعجم الکبیر (۴۴۸/۱۷) جامع المسانید (۱۵۰/۹) [2] اسد الغابہ (۳۶۸۷) تجرید (۳۸۲/۱)

[3] ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والدرع باب ۱۹ حدیث (۲۴۵) ابن ماجہ (۴۲۱۵) کنز العمال (۵۶۴۲)

[4] اسد الغابہ (۳۶۹۵) تجرید (۳۸۳/۱) [5] المعجم الکبیر (۱۷۸/۱۸) جامع المسانید (۱۵۸/۹)

باب عین کے بعد قاف

۶۷۹۶ عقبہ بن اوس [1]

مشہور تابعی ہیں جنہوں نے مرسل حدیث بیان کی۔ بقی بن مخلد نے اپنی سند میں اس کا ذکر کیا ہے اور ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ استدراک میں ذکر کرنے کا کوئی معنی نہیں بنتا۔

۶۷۹۷ عقبہ بن حارث [2] الفهری

امیر معاویہ اور یزید کی طرف سے مغرب کے گورنر۔ ابن یونس کا قول ہے، بقول بعض: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، جو صحیح نہیں۔ اسی طرح ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جس میں ان سے غلطی ہوئی۔ یہ تو عقبہ بن نافع بن الحارث ہیں۔ یہاں اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوئے۔ ابن یونس نے ان کا درست نام ذکر کیا ہے۔ شاید نسخے سے ان کے والد کا نام رہ گیا ہو۔ قسم ثانی میں عقبہ بن نافع کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۷۹۸ عقبہ بن عبد (بلا اضافت) [3]

مستغفری نے اور ابوموسیٰ نے ان کی پیروی میں صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ ان کے نام میں غلطی واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ بطریق یحییٰ بن صالح عن محمد بن القاسم روایت کی ہے فرمایا: میں نے عقبہ بن عبد کو فرماتے سنا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک برچھی (چھوٹی تلوار) عطا کر کے فرمایا: ''اگر تم اس سے وار نہ کر سکو تو اسے نیزہ بنا لینا''۔ [4]

میں کہتا ہوں: یہ محمد بن قاسم کی عن عتبہ بن عبد السلمی سے مروی مشہور حدیث ہے جن کا ذکر قسم اوّل میں ہوا ہے۔

۶۷۹۹ عقبہ بن مالك الجهنی [5]

ان کے بارے قسم اوّل میں گفتگو ہو چکی ہے۔

۶۸۰۰ عقبہ بن ناجیہ الخزاعی

کلثوم کے والد۔ یعقوب بن محمد زہری نے نے ان کا ذکر کیا ہے جبکہ درست علقمہ بن ناجیہ قسم اوّل میں وضاحت سے تذکرہ ہوا ہے۔

۶۸۰۱ عقبہ بن نافع [6]

ان کے والد کا نام بھی کسی راوی نے غلط لکھ دیا ہے درست عقبہ بن عامر ہے اسماعیلی بطریق اسحاق الازرق عن الثوری عن ابیه عن عکرمه عن عقبه بن نافع روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ سے اپنی بہن کے بارے میں پوچھنے لگا، جس نے

[1] تجرید (۳۸۳/۱) [2] اسد الغابہ (۳۶۹۸) تجرید (۳۸۳/۱) [3] اسد الغابہ (۳۷۰۹) تجرید (۳۸٤/۱)
[4] اسد الغابہ (۲٦۱/۳) [5] تجرید (۳۸۵/۱) [6] اسد الغابہ (۳۷۱٦) استیعاب (٦۸٤۹) تجرید (۳۸۵/۱)

یہ نذر مانی تھی کہ وہ پیدل حج کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے کہو وہ سوار ہو جائے''۔ [1] اسماعیلی فرماتے ہیں: یہ تو عقبہ بن عامر ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابوداؤد نے یہ روایت ایک اور طریق سے عن الثوری اسی سند سے اور ایک دوسرے طریق سے عن عکرمہ اور ایک دوسرے طریق سے بواسطہ ان کے عن ابن عباس عن عقبہ بن عامر نقل کی ہے۔

۶۸۰۲ عقبہ [2] ابوعبدالرحمٰن

صحابی ہیں۔ ایک کمزورترین حدیث میں ہے کہ یہ جہنی ہیں، جنہیں یہی سمجھا جاتا ہے۔ ذہبی [3] نے عقبہ الجہنی کے بعد ان کا نام شمار کیا ہے۔ ان سے ان کا بیٹا عبدالرحمٰن روایت کرتا ہے، تو اب جبکہ وہ خود اس کا اعتراف کر رہے ہیں کہ یہ وہی ہیں تو دوبارہ ان کا نام دہرانا مناسب نہ تھا۔

باب عین کے بعد لام

۶۸۰۳ العلاء بن الحارث الثقفی

ابن کلبی نے تفسیر میں عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما تالیف قلبی والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن ان کے والد کا نام غلط لیا ہے۔ یہ تو العلاء بن جاریہ ہیں۔ درست نام پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۶۸۰۴ علباء الاسدی [4]

ابواحمد العسکری نے بنی اسد بن خزیمہ میں سے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن الاثیر [5] نے دو مقامات پر اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اوّل یہ اسدی ہیں اور ازد سے تعلق رکھتے ہیں۔ سین زاء سے بدل گیا ہے۔ دوم: تابعی ہیں، چنانچہ انہوں نے بطریق محمد بن بکر عن ابن جریج ان کی حدیث نقل کی ہے کہ علباء الاسدی نے انہیں بتایا کہ نبی ﷺ جب اپنے اونٹ پر سفر کے لیے بیٹھتے تو تین بار [6] اللہ اکبر کہتے..... (حدیث)

میں کہتا ہوں: ابن الاثیر سے تیسرے وہم کا بیان کرنا رہ گیا، وہ یہ کہ ان کا نام غلط لیا گیا ہے۔ یہ تو علی، اِن کے بعد اس کا الف ثابت رہتا ہے۔ اور یہ علی الازدی علی بن عبداللہ البارقی ہیں۔ تابعین میں اس حدیث کی روایت میں مشہور ہیں، جسے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں۔ اسے امام احمد نے بھی، حاکم، دارمی اور ابن حبان نے بھی بطریق حماد بن سلمہ عن ابی الزبیر اسی طرح نقل کیا ہے۔ ابن الاثیر نسب کی تحریف بتانے کے لیے تو چوکنے ہو گئے لیکن اس کی مطلق آگاہی نہیں ہوئی کہ حدیث مرسل ہے۔ اور روایت کرنے

---

[1] بخاری کتاب جزاء الصید باب نذر المشی الی الکعبۃ (۱۸۶۶) مسلم (۴۲۲۶) ابوداؤد (۳۲۹۹) نسائی (۳۸۲۳) مسند احمد (۱۴۹/۴)

[2] اسد الغابہ (۳۷۰۸) تجرید (۳۸۴/۱) [3] تجرید (۱۰۲) [4] اسد الغابہ (۳۷۵۲) تجرید (۳۸۹/۱)

[5] اسد الغابہ (۲۷۵/۳) [6] جامع المسانید والسنن (۲۸۰/۹) اسد الغابۃ (۲۷۵/۳)

والے تابعی ہیں نہ کہ صحابی، ان کا نام غلط نہیں ہوا۔ ذہبی [1] کے سامنے بھی یہ روایت ایسے ہی گزر گئی، انہوں نے درست سے متنبہ نہیں کیا۔ ابن عدی نے الکامل میں یہی حدیث علی بن عبداللہ البارقی کے حالات میں درج کی ہے اس کے سیاق میں عن ابی الزبیر کہ علی الازدی نے انہیں بتایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں سکھایا.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ [2] ادھر العسکری پر تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے "تصحیف" (لفظی غلطی) کے بارے میں دو کتابیں لکھی ہیں، جن میں محدثین اور ادباء پر بڑی تشنیع و نکیر کی ہے۔ پھر بھی اس روایت میں تصحیف ہی کے پیرو ہو گئے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے توفیق کے طلبگار ہیں۔

۶۸۰۵ علقمہ بن حجر [3]

عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو وہم ہے چنانچہ انہوں نے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں ناک اور پیشانی کو زمین پر لگاتے دیکھا۔ [4] ابوموسیٰ فرماتے ہیں: یہ غلط ہے، یہ تو عن حجاج عن عبدالجبار بن وائل بن حجر عن ابیہ مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: اشتباہ کا سبب یہ ہے کہ عبدالجبار نے تو یہ حدیث اپنے بھائی علقمہ بن وائل عن ابیہ کے واسطے سے سنی، پھر اسناد میں تبدیلی واقع ہوئی جس کی وجہ سے علقمہ بن حجر کا ذکر لازم ٹھہرا، جبکہ اس شخصیت کا وجود تک نہیں، اور مشہور علقمہ بن وائل بن حجر ہیں۔

۶۸۰۶ علقمہ بن نضلہ الکنانی

قسم اوّل میں ان کا ذکر ہو چکا ہے اور ابوحاتم [5] کا قول ہے: صحابی نہیں۔

۶۸۰۷ علقمہ بن نضلہ الخزاعی

طلحہ نامی حضرات میں تذکرہ ہوا ہے۔ ابن قانع کی کتاب میں ان کا نام غلط لکھا ہے۔

۶۸۰۸ (ز) علقمہ

سماک کے والد۔ ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت کی ہے کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا، تو ایک شخص دوسرے کو رسّی (چمڑے کی رسّی) سے کھینچ رہا تھا..... (حدیث)

ابوموسیٰ فرماتے ہیں: یہ غلط ہے یہ روایت تو عن سماک عن علقمہ عن ابیہ کی سند سے مروی ہے سماک ہی ابن حرب ہیں اور علقمہ وہ ابن وائل بن حجر رحمۃ اللہ علیہ ہیں درست وائل بن حجر ہے۔ یہی حدیث اسی سند سے ابن ابی خیثمہ نے درست سند سے بیان کی ہے۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح مسلم ابوداؤد اور نسائی نے بطریق سماک روایت کی ہے۔

---

[1] التجرید (۱۰۸) [2] جامع المسانید (۲۸۱/۹) [3] اسد الغابہ (۳۷۶۳) تجرید (۳۷۰/۱)

[4] مسند احمد (۳۱۵/۴، ۳۱۷) اسد الغابہ (۲۷۷/۳) [5] الجرح والتعدیل (۴۵/۶)

۶۸۰۹ (ز) علی السلمی

بزار نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو ان کا وہم ہے، چنانچہ ''وحدان'' میں بطریق یزید بن عبدالرحمٰن عن اسماعیل بن ابراھیم بن علی السلمی عن ابیہ عن جدّہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا میں بنت ربیعہ بن حارث کی شادی تم سے نہ کر دوں؟ بزار فرماتے ہیں: ہمیں سلمی سے مروی اس اسناد اور اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث معلوم نہیں۔ ان کی کتاب میں، اس میں تحریف واقع ہوئی ہے یہ تو اسماعیل بن ابراہیم بن معاذ ہیں۔ عبّاد میں قسم اوّل کے دوران درست نام بیان ہو چکا ہے۔

باب عین کے بعد میم

۶۸۱۰ عمار بن اوس ❶

ذہبی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بقی بن مخلد کی علامت لگائی۔ یہ لفظی غلطی ہے، درست نام عمارہ ہے جیسا کہ قسم اوّل میں بیان ہو چکا ہے۔

۶۸۱۱ عمار بن عکرمہ

ان کا بھی ذہبی نے اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔ اور بقی بن مخلد کا حوالہ دیا ہے یہ بھی غلط ہے یہ تو عمارہ بن زِعکرہ ہیں پہلے درست نام گزر چکا ہے۔

۶۸۱۲ (ز) عمار ایک شامی شخص، عمارہ میں ذکر ہوا ہے۔

۶۸۱۳ (ز) عمارہ بن حبیب النسائی

بقول ابن ابی حاتم ❷ ان سے ابوعبدالرحمٰن الحبلی روایت کرتے ہیں، میں نے اپنے والد سے پوچھا: کیا یہ صحابی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں۔ ہم نے محض گمان کی بنا پر ''وحدان'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے بھی اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے والد کا نام غلط لکھ دیا، حالانکہ وہ (حبیب کے بجائے) شبیب ہیں۔ پہلے درست نام بیان ہو چکا ہے۔ میں نے ابن حبان کی کتاب ''صحابہ'' میں ابوعلی بکری کے قلم سے لکھا دیکھا ہے: عمارۃ بن ثبیت۔ یہ بھی لفظی غلطی ہے۔

۶۸۱۴ عمارہ بن راشد

جعفر المستغفری نے بحوالہ یحییٰ بن یونس الشیرازی ان کا نام شامل کیا ہے۔ جعفر لکھتے ہیں: تابعی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ❸ سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ❹ نے بھی ان کے بارے میں یہی الفاظ کہے ہیں ان کی حدیث مسند ابی یعلی اور القطیعات

❶ اسد الغابہ (۳۸۰۰) استیعاب (۱۸۸۵) تجرید (۳۹۴/۱) ❷ الجرح والتعدیل (۳۶۴/۶)

❸ الجرح والتعدیل (۳۶۵/۶) اسد الغابہ (۳۱۴/۳) ❹ التاریخ الکبیر (۵۰۰/۳)

میں ہے۔ بقول ابوحاتم:[1] مجہول ہیں، اوروں کا کہنا ہے: حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت تک زندہ رہے۔

٦٨١٥ عمارہ بن عبید[2]

ایک شامی شخص ہیں۔ درست یہ ہے کہ تابعی ہیں۔ خثعم کے کسی بے نام صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ قسم اوّل میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

٦٨١٦ عمارہ بن غراب

ان کا بھی جعفر نے بحوالہ ابن یونس ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ ان کا تذکرہ کرتے ہیں کہ حمیر کے تابعی[3] ہیں، صحابی نہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث سنن میں بواسطہ ان کی پھوپھی بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے، ابوحاتم[4] کا قول ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ بقول اپنی پھوپھی سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کرتے ہیں۔

٦٨١٧ (ز) عمارہ بن قرص اللیثی

مغلطائی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جس کی تفصیل میں نے اسد پہ ان کے قلم سے پڑھی ہے، انہوں نے ان کا نام غلط لیا ہے، درست عبادہ ہے۔ پہلے درست نام بیان ہو چکا ہے۔

٦٨١٨ (ز) عمارہ بن الولید

بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں اس کا ذکر کیا ہے اور حوالہ مقاتل کا دیا ہے کیونکہ انہوں نے اپنی تفسیر میں اس آیت ''جس شخص کو میں نے اکیلا پیدا کیا اسے میرے حوالے کرو''[5] کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کے سات بیٹے تھے جن میں سے تین: خالد، ہشام اور عمارہ مسلمان ہو گئے۔ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں بحوالہ مقاتل اس کا ذکر کیا ہے، درست خالد، ہشام اور ولید ہے۔ رہا عمارہ تو وہ کافر ہی مرا۔ اس واسطے کہ قریش نے اسے نجاشی کے پاس بھیجا تو وہاں اس کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے اس کا ذہنی توازن برقرار نہیں رہا اور جنگلی درندوں کے ساتھ پھرنے لگا۔ میں نے یہ وضاحت کر دی ہے کہ یہ قریش کے اُن لوگوں میں سے تھا جن کے خلاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی تھی جب عقبہ بن ابی معیط نے نماز پڑھنے کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر اونٹ کی اوجھ ڈال دی تھی۔

٦٨١٩ (ز) عمارہ (صحابیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم انگلی کے اشارے سے زیادہ خطاب میں ہاتھ نہ ہلاتے۔ ابن شاہین نے ان میں اور عمارہ بن رویبہ میں فرق کیا ہے جو ان کا وہم ہے جبکہ یہ وہی ہیں اور حدیث بھی انہی کی ہے۔

٦٨٢٠ (ز) عمارہ الدئلی

باوردی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو ان کا وہم ہے، چنانچہ بطریق مسعود

---

[1] الجرح والتعدیل (٣٦٥/٦) [2] اسد الغابہ (٣٨١٣) استیعاب (١٨٩٣) تجرید (٣٩٦/١)

[3] الجرح والتعدیل (٣٦٨/٦) اسد الغابہ (٣١٧/٣) [4] الجرح والتعدیل (٣٦٨/٦) [5] سورۃ المدثر (١١)

بن سعد عن عطاء بن السائب عن ابی عمارہ بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں کھڑے دیکھا....(حدیث)
درست عن عطاء بن السائب عن ابن عباد عن ابیه ہے۔ ابن عباد ہی ربیعہ ہیں، پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۶۸۲۱ عمارہ (ابوعمارہ کے والد)[1]

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے ابن فتحون لکھتے ہیں یہ ان کا وہم ہے۔

۶۸۲۲ عمر بن بلیل

بن احیحہ انصاری۔ بقول بعض: صحابی ہیں۔ اسی طرح[2] تجرید کے مصنف نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جس میں ان سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔ یہ تو عمرو ہیں جیسا کہ پہلے درست بیان ہو چکا ہے۔

۶۸۲۳ عمرو بن ثابت بن وقش

ابن الاثیر[3] نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کیونکہ استیعاب کے مصنف کا کہنا ہے: ثابت بن وقش اور ان کے دونوں بیٹے عمرو اور عمر اُحد میں شریک ہوئے، مشہور تو یہ ہے کہ ان کے دونوں بیٹوں کے نام سلمہ اور عمر ہیں۔ صاحب استیعاب نے سلمہ کے حالات میں ان کے یہی حالات لکھے ہیں۔ اور عدوی نے نسب انصار میں بھی یہی بیان کیا ہے۔

۶۸۲۴ (ز) عمر بن جابر

ایک مرسل حدیث بیان کرنے کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے، جبکہ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ نبی ﷺ کے حوالے سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ ان سے کھمس بن الحسن نے روایت کی ہے۔

۶۸۲۵ عمرو بن سالم الخزاعی[4]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بقول بعض: عمرو بن سالم خزاعہ کی طرف سے آنے والے ہیں۔ پھر حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ عمر بن سالم خزاعی نبی ﷺ کے پاس آئے اور یہ اشعار سنائے: ع

"اے اللہ! میں محمد (ﷺ) کو واسطہ دینے والا ہوں"۔

ابونعیم فرماتے ہیں: انہوں نے اسی طرح روایت نقل کی اس میں اختلاف نہیں کہ یہی عمرو ہیں۔ ابن الاثیر[5] مرحوم کا کہنا ہے: ابونعیم کی بات صحیح اور ابن مندہ کا قول وہم اور لفظی غلطی پر مشتمل ہے۔ ذہبی[6] نے ان کا انتہائی مختصر اور عجیب تذکرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: عمر بن سالم خزاعی بقول بعض عمرو۔ خزاعہ کے نمائندے ہیں۔ صحیح عمر ہے۔ اس نسخہ میں ایسا ہی ہے، جہاں تک میرا گمان ہے واؤ رہ گئی ہے تاکہ ان کی بات اصل کے ساتھ جڑ جائے۔

---

[1] تجرید (۳۹۶/۱) [2] تجرید (۱۱۰) [3] اسد الغابہ (۳۵۷/۳)
[4] اسد الغابہ (۳۹۲۳) استیعاب (۱۹۳۸) تجرید (۳۹۷/۱) [5] اسد الغابہ (۳۷۲/۳)
[6] تجرید (۱۱۰)

۶۸۲۶ عمر بن سراقہ ✿ بن المعتمر

ابوعمر ✿ نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن نام غلط لیا ہے، درست عمرو ہے۔ ابن فتحون نے اس سے آگاہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ابوعمر نے ان کے بھائی عبداللہ کے سوانح میں ان کا صحیح تذکرہ کیا ہے۔

۶۸۲۷ عمر بن سعد السلمی ✿

مطین نے وحدان میں بطریق مغازی واقدی ان کا ذکر کیا ہے کہ عن زیاد بن عمر بن سعد فرماتے ہیں: مجھ سے میرے دادا اور والد نے بیان کیا جو دونوں حنین میں شریک ہوئے تھے۔ پھر محلّم بن جثّامہ کا واقعہ نقل کیا۔ ابونعیم ان کی پیروی کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس میں تامّل ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن وہم سے آگاہ نہیں کیا۔ درست ضمیرہ بن سعد ہے، جیسا کہ ابوداؤد نے سنن میں اسی سند اور متن سے نقل کیا ہے۔

۶۸۲۸ عمر بن سعد

بن ابی وقاص الزہری۔ ابن فتحون نے "ذیل" میں اس روایت کو سہارا بناتے ہوئے ان کا ذکر کیا ہے جو ابوعروبہ نے بطریق سعید بن بزیع عن ابن اسحاق نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو لکھا ہے: اللہ تعالیٰ نے شام وعراق کو فتح کر دیا ہے، آپ اپنے ساتھیوں کا لشکر بنا کر جزیرہ روانہ کریں۔ چنانچہ آپ نے عیاض بن غنم کی سرکردگی میں ایک لشکر بھیجا اور ان کے ساتھ عمر بن سعد کو بھی روانہ کیا جو کم عمر لڑکا تھا۔ یہی روایت یعقوب بن سفیان اور طبری نے بطریق سلمہ بن فضل عن ابن اسحاق نقل کی ہے کہ ۱۹ھ کا واقعہ ہے۔ ابن فتحون لکھتے ہیں: جو شخص اس وقت اتنی عمر کا ہو کہ اسے لشکروں کے ساتھ بھیجا جا سکے تو یقیناً اس کی پیدائش عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی ہوگی۔ حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں: اس سے معلوم ہوتا ہے وہ عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوا۔ ابن فتحون لکھتے ہیں: یہ روایت اس سے مضبوط روایت سے ٹکرا رہی ہے چنانچہ صحیحین میں بطریق ابن شہاب عن عامر بن سعد عن ابیہ کی سند سے مروی ہے: میں مکہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ہوں تو مالدار لیکن میری وارث صرف میری بیٹی ہے..... (حدیث) ✿ امام مالک اور جمہور کی روایت ہے: یہ حجۃ الوداع کے موقعہ کا واقعہ ہے اور ابن عیینہ کی روایت میں فتح مکہ کا واقعہ ہے۔

میں کہتا ہوں: امام المحدثین یحییٰ بن معین نے یقین سے لکھا ہے کہ عمر بن سعد اس سال پیدا ہوا جس سال حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ یہی بات ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں بحوالہ یحییٰ نقل کی ہے۔ سیف "ردّۃ" میں لکھتے ہیں: ارتداد کے دور میں کندہ کی یسری بنت قیس بن ابی الکیسم نامی خاتون حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی جس سے عمر بن سعد کی ولادت ہوئی۔

✿ اسد الغابہ (۳۹۲۸) استیعاب (۱۹۳۹) ✿ استیعاب (۲۶۰/۳) ✿ تجرید (۳۹۷/۱)

✿ بخاری کتاب الوصایا باب ان یترک ورثتہ اغنیاء (۲۷۴۲) مسلم (۴۱۸۵) ابوداود (۲۸۶۴) ترمذی (۲۱۱۶) نسائی (۳۶۲۸) ابن ماجہ (۲۷۰۸)

۶۸۲۹ عمر بن عامر السلمی ❶

ابن السکن اور ابن مندہ نے بطریق عبدالحمید بن سلمہ عن ابیہ عن عمر بن عامر السلمی روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

''جب تم فجر کی نماز پڑھو تو سورج طلوع ہونے تک نماز پڑھنے سے رکے رہو، کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں میں سے طلوع ہوتا ہے....''۔ (حدیث) ❷

ابونعیم فرماتے ہیں: اس میں کسی راوی سے غلطی ہوئی ہے، یہ تو عمرو بن عبسہ ہیں۔ جس سند سے یہ روایت ابن السکن نے نقل کی ہے اسی سے ابن السنی نے نقل کی تو کہا: عمرو بن عَبَسہ۔

۶۸۳۰ (ز) عمر بن عبیداللہ

بن ابی زیاد۔ تابعی ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کسی راوی سے غلطی ہوئی اس نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: یہ بات صحیح نہیں۔ ابن ابی حاتم ❸ کا قول ہے: عمر بن عبیداللہ بن ابی زیاد، موسٰی نصیبی عن ابی ضمرہ عن الحارث بن ابی ذباب عن عمر بن عبیداللہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں مغرب کی نماز پڑھائی۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اس میں موسیٰ سے غلطی ہوئی ہے یہ تو عمر بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے انہیں نماز پڑھائی۔ فرماتے ہیں: عمر تابعی ہیں۔ ابن الاثیر ❹ کی کتاب میں لکھا ہے: عمر بن عبیداللہ بن ابی زکریا۔ واللہ اعلم

۶۸۳۱ عمر بن عوف

بنی عامر بن لؤی کے حلیف۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق واقدی روایت کی ہے کہ عمر بن عوف یمانی بنی عامر بن لؤی کے حلیف اور قدیم الاسلام صحابی ہیں ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: درست عمرو بن عوف ہے۔

۶۸۳۲ عمر بن غزیه

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ''عمرو'' نامی حضرات میں دوبارہ درست تذکرہ کیا ہے، پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

۶۸۳۳ عمر بن مالك العامری

درست ابی بن مالک۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

---

❶ تجرید (۳۹۸/۱)

❷ مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب اسلام عمرو بن عبسہ (۱۸۶۷) مسند احمد (۱۱۴/۴) مجمع الزوائد (۲۲۷/۲) جامع المسانید (۱۰/ ۲۸، ۲۹)

❸ الجرح والتعدیل (۶/ ۱۱۹، ۱۲۰) ❹ اسد الغابہ (۳۴۵/۳)

۶۸۳۴ عمرو

ابن ابی الاسد، کسی راوی کو وہم ہوا ہے، حسن بن سفیان، محمد بن حرب المروزی، محمد بن بشر عن عبیداللہ بن عمر عن الزہری بحوالہ عمرو بن ابی الاسد روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا، آپ ﷺ نے اس کے دونوں پلو اپنے کندھوں پر ڈال رکھے تھے''۔ [۱] ابوموسیٰ ذیل میں لکھتے ہیں: یہ روایت ابوکریب اور علی بن حرب وغیرہ نے عن محمد بن بشر اسی طرح نقل کی ہے۔ ''الافراد'' میں الدارقطنی کا قول ہے اسی طرح محمد بن بشر اس روایت میں منفرد ہے۔ درست روایت وہ ہے جو ابواسامہ وغیرہ عن عبیداللہ بن عمر عن الزہری عن سعید بن المسیب عن عمرو بن ابی سلمہ بن عبدالاسد نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بطریق ابی اسامہ روایت کی ہے۔ ادھر ابن الاثیر [۲] کا گمان ہے ابونعیم نے اس سند میں ان کا نام عمرو بن الاسود بتایا ہے۔ جبکہ میں نے ابونعیم کی کتاب ''المعرفۃ'' میں عمرو بن ابی الاسد دیکھا ہے۔ واللہ اعلم

۶۸۳۵ عمرو بن اوس [۳]

بن ابی اوس الثقفی۔ مشہور تابعی ہیں۔ کتب ستہ (صحاح ستہ: بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) میں ان کی حدیث ہے۔ جمہور نے تابعین میں ان کا شمار کیا ہے، جبکہ طبرانی، ابن مندہ اور ایک جماعت صحابہ میں ان کا ذکر کرتی ہے، جس کا سبب وہ حدیث ہے جسے انہوں نے بطریق ولید بن مسلم عن عبداللہ بن عبدالرحمٰن الطائفی عن عثمان بن عمرو بن اوس عن ابیہ روایت کیا ہے کہ میں ثقیف کی [۴] جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ مشہور وہ روایت ہے جو حفاظ نے مذکورہ طائفی سے عن عثمان (جو ابن عبداللہ بن اوس ہیں) عن عمرو بن اوس عن ابیہ روایت کی ہے۔ چنانچہ ولید کی روایت میں عن تبدیل ہو کر ابن بن گیا۔ درست سند یوں ہے: عن عثمان عن عمرو عن ابیہ۔ اور یہ حدیث اوس ہے اس میں ایک اور غلطی بھی واقع ہوئی ہے جسے میں نے عبداللہ بن اوس کے حالات میں بیان کیا ہے۔

۶۸۳۶ عمرو بن ابی جندب الوادعی

ابوعطیہ مشہور تابعی ہیں۔ حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ایک مرسل حدیث بیان کرنے کی وجہ سے عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ چنانچہ بطریق سفیان عن علی بن الاحمر عن ابی عطیہ الوادعی روایت کی ہے، فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ میں دیکھا کہ عورتیں ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: گناہ سے لدی ہوئی لوٹ جاؤ''۔ [۵]

میں کہتا ہوں: یہ حدیث بروایت آخر مشہور ہے۔

---

[۱] مسلم کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی ثوب واحد (۱۹۱۰) ابوداؤد (۶۲۸) الاوسط (۱۹۱۶) السنن الکبریٰ (۱۰۸/۲)

[۲] اسد الغابہ (۳۸۵۹) [۳] اسد الغابہ (۳۸۵۹) تجرید (۴۰۰/۱) [۴] مسند احمد (۹/۶) اسد الغابہ (۳۵۳/۳)

[۵] اسد الغابہ (۳۶۱/۳)

۶۸۳۷ (ز) عمرو بن الحارث ❶ بن المصطلق

یہ عمرو بن حارث بن ابی ضرار ہیں۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے "ابن المصطلق" میں ان کا ذکر کیا ہے، ابوموسیٰ نے ابن ابی ضرار کے حالات میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی ضرار صحیح ہے۔ مصطلق ان کے جد اعلیٰ ہیں، یہ ایک ہی شخصیت ہے اس لئے استدراک کا کیا مطلب؟!

۶۸۳۸ (ز) عمرو بن حرام انصاری

نسائی نے کتاب المناقب میں ان کے حالات لکھے ہیں، چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بعد اور حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے پہلے ان کا ذکر کرتے ہیں اور بطریق عمرو بن دینار عن جابر مرفوع روایت کرتے ہیں: "اے انصار کی جماعت اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین بدلہ عطا کرے خصوصاً عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کے گھرانے کو"۔ ❷

میں کہتا ہوں: آل عمرو سے مراد ان کا بیٹا عبداللہ جابر کا والد اور ان کا بیٹا جابر ان کی پھوپھیاں اور ان کی بہنیں مراد ہیں اور رہے عمرو بن حرام حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد تو انہوں نے دورِ اسلام نہیں پایا ہے۔ تو جب آپ نے سعد بن عبادہ کے ساتھ ان کا ذکر کیا تو یہ گمان ہو گیا، یہ سعد کی طرح صحابی ہیں حالانکہ ایسا نہیں۔ مناسب ہے کہ سعد کو آل پر عطف کرتے ہوئے مرفوع پڑھا جائے نہ کہ عمرو اور ان کے بیٹے کے نام پر عطف کر کے مجرور پڑھا جائے۔ واللہ اعلم

۶۸۳۹ (ز) عمرو بن حماس اللیثی

ابن مندہ نے بطریق الفریابی عن ابن ابی ذئب عن الحارث بن الحکم بحوالہ ان کے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورتوں کے لیے راستے کے درمیان ❸ میں کوئی حصہ نہیں"۔ ❹ ابونعیم لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں۔ درست ابوعمرو بن حماس ہے اور یہ تابعی ہیں۔

۶۸۴۰ عمرو بن خلاس الاوسی ❺

ابوموسیٰ نے بحوالہ جعفر ذکر کیا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ان سے ان کے والد کا نام غلط ہو گیا یہ تو جلاس ہے جس کی وضاحت ہم نے کر دی ہے۔

۶۸۴۱ عمرو بن رافع ❻

ابوموسیٰ نے سعید طالقانی کی پیروی میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ہلال بن ابی ہلال ان کا نام شامل کیا ہے (ابو ہلال کا نام عامر ہے) عن عمرو بن رافع روایت کی ہے کہ میں نے نحر ❼ کے دن ظہر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے دیکھا۔ درست سند

---

❶ اسد الغابہ (۳۸۹۲) تجرید (۴۰۴/۱) ❷ مختصر تاریخ دمشق (۳۹۲/۳)

❸ سراۃ الطریق: متنہ و وسطہ ❹ جامع المسانید والسنن (۵۶۷/۹) اسد الغابۃ (۳۶۶/۳)

❺ اسد الغابہ (۳۹۱۲) تجرید (۴۰۶/۱) ❻ اسد الغابہ (۳۹۱۴) استیعاب (۱۹۳۵) تجرید (۴۰۶/۱)

❼ جامع المسانید (۵۷۷/۹) اسد الغابہ (۳۷۰/۳)

عن رافع بن عمرو ہے۔ ہلال سے روایت کرنے والے علی بن مجاہد نے ان کا نام الٹ دیا ہے، مرہ کا قول ہے: عن هلال عن عمرو بن رافع عن ابيه جو غلط ہے۔ ہلال بن عامر سے آگے اختلاف ہے۔ بقول بعض: عن ہلال عن رافع بن عمرو۔ بقول بعض: عن هلال عن ابیہ۔ جس میں رافع کا ذکر ہے اور نہ عمرو کا۔ میں نے عامر بن عمرو المزنی کے حالات میں ان کے بارے میں وضاحت کر دی ہے یہی روایت وکیع اور مروان بن معاویہ وغیرہ نے عن ہلال عن رافع بن عمرو نقل کی ہے، جو محفوظ ہے۔

۶۸۴۲ عمرو بن زرارہ [1]

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے، یہ غلطی کچھ رہ جانے سے پیدا ہوئی۔ ابن قانع بطریق جعفر بن سلیمان عن خالد بن سلمہ عن سعید بن عمرو بن زرارہ عن ابیہ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا آپ نے یہ آیت ''بے شک مجرم لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور ان کی عقل ماری گئی ہے'' [2] تلاوت فرمائی، فرمایا: یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو آخری دور میں تقدیر کا انکار کریں گے۔ اس روایت کو ابن شاہین اور ابن مردویہ وغیرہ نے تفسیر میں بطریق جعفر بن سلیمان عن خالد عن سعيد بن عمرو بن جعدہ عن عمرو بن زرارہ عن ابیہ نقل کی ہے، دونوں نے ایک اور سند کے ذریعے عن خالد بن سلمہ اسی طرح نقل کیا ہے۔ ابن قانع سے عمرو سے عمرو تک کا نام چھوٹ گیا جس سے یہ نام ترکیب پایا کہ عمرو بن زرارہ صحابی ہیں، حالانکہ ایسا نہیں۔

۶۸۴۳ عمرو بن سالم [3]

بن حصیرہ بن سالم خزاعی ابن فتحون نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ طبری روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے دن خزاعہ کے علمبردار تھے۔

میں کہتا ہوں: استدراک کا کیا مطلب یہ تو عمرو بن سالم بن کلثوم خزاعی ہیں، جن کا ذکر ابو عمر [4] نے کیا ہے۔ ابن الاثیر [5] مرحوم لکھتے ہیں: ابو موسیٰ نے یہ عنوان ابن مندہ کی کتاب پر استدراک میں بحوالہ ابن شاہین ذکر کیا ہے جبکہ استدراک کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کا تو ذکر ہوا ہے۔ یعنی عمرو بن سالم بن کلثوم، لگتا ہے جب ان لوگوں نے ان کے دادا کے نام میں اختلاف دیکھا تو انہیں دو شخص سمجھ لیا۔ جو نسب ابن شاہین نے ذکر کیا ہے اسی پر ابن کلبی وغیرہ نے اعتماد کیا ہے۔

۶۸۴۴ عمرو بن سالم [6] (دوسرے)

ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور حوالہ سعید بن یعقوب کا دیا ہے کہ عمرو بن سالم سے مروی ہے، میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! انس بن زنیم نے آپ کی ہجو کی ہے..... (حدیث) [7]

میں کہتا ہوں: یہ وہی خزاعی ہیں ابن الاثیر پر تعجب ہوتا ہے وہ اس سے متنبہ کرنے سے کیسے لا پروا ہو گئے۔ حالانکہ ان کا زمانہ اُن کے دور کے قریب ہے؟

---

[1] اسد الغابہ (۳۹۲۰) تجرید (۴۰۶/۱) [2] سورة القمر (۴۷) [3] اسد الغابہ (۳۹۲۳) استیعاب (۱۹۳۸) تجرید (۴۰۷/۱)
[4] استیعاب (۲۵۹/۳) [5] اسد الغابہ (۳۷۳/۳) [6] اسد الغابہ (۳۹۲۵) تجرید (۴۰۷/۱) [7] اسد الغابہ (۳۷۳/۳)

۶۸۴۵ عمرو بن سراقہ [1]

ابوموسیٰ اس بات کو دلیل بنا کر انہیں اپنے استدراک میں ذکر کرتے ہیں کہ عمرو بن سراقہ عدوی قرشی مشہور ہیں۔ جبکہ ابن مندہ نے عمرو بن سراقہ انصاری کا ذکر کیا ہے، لہٰذا ان میں سے ایک کا استدراک میں ذکر کیا جا سکتا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ کا انہیں وہم کی وجہ سے انصاری کہنا اس بات کا مقتضی نہیں کہ یہ اور ہیں۔

۶۸۴۶ عمرو بن سراقہ [2] (دوسرے)

ابوموسیٰ نے بحوالہ جعفر ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وادی القری میں ان کے لیے جگہ تقسیم کی۔ جعفر انہیں عدوی کے علاوہ شخصیت قرار دیتے ہیں جو اُن کا وہم ہے حالانکہ یہ وہی ہیں۔

۶۸۴۷ عمرو بن سعد الخیر [3]

ابن الاثیر [4] مرحوم نے عمرو بن سعد کے سوانح میں بحوالہ ابوموسیٰ ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ابوموسیٰ کی عبادت سے انہیں وہم ہو گیا ہے، ان کے الفاظ ہیں۔ عمرو بن سعد، بقول بعض: یہ ابوسعد الخیر کا نام ہے لگتا ہے اس نسخے سے ''ھو اسم ابی'' کے الفاظ چھوٹ گئے ہیں۔ جس سے یہ وہم ہوا ہے۔ صاحب تجرید [5] بھی ان کے پیرو ہوئے اور درست سے آگاہ نہیں کیا۔

۶۸۴۸ عمرو بن سعید [6]

بن الازعر انصاری اوسی۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔ جو استدراک میں ان کا وہم ہے ان کے والد کا نام غلط لیا جبکہ وہ عمرو بن معبد ہیں۔

۶۸۴۹ عمرو بن سعید [7] بن العاص

بن امیہ بن عبد شمس اموی الاشدق سے شہرہ ہے۔ تابعی ہیں، ان کے والد صغار صحابہ میں سے ہیں۔ ان سے ایک مرسل روایت مروی ہے جو بطریق ان کے پوتے ایوب بن موسیٰ عن ابیہ عن جدہ منقول ہے، جسے ترمذی نے نقل کیا۔ ایوب کے قریب دادا یہی عمرو ہیں اور جد اعلیٰ سعید ہیں۔ صحیح قول کے مطابق ضمیر موسیٰ کی جانب ہے نہ کہ ایوب کی طرف اس لیے حدیث مسند سعید میں ہوگی۔ جبکہ اشدق نے اس دلیل کی بنا پر کہ ضمیر ایوب کی جانب ہے محمد بن طاہر کا اطراف میں ذکر کیا ہے۔ ابن عساکر اور مزی نے ان کی پیروی کی۔ حافظ ابن عساکر تاریخ دمشق میں ان کے سوانح میں لکھتے ہیں، بقول بعض: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ عبدالغنی اور مزی نے ان کی خوشہ چینی کی۔ یہ بات محال ہے جس کے باطل ہونے کا یقین کیا جا سکتا ہے۔ اس واسطے کہ ان کے والد سعید کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کی عمر آٹھ (۸) سال کے قریب بنتی ہے تو ۷۰ھ سے پہلے ان کے ہاں عمرو کی ولادت کیسے ہو سکتی ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۹۲۷) استیعاب (۱۹۳۹) تجرید (۴۰۷/۱) [2] تجرید (۴۰۷/۱)

[3] اسد الغابہ (۳۹۳۱) تجرید (۴۰۸/۱) [4] اسد الغابہ (۳۷۵/۳) [5] تجرید (۱۱۲)

[6] اسد الغابہ (۳۹۳۵) تجرید (۱۱۲) [7] اسد الغابہ (۳۹۳۶) استیعاب (۱۹۴۱) تجرید (۴۰۸/۱)

۶۸۵۰ عمرو بن سعید الثقفی [1]

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے والد کا نام غلط لکھ دیا ہے درست شُتَیم ہے، ابن عبدالبر نے بھی ان کے والد کا نام غلط لیا ہے وہ کہتے ہیں: عمرو بن شعبہ۔

۶۸۵۱ عمرو بن ابی سفیان الثقفی

ان کی حدیث روح بن عبادہ نے نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: آپ پیالے کی پھٹن (چھید) سے کوئی چیز پینے سے منع کرتے تھے۔ ابن مندہ نے اسے ہی نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں: میرے خیال میں پہلے یعنی عمرو بن سفیان ثقفی کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ان کی حدیث ہے جو ازار لٹکانے کے بارے میں ہے۔

میں کہتا ہوں: انہیں دو جگہ وہم ہوا ہے، ایک یہ کہ حدیث اسبال الازار کے یہ راوی ہیں۔ دوسرا یہ کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ان سے روایت کرنے والے قاسم ابوعبدالرحمٰن الشامی ہیں، انہیں عمرو بن ابی سفیان سے بالکل روایت حاصل نہیں۔ دوسری بات: اس سے صحابی کا نام رہ گیا ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تاریخ میں لکھتے ہیں: عبدالملک بن عبداللہ بن ابی سفیان اپنے چچا عمرو بن سفیان بن حارثہ ثقفی سے وہ اپنے والد کے چچا العلاء بن حارثہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابونعیم نے بطریق روح بن عبادہ یہ حدیث سنداً بیان کی ہے۔ اس میں یہ نہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا: اس میں ہے نبی ﷺ نے منع کیا ہے۔ پھر مرسلاً [2] اس کا ذکر کیا ہے۔ عمرو بن ابی سفیان بن حارثہ ثقفی مشہور تابعی ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ، ابوہریرہ اور ابن عمر وغیرہ حضرات سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بھتیجا عبدالملک، زہری اور ابن ابی حسین وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ شیخین، ابوداؤد اور نسائی نے ان کی حدیث نقل کی ہے بعض طُرُق میں ہے، ان کا نام عمر ہے۔

۶۸۵۲ عمرو بن ابی سلامہ الاسلمی [3]

ابوحدرد کے والد۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ مستغفری ان کا ذکر کیا ہے اور مستغفری اس حدیث کی بنا پر ان کا ذکر کرتے ہیں جس کی سند میں محمد بن اسحاق سے آگے اختلاف ہے جو بروایت قعقاع بن عبداللہ بن ابی حدرد عن ابیہ مروی ہے جس میں عامر بن الاضبط کا واقعہ ہے، چنانچہ بطریق حماد بن سلمہ عن محمد بن اسحاق عن یزید بن عبداللّٰہ بن قسیط عن ابی حدرد الاسلمی عن ابیہ [4] کہ نبی ﷺ نے انہیں، ابوقتادہ اور محلم بن جثامہ کو ایک سریے میں روانہ کیا پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس سیاق میں اسی کی ہے جس سے وہم پیدا ہوا کیونکہ یہ روایت تمام راویوں کے ہاں عن ابن اسحاق [5] عن یزید عن القعقاع بن عبداللّٰہ بن ابی حدرد عن ابیہ ہے۔ بعض نے قعقاع کا نام مبہم رکھا ہے وہ عن ابی القعقاع کہتے ہیں۔ اور کسی نے کہا: عن ابی القعقاع۔ لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حدیث مسند عبداللہ بن ابی حدرد سے ہے اس میں ابی حدرد کی روایت نہیں چہ جائیکہ اپنے والد سے۔ ابوحدرد کے نام میں اختلاف ہے جس کی طرف میں نے سلامہ کے حالات میں اشارہ کیا ہے اور ان کے والد کے نام میں بھی اختلاف ہے جس کا ذکر

---

[1] تجرید (۴۰۸/۱) [2] التاریخ الکبیر (۳۱۰/۳) [3] اسد الغابہ (۳۹۴۴) تجرید (۴۰۹/۱)
[4] الکنی والاسماء (۱۵۵/۱) [5] السیرۃ النبویۃ (۲۰۷/۴)

ان شاء اللہ تعالیٰ میں کنیتوں میں ابوحدرد کے حالات میں کروں گا۔

۶۸۵۳ (ز) عمرو بن سلمه الضمری

الدار قطنی کی ''العلل'' میں بطریق حیوہ بن شریح عن ابی الھادی عن محمد بن ابراہیم عن عیسیٰ بن طلحہ اسی طرح لکھا ہے درست عمیر بن سلمہ۔ اسی طرح دراوردی وغیرہ نے ابن الہادی سے نقل کیا ہے۔

۶۸۵۴ (ز) عمرو بن سلیم الزرقی [1]

ابوموسیٰ نے بحوالہ سعید بن یعقوب ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی نہیں۔ اور کسی طریق سے عن عامر بن عبداللہ بن الزبید بحوالہ ان کے یہ حدیث نقل کی ہے۔ جب تم میں سے کوئی مسجد جائے تو دوگانہ (تحیۃ المسجد) پڑھ لیا کرے۔ [2] یہ حدیث صحیحین میں بروایت مالک عن عامر عن عمرو بن سلیم عن ابی قتادہ مروی ہے جو درست ہے۔

۶۸۵۵ عمرو بن سلیمان المزنی [3]

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اسماعیل بن ابی ایاس روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے عمرو بن سلیمان المزنی کو فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''عجوہ جنتی کھجور ہے''۔ [4] ابن قانع کو اس میں دو طرح سے وہم ہوا ہے۔ ایک تو ان کا نام غلط لیا ہے اور ان کے شیخ کا نام حذف کر دیا ہے۔ درست روایت وہ ہے جو ابن ماجہ وغیرہ نے اسی سند کے ذریعہ عن عمرو بن سلیم المزنی عن رافع بن عمر المزنی نقل کی ہے، یہی درست ہے۔

۶۸۵۶ عمرو بن سهل [5]

بن حارث اوسی ظفری۔ ابولبید، یحییٰ بن عبدالوہاب بن مندہ نے اپنے دادا کی کتاب کے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور حدیث قتادہ بن نعمان سے ان کی روایت کی ہے کہ کسی منافق نے ان پر زرہ کی تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بری قرار دے دیا۔ ابن الاثیر [6] فرماتے ہیں: اس میں یحییٰ کو وہم ہوا ہے۔ اس واسطے کہ صحابہ اور نسب کے تمام مصنفین نے یہ واقعہ لبید بن سلیم کا ذکر کیا ہے۔ اور رفاعہ بن زید کے حالات میں درست بیان ہو چکا ہے۔

میں کہتا ہوں: شاید ان کی کنیت ابوعمرو ہو، اور الٹ گئی ہو۔

۶۸۵۷ (ز) عمرو بن سواد

ہمارے شیخ ابن الملقن کی شرح بخاری میں باب غسل الخلوق میں لکھا ہے: یہ وہی صاحب ہیں جن پر خوشبو لگی تھی۔ ممکن ہے

---

[1] اسد الغابہ (۳۹۴۷) تجرید (۴۰۹/۱)

[2] ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ (۱۰۱۳) جامع المسانید (۵۹۰/۹) اسد الغابہ (۳۷۹/۳)

[3] اسد الغابہ (۳۹۴۸) تجرید (۴۰۹/۱) [4] جامع المسانید (۵۹۲/۹) اسد الغابہ (۳۷۹/۳)

[5] تجرید (۴۱۰/۱) [6] اسد الغابہ (۳۸۱/۳)

عمرو بن سواد ہوں۔ کیونکہ قاضی عیاض کی ''الشفاء'' میں ہے: میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو میرے اوپر خوشبو لگی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: خوشبو، خوشبو! اسے دور کرو! اور اپنے ہاتھ میں لی چھڑی میرے پیٹ میں چبھوئی..... (حدیث) [1] لیکن یہ عمرو وہ زمانہ نہیں پا سکتے کیونکہ یہ ابن وہب کے شاگرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو یہ اور ہیں ان کا اور ان کے والد کا نام ایک جیسا ہے البتہ واقعہ سواد بن عمرو کا مشہور ہے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا، بظاہر لگتا ہے نام الٹ گیا۔

۶۸۵۸ (ز) عمرو بن الشريد الثقفي

مشہور و معروف تابعی ہیں۔ ان کے بارے زیادہ وضاحت محمد بن الشرید کے حالات میں ہوگی۔

۶۸۵۹ عمرو بن عبدالله العدوي

ابن فتحون نے بحوالہ الاموی اپنے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ہی حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کا سر مونڈا تھا۔

میں کہتا ہوں: یہ غلطی لفظی ہیر پھیر کا نتیجہ ہے، وہ تو معمر ہیں جیسا کہ درست نام بیان ہوگا۔

۶۸۶۰ عمرو بن عبدالله الانصاري [2]

قسم اوّل میں ان کے بارے میں تنبیہ ہو چکی ہے کہ وہ عمرو بن عبید اللہ الحضرمی ہیں۔

۶۸۶۱ (ز) عمرو بن عبدالحارث البجلي

ابو حازم، قیس کے والد، جعفر المستغفری نے اور ان کی پیروی میں ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: مشہور یہ ہے کہ ان کا نام عبد عوف ہے۔

میں کہتا ہوں: یہی درست ہے۔

۶۸۶۲ عمرو بن عقبه [3]

سعید بن یعقوب نے ان کا ذکر کیا ہے جو غلط ہے اور لفظی غلطی اس کی بنیاد ہے چنانچہ بطریق علی بن خالد عن مکحول مروی ہے کہ عمرو بن عقبہ نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا وہ ایک سال کی مسافت سے جہنم سے دور ہو جائے گا''۔ [4] سعید کہتے ہیں: میرے خیال میں یہ عمرو بن عبسہ ہیں۔

[1] ابن ابی شیبہ کتاب النکاح باب ما قالوا فی الخلوق للرجال (۴۶۳/۳)

[2] استیعاب (۱۹۵۴) تجرید (۴۱۲/۱) [3] اسد الغابہ (۳۹۸۵) تجرید (۴۱۳/۱)

[4] نسائی کتاب الصیام باب ذکر الاختلاف علی سفیان ثوری (۲۲۵۳) السنن الکبری (۲۹۶/۴)
کنز العمال (۱۰۸۰۰) التاریخ الکبیر (۲۳۴/۲)

میں کہتا ہوں: یہ وہی ہیں اور حدیث بھی انہی کی ہے۔

۶۸۶۳ عمرو بن عقبہ ✿ بن نیار

مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے، جو وہم ہے درست عُمیر ہے۔

۶۸۶۴ عمرو بن ابی عقرب

بڑے مخضرمی تابعی ہیں۔ سعید بن یعقوب نے ایک وہمی روایت کی وجہ سے ان کا ذکر کیا ہے جس کی وضاحت ہم نے اس سے پہلے والی قسم میں کردی ہے۔

۶۸۶۵ (ز) عمرو بن عبیس

سعید بن یعقوب نے ان کا ذکر کیا ہے کہ جاہلیت میں سردار تھے..... (حدیث) ان کے والد کا نام غلط لیا ہے جبکہ وہ ابیش ہے۔

۶۸۶۶ عمرو بن غنم ✿

بن مازن بن قیس بن ابی صعصعہ الخزرجی۔ جعفر المستغفری نے انصار میں سے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ''اور جب وہ واپس ہوئے تو ان کی آنکھیں غم سے اشکبار تھیں''۔ ✿ ابوموسیٰ نے ذیل میں اسی طرح لکھا ہے یہ وہم ہے جس کی ابتداء جعفر سے ہوئی اور ابوموسیٰ نے ان کی خوشہ چینی کی اور ابن الاثیر ✿ سے اسے رواج ملا باوجودیکہ وہ نسب کی چھان پھٹک کرتے ہیں اور ذہبی نے ان کی تقلید کرلی۔ وہم کی وضاحت اس روایت سے ظاہر ہوتی ہے جو ابن اسحاق وغیرہ اہل مغازی نے نقل کی ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ بنی عمرو بن غنم بن مازن سے قیس بن ابی صعصعہ بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم شریک ہوئے۔ جو جعفر سے الٹ گیا جس کی بنا پر اتنا کھلا وہم پیدا ہوگیا کیونکہ وہ عمرو بن غنم بن مازن، خزرج میں سے پھر بنی نجار میں سے ایک بڑے قبیلہ کے جد ہیں۔

۶۸۶۷ (ز) عمرو بن کعب

بن عمرو الغفاری۔ قسم اوّل میں اس سے آگاہ کرچکا ہوں۔

۶۸۶۸ عمرو بن مالك

ملاعب الاسنہ۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے جبکہ درست یہ ہے کہ ان کا نام عامر ہے جیسا کہ پہلے صحیح نام بیان ہوچکا ہے۔

۶۸۶۹ عمرو بن مسلم

یزید بن عمرو کے والد۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق یزید بن عمرو بن مسلم عن ابیہ عن جدہ ایک حدیث نقل کی

✿ اسد الغابہ (۳۹۸۶) ✿ اسد الغابہ (۳۹۹۷) تجرید (۴۱۵/۱) ✿ سورۃ التوبۃ (۹۲) ✿ اسد الغابہ (۷۵۶/۳)

ہے جبکہ صحابیت اور حدیث یزید کے لیے ثابت ہے درست اپنے مقام پر تذکرہ ہوگا۔ ابوموسیٰ لکھتے ہیں: حدیث مسلم کی ہے نہ کہ عمرو کی۔ ان کے بارے میں وہم کا سبب یہ بنا کہ ان سے عن ابیہ کے لفظ رہ گئے۔ ان کی کتاب میں تو عن یزید بن عمرو لکھا ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک تھا۔ لوگوں نے آپ علیہ السلام کو سوید بن عامر کے اشعار سنائے، جس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر یہ شخص اسلام کا دور پاتا تو مسلمان ہو جاتا''۔ انہوں نے مختصر نقل کی ہے۔

ابن مندہ نے یہ روایت مسلم بن حارث کے حالات میں طویل نقل کی ہے اور اس سند سے بیان ہوگی کہ ''حدثنی ابی عن ابیه قال شهدت'' مجھے ابن شاہین کی کتاب کے حاشیے میں اس کا ذکر مل گیا شاید کسی اور نے درست کر دیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے تو حرف میم میں مسلم کے حالات میں اس کا ذکر نہیں کیا اگر ان کی کتاب میں یہ روایت عن ابیہ کی سند سے ہے تو انہوں نے حرف میم میں مسلم کے حالات میں اس کا ذکر کیا ہے جیسا کہ ابن مندہ کا طرز ہے۔

۶۸۷۰ عمرو بن مطعم [1]

ابن ابی علی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن ابی عاصم کا حوالہ دیا ہے جو یہ روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ حنین سے واپسی پر نبی ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے تو دیہاتی آپ سے سوال کرنے لگے۔ [2] اسی طرح معمر نے نقل کیا ہے۔ مسلم نے اپنی کتاب الیمین کے آغاز میں معمر کے وہم سے آگاہ کیا ہے، لکھتے ہیں: یہ عمر بن محمد بن جبیر بن مطعم ہیں جس میں کوئی شک نہیں۔ جبیر کا عمرو نامی کوئی بھائی نہیں۔ اس بارے میں اہل نسب کا اختلاف بھی نہیں۔

میں کہتا ہوں: مذکورہ حدیث جبیر بن مطعم کے حوالے سے مشہور ہے۔ اسی طرح زہری کے شاگردوں نے ان سے نقل کیا ہے۔ اسحاق الدبری کے ہاں عن عبدالرزاق ان کی اسناد میں لکھا ہے کہ ان کے والد جبیر نے انہیں بتایا پھر وہ حدیث ذکر کی، اس بارے میں یہ واضح دلیل ہے۔

۶۸۷۱ عمرو بن نضله [3]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، درست طلحہ بن نصلہ ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

۶۸۷۲ عمرو بن وابصه بن معبد

مشہور تابعی ہیں۔ باوردی نے صحابہ میں ان کا شمار کیا ہے اور بطریق معمر عن منصور عن ہلال بن یساف عن زیاد بن ابی الجعد بحوالہ عمرو بن وابصہ روایت کی ہے کہ ''نبی ﷺ نے ایک شخص کو صف سے (الگ) پیچھے نماز پڑھتے دیکھا تو اسے نماز دہرانے کا حکم دیا''۔ [4] یہ لفظی غلطی کا نتیجہ ہے یہ تو عن عمرو عن وابصہ ہے لفظ عن ابن سے بدل گیا، عمرو تو ابن راشد ہیں اور وابصہ صحابی ہیں۔

---

[1] اسد الغابه (٤٠٢٣) تجريد (٤١٨/١)

[2] بخاری كتاب فرض الخمس باب ما كان يعطى المؤلفة قلوبهم (٣١٤٨)
كتاب الجهاد باب الشجاعة فى الحرب والجبن (٢٨٢١) مسند احمد (٨٢/٤) المصنف لعبدالرزاق (٩٤٩٧)

[3] اسد الغابه (٤٠٢٨) تجريد (٤١٩/١)

[4] ابوداؤد كتاب الصلاة باب الرجل يركع دون الصف (٦٨٣) ترمذى (٢٣١) مسند احمد (٢٢٧/٤)

یہی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے بطریق شعبہ عن عمرو بن مرہ عن ہلال درست سند سے نقل کی ہے۔

۶۸۶۳ (ز) عمرو السعدی

بغوی، باوردی، ابن قانع، ابن مندہ اور ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ غلطی رہ جانے یا تبدیلی سے پیدا ہوئی۔ چنانچہ سب بطریق اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر عن عطیہ بن عمرو السعدی عن ابیہ کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں سے کچھ نہ مانگنا، اللہ کے مال کا سوال کیا جاتا ہے اور وہ دیا جاتا ہے''۔ ✿ یہ وہی عطیہ بن عمرو السعدی ہیں اور یہ حدیث اسماعیل کی عن ابن عطیة السعدی عن ابیہ کی سند سے مشہور ہے۔

۶۸۶۴ عمرو ✿ ابوشریح الخزاعی

یحییٰ بن یونس شیرازی نے ان کا یہی نام بتایا ہے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جس میں انہیں وہم ہوا جبکہ یہ خُویلد بن عمرو ہیں۔ تو عمرو ان کے والد کا نام ہے، پہلے درست نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۸۶۵ عمرو

عطیہ کے والد۔ وہی عمرو سعدی جن کا ابھی ذکر ہوا۔

۶۸۶۶ عمران بن حطّان

بن ظبیان بن لوذان بن حارث بن سدوس السدوسی۔ بقول بعض: ذہلی۔ ابوشہاب کنیت تھی۔ بقول مبرّد: مشہور تابعی جو قَعَد یہ خوارج کے سردار تھے، یہ لوگ دوسروں کو مسلمانوں کے خلاف خروج کرنے کو اچھا بتاتے اور خود جنگ میں شریک نہ ہوتے۔ صفریہ سے تعلق تھا۔ بقول بعض: قعدیہ فرقہ اگرچہ جنگ کرنے کو اچھا بتاتا لیکن جنگ کرنا بہتر نہ سمجھتا تھا۔ ابوالفرج اصبہانی کا قول ہے: عمران عمر رسیدہ ہونے اور جنگ سے عاجز آنے کے بعد قَعَدیہ فرقے میں شامل ہوئے۔ ابن البرقی کا قول ہے: حروری تھے۔ ابن حبان ✿ ''الثقات'' میں لکھتے ہیں: خوارج کے مذہب کی طرف میلان رکھتے تھے۔

میں کہتا ہوں: مرزبانی لکھتے ہیں: عجیب، بکثرت شعر کہنے والے شاعر تھے ان کا مشہور شعر یہ ہے: ع

ایها المادح العباد لیعطی ان لله ما بایدی العباد

''عطیے کی غرض سے لوگوں کی مدح کرنے والے! جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اللہ تعالیٰ کا ہے''۔

فاسأل الله ما طلبت الیهم وارج فضل المهیمن العوّاد

''جس چیز کا تو ان سے طلبگار ہے اللہ سے مانگ اور بار بار کرم والی ذات کے فضل کی اُمید رکھ''۔

✿ ابن ماجه كتاب الزكاة باب كراهية المسألة (۱۸۳۷) مسند احمد (۱۷۲/۵) (۲۷۵/۵) السنن الكبرىٰ (۱۹۷/٤) اسد الغابه (۳۹۱/۳)

✿ اسد الغابه (۳۹۵۷) تجريد (٤١٠/١) ✿ الثقات (۲۲۲/۵)

کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا، صرف وہ روایت جو مراوزہ کے شیخ قاضی حسین بن محمد شافعی کے حاشیے میں ہے انہوں نے ابن عمران کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں عبدالرحمن بن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاتل کا مرثیہ کہا ہے: ؏

''اس پرہیزگار کا کیا وار تھا جس سے وہ عرش والے کی طرف سے رضا مندی حاصل کرنا چاہتا تھا، اب میں اسے یاد کر کے سمجھتا ہوں اس نے اللہ کے ہاں پوری مخلوق سے زیادہ اپنا اعمالنامہ وزنی کر لیا ہے''۔

لکھتے ہیں: ابوالطیب الطبری نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا: ؏

''جس کا تو ذکر کر رہا ہے میں اس (بدبخت) سے بری ہوں یعنی ابن ملجم ملعون کے بہتان سے۔ اب میں کسی دن اسے یاد کر کے اس پہ لعنت کرتا ہوں جو میرے نزدیک دینداری ہے اور عمران بن حطان پر بھی لعنت کرتا ہوں''۔

جس پر قاضی حسین نے کہا: جو بات قاضی ابوالطیب کی ہے وہ غلط ہے کیونکہ عمران صحابی ہے اس پر لعنت کرنا جائز نہیں۔ میں نے قاضی تاج الدین سبکی کے قلم سے ایسا ہی لکھا ہوا پڑھا ہے اور وہ لکھتے ہیں: انہوں نے اس تعلیق پر ایک حاشیہ لکھا دیکھا ہے جس کے الفاظ ہیں: یہ قاضی حسین کا غلو ہے۔ عمران پر کیسے لعنت نہ کی جائے جبکہ اس نے یہ کچھ کیا پھر اس کا طویل بیان کیا۔

قاضی تاج الدین لکھتے ہیں: دو باتوں کی وجہ سے تعجب ہے۔ عمران صحابی نہیں، بلکہ خوارج میں سے ہیں۔ اس کے مذکورہ اشعار کا جواب قدماء میں سے بکر بن حماد تاہرتی نے دیا ہے جن کا تعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں اہل قیروان سے تھا۔ پھر اس کا جواب سید حمیری مشہور شیعی شاعر نے دیا جو ان کے دیوان میں موجود ہے اور ابوالمظفر شہرستانی نے اپنی کتاب التبصیر میں ان کا جواب دیا۔

امام بخاری [1] اور ابوداؤد نے عمران بن حطان کی حدیث بروایت یحییٰ بن ابی کثیر بواسطہ ان کے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کی ہے اور اس کی طرف سے یہ معذرت کی ہے کہ ان کی حدیث اس لیے نقل کی ہے کہ وہ تائب ہو گئے تھے۔ چنانچہ المعافی ''تاریخ الموصل'' میں بحوالہ محمد بن بشر العبدی روایت کرتے ہیں کہ عمران بن حطان نے مرنے سے پہلے خوارج کے نظریات سے رجوع کر لیا تھا۔ بقول بعض: کہ انہوں نے جو حدیث بیان کی وہ خوارج کی بدعت سے پہلے کی تھی۔ چنانچہ یعقوب بن شیبہ کا قول ہے: انہوں نے صحابہ کی ایک جماعت کا زمانہ پایا ہے۔ آخر میں خوارج کے نظریات اپنا لیے، جس کی وجہ یہ بنی کہ انہوں نے اپنی چچا زاد سے شادی کی تھی جس کے بارے میں انہیں اطلاع ملی کہ وہ خارجی ہو گئی ہے۔ انہوں نے اسے ان نظریات سے ہٹانا چاہا لیکن وہ انہی کو بہا لے گئی: ؏

ہم تو ڈوبے ہیں صنم، تم کو بھی لے ڈوبیں گے

یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں ان کی حدیث عن الاصمعی عن معتمر بن سلیمان عن عثمان البتی کی سند سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: عمران اہل السنۃ سے تعلق رکھتے تھے۔ پھر عمان سے ایک لڑکا آیا لگتا تھا وہ اپنا دل مجلس میں ملا رہا ہے۔ اس عذر میں تامل ہے اس واسطے کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے ان سے اس وقت سماع کیا تھا جب یہ حجاج کے خوف سے بھاگ نکلے تھے اور حجاج ان کی تلاش میں تھا تاکہ خوارج کے نظریات رکھنے کی بنا پر انہیں قتل کرے۔ اس بارے میں ان کا واقعہ روح بن زنباع اور عبدالملک بن مروان کے ساتھ

---

[1] التاریخ الکبیر (۴۱۳/۳)

مشہور ہے، جس کا مبرد وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ ابوداؤد نے ان کی حدیث نقل کرنے کا یہ عذر پیش کیا ہے کہ خوارج کی احادیث تمام بدعتی فرقوں سے زیادہ صحیح ہوتی ہیں۔ پھر عمران اور ان جیسے لوگوں کا ذکر کیا۔ التبوذکی عن ابان العطار روایت کی ہے کہ میں نے قتادہ کو فرماتے سنا: عمران پر حدیث کی وجہ سے تہمت نہیں دھری جاسکتی۔

عجلی لکھتے ہیں: بصرہ کے ثقہ تابعی ہیں۔ عقیلی نے ان کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت پر طعن کیا ہے، لکھتے ہیں: عمران کی اس حدیث میں متابعت نہیں کی جاتی۔ وہ خوارج کے نظریات رکھتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کا سماع واضح نہیں۔ اسی طرح ابن عبدالبر نے جزم سے لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں کیا۔ اس میں تامّل ہے کیونکہ جو حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے اس میں ان کے سماع کی صراحت موجود ہے اسی طرح طبرانی کی المعجم الصغیر میں ان تک کی صحیح سند سے ثابت ہے، عباس بن الفرج الریاشی کا قول ہے ابوالولید طیالسی، عن ابی عمرو ابن العلاء عن صالح بن شرح الاسدی عن عمران بن حطان روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا..... پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر ان کی حدیث نقل کرنے کی وجہ سے حرف گیروں میں الدارقطنی بھی ہیں، وہ کہتے ہیں: عمران اپنی بداعتقادی اور غلط نظریے کی وجہ سے قابل ترک ہیں۔ ابن قانع لکھتے ہیں: ۸۴ھ میں فوت ہوئے۔

۶۸۷۷ (ز) عمران بن عمّار

تابعی ہیں، کوئی حدیث مرسل روایت کی ہے جس کی وجہ سے اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں ان کا ذکر کردیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [1] فرماتے ہیں: اسحاق، ابوہشام، سعید بن زید، محمد بن جحادہ ان کی سند سے مروی ہے کہ میں نے عمران بن عمار کو بحوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے سنا..... پھر ایک حدیث ذکر کی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ مرسل ہے، صحیح نہیں۔

۶۸۷۸ عمیر بن الاسود العنسی [2]

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا اور بطریق شرح **عن عبید عن جبیر بن نفیر و عمیر بن الاسود والمقدام بن معدیکرب و ابی امامۃ** قدماء کی ایک جماعت میں روایت کی ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول! یہ دین صرف آپ کی قوم میں ہے ہمیں بھی حکم دیجئے..... (حدیث) اس میں عمیر ہی لکھا ہے۔ یہی روایت طبرانی نے اسی سند سے نقل کی تو کہا: عمرو بن الاسود جو درست ہے۔ یہ صحابی نہیں۔ البتہ انہوں نے مرسل حدیث بیان کی ہے۔ قسم ثالث میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۸۷۹ عمیر

ابوبکر کے والد ان سے ان کا بیٹا روایت کرتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری اُمت کے تین لاکھ افراد جنت میں داخل فرمائے گا.....''۔ (حدیث) [3] اسے ابوموسیٰ نے اور ابن الاثیر [4] نے ان کی پیروی میں نقل کیا ہے اور ابن الاثیر نے اس سے متنبہ نہیں کیا کہ عمیر بن عمرو انصاری کے حالات میں بحوالہ ابن عبدالبر ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ شاید انہوں نے

---

[1] التاریخ الکبیر (۴۱۳/۳) [2] تجرید (۴۲۱/۱) [3] اسد الغابہ (۴۱۱/۳) [4] ایضًا

انہیں دوسرا شخص سمجھ لیا ہے، حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ حدیث ایک ہے اور اسے صحابی سے روایت کرنے والا شخص بھی ایک ہے جوان کا بیٹا ابوبکر ہے۔

۶۸۸۰ عمیر بن جُدعان[1]

مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے جو لفظی غلطی کا نتیجہ ہے، چنانچہ بطریق حصین بن المنذر عن المهاجر بن قنفذ عن عمیر بن جدعان روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو سلام کیا اور آپ ﷺ اس وقت وضو کر رہے تھے..... (حدیث)[2] یہ تو مہاجر کی روایت سے ہے غلطی عن عمیر کہنے سے ہوئی جبکہ درست ابن عمیر ہے اس میں جعفر کے وہم سے ابوموسیٰ نے خبردار کیا ہے۔

ابن الاثیر[3] لکھتے ہیں: میں نہیں سمجھتا کہ عمیر نے زمانہ بعثت پایا ہو۔ یہ قریش کے مشہور سخی عبداللہ بن جدعان کے بھائی ہیں۔

۶۸۸۱ (ز) عمیر بن حارث[4] بن حرام

مستغفری نے بحوالہ ابن اسحاق[5] شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں رؤیت حاصل ہے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن عمیر بن حارث الجشمی از بنی سلمہ، بدر میں شریک ہوئے، "ان کی کوئی روایت مشہور نہیں" کہنے پر اکتفا کیا ہے۔ یوں ان کا نسب کم کر دیا جبکہ یہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور مستغفری نے بھی ان کا نسب گھٹا دیا۔ جبکہ حرام تو ان کے والد کے دادا کے دادا ہیں۔ جس کی وضاحت میں نے قسم اوّل میں کر دی ہے۔ یہ عمیر بن حارث بن ثعلبہ بن حارث بن حرام ہیں۔ اسی طرح ابن اسحاق کی کتاب میں ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے حارث اور ثعلبہ کے درمیان لبدہ کا اضافہ نقل کیا ہے۔

۶۸۸۲ (ز) عمیر بن حبیب[1]

عبید کے والد۔ ان کے والد کے نام میں وہم کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ درست قتادہ ہے نہ کہ حبیب۔

ابن ماجہ نے عن هشام عن عمار عن رفده بن قضاعه عن الاوزاعی عن عبدالله بن عبید بن عمیر بن حبیب عن ابیه عن جدّه روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر تکبیر کے وقت ہاتھ بلند کرتے تھے۔[2] اور ابن السکن، عقیلی، ابن شاہین، طبرانی اور ابونعیم نے بطریق عن ہشام اسی سند سے نقل کیا ہے۔ سب نے کہا: عبداللہ بن عبید بن عمیر اللیثی۔ ان میں سے سوائے ابن ماجہ کسی نے ابن حبیب نہیں کہا۔ المزی لکھتے ہیں: عمیر بن حبیب ابوجعفر الخطمی کے دادا ہیں نہ کہ عبداللہ بن حبیب بن عبد بن عمیر اللیثی کے دادا۔

---

[1] اسد الغابه (٤٠٥٨) تجريد (٤٢٢/١)

[2] ابوداؤد كتاب الطهارة باب التيمم فى الحضر (٣٣٠) السنن الكبرىٰ (٩٠/١) كنز العمال (٢٥٣١٧) اسد الغابه (٤١٢/٣)

[3] اسد الغابه (٤١٢/٣) [4] اسد الغابه (٤٠٦١) استيعاب (٢٠٠١) [5] السيرة النبوية (٨٠/٢)

[1] اسد الغابه (٤٠٦٣) استيعاب (٢٠٠٢) [2] ابوداؤد كتاب الصلاة باب رفع اليدين فى الصلاة (٧٢٦) نسائى (٨٨) ابن ماجه (٨٦٧) المعجم الكبير (٢٤/١١)

۶۸۸۳ عمیر بن سعد [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنر حمص یحییٰ بن عبدالوہاب بن مندہ نے اپنے دادا کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جس میں انہیں وہم ہوا جبکہ ان کے دادا نے ان کا ذکر کیا ہے، وہ لکھتے ہیں: ''عمیر بن سعد'' اور یہی صحیح ہے، انہوں نے اپنے مقام پر ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۸۸۴ (ز) عمیر بن سلامہ

یا ابن ابی سلامہ ابوحدرد کے والد، ابن فتحون نے ''ذیل الاستیعاب'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔۔۔ کہ ابن السکن نے بلا نام ان کا ذکر کیا ہے بلکہ ''والد ابی حدرد'' کا عنوان قائم کیا ہے۔ پھر بطریق ابن اسحاق **عن ابن قسیط عن ابی حدرد الاسلمی عن ابیه** کی سند سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک سریے میں روانہ کیا.... پھر محلّم بن جثامہ کا واقعہ ذکر کیا۔ ابن فتحون لکھتے ہیں: ابواحمد الحاکم وغیرہ نے ابوحدرد کے والد کا نام عمیر بتایا ہے۔

میں کہتا ہوں: ایسا ہی ہے لیکن حدیث تو خود ابوحادرد کی ہے۔ ان کا نام عبداللہ بن عمیر ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں اسے احسن انداز سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: یعقوب بن ابراہیم بن سعد فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے عن محمد بن اسحاق، یزید بن عبداللہ بن قسیط عن ابی حدرد عن ابیہ کی سند سے بیان کیا پھر وہ حدیث ذکر کی جو میں عامر بن الاضبط کے حالات میں بیان کر چکا ہوں جس سے معلوم ہوا کہ صحابیت اور رؤیت ابی حدرد کے لیے ہے نہ کہ ان کے بیٹے کے لیے۔

۶۸۸۵ عمیر بن فروہ [2]

عدی بن عدی کے دادا مستغفری نے ان کا ذکر کیا اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں وہم سے ان کا ذکر کیا ہے، جبکہ وہ عمیرہ ہیں پہلے درست نام بیان ہو چکا ہے۔

۶۸۸۶ عمیر بن مالک [3]

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کی ایک حدیث بیان کی ہے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو ان کا وہم ہے، کیونکہ ابن مندہ نے ان کی حدیث نقل کی ہے اور حرف میم میں ان کا درست تذکرہ کیا ہے۔ یہ مالک بن عمیر ہیں کسی راوی سے ان کا نام الٹ گیا اور ان کی حدیث مرسل ہے جیسا کہ قسم ثالث میں بیان ہوا ہے، دور نبوی نصیب ہوا ہے۔

۶۸۸۷ عمیر بن نویم [4]

ابن عبدالبر [5] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں پھر بطریق عبداللہ بن سلمہ الافطس بحوالہ عمیر بن نویم

---

[1] اسد الغابه (٤٠٧٢) استیعاب (٢٠٠٧) تجرید (١/٤٢٣) [2] تجرید (١/٤٢٤)

[3] اسد الغابه (٤٠٨٠) تجرید (١/٤٢٥) [4] اسد الغابه (٤٠٨٦) استیعاب (٢٠١٧) تجرید (١/٤٢٥)

[5] استیعاب (٣/٢٩٣)

روایت کی ہے کہ غالب بن ابجر اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پالتو گدھوں کے گوشت کے بارے میں پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے گھر والوں کو اپنا قیمتی مال کھلایا کرو''۔ ❶ اس میں افطس سے خبط ہوا جو متروک راوی ہے، قطان کا قول ہے: یہ ثقہ نہیں اور اس میں نقص و تحریف واقع ہوئی ہے۔ یہ نام تو عبداللہ بن عمرو بن نویم ہے جیسا کہ میں نے قسم اوّل میں عبادلہ کے ذیل میں درست تذکرہ کیا ہے۔ ثقات نے یہ حدیث عن ابی نعیم الفضل بن دکین عن معمر بن عبید عن ابی الحسن عن عبدالرحمٰن بن معقل عن رجلین من مزینه جن میں سے ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے عبداللہ بن عمرو بن لویم پہلا اور غالب بن ابجر دوسرا ہے۔ مسعر فرماتے ہیں: میرے خیال میں غالب پوچھنے والے تھے۔ اسے ابوداؤد نے نقل کیا ہے اور اس کا کوئی طریق روایت کیا ہے کسی میں عمیر بن نویم نہیں۔

۶۸۸۸ عمیر السدوسی ❷

ابن قانع نے ان کے حالات لکھے ہیں، جبکہ درست عبداللہ بن عمیر ہے جیسا کہ میں نے قسم اوّل میں بیان کیا ہے۔

۶۸۸۹ عمیر ❸

معروف بن واصل کے دادا۔ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اسباط بن محمد بحوالہ عمیر معروف کے دادا روایت کی ہے، فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اتنے میں کھجوروں کا ایک طبق لایا گیا.....(حدیث) ❹ یہ غلطی تبدیلی اور کمی سے پیدا ہوئی۔ درست عن ابی عمیرہ ہے جیسا کہ حرف راء میں رشد بن مالک کے حالات میں بیان ہوا ہے۔

۶۸۹۰ (ز) عمیر مولی ام الفضل

مشہور تابعی ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا نام شامل کیا ہے کہ ابن ابی داؤد نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو ثابت نہیں۔ پھر یہ روایت نقل کی ہے: ''متعدی بیماری، فال اور کھوپڑی کے الو کی کوئی حقیقت نہیں''۔ ❺ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: عمیر تو کسی صحابی سے اور کسی تابعی سے اور ان سے روایت کی جاتی ہے۔

۶۸۹۱ عمیرہ ابن فروخ ❻

مستغفری نے بحوالہ ابن یونس ان کا ذکر کیا ہے اور ابوموسیٰ نے ذیل میں اپنے استدراک میں کہ عرس بن عمیرہ کے والد ہیں۔

میں کہتا ہوں: عرس کے والد کا نام تو فروہ ہے نہ کہ فرّوخ، قسم اوّل عمیر بن فروہ کے حالات میں بیان ہوا ہے۔

---

❶ جامع المسانید (۱۰/۱۱۸) اسد الغابہ (۳/۴۲۰) ❷ اسد الغابہ (۴۰۶۹) تجرید (۱/۴۲۳)

❸ اسد الغابہ (۴۰۸۵) تجرید (۱/۴۲۵) ❹ جامع المسانید (۱۰/۱۲۳) اسد الغابہ (۳/۴۲۰)

❺ بخاری کتاب الطب باب لاصفر وھو داء یاخذ البطن (۵۷۱۷) مسلم (۵۷۴۸) ابوداود (۳۹۱۱)

ابن ماجہ (۳۵۴۰) مسند احمد (۱/۱۸۰)

❻ اسد الغابہ (۴۰۹۳) تجرید (۱/۴۲۶)

باب عین کے بعد نون

۶۸۹۲ عنان [1]

ایک صحابی ہیں جن کی ایک حدیث ہے عسکری نے ان کا اتنا ہی تذکرہ کیا ہے اور ان کی مرفوع حدیث نقل کی ہے: "جس نے عیدالفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو گویا اس نے سال بھر روزے رکھے"۔ [2] جبکہ اس میں لفظی غلطی ہے یہ تو غنام ہیں جیسا کہ اپنے مقام پر ذکر ہوگا۔

۶۸۹۳ عنتر [3]

العذری، ان کی ایک حدیث ہے۔ ابن الاثیر [4] نے بحوالہ ابن ابی حاتم الرازی [5] ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے پھر عبدالغنی بن سعید سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے عس کو درست قرار دیا ہے پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

میں کہتا ہوں: عثیر میں تذکرہ ہوا ہے۔ ابوعمر [6] اسے نون زاء سے تصغیر قرار دیتے ہیں۔ جبکہ اکثر کے ہاں ثاء اور راء سے ہے۔

۶۸۹۴ (ز) عنترہ بن وھب العدوی

ابن الدباغ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو غلط ہے، یہ تو عُنیز ہے۔

۶۸۹۵ (ز) عنیز

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے اور میں نے سابقہ عنوان میں اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

باب عین کے بعد واؤ

۶۸۹۶ (ز) عوسجہ

مرسل حدیث کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے جبکہ درست سند یوں ہے: عن عوسجة عن ابن عباس۔

۶۸۹۷ عوف بن مالك الجشمی [7]

ابوالاحوص کے والد علی بن سعید العسکری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں۔ یہ وہم تبدیلی اور قلب سے واقع ہوا۔ ابوالاحوص کے والد کا نام تو مالک بن نضلہ ہے اور ابوالاحوص کو مالک بن عوف کہا جاتا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٠٩٥) تجرید (٤٢٦/١) [2] جامع المسانید (١٣١/١٠) اسد الغابہ (٤٢٣/٣)

[3] اسد الغابہ (٤١٠٢) استیعاب (٢٠٦٩) تجرید (٤٢٦/١) [4] اسد الغابہ (٤٢٤/٣) [5] الجرح والتعدیل (٤٠/٧)

[6] استیعاب (٣١٤/٣) [7] اسد الغابہ (٤١٢٥) تجرید (٤٢٩/١)

۶۸۹۸ (ز) عوف بن مالك النصری

خلیفہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زکوۃ وصول کنندگان میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: عجز ھوازن، نصر، ثقیف اور سعد بن مالک پر عوف بن مالک تھے۔ بقول بعض: یہ نام پلٹ گیا ہے۔ درست مالک بن عوف ہے۔ اس بارے میں ان کے وہم سے ابوالقاسم بن عساکر نے اپنی تاریخ کے مالک بن عوف کے حالات والے حصے میں آگاہ کیا ہے۔

۶۸۹۹ عویمر*

ابو تمیم، ہذلی ہیں۔ قسم اوّل میں ذکر ہوا ہے۔

باب عین کے بعد یاء

۶۹۰۰ عیاض الثقفی*

ابن عبداللہ۔ ابن الاثیر نے دونوں میں فرق کیا ہے جو ان کا وہم ہے۔

۶۹۰۱ عیینہ

ابن ربیعہ۔ بنی حارث بن الخزرج کے حلیف۔ بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ غلطی تبدیلی سے پیدا ہوئی۔ درست عقبہ ہے، ابن عبدالبر نے ان کا درست ذکر کیا ہے۔

واللہ عندہ حسن المآب